

# طاہر علی شاہ کی ادبی و ثقافتی خدمات

کوکبِ قدس و سجاد علی مرزا



پیشکش: مولانا محمد رفیع صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب

واجب علی شاه

آیت اور شفاء

واجد علی شاہ  
کی  
ادبی اور ثقافتی خدمات

کوکب قدر سجاد علی میرزا



وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فرداغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹل ایریا، جسرول پتی ریلوے۔ 110025

## قوی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

|            |   |                |
|------------|---|----------------|
| 1996       | : | پہلی اشاعت     |
| 2010       | : | دوسری اشاعت    |
| 1100       | : | تعداد          |
| 127/- روپے | : | قیمت           |
| 732        | : | سلسلہء مطبوعات |

Wajid Ali Shah Ki Adabi aur Saqafati  
Khidmat

by

Kaukab Qadr Sajjad Ali Meerza

ISBN: 978-81-7587-429-9

ناشر: ڈاکٹر قوی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹ محل اہلیہ،  
جسول، نئی دہلی 110025 فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099  
شعبہ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ چورم، نئی دہلی-110066  
فون نمبر: 28109746، فیکس: 26108159

ای میل: [urduocouncil@gmail.com](mailto:urduocouncil@gmail.com)، ویب سائٹ: [www.urduocouncil.nic.in](http://www.urduocouncil.nic.in)  
طابع: لاہوری پرنٹ ایڈرز، جامع مسجد، دہلی۔

اس کتاب کی چھپائی میں 70 GSM, TNPL Maplitho (Top) کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

## پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خداوار ملامتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان ہر اور رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذاتی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے عقلی ماحول سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تعلیم سے رہا ہے۔ مقدس شخصیتوں کے علاوہ، خدا و سید و بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بڑے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقہ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

میں ہیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کو نسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انہیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں بھی جانے والی، بولی جانے والی اور

چرچی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے بھلے، بولنے اور نہ سننے والے سب ساری دنیا میں بکھل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر طرح کی زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کر لی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف انواع موضوعات پر طبع زد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو پیروں نے اور اپنی تکمیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو غلطی روک لی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد عیاض احمد  
ڈائریکٹر

# میں قیام

|     |                                 |                 |
|-----|---------------------------------|-----------------|
| 13  | تقدیر                           |                 |
| 17  | عزیز مال                        |                 |
| 21  | مزارش احوال                     |                 |
| 33  | پس و پیش                        | پہلا باب :      |
| 53  | حیات                            | دوسرا باب :     |
| 76  | تصنیفات                         | تیسرا باب :     |
| 75  | مذکورہ میں تصنیفات کا ذکر       | پہلی فصل :      |
| 101 | واجد علی شاہ کے بیانات          | دوسری فصل :     |
| 108 | تصنیفات وواجد علی شاہ           | تیسری فصل :     |
| 375 | مختصر بیانات کلام وواجد علی شاہ | چوتھی فصل :     |
| 431 | واجد علی شاہ کی تحریر           | پانچویں فصل :   |
| 463 | تعارف و خدمات                   | چوتھا باب :     |
| 521 | نقد و نظر                       | پانچواں باب :   |
| 521 | واجد علی شاہ کی شہرہ گاری       | پہلی فصل :      |
| 561 | واجد علی شاہ کی شاعری           | دوسری فصل :     |
| 636 | خاترہ کلام                      |                 |
| 654 |                                 | مصادر و مراجع : |
| 655 | مخطوطات                         | (الف)           |
| 658 | طبوعات                          | (ب)             |
| 667 | انہارات                         | (ج)             |
| 669 |                                 | اشعار           |
| 687 |                                 | تصاویر          |

# ابواب کی تفصیل

پہلا باب پس و پیش صفحہ 33 سے 62  
 بزرگوں کی قائم کردہ روایتیں - فیصلہ کن جنگیں - لکھنؤی قتل کا آغاز -  
 قومیت کا عروج - انگریزوں کی اطاعت - دلی ہے قطع تعلق -  
 ہندوگی اور بے چارگی - مرکزی اور لکھنؤیت کا خاتمہ -

دوسرا باب حیات صفحہ 63 سے 74  
 ولادت - خاندان - تعلیم - ازواج - اولاد - ولی عہدہ -  
 شاہی - سزائی - اکلنے کا سفر - تفریحی - جلاوطنی - عینت -

تیسرا باب پہلی فصل سنگروں میں تصنیفات کا ذکر - صفحہ 75 سے 100  
 تصنیفات کی تعداد اور نوعیت سے متعلق تذکروں میں اختلافات - خوش  
 مرکز نیریا، سرایا سنن اور سنن شمس - مولوی سید الدین خاں اور گارسا  
 دتاسی - وزیر السلطان ذوالفہم امیر علی خاں - لالہ سری رام -  
 رام پور سکینہ - مولوی نجم الحسنی خاں - خواجہ عبدالرحمن ملت -  
 چھ دیوانا - دیوان کی شریعت - دیوانوں کے نام - دیوانوں کی  
 تلاش - دیوانوں کی تعداد - دیوانوں کی ترتیب - خطبہ -



۱۰۷ سے ۱۰۱ صفحہ تصنیفات سے متعلق داہد علی شاہ کے بیانات

نئی کی فہرست - فہرست کی اہمیت خصوصیت اور نمایاں - دیگر بیانات  
قدیم ترین، مفصل ترین اور مستند ترین

۱۰۸ سے ۳۷۴ صفحہ تصنیفات داہد علی شاہ

ہمدرد تحقیق کی روشنی میں ایک مفصل بیان کی ضرورت - نفاذ تصنیف  
کے لحاظ سے قطعات اور مطبوعات کی ترتیب - کتابیاتی تفصیل اور  
تعلیقات: افسانہ، عشق - دیباچے، عشق - بحر اہفت

گلدرست عاشقان عشق نامہ فارسی ہدایت ہمدردی

عشق نامہ منظوم مجموعہ داہد بحر ہدایت

صوت المبارک سخن اشرف ارشاد غنائی

جواب بلوچ دیوان مبارک کلیات بیوم

حزن اختری بحر مختلف نصاب اختری

تاریخ مذہب تاریخ امت از تاریخ غزالہ

تاریخ نور تاریخ ہمدرد تاریخ فراق

تاریخ جمشیدی مشیر فیض کلیات اختری

قسم مضمون ۱۰۴ صحیفہ سلطانہ

نظم نامہ ایمن دہلوی

مباحثہ بین النفس والعقل - بحر عروض - بنی

ملک اختر - ملاذ الکلمات - نوشتہ آخرت

ریاض العقبی - ریاض القلوب - ثبات القلوب (اول)

ثبات القلوب دوم - کتابیں جو دستیاب نہیں ہوئیں - کتابیں

جو غلط منسوب ہوئیں - غیر صرف کلام

پانچویں فصل خصوصیات کلام داہد علی شاہ صفحہ 375 سے 430

تصنیفات پر انفرادی — سنی سنائی باتیں — بنے بنیاد سنجے  
اصل حقیقت — خصوصیات کلام کی بحث — عشق نامہ کا  
مسودہ — محرک جذبات — تفسیر تبدیل اور خوش — فارسی  
کی طرف رجحان — صاف گوئی — ڈرامائی طرز ادا اور مکالماتی  
اسلوب — ثبات القلوب

پانچویں فصل داہد علی شاہ کی تحریر صفحہ 431 سے 453

تحریر کی اہمیت — ”شریعہ دستخط خاص“ — مصدقہ تحریریں  
چند نمونے — ”نئے ڈیزائن کا طرزِ رقیقہ“

چوتھا باب داہد علی شاہ کی ثقافتی خدمات صفحہ 453 سے 520

خدمات کی نوعیت — انگریزیت کا اثر — فنونِ لطیفہ کی سرپرستی  
ہمدت پسندی — موسیقی — رقص — ریس — مبارک  
پاغبانی — نچرل ہسٹری — مصوری — خطاطی — طبخِ سلطانی  
کتب خانہ سلطانی — کھنڈ کا نمونہ

## چاندنی باب / پہلی فصل واہد علی شاہ کی نثر نگاری صفحہ 521 سے 560

بادشاہ عیثیت نثر نگار - امتیازی خصوصیت - انفرادیت کا سبب  
 پہلا خط - خطوں کی تعداد - خطوں کے نمبرے - لمبوں  
 کا سبب تالیف - لمبوں کی افادیت - واہد علی شاہ کے نمبرے  
 اسلوب میں تنوع - مراسلہ پارسل - بیگمات کے نمبرے  
 بیگماتی زبان - بیگماتی زبان کے نقاد - اعجاز بیگمات  
 عشیر کی بیاض - لکھنوی - بادشاہ عیثیت مرتب

## دوسری فصل واہد علی شاہ کی شاعری صفحہ 561 سے 634

سلسلہ تلمذ - شاعری اور مصنائی - بلندی اور پستی  
 گہرائی اور گیرائی - فکر و فن - ہیئت اور موضوع - زبان  
 غزل گوئی - مرثیہ نگاری - نوحہ گوئی - گیت کاری  
 مثنوی نگاری - اردو کی طرہ ترین مثنوی - کھنڈ کی بدنامی  
 مثنوی



# حستاویزات

| صفحہ | دستاویز                |
|------|------------------------|
| 103  | غنی کی فہرست (۱)       |
| 104  | غنی کی فہرست (۲)       |
| 387  | غنی کی سرخیاں          |
| 399  | غنی کی تقاضی           |
| 427  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 433  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 437  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 438  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 440  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 444  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 445  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 447  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 449  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 451  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 451  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 508  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 509  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 517  | غنی کی تقاضی میں مصوری |
| 687  | غنی کی تقاضی میں مصوری |

## تقدیم

طہر علی شاہ کی شخصیت ایک عہد ساز شخصیت ہے ہندوستان کی تاریخ کی ہم کے بغیر ناممکن ہے اس خاص عہد کے تاریخ میں ان کا ذکر نہ کرنا ہے، سیاسی و ثقافتی حیثیت سے بھی اور علی شاہ اپنی نقطہ نظر سے بھی۔ لیکن تعجب نہ کہ ان پر بہت کم لکھا گیا ہے اور جو کہ لکھا گیا ان کا کافی ناممکن متعصبانہ اور یک طرفہ نقطہ کی حیثیت کا تقاضا ہے۔

زیر نظر مسودہ طہر علی شاہ کی ادبی و ثقافتی خدمات جس کے مصنف کو کب خود طہر علی میٹا گیا۔ اس لحاظ سے قابل غور بھی ہے اور کئی پہلوؤں سے بھی۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس سے قبل طہر علی شاہ کی ادبی و ثقافتی کارکردگیوں سے متعلق بے شمار ضخیم ادبی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جن میں نکتہ نگاروں نے بہت سی شاہی و لڑائیوں کی حقیقتیں اور ان کے اثرات اور طہر علی شاہ کی (ڈاکٹری ٹی ڈی جیٹا) اور کھنڈ کاٹی (اسکیچ) پر پروفیسر محمد رفیع (فری) کی حوصلہ شکنی پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن پیریز میں اس لحاظ سے نشہ ابھرا کہ ان میں طہر علی شاہ کی ساری شاہی پر تبصرہ تو ملتا ہے، مگر بہت سرسری، کو کب خود کا پیر مسودہ اس ضمن میں تحقیق غور کی حیثیت کا تقاضا ہے۔

اس کتاب کے پہلے مطالب میں داخلہ کے بعد ملاحظہ فرمائیں کہ اس کتاب کی نگارش کی ہے جنہ کے بہت سے سالہ و طہر علی شاہ کے حوالہ دہانہ کا سیاسی، تاریخی اور ادبی نقطہ فنی تحریک کو تحریر کی ہے۔ اور اس کا وہ پیر میں منظر میں نے "مکتوبہ" کی شکل میں لکھا ہے اور اس کا ایک بڑے جامع امارہ میں پیش کیا گیا ہے اور پھر طہر علی شاہ کی زندگی کے متعلق اہم باتیں مختصر و مفاد، وفات، تحفیات، ادبیات، زندگی وغیرہ کے بارے میں لکھی

تلف کی جہد کی مدد میں دلی جہد کے حقائق کا ہارہ بیان کیا ہے۔  
 تیسرا باب میں دہدلی شاہ کی تصنیفات کا تفصیل ذکر ملتا ہے، خاص طور پر "نی کے  
 حلقن انکشات قابل غور ہے، جسے کلمہ شوی خیال کیا گیا ہے، بلکہ وہ اردو ہندی میں ایک  
 غور و خرد طلب ہے، مگر تصنیفات کی یہ تفصیل طویل ہو گئی ہے لیکن غیر ضروری اس لئے ہیں  
 گفتی کہ اب تک جن کی تصنیفات ملاحظہ کی تعداد کے متعلق بعض قیاسی باتیں زیادہ جوتی  
 رہی تھیں حقائق کہہ سکتے ہیں۔ لیکن مصنف نے تقریباً، اکتالیسوں کا باضابطہ ذکر بطور  
 ان کے سروا کا غور فرمایا ہے جس سے دہدلی شاہ کی تفصیل میں دوسرے شاعر شاعری  
 پر نگاہی برقص، ذریعہ نگاہی سرسیتی، مصوری وغیرہ میں صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔  
 اس بیان سے کہیے ہمیشہ اس سے بھی ترہ جاتی ہے کہ اس میں کتاب کے نام اور  
 تفصیل کے ساتھ قابل ذکر شعروں کے موجودہ مسکن کی نشاندہی کی گئی ہے، چند شعروں کے  
 ہمیشہ ہونے کا گندہ ذکر ہے۔ یہ ہر ہوشیاری کتب خانوں کی مہربانی میں جو مطبوعات کے  
 مستند محققین کی ہوں ہیں، نیز اس بات پر بھی بحث کی گئی ہے کہ دہدلی شاہ کی بعض  
 خاصیتیں جن میں حکوک قرار دیا جاتا ہے، کیا واقعی مشکوک ہیں یا ان ہی کے مدد پر کیا تھیں  
 ہیں اس حلق میں دہدلی شاہ کی قلم کے مختلف شعروں سے بحث کرتے ہوئے ہر سے  
 ان کی خصوصیت میں ہمت طرازی کے اس پہلو کو لیا گیا ہے جو ان کی عظمت کا خلاصہ رہا

ہے۔  
 کتاب کا دہ باب جو دہدلی شاہ کی شاعری پر مشتمل ہے اس سے لگ بھگ اہمیت  
 کا حامل ہے کہ اس میں دہدلی شاہ کی شاعری سرگرمیوں، شاعری، رقص، شاعری،  
 ساری اور جس طرازی کی مدد اتوں کہ منظم اور مدد طرے پر چلی کیا گیا ہے۔  
 ان کی شاعری سرگرمی کا ایک اہم مرکز تحریر ہوتی ہے دہدلی شاہ نے، پی دی لہجی  
 اور انگریزی طرے سے اپنے خطبات کو صورتاً اور لکھنے کے خاطر طرے طرے کی طرح  
 اختیار کیا، خصوصاً کتبیں آرشد سے شعری طور پر آگاہی کے باوجود انھوں نے اپنی شعری  
 کوشش سے پہلے کی کوشش کی اور یہ شوق کھٹے تک برقرار رکھا، لہذا اس کتاب میں  
 دہدلی شاہ کی اپنی شاعری کے بھی چند نمونے بطور ثبوت شامل کیے گئے ہیں۔  
 اس کے علاوہ کلام دہدلی شاہ کی خصوصیات نظم و نثر ان کے خطوط کے غور سے

اور ان سے متعلق کچھ دلچسپ انکشافات کا بڑا تحقیقی اور تفصیلی جائزہ دیا گیا ہے۔ اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ واجد علی شاہ بے شمار تخلیقی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ لیکن وقت اور علاقہ کے ہاتھوں ان سب کو ابھرنے اور جلا پانے کا موقع نہ مل سکا۔ اور تاہم ان کے دامن میں بدنامی زیادہ رہی اور نیک نامی کم۔ لہذا ان کے متعلق غلط فہمیاں عام ہوتی گئیں جن کا دورِ گذر نہایت ضروری ہے۔

اس کتاب کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ مصنف نے انتہائی دیانت و ایمان اور غیر جانبدارانہ انداز میں تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ واجد علی شاہ کی خامیوں اور کمزوریات کے چند منطقی اثرات کا کھیلے دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ واجد علی شاہ کے ہاں عام انسانوں کی طرح چند خامیاں ضرور تھیں لیکن ان خامیوں کے باوجود اتنی خوبیاں موجود تھیں جو عام طور پر لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔

دستادیرات کی نقلیں، غلط طاش کے ٹکس اور دو صادر و ماحذ کی فہرست نے اس کتاب کی اچیت اور بڑھادی ہے۔

اے، اے، منطقی

مہاراشٹرہ کا لے آف آرٹس  
سائنس اینڈ کرسس۔ بی بی  
۳۳ اپریل ۱۹۹۱ء





## عرض حال

کیا خانہ عکس و کم سے ہوگا      ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا  
ہو گئے کہ ہوا، ہوا کم سے ہوگا      ہو گئے کہ ہوگا، اترے کم سے ہوگا

موتی سی اسکارشپ پر میں نے جنوری ۱۹۳۳ء میں اس مقالے کی تیار کیا کا اسلوب کیا تھا  
نور بدھ مہری یہ تھی کہ اسکارشپ کا مقصد قاتل و دین برہمن کے اندر ہی اس کی تکمیل کر دی جائے  
اتفاقاً اسی سال نے میں نے فیضیہ تعلیمی مروجہ اور فیضیہ مسعود حسن خونی اور تب مروجہ سے علی گڑھ  
مسلم یونیورسٹی کے شعبہ تعلیم میں پہلی دفعہ میری ملاقات ہوئی جس سے فیضیہ مروجہ کا جو تصور ملے اور اس کا  
حقیقت ان دونوں حضرات سے میری مدد کرنے کی ہمدرد سفارت کی بہ نظری صاحب نے ہمارے  
پندرہ بجے کتب خانہ میں کچھ وقت صرف کرنے کا شوق دیا لیکن از تب صاحب جن سے بڑی  
برید میں وابستہ تھیں خلاصہ تو قلع خاموش رہے۔ بجائے ایسے چھٹنے کے میں نے ان کے  
نہایت مغرور شاگرد ڈاکٹر اصغر جگرانی کے ہمراہ اسی شب علی گڑھ اسٹیشن پر ایک بلڈ پمپ والی  
دکان سے دو نو مروجہ نے نہایت مہمانی سے جواب دیا کہ سولہ سال پہلے پرویسر خواجہ احمد فاروقی  
نے مجھ سے وابستہ شام کی کتابوں کی فہرست طلب کی تھی۔ میں نے اس ملک کو نظر نہیں کیا  
کیونکہ یہ کتابیں میں نے غریب طور پر دین میں بڑی جستجو محنت اور صرف سے جمع کی ہیں۔ آپ کے  
بزرگوں کے رسالے حاصل کرنے کے لیے ان کے مشیروں اور دھماجوں سے تعلقات نہایت  
کم سفر ہوئے ہیں۔ اب اگر میں ان کتابوں کی پبلک لائبریری یا دکان نہ لوگ کہیں گے میں نے  
آپ سے استفادہ کیا ہے مجھے پتہ نہ تھا۔ آپ کا دوری طلب صادق ہے تو یہ کتابیں



کالم تمام تجربہ ہے۔

سہ فریقہ، ۱۰۰ کو متداول کر کے کے نظریات پا حال بدیہ یاد گار نشست جس میں  
 ہمارے حکماء و فاضلین اہل فن و ادب کی شرکت تھی سب کے یہ بصیرت اور ذہانت  
 چاند پر جو صوفی مروجہ نے دوہلی شاہ کی طرح ہند کے پہلے پائے بشن جو مجھے دستیاب نہ ہو  
 تھے مکملہ اصول قائم کی اشاعت کے وقت ان سے استعانت کی عبارت مرحمت فرمائی آپس  
 کے اختلافی مسائل کو خود میرے زیر بحث و جانچ و نظر گذار کر کے ہر غلطی و تشویش  
 کو مٹا کر ایک عمدہ کتاب کا کام چمڑیا اور اس کے حوالی سے احمد نے ساہا سال کی محنت سے طبع  
 کیے تھے مجھے یہ کہہ کر کہ مجھے ہر کتاب کی کس طرح قبولہ تھیں، عاجز و مضطرب  
 انھوں نے خط کے ذریعہ پھر پادشاہی توغریزی مسجد محمد علی کو آگے بڑھا دیا جس وقت  
 سر صاحب کی نگرانی میں بدلی شاہ کی مشورہ پر کام کر رہے تھے مگر اس کے ساتھ کہ  
 منتظر کہ جب میں ان کے کتب خانہ میں بیت سے محروم ہی رہا اور وہ فیصلہ خاص خلاف  
 کو سرحد متعلق کر دیا جس ایک عشق نام کی خاطر جس کے تمام تر پیرائے میں نے ہی درج  
 کیے کیوں نہ ہو اسے متبدل کر دیا، یہ غریب خود حمار ہوں، عشق نام کے ان دو سونوں میں سے  
 صرف ایک کا حوالہ دیتے، پتہ محروم اور قاتلے میں رہتا تھا سلطان عالم دہلی شاہ "میں اس  
 انجس نئی آمد و شد کے سے کا ذکر ہے لیکن خود کوئی نہیں یاد نہ آتا مگر ان کی فرست میں  
 اس مسئلہ کو کوئی شک نہ رہا ہے۔ کتاب کی اشاعت پر جو صوفی مروجہ کہ ملک میں یا ان  
 کے ہاتھوں چلی جاتی تو میں شاید وہ بھی کہہ کتاب اب سو اس کے لئے کیا کیا کر رہے

حدود شے مجھے پر عالم کا خیال

یہ تابہ یہ بلکہ طاقت اس میں ہے

عشق نام کا وہ دوسرا سحر و سحر ہی پر یہ تمام ہے جو اس وقت تک رہے گا  
 جب تک کہ حالات زمانہ اس کو جو وہی مضر عام پر نہ آئے، میری عرض عشق نامی کہ ایسے کی  
 فوائد مجھے اتفاقاً دستیار ہوئے اور جو کتنے شاعر کی طرف سے برسرِ لب و سنیہ رہے  
 تصدیق و رضا نہیں جو پر تکلف کیا۔

مخالف کا شاعت میں بہت دیر ہو گئی لیکن ہم اس کو بھی ذہن انہی جاتے ہی کہ نئی  
 آمد و میری جیسے معتد بہ سحر و سحر اس سے برکری کسی دوسرا شے کے اس کو زبور میں سے

آدمی کہ جس کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ لشکر گزاری کے ناگزیر اوقات کے ساتھ ہی ملید کرتی  
 چاہیے کہ اس کے علم و بصیرت اور ان لوگوں کو صحت اور صاف کے ساتھ آپ کے خطبے کی  
 سہولت بخشنے کے لئے ہیں۔ یہی لشکر گزاری کا مقصد ہے۔ یہی چاہیے کہ انسان کی محنت  
 کامل ہے۔

من در ششم قدم روزگار  
 من نام ایسا بسا نہ یادگار

کوکت

فیہ تہذیب  
 علی گڑھ مسلم یونیورسٹی  
 سہری سٹیٹ

# گزارش احوال

ہندوستان کے جن بادشاہوں کو دیرپا عزت حاصل ہوئی ہے میں بادشاہ شاہ جہاں نام بھی شامل ہے۔ ہندوستان اور سرحدستان سے واقفیت رکھنے والے دوسرے حکمران بھی وہ لوگ جو یہ نہیں جانتے کہ بادشاہ کس ملک کے بادشاہ تھے نہ کہ کس زمانے میں حکومت کیا تھا۔ وہ ایک بادشاہ تھے ان کو اپنا گھنٹہ سے دلچسپی تھی اور ان کے اسی نام پر ملک کے شوق نے سلطنت کو تباہ کیا۔ شہرت کی کل کائنات گردانی ہی ہوئی تو طاقت میں بقا رہا گا گیا اس نے تہذیبوں کو دھن کر دیا ہو گا۔ آج تہذیب کے وجود میں کوئی کہنا یا سنا اور ان کے بارخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ کے دور میں یہاں براہیہ کہنے والوں کا شمار نہیں وہاں گزشتہ دوروں کی کمی کی ہیں محضت کے پہلو پہ پہلو موافقت کے دور خود کرتا ہے کہ سرحد پر اس کا طویل زندگی بخش و معشرت ہی کی مدد ہیں جوئی ملکہ علاقہ حکومت کرنے اور مددائی اور حفاظت سرل پیسے کے کچھ کام ایسے بھی ہوئے ہیں۔ گزشتہ دور اس تاریخ سے پیڑھنے والی ہندوئی تاریخ بھی باقی ہے۔ چہاں اس الزام کو تسلیم کر لیں کہ دوسری شاہ ایک اہل بادشاہ تھے جب تک اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنی ہر گیر شخصیت کے ملک تھے کہ وہ بہ مذہب، شاہی سرسیدی، معنوی، رقص، مانی، سماجی، و شہرہ پرستی پر کہ مذہب و سلطنت زندگی کا گونا گونا شہرہ ہیں جس میں اصول نے دل دیا ہے۔ خودت کی عطا کی ہوئی غیر معمولی صلاحیتیں اور اسلاف کی چھٹی ہوئی پر معنوی رہا ہیں، بادشاہی شاہ کی تخلیق میں ان دونوں نام کا خلا رواہ حق ہے اور ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ نہیں تو اس وقت

محکمات کے نام کو یاد کیا جائے گا جب تک کہ لفظ "اور" کثرت کو چاہانی ہے مگر زیر نظر مقالہ انہیں مغرض کو اجاگر کرنے کے لیے لکھا گیا ہے جو سو بہری اسباب کہہ سکتے ہونگے اور اسے اور اسے دھم دھم ہوتے جا رہے ہیں۔

دوبدل شاہ کی شہرت کا بہت کچھ انحصار ان کی سیاسی اور فنی زندگی پر ہے اور یہ دونوں حیثیتیں اس مقالے کے موضوع سے خارج ہیں کیونکہ اس مقالے کا تعلق ان کی ادبی اور تخلیقی خدمات سے ہے اور ان دونوں حیثیتوں کا براہ راست ان کی سوانح حیات سے دوبدل شاہ پر اب تک سے قابل ذکر کام چھپ چکے ہیں ان تینوں میں سے کسی کا بھی موضوع سوانح حیات رہتا ہے۔ ڈاکٹر ابو الفیض شہد علی نے اپنے مقالے "کلمہ کا بدست" شاعری میں دوبدل شاہ کی حیات اور شاعری پر تبصرہ کیا ہے اور جو کہ اس مقالے میں رہ گئی تھی اسے بہت کچھ اپنے مضامین اور مقالے کے جدید مضمون و مباحث میں مدد کر رہا ہے۔ ڈاکٹر فی، زی بھٹاگ کے مقالے "ایڈمنسٹریشن آف ادب و ادبیات" دوبدل شاہ "میں معروف سوانح حیات کا خاکہ لگاتی ہے بلکہ پس منظر تو ہے ہی نہیں پر فیض مسند مسعود جس وی کی کتاب "کلمہ کا شاہی استنجہ" اس مسئلے کی آخری کڑی اور اپنے موضوع پر کافی مبصرہ اور مدلل تالیف ہے لیکن سوانح حیات کے معاملے میں یہ بھی کچھ زیادہ کا۔ آدھ نہیں۔ مگر اس سبب سے کہ دوبدل شاہ کی خدمات کا مجموعہ ان کے عہد و دور حیات کا اندازہ کے بغیر دھواں ہو گا چند ضروری باتیں پس منظر کے طور پر درج کر دینا ضروری نہیں۔ کہنے والا کیوں کہتا ہے، کیا کہتا ہے اور کیوں کہتا ہے کسی بھی قول و فعل کے تجزیے کا لازمی جزو قرار دے جاسکتے ہیں۔ زیر نظر مقالے کے پہلے دو باب اولیٰ ذکر جرد سے، درمیانی دو باب اوسما الذکر جزو سے اور آخری باب آخر الذکر جزو سے متعلق ہے۔

پس دو چھپنے کے عنوان سے مقالے کے پہلے باب میں واقعات کے ان دو حصوں کو سمیٹتے ہوئے ان کے معنی اور مدنی کی نشان دہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بتدریج ایک ایسے نقطہ کی طرف پیشے ہو جاتے تھے جس کے آگے قدر ذلت کا اندھیرا تھا۔ دوبدل شاہ کے عروج، زوال، وخدمات پر اس دور کی سیاسی، سماجی، ادبی اور فنی تحریک کا گہرا اثر ہے۔ ان کے مفاد میں ہونے اور انتقال کرنے کے بعد کچھ اہم واقعات انہیں ملتے ہیں

کی باہمی کشمکش کا منظر پیش کر چاہے سامنے آئے ہیں اس باب کے آخر میں ان کی مگر ہی اقتدار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے بلکہ آغانہ کے ساتھ انجام کی بھی خبر ہے۔

واجد علی شاہ کی زندگی سے متعلق اہم باتیں جو ایک جگہ جو ناچا ہے یہیں مختلف کتابوں میں بکھری پڑی ہیں اور ولادت، تصنیفات، بادشاہی و رواج کسی ایک بات پر مگر ذکر نہ کرنا شروع نہیں ہیں۔ مقالے کے دوسرے باب میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہ ملے گی کہ چند اہم تاریخوں کا تعین اور ضروری واقعات کا ذکر کر دیا جائے۔ واید علی شاہ کی مغربی نے ایک پوری قوم کو متوجہ کیا اور ہندوستان کی کوئی علمی زبان یا اس حد کا کوئی لغت ایسا نہیں جس میں ان کے متعلق کچھ لکھا گیا ہو۔ خود واید علی شاہ کی کتابیں اردو اور فارسی، نظم اور شہر، سیاست، موسیقی، شاعری، فلسفہ لغت، خطوط اور ہندی کیبڑوں پر مشتمل ہیں ان میں سے ہر ایک پر اس کی حیثیت کے مطابق بحث کرنا اور جن مضامین اور مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے پوری طرح استفادے کی صورت ممکن نہ ہو سکتی ہے استفادہ کرنا اس معنی کا فرض ہونا چاہیے جو ان جزئیات پر قلم اٹھائے۔ واید علی شاہ کا سوانح حیات تحقیق کا ایک اہلک اور اہم موضوع ہے اور دوسرے باب کے بیانات اس کی قائم مقامی کے بجائے اس کی ضرورت کا احساس دلانے کے لیے کافی خیال رکھے جاسکتے ہیں۔

تیسرا باب اس مقالے کا اہم باب ہے۔ اس میں واید علی شاہ کی تصنیفات اور ان بیانات کا جائزہ دیا گیا ہے جو بڑی مغزول تفتیش کے معنی تسلیم کر لیے گئے ہیں واید علی شاہ کی تمام تصنیفات نہ کسی ان کے کتب خانے میں یکجا ہو سکیں اور نہ آج ان کے یکجا ہونے کا امکان نظر آتا ہے۔ کتابوں کی تعداد اور نایابی نے عجیب و غریب غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں۔ چند تذکرہ نگار تو وہی باتیں دہرا رہے ہیں جو آج سے ساٹھ شہر میں پہلے لکھی گئی تھیں اور اس وقت بھی اتنی ہی غلط فہمیاں جتنی کہ آج ہیں۔ اور چند جو اس روایتی بیان میں بھت اور تازگی پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں بھی ایسی ہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلی فصل میں تذکرہ نگاروں کے بیانات اور دوسری فصل میں خود واید علی شاہ کے بیان کی خصوصیات واضح کرنے کے بعد تیسری فصل میں واید علی شاہ کی برائیں تصنیفات کی کتابی سیاق

تفصیل اور چند دوسری کتابوں کے نام پیش کیے ہیں۔ جہاں یقین ہے کہ یہ  
 پانچویں نسخہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہیں اس کا بھی یقین ہے کہ آئندہ عیاں کی  
 پانچویں مرتبہ کیا جائے گا جسے نقل کیا جائے گا۔ واجد علی شاہ کا بیار نویس معلم  
 عنقریب مشابہ سے بستر مرگ تک تقریباً پچاس برس مسلسل غلب و یاس  
 ہر طرز کا سادہ فرام کرنا ہوا لیکن جب یہ تمام تصنیفات خود مصنف کے کتب خانے  
 میں ہوں جو اس کے وقت اور اختیارات کے لیے نہ ہو سکیں تو کس بھروسے پر اسید  
 کی جیلے کتاب جب وہ بارہا ایک عالم میں بکھری پڑی ہیں اور شاہ تباہ اور عین  
 بھی ہو گئیں پھر بھی ہو سکیں گی اور کوئی ایسا نسخہ شہ کیا جائے گا جو تمام تصنیفات  
 پر محیط ہو۔ بلکہ ان کی تباہی اور بکری کے پانچویں شاہ سے زیادہ ہی کیا جاسکتا ہے  
 کہ جو کتابیں دستیاب ہو جائیں ان کے ذکر کو غفلت نہ کیا جائے اور جائزے میں  
 حتیٰ ممکن ہی کیا گیا ہے اس جائزے سے اتنا قریبے شک ثابت ہو جائے کہ  
 واجد علی شاہ نے ہی میں جس کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے فیض موجود ہے مگر پرنشتر  
 ہیں اور جن کے وجود کا علم نہ ہو سکا ان کے بارے میں بھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ  
 حتمی ہو گئیں۔ کہ کتابیں حال ہی میں دستیاب ہوئی ہیں اور ایسی یا اور یوں ہی کے  
 بہت سے بھی کتب خانے چاری پہنچے سے آج بھی باہر ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس خیال کا کہ  
 واجد علی شاہ نے سیکڑوں کتابیں لکھیں کوئی سترلج بنظر نہیں آتا۔ کتابیں مگر کوئی  
 اسی طرح رکھتی تھیں تو واجد علی شاہ یا ان کے ہم عصر افراد نے کہ تو ذکر کیا ہوتا۔ جو ان  
 نے جب ان کتابوں کے نام تک نہیں بخاوند لکھے تو اس روایت کو بھی اس خطے  
 میں رکھا جاسکتا ہے جہاں واجد علی شاہ کی طرف سے انگریزوں کے کتابیں شائع  
 کرنے کے افسانے کو رکھنا چاہیے۔

جائزے کی کتابیاتی تفصیل سے مفاد فیض مولیٰ طرز پر طویل ہو گیا ہے لیکن اس  
 کتابیاتی تفصیل کی ضرورت اس اہمیت کا اندازہ ہی وقت کیا جائے گا کہ جب یہ بھی معلوم  
 ہو کہ قصہ اسی تفصیل کے نہ ہونے کے سبب سے کتابوں کے ستر تصنیفات میں  
 تو بڑی بات ہے جو کہ ان کتابوں کے اہمیت کی دریافت کرنا بکاوشوار ہے۔ کتاب کے  
 نام اور تفصیلی کے ساتھ قابل ذکر نسخوں کے موجودہ کس کی نشاندہی جو اس جائزہ



کاغذ میں جن سے ان لوگوں کے لیے مفید بات ہوگی جو ان کتابوں کے متلاشی ہیں۔ ہاتھ  
 میں چند نسخوں کے ہر شدہ حصے کا ذکر ہے۔ یہ ہر شیخ کی کتب خانہ کا ہر ایک  
 مخطوطات پر ان مہروں کا وجود مخطوطات کے مستند ہونے کی ضمانت ہے۔ بطور مثال  
 پر عثمانی فرسٹ لیک مہر ملتی ہے جو بادشاہ کی ہے اور جسے مطبع سلطانی کی بھی ہوئی نام  
 کتابوں پر اس لیے ثبت کیا جاتا ہے کہ اس زمانے کا کام دستور کی تھا کتابیانی تفصیل  
 میں آثار کی عبارت کے ساتھ بسم اللہ اور اختتام کی عبارت کے بعد قطعات تاریخ کا اضافہ  
 غیر ضروری سمجھتے تھے۔ نظر انداز کیا گیا، کیوں کہ بسم اللہ سے اختتام و شروع ہے اور قطعات  
 تاریخ عموماً مخطوطہ نسخوں میں ملتے ہیں۔ وہی کتابیں اگر مطبعے کی شکل میں تو وہاں  
 ترتیب دینا چاہئے کی عبارت ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتابیں عربی یا کیر و مستقیم خط  
 میں لکھی ہوئی ہیں اور جہاں اس سے اختلاف ہے وہاں اس کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔  
 کتاب کی قطع کتاب کی محاسن کا بیان کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔ یہ قطع اکثر وہ  
 بیشتر کتاب کے اصل نسخوں سے لی گئی ہے۔ بار بار کی جلد سازی میں ماحضے کا کاغذ  
 ضائع ہو جاتا ہے۔ قطع کا اندراج موجودہ حساب پیمائش کے مطابق سستی بہتر میں ہے  
 جن کتابوں میں مکمل چھپائی کی کوئی غلطی یا کوئی ایسی بات ہے جو دوسرے نسخوں یا  
 مطبع سلطانی کی دوسری طبعات میں نہیں ہے تو اس کتابیانی تفصیل میں اس کا ذکر  
 ہے کیوں کہ مطبع سلطانی کے دار کا امانہ کرنے کے لیے اس طریق کی اہمیت ضروری  
 ہے۔ جن کتب خانوں میں تصنیفات و لہجہ ملی شاہ کے ناقص نسخے پڑے ہیں اور وہ  
 ان کو اس نقص یا نسخوں کے اختلاف کے سبب شناخت کرنے سے محذور ہیں۔ ہاتھ  
 کی یہ کتابیانی تفصیل ان کتب خانوں پر ان لوگوں کے لیے کار آمد ثابت ہوگی جو اس کو  
 ان کتابوں سے واسطہ پڑتا ہے۔  
 واجد ملی شاہ کی تصنیفات پر کسی کسی یہ اعتراض عام کیا جاتا ہے کہ جو کتابیں ان  
 کی تصنیف ثانی لکھی گئی ہے ان کی تصنیف میں ہیں۔ اس طریق کی قطع زیادہ باتوں میں  
 عموماً نہ کسی تصنیف کا، مریا جاتا ہے اور نہ کوئی دلیل یا سند پیش کی جاتی ہے۔  
 واجد ملی شاہ کی تصنیفات کا جائزہ پیش کرنے والے کے لیے ممکن ہیں کہ وہ اس  
 طریق کے لیے بنیاد باتوں کو ناقابل انتہا قرار دے کر آگے بڑھ جاتے۔ اعتراضات

نے اہل نظر کو بھی متاثر کیا ہے اور اب واجد علی شاہ کی خاص خاص تصنیفیں بھی اس زمانہ میں آئے گی ہیں۔ تیسرے باب کی پونہ خصل میں اعتراضات کے منافی جواب دینے کے بعد شہرت جواب میں واجد علی شاہ کے کلام کی وہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں جو کم و بیش ان کی تمام تصانیف میں موجود ہیں اور جس کے ہوتے ان کی تصنیف کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا دیر کے مساوی ہے۔ اعتراضات کی تردید کا ایک دوسرا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ان کی تحریر کو مشابہت کہہ کے اس کی سند سے ان کتابوں کو درست بردے یا یا بدلے جو اسی خط میں لکھی ہوئی ہیں۔ تحریر کا جو نمونہ پر وزیر مسعود جس رضوی نے لکھ کر شاہی اسٹیج میں پیش کیا ہے کسی خط بھی پر مبنی ہے۔ اس باب کی آخری صلی میں مجموعہ کے مختلف نمونوں سے بحث کرتے ہوئے واجد علی شاہ کی تحریر میں اسی بدلت طرازی اور بے قراری کی جھلک دکھائی گئی ہے جس کا تعلق ان کے اکثر کازانوں سے ہے۔

واجد علی شاہ کی ثقافتی خدمات کے ضمن میں ہم ضرور ان کے وقت سے صائب ک اکثر اہل قلم نے شایاں کہیں کو بڑی اہمیت دی ہے اور عام خیال یہ ہے کہ بادشاہ نے اپنی عزت کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا۔ صاحبان قلم اگر کہیں اور غور اور جستجو سے کام لیتے تو شاید محسوس کرتے کہ واجد علی شاہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ ان کی ثقافتی مصروفیتوں کا نقطہ آغاز قدما ہیں ذرا مائی طرز اس ہے اور اس کی قریب کا سبب کسی خارجی عنصر کے بجائے ان کی ہی داخلی کہوری حل سلامت ہے۔ زیر نظر مقالے کے چوتھے باب میں واجد علی شاہ کی ثقافتی سرگرمیوں کو ایک سرچہ اور مسلم طریقے پر پیش کرتے ہوئے اسی پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اور دکھایا گیا ہے کہ واجد علی شاہ سے کس طرح بندہ رنگ اپنے زمانے کی موسیقی، رقص، شاعری، منہاری اور لباس وغیرہ کی روایتوں کو ترقی دے کر رہس کے حدود مال برقیہ کے اندر اپنی اس کوشش میں کہ ان کے رموز پر انگریزی تفسیر کی نقان کا شبہ ہو۔ نہ اس نے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا جو ان کے دوستوں نے یا وہ خاصے دوستوں سے بابت رکھتا ہے۔ مقالے کے اس حصے کو کتابت کھوکھلائی اسٹیج کا ترجمہ خیال کرتے ہوئے دیکھنا چاہیے، کیوں کہ اس کتاب میں حاصل معنی سے تاہم ضروری شہادتیں پیش کر دی ہیں اور انھیں باقرا کو وہ پورا تحصیل حاصل ہے

طہار علی شاہ کی نقاشی سرگرمی کا وہ سلسلہ کہ نیرل ہنری کا ہے اور اس کا تعلق بھی وہی ہے۔  
 اس سے ہے۔ واجد علی شاہ نے یہاں بھی اپنی دلچسپی اور تحریری طور طریق سے اپنے مطالعہ کو  
 انگ رکھنے کی خاطر طرح طرح کی ہڈیوں میں اختیار کر کے اور کلکے تک اپنے تئوں کو برقرار رکھا  
 مصروفی میں ان کے یاں کے متوصل افراد کے کہالہ برمودہ میں نے کچھ کہتے کی خدمت میں  
 نہیں کہ ایک نگران کی نقاشی کے نمونے سامنے رکھے جائیں تو معلوم ہو کہ وہ اس شور  
 سے بے پروا نہ تھے جو کرشن کی لکٹ Commercial art کے پس پشت کام  
 کرتا ہے۔ نقاشی خدمات کے ذیل میں اس سے زیادہ ممکن نہیں کہ ان کے کمالات کا  
 ذکر کر دیا جائے۔ واجد علی شاہ کی اپنی نقاشی کے چند نمونے بہر طبع نشان کرنا پڑے ہیں  
 کیونکہ حفاظت کے لیے ہمیں نہیں کہ نقاشی کر رہا اور واقعت حاصل کرنے کے لیے ضروری  
 ہے کہ نقش و نگار کی کچھ کیفیت بھی نظروں کے سامنے آجائے۔

پانچویں باب میں ادیب اور شاعر کی حیثیت سے واجد علی شاہ کی خدمت کا جائزہ  
 لیا گیا ہے اور واجد علی شاہ کے کلام سے نثر اور نظم کے نمونے پیش کرتے ہوئے دکھایا  
 گیا ہے کہ اس کے مطالعات سے مجبور ہو کر واجد علی شاہ نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار  
 مختلف اوقات سے کیا یا کہ جس طرز میں ان کو کامیابی اور انفرادیت حاصل ہوئی وہ وہاں  
 ہے جہاں کے فطری رجحانات سے موافقت رکھتا ہے۔ خطوں میں مکالماتی اسلوب اور  
 شعریوں میں ڈرامائی طرز اور ان کی نثر نگاری اور شاعری کی روح ہیں اور ان میں سے  
 کسی ایک میں بھی انہیں کسی کا مقلد سمجھنا واجد علی شاہ کی اپنی شخصیت کو نہ سمجھنے کے  
 مترادف ہے۔ بی میں نقون کا بیان اور بیگنا سے منسوب عزیز میں قصہ پسند کے  
 سبب دوسرے وجہ پر آتی ہیں لیکن اسی مکالماتی اسلوب اور ڈرامائی طرز اور اس نے  
 انہیں بھی استعمال کیا ہے اور اردو زبان میں یہ دونوں تفصیلات بھی اپنی مثال آپ  
 ہیں۔ ڈرامائی طرز اور اس واجد علی شاہ کی انشاپسندی کا اندازہ صرف انہیں نظروں  
 سے کیا جا سکتا ہے کہ جس میں آسمان جی بدیہات کا صاف صاف بیان ہی اکثر فرد  
 کو گورگر ملتا ہے نہ کہ ان کو کہتے ہوئے دیکھنا۔

واجد علی شاہ کے ترتیب دیے ہوئے خطوں کے مجموعہ سے ایک نہایت  
 دلچسپ حقیقت کا اعلان ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جس خطوں کو آج تک بیگانی زبان اور سوانی

جذبات کی مکاشفہ کے ثبوت میں پیش کیا جا تا رہا وہ تمام خطرات اصل اور سادہ ہے کے اور یوں  
کے کچھ ہے جس اور بیگیت باہم رکھنے پڑنے سے ناواقف تھیں شروع شروع میں معاف  
ہو مقررہ نہ رہا تھا۔ موجودہ زمانے میں بعض اور متفق حضرات نے ناکافی تحقیق کی بنا پر  
اس خیال کو تقریباً پہنچائی۔ صاحبان تحقیق اگر خطروں کی داخلی شہادت، خود واجد علی  
شاہ کے بیانات اور اس زمانے میں تعلیم نسواں کے دواج پر غور کرتے تو یہ حقیقت  
بہت پہلے آشفت ہو جاتی۔

واجد علی شاہ کی مختلف تصنیفات میں جن کا اس باب میں ذکر آگیا ہے مشنری  
ثبات محبوب کی شامل ہے جو واجد علی شاہ کے آخری چار برسوں کی کافی سہ اور ہم علی مطلق  
میں اس کا نام بھی لوگوں کو معلوم نہیں۔ واجد علی شاہ کی تصنیفات میں مگر صرف اسی مشنری  
کو ریا جائے تو یہ ایک مشنری اپنی ایک صفت۔ اڑتالیس ہزار ایک سو پچاس اشعار  
کی بدولت اس قابل ہے کہ جب تک اس کا جواب تصنیف نہ ہو جائے واجد علی شاہ کا نام  
تقدیر ہائے تاریخ میں بوسہ یادگار رہے گا۔ اس کی طرف مشنریوں کے جو تھے اب  
تک دریافت ہوئے ہیں وہ اس کے نصف کے برابر بھی نہیں ہیں اور ان کا ذکر بھی اسی  
باب میں ہو چکا ہے۔

مقالے کے آخری چند صفحات میں یہ قیام لیا گیا ہے کہ واجد علی شاہ بڑی اچھی  
تخلیقی صلاحیتوں کے مالک تھے لیکن قسمت کی ستم خیزی سے وہ اس سازگار ماحول  
سے محروم رہے جس میں ان صلاحیتوں کے پوری طرح ابھرنے اور جلا ہونے کے مواقع  
میں آتے۔ بادشاہ ہونے اور مغرور ہونے کے بعد انھوں نے شدت سے عسوس  
کیا کہ انگریز صرف ان کے ملک ان کی تہذیب کے بھی دشمن ہیں۔ واجد علی شاہ نے جو  
فرم کہیں بھی انگریزوں کے مقابل ہوئے کی ہیئت نہیں رکھتے تھے لیکن بادشاہ ہونے  
کے سبب انھوں نے اپنا مرض بھگا کر کسی ایک محاذ پر انگریزوں کا مقابلہ ضرور  
کیا جائے۔ اس کی کوششیں کی جا رہی تھیں مگر اس نے دلی کو بھی جاسکتی ہیں یکس ایک  
تخلیقی دماغ کو محسوس رکھنے کے لیے کہہ دو جونا چاہیے۔ اس کے زمانے میں یہی  
دماغ بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن ایک ہنگامی دور میں اس نے جو کچھ کیا لوگ اسے بھی  
بے پروا رہے ہیں۔ اس کی ادبی اور ثقافتی خدمات کو اس کے دلی متاع کا دھما

جاتا ہے ہمارے طریقہ استعمل حد درجہ بنیادی غلطی ہے جس کی بدولت ہم جاہل  
 مابعدی شاہ کی طرف بڑھنے کے لئے سے مدد دیتے ہوئے ہیں۔ اہم باتوں میں مذاکرہ  
 اختلافات جیسا کہ سچا معاملہ جس کی باتوں میں اتنی بھولی ناواقفیت جیسا کہ مابعدی  
 شاہ کی کتابوں کو زبردستی تسلیم سے ظاہر ہوتی ہے اس بیان کی خود دلیل ہے کہ  
 مابعدی شاہ کے معاملے میں خود کو کو ایک مکمل نہیں دیا گیا۔ تحقیق اور انصاف کا  
 تقاضا ہے کہ جہاں اب تک بغیر سچے بے ترغیب یا مذمت کی جاتی رہی وہاں اب  
 سچہ جو کرانے کے افکار اور اعمال کا مطالعہ کیا جائے اور اگر ان خیالیوں کو روشن نہیں  
 کیا جاسکتا جن کا جو دھماکا ان میں خدائی ہے تو ان کو خود کو گناہ مہر نہ دینا چاہیے  
 جو ہر انسان میں نہیں کسی کسی میں پائی جاتی ہیں۔ راقم مقالہ نگار کو مابعدی شاہ کی ذات کو  
 خداست میں بیسیں خرابیاں نظر آئیں اور انہیں اپنے اپنے مقام پر بیان بھی کر دیا گیا لیکن  
 ان خرابیوں میں کوئی ایک خرابی ایسی نہیں صرف انہیں کی ذات میں جو ان کی ذات ہے  
 پھیلی ہو۔ خوبیوں میں کئی خوبیوں کی نشان دہی کی جاسکتی ہے اور کی گئی ہے جو صرف  
 انہیں کی ذات سے نہیں بلکہ جب تک ان خوبیوں کے آثار ان کے وجود مابعدی شاہ کے  
 نام کو بھول جاتا بہت دھماکا ہو گا۔

لوہ اور تارخ کے مقامات میں مسیانی و مسہان کی مناسبت سے استعارات  
 پیش کرنا اور ادبی رنگ میں گھسنا جائز اور مناسب کی خوبی میں انسانی کا سبب خیال  
 کیا جاتا ہے بذریعہ نقل کے موضوع میں اپنی نوعیت کے باعث غریبی و ناخوشی  
 کہ اس رعایت سے خاتمہ ماننا یا چاہے کیوں کہ یہ مقدار نہ صرف بار و بار کا مطالعہ  
 ایک بار شاہ کے کارناموں کا بیان ہے بلکہ تہذیب و تمدن کے اس دور کا تاریخ بھی ہے  
 جس کی مابعدی شاہ ناسمجھ کرتے ہیں۔ راقم مقالہ نگار نے سب سے زیادہ ناخوشیوں میں نظر کیا  
 ہے اور مختلف طور و مقامات کی موجودگی میں اسی بیان کو صحیح تصور کیا ہے جو لوہی  
 کے فرما بندگان ہونے یا شخص ہا شخص سے قربت کے سبب خبر سوال کیا جاسکتا ہے  
 کہیں کہیں اختلاف کی لامحبت یا لوہی کی دقت اور مقبولیت کے پیش نظر ایک محاکمہ  
 و حدود قائم کر کے تمام ضروری شہادتیں پیش کرنا ہیں جو کسی ایک نقطہ کے قیام  
 کے لئے یاد کرنے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔ مابعدی شاہ پر کلمہ اٹھانے والے کے لئے لیکن

نہیں کہ وہ اعتدالی اصول سے دامن پکاتا ہوا آگے بڑھ جائے کیوں کہ اختلاف کا سرچشمہ اکثر ممتاز افراد کا قلم ہے اور ان کے بیانات کی تعلق کے بغیر آگے بڑھا جاتے تو شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ جو بیان بغیر کسی تردید کے اب تک نقل ہوا ہے صحیح اور موجودہ تحقیق ناقص ہے۔ حقیقت کو انسانی سے الگ کر کے لے کر دیکھنا ہے کہ کسی مروجہ بیان سے انفرین یا کسی نئے نئے کھانا کھانا کرتے ہوئے تردید، تائید اور ترمیم میں وہ اسناد اور دلائل بھی پیش کیے جائیں جو اس مسئلے سے متعلق ایسا مصداق اور مآخذ کا فرستہ ہے قلم جس میں انگریزی کتابوں کے حوالے انگریزی اصل پر مصنف کے نام سے اور اردو اور فارسی کتابوں کے حوالے کتابوں کے نام سے درج ہوئے ہیں اور مقالے کے حاشیوں پر بھی اسی اصول کے مطابق لکھے گئے ہیں، ایک مختصر سا اشارہ بھی شریک کیا گیا ہے جس میں حوالہ قابل ذکر افراد اور طائعات کے چند ایسے ممتاز اپنی قلم کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں جن کے بیانات سے اختلاف یا جن کے بیانات پر اضافہ اس مقالے میں نظر آئے گا۔ وابد علی شاہ کی زندگی سے متعلق اکثر تاریخیں ہجری سنہ میں ملتی ہیں اور انہیں کے صحیح ہونے کی ذمہ داری بھی لی جاسکتی ہے کہیں کہیں جیسی سرہ کی تاریخیں تقویم کی مدد سے حاصل کی گئی ہیں لیکن ان تاریخوں میں بظاہر دو چار دن کی غلطی سے زیادہ کا امکان نہیں ہے۔

۱۵۔ جنوری ۱۹۹۳ء سے راقم مقالہ نگار نے باضابطہ اس موضوع پر مہلوف فرامیہ کرنا شروع کیا تھا اور مارچ ۱۹۹۷ء میں یہ سطر پر سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔ ان میں ایسے کی دستاویز کم نہیں تو ایک ایسے کتبہ موضوع کے لیے زیادہ بھی نہیں کہی جاسکتی جس کے ضروری اجزاء اطراف ہند میں بکھرے ہوئے ہیں اور ایسے افراد کے قہقہے اور احتیاط میں ہیں جو سال کی دہشوریوں پر کم اور اپنی مصروفیتوں پر زیادہ نظر رکھتے ہیں کہتے ہی مدد دانت ایسے تھے جو نندھے اور بندہ ہے اور کتنی ہی کتابیں ایسی تھیں جن کو ایک بار دیکھا اور دوسری بار دیکھے کی حسرت رہ گئی۔ ان حدود و احوال کے کھلے اور ان کتابوں کے سطر عام پر آنے کے بعد ممکن ہے چند بیانات کی مزید توجیس یا ترمیم و تسمیح کی جلتے لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں باتوں کو پورے حقوق کے ساتھ کھا گیا ہے ان کے دلائل و براہین کو گھٹا نہیں کر دیا گیا ہے۔ ان نظروں سے بھلا کر دیکھتے ہیں کہاں قیاس کو

قل ہے اور کہاں منتقل کہ

عابد علی شاہ جی رسول نے نہانہ شخصیت پر قلم اٹھانے کا ذمہ داری نبھ جیسے نام  
کا کام نہ تھا اور میں گر یہ کہوں کہ مجھ میں یہ جہالت محدود شجرہ پر فیض آں احمد سو سنے  
چیدا کی تو ممکن ہے میری پرفت کے ساتھ موصوفہ کا انتخاب پر بھی حرف آئے۔ شک ہے  
کے ضمن میں موصوفہ کا اسم گرامی سر فرحت جتنا کہتے ہیں اس سے بڑی خوشی ہو کہ میں موصوفہ  
پر دوسری یونیورسٹی بولڈ میں خوب نہیں دی گئی موصوفہ سے اسی موصوفہ پر کچھ لکھ جانے  
کی ضرورت کو محسوس کیا اور لکھنے والے کو ان ملاقات کا منتقل بھیجا جن کے بغیر اس کا جبر تھا  
منزلوں کو ملے کر نا دشمن تھا میرے اس مقالے کی نگہانی کا میں منتقل و محترم ڈاکٹر جلیل الرحمن  
اعظمی نے ادا کیا ہے۔ درمیان کے دوران کسی قیمتی نسخے یا کتب کا دریافت جو ماما میر سے  
سجھاتی خوش قسمتی کا مقام نہ تھا جتنا ڈاکٹر منتقل جیسے علم دوست صاحب نظر کی نگہانی میں  
کام کرنا۔ سرو صاحب اور اعلیٰ صاحب سے تعارف کا درجہ چارے چورٹے بھائی بترقہ  
و صاحب علی بیوا سے جن کے پورے سنی اداس موصوفہ سے طالبانہ عشق کی یک صورت  
پاتھی کہ وہ بر سٹری کی خاطر مدد دیتے تھے اس موصوفہ کو ہمارے دور میں اپنی مدد  
درگاہ کے حوالے کر گئے۔ مفاد نویسی کے باب میں اگر انساب کی رسم روا ہو تو اس  
مقالے کو ترمیم کے نام معنون ہو چکا ہے نہ۔

مقالے کی تالیف میں اور بھی متعدد افراد کا تعاون حاصل ہوا ہے۔ نامناسب ہوا  
مگر میں ان میں سے چند کے نام بھی اپنے پر غرض شک ہے کے ساتھ ریب تذکرہ کر دلا۔  
نواب غایت جنگ بہادر صاحب دہلوی، قاضی عبد اللہ و صاحب اور پروفیسر جی  
عسکری صاحب دہلوی، بہادر شکار محمد امیر صاحب، نقابہ (محمد آباد) ڈاکٹر مومن  
علی الدین بھٹی، مولانا سید کلب صاحب، لکھنؤ، نور محمد راجہ، شیخ احمد  
بہادر دگلگت، جنین کی قبرست میں ادبیت کے منتقل ہیں۔ صاحب صاحب، قاضی مسافر  
پروفیسر صاحب، بہادر شکار صاحب، ڈاکٹر صاحب اور مولانا پنے بزرگانہ شور و  
ادبیتوں کے لیے وہاں کے رہنے والے ہیں اور مرشد راجہ صاحب اپنی  
اس بلند و مستل کے لیے کہ جس کے تحت موصوفہ نے اپنے نام اور دامن مراد جہاں خدا  
مروم اور شہزادہ آسمان باہر مروم کے کتب خانوں کی وہ، مولیٰ علی اور مطہر کی ہیں اور

تصویریں جن کا مثل ہندوستان کے منتخب کتب خانوں میں بھی نظر نہ آیا بلا تکلف۔  
 ساری بے حیاہ کو بیہ کردیں۔ کتب خانوں کے منتظم افراد کی مدد کے بغیر کسی بھی ریسرچ کا  
 انجام پانا مشکل ہے اور جہاں بیسیوں کتب خانوں میں چھوٹے بڑے سب نے یکساں  
 انہماک سے میرا ساتھ دیا ہے کسی کا ذکر کرنا اور کسی کا نہ کرنا نامناسب ہو گا۔ مختصر یہ کہ  
 ہر ایک کتب خانوں کے منتظم حضرات نے یکساں خلوص سے میری مشکلوں کو آسان کیا اور  
 جہاں سب کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

کو کتب خاندان جہاد علی میرزا

فیض احمد  
 علی گڑھ مسلم یونیورسٹی  
 ۲۱ مارچ ۲۰۱۷ء

پس نوشت۔

حقارے کی بدولت کے وقت عزیز ڈاکٹر زاہد فیضی، سید ریسرچ فیو، فیض احمد  
 سے کتابت کی تصحیح اور اشاریہ مرتب کرنے میں اور راجہ فرحت اللغات صاحب اور ڈاکٹر  
 یونس علی پالی گنیک ڈائریکٹر نیک نے انگریزی کی عمارتیں پیوٹ سے بنانے میں جہی سے  
 کی ہے۔ میں ان دونوں کا بھی شکریہ گزار ہوں۔ ۱۲



## پس و پیش

واجد علی شاہ کی حیات اور خدمات کا ذکر چھیڑنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان روایتوں کو پہچان لیا جائے جن سے لکھنؤی تمدن کی تشکیل اور دبستان لکھنؤ کی انفرادیت قائم ہوئی ہے اور وہ دود شروع ہوتا ہے جو واجد علی شاہ کی حیات پر محیط ہے۔

بزرگوں کی قائم کردہ روایتیں | امین نامی ملک موسوی سید کے والد تھے۔ یہ دونوں حضرات شیعوں تھے اور ان کی پسند انش نیشاپور میں ہوئی تھی بلکہ حسن خدمت کے اعتراف اور دینی دربار کو سادات ہارہ کی سارشوں سے نجات دلانے کے حیلے میں محمد شاہ بادشاہ دہلی نے ۱۷۶۲ء میں شیر محمد امین کو خطاب سعادت مان برہان الملک بھادر جنگ خطیب اور اودھ کی صوبیدار کی عنایت کی۔ اودھ کے سرکش شیخ رادوں اور مذہبوت سرداروں کو اپنا مطیع بنانا برہان الملک کا بہتر بالشان کارنامہ ہے۔ ۱۷۶۸ء میں برہان الملک کے متعلق پران کے نام سے نادر شاہ کو دو کروڑ روپے خزانہ پیش کیا اور ان کی سفارشوں سے نہ صرف اودھ کی صوبیداری کا خلعت حاصل کرنے میں

۱۷۶۸-۱۷۶۹ء وزیر نامہ ص ۲۷-۲۸

۱۷۶۸ء۔ سربراہ ستاد دی نرسبت ڈو تو اب اس آف اودھ ص ۱۰۳-۱۰۴ اودھ ص ۹۹-۱۰۰

۱۷۶۸ء۔ جیٹھا ص ۳۸-۳۹

۱۷۶۸ء۔ وزیر نامہ ص ۲۹

کامیاب ہو گئے۔ یہ جنگ دلی و بہار کی نیرنواہی کی سیر میں بطوریہ ذیل مالک منصور علی خان بہادر و خندرجنگ قنطربہ بھی مائل ہوا اور دلی و بہار سے ایسا مستحکم رشتہ قائم ہوا کہ دوسرے صوبہ دار جنگ کرنے لگے۔ بگرات کے صوبہ دار کا لڑکا کہ بادشاہ نے اپنی لڑکی بنا کر خندرجنگ کے لڑکے سے منسوب کیا۔ بابا کی حیثیت سے بادشاہ اور صوبہ دار کی حیثیت سے مرکن اور دلی و بگرات باہر اس کی دیکھا دیکھی ہندوستان کے ہر صوبہ دار نے بے اندازہ فخر و جہاں چیزیں سب سے بڑا راست فیض آباد اور بالواسطہ لکھنؤ کا تعلق میں اس لڑکی لڑکے اور اس خزانے کا بڑا حصہ ہے۔ محبت ان اوتھ کے پر رشتے ہمارے تعلق حالات کے سبب زیادہ عرصہ باقی نہ رہا کئے لیکن جب تک ان کا احساس باقی تھا اہل دلی فن دونوں سے انہماک کی اولاد سے مدد طلب کرتا پتا حق اور وہ دونوں اور ان کی اولاد دلی و دہلی کا خدمت کرنا پتا فرض جتنی رہی۔

اور وہ کے اندر دلی حالات میں برہان الملک اور خندرجنگ کی سرگرمیاں حکومت کے استحکام تک محدود تھیں۔ جفاکش سپاہیانہ زندگی بسر کرنا اور غارت بدوشی پھر صرف اسی واسطے سے تھا ہر پہلے کا اپنی قیادت و سرسنگ حکومت میں ان دونوں نے اپنی کوئی مستقل قیام گاہ نہیں کی۔ ہمیشہ فوجی چھاگ میں بسر کرتے رہے اور وفات پائی تو دلی میں دفن ہوئے۔ یہ اہل دلی باطلع عیش پسند ہوتے ہیں لیکن ان دونوں کی سادہ و صخ اسراع شاہ جہاں آباد میں بھی امتیازی شان رکھتی تھی۔ داد و دہش میں خندرجنگ کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی طیر سے گفتگو کرتے تو پچاس اشرفی انعام دیتے اور اگر کسی سپاہی کی طرف متوجہ ہوتے تو دس روپے اس کی تفریہ میں امداد کرتے۔ جعفر برہان الملک کی

سلسلہ سر اسناد کی فہرست نور میں باب اولہ ص ۹۱-۹۲۔

سند فہرست میں ص ۳۳-۳۴۔

سند تاریخ لکھنؤ (علی) ص ۸۷-۸۸۔

سند سر اسناد ایضاً ص ۶۳-۶۴۔

سند جہاں و جہاں جلد ۲ ص ۳۰-۳۱۔

سند سر اسناد ایضاً ص ۲۵۳۔

سند ثبات قطب دہلی جلد اول ص ۱۹، سر اسناد ایضاً ص ۵۵۲۔

ظہور گئی۔ اور صدر جنگ کی شان و آوازی سے ان کی ثقافتی رہنمائیوں کا اظہار ہوتا ہے۔  
لیکن بالطبع ان دونوں کو فہم و فہم کی سرحد سے زیادہ کشور کشائی منظور تھی اور اس  
مقصد میں ان کی ایرانیات اور ان کا عقیدہ مطلق و محکم تھا۔ اسی سے تو صوبہ انصاف پسند  
کے سبب اصول نے جبری رویا کا اعتقاد حاصل کر لیا اور جو لوگ دوسروں کے قابضیت باہر  
تھے ان کے مطیع اور فرمانبردار بن گئے۔ لیکن ان کی مملکت کے چاروں گوشوں پر خند و دل کے  
مغایبی استعمال متعارف پر یاگ، کاشی اور ایدہا پر حاتمے اور زمیندار طبقے میں ظلم و ستم و  
کی کثرت تھی۔ مسلمانوں میں اہل سنت اکثریت میں تھے۔ نسلی اعتبار سے بھی یہ دونوں  
مکرم طبقے سے الگ تھے۔ لیکن ان دونوں کی رضا جوئی و مروتیہ کے دونوں طبقے پریشانی  
پیشا رہے۔ ہندوؤں کی خاطر داری کے سبب اہل دلتی صدر جنگ کو بھی ہندو سمجھے تھے  
اور پنج نادوں کی غیر سگانی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ وہ جہلوں کے گھنٹہ پر تیر یا بھولنے  
کے بعد حسب حالت ان لوگوں کو پھر بار بھگا یا اور صدر جنگ کو خود طلب کیا کہ آئیے اور  
حکومت کیجیے۔ ہندو مسلم اور شیوہ سنی اتحاد کی یہ روایتیں عہد و امیدی تک باقی تھیں  
اور ہندو مان گڑھی کے واقعے کے باوجود ۱۹۴۷ء کے واقعات سے بحول و ارجح گرد پا کر اور  
کے باشندے کس خاندان کے جان نثار ہیں۔ ہندو مان گڑھی کی سند صدر جنگ کی عطا  
کی ہوئی تھی۔ اور ابو علی شاہ کی اپنی کوششیں بھی تھی کہ جو صورت اس وقت تھی وہی  
برقرار رہے۔

۱۔ سر پانوا دی فرسٹ ٹو ایس آف اور ۱۹۷۷ء۔

۲۔ ایضاً ص ۲۵۲

۳۔ ایضاً ص ۹۶-۲۵۵

۴۔ ایضاً ص ۶۷-۲۲۳

۵۔ ایضاً ص ۲۵۲

۶۔ ایضاً ص ۶۸-۱۷۷

۷۔ مولوی نجم الحسنی خاں نے تاتاریہ اور ۱۹۷۰ء پر دستخط محمد و خانات کے نقل کی ہے۔

۸۔ ہشتاگر مقالہ اور ۱۹۷۷ء۔ ۱۷۷۷ء میں ریلوے کی دہلی میں رہا ہے

غیر فراموش اور ملک گیری کی نگرانی زبانِ ادب، اچھڑپ، مذہب، حکومت، نرخیہ  
 کہ وہ تھم روایتیں جن کو برہان الملک سندھ و بیہاری کے ساتھ ملتی جلتی تھیں اسی  
 لودھ کے زمین پر اظہارِ بات سے دو چار ہوئیں۔ کسی روایت نے دس دس برس ساتھ  
 دیا۔ کسی نے سترہا س برس یہاں تک کہ واپس علی شاہ کی پیدائش سے پہلے وہ ہراسے  
 نام و نشند بھی نوٹ کیا ہوا اختلافات کے باوجود وہی اور لکھنؤ کو ایک دوسرے سے وابستہ  
 کچھ جوڑے تھا۔ شاہی کے اعلان کے ساتھ شاہانِ گزشتہ کی شوکت و حشمت کو زندہ  
 کرنے کے لیے سو کو شخص ایک طرف اور اس جرات پر اظہارِ تأسف اور طنز و تضحیک  
 دوسری طرف تاریخ کے آئندہ دھوکا یہاں خصوصیات ہیں یکس دوا و تبدیلیاں  
 جو واپس علی شاہ کی زندگی پر اثر انداز ہوئیں تاریخ کے اسی دھوکے سے تعلق رکھتی ہیں اور نہ  
 صرف یہ کہ واپس علی شاہ کی پیدائش سے قبل وقوع میں آچکی تھیں بلکہ اس قدر توانائی  
 حاصل کر چکی تھیں کہ وہ خود ہی برائیت کی آغوش میں پڑے اور ان کو پروا ہی نہ تھی کہ  
 مجبور ہے۔

**فیصلہ کن جنگیں** پابندی سے خود نمندی، سہا سہا، وضع سے شاہانہ سطوت،  
 مہمان کا نثار سے سہبستان عیش اور اسلامی وضع قطع سے  
 ہندوستانی رنگ و جگ اختیار کرنے میں صفدر جنگ کی اولاد نے جو نرخیہ تیری  
 سے لے کر کیں صفدر جنگ کے صاحبِ زادے اس بدلتی ہوئی تصویر کا پہلا نقش ہیں۔  
 برہان الملک اور صفدر جنگ دائرہ رکھتے تھے۔ دلی کا دہاری سب اس پہنچے تھے  
 شجاع الدولہ نے "ہندوستانی وضع" کی جو کچھ رکھیں، دائرہ سے بے نیاز  
 ہو گئے۔ آصف الدولہ سے جو توں میں شکف کی ابتدا ہوئی۔ نصیر الدین میرد سر  
 سے پریم، انگریزی رنگ میں۔ مگر شجاع الدولہ انتظامِ مملکت میں بھی اسی طرح کی دیا  
 تبدیلی مباحث کے منصب میں ہوں۔ برہان الملک اور صفدر جنگ کے متقدم ہندو  
 رئیس تھے۔ شجاع الدولہ اور آصف الدولہ نے کسی ہندوؤں کو یہ منصب بخشا اور

ملکہ - مرزا شجاع الدولہ جلد ۱ ص ۹۵-۹۴

ملکہ - تیسرے تاریخ، تاریخ بادشاہ و مرزا شجاع الدولہ جلد ۱ ص ۹۵-۹۴

ملکہ - مرزا شجاع، دلی فرسٹ ٹو وائس آف لودھ ص ۲۵۵

کبھی مسلمانوں کو، سہارت علی خان کے عہد سے مسلمانوں کی نیابت کے الہجے ہانے لگے۔ ہندوؤں کے لیے صرف دیوں کا عہدہ مخصوص تھا۔ شجاع الدولہ کے عہد سے تبدیلیاں کثرت اسباب کی بنا پر ظہور میں آتی رہیں۔ بنظر اختصار چند ایسی تبدیلیاں کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے دھرم میں تناسلی پیدا ہوئے۔

”وزیر الملک شجاع الدولہ ابوالنفس خان بہادر اسد جنگ“ کی مسند نشینی ۱۵۳۰ء کے وقت معلیہ سلطنت، جسے بھیجا ملک خطروں میں گھری ہوئی تھی۔ پلائی کی جنگ ۱۵۵۰ء نے سلطنت کا بایاں بازو منقطع کر دیا تھا۔ وائیک بازو سے سر ہٹوں کی یلغار تھی۔

”مرہٹوں نے بحیثیت کثیر دھرم خیر قریب بیس بیس لاکھ کے دلی کو گھیر لیا اور مرکز خاطر تھا کہ دلی کو فتح کر کے ماتحت و تاراج کریں۔“

شجاع الدولہ ان دونوں محاذوں پر موجود تھے اور ”دنیا کی دوزبردست تاریکی قوموں کی صحت کا فیصلہ انھیں کی آنکھوں کے سامنے ہوا“۔ پہلے پانی پت کی تیسری لڑائی ہوئی جس میں محمد شاہ درانی، شجاع الدولہ اور دوسرے سرداروں کی مراد دست جو ہیں ملک عرب تھیں اور مرہٹوں کا مذی دل حکمران دوسری طرف، اس لڑائی (۱۷۵۷ء) نے ایک ہی دن کے اندر فیصلہ کر دیا کہ ہندوستان چاہے مسلمانوں کا رہے یا نہ رہے مرہٹوں کا ہیں جو سکنا۔ کامیابی کے نئے میں سرشار شجاع الدولہ نے دوسری طرف انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو لکنا اور بکسر کا قیامت خیز میدان گرم ہوا۔ اس جنگ میں انگریزوں کی باقاعدہ فوج، ایک طرف تھی اور ہندوستان اور نخل سرداروں کا کثیر لشکر دوسری طرف۔ اس لڑائی (۱۷۶۱ء) نے چھ بیس لکھ کے اندر فیصلہ کر دیا کہ ہندوستان

شہر قوارخ تار و پود اور بوستان ادب و خیر میں دیباچہ لکھ کے ہنگاموں کا ذکر ملاحظہ ہو۔

۱۔ وزیر مار میں ۲۷

۲۔ قوارخ تار و پود میں ۳۰

۳۔ گزشتہ کھنڈ میں ۳۳

۴۔ کپنی کی حکومت میں ۶-۱۵

اب مسلمانوں کا نہیں اگر بیرون کا ہے۔ اگر بیرون کی فوجی طاقت اور سیاسی مصلحتیں اتنی بڑی دستداریوں کو سنبھالنے کی متقاضی رہیں، شجاع الدولہ جیسے اولیٰ العزم سپہ سالار کی پشت پناہی میں وہ اپنی مملکت کو رفتہ رفتہ آگے بڑھا سکتے تھے اور چاہتے تھے کہ شجاع الدولہ سے دوستی کا رشتہ قائم رہے۔ مملکت خروہ، اپنے اہل دوستوں کی حمایت سے یابوس جن کی رفاقت پر سرور تھا، اور خود اپنے ولی نعمت کی حور و غریبہ سے بھان جو شجاع الدولہ کی مملکت حد سرحد کو پہنچنے کی سرچ رہے تھے۔ شجاع الدولہ نے خود کو انگریزوں کے سپرد کر دیا۔ انگریزوں کی سرطین ظاہر شجاع الدولہ کو خوش کرنے اور پامال کر دیا۔ جانے کے لیے مٹا ہوا تھا، لیکن اس مساوی اور فیاضانہ سلوک کے نتیجے میں، وہ وہی ہم طاقت کا ہندوستان کی سیاست سے قطع تعلق ہو گیا۔ اور شجاع الدولہ کی حد کے پرے میں انگریزوں نے ایک، ایک کر کے اور بھی ہمسایہ یا تو کا ستی حال شروع کیا جس سے انگریزوں کو کافی اور سیاسی فائدہ، شجاع الدولہ کو اذیت اور دہائی اسیادہ کی حدوں کو دوست حاصل ہوئی۔ شجاع الدولہ کی فوجی سرگرمیاں پہے کی نسبت بدرجہا بڑھ گئیں۔ انگریزوں کو خطرہ ہو چلا تھا کہ وہ کہیں انتقام لینے کی فکر میں تو نہیں لیکن فرانسیسی پریم کے سلسلے میں حیدرناگ و مالیا میسور کے خفیہ مسدود طلب کرنے پر شجاع الدولہ کا خفیہ جواب کہ وہ انگریزوں کے دوست اور ان کے دشمنوں کے دشمن ہیں، انگریزوں کے شہادت رافع کرنے کے لیے کافی تھا کہ شجاع الدولہ ان سے مذا نہیں کریں گے۔ یہ خفیہ انہیں اجازت دے دی گئی کہ وہ جتنی بھی چاہے فوج رکھیں، لیکن

صفحہ ۱۲۲۔ مکتبہ ۳۳۔

صفحہ ۱۲۲۔ سرپرست، شجاع الدولہ، جلد ۲، ص ۳۰۔

صفحہ ۱۲۲۔ ص ۱۰۲۔

صفحہ ۱۲۲۔ ص ۲۱، فیروز شاہی، جلد ۱، ص ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳،

کوئی پابندی نہیں ہے۔ شجاع الدولہ کی اولاد اسی میں کی انتہا تھی۔ بادشاہ دہلی کی وزارت سے پہلے وہ بادشاہ افغانستان کی وزارت کے واسطے گئے تھے۔ اور ان کی زندگی اگر ساتھ دہلی یا ان کا وارث ان کے جیسے دلی و دماغ کا مالک ہوتا تو اودھ کی تاریخ کسی اور رنگ سے کھلی جاتی۔ اپنے صوبے کی حدوں میں بھیر اور ہندوستان کی خانہ جنگیوں سے محفوظ ہو جاسکے بعد شجاع الدولہ نے ۱۷۷۷ء میں ایک ایسے ملک کو غیر بادشاہ کی وسعت کی انتہا کو پہنچا تھا اور آدلی میں کر ویا تھا کہ وہ سال کے قریب تھی۔

لکھنوی تمدن کا آغاز | شجاع الدولہ کو فنون لطیفہ اور صنف نازک سے بھی اسی لکھنوی تمدن کا آغاز ایسی دلچسپی تھی جتنی فن حرب اور عروس ملکیت سے۔ اصف الدولہ نے باپ سے صرف علم ولوب کی سرپرستی کا ذوق حاصل کیا اور عروس ملکیت کی ناز برداریوں کو تنگ آکر جلد ہی ان لوگوں کے سپرد کر دیا جو اسی کے حواس بگاڑنے اور انگریزوں کے نزدیک جو عہد لمبے قیام شجاع الدولہ کے ساتھ ہوتا تھا انہیں کے ساتھ فتنہ ہو گئے۔ اودھ میں رزیدٹ اور مددگاروں کے اور بھول مٹان تجارت کرنے کا عہد نامہ بھی بھیر سے تھا۔ نئے بندوبست ۱۷۷۷ء کے تحت انگریزوں نے اپنے اختیارات میں مزید اضافہ کیا اور اصف الدولہ کو آمادہ کر دیا کہ فوج بڑھ کر دی جائے۔ غیر ملکی ملازم رکھے جائیں تو کسی کی اجازت سے رکھے جائیں اور کسی کی تجارت کو فروغ

دے۔ سر پراسٹو شجاع الدولہ ص ۸۶۔

دے۔ ایضاً ص ۹۰۔

دے۔ ایضاً ص ۱۳۳۔

دے۔ ایضاً ص ۳۲۹۔ وزارت اوضاع دہلی میں۔ کے مطابق عہد ولایت شاہی میں آدلی ایک بڑا علاقہ

دے۔ ایضاً ص ۳۰۸-۳۹۷۔

دے۔ اردن ص ۹۰-۸۹ اور ص ۹۷۔

دے۔ مسیح بھری ص ۱۰۸۔

دے۔ سر پراسٹو شجاع الدولہ ص ۲۲۲۔ دے مسیح بھری ص ۳۰۔

دے۔ گورنمنٹ لکھنؤ ص ۳۵-۳۳۔ دے اردن ص ۸۸-۸۷۔

دینے کے لیے مراعات میں اضافہ کیا جائے۔ آصف الدولہ

۱۰۔ لپٹے مغربی دوستوں کے اطاعت کیش دوست تھے۔ وہ ان کے اشاروں

پر چلتے اور ان کے مشوروں کے آگے کسی کی نہ سنتے تھے

جہاں دیدہ اور صاحب اقتدار ماں بہو بیگم حانبہ کی موجودگی میں آصف الدولہ بے میں تھے  
انھوں نے مسند نشینی کے فرائض ہی بدھتے وہیں کنھو کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اور ایران  
اور ہندوستان کی حسن ظن و تہذیب کا آغاز بیض آباد سے ہوا تھا کنھو آتے آتے اس میں  
انگریزیت کا جز بھی شامل ہو گیا۔

کنھو زبانی نس کی عمارت انھیں آصف الدولہ کی نوائی ہوئی ہے۔ اس کا خیال  
بھی سب سے پہلے انھیں کو آٹھانا پڑا۔ آصف الدولہ کی تفریح اور دل بستگی کا سامان  
مہیا کرنا زندگی میں دلوں کی خاص توجہ کا مرکز تھا۔ ولایتی کھوٹوں، گھڑیوں اور ناز و رات  
سے خواب کو بڑی دلچسپی تھی۔ انگریز تاجرانہ ملنگے داموں پر اپنا مال فروخت کرتے  
اور اکثر محض رزیڈنٹ کی خاطر خواب کو ایسی چیزیں حیرت ناپز میں جن کی خواب کو ملتی  
حضور نہ ہوتی یا ایسے لوگ نوکر رکھواے جاتے جو انگریزوں کے پست طبقے سے تھے  
خواب کی تفریحوں میں برابر سے شریک ہونا خواب کی خوشبودی حاصل کرنے کا بہترین  
ذریعہ تھا۔ خواب کے ہانوروں پر جہاں اتنی کثیر رقم خرچ ہوتی کہ اس سے ایک فوج  
کی کفالت ہو سکتی تھی وہاں ایک ہزار کتوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو اسی غیر ملکی اش کے

۱۱۔ گزشتہ کنھو ص ۲۵، اردن ص ۸۷۔

۱۲۔ ایضاً ص ۱۱۱ اردن ص ۲۲۔

۱۳۔ اردن ص ۹۶۔

۱۴۔ اسپر ص ۸۳۔

۱۵۔ شور، جلد ۲، ص ۸۲۔

۱۶۔ بارشس، جلد ۲ ص ۲۵۸، نیز ایڈنڈس ص ۲۸ کے ساتھ آصف الدولہ کے بارہی

مصنفین کی بنائی ہوئی تصویریں ہیں مگر زیادہ ہندوستان کی طرف توجہ کا اہتمام دکھایا گیا ہے۔

۱۷۔ جہاں، ص ۳۸۔



مختصر جمع جس سے تھے ملے اپنے معزز مہانوں کی خاطر داری میں آصف الدولہ نے جلد ہی فرما کر لیا کہ انھیں ٹوٹا جلائیے۔ فریاد کرنے پر مرکزی حکومت نے کچھ چارہ جوئی بھی کی لیکن اس وقت جب مرضیہ علاج ہو چکا تھا۔ لکھنؤ رنگ میں مغربی رنگ کی آمیزش اسی دور سے شروع ہوئی اور لکھنؤ مشرقی مغربی تہذیب کا اس دور میں سب سے بڑا سنگم بن گیا۔

اور جس کے ہر لمحے ہندوستان میں قتل و غارت کا بزدل گرم تھا لکھنؤ دور میں اندرون چین کی بسری کی رہتی تھی بلکہ دولت کی افراط اور محسوس و نشاط کی فراوانی کے سبب درباب حرب و اسباب علم و فن کو ناقص و ناتھ یا جانا اور معمولی سے معمولی انسان بھی اگر یہاں آتا تو عکرمعاش سے آزاد ہو جاتا تھا۔ جس کو نہ دیں حوالہ اس کو دیں آصف الدولہ اس زمانے کی مشہور کہاوٹ ہے۔ شجاع الدولہ کی بے وقت موت سے فیض آباد کو تو شاوہاں آباد بننے کا موقع نہ ملا لیکن ان کے ٹکے نے

”چند ہی روز کے اندر ساری دنیا کی دھوم دھام اپنے یہاں لکھنؤ میں جمع کر لی، ان کا حوصلہ بس یہی تھا کہ نظام حیدر آباد چوں یا شہر سلطان کسی دربار کا گرو فرادر کسی کی شوکت و شہمت میرے دربار سے نہ یاد نہ ہو سکے۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شاگرد و پیشہ افراد کا کیا ذکر غلیہ خاندان کے شاہزادے تک بن چکا آئے اور آصف الدولہ نے گرانقدر زمانے ان لوگوں کے کبھی مقرر کیے۔ مئی دربار کی مالی امداد کے صلے میں شہر دربار اٹھاک آصف الدولہ نواب محمد بیگ خان بہادر شہر بہر جنگ

سطح۔ اسپتروم ۸۳۔

سطح۔ اردن، ص ۹۸-۹۷۔

سطح۔ اسپتروم ۸۳۔

سطح۔ کچھ لوگ اسے یوں کہتے ہیں: ”میں کو وہاں مولاس کو دی آصف الدولہ

سطح۔ گرشہ لکھنؤ ص ۵۵، بولڈ تاریخ فرنگش۔

سطح۔ اردن، ص ۸۷۔

سطح۔ جون، ص ۸۰، لور ص ۸۹۔



آصف الدولہ کا ہم نام لود میرا نہیں کے مرچے، اسی تحریک کے مرہون منت ہیں اور کھڑے  
 ہوئے بھی شیعیت کا مرکز لود شیہ عقائد کی تعیم کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے وہ اسی تحریک کی بدولت  
 ہے آصف الدولہ کے وقت تک شیعہ طہار میں کوئی غند نہ تھا۔ مگر کوئی کارجماعت ملک پہنچی  
 تھی۔ تعزیر داری میں کوئی امتیازی فرق نہ تھا۔ مگر کوئی گزشتہ اور مرد آدو وغیرہ میں تعصب یا  
 نفیس لیکن ان عہدہ جو مرد خردشس نہ تھا کہ نے عقائد کی تبلیغ میں سعی کر رہی تھیں  
 نے یہ امتیاز سنو میں اوردہ کے لیے اٹھا رکھا تھا کہ جب آصف الدولہ کھڑے کو آبار کریں  
 تو مولوی دلفار علی (المتوفی ۱۲۴۵ھ) اصرار سے یہاں آئیں اور اسی مدد بارنگ سرپرستی  
 میں علم دین سے فراغت حاصل کر کے تبلیغ دین کی فکر کریں :

”ال تمام حیات انیس عقائد کی اصلاح، شیہ جماعت کی تنظیم اور ضخیم تالیفات  
 کے درجہ یافتہ محققوں کا ملک ملک مدخل جواب میں سے ہر ایک میں  
 جہاں کام محض کتاب نے بدلت ہو گیا ہے وہ کسی ایک شخص کی پوری زندگی  
 کا کام نہیں ہو سکتا۔ ہر جہاں نام خدایات کو کوئی حیثیت سے وقت  
 دیا جاوے دینا یہ ہر شخص، ہندو توین الہی کے خیال میں نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔  
 ہندوستان میں یہاں کہیں بھی علم ہے اس کی ماہر اعلیٰ کتاب شریعت  
 ضرور ہوتی ہے۔“

فرز شیہ کی تنظیم میں پہلی نذر جماعت ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۶ء) اور پہلی کارجماعت ۱۲۰۶ھ (۱۷۹۱ء) میں  
 ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۶ء) کو بنائی گئی ہے اور تعزیر داری کی موجودہ شکل درمیانیت بھی جناب عزرائیل  
 سے منسوب ہے :

”۔۔۔ اور ان دو اسم : تعزیر داری کے موجودہ رواج کی کو آنا عام کر دیا۔ مگر غرض  
 اور گلی گلی تعزیر کے لیے اس طرح انھوں نے شیوں کی تعزیر داری کو ایک نئی

صفحہ ۳۔ جناب عزرائیل ص ۳

صفحہ ۴۔ ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ ص ۱۰۲۔

صفحہ ۵۔ جناب عزرائیل ص ۱۰۱۔

صفحہ ۶۔ شیہ احمد کی تالیفات کی بار میں سے ہوا آصف الدولہ کہہ چکی ہیں۔ فرحتی ہاشمی  
 صفحہ ۷۔ ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ ص ۱۰۵۔

شکر دے کہ ہم مسلمانوں سے ملگ کر دیا اور اس سے نہ کبھی علیحدگی، نہ قطع اور نہ ہی  
تغافل کی تکلیف کی سبب۔

شیعت کے بڑے بڑے علماء کو یہاں شریعت کھڑکی سرزمین ہے جس کے کھنڈ آج بھی کے  
پرانے باشندوں کی عقیدت مند کی یاد دلا رہے ہیں۔ عرفاء، بھٹ کر اور کانٹوں جیسے دیگر  
مقامات پر غالباً یہی قبول کی گئی۔ ریارت گاہ ایسی ہر صبح کی شہید کھڑکیوں میں رہائی ہی سے آہستہ  
کے وقت کھنڈ کے اسلاف اور دوسرے رئیس پائی، درمی، گاہ کے پینے غصے خبر کر کے  
نئے۔ آہستہ آہستہ اپنے امام ہائے (تعمیر و ترمیم) میں دھن ہوئے، اختلاف ۱۹۳۳ء  
۱۹۹۶ء اور اس وقت سے ان کی اولاد انھیں کاٹنا کٹا کر تی کیے تھیں۔ کے تحریک  
خاندان کی تعمیر ایک خوبی ہے مگر ضروری کہ نام عرب میں ان میں بڑی رونق رہتی اور صرف  
امام ہائے دہلی کے بلکہ خاندان کا نام بھی روشن رہتا۔

تو ایسی الہییت الہیہ سے انھار منت اختیار یعنی دشمن الہییت سے انھار  
برأت اس مشہور عقیدے کے نمایاں اصول ہے جس سے یہ صلیبیوں سے بدگمانی یا بد  
ظن اور قطع پسندی کے سبب طرد ہی ان جماعتوں میں پیدا ہوئی۔ غلطی میں تو ان کا عقیدہ  
مختلف اصناف میں ملکتا ہے لیکن جس صنف میں اسے جو صنفیت سے متعلقہ حامل  
کی اسے مشہور کہا گیا ہے۔ اسی طرح تیسرے کا اظہار بھی مختلف عنوان سے ہوا ہے لیکن ہر دو  
گہرائی کھنڈی شعور کا امتیازی کارنامہ ہے۔ یہ شعور کی سطح پر ہونے والی شہید  
کھنڈ کی مذہبی شاعری میں صوفی کی قائم، قائم، اور تولا کے کی۔ چنانچہ جہات میں اگر  
ہمپ کا اختلاف ہوا ہے تو پتا چلتا ہے کہ رشتہ یعنی راد کی درشتی سے غلام ہو جاتا ہے۔  
طبیعت کے گرد رشتہ کے ساتھ آخری رولائے سطح پر مذہب کے اس اصول، اس سہی اور اعنی  
کے لیے خصوصیت سے اہمیت رکھتا ہے اور مسند شیخ کے باب میں ان کے پہلے ہی تذکرہ  
خاندان کی پریشانی کا باعث ہے۔ یہ شعور کا مسئلہ بھی، عقلانی مسئلہ ہے۔ کھنڈ کی مہارت

سنہ۔ ہندوستان میں شیعیت کا تاریخ ص ۲۔

ص ۱۰۰۔ گزشتہ کھنڈ ص ۱۰۰۔

ص ۱۰۰۔ دانش ور کی کتاب آیات و مظاہر

میں اس کی بڑی گنجائش تھی۔ بشیرو عقیقہ کے سہارے متوکاروں کی اور کئی کئی شادیوں کرنے کی ہر سہمی عام ہو گئی۔ بشیرو عقیقہ کی تبلیغ کے اختراقی حذر میں مناسب جدول سے تجاوز کرنا ٹکس بھی۔ ننھا اور نہ ہی ہیں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے اس خیال کی تردید ہوتی ہو۔ آصف الدولہ کا سال ہونی میں حضرت لینا سٹہ اور آل کے نائب محاوراں کا عظیم اثر ان ممالک کو تعمیر کرنا سٹہ اسی مابقی رواداری کا مظہر ہے جس کے ذریعہ ان ممالک اور صدر جنگ سے ابتدا ہوئی تھی۔ غرض اناب اور آصف الدولہ کے بعد مذہب سے بے تخصی اور ریاست سے غیر جامد داری کی روایتیں ختم ہونا شروع ہوئیں اور نصیر الدین جلد کے بعد تک لکھنؤی تمدن میں وہ حراثیم باقی ہو چکے تھے جو مذہب کے زیر اثر آگے بڑھتے اور ریاست اور ریاست کو مروج کر دیتے ہیں۔ لظاہرہ مذہب کی ترقی تھی:

”کتنے مسلمان اور کتنے شیعیہ ہو گئے یا“

اور قان تعزیر بھی کیوں کر۔۔۔ شاہ بھی اس کی رسم سے محفوظ نہ تھا مگر وہ کسی عینے میں حکم دینا مجتہد السعہ کا حق تو ہے۔ اٹا دیا جائے تو لوگ اس کے عمل پر کسی توپ کفری کر دینے کا ہرگز دریں ہرگز تو نہ تھا یہ جاسے اور بادشاہ دیا کا علی کفر اے سٹہ نہیں یہ سٹہ در حقیقت مذہب کی ترقی نہ تھی۔ دیب ہی میں تھا جس نے ایک وقت میں معیہ سلطنت کی ضرورت کو کھوٹا کیا اور اب اور دیکھ باری تھی۔ غیر مسلم ہر اے سلطنت کو پہنچنا سٹہ نا عاقبت ادریش حکمرانوں کو جوش دلانا تھا کہ اعلیٰ ترین جہن مسلم افراد کو مل چاہیے اور اس کی ذمہ داری بھی انگریزوں کے سر ہے۔ جہد آصف الدولہ میں ملوہ لال بہر دینی عہدے سے ہر مذہب کے لئے اور ریاست ہے کہ اسی میں آصف الدولہ کا انتقال ہوا۔ بھانڈوں کے

سٹہ۔ جہد ص ۳۷۔

سٹہ۔ لکھنؤ میں محاوراں کے نام ہائے کے کشف آج بھی، عہد میں شہر، جہد اور ترمیم ملوہ کے پہاڑ

سٹہ خواندہ اور مصر ص ۵۲۔

کے جوس ہوا جاتے تھے۔

سٹہ۔ جاب رضوان تاب ص ۵۔

سٹہ۔ جہد، ص ۲۰۳۔

سٹہ۔ خواندہ اور مصر ص ۵۲۔

جانشین مظفر تفضل حسین خاں مقرر ہوئے۔ غلامی و مصروف کا پہلا کارنامہ وزیر علی خاں کی مصروفی اور بربادی کے بعد سرکار کا نہر عہد سادت علی خاں میں ملک کا نمونہ تھا سادت علی خاں نے بعد

ہی "تذکرہ حسین خاں کو بجاؤ و کلاست کلکوٹ والا اور اس انداز سے ملک دلوں کو جس

سے دلی کشمکش تھا آہستہ آہستہ سرکار کو پسپا یا پسٹل

لیکن سادت علی خاں کے جانشین آئے دورانہ کشیش نہ تھے۔ وزیر کے ہاتھوں تباہی میں پڑ گیا ریادایت میں داخل ہو چکا تھا۔

**آخری زروں کی اطاعت** مظفر سلطنت کے عروج تک وراثت کے مسئلے پر وزیر مظفر علی ہوتے رہے، اور جس زمانے سے یہ سدایت ختم ہوئی وہ باری سازشوں نے سلطنت ہی کے تختے کر دیے۔ وراثت کے ٹکڑوں میں وقتی خون ریزی سے قطع نظر ملک کی سالمیت برقرار رہتی تھی اور جو بدعتی خود کو مولد کا دھنی ثابت کرتا تھا۔ کرکشی سے کرکشی عہد و ارگی اس کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہوتے تھے۔ اور وہی جانشینی کے مسئلہ پر بھی اسی قابل ذہم کے کہ اپنی قوت کے بھروسے پر اپنے استحقاق کا دعویٰ کر دیا تھوں نے اپنے تمام وسائل اسی مقصد پر قربان کر دیے کہ اپنے سرداروں کو بھروسہ کیا جائے۔ بڑی سے بڑی غلطی غرضی قول کر دینا اور بدعتی راہ و رسم اغریزوں کے سپرد کر دینا حصول تہ کا اچھا طریقہ تھا۔ سلطنت کے خیر خواہ بھی اتنے خیر خواہ نہ تھے کہ بدعت خدمت کو ذاتی منفعت پر ترجیح دیتے۔ لائق حاکم کو بلا لائق و درجائز اولاد کو ناجائز ثابت کر دیکھا تھا جان اختیار کے لیے معمولی بات ہے۔ مسند نشینی کے موقعوں پر اس طرح کی ناگفتہ بہ باتوں کی بغیر تصنیف الدولہ کی مسند نشینی سے قائم ہوئی اور اسرار و ازل میں سلطنت کی خواہش جتنی غمید ہوئی تھی مسند نشینی کی قیامت بھی اتنی ہی بڑھتی گئی۔

سکہ۔ توزیع اور انصر ص ۴۲۔ ۴۔

سکہ۔ ایضاً ص ۴۳۔

سکہ۔ ایضاً ص ۴۸۔

سکہ۔ تصنیف کے پیر بردگی کا پہلا مفہوم۔

اکھٹ اور اس سلطنت کے حقدار تھے، پہلی نہ تھے، انھیں اپنے بھائی سادات علی خاں کی طرف سے خود مختار کاپنی بہادر نے ان سے عہد نامہ اور غور خانہ دونوں فائدے بقدر خواہ وصول کیے اور انھیں کاپنی حبیب ہوئی۔ ان کے بعد ان کے لڑکے وزیر علی خاں سندھ میں ہوئے لیکن انگریزوں نے ملکہ کی سرسوس کر یا کہ وہ کٹھ پتلی نہ بن سکیں گے، انھیں سلطنت سے بے دخل کرنے میں اسے بھی ثبوت مہریم نہیں کیے گئے، جتنے کسی کراے دار کو مکان سے بے دخل کرنے کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں، یہ صرف اس لیے کہ سادات علی خاں کو ایک تہائی ملک حاصل کرنے کے لیے وہ تہائی ملک والے کو دینا منظور تھا۔ یہی پانی سلطنت کا انتظام کرنے میں جو کام سادات علی خاں نے کیا کسی نے نہ کیا۔ وہ اپنے دور کے بہترین مسلم تسلیم کیے گئے لیکن ان کے سر پر ستم کے نزدیک ان کا ساکتا اور دور نہ تھا، یہی وہی کو اتنا بدل گیا تھا کہ آصف اللہ کی طرف وہ بھی سلطنت سے دست بردار ہونے کا قطعی ارادہ کر چکے تھے۔ انگریزوں کی اطاعت کے یہ ابتدائی غور نے احساس دلانے کے لیے کافی ہیں کہ شجاع اللہ کو ان کا اہل اہل ملک اس لیے واپس نہ ملا تھا کہ ان کی اولاد بغیر کھٹکے حکومت کرتی رہے۔ میرٹھ علی کی حیثیت سے گلبرج جیسا کوئی موقع ضائع کرنا نہ چاہتے تھے، جس میں ان کی طاقت بڑھتی رہے اور اوہ کے حکمران بنام اور بدول ہوئے اور حکومت بھی کزور ہوئی جاے۔

دلی سے قطع تعلق | اور یہ کسی بھی صوبے کی صوبیداری صوبیدار کی ذاتی ملکیت نہ ہوتی تھی کہ اس کے دار ہد پر منتقل ہو جائے۔ مرکزی حکومت کو اختیار تھا کہ جب اور جسے چاہے یہ منصب عطا کرے۔ مندرجہ ملک کے اسے دو ٹوک

۱۔ سرگودھا، شجاع، دور، جلد ۱، ص ۱۶۲۔

۲۔ فیصل آباد، جلد ۱، ص ۹۷۔

۳۔ اردن، ص ۱۰۰۔

۴۔ جیشا، ص ۱۰۰۔

۵۔ جیشا، ص ۲۰۰۔ تاریخ نادر، ص ۵۰۔

۶۔ جیشا، ص ۳۰۳۔

روپے نذر دے کے حاصل کیا اور اسی سبب سے اودھ کی ملکیت زر خرید ذاتی ملکیت  
 سمجھی جاتی تھی۔ شجاع الدولہ کو مرکزی حکومت کی تائید کی بھی ضرورت نہ ہوئی۔ مرکزی  
 حکومت آہنی کڑو ہو چکی تھی کہ وہ خود شجاع الدولہ کی محتاج تھی۔ ہسٹنگز نے شجاع الدولہ  
 کو مشورہ بھی دیا تھا کہ وہ اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیں لیکن شجاع الدولہ نے صاف  
 انکار کر دیا۔ ان کی سیاست کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ کام نہ کریں جس میں وہ سرور کو  
 خاتمہ داور خود کو ایک بے معنی لقب کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو۔ عذری الدین حیدر تک حالات  
 بہت بدلی چکے تھے اب وہ ملکیت تھی اور نہ وہ فوج رکھتے تھے اور نہ بگاڑنے کے لیے اس  
 سے غرض کرنے رہ تھا کہ نب بادشاہ بنا دیا ہے۔ بادشاہ بننے سے پیشتر غازی الدین حیدر دو  
 کروڑ روپے اور بہت کچھ لٹا دیکسی کو اس کی جنگوں کے لیے مہیا کر چکے تھے۔ ابھی باپ کے  
 جمع کیے ہوئے کئی کروڑ روپے خزانے میں محفوظ تھے۔ شاہانہ طر اف کے لیے یہ رقم بہت  
 کافی تھی۔ ۹ اکتوبر ۱۷۹۹ء کو غازی الدین حیدر بادشاہ بنا دیے گئے۔ شہنشاہ  
 انگلستان کا بھیجا ہوا تاج اور بادلیکھ دیا۔ اسرا تھی جس کے بعد انگریزوں کی جبروری  
 کسی نفع کے محتاج نہ رہی۔ یکس ہس رقی دولت وہ اور بقول بعضے لارڈ مارٹن کی انتہائی  
 کارروائی سے قطع نظر دتی سے وہ برائے نام رشتہ بھی ٹوٹ گیا جس میں دونوں کی بھلائی  
 تھی۔ اودھ والے بچے کا انگریز سلطنت کے خیر خواہ ہیں، وہ باقی رہیں گے تو یہ سلطنت  
 بھی ترقی کرے گی۔ سلطنت نے ترقی تو کی لیکن یہ ترقی بیش و عشرت، تصنع اور مخالفت

۱۔ سر پراسنار، دی مرٹ ٹریڈس آف اودھ ص ۹۳۔

۲۔ اسرا بھادی (تعلیمی) ص ۱۹۲، طبع تاریخ اودھ ص ۱۲۔

۳۔ سر پراسنار، شجاع الدولہ، جلد ۲ ص ۲۲۳۔

۴۔ احمد ص ۵۳-۵۴۔

۵۔ اردو ص ۱۱، تاریخ آفتاب اودھ، تعلیمی ص ۹۴۔

۶۔ وزیر نامہ ص ۳۳۔

۷۔ ایضاً ص ۶۱۔

۸۔ قیوم تاریخ، جلد ۱ ص ۶۲-۲۳۳۔



کا نرئی تھی۔ دلی سے صاحبانِ کامل کا نام اس سلسلہ نذری میں دین چھوٹے زمانے سے تفرقا  
منقطع ہو گیا اور جس لوگوں نے اسی کھنوی ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں ان کاوت کے لہلہ  
سے گریز کر کے جس میں دلی دھول کی جھلک پائی جاتی تھی۔

**بندگی اور بے چارگی** | سر بااثر حکومت کی بھولائی کے نام پر انھوں کے زمانہ اول  
۱۸۳۷ء میں یہ حق بھی مان کر یک غفرت بھیجی تو عظمت کا امان کر لیں۔ عدالت سے  
شاہی کھانا اپنی اونٹوں پر لٹنے کے محروم اور وہ کے تخت پر بیٹھے تنگ حل اور بند  
جودہ لٹنے کے گور زمرحل کسی کی پامی کو آگے بڑھانے سے بے یس اگر کوئی تہذیب  
آئی تو رہا نہ دیا ان اور کی مسدود اندھے چاہ گ ہیں۔ انگریزوں کی طاقت  
باستخدام انھوں کی سرشت میں داخل ہر کی خفی غفلت اور اگر کسی کو بھولے سے  
اجتناب کا خیال ہی آتا تو رہا نہ دیا کسی امید افزائی کے حاصل کرنے میں مانع  
ہو نہیں سیکہ بادشاہ کا ایسے اشغال میں شہک رہا جو انگریزوں کے اقتدار اور بدنامی  
کے اختیارات میں خارج۔ جو ہر فرنی کے اطمینان کا موجب ہوتا تھا اور کوشش کی کہانی  
تھی کہ ان ایسے موافق رہیں کہ کسی ملوثی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ مذہبی اور ثقافتی  
سرگرمیاں ان کو مطلع مرعوب ہوتی رہا اور ان سے کسی نشان کا احتمال ہی نہیں تھا  
مفتوں، بلبلوں، بیوں، تاملوں وغیرہ کا اپنی ہند کو فدائی غوثی اللہ سونے پر سار  
نہرہب اور عیش و نشاط کی برکتیں۔ عکراں اور دہلیا ان طاقت میں دلچسپی بڑھ کر رکھنے

سطح۔ ہیر میں ۱۹، اور شمس میں ۳۰۔ ۳۱۔

سطح۔ مسیح عربی اور ہندو لکائی میں مذہب پر کسی اور پرانے زمانے کی نگاہ پر ۱۸۳۱ء اور ۱۸۳۲ء  
پر ۱۸۳۵ء میں سر پر اس کے ساری میں انھوں نے جو غفرت کی تصویریں بکھری تھیں  
نظر انداز کی گئی۔

تہ۔ ہیر میں ۴۹۔ ۵۰۔ سطح واپس لائی پڑکس کے سفر کے ساتھ ہیں۔

اور اس کو فروغ دینے کی خاطر وہ انہیں بری گئی جن کا بصورت دیگر خیال بھی ممکن نہ تھا۔ سلطان مظہر سید محمد صاحب جیسا تہجد، واجد علی شاہ جیسا بادشاہ، رجب علی بیگ سرحد جیسا تھان میرانیس جیسا مرثیہ گو، نواب مرزا شوق جیسا مثنوی نگار، آنکس اور اس آج پیسے شاعر، کالکا اور بن سادین جیسے نقاش، یہ سب اسی تہذیب کے بہرہ مند ہیں جسے ہم کھنڑی تہذیب کے نام سے نیک نام یا نام کوٹے جیسا اور اگر یہ تہذیب رہی ہو تو تسلیم کرنے میں بھی تکلف نہ ہونا چاہیے کہ غالباً وہ شہ پارے بھی وجود میں نہ گئے جو ہندوستانی تہذیب اور تمدن کی تاریخ میں امتیازی حیثیت کے رکھک ہیں۔ ان صورت کی خدمت اس ایک حدی کی پر تکلف زندگی کا لازمی نتیجہ تھیں جس نے مذہب اور اخلاق، میل واپ، بات چیت، رسمیں، عزم یہ کہ زندگی کے ہر شعبے میں تکلف اور نفاست کو انتہا تک پہنچا دیا۔

ملک کی سیاست کا ملک کی تہذیب پر یہ رد عمل کوئی نئی بات نہ تھی۔ خدمتِ گل کہ تھی تو اس میں کہ بادشاہوں نام کا بادشاہ تھا۔ اختیارات اور مروتاریں اسی کے پاس تھیں کہ تہذیب و ثقافت کو ہر شعبہ میں پھیلنے پر توجہ دے اور اس طرح کی رد و قبول کی بنیاد اور انتظام کی خرابی کا باعث نہ ہو۔ بادشاہ اور مذہب کا ہم خیال ہونا دونوں کے نیک اور خفا و ملک کی معنوی پرستی تھا اور یہی اتفاق بہت جی کم ہوا ہے۔ اختلاف کی صورت میں بادشاہ کا اپنی خدمت سے باز آنا یا مذہب سے کٹنا فیصلے پر اثر دینا اس کے لیے کی نوعیت پر منحصر ہوتا۔ بادشاہ محمود تھا کہ بلا وجہ ہر جا مخالفت کو خاموشی سے برداشت کرے اور خاں اور خاتون نے انہی اسی روایتی اطاعت کی بدولت اپنی سلطنت کو ہر طرح کی قربانیاں پیش کر کے باقی سلطنت رکھا۔ لہذا دہلوی کی سلطنت کے زمانے میں جب دیسی روایتیں طرح طرح کے چیلے سناؤں سے متاثر ہو رہی تھیں اگرچہ وہ کسی قرانی کی نہیں تھیں خود سلطنت کی ضرورت تھی۔ استخراج سلطنت کا ماتر بادشاہ اور سلطان و قریب کی قسمت میں ایک عظیم انقلاب کا پیش فیہ تھا۔ لیکن بے بسی اور طاقت



عقاب میں تباہ ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے مجاہدین آزادی کی آرزو تو بڑی تھی کہ وہ اسے کھڑے کے تلاب بنائیں مگر پانہ لیکن ان کی آرزو پوری ہونے کے بجائے وہ بات سلسلے آگئی جس نے واجد علی شاہ کو خاموشی سے سب زبانیوں برداشت کرنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ آج سے زیادہ کھنڈ کھڑ گیا۔ قدیم خاندان تباہ ہو گئے۔ شاعر و ادب کی قدیم بدلی گئیں۔ اور جو انقلاب رفتہ رفتہ ظاہر ہوتا ہے سب لاپ میں تیزی سے اس تہذیب کو ہائے گیا جسے "مشرق تمدن کا خری عورت" کہا گیا ہے۔



سہ قیصر القاتل، جلد ۲، ص ۲۳۲۔

سہ۔ شہنشاہِ عربی، ص ۲۰، ۲۱۔ اس پر بلوی کا بیان زبانِ انیس سہ

|                                    |                                   |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| وہ گھر اجڑ گیا غارت وہ کارخانہ ہوا | اسیر جس قدر دولت پرستہ حانہ ہوا   |
| رسمِ ملت گئی کیا منقلب زمانہ ہوا   | مکس رہے بند کمار خانہ ہوا         |
| جو کیفیت ہیں سری تحت کالک مار ہوا  | گرائی برق ماسی پر فلک سے یا تقدیر |

سہ۔ عینِ محبت سے سراسر کھڑ پایا تمام  
ہر دوش سیکڑا رہے تھے جہاں گرم خرم

ابھی ہر گئے ایسے بوجھ جاتے ہیں

مکن ٹھہر تلک راہ نہیں پاتے ہیں

سفرِ شعب و غنّ، جلد ۱

سہ۔ تاریخِ قزاق، ص ۱۶۲-۱۶۳۔

سہ۔ عہدِ شاہی، ص ۱۶۲-۱۶۳۔

کس قول پر کریں اب کس بولی کی آمد

بہارِ زمانہ نقلاً کھنڈ کا اک طبقہ

انیس ملک سخن میں لگی انقلاب آیا

برائیس

سہ۔ گذشتہ کھنڈ، ص ۵۔

# حیات

**ولادت** | واجد علی شاہ کی شخصیت پر اختلاف ملے تو کیا نام ولادت اور وفات کی تاریخ پر بھی ہم عصر مؤرخ متفق نہیں ہیں۔ کتب فوائد میں مشہور نام واجد علی شاہ ہے حالانکہ صحیح نام محمد واجد علی ہے جو وسط شاہ کی شرکت سے محمد واجد علی شاہ بن گیا۔ شاہی دستاویز اور تصنیفات واجد علی شاہ پر یہ نام اسی طرح درج ہے۔ سہوشت کی خاطر لوگ صرف واجد علی شاہ کہتے ہیں۔ درباری تذکرہ نگار ثاقب کے نزدیک ولادت کی تاریخ ۱۰۱۲ھ اور وفات ۱۱۲۳ھ ہے واجد علی شاہ کے ابتدائی دور کے غور و شدت سوانح اور اکثر دوسرے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثاقب سے سہو ہوا ہے۔ واجد علی شاہ کی ولادت اس تاریخ سے کئی سال پہلے کی بات ہے۔ چند تذکرہ نویسوں نے، وفقی تعداد ۱۰۱۲ھ کو ولادت کی تاریخ قرار دیا ہے، لہذا اور موجودہ خطے میں اسی کو صحیح سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ تاریخ صحیح ہوتی تو ۱۱۲۳ھ میں تخت نشینی کے وقت واجد علی شاہ کی عمر تیس سال بتائی جاتی۔ حالانکہ مولیٰ مزار جب علی میگ سرقد کے ۱۰۱۲ھ تذکرہ نگاروں نے

سلسلہ۔ دیکھو محمد سہو ماسخان، سورق۔

سلسلہ۔ اندر پلاسہ سرحد کی قبرست میں لکھی تصنیفات کا اندراج "محمد۔" کے تحت ہے۔

سلسلہ۔ ہنساگر (سنگار) ورق ۱ بولار اختلاف رقبۃ النکوائف، رقمی، تابعت ۱۰۷۹ھ،

سلسلہ۔ سلطان الحکایات رقمی، ص ۵۷، وفقی اختلاف عدد ۶ ص ۶۔

۷۹ھ۔ کھنڈ کشاں اسٹیج ص ۵۷ اور ص ۶۶، ہنساگر (سنگار) ورق ۱ بسند رقبۃ النکوائف، ۱۰۷۹ھ۔

۸۰ھ۔ فتح و عبرت ص ۵۷۔

پچیس برس بتائی گئے۔ اور قوی تر شہاد میں تائید کرتی ہیں کہ یہی بیان درست ہے۔  
 واجد علی شاہ مدنی قلعہ ۱۲۲۸ھ ۱۹ جولائی ۱۶۸۳ء کو کھنور میں پیدا ہوئے اور  
 پچیسویں برس کے چند مہینے گزرے تھے کہ تخت نشینی کی سعادت آئی تھی۔

واجد علی شاہ واجد علی شاہ کے والد اور ملکہ کشور واجد علی شاہ کی والدہ کے معروف  
**خاندان** نام ہیں۔ واجد علی شاہ کی پیدائش کے وقت غازی الدین حیدر اودھ کے  
 بادشاہ تھے۔ وہ ان کے دادا محمد علی شاہ کے بڑے بھائی تھے۔ سعادت علی خاں کے عہد میں  
 محمد علی شاہ باپ کے نائب تھے اور غازی الدین حیدر ولی عہد ہوتے ہوئے بھی باپ کی ترقی  
 سے محروم تھے۔ سب سے ان کا بھائی جو رکشیں شجاع الدولہ کے بعد آصف الدولہ اور ان کے  
 چھوٹے بھائی سعادت علی خاں میں پیدا ہو گئی تھیں کہ وہ پیش و ہی صورت سعادت علی  
 خاں کے بعد غازی الدین حیدر اور ان کے دوسرے بھائیوں کے سبیلے میں پیش آئی  
 اور اس بدتر گیسٹائی نرئی کی کہ ایک بھائی بنارس چلے گئے اور دوسرے بھائی

سلطنت اختیار کر رکھی، ۱۲۲۸ء، کتاب اودھ (قلمی) ص ۱۲۲، مسرور واجد علی ص ۱۳۱  
 ص ۱۳۱، اصل متن کے ص ۱۹۲، برٹش اودھ ص ۱۵۱، انصاف التین رقمی ص ۱۴۱، انجمن ص ۱۵۱  
 ص ۱۵۱، تاریخ ترقی و ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱  
 کی تاریخیں درج ہیں مگر ان کی تاریخیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔

سلطنت مسرور واجد علی ص ۱۵۱، انصاف التین رقمی ص ۱۴۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، انجمن ص ۱۵۱  
 تاریخ ترقی ص ۱۵۱، واجد علی شاہ ص ۱۲۲، آخر کار کہ وہ ان کی بیوی سے ملنے کے بعد اس شہر سے  
 پیش کی گئی ہے لیکن جنس لال بھارتی ص ۱۴۱، قزوینی ص ۱۴۱، لیکن دوسرے محققین ص ۱۴۱  
 برآمد ہوتے ہیں اور تاریخ قلمی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱  
 سلطنت۔ محمد واجد علی سلطان ص ۱۴۱، مسرور واجد علی ص ۱۲۲، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱  
 لیکن ہے جب پیدا ہوئے۔ ۱۲۲۸ء میں پیدا ہوئے۔

۱۲۲۸ء، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱

۱۲۲۸ء، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱

۱۲۲۸ء، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱، تاریخ ترقی ص ۱۵۱

محمد علی شاہ اگرچہ کھنڈ میں ہے لیکن نہ تو سلطنت سے ان کا کوئی تعلق تھا اور نہ ہی ان کو شاہی خزانے سے کوئی آمد ملتی تھی۔ رجب الثانی ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۷ء) یعنی نصیر الدین جبار شاہ ملو کے انتقال کے وقت تک اس کا خیال بھی دشوار تھا کہ محمد علی شاہ ملو کے بادشاہ اور محمد علی شاہ ملو کے ولی عہد مقرر ہوں گے۔

محمد علی شاہ اپنے والدین کے بڑے بیٹے تھے۔ اور شاید اسکی سبب سے بہت چھوٹے بیٹے تھے۔ باپ کی جنت میرا محمد مصطفیٰ علی نقیہ ابن حسن سہائی کے عہد میں لکھنؤ سے ثابت ہے۔ ان کے ان کی بیٹی کی آرزو پر فیضان باس بنایا تھا اور ملو کی ان کے مقصد کے لیے لندن تشریف لے گئی تھی۔ محمد علی شاہ کے چھوٹے بھائی میرزا محمد علی ان کے ساتھ تھے۔ ان دونوں کا وہاں یورپ میں انتقال ہوا اور پیرس میں دفن ہوئے۔ ان دونوں بچوں کے علاوہ ان کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جو دونوں بھائیوں سے چھوٹی تھیں اور وہاں لکھنؤ میں باپ کے پہلو میں دفن ہوئیں۔ محمد حسن نے محمد علی شاہ اور ملو کے طور کے حسن صحت اور حسن سیرت کی خصوصیت سے تعریف کی ہے۔ محمد علی شاہ میں اپنے والدین کی خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں اور وہ اپنے بزرگوں کی طرح ذمہ دار پابند، رسوا، اور وفات کے فائل، بشکلی، درمیدار، حسین، نیک دل اور صاف باطن، وصدور اور غریب پرور تھے۔

تعلیم اللہ آمین کے بچے جو بڑے ہوئے میں پرورش پائے۔ محمد علی شاہ کی پڑھائی بھی اسی بارونہم میں ہوئی ہوگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس دور کے واقعات بہت

۱۔ سوانح کھنڈ (دہلی) ص ۲۷

۲۔ برکس ص ۷۷

۳۔ قیصر اترک، جلد ۱ ص ۳۷

۴۔ افضل نواز ص ۱۰۵

۵۔ قاتر نواز تارک ص ۱۳۶

۶۔ سفیر ص ۱۰۲-۱۰۱

۷۔ تفصیل کے لیے اسرار ملو (دہلی) رجب ثانی ۱۲۳۳ھ اور ملو (دہلی) رجب ثانی ۱۲۳۳ھ

۸۔ خصوصیت سے نوب کی طاب میر

یہاں پہلی قلم بند کیے ہیں۔ اس کا سبب غالباً یہ کہ واجد علی شاہ کلامیہ انش کے وقت ان کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی اور جب اہمیت پیدا ہوئی تو یہ وہ لوگ نہ رہے جو تاریک گروں کو روشن کر سکتے تھے یا ان لوگوں نے اس کی خصوصیت محسوس نہ کی۔ حذر بنار کے مؤلف کا یہاں

دور زمانہ سیر پر آموزہ کتب و درسیہ گرویدہ بالانامیقان کامل و اوسان اذن  
فاضل در پیوست و ہند میں و ذکای طبعی کہ از ہلتع و طالع حضرت ہاریت  
و زائد ک فرصت و کثرت بہر جزو کل و فصل و باب جہین آئین بہرہ  
خند و کلیاب گشت علیہ

کتبہ درسیہ سے مراد غالباً وہ کتابیں ہیں جو اس وقت کے نصاب تعلیم میں داخل تھیں ایک دوسرے راوی نے اسے آزاد خیال مشرقی طرز کی تعلیم بتایا ہے اور قدیم اور جدید تائید اور ادب کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے علیہ دوسرے محدثین کے بیانات سے خند جہ بالہ یہاں کی مزید تائید کرتا ہے کہ واجد علی شاہ مجدد حین تھے اور ذرا سی توجہ میں کسی علم کا حاصل کر لینا ان کے بچے و عوار نہ ہوتا تھا۔ انامیقان کامل و اوسان اذن فاضل میں ہیں صرف ایک کا نام ملتا ہے اور وہ بھی واجد علی شاہ کا بتایا ہوا ہے۔ میزان و طب اور شرح اسباب نامی دو کتابیں انھوں نے موری احمد و حسین خاں سے پڑھی تھیں بلکہ موری صاحب بعد از ان اپنی یافت اور کارگزاری کے سبب "ابن الدولہ حمزہ اللک احمد و حسین خاں بہادر ذوالفقار جنگ" کے خطاب سے پہلے احمد علی شاہ اور پھر واجد علی شاہ کے حذیر قرار پاسا واجد علی شاہ نے شاعری میں برکت لکھری اور موسیقی میں قلب علی خاں رامپوری سے اپنے فن کا اظہار کیا ہے علیہ یہ دونوں اپنے اپنے فن میں استاد کے جلتے تھے اور اپنے

۱۔ حذر بنار ص ۹۷۔

۲۔ مسیح محمد بن ابی، "مکتبہ ختو" برلین پرنٹنگ پریس ہے۔

۳۔ آفتاب اودہ (قلمی) ص ۳۲۔

۴۔ عشق پر و مستلزم علمی داستان حد تکمیل انشائیہ ص ۳۱۔

۵۔ سلطان احکامات (قلمی) ص ۳۷۔

۶۔ عشق نامہ و سلوک، تھری، داستان ۱۷۔



خون کے طور پر ترقی میں سپہ گری اور قلب علی علی خاندانی اور شاعری میں عہد استبداد کے ایک جسٹس عہد شادی میں یہ افراد بھی خطاب کو منصب سے سرفراز تھے اور ان لوگوں کو واجد علی شاہ کے نزاع میں بڑا دخل تھا۔

**ازواج** | نصیر الدین صاحب کے عہد کو کھنڈ کا سہب سا گیا ہے۔ واجد علی شاہ کا شاہی اسی سہب کے ساتھ، پھر اسی بے وقت سے کچھ پہلے آیا۔ اپنے خود نوشت حالات میں واجد علی شاہ نے اپنے ماضی کے عہدہ اپنی شادی کا واقعہ کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ شادی رجب ۱۲۵۲ھ ۱۸۳۶ء میں ہوئی شادی کے وقت خان کا سن پندرہ برس تھا۔ شادی کا اہتمام امیرانہ طریقے پر ہوا۔ وہیں کھنڈ کے ایک عزیز رئیس کی بیٹی تھی اور وہیں اپنے شوہر سے پانچ برس بڑی، دیگر مذاہن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام عالم آرا بیگم تھا۔ عالم شخص رکعتی نہیں، اقواب خاص محلِ عرضت اور اقواب بادشاہ محلِ خطاب تھا۔ ستار بھائی میں بھی اچھی دستگاہ تھی۔

واجد علی شاہ کی زندگی میں یہ شادی ایک نوعِ عمل آمد مستقبل کا پیش خیر ثابت ہوئی۔ ایک طرف تو خورشیدی دلوں کے بعد واجد علی شاہ تخت نشین ہوئے اور کھنڈ کی مجلسِ زندگی گراسے کے لیے پخانہ خان جن دشوار ہیں میں گرفتار تھا نصیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد وہ باقی رہے۔ دوسری طرف شادی کے بعد واجد علی شاہ کو وہ آزادی بھی حاصل ہو گئی جس کے وہ مستحق تھے اور اب تک غیرت ہوئی تھی۔ زلف کی روشنی کے مطابق شاعری کا شوق اور پیش واپس لاکھیں اسی آزادی کی مرہون منت ہیں۔ واجد علی شاہ نے دل عہد جوئے کے بعد پانچ سو ہے مہما بیٹے اور چار سو بیہ کے

سکہ۔ عشقِ نیر (نادر نظام علی) ۱۸۵۳ء۔

سکہ۔ عشقِ نیر (نادر نظام علی) ۱۸۵۳ء۔ نیر سرور سلطان ص ۳۰۵۔ ۱۸۵۳ء کا پتہ دلی ص ۱۸۵۳ء

سکہ۔ شہاب کھنڈ ص ۱۸۵۳ء۔ ۳۲۔

سکہ۔ عشقِ نیر (نادر نظام علی) ۱۸۵۳ء۔

سکہ۔ احمد پٹن پیو ص ۵۔

سکہ۔ حسن شہر ص ۵۰۰۔

مقرر کیے۔ یہ رقم امیرانہ طرز زندگی کے لیے کافی تھی اور ماہر علی شاہ نے اس کے خرچہ کرنے میں کوتاہی نہ کی۔

شادی کے پانچ برس کے اندھا عالم آرا بیگم سے چار اولادیں ہوئیں۔ ماہر علی شاہ نے اس نکاح کے علاوہ اور بھی نکاح اور متبکیے اور ان بیگوات سے بھی کئی بچے جسے لیکن جس نکاح کی کتب قرآن میں شہرت ہے وہ نساء شاہی میں (حد شعبان ۱۰۶۷ھ ۱۸۵۱ء) وزیر نوری نواب رونق آرا بیگم سے جماعتا اور بہر شاہ نے انھیں آخر محل خطاب دیا تھا۔ عالم آرا بیگم اور رونق آرا بیگم حقیقی چچا زاد بہنیں تھیں۔ اولیٰ انڈر کے والد کا نام نواب علی قلی خان تھا اور آغا انڈر کے والد کا نام نواب علی قلی خان ہے۔ یہ دونوں حضرات اشرف ہندو نواب احمد علی خان کے بیٹے تھے۔ عورتوں میں مہاراجہ اور مختار ملک نواب سید یوسف علی خان صاحب جنگ کے پوتے تھے۔ آخر محل شادی کے وقت نابالغ تھیں، ان کی عورت ایک ہی اولاد اشتراع سہفنت کے بعد ہوئی تھی لیکن اس لڑکے کا بچہ کی زندگی ہی میں انتقال ہو گیا۔

محمد علی شاہ کے بعد سے اتنا کثیر احوال حکمران اور وہ کی تاریخ میں نہیں گزرا۔ اولاد بنظر اختصار صرف ان شہزادوں کے نام درج کیے جاتے ہیں جو شہرت کے مالک ہوئے۔ دیگر سہسٹھ اولوں میں اولیٰ، دیگر چار شہزادے اور میرزا عرش، تخت بہادر بادشاہ کی حیات میں انتقال کر گئے اور ان کی اولاد محبوب الامت قرار پائی۔ صاحب تحفہ خیر آباد

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

صفحہ ۱۰۸۔ (تاریخ سلطنت علی) داستان ۲۔

|                   |                    |                |               |               |               |               |               |               |               |
|-------------------|--------------------|----------------|---------------|---------------|---------------|---------------|---------------|---------------|---------------|
| ۱                 | ۲                  | ۳              | ۴             | ۵             | ۶             | ۷             | ۸             | ۹             | ۱۰            |
| میرزا شہزادہ محمد | میرزا علی گڑاں خاں | میرزا برجی خاں | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد |
| خلع ارشد          | کوکب               | برجی           | انجم          | انجم          | انجم          | انجم          | انجم          | انجم          | انجم          |
| میرزا آغا جاد     | میرزا آغا جاد      | میرزا آغا جاد  | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد |
| میرزا آغا جاد     | میرزا آغا جاد      | میرزا آغا جاد  | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد | میرزا آغا جاد |

صاحب دیوان بھی تھے۔ کوکب بہرہ ماہِ انجم کے دیوان شائع ہو چکے ہیں اور ہندو عزیزیں آج بھی مشہور ہیں۔

۱۱۔ **ولی عہد کی** تاریخ ۱۷۵۸ء تا ۱۷۶۱ء یعنی ۱۸۳۲ء یعنی بڑی شاہ کی تخت نشینی کے چند ہی روز کے بعد واجد علی شاہ ایک نئے خطاب ابو الحسن دکن دار جاہ سیمال خیم صاحب عالم ولی عہد میرزا محمد واجد علی بہادر اور ساتھ ہی ایک نئی دار کی ملک ہے۔ برقی نے اس ذمہ داری کو وزارت سے سنبھال لیا ہے۔ خود واجد علی شاہ اسے شاہی قہرمان کی خدمت بیان کرتے ہیں۔ عہد کے ہم سے قطع نظر دکن نادر جمع کے بعد دربار میں حاضر ہونا، عرضیاں اور عرضداشتیں پڑھنا، احکام، فہرست اور رعیت

۱۲۔ حق انگریز ص ۷۹۔ ۷۸

۱۳۔ عشق نامہ (منظوم غلی) داستان ۷۵۔

۱۴۔ عین داستان ۷۸۔

۱۵۔ عین داستان ۷۸۔

۱۶۔ رشیدی جلد ۶ ص ۲۴۰۔ ۱۲۶۔ تعلیقات میں اور رسول وغیرہ کی کتابیں۔

۱۷۔ ریاض القلوب (غلی) ص ۲۳۳۔

۱۸۔ سلطان اکبریات (غلی) ص ۳۲۶۔

۱۹۔ ثبات القلوب (غلی) جلد ۱ ص ۲۶۔

۲۰۔ عشق نامہ (منظوم غلی) داستان ۳۲۔

کے عہد کے آئی ہوئی خبروں کو سننا سلطنت سے واقفیت حاصل کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے کاوش طلب کام تھا۔ ہم عصر مؤرخین کے بیان میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے معلوم ہو سکے کہ واجد علی شاہ سے ان فرائض کی انجام دہی میں کوئی قصور واقع ہوا۔

عہدِ ولی عہدی میں واجد علی شاہ کی نجی زندگی ان کی پرانی روش سے مختلف نہ تھی بلکہ آمدنی اور اختیارات کی وسعت کے ساتھ واجد علی شاہ کو اپنے شوق پرورے کھیلوں کی پرکھ آزمائی حاصل تھی۔ ولی عہد کے دم قدم سے جو لوگ آئندہ کے لیے منصوبے بنائے جاتے تھے ان کو اپنی کارگزاری دکھانے اور ولی عہد کی نظر میں سرکردگی حاصل کرنے کا بھی موقع تھا۔ اپنے خود نوشتہ سوانح میں واجد علی شاہ نے چند قابل ذکر واقعات کا حال قلم بند کیا ہے۔ اس میں پری خانے کا کام اور اس کے محلے کا تقریباً علی نقی خاں سے ملاقات اور حاضر ہوال کے بعد سے میں حسن طلب، جلیلی، میمن اور دھول کی ترتیب سے فرمی دستوں کو داری میں تیار کی تعلیم چند عیسائی تہیں ہیں جو احکام، مشق اور منکاری سے آراستہ ہو کر عہدِ واجد علی میں تہجیر ثابت ہوئیں۔ شاعری اور سرکشی کے شوق نے اسی زمانے میں ترقی پانے لگی اختیار کی۔ بادشاہ نے اپنی ان شوقینوں پر انھوں نے وہیے کے حرف کا ذکر کیا ہے۔ اور ساتھ ہی انھوں نے ان کی زیادتی کی شکایت بھی کی ہے۔ یہ شاید اس بچے کو تباہی حراسے پر اختیار ہونے سے بھی حراسے میں جو بچے کے مطابق وہیے نہ تھے۔

۱۔ لکھنؤ کانامی سینی میں ۳۰ جولائی ۱۷۹۵ء شادی (تھیںف ۱۷۹۵ء)

۲۔ عشق نامہ (منظوم، تھی)، داستان ۲۷۶ء۔

۳۔ ایضاً داستان ۷۵ء۔

۴۔ ایضاً داستان ۸۸ء۔

۵۔ ایضاً داستان ۸۷ء۔ ۹۵ء۔ ۹۶ء۔

۶۔ ایضاً داستان ۶۳ء۔

۷۔ علل غا۔ تاجی ص ۱۰۹، ص ۱۱۰۔

۸۔ فیض ص ۱۰۳۔

شاہی | صفہ فردی، ۱۸۴۹ء قریب نو بجے رات کو بادشاہ کی تخت نشینی محل میں ہوئی۔  
 بادشاہی شاہ کا ابتدائی دور حکومت ان کی بیدار معزی کے ثبوت اور ساتھ

ہی ان کے خیالوں کو جو مشید کہنے کے لیے کافی اہمیت رکھتا ہے:

”ابتداءً زمانہ سلطنت میں جس وقت ملاحظہ کاغذات ملی دہائی فرما

تھے بہت مضائقہ کا وقت ملتی ایسی ایسی بارکیاں نکلتے تھے کہ بڑے بڑے

دانشوروں کے ہوش جاتے تھے۔“

دادود ہش میں بھی کسی سے کم نہ تھے:

”اس روز اور گاہ جاتے ہوئے، ایک لاکھ دس ہزار روپے پھینکے تھے۔“

عدل و انصاف کے حص میں علامہ ”مشترکہ سلطانی عدلیہ نو شیردانی“ کے جس کی مختلف  
 عنوان سے تشریح کی گئی ہے، مستشرق اگر سربراہ انصاف طلب کرتا تو اسی وقت متوجہ  
 ہوتے اور ملتی کسی کا لحاظ نہ کرتے۔ رعایا بادشاہ سے ایسی ہی بد رویش کی خواہش نگاہ  
 ہوتی ہے۔ بادشاہ کی دادرسی نے خاص دو عام ہر شخص کو گرویدہ بنایا تھا اور باوجودیکہ  
 بادشاہ کی قبولیت اس کے بعد بھی باقی رہی کہ بات خود وہ جب بھی رعایا کی طرف  
 متوجہ ہوتے اپنی پہلی رویش کو برقرار رکھتا۔ قلم کے انتظام سلطنت اور سیکانی کو ایسے  
 لوگوں کی کارگزاری سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا جو بظاہر دوسرے کا دم بھرتے تھے ان  
 میں سے پہلو گروہ اور باب سببست کا ہے اور بادشاہ کا سلطنت کے کاموں سے قطع  
 تعلق کر لینا اسی گروہ کی کارگزاری کا رد عمل ہے، دوسرا گروہ اسباب بادشاہ کا ہے جو  
 ولی عہدی کے زمانے سے اسی دن کا منتظر تھا اور اب خطابات منصبی اور اختیار

سلطنتی تقویم سلطانی ص ۶۸

صفحہ ۱۰۔ آفتاب اودھ (دہلی) ص ۳۳-۱۳۲۔

صفحہ ۱۰۔ تاریخ اقتدار (دہلی) جلد ۲ ص ۲۲۸۔

صفحہ ۱۰۔ آفتاب اودھ (دہلی) ص ۱۳۲۔

صفحہ ۱۰۔ افضل اخبار (دہلی) ص ۱۰۲۔

صفحہ ۱۰۔ آفتاب اودھ (دہلی) ص ۱۳۴۔

سے سرفراز ہو کر من مانی کھدائیوں میں معروف تھا اعلیٰ الذکر گروہ فطرس پر تو ہیں بادشاہ کے مزاج سے مطلقاً ناشاد تھا۔ آخر ذکر گروہ عزت سے زیادہ مزاج وہ تھا لیکن اپنے ظلم کا کوئی صانع ثبوت نہ دے سکا۔

۵۔ اگست ۱۹۳۴ء کو نواب امین الدولہ کی جگہ نواب علی نقی حاکم کا تقرر بہ حیثیت وزیر بہت کم انھیں اور نواب اختیار کی باہمی سازشوں کی بدولت ہوا جس کے سرخیز نواب نشاط میں قطب علی حاکم راسپوری اور سرلے سلطنت میں مہاراجہ بال کرشن جیسے نواب علی نقی حاکم کو کھد بار سلطنت کا مطلق سلیقہ نہ تھا۔ ان کے تقرر کے ساتھ ہی ملک میں بدظنی اور بادشاہ اور ریڈنٹ کے درمیان تعلقات کشیدہ ہونے کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جس سے آخر کار سلطنت کی کا حاکم کر دیا۔ انتظام مملکت سے نا آشنا نواب کی تمام تر فرائض میں انہوں پر مرکز تھی کہ بادشاہ کو جنوں نے فضل قول کی پابندی میں کسی کے سبک کی ایک نہ سی کہل کر خوش رکھ جائے، ریڈنٹ جس نے ان کے تقرر کے خلاف آواز بلند کی کچھ نہ کر سکی تھی۔ اور اور نواب شاہ جس کی سندش سے یہ عہدہ ملا کسی طرح اپنی من مانی کارروائیوں میں مگن رہا۔ علی نقی حاکم کو اپنے منصوبوں میں سے کسی ایک میں بھی مداخلت کا خیال حاصل نہ ہو سکی لیکن جہاں تک عہدے پر قابض رہنے کا تعلق ہے وہ اس عہدے پر اس وقت تک قابض رہے جب تک کہ سلطنت واجد علی شاہ کے احتیاج میں رہی۔

واجد علی شاہ برسر حکومت ہوتے ہوئے بھی براہ راست سلطنت کے کاموں سے شروع عہد حکومت میں ہی دست بردار ہو گئے تھے۔ اس کا سبب بظاہر مختلف طرح کے لہذاں تھے جن کے پس منظر حکمرانوں نے مشورہ دیا تھا کہ وہ سلطنت کے کاموں میں دماغ سوزی نہ کیا کریں۔ مزاج آستان حکمرانوں کی نگاہوں سے حاصل مرض اور اس کا سبب پوشیدہ نہ

۱۔ بھٹاگر (مقالہ) ورق ۵۱

۲۔ راجہ سوہی ورق ۷۸-۱۷۷

۳۔ بھٹاگر (مقالہ) ورق ۵۲-۵۱

۴۔ عشق نامہ (مستطام علی) باب ۱۸۸

۵۔ وزیر نامہ ص ۵۴-۱۵۳

ہوا کیوں کہ شروع میں ہی بادشاہ نے کئی ایسی باتوں سے کنراہ کشی اختیار کرنی تھی جو ان کے منصب کے شایاں شااں تھیں، علوم کو پسند نہیں کیا۔ خواص کو شائق گردانتھیں۔ شاہی دھڑوں کی تعلیم ان باتوں میں ناماندہ حیثیت رکھتی ہے۔ سلطنت کے استحکام کے لیے فوج کا جدید اسلحہ اور تلوہ سے آراستہ ہونا ضروری تھا۔ بادشاہ نے فوج کی از سر نو تنظیم کا کام اپنے ختمے یا اور ولی عہد کی کے سامنے میں جو تجربہ کچھ تھے اسے لب لبب سے بیان پر پھیلایا۔ گورنر جنرل کی اطلاع کے مطابق فوج میں چار سو توپیں، پانچ ہزار فوجی، چار ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے تھے۔ خود بادشاہ نے پشتوں کے نام احقری اور نادری اور پیادوں کو سواروں کی خدمت میں ہزار بتائی ہے۔ انگریز زبان میں قواعد ال کے مراح کے خلاف تھی۔

قواعد سکھانا تھا جو درسی زبانوں و گرمیں تو تھی مدرسی قواعد کی اصطلاح میں خبری زبان میں وضع کی گئی تھیں اور وقت کی پابندی سے روزانہ کئی کئی گھنٹے اسی شکل میں پڑھتے تھے۔ ریڈنٹ کو یہ حرکت پسند تھی، بادشاہ کو علم ہوا تو بالکل اس طرف متکبر کیا۔

سال چوبیس کے اختتام کے ساتھ افواج وادی کی تنظیم سے کنراہ کشی متروک کرنے کے لیے کافی خیال کی جا سکتی ہے کہ وادی علی شاہ نے سلطان عالم سے کی انگریزوں کی اور میں عالم سے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا۔ بادشاہ اگر ترک سواروں کو دستہ ترتیب دیں تو کوئی اعتراض نہ تھا لیکن اگر وہ ہی محقری اور نادری فوجوں پر جو قورینڈنٹ سے بے کر گورنر جنرل تک سمجھانے کے لیے آمان ہو جاتے تھے۔ ریڈنٹ کو دل رنجت کی رخصت تک۔ (۲۵ نومبر ۱۸۳۸ء) یہ طاقت زلفہ سنگی حوالہ کو دل برداشتہ کرے کہ بے کافی تھی کرل

۱۔ جیٹاگر مقالہ حق ۵۹۔ ۵۸۔ ۵۷۔ ۵۶۔ ۵۵۔ ۵۴۔ ۵۳۔ ۵۲۔ ۵۱۔ ۵۰۔ ۴۹۔ ۴۸۔ ۴۷۔ ۴۶۔ ۴۵۔ ۴۴۔ ۴۳۔ ۴۲۔ ۴۱۔ ۴۰۔ ۳۹۔ ۳۸۔ ۳۷۔ ۳۶۔ ۳۵۔ ۳۴۔ ۳۳۔ ۳۲۔ ۳۱۔ ۳۰۔ ۲۹۔ ۲۸۔ ۲۷۔ ۲۶۔ ۲۵۔ ۲۴۔ ۲۳۔ ۲۲۔ ۲۱۔ ۲۰۔ ۱۹۔ ۱۸۔ ۱۷۔ ۱۶۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

۲۔ ثبات مشکوب (قلمی) جلد ۱ ص ۲۶۱۔

۳۔ مشکوٰۃ مشکوٰۃ ص ۲۲۔ ۲۳۔

۴۔ آفتاب احمد علی ص ۱۵۲۔ قواعد نادری ص ۱۵۲۔ حسن خدیج ص ۲۲۔

۵۔ سلطان الکامات (قلمی) ص ۵۳۔

سلیس کے آتے ہی مولیٰ مولیٰ باتوں میں تحیر و ذلیل کے موقع تلاش کیے جانے لگے۔ یزیدانہ بادشاہ کی شدید طعنت کا زمانہ تھا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ولی عہد کو اپنا جانشین کر دیں لیکن یہ لوگوں کو منظور نہ ہوا۔ ناچار سردارالدور نواب علی غنی حال اپنے چچا خسر اور نذر کو فخر بنا یا اور ایک کتاب دستور و واجد کی ان کی ہدایت کے لیے ان کے سپرد کرتے ہوئے خود رخصت و سرحد اور نصیف و تالیف میں اپنا وقت صرف کرنے لگے۔ راجد علی شاہ کی براہ راست حکومت کا دور اسی چیمہری کے ساتھ ۱۸۳۹ء میں ختم ہو جاتا ہے۔

جولائی ۱۸۳۹ء ۱۲ رمضان ۱۲۵۹ء میں قطب علی خاں اور ان کے ساتھیوں کو ان کی تازیانہ حرکتوں کے سبب غمزدہ کر دیا گیا۔ صاحبزادین حاصر کی جہدانی بادشاہ کو بہت شاق تھی۔

”کھیلنے سے سب سے اب نواب علی غنی خاں، حضرت کی ہوشیاری سے چونکے اور ان کی بے شغلی کے لحاظ سے مشعل نگہداری امور مملکت کی توجہ سے دور رہے۔ اس میں ہر چند عطر انداز کو بہت بہلایا، طرح طرح کے چروں میں لگا، مخصوص و سب خاص محل طرا ہے بدلنے اور پتنگ غمزدہ تھی کے دور سے ڈالے۔ رنگ رنگ کے گل کھلائے۔“

ریشک نے اسی زمانے میں باغ تاعودی کے طلعت پانے کی تازہ کاری کی ہے، اہم نہیں تھا۔ پرنسپل رزیدسی کے اہلکاروں نے متع الدولہ برق، مقبول الدولہ، قبول، آفتاب الدولہ، قلی، مہ الدولہ میرزائی، اور تہ میرالدولہ اسیر کا ذکر کیا ہے۔ بظاہر گوتوں بہتوں کا اخراج اور

شہ۔ سبب مہربان میں درج

شہ۔ تاریخ انتشار پرنسپل جلد ۲ ص ۲۲۲

شہ۔ ثبات مکتوب قلمی جلد ۱ ص ۳۲۲

شہ۔ وزیر نامہ ص ۵۴-۵۵

شہ۔ بیس جلد ۱ ص ۳۴، ۳۶

شہ۔ مرقع صوفی، قلمی ورق ۱۹۰ الف

شہ۔ دیوان ریشک، سوم قلمی ورق ۷۷-ب

شہ۔ مہربانہ اصناف (قلمی) ص ۷۳، ۷۴



شاہوں کا عروج ایک فرشتہ تبدیل کی علامت تھی۔ شہزادوں کے علاوہ ادنا لوگ اسی نام سے ہیں۔ اپنی تیسویں دہائی میں وہی کوڑا لائی مہکتی میں چل گیا، اپنے کسی بھائی کی شادی رچائی اور علی گڑھ کی صاحبزادی سے نکاح بھی اسی نام سے کیا۔ مان ہے۔ عروج شاہ ابن ہاتوں سے عرش سے گھٹے۔

وفاقی اور عالمی حق میں فدا رشتہ کے اسم سے بادشاہی کرنے کے کسی وزیر نے یہ سچے اور سچے لکھا تھا۔ پاسے مگر بڑے صاحب در بدر پڑتے۔

ہم صاحب بادشاہ اور دربار کے ایک ہر تہاد، جاسوس اور شاہوں سے فطرتاً ہونے  
نہیں آئے تھے۔ ملی علی خاں کیا کوئی بھی وزیر بن کر اپنے منصب کی تکمیل سے دو کہہ سکتا  
ہاں کسی صدر تائیس وزیر کی موجودگی میں، مگر خفا کہ اثرات کی جبرست اتنی غریب نہ ہوتی  
جو غلاب ملی علی خاں کے ودارت حاصل کر سکتے اور ہرگز کہہ میں حوالہ گواہ مرتب ہوتی۔  
۳۴ دسمبر ۱۹۳۷ء کو اس وقت کے نئے ریڈیو سٹیشن گر نل اورم نے اپنے جدیدے کا  
معزولی | پارٹی یا اہل کو خصوصیت سے کرتی جیوں کی پیش کر دے اور ہر فرد کی تبلیغ  
کے لیے سفر کیا گیا۔ اس وقت اورم نے اپنے طور پر تئیں کیا تو معلوم ہوا کہ انتظام مملکت میں اس وقت  
میں ہیں۔ مرکزی حکومت کو شاید ایسی رپورٹوں کی ضرورت تھی اورم نے اس میں  
کمزورت کا سہارا بن کر کرلی میں چھوڑ گئے تھے۔ اس وقت میں جیسے کے امداد پر رپورٹ کر دے کر دے  
اورم کی رپورٹ میں صرف اس کا اورم کے ہی سروا میں کام کیا ہوا ہے۔ اس وقت  
اورم اور وزیر کے منشا کے مطابق ۳۴ دسمبر ۱۹۳۷ء کو اس وقت کے وزیر نے ملی علی اور ایک ہر تہاد  
مرتب کیا گیا جس میں بادشاہ کو یقین دلایا گیا کہ اگر وہ ان کو قبول کرے گی تو ان کا لقب  
اور شاہی رپورٹوں پر ان کا اعتبار یہ ضرور باقی رہے گا۔ ان کے احوالات کے لیے بارہا کہ  
رہے۔ اس وقت میں بادشاہ حسین نے اس کے ساتھ اس کے فریے کے لیے دیا جائے گا اور اس کی حکومت

سلسلہ: بیسویں صدی (قلمی) جلد ۱۹ - پ

۱- بیاض و سرخه در معده و روده ها

۱۔ جنگریستان مقدسہ

ہن کی نسل میں ان کے جانشینوں کے ساتھ بھی ہوگا۔ بادشاہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے رنڈینٹ کو اختیار تھا کہ حسبِ مطلب اس رقم میں اضافہ کرے اور ضرورت کے تو بادشاہ کی اطلاع اور وزیر کے بھی گرفتار دینے مقرر کر سکے۔

۳ فروری ۱۸۵۶ء کو رنڈینٹ کی بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ وزیر، بھائی، والدہ اور چند دوسرے اہل اس سلطنت کی موجودگی میں بادشاہ نے عہد نامہ صاحب الدولہ بہادر کے سپرد کیا کہ پتہ کرستان میں لیکن ہرنٹے جسے ہندوستان کے سبب وہ چند قتلوں سے تباہ ہونے پر مجبور ہے۔ بادشاہ نے عہد نامہ ان کے ہاتھ سے لے لیا اور خود لفظ لفظ پڑھا۔ پھر ہزاروں سالوں میں ہوتا ہے، میں جب بادشاہ آئیں تو پہلے اختیار کی کب سے کہ برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ کر دیں یہ میں انگلستان جاؤں گا اور تاج برطانیہ سے درخواست کروں گا کہ اس میں سے پرنسپل کی جگہ ہے۔ بادشاہ نے کہا اور رنڈینٹ کی ہمائش اور وزیر کی ہمدردی تائید کے باوجود دستخط کرنے سے ملنے لگا۔ دیا۔ رعایا کو خاموش رہنے اور فوج کو شہر سے رکھ دینے کے حکم پہلے ہی دیے جا چکے تھے۔ تاہم وقت کے لیے بادشاہ نے اپنی دستخط رنڈینٹ کے اختیار رکھ دی اور دل سے پیارے میں یاد دہانی کہ اسی پر شش حکومت نے ان کے دادا کو تخت نشین کیا تھا اور اگر اس کی بھی مرضی تھی کہ وہ کچھ نہ رہیں تو اب وہ جاہور منصب پر عزت سے سبکدوش تھے اور ان سے کسی معاہدے پر دستخط کے لیے اجازت کرنا ہی سودمند تھا۔

۴ مارچ ۱۸۵۶ء آٹھ بجے رات کو بادشاہ لندن کے ارادے سے **کلکتہ کا سفر** اٹھنے لگا۔ بادشاہ کے استعنائی حکم کے باوجود کہ جب وہ رات چلا تو کوئی ان کے ساتھ نہ رہا۔ تقریباً ایک ہزار افراد جن میں چند پورٹل ملک حوالہ بیانات اور دوسرے شہر مل شریک تھے کانپور تک بادشاہ کے ساتھ گئے۔ کچھ کو رنڈینٹ

۱۔ رضوی جلد ۱ ص ۱۰۵، فیروز خان پٹیل جلد ۲ ص ۱۲۹، ۳، نیز ہنگامہ وصال میں رنڈینٹ کے نام پڑنا کا ذکر ہے۔

۲۔ رضوی جلد ۱ ص ۱۵۰، ۹۸ پر ملاقات کی سرگرمیوں کی زبانی۔

۳۔ رضوی جلد ۱ ص ۱۰۹۔ ۴۔ رضوی ص ۱۴۰۔



جی بندوبست کا وعدہ کیا۔ بادشاہ کو ان باتوں کا بے حد ملال تھا اور چار سٹے کر ایک دوسری ناگہانی میں گرفتار آئے۔

۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ء کو میرٹھ سے جنگ آزادی کی ابتدا ہوئی۔ ۲۱ اور ۲۲ مئی **قطر بندی** کو کٹنے کے ایک وکیل امیر علی شاہ نے حکومت کو اطلاع دیا۔ ہم پہنچائی کہ بادشاہ درپردہ مفیدوں سے ساتھ رہ رہتے ہیں۔ حکومت کے شبہات کو مزید تحقیق مورچے کھولنے میں سپاہیوں کے آنے والے سے حاصل ہوئی اور حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ بادشاہ کو نظر بند کر دیا جائے۔ اسی زمانے میں بادشاہ اپنی طویل علالت سے صحت یاب ہوئے۔ ۱۳ جون ۱۸۵۷ء کی رات کو محل میں بادشاہ کے غسل صحت کا جشن تھا۔ ۱۵ جون ۱۸۵۷ء (۲۴ فروری ۱۲۷۴) کو صبح کی ادائیگی کے ساتھ دریا کی راہ سے جلی جہازوں اور خشکی کی طرف سے انگریزی فوجوں نے مورچے کھولنے کو گھیر لیا۔ ساتھ لے جانے کا مطالبہ صرف بادشاہ سے تھا لیکن بادشاہ کی رفاقت میں عزیز خدمت گار اور محنت مرد کل چوبیس افراد بادشاہ کے ساتھ گئے۔ ساتھ دینے والوں کے بادشاہ خصوصیت سے فکر گزار تھے لیکن ان ساتھ جانے والوں میں سے آدھے کو گولی توغذی کے پھنسی دینے فورٹ ولیم دھکوتا میں ہسٹہ کر سکے۔ خود بادشاہ کے اٹھنا میں سے

جب سلطان جہاں ہے جرم زنداں میں رہا  
کافی پریاں از گتیں گردوں کا بس حرا گیا  
جی کا دھبیاں آبا کسی کو کھٹا دیوانہ بنا  
ساتھ والے چھٹ گئے زنداں میں آخر رہ گیا

۱۔ تاریخ انتشاریہ (دہلی) جلد ۲، ص ۲۲۶۔ ۲۔ شیر ع نہیں ص ۵۰۔

۳۔ جلد ۲، ص ۲۲۔

۴۔ جن آخری ص ۲۵، ۲۸۔

۵۔ جلد ۲، ص ۳۸۔

۶۔ جن آخری ص ۲۵، ۲۸۔

۷۔ تاریخ متنازع ص ۲۵۔

فتح احمد برقی ضیعی اور مہنت کے بارہ و فرسٹ ویم میں بھی بادشاہ کے ساتھ تھے  
 اور ۱۸۵۸ء (۱۲۷۵ھ) کو وہیں فرسٹ ویم میں قید زندگی سے آزاد  
 ہوئے۔ بادشاہ نے اس کو اپنے استاد کا آخری عطیہ بتایا ہے۔  
 برقا جو کرنا تھا آخر وہی کر کر اسٹے  
 جان دی آپ کے دماغ سے ہر ہر کلمے

نظر بندی کی ابتدائی وحشت سے قطع نظر بادشاہ کے یہ اوقات گھنٹے بھر  
 کے دلچسپ مشغلے میں گزرتے اور اس بہانے غلوں اور غلوں کا ہر ذریعہ چننے میں  
 جمع ہو گیا اس سے قبل اور اس کے بعد چند برسوں میں بھی نہ ہوا۔ خود بادشاہ کے نزدیک  
 کہے جاتے غلوں کے مجھے دیکھے تو بادشاہ کو شروع میں سولے اپنی بد نظمی کے بیان  
 کے بہت کم کہیں بات کا خیال تھا۔ نظر بندی کے آخری زمانے میں انہیں اتنی ہی مہنت  
 دینی کا اپنی بیگمات کو اطمینان سے خط لکھتے۔ یہ کام نہایت اہل و اس کے پر کر دیا۔  
 ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ (مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۹ء) کو جب قلعہ سے رخصت ہوئے تو یہی  
 نو افغان اور ہندوستانی کے فرائض انجام دے رہے تھے اور خود بادشاہ اپنا کام جمع  
 کرنے میں مصروف تھے۔

### جلا وطنی اس کے پہنچنے ہی بادشاہ فیصد کر چکے تھے:

ہے سلطنت نے ارادہ میرا کھنڈ میں آنے کا نہیں ہے، اہل اگر سلطان  
 نصیب ہوئی تو وہ اصل بھی تم لوگوں کا ہو گا اور میں تو مجھ کو رکاوٹ سے  
 کیا مال ہے، میں آپ کسی کے گھر بندھاؤں گا۔

۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے سبب ہندوستانی بالخصوص اودھ کے باشندے، کسی بھی چیز کے مستحق نہ تھے۔ اخراجات میں تخفیف کے باوجود مانگنے والے سمجھتے تھے، دینے والا کوئی نہ تھا۔ اس اور سہائی کی ناورت موت سے وہ گرفت بھی ڈھیلی پڑ چکی تھی جو بادشاہ کو انگریزوں کی پیشکش قبول کرنے سے روکے ہوئے تھی۔ ضرورت اور فراست کا تقاضا تھا کہ جرمنا جہاز سے قبول کر لیا جائے اور بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔

حکومت برطانیہ نے صدر کرملی بھی کتاب سولے مارے لاکھ روپے سالانہ کے ایسی کوئی رعایت نہیں دی جائے گی جس کا فردی ۱۸۵۶ء کے عہد نامے میں وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ بارے لاکھ بھی انکم ٹیکس سے مستثنیٰ نہ تھے اور بادشاہ کی درخواست کے باوجود اس میں کوئی تخفیف نہیں کی گئی۔ بادشاہ کی عطا کی ہوئی جاگیریں اور ٹوٹ جس خوش نصیب کے قبضے میں تھے وہ آج بھی ان پر قابض اور متصرف تھے لیکن خود بادشاہ کی اور کوئی ذاتی آمدنی نہ تھی۔ کھنڈ میں جو رگ اب تک آس لگائے بیٹھے تھے کہ بادشاہ وہیں آجائیں گے بادشاہ کے ٹکٹے میں قیام کر لینا اور اپنی بے روزگاری کے سبب تلاشیں معاش میں ٹکٹے پہنچنے لگے۔ مروت اور مصداق کا تقاضا تھا کہ جو آئے واپس نہ جائے۔ اس پر بادشاہ کے اپنے شوق، سندھین کو گزارنا سنانے کے یہ عمار میں اور عمارتوں کو برقرار رکھنے کے لیے کافی روپے کی ضرورت تھی،

”اس غریب الوطنی میں بھی بیس ہزار نو سسٹین حضرت کے ہم رکاب تھے اور سب کے ساتھ حتی الوسع وہی سلوک وہی برتاؤ برقرار رکھا جو

سطح۔ جرنل انجمن ہندو ۱۸۵۷ء جلد ۱ ص ۱۸-۱۶۔

سطح۔ احمد پٹن پیر ۱۸۵۷ء گورنمنٹ نے کہ زمانے کے بعد بادشاہ کے چند رکروں کا بھاری رقم ہے ایک مقرر کیا تھا جس سے اس آمدنی میں اور بھی کمی ہو گئی تھی۔ چنانچہ شیت تھوبڈ بھی، جلد ۱ ص ۲۲ پر اس کی حکایت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

|                               |                                 |
|-------------------------------|---------------------------------|
| جو بھی لاکھ سنے کی خواہ بار ۲ | ہوئی اس سے پہ اختیار کا ٹوٹ مار |
| وہ نہ پا کھوئی میں جب آگئے    | جو ہڑ بکھر پہ ہسم آ رہے         |
| مگر دیتا ہوا ایک ملک کی رو    | گزرتی ہے اب تو بعضی منزل        |

نمائندہ سلطنت میں رہتا جاتا تھا۔ ... دنیا کا وہ کون سا شوق خواجہ سلطان  
 عالم کو رہا اور خدا کے فضل و کرم سے سب ہی شوق پورے ہوتے تھے یہ  
 خدا کے فضل و کرم سے قدرت کا خزانہ بھی مالی ہو جاتا ہے۔ ایک لاکھ کی پنشن تو کچھ ایسی  
 بڑی رقم بھی نہ تھی۔

”جس روز پنشن آئی اسی دن سب کو دے دی جاتی اور کچھ بچہ و زرعہ  
 سکے اخراجات جو اہرات فروخت کر کے پورے ہوتے تھے۔“

کھنڈ سے روانہ ہوتے وقت بادشاہ اپنے ساتھ کیا لے گئے تھے اس کا بھی کوئی علم نہیں  
 نیکس کھنڈ میں اب دن کا کچھ نہ تھا۔ عہد شاہی کے حق خیر خزانوں کی اب کچھ تلاش  
 ہو رہی ہے وہ اگر ہونے تو بادشاہ کو کیا ضرورت تھی کہ قمر کی ٹکڑی پر نشان رہتو  
 ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز حاکموں نے۔ تمینا پچیس لاکھ کے جوہرات بادشاہ کو بھیج دیے  
 تھے یہ رقم ایک دو سال سے زیادہ کے لیے کافی نہ ہوئی ہوگی۔ حصر صاحب ہم دیکھتے  
 ہیں کہ بیگمات کو عید فرید جڑ و ریومات اسی طرح تقسیم ہوتے رہے جیسے کہ عید  
 شاہی میں ہوتے تھے یہ

دہلی شاہ نے اور ان کے اسلاف نے کسی کو کڑوڑوں روپے قرض دیے اور  
 وظیفہ دینے اس رقم کے سوا سے ملتے رہے۔ انگریز سلطنت کے وقت ایک کروڑ  
 انہی لاکھ سے زیادہ روپے پنشن کے درمیان تھے۔ سلطنت کی غلطی کے بعد حکومت  
 نے یہ رقم اور پینال کی ترانی کا وہ علاقہ اکبری گڑھ بھی ضبط کر لیا جو بادشاہ کی ذاتی  
 ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ بڑھتے ہوئے اخراجات کے سبب بادشاہ نے چاہا کہ یہ رقم  
 واپس لے لے اس کے عوض اور کسی فلاح کی صورت ہو۔ برٹش پارلیمنٹ ٹیما یہ مقصد

سلفہ۔ فتحانہ ہاؤس، جلد ۱ ص ۲۰۸۔

سلفہ۔ جان عالم ص ۹۲۔ ۱۹۱۔

سلفہ۔ آفتاب سلفہ (خطی) ص ۵۱۔ ۱۵۵۔

سلفہ۔ مجموعہ سرحدات مشرقی سلطان آباد ص ۶۶۔

سلفہ۔ قیصرانہ، رنج، جلد ۲ ص ۱۸۱۔





مولوی نجم المصطفیٰ خاں جن کی تالیف اس موضوع پر معتبر خیال کی جاتی ہے ۲۱ ستمبر ۱۸۸۹ء مطابق سہر قمر ص ۵۳۵ "گوہری بات گئے" فرماتے ہیں: "ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں: "سفرِ کل خاں نامی ایک شخص کے خط سے جو دہلی موجود تھا ان کا انتقال کراۓ قزم کو ثابت ہوتا ہے۔ انتقال سے تبھی کراۓ قزم ہے تیار کر دیا گیا۔" سہیلی آباد میں پیر مہرین احمد سے مسئلہ

مذکورہ نگاروں میں یہ حکایت دراصل تاریخ بدلنے کے وقت سے بد بھری طبع کرنا ہے قری مجھے کی تاریخ روایت ۱۵۱۵ کے وقت بھی سورج کی اداس کے ساتھ مل جاتی ہے۔ قمری مجھے کی تاریخیں ماضی کے رات سے ملتی ہیں۔ جس گھنٹوں کے میں قمری سے قمری اور قری مجھے کی تاریخ میں دو قمری تاریخیں ملتی ہیں۔ لیکن کہ قمری تاریخ میں دو قمری تاریخیں اور قری تاریخ میں دو قمری تاریخیں شامل ہوتی ہیں اور اگر کوئی واقعہ قمری اور سورج شب کے درمیان پیش آئے تو خلاص کا قری امکان ہے۔ نواں بھری تاریخ مطابق طالع جیوی تاریخ کھنکھ کا دستہ نامی ہے رائج تھا۔ کہ اس کے کہ جس وقت قمری و قمری میں ہر قمری تاریخ کے مقابل ایک قری تاریخ کھدی جاتی۔ یہ اسی طرح کتب فارسی کے لطائف تاریخ میں بھی کھدیا جائے یا اگر کتب فارسی اور خطات تاریخ میں صحیح کیا ہے تو برخلاف طالع مہانات اور یکا کی طرح پر مشتبہ کی ہوئی قمریوں کی مدد سے ان کو ضعیف قرار دیا جائے۔ آج سے سورج پہلے کے عام بعد دستہ نامی سورج جیوی اور تاریخ کے ہر سال کے دستہ سے اتنا ہی واقف تھے جتنا کہ کل بھری سورج سے لطائف کا اہل زمانہ ہے۔ ثانیہ کے مذکورہ بالا خطے میں سورج قمری مجھے کی تاریخ طالع ہے۔ بادشاہ کا انتقال چونکہ دہلی کے بادشاہ کو ہے اس سے قمری تاریخ ۲۱ ستمبر شہر ہوگی برخلاف اس کے اگر کوئی واقعہ مثل دہلی علی شاہ کی تخت چھین کے غنہ کے وقت پیش آئے تو قمری مجھے کی تاریخ وہی ہوگی جو سی دن کے وقت تک قمری تاریخ سورج کے وقت سے بدل چکی ہوگی۔ چنانچہ قمری کی مسدود یا غیر انور تاریخ کی سند سے

سلسلہ: جامعہ اربعہ جلد ۵ ص ۲۸۲۔

سلسلہ: بیٹا ص ۲۸۲۔

سلسلہ: اخبار "آئین بریلی جلد ۱ کلکتہ" جلد ۱۲۷ شمس ۱۲۷۹/۱۲۸۰ء

طبر علی شاہ کی تخت نشینی کی تاریخ ۲۶ صفر ۱۰۳۳ مطابق ۱۳ فروری ۱۸۴۷ بتائی جائے تو یہ بیان درست نہ ہو گا کیوں کہ یہ تاریخ قواجد علی شاہ کے انتقال کی تاریخ ہے جس پر سب ہی متفقہ نظر کرتے ہیں۔ وابد علی شاہ ۲۷ صفر ۱۰۳۳ مطابق ۱۴ فروری ۱۸۴۷ کو تخت نشین ہوئے جیسا کہ افضل التواریخ میں اور واقعی کے اس ملفوظی قطعہ تاریخ میں درج ہے جسے نجم المعنی خان نے نقل فرمایا ہے لیکن افضل التواریخ کے اس بیان پر شک کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ سچے انتقال کی تاریخ میں بھی مولیٰ صاحب نے اسی طرح اختلاف کے امکانات کو اور روشن کر دیا لیکن اختلاف کو مٹانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ وابد علی شاہ نے ۱۲ ستمبر ۱۸۸۷ مطابق ۲۳ محرم ۱۳۰۵ کے دربارت میں بچے داعی اجل کو لبیک کہا اور عیسیٰ جیسے کی جس تاریخ انتقال ہوا تھا اسی تاریخ مات گیارہ بجے انتقال سے تقریباً اکھن گئے بعد اپنے تیار کردہ المعبائے الماس ہائے سبطین آباد مبارک، منیا برج اگلے تھلہ وٹن ہوئے۔

سال تاریخ اس بیان واقعی سے ہے عیاں  
مٹ گیا اولے اگلے میں نام کھنڈ ۱۳۰۵  
(منظوم سراج الدین احمد)

۱۔ افضل التواریخ ص ۹۸۔

۲۔ تاریخ احمد جلد ۵ ص ۱۰۰۔

۳۔ تقریم بکری و مصوری طبر علی شاہ ترقی درود احمد کے مطابق ۱۲ ستمبر ۱۸۴۷ کے دن عزم فرمایا تھا لیکن ۱۳ فروری ۱۸۴۷ کو ۲۷ صفر کے بجائے ۲۶ صفر تک نہ نکلا ہے اس اختلاف کا سبب بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی ۳۰ فروری نہ ہو سکتا۔ برابر ہے ۲۷ صفر ۱۸۴۷ کے لیکن تقریم بکری میں جو حکومت کی خاطر یہ ایک قری تاریخ کھلی جاتی ہے جو مزید تاریخ کے تقریباً ۱۸ گھنٹوں کے برابر ہو اس لیے اس اثر کی غلط فہمی کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔

۴۔ اخبار شیشین دہلکتہ، صفحہ ۲۲/۹/۱۸۸۷۔ شاعر کھنڈی نے اپنی اس بیت ۱

دیں در پر میر کے ہے تاجہ دار کھنڈ

بول بھی جوستہ قد کھنڈ بانی بہار کھنڈ (بالی صفحہ ۱۰۰ پر)



صحیح سمجھنے ہیں۔ روایتی بیانات میں ہم سے ہمہ اور خود سے نفیر بیان بھی ایسا نہیں جو  
ہرنا سولہ اند کسی صورت کا نہ ہو لیکن ان بیانات کا وہی حضرت قرین اعتبار ہو سکتا ہے  
جو بیان نظم بند کرنے والے کی ذاتی واقفیت ہے۔ یعنی جو۔ قدیم اور ہر دور تک درویش سے  
ایسے بیانات کا انتخاب کر لے کہ ہے جب صرف ایسے تذکرے سے یہ جانیں جو درویش  
کی رہبری یا گمراہی کا سبب تھے۔ قدائدہ اند بھی تنگ ہو جاتا ہے۔

غزل مرکز زبیا علیہ السلام اور سخن شعراء غزل جیسے قدیم تذکرہ کی کہن  
دیواری اور مثنویوں سے دلچسپی رکھنا ان کی تالیف کے وقت وابہ علی شاہ کی مثنویوں  
پائیس۔ رسد سے زیادہ۔ غزل اس لیے ان تذکرہ میں تصنیفات کا شکل ذکر غیر لکن  
تھا۔ ان تذکرہ کے پیش کردہ اشعار اور بیانات سے بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ  
کچھ دیوان اور مثنویاں ان تذکرہ کی تالیف کے وقت شائع ہو چکی تھیں۔ ان کے  
زائد تصنیف کا تین ضروری ہر قویہ ہمہ بیان کسی کام آسکتے ہیں۔

سفر اللہ مولوی سید الدین خاں نے تذکرہ فوسلی کے یہاں بادشاہ کی حمایت  
میں ایک بیان زبان انگریزی شائع کیا تھا۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ  
ظاہر نظم کے اثر میں بھی بادشاہ کی متعدد کتابیں تھیں اور وہ کتابیں ہر پ کے  
بڑے بڑے کتب خانوں میں موجود تھیں۔ مولوی صاحب کے بیان میں سہلانے کی  
گنجائش نہیں ہے کیوں کہ یہ کتاب انگریزوں کی چارخانہ حکمت علی کے احتجاج  
میں لکھی گئی، ہر پ میں بعد ازاں شائع ہوئی اور یہ حکم نہ تھا کہ وہاں بیٹھ کر ان  
کے لوگوں کو مخاطب دیا جائے۔ گامداد تاسی نے بھی اپنے فرستوں میں وابہ  
علی شاہ کے ادیب اور شاعر ہونے کا بھرپور جیٹ عذرا ہے لیکن وہ کتابیں جو کہ  
پچیس نظر پر تیراخذ کیا گیا ہیں نہ ان سب کے نام ملتے ہیں اور نہ نوعیت کا جسم

نکدہ۔ روش مرکز زبیا علیہ السلام۔ ص ۱۹۹۔

نکدہ۔ سلامی سخن ص ۸۔

نکدہ۔ سخن شعراء ص ۲۲۔

نکدہ۔ سید الدین، ص ۷۱۔



اور چند اور کتابیں ہیں۔ وزیر نامہ میں بادشاہ کی ملتان کی شہزادی کا ذکر ہے۔ قلمسری نامہ نے اس کی کوئی کتابی نہیں کی بلکہ نام گنا ہے جسے

”... مشہور و مشہور ہیں۔ وزن آخری۔ بنی۔ نامہ۔ وہ ہیں در فن سب سے تعالیٰ مقرر  
دار و ...“

لکھ گئے۔ سکینہ صاحب نے اس پر اضافہ کرنا چاہا اور  
”شہزادی، وزن آخری۔ ... خطبات غلات ... بنی“ نامہ، رہن،  
شہزادہ، در فن سب سے تعالیٰ مقرر۔“

لکھا۔ بنی نامہ اور وہ بنی نامی کتابیں سکینہ صاحب کو دستیاب نہیں ہوئیں۔ وہ دیکھتے کہ ان کتابوں میں کوئی بھی مشہور نہیں ہے۔ حاتمہ جاوید کی عبارت میں جو ستر تھا اس سے غلط فہمی کا پیدا ہوا یقینی تھا۔ عشق نامہ اور حبیبیت حیدری مشہور ہیں لیکن لادسری نامہ اور سکینہ صاحب دونوں نے ان دونوں کتابوں کو اس طرح لکھا ہے جیسے یہ کوئی اور صنف سخن ہے۔ سکینہ صاحب نے ”خطبات غلات“ نامہ اور ملانی کی جلدوں کے خط نامہ ملانی نو کشتہ کی وزن ستر ”صالح کچھ سمجھو کہ جہاں تک تحقیق کیا ہو سکے ان سب غلط ناموں کی اشاعت اس کتاب کی اشاعت کے بعد ہوئی۔ حاتمہ جاوید کی طرح تاریخ ادب اردو میں بھی معرفت چھوڑا انوں کا ذکر ہے اور یہ اسکی وزیر نامہ کے آثار ہیں۔

(ج) سکینہ صاحب کی طرح کوئی تذکرہ نگار کتاب بنی سے واقف نہ ہو اور وزیر نامہ پر گفتگو کے قواسم کی فرد گراخت قابل گرفت نہیں لیکن کوئی ستر نامہ بات پر بنی کی سند پیش کرے گا اور جب تصنیفات کا ذکر آئے تو بنی کو چھوٹے تذکرہ یا نغماتہ جاوید کو ترجیح دے تو سچ اس سے حرف نہ بھی گان گزرے گا کہ بنی کی بات

سکینہ۔ حاتمہ جاوید، جلد ۱، ص ۲۰۹۔

سکینہ۔ تاریخ ادب اردو، ص ۲۵۸۔

سکینہ۔ وزن آخر، ص ۲۸، ۱۳۷۔

سکینہ۔ تاریخ ادب اردو، جلد ۵، ص ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۲، ص ۱۰۳، ص ۱۰۴، ص ۱۱۷۔

سکینہ۔ بیض نامہ، ص ۱۱۱-۱۰۱۔

قابل اوقات نہیں۔ مولوی نجم الحسنی خاں صاحب تاریخ دورہ نے ایسا ہی کیا ہے۔ اس کتاب کے ایڈیشن مطبوعہ مراد آباد کے وقت مولوی صاحب کو تصنیفات سے دلچسپی نہ تھی۔ "واجدی شاہ کے شمار میں خیالات کیسے نئے" کے عنوان سے وہ عبارت درج تھی۔ جو مرد وچ ایڈیشن مطبوعہ ممبئی فب کتب کے صفحہ ۱۱ پر ہے۔ نوٹ کلام میں عربی کے اشارہ پہلے نئے نصاب ہیں۔ اعلیٰ قصہ طے والے اشارہ جانا منشی طوطا رام شایاں کی تابعدار نظم ہند سے لے گئے ہیں اس تاریخ کا حاصل ہوا۔ مجموعہ جدید نامی کتاب مولوی صاحب کے علم میں تھی لیکن تصنیفات کے دہلی میں اس کا کبھی ذکر نہیں۔ نئی تاریخ جاوید کی عبارت کسی قدر فقرت کے ساتھ نقل کی گئی ہے اور چھ دیوانوں نے اس قدیم سے کبھی شہرت پائی ہے۔ مولوی صاحب کے نزدیک بنی کا بیان اگر ضعیف اور موضوع تھا تو وہ اسی پر افسوس خیال کر لیتے۔ بنی کی ہرست پر تصور نقل فرمائی سے بعد جہاں بہتر جو تالیفات اس کے کرم ہے نہ کوئی حدت رکھتا ہے اور نہ جامعیت۔

(د) بی اور وزیر نامہ کے امتزاج کا اوّل نقش خواجہ عبد الرؤف عشرت کا ہوگا ہے۔ خواجہ صاحب نے ایک طرف تو چھ دیوانوں کا ذکر کیا ہے۔ دوسری طرف دیوان مبارک جیسے نام لے لیا جو بنی کی ہرست کے علاوہ اور کبھی نہیں ملنے۔ خواجہ صاحب کا بیان ان کے ذاتی مطالعے اور قیاس پر مبنی ہے لیکن مجموعی حیثیت سے تصنیفات کا ذکر ان بیانات پر فوقیت رکھتا ہے جو ان کے تذکرے سے زیادہ مقبول تذکروں میں درج ہوتے اور جن کا انحصار تذکرہ نگار

سطح۔ حاتم اللہ (مطبوعہ مراد آباد) جلد ۴ ص ۵۲-۵۳۔

سطح۔ ایضاً (مطبوعہ کفتر) طبع ۵ ص ۱۱۔

سطح۔ چاری زبان دہشت دار علی گڑھ، شمارہ ۱۲۸ ص ۶۶-۶۷۔

سطح۔ تاریخ دورہ، جلد ۵ ص ۱۰۔

سطح۔ آب بقا ص ۱۶۱۔

سطح۔ ایضاً ص ۱۶۶۔

کے اپنے مطالبے سے زیادہ دوسروں کے اقتباسات پر ہے۔

تحقیق کا موجودہ کارواں اس منزل سے بہت آگے بڑھ چکا ہے جس پر مولانا طہری نے پھر لکھنے سے اور باوجودیکہ ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو لادری یا لیم یا لیم یا لیم یا لیم کی روایت کو آگے بڑھا رہے ہیں، ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف لیم کے بیان پر تھیں جو لیم ہی لیم وہ وزیر نامہ کے بیان کی تائید کریں تو کیوں لودری کی تردید کریں تو کیوں کریں؟ اس کا اندازہ چھ دیوانوں کی بحث سے ہو گا جو ایک محترم صاحب کو لکھنے کے لیے ضروری ہے۔

دیر نامہ کی تصنیف سے اب تک مختلف تذکرہ نگاروں نے متفقہ طور پر چھ دیوان : فیض فیض، قمر مضمون، سخن اشرف، گلدستہ عاشقان، اختر ملک، نظم نامہ، اسی ترتیب کے ساتھ واجد علی شاہ سے منسوب کچھ ہیں۔ ان ماسوں کی صحت کے بارے میں تو کسی شبہ کی گنجائش نہیں کیوں کہ یہ چھوں نامہ کی فہرست میں بھی موجود ہیں۔ در یافت طلب اور یہ کہ کیا بدامنی دیوان میں لکھا لکھی تردید موجود ہے، کیا ان کی ترتیب درست ہے، اور اگر ان سوا لکھ کا جواب نفی میں ہو تو اس غلطی کو دیر سلطان بہانہ سے منسوب کرنا افسان سے جدید ہو گا کیونکہ موجودہ تفصیل مسلمانہ وادیں بلاغت قرین کے تحت نام لکھا ہے۔ پیشتر واضح الفاظ میں لکھ دیا تھا کہ

” بجائے انتخاب ہر یک کے نام چند رسالہ دیوان و کتاب را بطریق

فہرست بری نگارم۔“

واجد علی شاہ اس بیان کے کافی عرصہ بعد تک زندہ رہے۔ جو اضافے اور تبدیلیاں اس زمانے میں ہوئیں امید کی جا سکتی تھی کہ بعد کے تذکرہ نگار اس کا خیال رکھیں گے۔ لیکن بعد کے تذکرہ نگاروں کو یا کتابیں فراہم نہ ہو سکیں یا خود کتابوں کی رنگارنگی نے ان کو جاننے

مسئلہ - لکھنؤ کا دبستان شاعری ص ۶۲ - ۶۳، ص ۶۰۔

مسئلہ - وزیر نامہ ص ۱۳۱، مختار جاوید جلد ۲، ص ۲۰۹، تاریخ نوادہ جلد ۵ ص ۱۱، تذکرہ ادب اردو

ص ۲۵۸، انتخاب نوری ص ۳۰۔

مسئلہ - وزیر نامہ ص ۱۶۷۔

مسئلہ - بی ص ۲۳ - ۲۴۔



کامیاب نہ دیا، سبب خواہ کہ جو نتیجہ حاصل ہے، ہمارا رواجی بیان جامع اور نفع نہیں ہے۔  
 بات کو آگے بڑھا سکتے ہیں نیز زبردستی ہے کہ ہم چند متعلق سوالوں کے جواب سے  
 میں پھر آگے بڑھیں۔ وہ سوال یہ ہیں: (۱) ادب کے جواب میں چلاری جیو کا مقصد حاصل  
 ہو چکے گا؟ (الف) دیوان کی تعریف کیلئے بہادری، کس نام سے کون سا دیوان مراد ہے؟  
 (ب) کیا اور بھی دیوان ہیں؟ (د) کیا یہ سب دیوان ہیں؟ (و) دیوان، کلیات اور غزل  
 کلام کی صحیح ترتیب کیا ہے؟

(الف) دیوان کی تعریف | لفظ "دیوان" کے معنی میں اختلاف کی کافی گنجائش  
 ہے اور یہ نا ممکن نہیں کہ کہنے والے کا مقصد کچھ اور ہو اور سننے والا کچھ اور معنی ملا دے۔  
 اس سبب سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیوان کے معنی کا تعین کر دیا جائے تاکہ مقصد  
 قائم کرنے میں غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے کہ جن کتابوں کو دیوان کہا گیا اور جس کو دیوان  
 نہیں کہا گیا ان کو دیوان کہنا یا نہ کہنا کہاں تک حق ہے؟ اہم اختلافات کی حار ہے۔ بطور تعارف چند نمونے  
 پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) "صحیفوں کا مجموعہ"۔ "موسم ترجمہ"  
 لغات عربی: (۲) "صحیفوں کا مجموعہ"۔ "وہ کتاب کہ جس میں قصائد جمع"

الفہرہ (ترجمہ)  
 لغات فارسی: (۱) "کتاب مجموعہ اشعار ہر شاعر کے خواہ در ان کتاب  
 اشعار شاعر بہ ترتیب حروف مرتب، باسناد و یا شیعہ  
 فرہنگ نفیسی۔"

لغات اردو: (۱) "غزل یا شاعری کتاب فارسی میں... غزلوں کی کتاب"  
 لغات

(۲) "غزلوں کی کتاب"۔ "فرہنگ تصفیہ" نصیر اللغات ترجمہ  
 غلام اللغات، "کریم اللغات، معین الشعراء، لغات  
 ہیروارد، ہندی و کشمیری۔"

۱۰) کتاب غزلیات: فرہنگ دستہ اصیبیان، فرہنگ

دستہ الشعراء۔

۱۱) شاعر کی غزلوں کا مجموعہ: فرہنگ حاضر، اردو ہندی  
ڈکشنری۔

۱۲) دیوان شاعر کا مجموعہ کلام بھی ہوتا ہے: اردو انسائیکلو پیڈیا

۱۱) لغات انگریزی: نظموں کا مجموعہ، شعری کتاب جسے ردیف و بحر و

جملہ کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہو (ترجمہ فرہنگ

جامع فارسی۔ انگلش (مطبوعہ طہران ۱۳۵۲ء)

۱۳) کسی ایک شاعر کی غزلوں کو DOES اور نظموں کا وہ مکمل

مجموعہ جس کے آخری حروف rhyme علی ترتیب

حروف جمعی کے مطابق ہوں کسی لکھنے والے

author کا مجموعہ کلام ہے، بی، پلاس کی لکھنے

آوازوں کا سیکل ہندی اینڈ انگلش (ترجمہ)

مذہب بالذات امتیازات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا نامناسب نہیں کہ عربی زبان میں اس کی کوئی

تفصیل نہیں تھی کہ جس مجموعے کو دیوان کہا گیا وہ نفاذ کا مجموعہ ہے یا قطعات، مرثی

یا رباعیات کا۔ فارسی زبان میں دائرہ کسی قدر تنگ کر دیا گیا، یعنی صرف غزلوں کا مجموعہ

ہی اس لفظ کا صدق قرار پایا۔ ایک رعایت پھر بھی برقرار تھی، یعنی غزلی نہ تھا کہ وہ

مجموعہ غزلیات ردیف و بحر مرتب کیا گیا ہو۔ اردو میں آئے آئے یہ عموماً جاتی رہی

دیوان کو غزلوں کا مجموعہ ہونا ہی کافی نہ تھا بلکہ یہ بھی لازم تھا کہ غزلوں کی ترتیب

جمعی کے مطابق ہوا و ہر حرف میں کوئی غزل ضرور کہی جائے۔ ال "استعمالات سے

گرنے کے بعد "صاحب دیوان" ہونا ایک فخر کی بات تھی اور کسی غزل میں اگر مطلع

یا مطلع نہ ہو تو یہ عیب میں داخل تھا۔ چنانچہ غالب کے دیوان کا انتخاب شائع ہونے

پر ایک ہم عصر حریف کا طنز:

چار حراسس پہ بھی ہے مطلع و مطلع غائب

غائب آسان نہیں صاحب دیوان ہونا

اس خیال کی ناسندگی کرشمہ یا بیرونی حدی کے ہندوستان میں دیوانہ کیات کے سمجھا فرق کارسلہ دتا کی نے اس پر اسے میں قلم بند کیا ہے :  
 " شروع شروع میں عربی میں دیوان نگاری کا سادہ مجموعہ ہوتا تھا یہ دیوان شعی، دیوان ابن فرہد دیوان مرزا قیس، یہ گو یا مشہور شعرا کے کلام کا مجموعہ تھا لیکن اس عربی میں نیز مسلمانوں کی دوسری مشرقی زبانوں مثلاً ہندوستانی، پشتو، ہمدانی اور ترکی میں عربی کے پسے مجموعے سے ملوے جو تاقیہ کے لحاظ سے بہ قریب حروف، ابجد مرتب کیا گیا ہے جو اب دوسری قسم کی اور نظمیں شامل کر لی جاتی ہیں قرعہ کیات کہلاتا ہے۔ یہی دیوان اور دیوانوں اور اسی شاو کہ بہت سی اور نظموں کا مجموعہ، یہ دیوانی نظم یعنی دیوان اور کیات ایک ہی شاعر کے کلام کے متعلق استعمال ہوتے ہیں۔ دہریوں، کبوتوں، اور اظہاروں کے مجموعے کو جو عنوان دیوانہ کی

میں لکھے جاتے ہیں یہ نام نہیں دیا جاتا۔

دہری کے بیان پر کہیں کہیں اعتراض کیا جاسکتا ہے لیکن یہ حیثیت مجموعی دیوان اور کیات میں تقسیم قرعہ یا دیوانہ ہے جس پر دہریوں نے اور خود واجد علی شاہ نے عمل کیا۔ ایک اور اصطلاح "مجموعہ کلام" کا مستعمل ہوا اقتباس میں ذکر نہیں۔ یہ تینوں اصطلاحیں دیوان، کیات اور مجموعہ کلام، اردو میں الگ الگ اپنے مخصوص معنی میں ملتے ہیں۔ اپنے بیان کی صحت اور وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ وہ سبھی اہل ظاہر کو یہ سمجھ جائیں جن کے تحت کسی کتاب کو دیوان کہہ سکتے ہیں اور کیات یا مجموعہ کلام نہیں کہنا چاہیے۔

صنف، دیوان سے مراد وہ مجموعہ کلام ہے جس میں کسی ایک صنف صنفی کو رد و یعت وار صرف شہتی صنف سے ہے بلکہ ترتیب دیا گیا جو اور اس میں کوئی اور صنف نہیں شامل نہ ہو۔

۱۔ خطبات گارسلہ دتا کی ص ۱۱۲۔

۲۔ ایسے مقالات پر خط کتبچہ دیا گیا ہے۔ مسلم، حوالہ بیان کی ہے پانچویں۔

عربی اصطلاح کے معنی مگر ہر مجموعہ کلام کو دیوان کہا جائے لگا تو یہ کہنا بے معنی ہو گا کہ  
 "وہی پہلا صاحب دیوان شاعر تھا" یا "محمد علی قطب شاہ پہلا صاحب دیوان شاعر ہے۔"  
 بڑا اس زمانے سے کہ نوحی، غزلیں وغیرہ کے مجموعے ترتیب دینے لگے آج تک کہ جب  
 شعرائے زمانہ کے بے شمار مجموعے ایسے موجود ہیں جن میں ردیف کا التزام بھی نہیں، ہر مجموعہ  
 دیوان کہ جانے کا معنی ہو گا۔ فارسی اصطلاح کے مطابق دیوان کے لیے غزلیں کی تخصیص بھی  
 ضروری نہیں۔ اردو میں ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں نضیہ کلام، نوحی، غزلیں، ہر قسم کے ردیف  
 فارغ مجموعے کو دیوان کہا گیا ہے۔ قصائد اور رباعیات کے دیوان بھی ہو سکتے ہیں۔ ردیف کی  
 بقید عروض یا نثری ترتیب سے کلام کی وہ قسمیں جو درخود فارسی ہوتی ہیں جن میں مسلسل  
 ردیف کا وجود نہیں ہوتا جیسے مثنویاں، ردیف سے بے نیاز نظمیں، سرے وغیرہ۔  
 رباعیات سے ملو وہ مجموعہ کلام ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ دیوانوں کی  
 مرثیوں، قصیدوں، مثنویوں وغیرہ کو یکجا کیا گیا ہو۔ واجد علی شاہ نے اپنے مرثی  
 کے مجموعوں کو بھی کئی کتابیں لکھی ہیں کہ ان میں کوئی دیوان شامل نہیں ہے۔ علامہ  
 عام جیل ہے کہ جب شاعر کے تمام کلام کو یکجا کر دیا جائے تو خواہ اس میں کوئی دیوان ہو  
 یا نہ ہو اسے کلیات کہنا چاہیے۔

راج، مجموعہ کلام سے مراد وہ مجموعہ نظم ہے جس میں کسی ایک شاعر کے کلام کو یکجا کیا گیا ہو۔  
 اس میں نہ ردیف کی قید ہے۔ اصناف سخن کی۔ شعریہ کا مجموعہ بھی مجموعہ کلام ہو سکتا ہے۔  
 موجودہ زمانے کی آزاد نظموں کے مجموعے بھی مجموعہ کلام میں داخل ہیں۔ مختلف اصناف کے  
 جمع ہو جانے یا کتاب کی مناسبت سے اس کو کلیات نہیں کہہ سکتے کیوں کہ کلیات کے  
 لیے شرط کسی دیوان کے شامل ہونے کی ہے۔ موجودہ زمانے کے بیشتر مجموعے اسی  
 اصطلاح کے تحت آتے ہیں۔ واجد علی شاہ کے یہاں محدود سے چند مجموعے اس لفظ

۱۔ آسیر کا دیوان "گہر ستارہ صحت" چھ سو اسی ترنے دیوان کہا ہے، دیکھو گہر ستارہ صحت ص ۴۴۔

۲۔ شمع برآں پوری کا دیوان احمد علی کا دیوان میں کام دیوان میں بتایا گیا ہے، دیکھو ہندوستانی

(حصہ ۱) آباد، جولائی ۱۹۳۶ء، ص ۳۱۔ ۳۳۔ ۳۵۔ مختصر دیوان پر مبنی

۳۔ دیکھو نورشرف خٹا صاحب "مثنوی" کے سرورند

کے ہیں اور ان کو دیوان یا کلیات نہیں کہا گیا ہے۔ "افتریک" میں کو لوگ دیوان کہتے آئے ہیں، جو نظم مطبع سلطان کے اہتمام میں:

"کتاب الامام تھنیت و تالیف نظام فیہ یاد گردن مقام" ہے اور شاہی کتب خانے کے دارو فرائض اسے "نور الکتاب" ہے،

رقم زد کتابی فصاحت و آسب      خدیو عباس شاہ ندرجی کلاہ  
کتابی ست سر دفتر علم و فضل      کہ مجروحہ خاص عالم پناہ

### ۱) دیوانوں کے نام |

۱ اور ۲: "قرطوب" اور "نظم نادر" جو نظام مطبع سلطان کی بھی ہوئی کتابیں ہیں موجود ہیں۔ اس لیے ان ناولوں سے کتابوں کی شناخت اور خود ہو جاتی ہے۔

۳: مطبع سلطان کی بھی ہوئی ایک کتاب اور معنی ہے جس پر "سک افتریک" لکھا ہے ویرا سلطان نے "افتریک" بتایا ہے۔ واپس علی شاہ نے بھی "افتریک"۔

کھڑے ٹیکرہ طرقات کتاب کا شاعری سے قبل کے ہیں۔ لیکن یہ شروع میں ہی نام مراد کتاب کی اشاعت کے وقت ترمیم کر دی گئی جو موجودہ حالت میں چھپے ہوئے نام کو بیچ بھٹا سنا سب سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ نام صحیح ہوتا اور کتاب میں خط چھپا ہوا فقرہوں کی تقسیم افتریک رعایت سے "برجولہ" میں کی جاتی۔ یہاں تک کی نسبت سے تصدیق کی گئی ہے۔

۴: زمانہ عربی میں ایک دیوان شائع ہوا تھا جس پر مصنف کی مہر مطبع کا نام قطعہ تاریخ سبھی کے خدائیں دیوان کے نام کی جگہ حاضری میں بادشاہ کا نام درج تھا اور خاتم کی عبارت میں کی کوئی اسم صحت نہ تھا تاہم اختتام طبع کی زبان مدح میں مروی کرامت علی افتریک نے "سک کھی نہیں۔ سولی کا قطعہ تاریخ، بادشاہ کے نام کے گرد مصحف دائرہ چاری جو مرقع کا سنہ ہے۔

سک۔ ملک افتریک۔ ۱۔

سک۔ بیعت ص ۲۵

سک۔ اس کتاب کے ص ۱۰۳ اور ص ۲۸-۲۹ پر خط تصدیق لکھا ہے۔

سک۔ گزشتہ صفحہ ص ۲۸

چون صاحب عالم سکندر قدسی  
آلہ پژوهش خوش بوقت طبش  
فرمود کلام فیض آگین مطبوع  
گلہ سستہ عاشقان کلام مطبوع  
۱۱۱ ۵۲۲ ۹۱ ۱۳۷ ۱۵۱

ایک۔ لے تک اس دیوان کو دیوان ہی کہا جاتا رہا کیسے جب کئی دیوان جمع ہو گئے اور  
بہارے ذیل دوم سوم کہنے کے نام رکھنے کا خیال آیا تو اظہر کے اسی قطبہ تاریخ سے  
وہ لفظ منتخب کر لیا گئے جو ہر طرف اس مقصد کے لیے مورد دلالت ہے۔ ہمارے خیال کی  
مزید تصدیق اس بات سے ہو رہی ہے کہ دار سوری رزم نے جو بارہ شعرا اپنے تذکرے میں  
”انتخاب از گلہ سستہ عاشقان“ کے نام سے درج کیے ہیں وہ اسی دیوان کے ہیں۔  
۵۔ بارہ کے مطبوعہ دیوانوں میں ایک دیوان وہ ہے جس کے شروع میں منظوم خطا  
اور مشواری اور آخر میں وہ غزلیں ہیں جن میں بیگمات کے نام کو ردیف قرار دیا  
ہے۔ اس کا سرورق غالباً چھپایا نہیں کیوں کہ جتنے نئے دستیاب ہوئے ان سب کا ابتدا  
صفحہ ۳ سے ہے۔ خوش قسمتی سے صرف اسی دیوان کا قلمی مہر شدہ نسخہ شاہی کتب خانے  
میں محفوظ ہے اس کی بند پر خانہ کتب خانے کے مہتمم کے قلم سے یہ دو لفظ ”فیض  
فیض“ لکھے ہوئے ہیں۔ پیشینہ فیض کے عدد بحساب ابجد ۱۲۷۹ حاصل ہوتے ہیں اور  
اسے سنہ ہجری کے لحاظ سے بھی اسٹیٹس کے مرتب ہونے کا سال ہے۔ لہذا جلد  
پر چپکا ہوا پرنا بے معنی نہیں۔ یہی اس دیوان کا نام ہے۔ مزید تصدیق اس بات سے  
ہو جاتی ہے کہ مختلف ناموں میں کوئی نام اس غزل سے اپنے اسم با سستی ہونے کا اظہار  
نہیں کرتا جتنا کہ یہ نام کیوں کہ اس کلیات میں وہ مشواری اور غزلیں ہیں جو بیگمات کو  
بھیجی گئی تھیں۔

۶۔ وزیر سلطان زہاوند کے بتائے ہوئے چار دیوانوں میں سے پانچ کی نشاندہی کرنے  
کے بعد صرف ایک نام اور ایک ہی دیوان اور بچتا ہے جو عام طور پر کتب خانوں  
میں موجود ہے۔ اس کے شروع پر دوبارہ کا منظر دکھایا گیا ہے اور آخر میں بجائے

سلطنت محمدیہ جلد ۱ ص ۲۲۱-۲۲۵

۷۔ فیض دہلی ص ۱۵۰-۱۷۲ (ترتیب کی عبارت)

۸۔ حسن افشار کا ایک نسخہ نا آلودہ تبریزی، علی گڑھ، دیکھا گیا ہے۔

تعلقات ہندو کے ایک سفر میں کاتب کا نام مدع ہے۔ کچھ دہائیوں میں، ہر طبقہ ہندو نے ہریک  
 کی مانند تقریباً ایک ہی خط میں سرگرمی سے کلمی ہوئی ہیں۔ منطقی تیسرے غلط نہیں کہ یہی دیوان  
 "سمن افرت" ہے۔ مزید تصدیق اس شہادت سے جو جانی ہے کہ مطبوعہ نسخے منور کہ  
 سر جو یا جہاں تندر و روم پر یہ دو خطا ظہر سے کلمے جوت ہیں۔ "سمن افرت" سے ۱۲۹۱  
 برآمد ہوتے ہیں لیکن یہ دیوان ۱۵۰۰ سے بہت پہلے شائع ہو چکا تھا اور کلیات انہی  
 مطبوعہ ۱۵۰۰ء میں بھی شائع ہے۔ اس لیے یہ نام تاریخی نہیں ہے۔ بظاہر اتفاق  
 ہے کہ اہلاد کا انفرادی نام اس کے تعلق رکھتا ہے جب دوسرے دیوان مرتب ہوئے۔  
 ناموں کی بحث میں ایک دوسرے انکشاف ہے کہ ۱۵۰۰ء ۱۵۱۰ء ۱۵۱۱ء ۱۵۱۲ء  
 و ابجد علی شاہ کو دیوانوں کے نام رکھے کا خیال ہیں آیا تھا اگر نام ابتدائی رکھے ہوئے  
 یا ۱۵۰۰ء یعنی کیا انہی کی شاعت کے وقت تک کسی بھی زمانے میں رکھے گئے ہونگے  
 تو مذکورہ بالا دیوانوں پر یہ نام چھاپا ہوا ہے نہ کہ نگاران دیوانوں کے نام رکھتے یا خود وہ  
 علی شاہ ابن دیوانوں کو کیا انہی خیزی میں دیوان، دل، دوم اور سوم۔ کہتے ہیں ہیں  
 کسی بھی جگہ یہ نام ۱۵۰۰ء سے پہلے نہیں ملنے۔ اس لیے فرض کیا جاوے کہ جب تصحیح  
 فیض نام جو برک یا اور اس کی تاریخی اور معنوی خوبی پر غور کیا تو صرف ابن دیوانوں کے  
 نام قرار کر دیے جو مصرعہ ہاں شائع ہو چکے تھے بلکہ اس دیوان کا نام بھی برزیز کر دیا جس  
 کی ترتیب بھی مل ہی نہیں ہوتی تھی۔ "فرضی" سے ۱۵۰۰ء برآمد ہوتے ہیں اور اس کا نسخہ  
 ثبوت مسئلے کے فرضوں کی ترتیب ۱۵۰۰ء میں شروع ہو چکی تھی ملائکہ اس کے شائع  
 ہونے کی ترتیب ۱۵۰۱ء میں تفریق پہلا دیوان ہے جس پر دیوان کا نام جہاں نام  
 کے چھاپے اور اس کے بعد سے ہر مجموعے پر چھاپا ہوا سرور ہے۔

گاندھی دتائی نے اپنے پانچویں خطبے (۱۸۵۴ء ۱۸۵۵ء) میں ترتیب کرنے  
 ہوتے کہ خاص خاص حالتوں میں دیوانوں کے نام بھی جوتے ہیں، ۱۲۵۹ء کے دیوان  
 اختر، کشمال علیہ میں کیا تھا اور "فیض بیان" اس کا نام بنا یا تھا۔ لیکن جیسا کہ بیان

۱۔ سمن افرت کا کوئی نمونہ اس سے ملے گا، کی جگہ ہے۔

۲۔ تعلقات کوہ ہند کا ص ۱۲۰۔

ہر چکا، نہ اس دیوان کا نام "فیض بنیان" ہے اور نہ اس نے میں داہد علی شاہ کو نام رکھنے کا خیال تھا۔ اس غلط فہمی کا سبب وہ فقرہ ہے :

تھک ہے کہ یہ دیوان فیض بنیان تصنیف فیہ زادۂ ہندوستان سیلہ  
جو سرور کی پیشانی پر درخشاں ہے، جس کے لیے کوئی نام ملے نام درج نہیں اور جس کی تائید  
میں خدائے کی عبادت کا آقا نالافتادہ ہے،

اگرچہ کہ دیوان فیض بنیان شاہزادۂ نامدار گردن اقتدار... ہے  
مگر رسالہ دہلی سے یہ پہونچا ہوا ہے رسم و رواج سے نامانیت کے سبب ہمارے قطعہ  
تاریخ سے گزرتا ہے، مگر نام، ذکر کافی عرصہ بعد کا کام ہے۔

## دیوانوں کی تلاش

غیر نام کے چار دیوانوں کے علاوہ میں، جو شاعر ملتے ہیں جن کے ناموں کا بظاہر  
کوئی سراغ نہیں ملتا، گلدستہ عاشقان اور حسن اشرف کی طرح ان میں سے دو کلیات  
افری کا جزو ہیں اور جب اول الذکر دو دیوانوں کے نام ہیں تو یقیناً آخر الذکر دو دیوان  
بھی ناموں کے شرف سے محروم نہ رہے ہوں گے۔ تیسرا مجموعہ تحت ملاذ الکلمات کے  
آفریں بھر ضمیر شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کا بھی کوئی نام جو ناپا ہے۔ بنی کی فہرست  
ہماری رہنمائی کے لیے تین نام تجویز کر رہا ہے۔ دیوان مبارک، دفتر جاوید، دفتر پریشان۔  
تین مجموعوں میں سے کون سا مجموعہ کس نام سے یاد کیا جائے اس کے لیے کسی قطعی شہادت کی  
عدم موجودگی میں میں پھر استدلال کا سہارا لینا چاہیے۔

۱۔ دیوان مبارک۔ مختلف عنوان سے، حسن اشرف، شیوع فیض، قمر مضر، اور  
نظم ناس کی پیشانی اور کلیات، افری میں ہر اس مقام پر لکھا ہوا ہے جہاں حروف  
کی الگ الگ سرخوئی قائم کی گئی ہیں۔ ایسا کہ اس لیے ضروری تھا کہ ادب شاہی کو

۱۔ گلدستہ عاشقان ص ۱۱۔ ۲۔ حسن اشرف، کھڑکھڑکی کی شکر و شہادت میں، دیوان نامی ہے کہ ان کا  
۳۔ بیض ص ۲۴۱۔ ۴۔ حسن اشرف، کھڑکھڑکی کی شکر و شہادت میں، دیوان نامی ہے کہ ان کا  
۵۔ حسن اشرف، کھڑکھڑکی کی شکر و شہادت میں، دیوان نامی ہے کہ ان کا

۶۔ حسن اشرف، کھڑکھڑکی کی شکر و شہادت میں، دیوان نامی ہے کہ ان کا



طوطا رکھتے ہیں۔ مگر کاملاً سارا ہی تھا۔ پناہ نہ مل سکی تھی۔ سرخوٹا ہی رہا۔ وہ  
 لڑکا بڑا تر آئی۔ مگر۔ تو کیا۔ دیوان سہارکے پر تکلف کر کے ملاوہ کوئی اصیت  
 نہیں رکھتا۔ ایسا ہی ہوتا تو رخی کی فہرست میں یہ نام نہیں ہوتا اور جب ہے اسکا  
 نہیں ملتی تو اس نام کا مستحق اس دیوان کو کہ جتنا چاہے جو موجود ہوا۔ رخی کی فہرست  
 میں اس کا اور کوئی نام نہ ملتا ہے۔ چنانچہ اس کی مراد اس کی مراد کر دی گئی ہے  
 کہ چھ دیوانوں کے نام وہی ہیں جن کا ذکر ہوا۔ دیوان سہارکے کو اس میں تلاش نہ کرنا  
 چاہیے۔ دیوان سہارکے سے ملاوہ دیوان ہے جو۔ دیوان ثنائت تصنیف سہارکے  
 کے نام سے۔ کلیات سوم ملاوہ دیوان سہارکے سوم۔ کے نام سے کلیات آخری میں  
 شامل ہے اور یہ ملاوہ صرف ختمی شکل ہے۔ یہاں یہاں فراموش کیا جا سکتا ہے کہ جس ایک  
 دیوان دو مختلف ناموں سے کلیات سوم اور کلیات آخری کے تحت شمار کیا گیا تو پھر  
 اس کو الگ شمار کرنے کی کیا حاجت تھی؟ یہی اس کے جواب میں ہے۔ بھروسہ  
 چاہیے کہ محقق مستزاد شاعر اور علم شرف اپنا الگ وجود رکھتے ہیں اور کلیات  
 آخری کا تذکرہ ہیں۔ اسی طرح۔ دیوان سہارکے۔ پناہ الگ وجود رکھتا ہے اور کلیات  
 سوم کا ہر دو بھی ہے۔ اور کلیات سوم بدلتی تیسرے نام کا نام کلیات آخری کا ہر دو ہے۔  
 ۲۔ اسی کلیات آخری کا مقابلہ اور محو سے جسے دیوان سہارکے چہارم کہا گیا  
 ہے۔ عطا دیوان کا اطلاق اس محو پر بھی نہیں کیوں کہ یہ محو اس محو کا ہر دو  
 ہے۔ سہارکے شمس۔ خانی رخ ڈورس رخ محو۔ خانی رخ عاف ق کس  
 ل کے ذیل میں کوئی غزل۔ دیوان سہارکے چہارم میں ہیں ملتی شمس بعض کلیات آخری  
 اور فرمضون کی ترتیب کا ایک ہی رد ہے۔ مگر یہ کلیات آخری کی ترتیب کے وقت  
 واجد علی شاہ کا ارادہ ہو کہ شمس بعض اور فرمضون کی ترتیب اسی پر ترتیب دیوان  
 محمد اعلیٰ کردی جائیں لیکن جب شمس بعض کو الگ ڈھنگ سے ترتیب دیا گیا اور  
 فرمضون کی شاعت کسی سبب سے رک گئی تو۔ دیوان سہارکے چہارم کے نام میں بھی

قریم مجرم قرار پائی اور اس طرح وہ ایک نئے نام سے چارے ساتھ آئے۔ یہ مجرم وہ تھا کہ اپنی شکل میں غلام بصیرت، خطوط فراہ، بصیرت، مطلوبہ مرتبہ ہوا جو تو خوب نہیں اور اسی مجرم کا نام ”دفر چالیوں“ جو تو خوب نہیں۔

۳۔ ملازکلمات کے مجرمے کا کوئی نام درج نہیں ہے بلکہ اس مجرمے میں ایک مغزی چھل، ”ایک منظم خط، چند غزلیں، ایک ہندیہ اور چند متفرق اشعار و غزلیں“ شامل ہیں۔ ہرنیہ کا ذکر مغزی کی جوتھی میں ہے بلکہ لیکن ہائی مجرمے کا کوئی نام نہ ہے اس کا امکان بہت ہی کم ہے۔ نام کی تلاش میں جب ہم غی کی فہرست پر پھر نظر ڈالتے ہیں تو ایک نام اور ملتا ہے، ”دفر پریشان“ جو اس مجرمے پر حرف بحرف ملتا ہے۔ کہے کہ ہم اسے دفر چالیوں بھی کہہ سکتے ہیں لیکن لفظ پریشان کا اطلاق اس مجرمے پر قریباً اعتبار نہیں جو ایک قصے کے باوجود مرتبہ ہے، یعنی کلیات اختری کا دیوان چہارم، اور اس مجرمے پر چند بحرف صادق آتا ہے جو نہ صرف یہ کہ کوئی معقول ترتیب نہیں رکھتا بلکہ شاعری کے وقت ایک ایسی کتاب کا ضمیر قرار دیا جاتا ہے جو وقت کی ہے شاعری کی نہیں۔ یہ درست ہے کہ وزیر نامہ میں ”دفر پریشان“ کو ”نسخہ بدیع عصمت، بخش خواجہ علی اندریشان المستفی بہ دفر پریشان“ کا ذکر مصائب نامہ جام طبعی کے نام سے ملتا ہے۔

کہا گیا ہے لیکن وزیر نامہ کی تاریخ کے وقت ایسی کوئی کتاب کی ترتیب مکمل نہیں ہوئی تھی جن کے نام اس کتاب میں درج ہیں، مثال کے طور پر کتاب ملک آخری وزیر نامہ کے شائع ہونے کے چار سال کے بعد شائع ہوئی، مثال کے طور پر قوسمہ آخری وزیر نامہ کے بعد شائع ہوئی اور یہاں ”مجلد ۱۲“ اور ”مجلد ۱۳“ میں ”دقت کرکھ کرکھ“ جس کی جگہ مجرمے جو نہ ملنے تک وہ مجلس ذوق، رہ مجلس دوم وغیرہ کے نام سے شاعری کتب خانے کی ترتیب رہے اور میں کو قوسمہ آخری کے نام سے شائع کیا گیا وہی وزیر نامہ کا مجرمہ مقل متبر

سلسلہ - سواد الکلام - ص ۱۰۰

سلسلہ - غی - ص ۲

سلسلہ - ۱ - ص ۱۰۰

بول دفتور پشیمان اور محفل معترانی، مجھے مگر ملک شائع ہے جسے نے زمزمین شاعری کے  
 دیوانوں میں ان کا قطعہ ملتے جلتے نمودر جتنا کہیں ہیں ایسا ایک ہی قطعہ میں ملتا۔ شروع میں ایک  
 اور بعد میں دوسرا نام رکھنے کی یہ حادثہ شائع نہیں ہے۔ ایک دوسرے مجموعے کو شروع میں  
 سکندر لاسی پھر گنگوڑا مینٹی، پھر "آخر ملک" بعداً غلام مرتضیٰ ملک افزہ کہا گیا۔ اس  
 لیے مگر یہ قیاس غلط نہیں کہ معاذ انکلمات کا ضمیر جس کا بہت کم حصہ مصائب المم پر  
 مشتمل ہے وخر پشیمان ہے تو وہیں پھر اور بچکنے کی ضرورت نہیں۔ اس مجموعے میں  
 شہرق کلام کی کیا گیا ہے۔ نوے سلام و فیروہ اگر اس دن کا جزو تھے تو وہ اب ایمان  
 (مطبوعہ ۱۳۳۱ء) کا جزو ہیں۔ مذکورہ آپ بقا کے موقف سے اسے مزلوں کے لمحوں میں  
 شمار کیا ہے۔ مگر وہ اس کا کوئی شریخی نقل کر دیتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ "دفتر  
 پشیمان" نام سے انھوں نے کون سا مجموعہ منسوب کیا۔

تاہم وہ اپنی اور دینی پرچھے ہے سو حق موجود ہیں اس لیے ان کتابوں کو شناخت  
 کرنے میں کسی خطی کا اسکاں نہیں۔ یہ تینوں مجموعے ہندی شاعری کے مجموعے ہیں اور  
 غالباً اسی سبب سے متوطن شاعری اور تذکرہ نگاروں نے انھیں مجموعہ کلام کہتے ہیں  
 تلفظ محسوس کیا ہے لیکن جب ہندی شاعری کے قیاس کا کوئی معقول سبب نظر نہیں  
 آتا کہ وابد علی شاہ کے شعری سرمائے کا جائزہ لینے وقت ان کا ذکر نہ کیا جاسے  
 مجموعہ کلام کی تعریف میں اتنی گہما گہما ہے کہ ہر طرح کی شاعری کے نوسے اس کے  
 تحت آسکیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان مجموعوں میں صوبہ وابد علی شاہ کی کلام نہیں ہے مگر  
 موقف نے دوسروں کا کلام بھی شریک کر لیا ہے۔

### ۱) دیوانوں کی تعداد

دیوان، کلیات اور مجموعہ کلام کی مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں مندرجہ بالا کتابوں  
 کو کہہ کر ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ گذشتہ ماضیان، سخن آشراف اور دیوان

۱۔ دیوان کی کتابی تفصیل میں ان باتوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ آپ بقا ص ۱۳۹۔

مبارک بعض دیوان ہیں اور ان پر بھی لکھا ہے۔ کلیات سوم، مستخرج فیض کلیات اختری  
 قمر مخزون، نظم نامہ اور ایمان کلیات ہیں اور ان میں سے اکثر پر بھی لکھا ہے۔ مجموع  
 فیض، قمر مخزون، نظم نامہ اور ایمان میں جدا جدا دیوان بھی ہیں اور کبھی کبھی ان کے  
 اس حصے کو نظر انداز کرتے ہوئے جو شعروں قطعوں اور رباعیوں وغیرہ پر مشتمل ہے  
 ان کو بطور پر دیوان بھی کہا گیا ہے۔ اس طرح دیوانوں کا شمار ملک بہمناس ہے۔  
 دفتر چارڈل، ناٹو، دہلی، بٹی، ملک افتر، اور دفتر پریشان کو ہم، بٹی قمر فیض کے  
 پیش نظر مجموعہ کلام کہہ سکتے ہیں۔ ولید علی شاہ کے ہم شری سرانے کا مختصر کے  
 ساتھ میان کرنا مقصود ہر نو کلیات اور مجموعہ کلام کے نام گار دینا کافی ہے۔ دیوان انھیں  
 کلیات میں شامل ہیں، حرف و طویل شعروں اور مرثیے اس ذکر میں شامل نہ ہوں گے  
 جو الگ کتابی شکل میں مرتب ہوئے۔

وزیر السلطان بہاؤ الدین نے اپنا تذکرہ فارسی میں لکھا تھا اور اس فاضل سے ان کا ملک  
 آخر کو بھی دیوان بنا کر کچھ غلط تھا۔ اگر ان سے سہو ہوا بھی تو یہ کہ انھوں نے چند اور  
 مجموعوں کو اپنے ذکر میں شامل نہ کیا۔ چارے تذکرہ نگار اس بیان کو اردو میں منتقل  
 کر رہے تھے جہاں دیوان کا تصور دلی کے زمانے سے ایک مخصوص قسم کے مجموعے کو  
 پیش کرتا ہے اور وہ اس حقیقت سے یقیناً ناواقف نہ ہوں گے۔ اگر وہ کہتے ہیں جن کا  
 اصول لے لے کر کیا ان کے پیش نظر جو میں تو یقین ہے وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچتے جس پر  
 کتابوں کو سامنے رکھنے کے بعد ہر اردو شاعر والا سامانی پہنچ سکتا ہے۔

صاف اور کچھ عرصے راستے کو چھوڑ کر ہم جدیدہ کلیوں میں بھٹکنا چاہیں اور  
 اس طرح کو ملتے ہمارے نہ ہوں جو ساہا سال سے غیر شعوری طور پر ہمارے رہنے  
 سہنے ہو چکی ہے تو نتیجہ دو حال سے خالی نہیں۔ اگر عربی اصطلاح درست ہے اور  
 ہر مجموعہ کلام کو دیوان کہا جا سکتا ہے تو وزیر نامہ کے چھ دیوانوں میں ان تمام کتابوں  
 کو داخل کیا جائے جن کے نام گنگے گئے۔ اگر فارسی اصطلاح درست ہے اور ہر مجموعہ  
 غزلیات دیوان کہے جانے کا مستحق ہے جب بھی وزیر نامہ کا بیان ناقص ہے۔ دیوان  
 مبارک احمد فرمایوں، دو کتابوں کو کم از کم چھ دیوانوں میں داخل ہونا چاہیے۔ دیوان  
 کا دیوان اور دوسرے مجموعے پھر بھی اس بیان میں شامل نہ ہوں گے۔

## (۵) دیوانوں کی ترتیب

غیر سلطان بہاؤ نے اپنے چھ دیوانوں کو اگرچہ طبع کے ساتھ بیک نامہ ترتیب سے پیش کیا تھا لیکن اس میں کسی سبب سے کوئی نا داخل نہیں تھا۔ اگر عروض و بحر کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہوتا تو حسن اشرف کو سفید معروض سے قبل ہونا چاہیے تھا۔ مگر قمر مضمون کے بھی بعد! اگر اس ترتیب میں نہایت تصنیف کو داخل تھا تو آخر تک اور اللہ عالم یورپ و دونوں تاریخی نام ہیں، وزیر نامہ کی تالیف کے وقت نظم نامہ شائع ہو چکا تھا اور آخر ملک کی ترتیب بھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔ آخر ملک کو نظم نامہ کے بعد لکھا چاہیے تھا۔ مگر قبل ۲۰ ظاہر ہے کہ ان چھ ناموں کی ترتیب میں صرف ختمی و تاریخی تصنیف کی قید ملحوظ نہیں تھی اور ہندو نگاروں نے اس ترتیب کا بطور خاص میل رکھا تو ایسا ہونا بھی کتابوں کی نایابی کے سبب سے تھا۔

تتبع اور تبصرے کے طالب علم کا مذکورہ بالا کتابوں کی صحیح ترتیب سے واقف ہونا بے حد ضروری ہے کیوں کہ اول تو اس طرح کلام کی ارتقائی مسرور کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ دوم واجد علی شاہ کے کلام میں جو بالائے شعر تھے وہی جو سو کی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر ان کے سال تصنیف کا علم نہ ہو تو پڑھنے والا سزاوارہ سنی مسلوب کر سکتا ہے جس کا شاعر کو خیال بھی نہ تھا۔ گزشتہ صفحات میں دیوان، کلیات اور

سلہ۔ مثال کے طور پر اس شعر کو نقل کرتے ہوئے

چہ فہم پئے رنگوں کے کہے

مرے کھنکے کاروان کہے کہے

دوسری اہم ہے حاشیے پر لکھا ہے: قاطع شام کی بنی کی طرف اشارہ ہے جو بڑا

استرا و مصلحت طاعت گیتا تھا۔ زمانہ جلوس ۱۱۲۱ھ۔

۲ شعر دوسرے دیوان حسن اشرف میں موجود ہے (ص ۱۹۰) جو زمانہ شامی میں مشائع ہو چکا تھا۔ لیکن یہ وقت نقیض جملے سے بھی پہلے کہا گیا ہو۔ اس وقت اس کا خیال بھی غلط تھا کہ منزل چلے گئے اور اس سبب سے، غرض ملک کو لندن جانا پڑے گا۔

جمود کا کام کر ملک ملک شمار کرتے ہیں اسی ترتیب سے پیش کیا گیا کہ جس ترتیب سے جو ناپا ہے۔ لیکن صحیح ترتیب سے مل کر ان آسان اور اختلافات سے بچنے کا عنصر و امرن طریقہ ہے اور ان کے زمانے کا تعین اگر محال نہیں تو ضرور فرض ہے۔ اسے لال کا اگر ایک حلقہ بھی کزور ہو تو یہ بیان ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے۔ شروع کے دیوانوں پر تاریخ اشاعت نہیں ہے۔ اس سبب سے اس کے بغیر چارہ کار نہیں کہ اسے لال کے ذریعے اس وقت تک کے ہے کہ جب تک کوئی قطعی شہادت فراہم نہ ہو جائے۔ ایک ایسے زمانے کا تعین کر دیا جائے جو قریب قریب درست ہو۔

خود اسی ترتیب کے بارے میں اختلاف کی کافی گنجائش ہے۔ تقریباً یہی **خلاصہ بحث** چھتیس سینے گزارنے کے بعد جب حاجد علی شاہ فورث دہم سے باہر آئے تو کئی سو سے ان کے ساتھ تھے۔ ان میں سے کون سا پہلے قریب رہا یا اور کون سا بعد کس کو پہلے چھاپنے کی تاکید ہوئی اور کس کی فہرت آخر میں آئی اس کا کچھ اندازہ قرضوں کے تاریخی نام اور اس کے قطعات تاریخ سے ہو سکتا ہے۔

ماہتاب اللہ بہادر بدخشاں بادشاہ کے خاص صحابوں میں تھے اور ان سے مل کر جاننے والا ان سے بڑے گرا اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اس قربت اور واقفیت کے باوجود ان کے قطعات تاریخ میں یہ شعر ملتے ہیں :

|                            |                          |
|----------------------------|--------------------------|
| تین دریاں خاص پہلے چھے     | دیکھنا فیض بکام خسرو ہند |
| شہ نے پھر ایک جاوہ پھروائے | اے زہے انصاف خسرو ہند    |
| اور کئی کیں شریک تعینیں    | کل جوا انصاف خسرو ہند    |
| نور اقدس سے اب چھپا چو تھا | چار جانب ہے نام خسرو ہند |
| چار سو پڑ جیسے مصدق تاریخ  | چار دیوان کلام خسرو ہند  |

اگر ماہتاب اللہ بہادر کا بیان درست ہے تو چار قرضوں کو کلیات کہنا یا اس کو پانچوں دیوان بتانا یہ دونوں باہم نقطہ ہیں۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ قرضوں کے آفریں شہر سلیمان شاہی کے چند قطعات تاریخ اور ان میں دو قطعوں سے

کچھ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ دیوان ہے یا کلیات یا تاریخ تظہوں میں اسے دیوان لکھا گیا ہے اور  
 آخر تظہوں میں کلیات لکھے۔ آخری تظہ بہم طبع فرجام اللہ دہسہ دی حسن خان بہادر لکھے  
 مطبوعہ کلام شہدہ بہا ہے ہر ایک مرقعہ مطابقت  
 قلم ہے زبان مدح و توصیف کیا کہیے یہ کلیات کیا ہے  
 ہے بے سراسر شہادہ مصداق مجموعہ منتخب چھپا ہے  
 کلیات کو مجموعہ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن مجموعے کو کلیات نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے شریعت میں  
 کلیات اور مادہ تاریخ میں مجموعہ کہنا تاریخ کی پابندیوں کے سبب سے ہے اور اس  
 شہادت کے بعد کہ قلم تظہوں کلیات ہے اور کسی مزید شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی  
 یہ امر کہ تاریخ کہنے والوں کو تاریخ طبع پر اس کا علم نہیں تھا کہ وہ تاریخ دیوان کے لیے  
 کہہ رہے ہیں یا کلیات کے لیے جس میں نظم اور شعر بھی کچھ ہو گا۔ تین باتوں سے ظہر  
 ہوتا ہے۔

۱۔ کلیات کا سرفی اور خاتمے کا عبارت میں جہاں دوسرے مجموعوں کو مالموم دیوی  
 مبارک یا کلیات مبارک کہا گیا ہے، قلم تظہوں کے لیے تصدیق مبارک  
 لکھا ہے۔ اب اگر اس کلیات میں شعر کا اضافہ ہوتا ہے تب بھی یہ عبارت غلط نہ  
 ہوتی۔

۲۔ ایک قلم خود بہا بہادر کا جس کے ہر مرقعہ سے تاریخ نکالے ہے اور ایک دیگر ہاں نائب  
 کا کچھ تظہ ۲ اور ۵۔

۳۔ ماہتاب احمد کا ایک اور قلم خود بہا بہادر اور سید علی حسین خاں نے، مرزا علی جان قسطنطین  
 خاں اور اس خاں کے قلم (نقشات ۱۲، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵)

۴۔ مرزا مظہر علی خاں نائب میں خاں، علی حسین خاں، مرزا سید علی، سید حسن جان سید اور  
 فرجام اللہ بہادر کے قلم۔ (نقشات ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳)  
 ۵۔ قلم تظہوں میں ۳، ۶۔

۶۔ ماہتاب احمد یا کچھ بھی دوسرے تاریخ قلم کر نیلا ہے جس نے قلم تظہوں کو دیوان بنایا  
 ہے، اسے لکھا ہے کہ اس دیوان میں ہے کیا۔ برطانیہ اس کے کلیات تظہوں کے مالک ہے یہ بھی بتایا  
 اس میں معلوم اور شہرہ کی ہے۔ دیکھیے حقیقت کی تاریخ (تظہ ۱۰) اور قلم تظہوں میں ۱۱

ابہا مختلف شاعروں کا کبھی اسے دیوان اور کبھی کہلیات کہلاتا تعجب فیز نہیں جتنا کہ ایک  
 ہی شاعر کا سیدھی مین فارغ کے دو قطعے ہیں پہلے پہلے قطعے میں لکھتے ہیں یہ  
 کہ بجان عالم نے ایسا یہ دیوان کہ ہر شعرا کی کا دہے بہا ہے  
 کہ اس کی ترخیں کی کوئی شاعر کہے گا نہ کوئی نہ ایسا کہہا ہے  
 کہ اس نے کی فکر تاریخ جس دم یہ دیوان ہے یا درج مضمون چاہا ہے  
 دوسرے قطعے میں، غالباً اس کا نظم ہونے کے بعد کہ اس میں شاعری، مثنوی اور رباعیاں  
 بھی ہیں، اپنے بیان کو صحت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے  
 کہ کہلیات ایسا شعر نے کہ قطعے خلاقی میں تا حشر چاہے گا  
 بجا ہے یہ تاریخ اس کی جو کہیے کوئی خوبیاں سے قوب کیا کہے گا  
 (ج) مجموعہ کلام ملک اختر میں نظم اور نثر بھی کچھ ہے۔ اس کی اشاعت ۱۲۹۶ء میں  
 ہوئی لیکن ۱۳۹۱ء میں اس کی ترتیب شروع ہو چکی تھی۔ ویسا ہے میں بادشاہ  
 نے خدا اس کا ذکر کیا ہے :

"... و نام تاریخی ملک اختر ساقی کہ در آن سبز متفرق جمع شد  
 بود و در این سبز (۱۳۹۵ء) فکر از دلم رپود شد"

ترغیون میں اس طرح کا کوئی دیباچہ نہیں لیکن نام تاریخی ترغیون اور اس بات کا جو  
 موجود ہے کہ "باب سوم در علم عروض" کے وہ اشار بھی جو شیوع فیض میں کسی وجہ  
 سے شامل نہیں کیے گئے اسی زمانے میں کہے گئے تھے جب شیوع فیض کی کتابت کا  
 کام جو رہا تھا۔ مظہر علی ہرنے اسی نام ترغیون میں خفیف سی ترمیم کر کے تاریخ  
 لکائی ہے :

نگارہ ہنس رہی رنگین - محمود رقم قرضائیں

۱۳۸۱ء

۱۔ ترغیون ص ۷۵۔۴

۲۔ ملک اختر ص ۷۔

۳۔ شیوع فیض ص ۹۰۔

۴۔ ترغیون اور شیوع فیض کی کتابت تفصیل ملاحظہ ہو۔

۵۔ ترغیون ص ۷۵۔۴



لکھنؤ ہے شروع میں صرف دیوان شائع کرنے کا ارادہ ہو، متوسلین نے اس دیوان کے بے بار نکسے کیس۔ بعد میں حکم صادر ہوا کہ اس اور دیگر عربی شاعری کی جائیداد ایک نے دوبارہ نظر کیا، بعض نے اس کی ضرورت نہیں تھی اور اکثریت نے مجموعے کی نوعیت کے پیش نظر اسے کلیات کہا جو برا اعتبار سے درست ہے۔

ماہتاب اللہ، بہادر کے قتلے کا وہ حصہ جس میں فخر مہزون کو چرخہ دار دیوان بنایا گیا ہے کسی ایسی علامت بھی پر مبنی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ ایسی ہی ایک اور علامت ہنترے بھی ہوئی ہے جنہوں نے فخر مہزون کو دوسرا کلیات بتایا ہے۔

بکلام شہرہ انیس سفر اعمال کمال صاحب و طریقی و یغانی دلی و سلیم

خجالت دوم این بار که مطهر و شاد است و خلق یافت بعد گشته ز غم و غم

سال تارکے چنیں طبع بہر برآمد  
 اہی کلامیت کی دہانہ بجاں دیکھ

ان مضمون رہنماؤں نے ان کی عیثیت سے نہ صرف اخباری زبان ہے اور نہ کلیات ہم سے کی عیثیت سے دوسرا کلیات۔

ماہتاب الدوز بہادر کو اس کا علم ہے کہ میں دیرین الگ الگ شائع ہو چکے  
ہیں اور بعد میں ان کو یکجا کلیاتِ آخری میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جو تعداد بیانِ فیض  
فیض، چھپا ہوا سوچ ہے۔ ہم اسے مجموعہٴ کلام کہہ کر پوسٹ پشٹ ہیں ڈال سکتے  
کیوں کہ مشنریوں کے صفحات کا شمار الگ ہے لہذا بیان کے صفحات کا اٹلند نیز بول  
کی ابتدا ان ہی عدد سے چلتی ہے۔

”باب چہ اہم دیوانہ مبارک من تعینات سلطان عالم اقترے“

اور اگر اس دیوان کی بیش زخموں میں نیکیاں کے نام کو ردیف قرار دیا گیا ہے تو یہ کوئی ایسا قصور نہیں جس کی بنیاد پر دیوان کو دیوان نہ کہا جائے۔

ہنر کے بیان کی ضرورت ہے۔ شاعر مضمون کی اس حیثیت کو بھی درمیان

۴۷۔ جیل فیضی از صحنہ کو کلیانہ و گاندھین ۰ کہا ہے۔ دیکھو از صحنہ ص ۴۷۔

۳۷۵۔ قرصون ص ۴۷۵۔

۱۰۔ شیخ عیسیٰ ص (رحمۃ غزالیات)

میں لانے کی ضرورت نہیں جو طبع فیض کے کلیات ہونے سے متعلق ہے۔ بخائی خود  
طاعتی شاہ کا بیان اور بیان کی تصدیق میں کلیات سوم اور کلیات اختری کا رد جو اس  
امر کی کافی شہادت ہے کہ ہنر کو کلیات سوم کی اشاعت کا عاقلانہ علم نہ تھا یا انھوں نے اس  
کا خیال نہیں کیا۔ کلیات سوم کہنے کو تو کلیات سوم ہے لیکن درحقیقت یہی کلیات اول  
ہے۔

خاص مغربین کے بیانات میں اس طرح کی لغزشوں کا پایا جانا اگرچہ نہایت  
حیرت انگیز ہے لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس کی خوشنودی  
ہے وہ سب زمینیں برداشت کی جاتی تھیں جو اس کے مزاج کو قرار نہ تھا۔ میں ممکن  
ہے کہ اصل واقعہ سے بے خبری کے سبب ہم جیسے طغی یا غلط فہمی تصور کر رہے ہیں اس  
میں اور اسے اور مجبوری کو دخل ہے۔ مثال کے طور پر ماہتاب الدولہ بہادر کی صفائی میں  
کہا جاسکتا ہے کہ شیوع فیض کے خاتمے کی عبارت میں صاف طور پر لکھا ہے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَوَفَّقَ تَبَارَكَ فَصَاحَتِ بَنِيَانِ ... بِوَسَائِلِ خَفِيفِ الدَّلَالِ

مہدی حسن خان بہادر حکم طبعش رسید و در غمہ کلکتہ بمقام مورخ کھوار بیلہ

سلطانی باہتمام نیک خوار قدیم محمد حسین بزمان محمود وساعت مسعود ۲۷

رمضان المبارک سنہ ۱۲۷۴ ہجری مطبوع گردیدہ یہ سنہ

اس عبارت میں غور مبارک کسی غلطی کا نتیجہ نہیں۔ عبارت کے فوراً بعد امیر علی خان ہلال

سنہ۔ بخائی میں ۱۲۷۲۔

سنہ۔ تاریخ فرق (عظمیٰ) کے ایک خط (مش ۳۳) میں نوروزی بیگم بادشاہ کو لکھتی ہیں:

”نہایت مزاج کی طرح ہر ایک علم میں تاثر میرا کسی وقت تو میرا ہم نہیں ہے

بادشاہ کہ اس نون مزاج کی بدولت کہ میں کی اور بھی متعدد شہادتیں ان کی تحریروں میں ملتی ہیں۔

نوروزی خوار شیدائی، ایک دھماکا اچھے ہونے اور ان کے نکالے جانے اور اچھے ہونے اور ان

کے درمیان صدمے کی تفصیل کے لیے اس باب کی چوتھی فصل ان خصوصیات اختری، ۱۱۱، ج ۱

فکر ماسور کی کتابائی تفصیل ملاحظہ ہو۔

سنہ۔ شیوع فیض میں ۱۲۷۵ (مختصر عبارات)

طبع سلطان کے عہد انور محمد عبدالرحمن احسن، مطبع کے خوش نویس اور شاعر و لکے  
تین قطعہ اور دو غاری کے ہیں۔ کہیں بھی اسے دیوان یا کلیات نہیں کہا گیا ہے۔

|                                     |  |
|-------------------------------------|--|
| ۱۷۔ عہد اور سعادت محمد و ہنگام سعید | طبع شد مجبوراً اوصاف ہمدرد و وفا         |
| نیم سو گز و عویم قنوج برہان خطی     | انزال گہے نقشہ شلبے خیمہ سحر و یاس       |
| قرن فضل و کمال و صفا علم و ہنر      | کلمہ سنج و کلمہ فہم و کلمہ بین و حکو مان |
| تاجدار حسن و باغیر یک تکسم          | جان عالم یوسف جہد و آخرت و شان           |
| بہر مال و خطبہ عشق و چرخ و دل و خود | ایں قول خان زاد خسرو گیتی مستان          |
| روح خاقانی عا و دعا و بار و دعا     | ترجیم آدینہ تلخ کلام شاعران سلہ          |

۱۷۷۷

|   |                           |
|---|---------------------------|
| ۱۸۔ کیا بات ہے اس طرز سخن رنگ و بیان کا | بل کا ترنہ سخن شاہ اور ہے |
| ہے کوئی بندہ فیض شاہ و سخن کا           | مضرب شہانہ سخن شاہ اور ہے |
| مجور و پاک و کوئی تاریخ کلمہ احسن       | مطبع زاد سخن شاہ اور ہے   |

۱۷۷۷

اور جب دیوان یا کلیات ہیں بعض مجبوراً کلام ہے تو ماہتاب الدولہ بہانہ کا ترجمہ  
کو چرخ و دیوان کہنا بیان واقعہ ہے۔ لیکن مطبع فیض کے مطبوعہ نسخے میں دیوان  
کا ترجمہ بھی ہر شدہ نسخے میں ابتدا کی سرخی اور ترجمے کی حسب ذیل عبارت ہمارے  
بیان کی تائید کرتی ہے کہ شروع میں مطبع فیض کو دیوان ہی کہا گیا ہے۔

المسند لکھنؤ دیوان ضاحت بنیان ... بقلم شکستہ ورم زندہ  
ہے مستند و عبودیت شہارنگ غلام محمد و فی خان زاد انزل محمد امیرین  
علی رضا خان جواہر رقم آبجہالی بزبان سعادت و حریت مختوی تہذیب  
ترجیم لکھنؤ سنہ ۱۷۷۷ء باتمام رسید و فیض انتقام بخشید

۱۹۔ مطبع فیض ص ۲۲۵۔

۲۰۔ جیسا ص ۲۲۶۔

۲۱۔ مطبع فیض دہلی ص ۲۲۲-۲۲۳۔

شیخ فیض کو دیوان کہنے کے بعد بادشاہ نے اگر کسی سبب سے اپنا خیال بدل دیا اور ان کے اتباع میں متوسلین شاہی نے وہی کہنا شروع کیا جو بادشاہ کہتے تھے تو ضروری نہیں کہ ہم بھی ان کی پیروی کریں اور شیخ فیض کو دیوان یا کلیات نہ کہیں۔ کتابیں چاہے سناٹے ہیں، لغت اور تذکرے چاہے پاس ہیں، عقل چاہے ساتھ ہے۔ پھر کون سی بات خزانہ ہے کہ ہم اپنے فیصلے کو ان کے فیصلے کا پابند بنائیں۔



سلطان اور شاہانہ کے راجے شیخ فیض ہیساں میں دیوان گئے تو بادشاہ نے شیخ بادشاہ کی مثال بیان کی کہ یہ مصلحت ہے کہ وہ جس کی اور جس کی طرف سے عدلیہ کی تلاش پر لگے۔ گنج بادشاہ کے قتل کے بعد سے قتل ظلم کی ایک دلیل ہے۔ شیخ بادشاہ سے طلب ہے کہ وہ جو بکا دیوں، مصلحت ہمارے ہے۔ مگر بادشاہ نے یہ بیان ہے اور متوسلین شاہی بادشاہ نے کہہ دیا کہ کچھ ہی تو شیخ فیض کو بیان کہہ کر ان کی مصلحتیں لیں، آگے سے لگے بغیر ہمارے مصلحت ہے۔ یہ مصلحت فراموش ہے۔

کے حاشیہ کے لئے ہے کہ وادی شاہ صاحب فردوس گل صاحبہ و گھر شاہ آباد کے المہاراجہ دکن میں (دیکھیے بیاض علی مولوی سید ولاد حسین شاکر)۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ المہاراجہ سلطان آباد ہانک وادی علی شاہ کی تعمیر ہے (دیکھیے جی م ۲۳۵) اور سلطان وادی علی شاہ کے صرف شاہی خاندان کے متنازعہ فرد مثل میرزا جہاں قدیر، میرزا گنجی، تھاکر، میرزا بابر، میرزا قدیر، میرزا دلیہ، میرزا ماس میں دکن ہے۔ یہ فرد کس گل صاحبہ مرحومہ کا صاحبانہ، المہاراجہ سلطان آباد ہانک سے کچھ فاصلے پر ہے اور وہاں وادی علی شاہ کے متوسل دکن جیتے رہے۔ یہ قطعاً ہی شاید اسی ہے چچا جی کے بھائی وادی دکن ہیں۔

## تصنیفات سے متعلق واجد علی شاہ کے بیانات

فی کی فہرست کتنی کارآمد ہو سکتی ہے اس کا پُر اندازہ دیوانہ کی ایک سے ہو گیا ہو گا۔  
 یہ فہرست اس سے زیادہ فوہ کی استحقاق ہے کیونکہ اگر اخذ کی صورت میں اس فہرست کا  
 بیان فصل کی تصدیق کیا جا سکتا ہے۔ فہرست کی اہمیت کے پیش نظر چند نکتے ضرور  
 بیان میں درج کیے جاتے ہیں بلکہ جب فہرست کی تائید یا تردید کی ضرورت پیش آئے  
 تو تحلیل میں ہانے کی حاجت نہ رہے۔ خوش قسمتی سے یہ فہرست مصنف کی اپنی فوہ  
 میں محفوظ ہے مثلاً اندیشہ کردہ نظریات میں جہاں شبہ ہوا اس فوہ کے حوالے سے  
 رفع ہو سکتا ہے :

۱۔ پہلی کتاب - اختر ملک بنائی گئی ہے۔ کتاب پر لوند کتب میں "ملک اختر" لکھا  
 ہے۔ یہ بکا برسم شرعی غلط ہے۔ لیکن غلطی غما کی جائے اسے غلطی ہیں کہا جائے  
 اس فہرست کی ترتیب کے تحت ملک اختر کا افذی پیرینا بھی ممکن نہ ہوا تھا۔ زیر تصدیق  
 کتاب میں فہرست کے آخر میں لکھی گئی ہیں اور ان کا کوئی نام نہیں ہے۔ اس کو بھی درج ہوا  
 ہے۔ یہ تھا۔ شروع میں لکھے اور اختر ملک نام جوڑ کر کہنے میں ہوا اس کے اور کیا صلے  
 ہو سکتی ہے کہ مصنف اس فہرست کی ابتدا اپنے شمارک نام سے کرنا چاہتا تھا۔  
 جو تصنیفات مکمل ہو چکی تھیں ان میں سے کسی کے نام کی ابتدا لفظ "اختر" سے نہ ہو

۱۔ فی ص ۴۳۔ ۴۴۔

۲۔ فی ص ۴۳۔ ۴۴۔

۳۔ فی ص ۴۳۔ ۴۴۔

۴۔ فی ص ۴۳۔ ۴۴۔

لہذا زیر تصنیف کتابوں میں سے ایک ایسی کتاب کا انتخاب کیا جو مفرد و نظم اور دو اور نظم کی سیاست، مذہب، فاضل، سرسختی، مختلف اعتبارات سے مصنف کے طبی رجحان کی مانند کرتی ہے۔ وزیر اسٹاکان بہادری نے یہ نام اسی قلمی فہرست سے لیا ہے۔ وزیر نامہ کی اشاعت کے وقت یہی کتاب ہی شائع ہوئی تھی، لہذا ملک احمد

۱۲: اختر کے اہل نے اس کا بھی فیصد کر دیا کہ ماتی کتا میں ختی کی ترتیب سے پیش کی جائیں۔ اس ترتیب میں محدث کا پہلو مفسر ہے کہ اختر ملک کو پہلی کتاب کیوں شمار کیا۔ یہ ترتیب بالکل لغت کے اصول پر نہیں ہے کیوں کہ لکھنے والے نے صرف پہلے حرف کا خیال رکھا ہے۔ لیکن سوائے نام تمام کتابوں کے سب نام اسی طریقے پر لکھے گئے ہیں جو پرانے تذکروں میں نظر آتا ہے۔ اگر ہم افسانہ عشق کو فاضل عشق کہیں تو یہ نام اس ترتیب سے الگ اور مرثیہ غلط ہو گا۔

۲: ناموں کا صحیح ترتیب سے نہ ہونا اور ابتدا میں یہ بیان کہ ”اتنی جلدوں کی کتابوں کی تصنیف کیں“ صاف بتا رہا ہے کہ لکھنے والے کو شروع میں علم نہ تھا کہ کتنے نام لکھے گا اور وہ کون سے نام ہوں گے۔ لکھتے وقت قلم برداشتہ جو کچھ میں آیا لکھ دیا۔ اس طرح لکھنے میں کہ بکھوٹ جانے کا قوی امکان ہے۔ واجد علی شاہ نے اپنی اولاد کی اس فہرست میں بھی غلطی کہہ کیوں کہ ان کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی ہے جتنی کتابوں کی اور وہ فہرست بھی قلم برداشتہ تھی گئی ہے۔

۳: لکھنے والے نے کتابوں کو پہلی، دوسری، تیسری... کہہ کے اپنے کو رد و صورت کا پابند بنالیا ہے، ایک شمار اور دوسرے حروف پہنچی۔ اگر کوئی نام چند اور نام لکھنے کے بعد یاد آئے تو اس کا در بیان میں داخل کرنا دشوار ہے۔ یا حروف پہنچی کی

۱۔ خواجہ شہزاد، یادگار ضخیم، محمد بہادر یادگار، چشتیان، سخن و قیرو میں شاعرانہ کلام حروف پہنچی کے مطابق ہوتے ہوئے کلمات کے طریقے پر ہیں۔

۲۔ غلام ہاشم نے اپنی فہرست طبعیات ہندوستان لکچریشن میوزیم میں مذکور کیوں فاضل عشق

۳۔ غلام علی، ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء، ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء، ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء، ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۳ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۵ء، ۱۹۹۶ء، ۱۹۹۷ء، ۱۹۹۸ء، ۱۹۹۹ء، ۲۰۰۰ء، ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۳ء، ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۷ء، ۲۰۰۸ء، ۲۰۰۹ء، ۲۰۱۰ء، ۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۴ء، ۲۰۱۵ء، ۲۰۱۶ء، ۲۰۱۷ء، ۲۰۱۸ء، ۲۰۱۹ء، ۲۰۲۰ء، ۲۰۲۱ء، ۲۰۲۲ء، ۲۰۲۳ء، ۲۰۲۴ء، ۲۰۲۵ء، ۲۰۲۶ء، ۲۰۲۷ء، ۲۰۲۸ء، ۲۰۲۹ء، ۲۰۳۰ء، ۲۰۳۱ء، ۲۰۳۲ء، ۲۰۳۳ء، ۲۰۳۴ء، ۲۰۳۵ء، ۲۰۳۶ء، ۲۰۳۷ء، ۲۰۳۸ء، ۲۰۳۹ء، ۲۰۴۰ء، ۲۰۴۱ء، ۲۰۴۲ء، ۲۰۴۳ء، ۲۰۴۴ء، ۲۰۴۵ء، ۲۰۴۶ء، ۲۰۴۷ء، ۲۰۴۸ء، ۲۰۴۹ء، ۲۰۵۰ء، ۲۰۵۱ء، ۲۰۵۲ء، ۲۰۵۳ء، ۲۰۵۴ء، ۲۰۵۵ء، ۲۰۵۶ء، ۲۰۵۷ء، ۲۰۵۸ء، ۲۰۵۹ء، ۲۰۶۰ء، ۲۰۶۱ء، ۲۰۶۲ء، ۲۰۶۳ء، ۲۰۶۴ء، ۲۰۶۵ء، ۲۰۶۶ء، ۲۰۶۷ء، ۲۰۶۸ء، ۲۰۶۹ء، ۲۰۷۰ء، ۲۰۷۱ء، ۲۰۷۲ء، ۲۰۷۳ء، ۲۰۷۴ء، ۲۰۷۵ء، ۲۰۷۶ء، ۲۰۷۷ء، ۲۰۷۸ء، ۲۰۷۹ء، ۲۰۸۰ء، ۲۰۸۱ء، ۲۰۸۲ء، ۲۰۸۳ء، ۲۰۸۴ء، ۲۰۸۵ء، ۲۰۸۶ء، ۲۰۸۷ء، ۲۰۸۸ء، ۲۰۸۹ء، ۲۰۹۰ء، ۲۰۹۱ء، ۲۰۹۲ء، ۲۰۹۳ء، ۲۰۹۴ء، ۲۰۹۵ء، ۲۰۹۶ء، ۲۰۹۷ء، ۲۰۹۸ء، ۲۰۹۹ء، ۲۱۰۰ء، ۲۱۰۱ء، ۲۱۰۲ء، ۲۱۰۳ء، ۲۱۰۴ء، ۲۱۰۵ء، ۲۱۰۶ء، ۲۱۰۷ء، ۲۱۰۸ء، ۲۱۰۹ء، ۲۱۱۰ء، ۲۱۱۱ء، ۲۱۱۲ء، ۲۱۱۳ء، ۲۱۱۴ء، ۲۱۱۵ء، ۲۱۱۶ء، ۲۱۱۷ء، ۲۱۱۸ء، ۲۱۱۹ء، ۲۱۲۰ء، ۲۱۲۱ء، ۲۱۲۲ء، ۲۱۲۳ء، ۲۱۲۴ء، ۲۱۲۵ء، ۲۱۲۶ء، ۲۱۲۷ء، ۲۱۲۸ء، ۲۱۲۹ء، ۲۱۳۰ء، ۲۱۳۱ء، ۲۱۳۲ء، ۲۱۳۳ء، ۲۱۳۴ء، ۲۱۳۵ء، ۲۱۳۶ء، ۲۱۳۷ء، ۲۱۳۸ء، ۲۱۳۹ء، ۲۱۴۰ء، ۲۱۴۱ء، ۲۱۴۲ء، ۲۱۴۳ء، ۲۱۴۴ء، ۲۱۴۵ء، ۲۱۴۶ء، ۲۱۴۷ء، ۲۱۴۸ء، ۲۱۴۹ء، ۲۱۵۰ء، ۲۱۵۱ء، ۲۱۵۲ء، ۲۱۵۳ء، ۲۱۵۴ء، ۲۱۵۵ء، ۲۱۵۶ء، ۲۱۵۷ء، ۲۱۵۸ء، ۲۱۵۹ء، ۲۱۶۰ء، ۲۱۶۱ء، ۲۱۶۲ء، ۲۱۶۳ء، ۲۱۶۴ء، ۲۱۶۵ء، ۲۱۶۶ء، ۲۱۶۷ء، ۲۱۶۸ء، ۲۱۶۹ء، ۲۱۷۰ء، ۲۱۷۱ء، ۲۱۷۲ء، ۲۱۷۳ء، ۲۱۷۴ء، ۲۱۷۵ء، ۲۱۷۶ء، ۲۱۷۷ء، ۲۱۷۸ء، ۲۱۷۹ء، ۲۱۸۰ء، ۲۱۸۱ء، ۲۱۸۲ء، ۲۱۸۳ء، ۲۱۸۴ء، ۲۱۸۵ء، ۲۱۸۶ء، ۲۱۸۷ء، ۲۱۸۸ء، ۲۱۸۹ء، ۲۱۹۰ء، ۲۱۹۱ء، ۲۱۹۲ء، ۲۱۹۳ء، ۲۱۹۴ء، ۲۱۹۵ء، ۲۱۹۶ء، ۲۱۹۷ء، ۲۱۹۸ء، ۲۱۹۹ء، ۲۲۰۰ء، ۲۲۰۱ء، ۲۲۰۲ء، ۲۲۰۳ء، ۲۲۰۴ء، ۲۲۰۵ء، ۲۲۰۶ء، ۲۲۰۷ء، ۲۲۰۸ء، ۲۲۰۹ء، ۲۲۱۰ء، ۲۲۱۱ء، ۲۲۱۲ء، ۲۲۱۳ء، ۲۲۱۴ء، ۲۲۱۵ء، ۲۲۱۶ء، ۲۲۱۷ء، ۲۲۱۸ء، ۲۲۱۹ء، ۲۲۲۰ء، ۲۲۲۱ء، ۲۲۲۲ء، ۲۲۲۳ء، ۲۲۲۴ء، ۲۲۲۵ء، ۲۲۲۶ء، ۲۲۲۷ء، ۲۲۲۸ء، ۲۲۲۹ء، ۲۲۳۰ء، ۲۲۳۱ء، ۲۲۳۲ء، ۲۲۳۳ء، ۲۲۳۴ء، ۲۲۳۵ء، ۲۲۳۶ء، ۲۲۳۷ء، ۲۲۳۸ء، ۲۲۳۹ء، ۲۲۴۰ء، ۲۲۴۱ء، ۲۲۴۲ء، ۲۲۴۳ء، ۲۲۴۴ء، ۲۲۴۵ء، ۲۲۴۶ء، ۲۲۴۷ء، ۲۲۴۸ء، ۲۲۴۹ء، ۲۲۵۰ء، ۲۲۵۱ء، ۲۲۵۲ء، ۲۲۵۳ء، ۲۲۵۴ء، ۲۲۵۵ء، ۲۲۵۶ء، ۲۲۵۷ء، ۲۲۵۸ء، ۲۲۵۹ء، ۲۲۶۰ء، ۲۲۶۱ء، ۲۲۶۲ء، ۲۲۶۳ء، ۲۲۶۴ء، ۲۲۶۵ء، ۲۲۶۶ء، ۲۲۶۷ء، ۲۲۶۸ء، ۲۲۶۹ء، ۲۲۷۰ء، ۲۲۷۱ء، ۲۲۷۲ء، ۲۲۷۳ء، ۲۲۷۴ء، ۲۲۷۵ء، ۲۲۷۶ء، ۲۲۷۷ء، ۲۲۷۸ء، ۲۲۷۹ء، ۲۲۸۰ء، ۲۲۸۱ء، ۲۲۸۲ء، ۲۲۸۳ء، ۲۲۸۴ء، ۲۲۸۵ء، ۲۲۸۶ء، ۲۲۸۷ء، ۲۲۸۸ء، ۲۲۸۹ء، ۲۲۹۰ء، ۲۲۹۱ء، ۲۲۹۲ء، ۲۲۹۳ء، ۲۲۹۴ء، ۲۲۹۵ء، ۲۲۹۶ء، ۲۲۹۷ء، ۲۲۹۸ء، ۲۲۹۹ء، ۲۳۰۰ء، ۲۳۰۱ء، ۲۳۰۲ء، ۲۳۰۳ء، ۲۳۰۴ء، ۲۳۰۵ء، ۲۳۰۶ء، ۲۳۰۷ء، ۲۳۰۸ء، ۲۳۰۹ء، ۲۳۱۰ء، ۲۳۱۱ء، ۲۳۱۲ء، ۲۳۱۳ء، ۲۳۱۴ء، ۲۳۱۵ء، ۲۳۱۶ء، ۲۳۱۷ء، ۲۳۱۸ء، ۲۳۱۹ء، ۲۳۲۰ء، ۲۳۲۱ء، ۲۳۲۲ء، ۲۳۲۳ء، ۲۳۲۴ء، ۲۳۲۵ء، ۲۳۲۶ء، ۲۳۲۷ء، ۲۳۲۸ء، ۲۳۲۹ء، ۲۳۳۰ء، ۲۳۳۱ء، ۲۳۳۲ء، ۲۳۳۳ء، ۲۳۳۴ء، ۲۳۳۵ء، ۲۳۳۶ء، ۲۳۳۷ء، ۲۳۳۸ء، ۲۳۳۹ء، ۲۳۴۰ء، ۲۳۴۱ء، ۲۳۴۲ء، ۲۳۴۳ء، ۲۳۴۴ء، ۲۳۴۵ء، ۲۳۴۶ء، ۲۳۴۷ء، ۲۳۴۸ء، ۲۳۴۹ء، ۲۳۵۰ء، ۲۳۵۱ء، ۲۳۵۲ء، ۲۳۵۳ء، ۲۳۵۴ء، ۲۳۵۵ء، ۲۳۵۶ء، ۲۳۵۷ء، ۲۳۵۸ء، ۲۳۵۹ء، ۲۳۶۰ء، ۲۳۶۱ء، ۲۳۶۲ء، ۲۳۶۳ء، ۲۳۶۴ء، ۲۳۶۵ء، ۲۳۶۶ء، ۲۳۶۷ء، ۲۳۶۸ء، ۲۳۶۹ء، ۲۳۷۰ء، ۲۳۷۱ء، ۲۳۷۲ء، ۲۳۷۳ء، ۲۳۷۴ء، ۲۳۷۵ء، ۲۳۷۶ء، ۲۳۷۷ء، ۲۳۷۸ء، ۲۳۷۹ء، ۲۳۸۰ء، ۲۳۸۱ء، ۲۳۸۲ء، ۲۳۸۳ء، ۲۳۸۴ء، ۲۳۸۵ء، ۲۳۸۶ء، ۲۳۸۷ء، ۲۳۸۸ء، ۲۳۸۹ء، ۲۳۹۰ء، ۲۳۹۱ء، ۲۳۹۲ء، ۲۳۹۳ء، ۲۳۹۴ء، ۲۳۹۵ء، ۲۳۹۶ء، ۲۳۹۷ء، ۲۳۹۸ء، ۲۳۹۹ء، ۲۴۰۰ء، ۲۴۰۱ء، ۲۴۰۲ء، ۲۴۰۳ء، ۲۴۰۴ء، ۲۴۰۵ء، ۲۴۰۶ء، ۲۴۰۷ء، ۲۴۰۸ء، ۲۴۰۹ء، ۲۴۱۰ء، ۲۴۱۱ء، ۲۴۱۲ء، ۲۴۱۳ء، ۲۴۱۴ء، ۲۴۱۵ء، ۲۴۱۶ء، ۲۴۱۷ء، ۲۴۱۸ء، ۲۴۱۹ء، ۲۴۲۰ء، ۲۴۲۱ء، ۲۴۲۲ء، ۲۴۲۳ء، ۲۴۲۴ء، ۲۴۲۵ء، ۲۴۲۶ء، ۲۴۲۷ء، ۲۴۲۸ء، ۲۴۲۹ء، ۲۴۳۰ء، ۲۴۳۱ء، ۲۴۳۲ء، ۲۴۳۳ء، ۲۴۳۴ء، ۲۴۳۵ء، ۲۴۳۶ء، ۲۴۳۷ء، ۲۴۳۸ء، ۲۴۳۹ء، ۲۴۴۰ء، ۲۴۴۱ء، ۲۴۴۲ء، ۲۴۴۳ء، ۲۴۴۴ء، ۲۴۴۵ء، ۲۴۴۶ء، ۲۴۴۷ء، ۲۴۴۸ء، ۲۴۴۹ء، ۲۴۵۰ء، ۲۴۵۱ء، ۲۴۵۲ء، ۲۴۵۳ء، ۲۴۵۴ء، ۲۴۵۵ء، ۲۴۵۶ء، ۲۴۵۷ء، ۲۴۵۸ء، ۲۴۵۹ء، ۲۴۶۰ء، ۲۴۶۱ء، ۲۴۶۲ء، ۲۴۶۳ء، ۲۴۶۴ء، ۲۴۶۵ء، ۲۴۶۶ء، ۲۴۶۷ء، ۲۴۶۸ء، ۲۴۶۹ء، ۲۴۷۰ء، ۲۴۷۱ء، ۲۴۷۲ء، ۲۴۷۳ء، ۲۴۷۴ء، ۲۴۷۵ء، ۲۴۷۶ء، ۲۴۷۷ء، ۲۴۷۸ء، ۲۴۷۹ء، ۲۴۸۰ء، ۲۴۸۱ء، ۲۴۸۲ء، ۲۴۸۳ء، ۲۴۸۴ء، ۲۴۸۵ء، ۲۴۸۶ء، ۲۴۸۷ء، ۲۴۸۸ء، ۲۴۸۹ء، ۲۴۹۰ء، ۲۴۹۱ء، ۲۴۹۲ء، ۲۴۹۳ء، ۲۴۹۴ء، ۲۴۹۵ء، ۲۴۹۶ء، ۲۴۹۷ء، ۲۴۹۸ء، ۲۴۹۹ء، ۲۵۰۰ء، ۲۵۰۱ء، ۲۵۰۲ء، ۲۵۰۳ء، ۲۵۰۴ء، ۲۵۰۵ء، ۲۵۰۶ء، ۲۵۰۷ء، ۲۵۰۸ء، ۲۵۰۹ء، ۲۵۱۰ء، ۲۵۱۱ء، ۲۵۱۲ء، ۲۵۱۳ء، ۲۵۱۴ء، ۲۵۱۵ء، ۲۵۱۶ء، ۲۵۱۷ء، ۲۵۱۸ء، ۲۵۱۹ء، ۲۵۲۰ء، ۲۵۲۱ء، ۲۵۲۲ء، ۲۵۲۳ء، ۲۵۲۴ء، ۲۵۲۵ء، ۲۵۲۶ء، ۲۵۲۷ء، ۲۵۲۸ء، ۲۵۲۹ء، ۲۵۳۰ء، ۲۵۳۱ء، ۲۵۳۲ء، ۲۵۳۳ء، ۲۵۳۴ء، ۲۵۳۵ء، ۲۵۳۶ء، ۲۵۳۷ء، ۲۵۳۸ء، ۲۵۳۹ء، ۲۵۴۰ء، ۲۵۴۱ء، ۲۵۴۲ء، ۲۵۴۳ء، ۲۵۴۴ء، ۲۵۴۵ء، ۲۵۴۶ء، ۲۵۴۷ء، ۲۵۴۸ء، ۲۵۴۹ء، ۲۵۵۰ء، ۲۵۵۱ء، ۲۵۵۲ء، ۲۵۵۳ء، ۲۵۵۴ء، ۲۵۵۵ء، ۲۵۵۶ء، ۲۵۵۷ء، ۲۵۵۸ء، ۲۵۵۹ء، ۲۵۶۰ء، ۲۵۶۱ء، ۲۵۶۲ء، ۲۵۶۳ء، ۲۵۶۴ء، ۲۵۶۵ء، ۲۵۶۶ء، ۲۵۶۷ء، ۲۵۶۸ء، ۲۵۶۹ء، ۲۵۷۰ء، ۲۵۷۱ء، ۲۵۷۲ء، ۲۵۷۳ء، ۲۵۷۴ء، ۲۵۷۵ء، ۲۵۷۶ء، ۲۵۷۷ء، ۲۵۷۸ء، ۲۵۷۹ء، ۲۵۸۰ء، ۲۵۸۱ء، ۲۵۸۲ء، ۲۵۸۳ء، ۲۵۸۴ء، ۲۵۸۵ء، ۲۵۸۶ء، ۲۵۸۷ء، ۲۵۸۸ء، ۲۵۸۹ء، ۲۵۹۰ء، ۲۵۹۱ء، ۲۵۹۲ء، ۲۵۹۳ء، ۲۵۹۴ء، ۲۵۹۵ء، ۲۵۹۶ء، ۲۵۹۷ء، ۲۵۹۸ء، ۲۵۹۹ء، ۲۶۰۰ء، ۲۶۰۱ء، ۲۶۰۲ء، ۲۶۰۳ء، ۲۶۰۴ء، ۲۶۰۵ء، ۲۶۰۶ء، ۲۶۰۷ء، ۲۶۰۸ء، ۲۶۰۹ء، ۲۶۱۰ء، ۲۶۱۱ء، ۲۶۱۲ء، ۲۶۱۳ء، ۲۶۱۴ء، ۲۶۱۵ء، ۲۶۱۶ء، ۲۶۱۷ء، ۲۶۱۸ء، ۲۶۱۹ء، ۲۶۲۰ء، ۲۶۲۱ء، ۲۶۲۲ء، ۲۶۲۳ء، ۲۶۲۴ء، ۲۶۲۵ء، ۲۶۲۶ء، ۲۶۲۷ء، ۲۶۲۸ء، ۲۶۲۹ء، ۲۶۳۰ء، ۲۶۳۱ء، ۲۶۳۲ء، ۲۶۳۳ء، ۲۶۳۴ء، ۲۶۳۵ء، ۲۶۳۶ء، ۲۶۳۷ء، ۲۶۳۸ء، ۲۶۳۹ء، ۲۶۴۰ء، ۲۶۴۱ء، ۲۶۴۲ء، ۲۶۴۳ء، ۲۶۴۴ء، ۲۶۴۵ء، ۲۶۴۶ء، ۲۶۴۷ء، ۲۶۴۸ء، ۲۶۴۹ء، ۲۶۵۰ء، ۲۶۵۱ء، ۲۶۵۲ء، ۲۶۵۳ء، ۲۶۵۴ء، ۲۶۵۵ء، ۲۶۵۶ء، ۲۶۵۷ء، ۲۶۵۸ء، ۲۶۵۹ء، ۲۶۶۰ء، ۲۶۶۱ء، ۲۶۶۲ء، ۲۶۶۳ء، ۲۶۶۴ء، ۲۶۶۵ء، ۲۶۶۶ء، ۲۶۶۷ء، ۲۶۶۸ء، ۲۶۶۹ء، ۲۶۷۰ء، ۲۶۷۱ء، ۲۶۷۲ء، ۲۶۷۳ء، ۲۶۷۴ء، ۲۶۷۵ء، ۲۶۷۶ء، ۲۶۷۷ء، ۲۶۷۸ء، ۲۶۷۹ء، ۲۶۸۰ء، ۲۶۸۱ء، ۲۶۸۲ء، ۲۶۸۳ء، ۲۶۸۴ء، ۲۶۸۵ء، ۲۶۸۶ء، ۲۶۸۷ء، ۲۶۸۸ء، ۲۶۸۹ء، ۲۶۹۰ء، ۲۶۹۱ء، ۲۶۹۲ء، ۲۶۹۳ء، ۲۶۹۴ء، ۲۶۹۵ء، ۲۶۹۶ء، ۲۶۹۷ء، ۲۶۹۸ء، ۲۶۹۹ء، ۲۷۰۰ء، ۲۷۰۱ء، ۲۷۰۲ء، ۲۷۰۳ء، ۲۷۰۴ء، ۲۷۰۵ء، ۲۷۰۶ء، ۲۷۰۷ء، ۲۷۰۸ء، ۲۷۰۹ء، ۲۷۱۰ء، ۲۷۱۱ء، ۲۷۱۲ء، ۲۷۱۳ء، ۲۷۱۴ء، ۲۷۱۵ء، ۲۷۱۶ء، ۲۷۱۷ء، ۲۷۱۸ء، ۲۷۱۹ء، ۲۷۲۰ء، ۲۷۲۱ء، ۲۷۲۲ء، ۲۷۲۳ء، ۲۷۲۴ء، ۲۷۲۵ء، ۲۷۲۶ء، ۲۷۲۷ء، ۲۷۲۸ء، ۲۷۲۹ء، ۲۷۳۰ء، ۲۷۳۱ء، ۲۷۳۲ء، ۲۷۳۳ء، ۲۷۳۴ء، ۲۷۳۵ء، ۲۷۳۶ء، ۲۷۳۷ء، ۲۷۳۸ء، ۲۷۳۹ء، ۲۷۴۰ء، ۲۷۴۱ء، ۲۷۴۲ء، ۲۷۴۳ء، ۲۷۴۴ء، ۲۷۴۵ء، ۲۷۴۶ء، ۲۷۴۷ء، ۲۷۴۸ء، ۲۷۴۹ء، ۲۷۵۰ء، ۲۷۵۱ء، ۲۷۵۲ء، ۲۷۵۳ء، ۲۷۵۴ء، ۲۷۵۵ء، ۲۷۵۶ء، ۲۷۵۷ء، ۲۷۵۸ء، ۲۷۵۹ء، ۲۷۶۰ء، ۲۷۶۱ء، ۲۷۶۲ء، ۲۷۶۳ء، ۲۷۶۴ء، ۲۷۶۵ء، ۲۷۶۶ء، ۲۷۶۷ء، ۲۷۶۸ء، ۲۷۶۹ء، ۲۷۷۰ء، ۲۷۷۱ء، ۲۷۷۲ء، ۲۷۷۳ء، ۲۷۷۴ء، ۲۷۷۵ء، ۲۷۷۶ء، ۲۷۷۷ء، ۲۷۷۸ء، ۲۷۷۹ء، ۲۷۸۰ء، ۲۷۸۱ء، ۲۷۸۲ء، ۲۷۸۳ء، ۲۷۸۴ء، ۲۷۸۵ء، ۲۷۸۶ء، ۲۷۸۷ء، ۲۷۸۸ء، ۲۷۸۹ء، ۲۷۹۰ء، ۲۷۹۱ء، ۲۷۹۲ء، ۲۷۹۳ء، ۲۷۹۴ء، ۲۷۹۵ء، ۲۷۹۶ء، ۲۷۹۷ء، ۲۷۹۸ء، ۲۷۹۹ء، ۲۸۰۰ء، ۲۸۰۱ء، ۲۸۰۲ء، ۲۸۰۳ء، ۲۸۰۴ء، ۲۸۰۵ء، ۲۸۰۶ء، ۲۸۰۷ء، ۲۸۰۸ء، ۲۸۰۹ء، ۲۸۱۰ء، ۲۸۱۱ء، ۲۸۱۲ء، ۲۸۱۳ء، ۲۸۱۴ء، ۲۸۱۵ء، ۲۸۱۶ء، ۲۸۱۷ء، ۲۸۱۸ء، ۲۸۱۹ء، ۲۸۲۰ء، ۲۸۲۱ء، ۲۸۲۲ء، ۲۸۲۳ء، ۲۸۲۴ء، ۲۸۲۵ء، ۲۸۲۶ء، ۲۸۲۷ء، ۲۸۲۸ء، ۲۸۲۹ء، ۲۸۳۰ء، ۲۸۳۱ء، ۲۸۳۲ء، ۲۸۳۳ء، ۲۸۳۴ء، ۲۸۳۵ء، ۲۸۳۶ء، ۲۸۳۷ء، ۲۸۳۸ء، ۲۸۳۹ء، ۲۸۴۰ء، ۲۸۴۱ء، ۲۸۴۲ء، ۲۸۴۳ء، ۲۸۴۴ء، ۲۸۴۵ء، ۲۸۴۶ء، ۲۸۴۷ء، ۲۸۴۸ء، ۲۸۴۹ء، ۲۸۵۰ء، ۲۸۵۱ء، ۲۸۵۲ء، ۲۸۵۳ء، ۲۸۵۴ء، ۲۸۵۵ء، ۲۸۵۶ء، ۲۸۵۷ء، ۲۸۵۸ء، ۲۸۵۹ء، ۲۸۶۰ء، ۲۸۶۱ء، ۲۸۶۲ء، ۲۸۶۳ء، ۲۸۶۴ء، ۲۸۶۵ء، ۲۸۶۶ء، ۲۸۶۷ء، ۲۸۶۸ء، ۲۸۶۹ء، ۲۸۷۰ء، ۲۸۷۱ء، ۲۸۷۲ء، ۲۸۷۳ء، ۲۸۷۴ء، ۲۸۷۵ء، ۲۸۷۶ء، ۲۸۷۷ء، ۲۸۷۸ء، ۲۸۷۹ء، ۲۸۸۰ء، ۲۸۸۱ء، ۲۸۸۲ء، ۲۸۸۳ء، ۲۸۸۴ء، ۲۸۸۵ء، ۲۸۸۶ء، ۲۸۸۷ء، ۲۸۸۸ء، ۲۸۸۹ء، ۲۸۹۰ء، ۲۸۹۱ء، ۲۸۹۲ء، ۲۸۹۳ء، ۲۸۹۴ء، ۲۸۹۵ء، ۲۸۹۶ء، ۲۸۹۷ء، ۲۸۹۸ء، ۲۸۹۹ء، ۲۹۰۰ء، ۲۹۰۱ء، ۲۹۰۲ء، ۲۹۰۳ء، ۲۹۰۴ء، ۲۹۰۵ء، ۲۹۰۶ء، ۲۹۰۷ء، ۲۹۰۸ء، ۲۹۰۹ء، ۲۹۱۰ء، ۲۹۱۱ء، ۲۹۱۲ء، ۲۹۱۳ء، ۲۹۱۴ء، ۲۹۱۵ء، ۲۹۱۶ء، ۲۹۱۷ء، ۲۹۱۸ء، ۲۹۱۹ء، ۲۹۲۰ء، ۲۹۲۱ء، ۲۹۲۲ء، ۲۹۲۳ء، ۲۹۲۴ء، ۲۹۲۵ء، ۲۹۲۶ء، ۲۹۲۷ء، ۲۹۲۸ء، ۲۹۲۹ء، ۲۹۳۰ء، ۲۹۳۱ء، ۲۹۳۲ء، ۲۹۳۳ء، ۲۹۳۴ء، ۲۹۳۵ء، ۲۹۳۶ء، ۲۹۳۷ء، ۲۹۳۸ء، ۲۹۳۹ء، ۲۹۴۰ء، ۲۹۴۱ء، ۲۹۴۲ء، ۲۹۴۳ء، ۲۹۴۴ء، ۲۹۴۵ء، ۲۹۴۶ء، ۲۹۴۷ء، ۲۹۴۸ء، ۲۹۴۹ء، ۲۹۵۰ء، ۲۹۵۱ء، ۲۹۵۲ء، ۲۹۵۳ء، ۲۹۵۴ء، ۲۹۵۵ء، ۲۹۵۶ء، ۲۹۵۷ء، ۲۹۵۸ء، ۲۹۵۹ء، ۲۹۶۰ء، ۲۹۶۱ء، ۲۹۶۲ء، ۲۹۶۳ء، ۲۹۶۴ء، ۲۹۶۵ء، ۲۹۶۶ء، ۲۹۶۷ء، ۲۹۶۸ء، ۲۹۶۹ء، ۲۹۷۰ء، ۲۹۷۱ء، ۲۹۷۲ء، ۲۹۷۳ء، ۲۹۷۴ء، ۲۹۷۵ء، ۲۹۷۶ء، ۲۹۷۷ء، ۲۹۷۸ء، ۲۹۷۹ء، ۲۹۸۰ء، ۲۹۸۱ء، ۲۹۸۲ء، ۲۹۸۳ء، ۲۹۸۴ء، ۲۹۸۵ء، ۲۹۸۶ء، ۲۹۸۷ء، ۲۹۸۸ء، ۲۹۸۹ء، ۲۹۹۰ء، ۲۹۹۱ء، ۲۹۹۲ء، ۲۹۹۳ء، ۲۹۹۴ء، ۲۹۹۵ء، ۲۹۹۶ء، ۲۹۹۷ء، ۲۹۹۸ء، ۲۹۹۹ء، ۳۰۰۰ء، ۳۰۰۱ء، ۳۰۰۲ء، ۳۰۰۳ء، ۳۰۰۴ء، ۳۰۰۵ء، ۳۰۰

دستاویز الف: بی (ظنی) کی قہرمت بخط واجد علی شاہ

۴۱۹

وہی نذر رحمتی بسبقت سی محروم کیا جس سے سی گنت  
محدود ہوئی کہوہ طغیہ بہ شیبہ برج بن فہم ہی اب بکاس ہر کاس  
بیاہستہ منہ غلہ و ہم غور و کفہ میں ماحی قہر ماسانہ سی ڈویر  
مانا اہر حسنہ و در اولاد کو روایات میں ششہ ہری سی باغات  
میں ہزار و پونہ دو و خرقہ کاغذ کر دیا سنا بامی کہ اسے مسکت  
بلوہ و خرقہ میں اسے باغات گہور گنت شفقہ جوئی بہاں کو  
میں بن اتنی جلد تیار کی لبیک میں پہلی آخر تک و دوسرے  
افسانہ عشق قیسری ارشاد خاتالی جو مٹی ایمان پانچویں  
بحر ابدیت چوٹی بحر اہلقت ساقیوں بحر مختلف ہموں  
بدستہ سی پونہ تاریخ قدیمہ و شمع تاریخ قمار گیارہویں  
تاریخ خاص بارہویں تاریخ فراق تیرہویں تاریخ شفقہ چودھویں  
تاریخ غزلہ پندرہویں تاریخ نور سوہویں تاریخ ہنیری ستترہویں  
تاریخ فہرہ ہاروین تجلی عشق او شمسون جوہر مرد عشق  
جیسویں سترہویں اکیسویں دریای عشق بائیسویں دسویں  
واجبہ قیسویں دفتر جاپون چوہنسون دوان مبارک

بجستوی دفرزش چستوی دمن ستا چستوی کس  
اثر انہا چستوی شیوع نفس او چستوی سمنہ سمنہ  
چستوی موب ایاب الیستوی فتقار چستوی قزنب  
تغیستوی کبات اثری جو چستوی بدت سور چستوی  
موسنر عاشقان چستوی مودات حرثہ ستیستوی ماس نامہ  
ازستوی مرغ نرغ او تالیستوی باغبین انفس عالیست  
عاجو اقلالیستوی نذر یو ریالیستوی نفاع اثری چستوی  
بیت متری جو الیستوی نعت چستوی کہ و ماسی تا نامی چستوی  
پانچ بار کتاب مرانی او ماسر ماسر ماسر ای کر ایس کہ او ن چستوی  
سین کبار جب فقری لب عین وجود من او در تو نزل سلف او عارف  
در عاشقین یارچ یو بدہ خارج از ماب من در احمد ایک سر طوی  
سی بر ماسی یگی ایب کبر و کیا کہ اکبر کو غنار گنی مرزا رفیع السوا  
غنت میں دنگی و نہ کوثر شوری بہ خواب زیر سایہ بل طوی سی سیند  
محمد خان نہ جو در زکبہ مذابی کسی شیدا اثر ماسی کتانی ایاد



ترتیب جڑ جائے گی یا شمار کی۔ محمود و ابجد یہ فرست مکمل کرنے کے بعد اہل آقا۔ یہ نام بھی  
 فرست میں ہیں ہے۔ مظهر میں ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب سے الگ اگر کچھ اضافہ  
 یا اُسے جملہ کے تو کسی سبب سے داخل ہیں کہے گئے کہ ترتیب مکمل جڑ جائے گی جو صحیح  
 امر یہی نام ہے اور فرست میں اس لغت کا ذکر موجود ہے۔ کتابہ دی نصیب کے کئی سال  
 بعد ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں رسم و نسخ ہوئی رہی لیکن یہ نام فرست  
 میں داخل نہیں کیا گیا یا اس لیے کہ اس وقت تک یہ نام لکھا ہی نہیں گیا تھا یا فرست  
 کی ہر کسی اصول کے ترتیب پر ماسطور نہ تھا۔

۵۔ یہ فرست فقرہ پیش کی گئی تھی اور مصنف کے بے دشوارہ خاکہ جو کہ میں صحت  
 دہن کی نہیں نفسہ رخصانے کے لیے اس کے نام ہی گناویہ جاتے۔ لیکن جوں کہ  
 جیسا نہیں کیا گیا اس لیے یہ حکم خود اس امر کی صحت بن جاتا ہے کہ ہر نام کچھ گئے  
 میں جائے کہ نہیں انکار کو دخل ہے۔ کسی دوسرے کی تصنیف لہے نام سے ہیں پیش  
 کی ہے۔ جواب حرکت تدریج ہر دعوہ دوسری کتاب میں جو دیگر فرقہ پر ماسطور تھا  
 سے منسوب کی جاسکتی ہیں یا ان کی ذمہ داری خود واجب علی شاہ پر عالم نہیں ہوتی۔  
 ۶۔ استخراج صحت سے قبل اور فرست کے کچھ جانے کے بعد کی کتابوں کے  
 میں اس فرست کا ناقص ہونا خود فرست کی عبارت سے ثابت ہے۔ لیکن  
 یہ کہ فرست اپنے مجموعہ دائرے کے اندر بھی ناقص ہے چند مشکوٰۃ ہا کتابوں کے  
 دریافت ہر جامع سے ثابت ہوتا ہے۔

۷۔ الکتاب بحر ہدایت کا نام بحر ہدایت بتایا گیا ہے۔ یہ گئے طے کا سقم ہے کیونکہ  
 اس نام سے یہ کتاب کہیں بھی یاد نہیں کی گئی ہے۔ غرضاتی سے ممکن ہے کہ اس فرست  
 کی خامیوں حد ہر جامع لیکن صاحب کی جملہ نہ تھی کہ مشہور دینے اور بادشاہ کا ملاحظہ  
 اس طرف مترجم ہر سال کی خوشی پر مسخر تھا خواجہ دل ہا یا فخریہ یا دیواں جس میں مظاہر  
 کوئی خرابی نہ تھی اور جس پر نظر ثانی کر بیٹھے سے کوئی غریبی پیدا نہ ہوئی اس طرح جلد یا  
 کہ جدا تصنیف کی حیثیت پیدا ہو گئی۔ اس حد دل نہ جاتا تھا اس فرست کو ناقص چھوڑ

دیاجو دوسروں کے لیے فتح ہدایت بن سکتی تھی۔ بادشاہ اس طرف متوجہ نہ ہوئے ہوں  
یہ ممکن نہیں کیوں کہ اس کے بیرونہ و ظہور کا اضافہ کیوں کر ہوتا۔ لیکن یہ توجہ شاید  
ایسی ہو کہ کاتب سے کہہ کے اضافہ کر دیا۔ بطور نسخے کے اس صلف پر صرف اسی سطر کی  
ہدایت اضافے کے سبب سے گئے جسے خط میں ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اضافہ  
کتابت کی تصحیح کے وقت کیا گیا۔

۵: اس ہرست میں صرف کتابوں کے نام ظاہر کیے ہیں۔ کتاب ندری کی ہے یا اردو  
کی، کلکتہ کی ہے یا لکھنؤ کی، نظم کی ہے یا شری، مہر ہے یا لفظ: اس کا فیصلہ  
کتاب سے رکھے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ہرست ہر کیوں کہ کتابوں  
کے دو تین ایڈیشن بھی نکلے ہیں۔

۹: ہرست کے شروع میں اپنا سن پچاس برس اور کلکتہ میں قیام کی مدت میں برس  
بتائی ہے۔ اس میں سے صرف آغاز ذکر بیان درست ہے۔ ۱۸۵۶ء میں  
کلکتہ پہنچے ۱۸۵۶ء میں یہ ہرست لکھی اس وقت ان کا سن پچاس برس  
تھا۔

عشق نامہ میں ماجد علی شاہ نے اپنی پانچ کتابوں کا ذکر کیا تھا لیکن نام نہیں بتلائے  
تھے:

”در عشق زین مذکور دو تادیران و سہ تا مشنری بولور طبعیت گفتم  
و در پیش دل بکے ظاہر ہر مودم۔۔۔“

۱۲۷۵ء میں طہر سہاگرائی نے ان کی تصنیفات کی تفصیل طلب کی لیکن اس وقت  
بھی کوئی صاف جواب نہ دیا:

”ہر پنجہ ہا ہا مسائل تصنیف راقم در فنون جدا گانہ و دیگر مضمنا پچہ  
در طرح غری عرضداشت صورت نفس بر شکر کہ تا بیانات و تصنیفات عمدہ رہا  
سبیل قدرت با عیان ہم چرخس و عاشاک در اسواج و اراج چنان فرق ما

سہ۔ نبی ص ۲۳۳ پر سطر ۲۷ اور ۲۸ کا سواد فطلا مذکور۔ سہ ماہی ص ۱۰۷ پر سطر ۱۲ پر۔

سہ۔ عشق نامہ و ناری: داستان خیم عاشق شن بر مرقی خانم۔

مرکز ملی اناں بانی نیست ... سلہ

لیکن غی کے تشلی مشاعرے میں جب دوسرے شاعروں کا تعارف کر دینے ہوئے انہی  
باری آئی و اسس کی کو بدھہ اتم پورا کر دیا۔ مہم بیانات میں بھی و بعد ملی شاہ کا بیان  
قدیم تر تھا لیکن بنی کا مذکورہ بالا بیان قدیم ترین، معقول ترین اور معتبر ترین ہے۔ وزیر  
اگرچہ غی سے کافی پہلے شائع ہوا لیکن جیسے کہ ”آخر ملک“ کی شہادت سے واضح ہوتا ہے  
اسی غی سے استفادہ کر کے لکھا گیا ہے اور اسے غی کے مقابلے میں نہیں بلکہ اسی کا  
ضمیمہ سمجھتے ہوئے دیکھنا چاہیے۔



سلہ۔ جوستان ادوہ ص ۸۵-۸۴۔

ص ۱۲۱ کا ماضیہ سلہ

عمر کے آٹھ ہجری علی شاہ کے سلہ بیان سے ثابت کے اس بیان کو قوت پہنچی ہے جس کی  
صفحہ ۱۲۱ پر تردید کی گئی لیکن ثابت لقا بیا و بعد ملی شاہ کی و شہودی مائل کہنے کے لیے بیان کا  
سند سید اعلیٰ ص ۱۲۱ لکھا ہے کہ ”یہ شاہ کے انتقال پہ ثابت نہ ہو قطعاً تا شاہ اس میں  
بن کا سن سرشتہ برس لکھا ہے دیکھیے سورج شاہ ادوہ ص ۸۹ جو اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے  
جب ولادت ۱۲۱۸ء میں ہوئی ہو۔ آخر میں غی و بعد ملی شاہ اناں ص ۱۱۱ لکھا ہے پانچ برس کہ بیا  
ہے جیسے کہ بنی کی فہرستہ اشیات مخطوب کے ان اشعار میں لکھا ہے جو ص ۱۲۱ پر  
مؤرخہ بحث میں آئے ہیں۔“

## تصنیفات واجد علی شاہ

جدید تحقیق کی روشنی میں ایک مفصل بیان کی ضرورت [ارشادات فہم کو منظر عام پر  
آئے رسائل سے زیادہ چھ ماہ اس سوال کے عرصے میں کہ تیس تو سر مضمون ایسے عواطف کے  
جاسکتے ہیں اور تقریباً سراسر ایسے کتب خانوں کا بڑا بایا جاسکتا ہے جن کا تعلق انہیں کتابوں کی اشاعت  
سے ہے۔ کتابوں کا ہر گز مقبوضیت کے باوصف ہو رہا ہے کہ ان کا کتب خانوں سے چند دست  
کے مشرق کتب خانوں تک اور ہم ضرورت کے تذکرہ سے بعد ماضی کے تحقیقی مضامین تک  
نہ ایک کتب خانہ ایسا نظر آتا ہے جس میں ان تمام کتابوں کو ان کے صحیح نام اور کیفیت کے  
ساتھ درج کیا گیا ہو جو وہاں موجود ہیں اور نہ ایک مضمون ایسا ہے جس میں مضمون نگار  
نے اپنے پراختیاد میں کتب خانوں کی مدد بھی لی ہو کتابوں کے بیان کو صحت اور جامعیت  
کے ساتھ سپرد نظر کیا ہو۔ جو کچھ ہے اور جہاں کہیں بھی ہے انہیں مضمونوں سے استفادہ  
کے لئے گھسیٹا گیا ہے جن کا گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا۔ اور جب مضمونوں کے مسودے  
کا مطالعہ ہو جو ہم دیکھ چکے ہیں تو ان بیانات کا کیا پوچھا جو انہیں سے ماخوذ ہیں۔ تذکرہ  
نگاروں کے ان رعایتی اور ہم بیانات میں مضمون نگاروں کا ہر شک کا قابلِ رحم ہے کہ ہر  
قرن تو خود کتابیں بنا یا سب نام بھی ملتے ہیں نہ معلوم ہیں کہ کتاب کہی بھی تھی یا غلط  
ی غلط ہے کہ کتاب کہی ہے تو سوفا مارو۔ سوفا بھی ہے تو سادہ۔ اگر چہاں ہوا ہے  
نہ۔ کہہ رہا ہے سن ظہری ص ۱۰۔ نہ۔ شکل کے طور پر کی کہ ہر شے کا نام۔  
نہ۔ دیکھو شہرہ مضمر۔ نہ۔ دیکھو شہرہ مضمر۔ نہ۔ دیکھو شہرہ مضمر۔ نہ۔ دیکھو شہرہ مضمر۔

جب بھی کتاب کا نام نہیں، اور جہاں کچھ ہے اور کچھ نہیں وہاں ایک ہی نام کی دو کتابیں ایک  
 دوسری میں ایک دوسری میں، ایک نثر میں ایک نظم میں، ایک ایڈیشن میں کچھ اور دوسرے میں  
 کچھ اور، کئی کا نام ایک اور جگہ کا دوسرا، پھر اگر ایک ہی کتاب ہے جب بھی جدید و قديم ہر ایک  
 میں اس دوسری میں نہیں اور دوسری میں ہیں وہ شاید تیسری میں نہیں۔ پھر اس پر  
 پمپٹروں کی بداحتیاطیاں حاصل کا اور دوسرے ہر ایک ہی کتاب کو تھنیض یا اعلانیے کے  
 ساتھ نئے نئے ناموں سے چھاپے جانے ہیں۔ ان کتابوں کی اس بھول بھلائی میں پڑ کر ہمارا  
 جتنی بھی غصہ ہوتا ہے کہ ہے۔ مغربی نگار اور کتب خانے ایک فرض کی انجام دہی میں اپنے  
 اور اق سب سے کہتے ہیں کہ اس کی امید ہے سو ہے کہ وہ ان کتابوں کو سلجھانے  
 بیٹھیں گے۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس نے ان کتابوں کو دیکھا ہوا اور ان کے  
 اختلافات کو محسوس کیا ہو۔ ضرورت کے پیش نظر آنے والے اور ان میں کسی تشکی کو دور  
 کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

### زبان تصنیف کے لحاظ سے مطبوعات / خطوطات کی ترتیب اس جائزے

میں کتابوں کی ترتیب ان کے ہر سنیہ تصنیف کے لحاظ سے ہے۔ کتابوں کے قطعات  
 تاریخ میں عیسوی سنہ بھی نظر آتے ہیں لیکن نہ کتاب کا تاریخی نام اس سنہ میں ہے اور  
 نہ ہی خود واجد علی شاہ یا ان کے مطبع نے اس سنہ کا ذکر ان کتابوں کے ذیل میں کیا ہے

۱۔ دیکھو گھر سے ہاشمیان کا کتابیاتی تفصیل۔

۲۔ ایضاً المودعہ جلد ۱۔

۳۔ ایضاً عشق نامہ۔

۴۔ ایضاً بیان، جوہر عرض۔

۵۔ ایضاً کلیات سرمد و دیوان مبارک، زمرہ آخرت، رباعی الطبری۔

۶۔ ایضاً شمع فیض، زاہد، رباعی محبوب۔

۷۔ ایضاً کلیات احتضری، نظم نامہ۔

۸۔ ایضاً رقعات، درد، دختر ہم، ہری خاند، خاقان سجدہ۔

کتابوں کی اس ترتیب سے دوفاکے ہیں۔ اول تو لکھنے والے کی معرفت اور دوم مصنفیت کا علم ہوتا ہے۔ دوسرے اسی ترتیب سے لکھنے والے کے ہوتے ہیں مذاق اور ترقی پذیر شعور کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان دونوں نکتوں کو ذہن میں رکھنے کے بعد یہ ممکن ہے کہ اگر کسی کتاب کے موضوع کا علم ہو تو یہ بتایا جاسکے کہ وہ کتاب کس زمانے سے تعلق رکھتی ہے اور یہ نام اور موضوع اگر محض ہمارے وہم کا نتیجہ ہے تو اس کی تردید بھی اسی ذریعے سے ممکن ہے۔ ہمارے قلم کے نگارشات چاری فرصت کے لمحات اور ہمارے مذاق کی ترجمانی کرتے ہیں اور اس ترتیب کے قوانین اور ہم آہنگی پر نظر رکھنے والا تائید کرے گا کہ ولید علی شاہ جیسا متوقی مزاج بھی اس کلیے سے قلم نہیں۔

کتابوں کے سنہ تصنیف کا تعین خود کتابوں کی داخلی شہادت سے کیا گیا ہے لیکن جہاں داخلی یا مستبر خارجی شہادت سے الطمان ہو گیا ہے کہ کتاب کسی اور سنہ میں مکمل ہوئی تھی ترتیب میں کتاب کو اسی مقام پر رکھا گیا ہے جو اس کے لیے مناسب تھا۔ کتاب کے جس ایڈیشن کا ذکر تفصیل کے ذیل میں کیا گیا ہے وہ ممکن ہے اس سنہ کا نہ ہو لیکن جب کتاب کا پہلا ایڈیشن یا قلمی نسخہ دستیاب نہ ہو اور اس کی قوی شہادت موجود ہو کہ کتاب کا بنیادی حصہ اسی زمانے میں لکھا گیا جس کا ذکر ہے تو اس کے معادلہ کیا گیا جاسکتا ہے کہ کتاب کو اس کے صحیح مقام پر رکھا جائے اور اس کے قریب بعد ایڈیشن کی جستجو سے قطعاً جائے کہ چند کتابیں مدت تک زیر تصنیف رہیں۔ ترتیب میں ان کتابوں کو اس سال کی تصنیف شمار کیا گیا جب ان کے ختم ہونے کی اطلاع ملی اور وضاحت کے لیے پوری محنت کا شمار اس غرض سے کیا گیا کہ کچھ تسامع نہ ہو۔

تصنیفات کی مختلف انواع اور حدود بہ تعداد کے پیش نظر ممکن ہے کہ ان کو ان کے موضوع کے اعتبار سے ترتیب دیا جائے، یا مطبوعات کا ذکر الگ ہو اور قطعات کم

سطح، اضافہ، قسٹ، ہدایے، نقشہ، بحر، حقیقت، بیت، حیدری، خاتم، مغزی، حمد، مرثیہ کے گروہ۔ ایڈیشن شائع ہونے سے پہلے کیا جاتا ہے تو صرف ایک، غالباً دو ایڈیشن ملتا ہے۔ دوسرے ایڈیشن دستیاب نہ ہو سکے۔

تک، ہا فارسی کا الگ اور اردو کا الگ لیکن اس سے سوا اس کے کہ ہر موضوع میں جامع  
 علی شاہ کی کتنی کتابیں ہیں اور کتنی مطبوعہ اور کتنی غیر مطبوعہ ہیں اور کسی فائدہ کی امید  
 کہ ہے۔ تصنیفات کی حسب ذیل ترتیب سے کسی ایک موضوع کی مختلف کتابیں بڑی  
 آسانی سے الگ کی جاسکتی ہیں اور اگر سبذ عیسوی میں ان کتابوں کا سہہ تصنیف  
 معلوم کرنا ہو تو وہ بھی تو کم کی مدد سے ممکن ہے:

تصنیفات و تالیفات واجد علی شاہ = ترتیب بلحاظ زمانہ تصنیف

| شمار کتاب کا      | تصنیف زبان     | صفت حسن کیفیت      | مقالہ کا صفحہ |
|-------------------|----------------|--------------------|---------------|
| ۱: امانت عشق      | ۱۷۵۵ء اردو     | دستخط شہنوی        | ۱۱۳           |
| ۲: دریا عشق       | ۱۷۵۶ء اردو     | دستخط شہنوی        | ۱۱۴           |
| ۳: کمر الفت       | ۱۷۵۶ء اردو     | دستخط شہنوی        | ۱۲۲           |
| ۴: گلستہ کاشان    | ۱۷۵۵-۵۶ء اردو  | دیوان غزلیات       | ۱۲۵           |
| ۵: عشق نامہ فارسی | ۱۷۶۳-۶۵ء فارسی | خودنوشت سوانح      | ۱۲۷           |
| ۶: حبیب چیدی      | ۱۷۶۵ء اردو     | مغابی شہنوی        | ۱۳۲           |
| ۷: عشق نامہ منظوم | ۱۷۶۶ء اردو     | شہنوی سوانح        | ۱۳۵           |
| ۸: مجموعہ تاجید   | ۱۷۶۶-۶۷ء فارسی | لکھنؤ کشتکول       | ۱۳۶           |
| ۹: ہر پائیت       | ۱۷۶۷-۶۸ء فارسی | مجموعہ مسائل فقہ   | ۱۵۰           |
| ۱۰: صورت اللہبارک | ۱۷۶۷ء فارسی    | اصول موسیقی        | ۱۵۳           |
| ۱۱: سخن شریف      | ۱۷۵۸-۶۷ء اردو  | دیوان غزلیات       | ۱۵۹           |
| ۱۲: در شکر خاقانی | ۱۷۶۸-۶۹ء اردو  | علم عروض           | ۱۶۳           |
| ۱۳: جواب بربک     | ۱۷۷۳ء اردو     | مطالعات تمدنی اردو | ۱۶۹           |

ملاحظہ ہو کہ اردو کتابیں ہیں جو مطلع مطالعاتی نہ شائع کیا۔ عشق نامہ منظوم کا سبب  
 نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ جواب بربک، فصاح آخری بحر مختلف، تاریخ متنازعہ، تاریخ  
 مذہب احمد تاریخ ہند کو دوسرے لوگوں نے شائع کیا۔

|     |               |                         |             |                             |
|-----|---------------|-------------------------|-------------|-----------------------------|
| ۱۴۱ | مطبوعه        | آرژو دیوان غزلیات       | ۵۷۵۵۷۳      | ۱۴: دیوان الوه مبارک        |
| ۱۴۲ | مطبوعه        | آرژو کلیات نظم          | ۵۷۵۵۷۴      | ۱۵: کلیات سوم               |
| ۱۴۳ | مطبوعه        | آرژو مثنوی - سوانح      | ۵۷۵۷۳       | ۱۶: مثنوی آخری              |
| ۱۸۱ | مطبوعه        | آرژو منظوم سوانح        | ۵۷۵۷۵       | ۱۷: بحر خلت                 |
| ۱۸۲ | مطبوعه        | آرژو آداب مجلس          | ۵۷۵۷۵       | ۱۸: نصاب آخری               |
| ۱۸۳ | مطبوعه        | آرژو خطوط کاجور         | ۵۷۵۷۵-۵۷۵۷۶ | ۱۹: آثار پنجده تب           |
| ۱۹۷ | مطبوعه        | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۷۶-۵۷۵۷۷ | ۲۰: تاریخ ممتاز             |
| ۲۰۲ | مطبوعه        | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۷۷       | ۲۱: تاریخ غفر               |
| ۲۰۷ | خطوط          | آرژو خطوط کاجور         | ۵۷۵۷۷-۵۷۵۷۸ | ۲۲: تاریخ غفر               |
| ۲۱۵ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۷۸-۵۷۵۷۹ | ۲۳: تاریخ بدر               |
| ۲۲۳ | خطوط          | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۷۹-۵۷۵۸۰ | ۲۴: تاریخ زرق               |
| ۲۲۶ | خطوط          | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۰-۵۷۵۸۱ | ۲۵: تاریخ بشیدی             |
| ۲۵۵ | خطوط / مطبوعه | آرژو کلیات نظم          | ۵۷۵۸۱-۵۷۵۸۲ | ۲۶: ایضاً فیض               |
| ۲۶۱ | مطبوعه        | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۲       | ۲۷: کلیات آخری              |
| ۲۶۸ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۲-۵۷۵۸۳ | ۲۸: قمر مضمون               |
| ۲۷۲ | مطبوعه        | آرژو مجموع نظم          | ۵۷۵۸۳-۵۷۵۸۴ | ۲۹: تاریخ                   |
| ۲۷۸ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۴       | ۳۰: صحیفه سلطانی            |
| ۲۸۲ | مطبوعه        | آرژو کلیات نظم          | ۵۷۵۸۴-۵۷۵۸۵ | ۳۱: نظم سوم                 |
| ۲۸۶ | مطبوعه        | آرژو ایضاً (نموده ساری) | ۵۷۵۸۵-۵۷۵۸۶ | ۳۲: ایکان                   |
| ۲۹۰ | مطبوعه        | آرژو مجموع نظم          | ۵۷۵۸۶       | ۳۳: مداین                   |
| ۲۹۳ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۶-۵۷۵۸۷ | ۳۴: مهابت بین النفس و العقل |
| ۲۹۹ | مطبوعه        | آرژو مثنوی              | ۵۷۵۸۷       | ۳۵: مجموع عروض              |
| ۳۰۳ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۷-۵۷۵۸۸ | ۳۶: مثنوی                   |
| ۳۰۷ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۸-۵۷۵۸۹ | ۳۷: مثنوی آخری              |
| ۳۱۱ | خطوط / مطبوعه | آرژو ایضاً              | ۵۷۵۸۹-۵۷۵۹۰ | ۳۸: مثنوی آخری              |
| ۳۱۶ | مطبوعه        | آرژو مثنوی              | ۵۷۵۹۰-۵۷۵۹۱ | ۳۹: مثنوی آخری              |



- ۲۹: توشہ آخرت ۱۹۷۹ء اگرو مجموعہ نثرانی مطبوعہ قتلہ ۲۲۰  
 ۳۰: ریاض الصغیٰ توشہ آخرت کا انتخاب مطبوعہ ۲۳۰  
 ۳۱: ریاض القلوب ۱۹۷۹ء اگرو قصص انبیاء مطبوعہ قتلہ ۲۳۲  
 ۳۲: ثبات القلوب ۱۹۷۹ء اگرو غزلی شہنوی (دو جلدیں) مطبوعہ ۲۳۵

مندرجہ بالا یا ایس تصنیفات مابعد علی شاہ کی تصنیف ان کے معتبر قلمی یا مطبوعہ نسخوں کے معنی شاہ کے بعد درج کی گئی ہے۔ خود جن دو کتابوں سمیت ممتاز اور تانتیغ مذہب کا اصل نسخہ دستیاب نہ ہو سکا ان کا ذکر ایسے معقول اسناد کے ساتھ ملتا ہے کہ ان پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ انھوں کے نام مجموعے سنہ ۱۹۷۹ء میں مرتب ہوئے۔ ان کو قبل یا بعد رکھنے میں اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ ایک فرد کے مجموعے ایک ساتھ رکھے جائیں اور جس کی ابتدا قبل ہوئی ہو وہ قبل درج کیا جائے۔ مابعد علی شاہ کی چند تصنیفات کا ذکر مشیزہ کردوں میں ملتا ہے لیکن ان کی کوئی جگہ ہر ماہ رسالت میں دستیاب نہ ہو سکی۔ کچھ کتابیں غلط منسوب ہو گئی ہیں۔ کلام کا کچھ حصہ زیر درجہ ہونے کے ساتھ غرضت بھی ہے۔ ان جزئیات پر نظر ڈالنے سے پیشتر ضروری ہے کہ ان کتابوں کی کتابیاتی تفصیل درج کردی جلتے جن کے نام گناے گئے :-

### کتابیاتی تفصیل اور تعلیقات

#### افسانہ عشق

مخطوط: مملوکہ کتب خانہ نواب سادر جنگ مرحوم حیدر آباد۔

|       |      |         |       |       |       |       |          |
|-------|------|---------|-------|-------|-------|-------|----------|
| تصنیف | زبان | صنف     | نسخ   | کتابت | تقطیع | ضمائم | مسطر     |
| ۱۹۷۵ء | اردو | داستانی | شہنوی | ۱۹۲۲ء | ۱۹۲۴ء | ۲۸۹   | سات سطری |

آغاز ص ۲

کردوں محمد اللہ میں تر ز بان لوتی کہ ہے توصیف میں ہر زبان

دہوں صوف قحید وار ضعیف  
یہ تیغ زبان کہے جو ہر ضعیف  
نیچوں حد پر ہوتا ہے شوق  
کہے مہرجان دل میں دیر کا شوق  
۱۷۰

ہاں نظم کا سلسلہ اب تمام  
بخوبی ہوئی دشمنی سب تمام  
زبیں نظم میں ٹکڑے بڑے  
رقم ہے ہمارے گویا لڑی  
ہر ایک بیت جنت کا ہے انجمن  
ہر ایک مصرعہ تہ ہے سوچ حسن  
کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں دشمنی کے نام کے علاوہ تین باتوں کا ذکر نہیں  
ہے بلکہ

وہ فہرست میں کاغذ کو یہی بتایا گیا ہے۔ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ جرق ۱۳۱ تک  
اٹھ مائنت کے رنگ کا غیر ملکی عہد دیر کاغذ ہے۔ طبعیہ پر حین طرف خوشنما سب کا  
کابل اور چند اور اوراق پر کوہ پڑکی خوب ہے۔ جو حین کے کتا ہے تیرا مکان رکھ برہم بجا ہوا  
گیلا ہے۔ یہ نقش و نگار نہایت حسین اور غیر ملکی ماہرین اور من کا شاہکار ہیں۔ قطع طے  
کا بعد سازی میں حاشیہ کا یہ سفر حشر کثافت میں نکل گیا۔ کہیں کہیں جہاں یہ نقش و منظر  
تک آگیا ہے اس کے آگے پائے گئے۔ اچھے چھٹے نقش کے درمیان قابلاً ادا ہوئی ران  
کی کچھ عادتیں ہیں جو کسی رئیس کے تہذیب و ریاست کی نشان دہی کرتی ہیں۔ آخری صفحہ کا  
کاغذ مختلف ہے بلکہ خطای خوش نویس کا ہے جس نے شروع کے ورق دکھ گئے تھے۔  
(ب) قطع کے بارہویں ورق سے ہر تیرے سفر کے بعد ادا کا سلسلہ شروع ہوا ہے  
جو بتدریج ایک ایک کے اختلاف سے بڑھتا ہوا آخری ورق تک پہنچا ہے۔  
پہلا ورق ۱۷۰ اور آخری ۱۸۱ ہے۔ یہ تمام حد کتابت کی روشنائی میں کاتبوں کے اہلکار پر  
تکلیف کش کر گئے ہیں۔ بلاشبہ اس امر کا اثر ہے کہ اس نسخے کو ملنے کے بعد کہیں

۱۔ کتب خانہ غلاب شاہ جہانگ روہ کی آڈیو فلم کی کتابت کی فہرست میں ۱۳۱-۱۷۰۔  
۲۔ فہرست کے ترتیب سے اپنے مضمون طہرہ نیا اور ماہنامہ کھنڈن شاعر مئی ۱۹۵۹ء میں ۱۳۲  
میں کاغذ کی بہت تصحیح کی کہ عہد دیر کاغذ ہے لیکن ان میں ہاتھوں ہاتھوں میں بھی  
غیر اہلکار دیا۔

میں چاہئے کہ یہ کتاب ہی ہوئی ہے۔ بطریق سلطان کا چھپا ہوا نسخہ صرف سو سوڑی ہے  
 اہل ان اعداد سے مطاعت رکھتا ہے۔ مگر حذف اور اضافے کے یہ جو باتیں خطوط  
 میں ہیں مطبوعہ نسخہ میں ان کی پابندی کی گئی ہے۔ خطوط میں بارہویں ورق سے  
 داستان کی ابتدا ہوئی ہے۔ اس ورق سے قبل ان کیرول کا پاپا جان فاسٹا اس  
 سبب سے ہے کہ ورق اسے ایک حمد، نعت، عقبت اور بادشاہ کے خود نوشت  
 حالات ہیں۔ ان پر کیرول کچھنا سمئے ادب تھا۔ بادشاہ نے اپنے مسودوں میں خود  
 بھی اس طرح کے غزلے یادگار چھوڑے ہیں۔ کاتب بادشاہ کے مزاج سے غالباً  
 اچھی واقفیت رکھتا تھا۔

(ج) خطوط خوش نویس کے قلم سے ہے۔ خطوط میں جگہ جگہ سادے سطروں پر خط  
 شکست میں لکھی ہوئی عبارتیں بھی خوش نویس یا مصدق کے قلم سے ہیں لیکن  
 حاشیے پر اشعار کا اضافہ اور الفاظ میں رد و بدلہ یہ کس کے قلم سے ہے؟ آثار و قرائن  
 سے یہ خود بادشاہ کا قلم ہے۔ اول اس لیے کہ یہ "عاص شامی کتب خانہ کا نسخہ"  
 ہے۔ اس پر کسی دوسرے کو غم چلانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ دوم اس لیے کہ یہ بادشاہ  
 کا کلام ہے۔ اس پر یا اس قدر نظر ٹال کرے یا خود مصنف۔ استاد اصلاح دینا فر  
 قلم میں دیتا۔ نثر میں چنداں خصوصیت نہ تھی۔ اگر نثر میں تبدیلی ضروری تھی تو نظم کے  
 اور لکھی شمار اس سے زیادہ توجہ کے مستحق تھے۔ پہلیوں کو دیکھا جاتا۔ ان تمام باتوں  
 کے پیش نظر یہ قیود اندر ناغذا نہ ہو گا کہ چونکہ خود مصنف نے اسے اشاعت کی  
 غرض سے دیکھا ہے اس لیے نہ صرف مثنویوں میں تبدیلیاں کی ہیں بلکہ کہیں کہیں  
 اشعار میں حذف اور اضافہ کیا ہے۔ سوم خط بھی بادشاہ کے خط سے مشابہ ہے اور

۱۔ مباحثہ میں بعض مدعیوں کے مسودے کی کتابیاتی تفصیل ملاحظہ ہو۔

۲۔ کتب خانہ غلاب سطور جنگ عروم کی اردو لکھی کتابوں کی وصاحتی بہرست میں ہے۔ غیر مستحکم  
 مرتبہ لپانے مضمون مطبوعہ نیا اور زمانہ نامہ کھنڈ، شہزادہ مئی ۱۹۵۹ء ص ۲۰۴ میں  
 اپنے بیسیان کو در معلوم کیرول متاہ پیر بھی پیش کیا ہے؟ ممکن ہے کہ یہ ہی کتب خانہ  
 کے لیے لکھا گیا ہو؟

اصلاح میں صفائی کا خیال انھیں دیکھنے کے طریقہ کار سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ  
خطوط کے درمیانی پر ڈھیلے صفحے کے قریب جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ خوش مزاج  
نے اس کی صفائی بھی لکھا ہے:

”صاحب الکلم حضرت سلطان عالم سفیدی گزاشتہ شدہ بود....“  
خطاب کے اس آواز سے معلوم ہوا کہ اس وقت واجد علی شاہ تخت نشین ہو چکے تھے اور  
یہ خطوط ۱۰۳۵ھ یا اس کے بعد کا ہے۔ خطوط کے اس شعرا

کیساق حق نے سلطان عالم کے خطاب کے کب سے کب سے بیان عالم کے  
سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ کلام بھی تخت نشین ہونے کے بعد کا ہے۔ ہاں صفت  
اس شہادت کے عشق نامہ منظوم کی آٹھویں داستان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اس  
نصف میں کہی گئی جب واجد علی شاہ ولی عہد بھی آہیں اچھڑاتے تھے۔ داستان مذکور  
میں اپنے ایک عشق کو شاعری کا محرک ہند بہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

|                               |                             |
|-------------------------------|-----------------------------|
| غرض تھی یہ جب خود مصیبت       | بریں عمر کا تب تھا اشک اڑاں |
| اس قدر دل میں جو عشق الم      | کہ انھا را گشتے بنا بھر خم  |
| اسی خم میں تھا شاعری کا مزہ   | کہ جو کہ کب عاشقانہ کب      |
| بہ با اثر ہو گیا              | ہر اک بیت پر خون جگر ہو گیا |
| وہ دردت رشتہ گو جسم ناز       | سے سیکڑوں گویا ہر آب و ہوا  |
| جو ہیں مثنوی، شعر و رنگین ہیں | جو دیوانہ ہیں تو وہ مین ہیں |
| نہاں صد تھا کہ نزد ہو گیا     | وہ غم رفتہ رفتہ جنوں ہو گیا |

۱۰ اردی قعدہ ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء سے واجد علی شاہ کی عمر کا انھارواں برس شروع ہوتا ہے  
اور اس طرح بات طے ہو جاتی ہے کہ تین عشق نامہ مثنویاں جن میں یہ مثنوی بھی شامل  
ہے اس تاریخ سے پہلے نہ کہی گئی ہوں گی۔ بلکہ یہ امر کہ تین مثنویوں میں پہلی مثنوی

سلطہ۔ واجد علی شاہ کی قریباً اصلاح کے طریقہ پر کسی باب کی آخری دو فصلوں میں راقم ہفتہ  
نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ راقم متاثر نگاہ کے علم میں واجد علی شاہ کی تحریر کا یہ  
قدیم ترین نمونہ ہے۔

ہے، اسی لئے کی واقعی شہادت سے علوم ہو رہے ہیں۔

|                                 |                               |
|---------------------------------|-------------------------------|
| غرض میرے دل میں ہے آیا خبیال    | کہ کچھ شعر مرزا کوں حسب حال   |
| کہ اشعار شتیہ مرزوں کے          | پڑھا ان کو فی الجہل آدنہ سے   |
| من یار خان شاعر انتخاب          | کہ ہے شعر کا علم عیب و صواب   |
| بجہر یوں ہے وہ کہ بہر خوا       | یہ اشعار پھر آپ پر بھیجے ذرا  |
| بشعرب حسب و حال کے ہر حسب شعر   | بہت مشکل لکھنا ہے یہ سر       |
| کے شاد ہو شوی جاں فرا           | سے نام نائی کا جس سے پتا      |
| ہرک شوی حسن بھول جاے            | غلا کہ اس کے حضور میں پکا     |
| کہا میں نے کیا کہتے ہو اسے جناب | کہاں تک کہ بنی ظلم کا یہ عذاب |
| وعدتے لگے مجھ کو قیس کمال       | کہا کیجیے طنزی کا خبیال       |
| مگر میں نے صاف لال سے بیکہ دیا  | مجھے کچھ سبب ہیں تقسم کا      |
| یہ بحر طبیعت نے لانا تھا جوش    | اسی وجہ سے میں یہ سلا تھا جوش |
| حسن میں یہ کہتے ہی چپ ہو رہا    | مگر نظم کا حسب حال مجھ کو رہا |

مندرجہ بالا اشعار سے معلوم ہوا کہ شہزادہ محمد علی شاہ کے جواب اور اسی بحر میں حسن یا مفضل کی ترکیب سے بادشاہ کا شعری نگاری کا شوق پیدا ہوا۔ واقعی ترکیب کے بے اساس شہزادہ میں بھی اسی عشق کی طرف اشارہ ہے جس کا عشق نامہ میں ذکر کیا تھا:

|                               |                                  |
|-------------------------------|----------------------------------|
| انہیں رفتوں کہ طرہا ہوا       | کہ دل پر محبت کا سد مہا ہوا      |
| جوا نکڑے نکڑے دل لانا صبور    | یہ سہیل ہوا سنگو الفت سے ہر      |
| اسی دمن میں یہ تھہر کہنے لگا  | بگو خون جو ہم کے سہنے لگا        |
| جب اس شہزادی کو کہہا مستی شاک | ہوتی چند دن میں آخر شاک          |
| کہوں ایک جزو اس کا دمن تھا    | کروں ختم جلدی کا منظور تھا       |
| بہلا نظم کرنے کا کب ہے یہ درد | کہاں مطلب دیا بس یہ جلدی میں خور |

کوئی نہ مثنوی شاعر ایک سال کے اندر میں مثنویاں کہے توان میں رطب و یابس کا پایا ہوا ضروری ہے اس لیے یہ جن ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے ان تینوں شہزادوں پر نظر ثانی کی احاطہ کے تحت میں بہت کچھ اور زبان میں بہت زیادہ تبدیلیاں

کھینچے جو ہے چند ایسے مثلاً کا اضافہ بھی کیا جن سے کلام از مدثر شاہی کا کلام مطہر ہونے لگا۔  
افسارہ عشق کا زیر بحث غلطوای ظرائفی کے بعد مرتب ہوا ہو گا۔ غلطوایکھے جاننے کے بعد  
غائب اس کے شائع کئے وقت، بادشاہ پھر اس طرف متوجہ ہوئے اور اس دفعہ جو تبدیلیاں  
کی گئیں غلطوای اور مطہرہ نسخے کی مدد سے ان کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔ بغور نو نہ چند  
مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱۱) ہر اک کھٹ لگا تھا بواہر زنگار ہر اک پردے میں لعل دگر ہر کاپر  
غلطی میں اک طرح تھا دروق ۱۷۔ ب کا کاپر کے لیے "ہزار" حاشیے پر لکھا گیا بطور  
نسخے (ص ۱۷) میں دوسرا مصرع اصلاح کے مطابق ہے:

ہر اک پردے میں لعل دگر ہر کاپر  
(۱۲) ہر اک سو پر خوشبو تھی مہسکی چوٹی کہ غنچوں نے سو تھی نہ ہر گی کہی  
غلطی میں دوسرے مصرعے کے لیے نشان دے کر حاشیے پر لکھا ہے۔ سہماست پھر  
تھی مہسکی چوٹی (دوق ۲۷۔ ب) بطور نسخے (ص ۲۷) میں بھی بدلنا ہوا مصرع ہے۔  
سہماست پھر تھی مہسکی چوٹی

(۱۳) ہر اک قسم کا ساتھ ہوا ہوا اور رسم جو تھی کا سدا ہوا  
"رسم" کے لیے "طہ" حاشیے پر لکھا گیا غلطوای (دوق ۲۸۔ ب) بطور نسخے میں (صفحہ ۲۸)  
دوسرا مصرع اصلاح کے مطابق ہے:

ادا غنچہ چو تھی کا سدا ہوا

(۱۴) ہر اک بیت جنت کا ہے انجمن ہر اک مصرعے سے سرور من  
غلطی کا یہ آخری شعر تھا جس کے بعد "تمت" یا غیر سرخ روشنائی سے لکھا تھا  
شاعر نے اختتام کا ہے ملنی کو محسوس کئے ہوئے حاشیے پر دو اشعار کا اضافہ کیا،  
ہر اک نصفہ گل ہے بلا گشتگو مسکنی انفاذ میں گل کی ہو  
رہے اس کا نام و نشان حشر تک ہر مطہرہ طبع جہاں حشر تک  
غلطوای اور مطہرہ نسخہ دونوں دراصل یہیں پر تمام ہوئے اور

مطبوعہ : بہ مطبع سلطانی (مکتوبہ) خانہ زاد علی طبع شدہ (بار دوم)

تصنیف زبان صنف سخن کتب قطع ضخامت مطبع  
۱۲۵۵ھ آئند داستان شری ۱۲۴۳ھ ۲۱x۲۸ ۱۵۲ ورق ۳۳ صفحہ

مفاتیح کا شمار ہندی ہے۔ دوسرے اور تیسے صفحہ پر منتقل لوح اور جدول اور تیسے صفحہ کی لوح میں وابد علی شاہ کا تھخانے ریاست ہے۔ صفحہ ۲۰۱ تک مشغول ہے۔ آخری صفحہ سارہ ہے اس کے بعد ایک ورق کا صحت نامہ لکھا ہے جس میں ۳۳ غلیوں کی جمع کے لیے صفحہ آخر کے شانہ سے درج ہیں۔ صحت نامہ کا ورق جو ایک رخا چھاپا ہے اکثر نظروں میں نہیں ہے۔ سوت، ہل، بولوں سے مزین ہے۔ مصنف کا نام "ابوالنور سکندر بہادر شاہ عادل خیر بن سلطان عالم" جمع دیگر نقاب حد سطروں میں لکھا ہے۔ اگر اس مشغول کی ایک چھاپ اس سے پہلے بھی نکل چکی تھی تو یہ دوسری چھاپ ہے۔

اس مشغول میں تقریباً تین ہزار آٹھ سو شعر ہیں۔ قدیم خیالی داستانوں کے طرز پر اس مشغول میں بھی ایک لطیف داستان ظلم کی گئی ہے۔

کسی جگہ میں تھا کوئی غمراہ کہ تھا اس ملک جید سہم ہے شمار

سے فرسٹ جگر ہیرو کی پسند آتش، اس کی تعلیم قرینہ اس کی جوان، جوانی میں ایک مسند کی تصویر دیکھ کر اس پر حافل ہوا اور اگر ہر مقصود کی تلاش میں نکلتا، راہ عشق کی مشغول دیہوں سے جنگ، پریشانی کی لہاواں آواز کار کا سپاہ ہاروا واپسی، یہ اس مشغول کے غزلان جزو ہیں۔ ہیرو کا نام سادہ پیکار ہیروین کا معنی ہے۔ سرخشاں غازی نثر میں اس کا اسلوب رنگین ہے۔

۱۔ ادراکات اور اس کے کتب خانے کا نسخہ صحت نامے کے ساتھ مل گیا ہے۔

۲۔ مکتوبہ کاشی اسٹیج ص ۱۳۲۔

۳۔ بیت مسند کے ادبیات اظہار کے حدود بادشاہ کی تمام اردو مشغولوں میں سرخیل فارسی میں ہیں۔

## دریائے عشق

مطبوعہ: ہاتھام خانہ زاد قدیم مدد علی طبع شدہ مطبع سلطان الکتب ہاروم

|       |      |               |      |       |          |      |
|-------|------|---------------|------|-------|----------|------|
| تصنیف | زبان | صنعت سخن      | طاعت | تخلیج | نفاخت    | سطر  |
| ۵۹۵۹  | اردو | داستانی مثنوی | ۵۹۵۹ | ۱۹x۱۹ | ۱۱۶ عددی | ۵۹۵۹ |

آغاز ص ۲

|                                |                              |
|--------------------------------|------------------------------|
| کرنا ہوں میں حمد اسو خدا کی    | جس نے ہستی کی یہ بنا کی      |
| عادت ہیں سب کی قدیم ہے وہ      | بہ علم ہیں سب عظیم ہے وہ     |
| نورست کی کچھ اس کے ہیں بوب رنگ | انسان تو کیا ملک ہیں یاں رنگ |
| گہر گل میں ہے گاہ خار میں ہے   | گہر سنگ میں گہر قرار میں ہے  |

اختتام ص ۱۳۳

|                            |                            |
|----------------------------|----------------------------|
| کیا شکر ادا ہو تیسرا ہم سے | ایسے ہے یہ ترسے کرم سے     |
| رکعت چھ کر سدا بہ اقبال    | دشمن سے میرا رخسار و پامال |
| ہر دم مجھے بامراد رکھنا    | دل کو چکر شاد شاد رکھنا    |
| تا بندہ رہے یہ خیم شای     | قبضہ میں چور سے تابا ہی    |

صفحات کا شمار سو فیصد ہے صفحہ ۱۳۳ کی زیر صریح سطر آفری شعر کے فرما بعد  
 "ترتہ کلام الملک ملک الکلام" ایک سطر میں لکھا ہے۔ اس مثنوی کے جتنے نسخے نظر آئے  
 ان میں سے کسی میں بھی اس کے بعد نہ صحت ہم سے اور نہ کوئی نکتہ تاریخی یا مادہ درج ہے۔  
 ممکن ہے مطبوعہ نسخہ جس پر تمام ہو گیا ہو اسے افسانہ عشق کے مقابلے میں سو فیصد اور صفحہ  
 ۲ اور ۳ پر اہل بوسے بدلے ہوئے ہیں لیکن اندازاً اسی کے صفحات کا سا ہے سو فیصد کی پیشانی  
 پر دو سطر اول میں بادشاہ کا نام مع القاب درج ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نسخہ  
 سال جویں ۱۱۳۳ھ یا اس کے بعد لکھا ہے اس نسخے کے بعض شمارے سے کلام بھی رانہ

سے اس حد تک ملے ہوئے اس آف اندازہ رکھتا ہے کہ کتب خانے میں ہے۔



شای کا سلوم ہوتا ہے لیکن جیسا کہ انسانہ عشق کے ذیل میں درج ہوا، یہ خیال بس اسی حد تک درست ہے کہ چند اشعار کا اضافہ تحت نشینی کے ہوتا اور غالباً کہ ترجمہ و تفسیح بھی کیا گئے ہوں۔ سالوں سے قبل شائع ہوا تھا اور ایک نئی کتب خانے میں موجود ہے۔ سلسلہ اس میں پیشا وہ اشعار نہ ہوں گے جن سے شغری زبانہ شای کا کام سلوم ہوتا ہے۔  
 شغری کی ترتیب کے ہوتے میں کسی سطح کی گمانیں ہیں کہ یہ ہلو شاہ کی دوسری شغری ہے اور پہلی شغری کی طرح یہ دوسری شغری بھی فرائض پر لکھی گئی ہے۔

|                              |                               |
|------------------------------|-------------------------------|
| کب روز سے مع کچھ پرندہ       | بند غم ورنے سے نئے آزاد       |
| کچھ شعور و سخن کا شغلہ تھا   | دل میں بھی عجیب دلوں تھا      |
| اس وقت بلائیں میری نے کر     | کہنے لگی ایک ماہ پیسہ کر      |
| اپنے سے پیار سے جان عالم     | قراں تھا دے جان عالم          |
| کب شغری ہم کو اور کہند       | دنیا میں نہیں ہے تم ساتو تنگو |
| قبل اس ت جو شغری کہی ہے      | وہ عشق سے سب بھری ہوئی ہے     |
| افسانہ عشق اس کا ہے نام      | آغاز بھی خوب اور انجام        |
| پر یوں کے وہ وقتہ برز باں ہے | غریبان جہاں کے حزن چلے ہے     |
| اس میں بھی ہر طرز کا افتادہ  | مقبول کرنے سے جسے زمانہ       |
| کی میں نے ہزاران سے نکھار    | کچھ پیشیں ہیں مگر نہ انکار    |
| پھر کتنی جو شش پر طبیعت      | اسٹادم فکر بحر جودت           |
| چیزی پر داستان پڑ درد        | پھر کے جسے سن کے سب رہا جو    |
| اکیسویں روز پایا انجام       | دریائے عشق اس کا ہے نام       |

دریائے عشق میں اشعار کی تعداد تقریباً تین ہزار ہے۔ افسانہ عشق کی بہ نسبت کم شعر کہنے اور زیادہ وقت لینے کا سبب غالباً یہ کہ اس کا پانچویں قسط چھپا ہے۔  
 کہتے ہیں یہ خبریں ذیلہ ایک شہر میں ایک تھا شہنشاہ  
 سے اس داستان کی ابتدا ہوئی ہے۔ اس شہنشاہ کی کوئی اولاد نہ تھی، اس کا وزیر بھی اولاد

تھا، دونوں کے یہاں بڑی منت مرادوں سے اولاد ہوئی، بادشاہ کے یہاں لڑکی وزیر کے یہاں لڑکا، شہزادی کا نام غزالہ اور وزیر زادے کا مغل پیر بن ہے، سنہ تین سو پچھتر کے بعد شہزادی ملک فتن کے شہزادے مامد پر عاشق ہو گئی، دوسری طرف مغل پری نامی ایک پری ماہ رو پر فریبت تھی اور اسے قید کر رکھا تھا، ماہ رو غزالہ سے محبت کرتا تھا لیکن قید کی سختیوں سے بھرتھا، اسی درمیان غزالہ کی مرضی کے خلاف کسی شہزادے سے اس کی نسبت قرار پائی لیکن شاہ جن شہزادی کو شادی کی غفل سے اٹھائے گئے اور ماہ رو اور غزالہ کو ایک دوسرے سے ملا دیا۔ اور مغل پری کو جب خبر ملی کہ جنوں کا بادشاہ اس کے قید کی کو بھڑکے گا تو وہ فریبت کر مٹاؤں ہوئی، دیوؤں اور جنوں کی ڈائی میں جن فتح یاب ہوئے، شکست خوردہ اور محبت میں ناکام مغل پری نے جب خودکشی کا ارادہ کیا تو غزالہ کو اس پر رحم آگیا، غزالہ کی سفارش سے آخر کار ماہ رو مغل پری سے بیاہر چلنے پر راضی ہو گیا اور پہلے غزالہ اور پھر مغل پری سے اس کی شادی ہوئی غزالہ وہ ماہ رو کے والدین اس انجام سے بہت خوش ہوئے اور ان کی خوشیوں میں اضافہ کرنے کے لیے کچھ دلوں بعد ایک چاند سے بچے کا بھی اضافہ ہو گیا۔ اضافہ عشق میں صرف عشق کی نیرنگیاں تھیں اس داستان میں رشک، حسد اور ایثار کے عنصر داخل کر کے شاعر نے داستان کو کچھ زیادہ دلچسپ بنوا دیا ہے۔

## مکملت

مطبوعہ: باتما خانہ زادہ علی طبع شد (مطبع سلطانی، لکھنؤ)۔ بار دوم

|       |         |            |       |       |       |     |
|-------|---------|------------|-------|-------|-------|-----|
| تصنیف | زبان    | صنف سخن    | طباعت | تقطیع | ضمانت | مسل |
| ۱۳۵۹ھ | انگریزی | داستان عشق | ۱۲۳   | ۲۹x۱۹ | ۱۹۱۷ء | ۳۳  |

آغاز ص ۲

اے قلم حسد اس خدا کی کہ جس نے پیدا کیے ہیں جس کو

ہر کو اکب کی اس سے زریں ہے      روشنی فلک ماہ و پروں ہے  
سر کے بھل پل کہ جا ادب کی ہے      جھڑکے کی جایہ سب کہ ہے

احسان ص ۳۳۶

گردش ہر ستارہ ہے جب تک      برج بارہ میں یہ برے طک  
جاہ و عشرت زیادہ جو اور لوح      سبے پار سب سدا ہر لوح  
بڑے ہر وقت لوح جاہ و سیاہ      تاقیامت صہ ہے دو لست و طہ

مذوق، ص ۱۰۷، ص ۳۲ پر طغی و نگہ اور لوح و دھول کا تمام شکل پہلی دو  
شویوں کے ہے ص ۳۲۳ تک شوی ہے۔ پشت کا ص ۳۲۳ ص ۳۲۳ سادہ ہے  
اس کے بعد ایک ورق کے دونوں صفوں پر ہر کسی سرخی کے ۱۵ خطوں کا صحت ہر  
ہے لیکن یہ صحت نام صرف ایک صف میں پایا گیا ہے اس کا خط بھی دیباچہ پاکیزہ  
ہے جیسا اصل شوی کی کتابت کا بلوئی کے چند نئے شروع سے آخر تک ہلکے  
پیلے رنگ کے کا پرچی اور جدید میں کچھ ورق پیلے رنگ کے اور کچھ سیدھی سرخ کے کا  
میں بادشاہ کی تصویر میں بھی کوئی تصویر ہے اور تصویر کے اوپر ایک سطر میں:

”تصویر بادشاہ تصیف ہا سلطان، بن سلطان حاکم ابن، حاکم انھماں ہا سلطان“

تصویر کے نیچے - سلطان اظہار کی مہر بصورت دائرہ خط طوری میں اور اس کے نیچے دو  
سطر میں شوی اور مصنف کا نام مع القاب درج ہے۔ ص ۱۰۷، ایک سرخوں کا تباہ  
سرخ روشنائی سے لکھی ہیں اس کے بعد سے کس بھی ہوئی سرخی ہے اور کس لکھی ہوئی۔  
مورخ کی عبارت اور شوی کے بعض اشعار سے پھر دی خط لکھی پیدا ہوئی ہے کہ  
ہر حرف شوی کی اشاعت ملے اس کی تصیف بھی ساتھ شای سے متن رنگتی ہے۔ لیکن  
اس شوی کا بھی ایک نمونہ ایسا موجود ہے جسے جوم ہارٹ نے، پی ٹریٹ میں تقریباً ۱۸۷۰ء  
یعنی قریب شہسوی سے تین برس پہلے کا بتایا ہے اور جسے شوی کے نام کے ”شوی مہر  
پرورد اور ماہ پروں“ لکھا ہے۔ مہر پرورد اور ماہ پروں اسی شوی کے ہیرا اور میردوں کے

۱۔ مہر پرورد، مہر پرورد کا نسخہ اور ماہ و ظلم ص ۱۰۷، صحت کے ساتھ منسلک ہے۔

۲۔ مہر پرورد، مہر پرورد کی شہسوی کی نہرست مطبوعات ہندوستانی، کالم ۲۵۷۔

ہم ہیں۔ مثنوی و بحالے اس ناکہ و سوجھ کے طعن مثنوی کے اس شعر میں بھی موجود ہے۔<sup>۱</sup>

بحرِ صفت ہوا بحرِ نام اس کا مشعل جدا ہوا کلام اس کا  
مثنوی کو اس کے ہیرو اور ہیروئن کے نام سے یاد کرنا دلالت کرتا ہے کہ برٹش میوزیم  
کا نسخہ غالباً اس مثنوی کا وہ ایڈیشن ہے جو نظر ثانی سے پہلے شائع ہوا۔<sup>۲</sup>  
برخلاف پہلی دو مشوریوں کے یہ مثنوی بادشاہ نے اپنی طبیعت سے کہی اور کم و بیش  
اسی زمانے میں کہی جب افغانہ معشوق اور دریائے حشک بھی تھیں۔ سبب تالیف کے  
بیان میں ایک نذر و انداز مافیائے کے بعد لکھے ہیں۔

|                            |                              |
|----------------------------|------------------------------|
| نفسہ سحر چلو جو جی چاہ     | سن لو ان لوگوں کو جو جی چاہے |
| اختر خوش بیاں ہے وارو؛     | بہت اس وقت سے نکلتا راغ      |
| مازم داسن سرائی ہے         | ابھی کچھ کچھ طبیعت آئی ہے    |
| سہ کیف شہاب ہونے دو        | اک تو ابے عبا اب ہونے دو     |
| پھر و باد بیاں بیاں سننا   | نشہ میں ان ترانیاں سننا      |
| اختر خوش بیاں ہے نام اس کا | نفسہ پرائیاں ہے کام اس کا    |

|                            |                              |
|----------------------------|------------------------------|
| بٹے ہیں بے مثال آلوداں     | جانتے ہیں تجھے وہ سحر بیانی  |
| ظہر ہے نری وہ یکنا ہے      | نعت آرد وے سنی ہے            |
| سننے والے ہیں سب طبیعت وار | دل چیلے ہیں تجھ سے گما دوچار |
| شکل بسل دلوں کو پھر نکالے  | آتش عشق در سحر کا ہے         |

کلام کی خوبصورتی کے لحاظ سے بھی یہ مثنوی پہلی دو مشوریوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔

۱۔ عبادت بریلوئی نے اپنے مضمون ”ماہر علی شاہ کی ایک نادر مثنوی“ مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۷ء میں برٹش میوزیم کے اس نسخے کو اپنے مضمون کا موضوع قرار دیا ہے لیکن ان کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں نہ صرف اس مثنوی کا نام معلوم نہیں بلکہ وہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ یہ مثنوی شائع ہو چکا ہے۔

ساتھ ہی داسن کے تعلق میں بد نظمی بھی ہے جو غائبانہ بات میں مذمت پیدا کرنے لگے  
 بعض اشعار کے خلاف کہہ رہے ہیں ان کی خانہ پری نہ کرنے کے سبب واقع ہوئی ہے ظہور  
 ملے جیسے کسی لہجہ ادا کے تعلق میں جھگڑا کھانے کے مد بین عورتوں کو بادشاہ ہمدرد  
 کے عشق میں جھگڑا کھایا ہے۔ عورتوں کے نام ماہ پر دینا، یا حسن اور گلشن ہیں۔ ماہ پر دین  
 ایک بادشاہ کی شکی ہے۔ پروردگار کے بادشاہ کی بیٹی لست نہیں میں اٹھانے جاتی ہے اور  
 ظل اپنی شکی کے ہمدرد شکی کرتی ہے۔ یا سحر جادو گر واد کے بادشاہ کی بیٹی ہے اور اس  
 داسن عشق میں ماہ پر دین کی حریف گلشن یا حسن کی رشتہ دار ہیں ہے اور ہمدرد  
 وہ بھی ہمدرد کی محبت کلام بھرتی ہے۔ حسین و جمیل ہمدرد اپنے حسن پر اس قدر ناز  
 تھا کہ کسی صحت کو خاطر میں نہ لایا تھا لیکن ماہ پر دین کو دیکھ کر وہ بھی اس کی طرف کچھ لگتا  
 ہے۔ ماہ پر دین اور یا حسن کی رقابت کے سبب آخر کار دونوں اور ہمدردوں میں تنگ  
 پڑ جاتی ہے۔ گلشن ہمدرد کی مدد کرتی ہے کیوں کہ ہمدرد اس کی طرف بھی مہم  
 ہے۔ جادو گر کی شکست دینے کے بعد ہمدرد کو معلوم ہوتا ہے کہ ماہ پر دین کو  
 ایک جادو گر اٹھانے گیا ہے اور وہ حسد کی آگ میں ایک صندوق کے اندر بند پڑی  
 ہے۔ ہمدرد جال غیب ماہ پر دین کو اس مصیبت سے نجات دلاتا ہے اور انہماک  
 سب نئی خوشی مل جاتے ہیں۔ شاعر نے ان واقعات کو تقریباً چار ہزار میں سرائی  
 میں لکھا ہے لیکن داستان کو پچھلے دینے کے بعد بیٹھے ہیں کامیابی میں ہو گئے۔

## گلدستہ عاشقان

مطبوعہ: بانگ اکرزا ہمدی علی قبول، حسب فرائض مصنف محمدی (مکتوبہ میں چھپا)

| تصنیف   | زبان | صفحات | طبعیت   | تفصیل          | محل         |
|---------|------|-------|---------|----------------|-------------|
| ۱۳۵۵-۵۶ | اردو | ۱۲۵۹  | ۱۶ x ۲۴ | ۱۱۱ اور ۱۶ سطر | بمقام مکتبہ |

آہنی عشق ترا میری دلی دھڑک  
گناہگاروں پر اب کسی قصور نہ ہوگا

اختتام ص ۲۲۱

شہدادان دل سی سپاہِ آفریں ہلاری صفحہ دیوان میں لکھا ہے  
بیل بولوں سے زین پہچھے ہے سرور کی پیشانی پر تھوڑی سی جگہ خالی تھی اس مقام  
پر مستطیل مہر میں حسب ذیل عبارت درج ہے،

”ابو الفکر سکندر جاہ سلیمان شمس صاحب عام دلی عہد مرزا محمد واجد دلی  
بہار ص ۸۹ ۸۳۵“

اس مہر کے نیچے چھپے چھپے جلی حرف میں:  
”شکر ہے کہ یہ دیوان بیض بنیان تصنیف شاہزادہ ہندوستان کسٹام  
نامی ادکار زیب طغرائی“

لہذا اس کے نیچے دائرے میں مولوی کفر علی اظہر کا قطعہ تاریخ اور دائرے کے وسط میں  
مصدق محط طغرائی دہلی نام مع القاب درج ہے جو پیشانی کی مہر میں تھا۔ صرف جاہ کی جگہ ”قد“  
اور ”اجد“ کے بعد ”خان بہادر عام اقبال“ لکھا ہے۔ دیوان کا نام اسی قطعہ تاریخ سے اخذ  
ہو گیا لیکن اس نام کا ذکر مذکور نام سے پہلے نہیں ملتا۔ دوسرے صفحے پر نقش لوح بزم  
کے بعد پہلی سطریں بحر کا نام اور عاشرے پر ارکان درج ہیں۔ شروع سے آخر تک کتابت  
کا یہی انداز ہے۔ دیوان میں غزلیں ہی غزلیں ہیں۔ صفحہ ۲۲۱ پر دیوان کے تمام بحر جملہ کے  
بعد اسی پورے صفحہ پر نظم و شریں خدے کی عبارت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دخول  
قلموں مرید مہدی علی نقول کی وسعت سے محمد حسین نے مطلع نمودی (لکھنؤ) سے  
۱۵ شوال ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۶ء) میں اسے شائع کیا اور اختتام طبع کی فارسی تاریخیں مولوی کریم  
علی اظہر نے نظم کیں۔ وہ تاریخیں سودق پر درج تھیں۔ وہ اس آخری مکتوبہ صفحے پر  
درج ہیں۔ آخری قطعہ جس پر کتاب تمام ہوئی ہے، یہ ہے:

حضرت کیون جاہ قبلہ ہر اس دیوان  
انہی فیض جہاں کرد جو دیوان نام  
خاندانہ لے لید اظہر دل مست نیز  
کر د محمد حسین طبع مرتب کلام

۲۲۲ ۱۲۸ ۸۱ ۶۴ ۱۲۵۹ھ

سہ۔ دیکھیے اس مقالے کا ص ۸۶



خونگ تہنہ دھیریک ہم از آئینہ کعبہ بانی تار و دل از رنگ این نام نگار خدای  
 حسن پرستان باد فاندورہ بنا بر این خواستیم این سرور و جلال برینا زبرداس  
 سجدۃ النساء و العالین باد

آغاز کی عبارت کی اس سرٹی سے شروع کیا ہے:

”ماستان بادل نولین ریمیں در صفر من واکار نمود“

اور اقسام کی عبارت کے بعد تین قطعات تاریخ ہیں جو خود مصنف کے طبعزاد ہیں:

بھن چو از مال مکر زمان خود فراخ کشودم ہ فکر الہی زبان  
 رقم سال تارخ آخر نمود بہین حال کید عظیم زبانی  
 ہن کید کس عظیم ہ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

ہب چون کتاب عشق نامہ خد نام کرد مشق تصنیف خود بادوق  
 گنشم آخر مصحف تارخ تن کردم از احوال سوان فرستی  
 ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵

روح دہ الفیہ و در صدف شمشعی و پنجے زرقینہ آدہ وہ در صورت

بتاریخ این گفتہ صغری آخر از احوال سوان کردیم فرصت

مستندہ بالذہن قطوں میں پہلے قلم سے کتاب کا سبب تالیف اور سرے سے اس  
 کا نام اور تیسکرے خاتمے کی صحیح تاریخ کا علم ہوتا ہے۔ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر  
 یہ واقفیت ضروری ہے لیکن جب حلف یہ کہ بادشاہ کی تمام تصنیفات میں اسی کتاب نے  
 سب سے زیادہ شہرت پائی اور اس کی کئی تہوں باہم برابر غلط سمجھائی گئیں۔

کتاب کا نام عشق نامہ ہے۔ اپنے اسی نام سے یہ نثر کی فہرست میں درج ہوئی اور جب  
 اس کا منظوم ترجمہ کیا گیا تو اس وقت بھی اس کے عشق نامہ کو مسخ نہیں کیا گیا،

بہ سہ سال جبری دم اقتسام کس عشق سوان کا نامہ تمام  
 بلوحت اس حقیقت اور اس امر کے کہ ارد کسی نام کی قطعی کوئی سند کہیں نہیں ملتی تاریخ

سہ۔ پروفیسر سید محمد حسن رضوی نے اپنے مضمون مطبوعہ ہندی زبان (دلی گروہ) خلاصہ ۵۸ جوری

۱۹۶۶ء میں یہ قطعہ نقل کرتے ہوئے اس مقام پر تالیف لکھا ہے۔





کہ بے وفائی کا ذکر کرتے ہوئے تالیف کا متعدد نصیحت کے طور پر بیان کیا گیا تھا منظم عشق نامہ میں اسی نصیحت کو ترقی کا قرار دیا ہے۔ منظم عشق نامہ کو اگر شایع کرنا مستحکم و مہتمم تو یہ سب ہی بھی خاتمے کا داستان میں اس رسم کی پابندی فرود کی جاتی لیکن مسوے کی موجودہ ناقص حالت کو دیکھتے ہوئے نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے نثر میں آپ جتنی لکھنے کا خیال ترک کر کے جو کچھ لکھا جا چکا تھا از سر نو نظم میں بیان کرنا شروع کیا اور اسی سبب سے نصیحت کا صفحہ جو نثر میں خاتمے سے قبل آگیا تھا نظم میں اپنے صحیح مقام پر درج کیا۔

خاتمے کا نظم جو جانے کے بعد کہ اس میں ۱۱۹ ذی الحجہ ۱۰۵۵ھ (۱۶۴۵ء) ۱۶ نومبر ۱۶۸۴ء تک کے واقعات درج ہیں اور ۱۰۵۵ھ کے اختتام تک انھیں منضبط کر لیا گیا عشق نامہ کی ابتدا کا تعین بھی مؤلف کے اپنے بیان سے کیا جاسکتا ہے۔ اس بیان میں بجائے سنہ کے اپنی اصل پر لایا گیا ہے:

... بنا بر اس خواستم کہ بر فی احوال از دم غریبیت تا ندم کہ من از دل  
ہست و بزم سالگی واسطے نودہ قدم پر مرطبت و شش نہادہ ام پس ان  
گنم ...

۱۰ ذی قعدہ ۱۰۳۸ھ راجہ دلی شاہ کی پیدائش کی تاریخ ہے۔ ۱۰ ذی قعدہ ۱۰۳۳ھ کو پچیس سال مکمل ہونے کے پچیسویں برس کی ابتدا ہوتی ہے۔ آپ جتنی لکھنے کی ابتدا یقیناً اسی زمانے میں ہوئی ہوگی اور اس لیے کہ خود بیان سے ہی ثابت ہے، دوم اس لیے کہ چشتی داستان میں پہلی دفعہ اپنے والد کا ذکر کرتے ہوئے "جنت مکان" لکھا ہے۔ اگر راجہ دلی شاہ کا سنہ پیدائش ۱۰۳۳ھ ہوتا اور یہ داستان ۱۰۵۵ھ (۱۶۴۵ء) اور ۱۰۶۲ھ (۱۶۵۱ء) ۲۹ صفر ۱۰۳۳ھ راجہ دلی شاہ کے انتقال کی تاریخ کے درمیان زمانے میں لکھی گئی ہوتی تو راجہ دلی شاہ کو جنت مکان کیوں لکھا جاتا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ آپ جتنی لکھی ہی کیوں جاتی۔

سطح - عشق نامہ دہلی - تاریخی داستان ۱۱۹۔

سطح - ایضاً داستان ۱۱۹ - مسوے میں اصل عبارت یوں آتی: بر فی احوال از تمام غریبیت تا ندم کہ  
کہاں سست و شش سالگی و رسیدہ ایم "نظر تانی کہتے ہوئے مؤلف سے خط کشیدہ احوال کو ان  
احوال سے تبدیل کیا ہو اور پھر اس میں درج ہیں اس صومے جو جسے یہ بات واضح ہو گئی کہ عشق نامہ  
کی تالیف کے وقت مؤلف کا سن کیا تھا عشق نامہ منظم میں اپنے سن کا ذکر نہیں کیا ہے۔

موت کہیں گئی پہنچے ہر دست۔ لیکن یہی صفت گوتی، پہلے تھوڑے عرصے میں فراہم  
 اور تار شکنی کا موجب بن سکتی تھی۔ پس عشق ہر کے کھنے کا خیال تحت طبعی کے بعد کہایت  
 ہے اور اس کی تابعت کی تحت دی قضا کر دی تھی ۷۷۷ سے ذی الحجہ ۷۷۷ تک  
 تقریباً دو سال ہے۔ موقوف نے یہاں ایک ہی زمانہ میں سب کچھ لکھنے کے لئے طبعی  
 کے بعد اس کام کو جاری رکھا اور جیسا ہوا انہیں انہیں لکھا۔ ۷۷۷ کا بیشتر زمانہ  
 صحت اور علاقہ میں صحت کے زمرہ کہنے میں گذارے اور شریک آپ جی خیالی و راستہ نہ تھی  
 کہ وہ پہلے ہی میں لکھ لی جاتی۔ موقوف کے اپنے بیان کو ملحوظ رکھتے ہیں اس کتاب جی میں  
 بعد ہر خط سے چھٹن یعنی اختصار برتن لیکن در حقیقت آٹھ سے اختصار میں یعنی بیس برس  
 کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ ہمارے کامانہ لکھنا ہی پہا کیوں نہ ہر بات اگر ملاحظہ  
 کے بعد سے پرکھو جائے گی تو قضا کی ہر گز نہی ہی تخیل طلب ہوگا۔ عشق نامہ کو آپ جی  
 کی طرح دیکھنے سے ان صفوں عشق کا لحاظ ضروری ہے، پہلے آپ جی کی خدمت میں  
 اسے لکھنے کی۔

عشق نامہ کا پہلا قلم تاریخ تابعت کے مرکب جبکہ اور نفس مضمون کو ظاہر کرتا  
 ہے۔ تاریخ کا نام جیسے کہ اس آیت سے مشتق ہے اس کی صافیت کی قطعہ کے بعد  
 کر دی گئی ہے۔ یہ کویت سے یوسف سے ماخوذ ہے جس میں حضرت یوسف سے زمانہ سر  
 کی تعبیر کی اور ان کے مکر و فریب کو یاد دلایا گیا ہے۔ موقوف کی طبعی واحد و وحدانی  
 اور اس کی عاشق و محبت میں ہی جلد سے تھیں جیسی کہ زبان سر۔ ماتے میں جو ہر کہ  
 تخلیق جہاں کیا تھا فطر تاریخ میں اسی امر کی کلام اصل سے زمین بہرہ سپہ سالار کتاب کے نام  
 اور خانے کے بیان سے کتاب کا موضوع مراد تشریح کا اختصار جس میں رہنا عشق نامہ ہے جی  
 ہے لیکن ایک ایسی آپ جی میں میں بجائے نام گریہ ہے جسے واقعات کو بیان کرنے

۷۷۷۔ یہ کہہ رہا پاکستانی ایڈیشن، ص ۳۴، چارہاں (ہندوستان کی گزشتہ شہادت) راز  
 ۷۷۷۔ جن میں سوئی اور پرنسپل سید محمد صوفی نے اسی سرسری صواب حکم کیا  
 چارہاں کہ آپ جی کا عشق کا صواب کہتے ہیں تابعت کا قریب رہا۔ یہی پیش نظر رہا  
 پہلے عشق نامہ کے جیسے ہی فخریہ اور بزرگ شہادت کے درمیان عشق نامہ جی میں پہلی مرتبہ

کے ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جن کا تعلق عموماً قریب سے ہے۔ محنت لینی، تعمیرات، پرہیزگشی اور انتقال سے متعلق جو باتوں کو شریک کیا گیا ہے ان سے پس منظر کا علم ہوتا ہے اور عشق نامہ بجائے یک رنگ واقعات کی فہرست ہونے کے رنگ پرنگے واقعات کا مریخ نظر آتا ہے اس صوبے میں داستانوں کی تعداد ۱۳۲ ہے۔ مزید چوں نے خواہ نسخوں کے اختلاف کے سبب خواہ حسن ترتیب کے خیال سے ۷۷ اور ۱۲۸ نسخوں کے تحت مجموعی حیثیت سے وہی واقعات بیان کیے ہیں جو اس کتاب میں ملتے ہیں۔ متعظم عشق نامہ میں تعداد کے لحاظ سے صرف ایک داستان کم ہے لیکن یہ کسی سراسر ظاہری ہے متعظم عشق نامہ میرا حقیقت منافی کیا گیا ہے اور وہ دو داستانوں کو ایک کر دینے کے سبب داستان کی مجموعی تعداد میں یہ فرق نمایاں ہوا ہے۔

## حیثیت چیدری

عظیمہ: در مطبع سلطانی (کلکتہ) اتمام کتب الدولہ زیور طبع آراستہ

| تصنیف | زبان | صنف سخن  | طباعت | تفصیل   | ضیافت | مسطر  |
|-------|------|----------|-------|---------|-------|-------|
| ۱۲۷۵ھ | اردو | غزل ہیئت | ۱۲۷۲ھ | ۱۲ × ۱۷ | ۱۳۹۱ھ | ۱۲۷۵ھ |

آغاز ص ۲ ————— ختم ص ۱۱۱

|                            |                           |
|----------------------------|---------------------------|
| شروع سخن صاف ہی عذریہ      | در تل قن صاف ہی عذریہ     |
| خاند دنیا و دین و زمین     | ضیافت دنیا و دین و زمین   |
| وہ ہی خالق عرش و مہ و سپہر | وہ ہی خالق اختر و روی مہر |

اختتام ص ۲۹۲

بہا ہو گیا قید آقا سی وہ ملا آ کے اپنے مسیحا سی وہ

عبد اللہ شاہی میں نثر ہے ، سکھ پری خانہ میں تصنیف سرور کے ہے ،

سلمان کی مانند سلمان ہوا      مٹی و مٹی الی ایساں ہوا  
 چال و درون و ہون نیک جہا      ہزار و تین ہا کھولیں مکتباً

پچھلے سو فیصد پیشانی پر آیا ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ایک سے کتاب کا  
 بہت ملے۔ سو فیصد پر کتاب، طبع اور ہضم طبع کا نام اور صنف کے نام کی جگہ۔ کتاب  
 و جواب اور تصنیفات حضرت سلطان عالم نے ہے۔ تاریخ طبع کے ہے۔ شہر و صنف  
 و لہذا ایک سند ۱۱۷۷ھ تک ہے۔ اور ہر مکتبہ لوح و جدول اور صحر و شہر  
 اصل شوی ہے۔ قطعات طبع میں بہت ابجد و ہجاء و خوش، تیش و جدول و ہجاء  
 عیش اور جدول و حوالی کتب کے قطعہ اور درختان نے اپنے گیارہ طبع کے قطعہ میں  
 ہر طبع سے ہر کد صوری، سمیت رنگ، فصلی و صنف سنوں میں تاریخ طبعات نکالی  
 ہے۔ آخری صفحہ ۱۱۷۷ھ پر عیش کا قطعہ و صنف اخیر طبعات تیش و صنفات آری کا  
 سطروں میں کھائی ہے۔ خاص خاص نکات و احوال کی وضاحت ملے ہے۔ کتابت کی  
 بہت سی خطیاں ہیں لیکن ان کی اصلاح کے لیے کوئی صورت نام نہیں ہے۔ جتنے خطے دیکھنے  
 میں آئے سب میں جہاں غلطی تھی اسی مقام پر مصنف کے ساتھ درست کی گئی ہے۔

کتاب کا موضوع "طواریق علی کربل" تخلص برائی کی مدہی شوی "ملا سیدی" ہے۔  
 ہے۔ راجی نے یہ شوی تقریباً ۱۱۷۷ھ میں لکھی تھی اور پیر سید کی پشت سے مندرجہ  
 حضرت علی ایک تخلص و فرات اور مہات کو غم میں بیان کیا تھا۔ دہلی شاہ نے صرف  
 ماضیات کا خاکہ مآب کی شوی ہے یہ دہلی طرف سے اہل افادہ صنف کرنے سے  
 و تہذیبی تین ہزار اشعار و کتب خزانے ہی اشعار میں دہلی کا ہر پہنچا۔ جب تالیف  
 کے بیان میں لکھے جاتے ہیں۔

موتی جب یہ تالیف اسے لکھی تھی      فوجت سے فوجت سے فوجت سے  
 حیات موی تھی نہایت حیل      لکھی۔ مکی بڈ کی کہ سبیل

موتی سے لکھی کہ تالیف میں تین ہزار اشعار و کتب خزانے ہی اشعار میں دہلی کا ہر پہنچا۔ جب تالیف  
 کے بیان میں لکھے جاتے ہیں۔

موتی سے لکھی کہ تالیف میں تین ہزار اشعار و کتب خزانے ہی اشعار میں دہلی کا ہر پہنچا۔ جب تالیف  
 کے بیان میں لکھے جاتے ہیں۔

لکھا تھا میں نظم میں اپنا دل  
 اسی ٹکڑ میں اور بہان طپاں  
 کہ وہ کر جو چاہے نام آوری  
 ترس غار سی نظم تھی ہے شمار  
 میرے دل میں تجھ سے یہ آگہی  
 مضامین خوش ہیں کے بھرے  
 قلم جو اور نیک تمہید جو  
 مروج زمانے میں جو یہ کلام  
 مجھے ہم کی فکر جب آگئی  
 کہ یہ جو نہ جائے کہیں مضمر  
 خیال آگیا دل میں یہ ناگہان  
 لگاؤ بکھنے عملہ حیدری  
 دکھاتا تھا باغ امانت بہار  
 انہ سے طبیعت جو گہرا آگہی  
 اسے نظم آرد میں کر لیجے  
 خدائے حقیقی کی تائید جو  
 مزاج ہے اس کو پڑھیں خاص نما  
 کہا دل نے کہتے طبیعت حیدری

حمد، نعت، مناقب اور سبب تالیف کے بیان کے بعد شاعر نے چھٹیں آرد  
 مرحوم کے حمد تکمیل سال ہری تک خدمات رسالت کا بیان کیا ہے۔ آئندہ لکھنے کا  
 ارادہ تھا:

اگر شکر باقی ہے اسے ہر حال  
 تو اس رزم کو پھر کر دوں گا بیابان محمد  
 لیکن نہ معلوم کہ اس شہری کو تکمیل تک نہیں پہنچایا۔ موجودہ حالت میں شہری کا نام  
 شہری کے اشعار سے کچھ زیادہ مناسبت نہیں رکھتا۔  
 شہری کی تصنیف کے بارے میں اسی زمانے کے ہفت روزہ اسد اللہ خیل کا بیان  
 ہے:

"ان دنوں حضرت سلطان کی توجہ سخن گوئی کی طرف بہت ہے۔ چاہتے ہیں  
 کہ کتاب منظم ملا حیدری کو اپنی فکر سے آرد میں ترمیم کریں۔ چنانچہ  
 بعض طلبہ دانشمند اور خوش نویس محمد رفیع ماسودہ سے ہیں کہ ہر وقت  
 حاضرہ کر سودہ صاف کرتے رہیں۔"

سلیمان کے سفر نامہ اور اساتیر کی شہری سے تصدیق جو قلم ہے کہ اخبار کا بیان درست

ہے۔ شہزادی کا حال ذکر صفحہ ۷۵ و ۷۶ میں نظم کی لہجہ چکا تھا لیکن یہ کہ کام مکمل نہیں ہوا تھا شہزادی کی موجودہ ناقص حالت سے آج بھی ظاہر ہے۔ ۷۷ و ۷۸ میں یہ لہجہ بھی ناقص ہو گیا۔ دیکھو کیا ضرورت تھی کہ شاہی کتب خانہ کے مالک و مہر الدولہ محسن اپنے قلم تدریج کی سرخی بند

”تاریخ انعام شہزادی... ہیبت حیدری...“

لکھے۔ یقیناً ۷۵ میں جس حد تک کہا گیا تھا ۷۶ میں برائے اہتمام اس پر کچھ اضافہ کیا گیا۔ لیکن اس اضافے سے نام کی مناسبت یا تکمیل کی تشفی بخش صحت نہ پیدا ہو سکی۔ زیر بحث ایڈیشن میں جو سبب ضعف سے ستائیس سال بعد کا ہے یہی کوئی شہادت نہیں ملتی جو اس شہزادی کا ایکسڈیٹن پہلے بھی نکل چکا تھا یا بادشاہ نے اپنے خاوندانی دھوکے کا نام لیا کوئی تبدیلی کی تھی۔ اگر یہ سچ ہے کہ سیرت حیدری کا یہ دو سرا ایڈیشن پہلے تو پہلے ایڈیشن کے خطے کے بعد ہی ترمیم و حذف یا اضافے کے بارے میں کوئی بعد کیا جاسکے گا۔

## عشق نامہ (منظوم)

اس شہزادی کے دو مہر بنے قابل ذکر ہیں: ایک خود مصنف کے قلم کا مسودہ یسکن ناہن الطوفین، دوسرا مکمل، قدیم اور بعض جا محلہ سے مزین لیکن بظاہر کسی نساویں خصوصیت سے محروم۔ آغا زادوں کا نام کا قلم اسی آخرا ذکر شدہ سے ہوتا ہے:

آغاز

کہاں پہلے حمد لکھائے کریم      خیر و شہد بد و عیاذ از جہیم  
پس از حمد نصرت و محبت کہن      ثنا خوانی آل و امجد کہن

۱۔ یہاں بیت میں ۷۵ کے آخری بیت حیدری کے آخری ہی ہے لیکن سرکہ لکھتے ہیں۔

۲۔ کھنڈ کا شاہی نسخہ ص ۵۰۔

۔ وہ احمد جو محبوب لاٹ ہے وہ حق سے قویٰ اس سے اکھڑے

انتقام

کلیات مگر زناں تا کہا کہ حکم و جبر ہے یاد خدا  
ہے سدا بھری دم انتقام کیا عقل نسواں کا نام نہ تمام

۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲

ہو جب کہ مد نظر خانہ ککا دل نے تاریخ عمر خانہ

۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴

مسودہ بخط مصنف، مملوکہ انجمن ترقی اردو (ہند)، علی گڑھ۔

تصنیف زبان صفت سخن کتابت تقطیع خط مسطر خط  
۱۳۳۳ھ اردو شری (مکتوم جہان) ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ

پہلی مرتبہ داستان کے آخری چند اشارے اس نسخے کی ابتدا ہوئی ہے۔ اور  
مسودہ کا یہ کدو بیت کثریم کے نام سے پہلے یہ نسخہ ناقص ہو گیا ہے۔ شریعہ احمد  
آؤ کے شریعہ کتب کے رسم الخط میں حسب ذیل ہیں:

آغاز انتقام  
سب و دوز رہی گئیں عشق فن پہر ایک صبی میں لنگے رہی  
زباں نغمہ پیرای بزم دہن جسی ضروری ہو کہیں کہیں  
طہیب ایسی اپنی طبع ہوئی ابھی تک ہی جاری رہی رسم و رواج  
سرو شو سر و دست محنت پر کہانی آہن سب بگین روک نام

صفحات کا شمار مسودہ لکھے دہلے کے قلم سے ہے۔ صفحہ ۳۲ سے ابتدا ہے صفحہ  
۱۵ پر انتہا۔ اس طرح فی جلد ۷۷ صفحات یعنی ۱۰۱ اوراق کا اس نسخے میں چار ناموں کی

سہ۔ کتب خانہ میں، مسودہ کب کب کیوں کہ داخل ہوا اس کی کوئی اطلاع نہیں ملتی اس مسودہ کا اندراج  
تفویٰ جامعہ شام کے نام سے ہے۔ اس میں نسخے کے مسودہ کب کب کیوں کہ صحت سے احاطہ کی  
کامیابی ہے اس کا نام اس باب کا چوتھی فصل سے کیا جاسکتا ہے۔







نبرد و دود و دھواں و پناہ و سہ جوا باعث عشق و روز مر

رجب کی مقرر ہوئی تیسرے چوں کہ تھے زہرہ دشتری رسم قری

ہوئی رسم مانجھے کی من دم ادا نیا اتفاقات سے گل کھلا

(۱۱) فارسی شری ساتویں اور شہزادہ داستان میں نوشیروان قدر اور فلک قدر کی  
چیدہ نش کا ذکر ملک لک گیا تھا۔ اردو نظم کی ساتویں داستان میں ان دونوں  
کا ذکر کجا کہ کے شری داستان ہشتم کے آخری مصرع "مولیٰ حام کے عشق کو نظم کے  
پئے داستان ہشتم فرار دیا ہے۔

(۱۲) یاسن پری کی فرمائش پر غلبہ نے کا ذکر دہری شری داستان پہنچتہ میں

ہیں تھا۔ اردو نظم کی داستان چہل و ہشتم میں یہ ذکر بھی ہے

میں خلوت میں غلبہ بجائے لگا

۱۳ حیدری کینز کے باختر حسن کا مقدمہ پیش ہو تو

گئی کہنے سے پردہ وہ گنگو پس پردہ مثنوی حسین عظم

یہ نظم بہو بی بواب پر شاہنشاہ کے پس پردہ ہونے کا ذکر دہری شری میں ہے۔

(۱۴) فارسی شری پانچویں داستان میں صوت شاوی کے متوا میں پرنے کا ذکر ہے۔ نظم  
کی اسی داستان میں ایک لمحہ واقعہ بھی ملتا ہے :

ہوا بجھ کر مانجھے میں اس کا خیال کہ نزدیک آئے ہیں دفتر وصال

نہیں رسم دنیا سے آگاہ میں نہایت ہوں ناواقف راہ میں

جیری حدہ کی تھی جو صمد کینز بہت تھی وہ اس میں میں صاحب کینز

چہل سال تھی اور دربار اس کا نہ بہت داغ چپک تھے دلائے

وہ سیکھا طریقہ جو تھا دہسدر کئی مہر پیشہ نشانی پر نیر

(۱۵) شری داستان میں حیدری کے حاضر ہونے اور سات بیبی کے بعد بچہ پیدا

ہو کر سچا ہے کا ذکر ہے۔ نظم کی داستان ۱۲ میں اور کئی نقل ذکر یا میں ہیں

گئے سات من دم چہنے گزار ہوا بھل مادر سے چیدہ اپسر

گال شاہان کے دونوں کانگھیں      ہوا صاف پورے دونوں کانگھیں  
کیا دل میں جس وقت میں نے صاب      کیسے بند سے ہوا کلباب  
بہت فرق نکلا کہیں سے کہیں      میں بھارے صلب سے یہ نہیں  
جہاں کہہ کر گور صدیہ بانگہار      کیا میں نے پوسطیدہ لیکن یہ راز  
یہاں تک کہ فضل خدا ہو گیا      وہ چالیس دن میں فنا ہو گیا

(د) فارسی نثر کی داستان ۳۲ میں حیدری کبیر کے حال پر تعجب کا اظہار ہے۔ اردو

نظم داستان ۳۳ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اسی موقع کے منتظر تھے:  
وہی حیدری دوسری جو کنیز      خواصوں میں داخل ہوئی با تمیز  
وہی صرف خدمت میں شام دیکھ      نہ پائی کبھی اس سے خلوت میں ملا  
نہ ہونے کا خلوت کے تھاپہ سبب      طبیعت غمی پاں آرزو مائش طلب  
پری غمی جو گھر میں غائب یہ حد      پڑا حل میں اس کے سابق فتور  
اسی وجہ سے تنگی بچے جستجو      شب و روز اس بات کی آرزو  
کہ احوال پر مشیدہ اظہار ہو      کوئی درد شاعر گر منت رجو

(د) فارسی نثر میں حیدری کے ذکر کو بالامقصد کے فزربہد بعض پری کے چوری  
کی حدت میں نکال دیا جائے گا کہ ہے۔ اردو نظم میں ایک پورا باب :-

” داستان ہفتاد و سوم در ذکر موثر اسفیدن زنی کہ پیام کسی نزد حیدری  
آوردہ بود و بد کرد و شطی ؟

کے عنوان سے ملتا ہے جس میں پچیس شعر ہیں۔ فارسی نثر میں اس واقعے کا مطلق ذکر نہیں  
(ای) فارسی عشق نامہ کی داستان ۸۰ اور ۸۱ پر ادنیٰ تیز و تہذیب عشق نامہ منظوم کی داستان  
۸۰ اور ۸۲ میں داور عشق نامہ منظوم کی داستان ۸۱

” در ذکر مطلق مشدق مضریری و ماہ صبح پری و عجائب پری از چرخان  
و سر فزاد پری و وزیر پری و دربار پری “

جس میں اکثراً ایسی شعر ہیں اور مذکورہ بالا عربیوں کے ناجائز تحقیقات پر مشتمل ہے فارسی  
نثر کے عشق نامہ میں مختصر ہے۔

اختصار کی خاطر صرف ایسی ہی چند باتیں انتخاب کی گئیں جن سے اختلاف کی ذہیت

ظاہر ہو چکے۔ نثار اور نظم کا سوا زندگی جیسے قومیت ہی راستہ ناول میں ایسی باتیں نہیں لگی جو ایک  
میں ہوں گی اور دوسری میں۔ ہوں گی۔ یہاں ہونا توجہ بخیر رکھیں کہ شاعر جب نظم کرتا  
ہے تو ایسی باتیں منتخب کرتا ہے جن میں کوئی بات ہو اور جو جرأت نثر میں نہ ہوں ان کو نئی  
فہم تخیل کے در پر درجہ کرتا ہے۔ آپ جتنی بھی دیکھیں اور شاعر اگر ایک ہی جوشیا کہ عشق نامہ  
کے حصے میں ہے تو مضائقہ ہیں، بڑی سے بڑی بات بھی اس کی دوسری پر نہیں کہ جاسکتی ہے  
لیکن اگر شاعر اور مصنف الگ الگ دو ہوں تو مصنف کا بیان آپ جتنی کہتا ہے گوارہ شاعر کا  
اصانہ میں کی ایک ایک بات کو پہنچے کہ یہ اختیار دارم فرمایا ہے لگا ہے

موجودہ حصے میں وگسٹ نامہ شاعری کو "تاریخ پر ہی حاضرمظلوم" یا "عنان سرور"  
کہنے لگے ہیں لیکن ان ناموں کی نہ کوئی سند ہے۔ اصیت، شاعری کے بارے میں تاریخ  
میں شاعرے شاعری کا نام صاحب الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے۔  
کی عشق نواں کا نام تمام

۱۶ ۴۷۰ ۱۶۷ ۲۱ ۹۹ ۴۸۰ ۱۶۷۹

۱۶۷۹ کا سہ ہر کم و کاست نکالنے کے لیے کہ الفاظ اور کئی واصل کرنا ہے۔ اس سبب  
مگر کہ ایہام پید ہونا ہے خواہ ہم کی صفائی میں وزیر سلطان بہادر اور وابد علی شاہ کے بیٹا  
موجود ہیں۔ وزیر سلطان بہادر نے وابد علی شاہ کے اردو کلام کا نمونہ اسی شاعری سے پیش کیا  
ہے لیکن وہاں اسے "کتب و جوب موسوم بہ عشق نامہ مبارک" بتایا گیا ہے۔ لفظ "مبارک"  
نام کا حرویں ہے خود وابد علی شاہ نے بھی کی فہرست اور شاعری پہل میں اس مظہر آپ جتنی  
کہ صرف عشق نامہ کہلے:

جو چاہے پڑے عشق نامہ میں حال کہ کس طرح مشغول کا ہے واصل  
نی کی فہرست میں جس عشق نامہ کا ذکر ہے اس کے بارے میں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس  
سے تاریخی نثر کی کتابہ اس کے لیکن سدر جو بلا شاعری جس عشق نامہ کے لیے دعوت نظر لے

۱۶۷۹۔ اس نیکے کی اصیت نامہ وقت پید ہوتی ہے جب عشق نامہ کو استیر لکھنے کا تعین بتایا ہے

۱۶۷۹۔ وزیر ہرمی ۱۶۷۹

۱۶۷۹۔ ملاذ انکشاف ۱۶۷۹

محبوبہ کا عشق نامہ منظوم ہی ہے۔ دلیل یہ کہ اسی مثنوی میں جب صرت ہمارے ذکر کیلئے ہے  
 فریہ بھی بتا دیا ہے کہ کتاب شائع ہو چکی ہے لیکن نایاب ہے اور دیکھنا چاہیے اسے سب سے  
 کتب خانے میں دیکھئے۔ اگر مندرجہ بالا شعر میں عشق نامہ سے مراد ماری کا عشق نامہ تھا  
 تو وہ چھاپی کہاں ہے اور اگر غلط مراد تھا تو بلا شک و دھوکہ نظر کیلئے دی جاتی ہے یہ بھی ممکن  
 کر دیا جاتا کہ عشق نامہ کا حلاشی عشق نامہ کو کہاں تلاش کیے۔ مثنوی عشق نامہ چوں کہ شائع  
 ہو چکی تھی اور اس نطفے میں نایاب بھی نہ تھی اس لیے کسی تشریح یا سذرت کی ضرورت  
 نہیں تھی۔

”کہ خاتمہ سادہ تاریخ کی صحت عشق نامہ منظوم کا کلام خود واجد علی شاہ کا اور ان کے  
 خود نوشت فادری عشق نامہ کا آزاد ترجمہ تھا۔ مثنوی عشق نامہ میں اس کے بعد بھی اضافہ ہوتا  
 رہا۔ لیکن اس اضافے کے جوہر اشار شائع ہوئے ہیں ان کا مضمون فادری نثر کے عشق نامہ  
 میں نہیں ملتا۔ مثنوی عشق نامہ میں اضافے کے اشار بھی شایع تھا۔ شائع ہو چکی ہے لیکن  
 نایاب ہے۔“

## مجموعہ واجد یہ

مطبوعہ: مطبع سلطانی (کھنڈ) بابتام کپتان مقبول لڈ رز احمد مہدی علی خاں قبول

| تالیف       | زبان   | صنف سخن | طبعیت   | تقطیع | فہرست | مسطر  |
|-------------|--------|---------|---------|-------|-------|-------|
| ۱۲۳۳ھ فارسی | کشمکول | ۵۱۲۶۹   | ۲۵ × ۱۶ | ۱۸۳   | ۱۸۳   | ۹ سطر |

سطح - طراز الکلمات ص ۱۲۸۔  
 سطح - جلدی بریل، جلدی فارسی، جلدی گزشتہ اشعار، جلدی ۱۲۸ ص ۱۲۸

سطح - کھنڈ کا شامی اسٹیج ص ۱۱، ص ۱۱، ص ۱۸۶۔

سطح - عشق نامہ منظوم منظوم کے صرف دو نسخے دریافت ہوئے ہیں لیکن دونوں بے حد ناقص ہیں  
 راقم حصار نگار ان نسخوں کے بارے میں کوئی رائے دینے سے قاصر ہے کیوں کہ اسے  
 ان نسخوں کے دیکھنے کا اتفاق نہ ہو سکا۔

آغاز ص ۲

انقضاء ص ۳۱۵

... و قد مدد ان ناعلاک انما شایع و خفا  
 کرد که جلالت و کبریا و استقامت و استقامت که چنانچه  
 از کلمات بیرون آمد و مردم بدو اعتماد و ولایت  
 و استقامت و کبریا و استقامت و استقامت و استقامت  
 از صفات کلمات نبات یافت:

..... تا کتب.....

خاتمه ص ۳۱۶ - ۳۱۵

... و الحمد لله که کلمه مبارک که محمود و جابر و سلطان ضعیف  
 مبارک حضرت اقدس و اعلیٰ فیض بن زمان ... با تمام  
 کتب مشهور و کتب نایاب و کتب نایاب و کتب نایاب  
 رسید:

صفر اولی سادہ ہے۔ صفحہ ۲ پر بجائے لوح خزانے وجودی کے ہے بسم اللہ اور  
 پر صلوٰۃ ۴ بجگ حمد، نعت اور منقبت کی عبارت ہے۔ صفحہ ۳ سے اصل مضمون شروع ہوا ہے۔  
 اس صفحے کے خاتمے کی عبارت ۱

..... سلطان عالم و جابر علی متکلمین بہ اختصار .....

کو سارے کا صفر ۲ چھوڑ کر چھٹے صفحے سے ربط دیا ہے:

- ابن حضرت جنت مکان شاہ ابجد علی ابن حضرت ...

صفر ۲ پر حضرت کی تصویر کشی مقصود تھی، سارا ۱۱ تمام ہی عرض سے ختم تصویر کی پیشانی پر ایک خط  
 کہ لکھے کہ ہے خالی رکھی گئی تھی لیکن نکلا ہوا کچھ بھی نہیں ہے۔ ہر صے کی تصویر میں بادشاہ  
 ظہور ہوا تھا جسے کھڑے ہیں۔ پہلو میں جو ہر نگار کر رہی اور سر پر تاج کا روپ تھا تو پتا ہے۔ مصنف نے  
 چہرے کے گرد دائرہ بنا دیا ہے اور تصویر کے حاشیے پر قلم ہے جس میں نام لکھا ہے۔ یہ نمونہ شروع  
 سے آخر تک ہر صے پر ہے اور اس میں متن سے متعلق فقر سر جہاں ہیں۔ عربی کی عبارتیں

۱۔ جہود و جابر کا نمونہ خالص عربی اور سہما می ہے۔ کھنڈ میں ایک دوسرا نمونہ لکھنویات نام  
 صاحب مکان و زینت کے پاس نظر آیا لیکن وہ بھی ختمہ اور درج ہے۔

خط نسخ میں صحیح عربی اور عمدہ نظم و نظم کے طریقے پر لکھا گیا ہے۔ شروع سے آخر تک سطروں کا تسلسل برقرار ہے اور درمیان میں جو سرخیاں آگئی ہیں ان کے بے گنا قلم نہیں بدلے گئے۔ کھانا چھپان قابل دید ہے۔ افسوس کہ امتداد و زوائد سے کاغذ تباہ ہو گیا اور جس نسخے سے یہ تفصیل ترتیب کی گئی اس کا پہلو ورق بے حد ناخوش ہے۔

**مجموعہ واحد یہ دائرہ مطبوعہ: مطبع سلطان، لکھنؤ، ہاتھ اگستان مقبول الدولہ قبول**

| ترجمہ      | زبان         | صنف سخن  | طاعت | تفہیم   | مقامت  | مسلر   |
|------------|--------------|----------|------|---------|--------|--------|
| ۱۲۴۴       | اردو         | کشت کوئی | ۱۲۴۴ | ۲۸ x ۱۸ | ۲۴ ورق | ۹ سطری |
| آغا رحیم ۲ | انتظام ص ۳۰۸ |          |      |         |        |        |

”میری اہل حق اچھی باتوں کی اور پاک کلمہ گو کہتی ہیں کہ چار پوری اس جہان پر چھائی رہی اور کئی آدمی سالاری اور بڑی بہت لوگ پہچاننا بے گنتی ہوں جتنی مکھی و ہیکو پہنچا ہی کر یک ٹکڑا اس دنیا کی تاؤ کا اور دیا کی رسی و موٹکا اور کئی قلم قدر سے درست ہے۔“

خانہ ص ۳۰۸

”اختیار اللہ کہ رسالہ واحد یہ سلطان صاحب الحکم قدر شہید حضرت اللہ ص واطی ابو المنصور ... ہاتھ اگستان مقبول الدولہ مرزا محمد مہدی علی خان بہادر قبول خانہ اہمیں اللہ ص تصویر خود“

صفحہ اول سادہ، صفحہ ۲ پر آئینے سانے سقش روح اللہ عاشق کے تحفے میں دیا چہ بلکہ ”لکھا ہے۔ صفحہ ۵ پر تصویر اور تصویر کی پیشانی پر چھپی ہوئی ایک سطر ہے: ”بھیم ان باتوں کی کچھ جتنی والا اچھی تو گونگا سلطان فاعلم محمد و ابد علی شاد بادشاہ تخلص اختر“

یہ عبارت متن کی ہے کیوں کہ آنے والے صفحہ کو اسی سے ربط دیا ہے:



”یا حضرت جنت مکان نما احمدی شاہ بادشاہ کھڑے تاحضرت ...“

تصویر کی اصلاح خالصتاً حد تک ملگ تھیں کہ یہاں حاشیے پر ہے۔ چھپنے میں:

”شعبہ ہدایت حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ قادیان شاہ شہزادہ سلطان“  
 اور دوسرے نسخے میں:

”سہ ہدایت بہشتیہ شاہزادہ سید محمد حری“

دیکھئے۔ تصویر میں بھی تین قافی ذکر فرق ہیں۔ اول سید بہاؤ شاہ کے قافیہ کے ساتھ ہے دوم  
 باقر محمد بہاؤ شاہ کے ساتھ ہے اور تیسرے کا نام ہے سوم کریم علی شاہ

نئی، نئی ایک فہرست میں یہ کتاب نظر انداز ہو گئی تھی۔ یہ ضرور میری ہے۔ ”محمد واجد علی شاہ“  
 بتایا گیا، قادیان کے خاندانی نسخے کی عبارت میں ”محمد واجد علی شاہ“ دیکھئے۔ یہ نام  
 نسخے کے متن میں ”محمد واجد علی شاہ“ اور خط کے عبارت میں صرف ”واجد علی شاہ“ لکھا  
 ہے۔ یہ نام تیسری میں بھی ہے۔ نام کو صحیح سمجھا جاوے گا کہ کتاب میں پہلے جسے نام کو بھی  
 کا نام زیادہ قافی فوق ہے کہیں کہ بادشاہ کی جگہ کہیں کے نام وہ سبھی ہیں۔ یہی سبھی نام کسی  
 کتاب کا ہیں۔ یہی میں جب اس نام کا اضافہ کیا گیا تو بیجا سوچے کہ کیا یہ نام  
 اصل کتاب قادیان میں ہے اور بادشاہ کی تائید ہے۔ اس کا تکرار ضرور قافی بادشاہ

کا نہیں ہے کہیں کہ اگر خود مؤلف نے تکرار کیا ہو تو خود کے عبارت میں ”واجد علی شاہ“  
 منبر کے ”واجد علی شاہ“ (۱۲) اور واجد علی شاہ کی جگہ صرف واجد علی شاہ (۱۳)  
 تصنیف مبارک ”واجد علی شاہ“ کے ”واجد علی شاہ“ کے خطوط ہیں تھی۔ حاشیہ کی عبارت صرف  
 نظر کی جاسکتی تھی اور ضرور خود ”واجد علی شاہ“ کے نام کا اضافہ  
 بھی اگر ملاحظہ فرمائیے تو خود نہیں تھا۔ ممکن ہے اس میں غلطی نے ہی بادشاہ کے  
 حکم اور قافی کی نگرانی میں قافیہ کا کلام کیا اور وہی اس کے مندرجہ ہیں۔ خود بادشاہ کو تکرار  
 میں تکرار کرنے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس سبب سے اس تکرار کو ان سے منسوب کیا جاتا  
 اور سب سے کشتا تھا ہے۔

اور دوسری صورت میں قادیان کے ایک اور صاحب کا سبب ضرور میری میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی  
 کوئی قافیہ میری قافیہ کی شہادت ان کتابوں کے پاس میں نظر آئی ہے۔ اس کے بعد جو دکان  
 دکان قادیان کا شہر میں قادیان کی دکان ہے۔ نام آخر اس میں قافیہ کا

ذکر کرتے ہیں۔

”سن شریف ان حضرت کا سنہ بارہ سو پینتالیس تک فوسون کا مہم ہوتا ہے اور اب تک کہ ۱۷۷۷ء ہیں، صفر کا مہینہ تیزی کا چاند ہے زبان اردو کے سنی میں یہ کتاب لکھی گئی اس سنہ سے سن شریف ان حضرت کا ایک ہزار گیارہ برس کا دریافت ہوتا ہے۔“ جمہور واحد یہ ص ۳۱-۳۰

یہ عبارت فارسی سے اردو میں ترجمہ ہوئی اس لیے ہمدی نے کسی ترتیب کا خانہ ۱۷۷۳ء کا درسیاتی رمار قرار پاتا ہے اور اردو ترجمہ صیاد خود عبارت سے ظاہر ہے ۱۷۷۷ء کا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت میں ۱۷۷۷ء کا ذکر کیا اس سبب ہے کہ یہ دوسرا محول نے اسی سنہ میں پایا ہوگا۔ کتاب کا دوبارہ تیار ۱۷۷۷ء یا اس کے بعد کا ہے کیوں کہ اس میں سیاح میں خود کو بادشاہ لودا چوٹی شاہ کو حجت مکان لکھا ہے۔ اردو نسخہ کی تصویر میں مؤلف کا سن ۱۷۷۷ء میں ۹ برس بتایا گیا ہے۔ بعد از حج اس سنہ کا سال ۱۲۸۷ء ہے۔ اور اس کی تواریخ سال یا اس سے ایک دو سال پہلے چھاپا ہوگا۔

کتاب کا موضوع و بنیاد، تاریخ، ادب، رمل، طب اور صنعت و حرفت وغیرہ کی وہ یادداشتیں ہیں جو مؤلف نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں جمع کی تھیں اور ان کی افادی حیثیت کو دیکھتے ہیں۔ بعد کو انھیں بجا کر بیا۔ یہ کتاب ستائیس حصوں میں منقسم ہے۔ مجموعہ کی رعایت سے ہر حصے کو اسر کہا ہے۔ جبکہ تاہف اور بن حصوں کی تفصیل میں خود مؤلف کا بیان ضروری اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

ستائیس افسر اس رسالہ میں کہتے دلوں کو ان سے فراموشی اور شاعروں کو شعر کہنا اے اور تالوں کو سپر و نصیب جو اور کی بات چیدا کہنے دلوں کو لطف اور یاد دہی کو تند رستی جو ۱۰۰۰

افسر سپر سلا : نام، کیفیت، ولادت اور شہادت چودہ معصومین علیہم السلام کے بیان میں،

افسر دسرا : اچھا اور بری فکر خیرا کا حال،

افسر تیسرا : سورہ یونس کی تلاوت کا فائدہ،

افسر چوتھا : نکاح اور آداب مباشرت کا بیان،

افسر پانچواں : معائن اور آستیں عشق اور عاشقی کے بارے میں،

- افسر چٹا : دھاتیں اندر آئیں دھمکی اور غم کو دے کے ہارے ہیں۔
- افسر مائوس : انسانیں اور مل جن سے تمہاری جگہ پر لکھی ہے۔
- افسر انٹول : دھاتیں اور مل میں، پری اور بھوت رشتہ کر کے ہارے ہیں۔
- افسر فواں : دھاتیں سب بھرت کی۔
- افسر مدھلی : بخش کر جن کو کھ کے میں کو چاہے اپنا عاشق کرے۔
- افسر گیارہویں : بخش کر جن کو کھ کے میں دوستی میں چاہے دشمنی ہو جائے۔
- افسر مدھول : بخش کر جن کو دیکھ سے میں، نمبر بدے۔
- افسر تبرجواں : بخش طرح طرح کے۔
- افسر چودھویں : گنجیوں پر کھونے کے قابل آئیں وغیرہ جو حسب حدیث۔
- افسر پیراں : ترک میں جن سے جن حاضر ہو جائے۔
- افسر سرہواں : ایک کام جن سے مراد مال ہو لے۔
- افسر سرہواں : کام جن سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔
- افسر واحد چوں : شہدے کر بلا اہل ان کے قاعوں کے نام۔
- افسر بیسواں : قوت مروی میں امانت کرے والے سے۔
- افسر بیسواں : آتش بازی بنانے کے لئے۔
- افسر گیسواں : متعرق قسم کے لئے۔
- افسر بیسواں : بادشاہوں کی بادشاہی کی مدت (ملاطین مظہر)۔
- افسر بیسواں : اٹھنا کا نام اور قابل یاد رکھے کے دھندلیار، کھدے، کباب، بدنی، طعوت، باجے، رنگ رنگیاں، خط، کپڑے، درختے، غیسے، پرندے، جو ہرات گھنے، میوے، پھول وغیرہ کے مترادفات۔
- افسر چیسواں : پہیلیاں، کہنیاں اور سستے۔
- افسر چیسواں : ہندی اور فارسی کی مثلیں (بہ ترتیب حروف تہجی)
- افسر چیسواں : فوج کی قاعدہ کے لیے اصطلاح میں (نام ایجاد سلطان)
- افسر ستائیسواں : حکایتیں اچھی اور خوب۔



ذکر تیسرا تو ہر سبیل میں ہے تو تو ضرب القتل مہل میں ہے  
 فزیرین طوائف سے قبیح خلق جو نے پر عشق نامہ میں واجد علی شاہ نے لکھا وہب مرزا کو  
 یاد کیا ہے!

علی بخش سے ربط پیدا کیا کبھی عشق نواب موز کیا  
 لہذا قاجار تھون نے جب صدارت بھری کے شہرت یافتہ افراد کا ذکر کیا تو وہاں بھی وہب  
 موز ہی یاد کیے گئے:

مرزا نواب مرزا حکیم ساج یہ ہیں بادشاہی قدیم  
 حقیقت میں جیسی تائی یہ ہیں جسے ناسور عاصی یہ ہیں  
 ملا جوں کا عالم میں لہا ہے مطلب ان کا جو ہے شاعرانہ  
 سمجھتے ہیں عینی جو پار ہیں اسی طرف کے غریب کار ہیں  
 یہ عہد خلافت میں کافی ہے جمیشہ عمارت میں نائی ہے  
 یہ ستارہ و آفتاب کے ہیں نامور غریب دیہاں آشنا عرش سیر  
 تعدادی جو قدرت سے بنے تھے شہت موز بھی ایسے ایسے کیے تھے مست  
 شہرت حرد کی دربار رس اور آشتی کے شاگرد تھے اس لیے ایک استاد بھائی کی بات  
 ان کی زمانہ عادیانی ایک ہم عصر مذکورہ نگار سے بلاوجہ سوئے ظن ہے ان نام شہاد خوں  
 کے پیش نظر یہ ہیں کہا جاسکتا کہ حکیم نواب مرزا شوق واجد علی شاہ کے دربار سے وابستہ  
 نہ تھے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے:

”بکہ شوق کی رتبہ دار و واجد علی شاہ نمک نہ پھولی تھی گو اس کی  
 خواہش ہو جی۔ حکیم افس صاحب کھنوری شوق کے وار کا ہے  
 وہاں کہ ”شوق واجد علی شاہ کے دربار میں ہو کر تھے۔“ پانچ اختر سے  
 مہتابت کہتی تاج نقیصہ رائدہ بارایت سے اس کی دل شد  
 میں شوق سے

سہ۔ صق اور انہی منظر پر سن ۱۹۰۶ء

سہ۔ راجہ کھنور دقلی، ص ۱۶۹۔

سہ۔ بدگاہ فحول ص ۴۴-۴۳۔

شہری خزانہ آخری میں رسید ملی شاہ نے اپنے وزم جمیعوں کی خدا و پانچ سو بتائی ہے اسلئے اور ان پانچ سو میں ایک شوق ہی نہ چولا، وہ اسی وقت مکن ہے جب شوق ملازمت میں وقت محسوس کرتے ہوں یا راجد ملی شاہ کی نظر میں لکھنؤ کے پانچ سو طیبوں سے بھی گئے گئے ہوں۔

## بحر ہدایت

مطبوعہ: در مطبع سلطانی (لکھنؤ) با تمام تمکات و جہان شائقین کمالیہ مقبول اور قبول

| تالیف   | زبان  | صنف سخن              | طاعت | تفصیل      | خدمات  | مطبع |
|---------|-------|----------------------|------|------------|--------|------|
| ۱۲۳۵-۳۶ | فارسی | مردود مسالک و مفاہیم | ۱۲۳۵ | ۳۰، ۳۰، ۳۰ | ۵۶ ورق | ۱۲۳۵ |

| آمار ص ۲۱   | انعام ص ۳۳  |
|---|---|
| <p>”محمد پیر و ثنائی الایضہ و اراغی است کہ<br/>محمد و مس راجعت عبارت آفریدہ و<br/>نعت بحساب و جہد پیر و اراغی گفت<br/>پاکش رختہ رسالت برگزیدہ و مدح<br/>و مقبت علی بن ابی طالب علیہ السلام<br/>ذی سوز و درد و ہزار سالہ روح<br/>تاریخ و مدیدہ و تامل“</p> | <p>”سوال پر میرزا بندہ طای و بن و خدیوان شہر<br/>تسلی کہ اگر شبیر انسان بگورداشتہ باشد<br/>آیا اویش پوشش سادہ نماز میت بن خواند<br/>یا اگر علیحدہ سادہ میوات و حوزہ اجتماع ظاہر<br/>اگر پوشیدہ باشد مضایقہ ندارد و اگر علیحدہ<br/>نہاند بہتر است و اللہ اعلم“</p> |

سرور کی کھائی چھپائی مطبع سلطانی کے شایان شان ہے۔ نقش ہر دول کے وسط  
میں نقش ربع اور ربع کے وسط میں نسبتاً گہری روشنائی سے بیضی نقش ابھارا  
ہے۔ ”بحر ہدایت“ اور ۱۲۳۶ء اسی نقش میں بیکہ خالی چھوڑ دینے کے سبب نمودار  
ہے۔ نام کے اوپر دو سطریں ہیں۔ ”رسالہ ہذا تالیف مبارک ہے۔ شاہ کا نام اور شاہی الکافی

اس نام کے نیچے دو سطروں میں مطبع اور منہم مطبع کا نام درج ہے۔ صفحہ ۲ اور ۳ پر لوح کی جگہ جل پری کا شاہی نشان اور میں طرف منقش ہل ہے۔ دیا ہے کے وزا بعد صفحہ سے اصل کتاب فریاد ہوئی ہے۔ آیتیں اور ایک لفظی سر میں خط نسخ میں ہیں۔ سوال اور جواب کا شہد نہیں کیا ہے۔ آخری صورت تک سطروں کا تسلسل برقرار ہے اور آخری سطر اپنی حد تک پہنچ کر ختم ہو گئی ہے۔ کتاب میں اس مقام تک ہر طاق صفحے کا ترک حسن علی کے پچھلے حاشیے پر لکھ دیا گیا تھا۔ جو صحیح پر ایسا کوئی اشارہ نہیں ہے اور نہ ہی غلطیوں کی اصلاح کے لیے کوئی صحت نام ہے بلکہ

نام اور سبب تالیف کے بیان میں خوف کا یاں حسب ذیل ہے :

۔۔۔۔۔ مساکی فقر کہ در سن تقریب حسب اشارہ والدہ پیر محمد

مرفدہ استقل کے اس اتفاق شدہ بود و اجرتہ آں سلطان احمد صاحب

احمد و الزمان تحریر ہوئے بود و در پریشان است وہ بود در امر در ملک

کشد تا فرق و تفتت مصون و محفوظ ماند۔ تیس کے فائدہ امین خاص و عا

فائدہ گروہ و در اتم و مصنف داخل مسنات و در عظیم شہزاد و چون اثر پریشان

بود و بعد تقسیم جواب۔ محرم و موم و مکر احمدیت سلطان کریم یا

مشہور و بلا اقتباس سے صاحب طالع ہے کہ یہ عبارت الجہلی شہ کے انتقال کے بعد

لکھی گئی اور اس تالیف کا مستندان سبکی کو بھی گرا تھا جو بعد علی شاہ کے عیست کے

مطابق سلطان احمد سووی مستند احمد صاحب اعلیٰ الشہزادہ اس سووی سید و زور

سلطہ۔ حرایت کی یہ تحصیل ملایا سلطان احمد ملک و کشتہ کے فائدہ سے مرم خود سے

ماہل کی گئی ہے۔ اس سے میں دو اوراق اور دو سادہ کی مہر پوری صلی کے حاشیے پر ہے۔

حاشیہ انفرادہ مہر ٹری۔ اس پیر پوری میں اس کی ہے۔ لیکن اس سر کا اس مقام پر

ہو خود طلب ہے۔ مگر مرقہ چھپا ہوا۔ ہونا یا صوفیہ کا بعد کوئی صفحہ مان مرنا

تو یہ مہر اس مقام پر ہوتی ہے کہ صوفیہ پیر جو دلائل کرتا ہے۔ کتاب صوفی

۱۲ پر ہی نام ہو گئی ہے۔ فیگور پیر و کشتی یا پیر پوری لکھنؤ کے سے میں

بھی صفحات کی تعداد ۱۵ ہے۔

علی صاحب نواز شاہ سے مختلف اوقات میں پوچھے گئے۔ سوالات مؤلف کے اور جواب  
مولوی صاحب کے، اسی سبب سے ظاہر کر دیا گیا کہ مؤلف اور مصنف دونوں دعائے  
خیر کے مستحق ہیں۔ ”مجموعہ واجدہ سلطانی“ کی طرح یہاں بھی کتاب کا نام بحکم الہدایت  
سلطانی بتایا گیا ہے لیکن لفظ ”مبارک“ کی طرح لفظ ”سلطانی“ بھی ایک پر تکلف  
کلمہ ہے۔ صحیح نام وہی ہے جو کتاب کے سورق اور بنی کی فہرست میں درج ہے اور  
اس کی دلیل بھی دی ہے جو مجموعہ واجدہ کے سلسلے میں پیش کی گئی ہے۔

سوال کرنے والا اور جواب دینے والا دونوں اثنا عشری مسلک کے پابند تھے اس لیے  
اس مجموعے کے ایک سوز سٹھ مسکے صوبہ کے سبب اسی عقیدے کی ترمیمی کرتے ہیں، نماز  
نہیں اور زکوٰۃ، نکاح، ہجو اور زنا، حمل، حرام اور مکروہ، برہہ، فروشی، سرور خودی اور  
کسب حرام، اہل اخراج اہل سنت اور اہل تشیع، فرض یہ کہ مختلف موضوعات اور مختلف  
نظریات سے زندگی کے مسائل پر دینی احکام کی تفسیر اس مجموعے میں ملتی ہے اور اگر  
حوالہ یا جواب کے ساتھ تاریخ بھی دیں ہوتی تو یہ استفادہ بہت کام کی باتیں بتاتے۔  
پھر بھی مجھے اس سے اگر ایک طرف سائل کی ضرورت اور فہانت کا اندازہ ہوتا ہے  
تو دوسری طرف حاکم شرع کا احتیاط اور ریافت انفرادی کے سامنے آتی ہے۔ علم دلچسپی  
کے چند مسکوں کا خلاصہ درج مقار کیا جاتا ہے۔ تاکہ مسکوں کی نوعیت کا کچھ  
اندازہ ہو سکے :

صحت، اولاد، خیر کاٹھ کے پر بزرگ حق ہے یا کم اور زیادہ ؟ اور لڑکے کو والدین کی

سلو۔ بحرانیت میں پانچے جو (ص ۷۳، ص ۷۸، ص ۷۹، ص ۸۰ اور ص ۹۲) جو اس کے ساتھ جاتا  
دینے والے کے دستخط بھی شائع کر دیے گئے ہیں۔ سلطان اعظم، ابن کاظم اور سید محمد  
نام تھا۔ سہ ۷۷۳ میں قتل کا احتمال ہوا۔ عابدہ ضرویٰ صاحب (ص ۱۲) طہار کے ذکر کوئی  
میں ان کے حالات بجزت موجود ہیں۔

سلو۔ بنی کی فہرست میں دراصل ”بحرانیت“ لکھا ہے (دیکھیے ۱۰۲)، کتاب کے متن میں  
کچھ یوں لکھا ہے، لیکن سورق پر بحرانیت ہے اور کچھ توضیح بھی ہے۔  
اسی لیے اس کو ترجیح دی گئی۔



اطاعت برابر سے کرنی چاہیے یا کم اور زیادہ؟ جواب: جہاں تک کتابت ہے وہ قول حق رکھتے ہیں اور جہاں تک مکالمہ ہے حدیث پر ٹھہرنے کی اطاعت فرض ہے پس اس لحاظ سے آپ کی اطاعت مقدم ہے۔ ضرورتاً تفصیل کی نکاح میں گہا نش ہے اور نہ عرصت (ص ۶۸-۶۷)۔

ب) مگر کون شخص اپنے کسی کام سے کسی ایسی جگہ جائے جہاں اس کے جانے سے لوگوں کو ہنگام ہو تو جو ملائکہ وہ خود خط کے نزدیک دل سے کسی برے کام کا ارادہ نہیں رکھتا خدا وہ شراب خانے جائے لیکن مقصد سرگرمی حاصل کرنا ہو اور لوگ یہ بھی کہ شراب پیتے گیا ہے تو ایسی صورت میں اس کا وہاں جانا کہاں تک درست ہے؟ جواب: انقور واضح النہم، (ص ۱۵۱) اختراں کی طرح سے ہو۔ (حدیث)

ج) چاندی سونے کے تختے جہاں پر تبرک نام یا کو حشس ہواں کو کارول کو دینا مناسب ہے یا نہیں؟ اور ان کو بدربنائے کے لیے لگ پر لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: ایسے تختے کارول کو نہ دیے جائیں تو بہتر ہے اور ایسے تختوں کو کسی کام سے لگ پر لگانے کی ممانعت ثابت نہیں ہے (ص ۱۵۱)

د) خدا کو تحقیق کے بغیر ان کا شایعہ یا طاعت وغیرہ سے نکاح یا متوا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: احتیاطاً بہتر ہے۔ (ص ۱۵۲)

۱۱) ظلال نامی ایک انگریزی کپڑا اکاؤنٹ سے بننا ہے اور یہاں جو جو ہے اور بہت دن چمکا ہے یا اس کو پہن کر نماز پڑھا درست ہے یا نہیں؟ جواب: جب تک یہ مرسوم ہو کر اون "جوان نکول" کا ہے یا "ویریکول" کا اعتبار با حوط ہے یکس یا سوا ہا تک سے آئے ہیں یا مسلمان کے ہاتھ سے ہے یا کسی دوسرے سے کہ اس کا حال معلوم نہیں مصافحہ نہیں۔ (ص ۸۰-۷۹)

۱۲) دوسرے دوسرے کے لیے روضے میں شجر پڑھنا مکروہ ہے یا وہ ضرر مند اہل بیت ہی میں کیوں نہ ہو ایسی حالت میں دوسرے دوسرے کے لیے بیت کے حال میں شجر پڑھنا بھی مکروہ ہے یا نہیں؟ جواب: بے شک مکروہ ہے لیکن عبادت میں مکرہت کے معنی میں کہ تو اب کم ہوگا جہد اگر گرہ دینا کے مصداق میں کسی شجر سے جہد تو دوسرے میں جو تو اب علم کے پتے سے حاصل ہوگا بڑے پتے سے اور زیادہ ہوگا (ص ۸۱)

مؤلف نے ان مسکوں کے پرچنے میں محض اپنی ذہنی کشمکش اور لہجہ کا اظہار نہیں کیا ہے بلکہ کہیں کہیں ایسی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے جو اس کے مطالعے میں رہی ہوں گی۔ حدیقۃ المتقین، جامع عباسی، حیات القلوب، منبع ولانی، تہذیب و کتاب الاشراف و اختیار و خاتمی، شہاب ثاقب، جامع المقاصد، شرح لمعہ، منبع بشری الاسلام و غیرہ جدا ایسی ہی کتابیں ہیں جن کے مطالعے اس کتاب میں ملتے ہیں۔

## صوت المبارک

مطبع: مطبع سلطانی، کھنؤ، مہتمم امیر علی خاں حیدر آباد

| تاریخ | زبان  | صنف سخن   | طاعت | تفصیل | ضمانت | سطر  |
|-------|-------|-----------|------|-------|-------|------|
| ۱۳۰۶  | فارسی | فن موسیقی | ۱۳۶۹ | ۳۴    | ۱۳۶۹  | ۱۳۶۹ |

آپاد ص ۲ ————— اتمام ص ۱۳۶۳

|                                      |  |
|--------------------------------------|--|
| ... طائفہ ... جہاد صدای              | ... بعد کو کوئی از حق حمد رب العباد تو     |
| چرخور ... بردار مرد تمام سازند انصاف | مخفی نہست محمد او ستودہ منقبت علی رضی اشرف |
| نہد المر ... من علیہ الصفاۃ و یحب    | الولاد و من یحبہ یبارک و یرحمہ             |
| ... احزان اس العالم قراب ال اقدم     | قدہ بی نیاز اختر خیر نقاش کلک مانی و       |
| ... علی بن ابی طالب مقلب بسط العالم  | بہر ادوار استی مغاں نور بصوت المبارک       |
| ... جھکس با در معنی عند              | یعنی بہ تجاریب گزشتہ خود چنان فی ساری      |

پہلا صفحہ ۱۰۰ ہے۔ صفحہ ۱۰۱ پر نقش جدول اور صفحہ ۱۰۲ کی پیشانی پر تمغہ ولایت لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ہیتم شروع ہے۔ آخر تک سطروں کا تسلسل نہیں ٹوٹا ہے۔

مخطوط دور دوری ایچ عیار قول کے لیے ملاحظہ کی جا گیا ہے۔ کچھائی چھائی کی خطیاں بھی ملتی ہیں۔

صفحہ ۱۰۱ کے صفحہ ۱۰۲ اور ۱۰۳ ملاحظہ ہو۔ بجائے ۱۰۳ یا ۱۰۴ صرف ۱۰۲ اور

۱۰۳ لکھا ہے۔

ہندی افغان کا محفوظ قدیم نعت کے طرز پر بنایا گیا ہے۔ صفحہ ۷۰ پر کتاب کے تمام ہوجانے کے بعد سات اشعار میں ایدہ علی خاں جلال نے تظہر کہا ہے۔ جلال مطبع سلطان کے مہتمم تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ کتاب انھیں کی نگرانی میں مطبع سلطانہ تکفیر نے شائع کی ہو۔

مستند و بالا تفصیل کتاب کے ایک بوسیدہ آبدیدہ نسخے کو سامنے رکھ کر شب کی گئی ہے۔ اس نسخے کا باقی رہ جانا بھی صاحبانِ ذوق کی خوشنودی کے سبب ہے۔ دہریہ کتاب آج سے سو برس پہلے ہی اتنی نایاب ہو چکی تھی کہ خود داج علی شاہ نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

|                                |                               |
|--------------------------------|-------------------------------|
| اگر موسیقی کا شہ سے شوقا جان   | نصرت الہارک کو دیکھ لے حیران  |
| اسی علم میں وہ کئی ہے کتاب     | مگر اب ہے نایاب مثل سراب      |
| میرے عہد میں تھی وہ ہر جا دیاں | چھپی جیب سے لونا لیا کار دیاں |
| کتب خانے میں میرے موجود ہے     | وگر نہ زمانے سے مفقود ہے      |

موجودہ نسخے کے ابتدائی اور آخری چند ورق سلطان کی جانب سے ناقص ہیں۔ جلال کا قلم تاریخ بھی اسی نقص کی ذمہ دہ لیا گیا۔ صرف وہ سبب معروضہ پر ہے جاسکتے ہیں لیکن ان معروضات سے یہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف کی تاریخ ہے یا طباعت کی۔ وہ معروضہ یہ ہیں۔

..... (خندہاں جہاں نے اس کے حسن کو دواہ کی  
..... کیا طبیعت تو کس ہے احتسار جم جاہ کی

سلطنتی محرم ۱۲۳۲ھ

مستند۔ ضابطہ بروری (دوسرے) کے نام جیسا استیلا علی غرضی نے دفتر کے تذکرات میں لکھا ہے۔ مستند و بالا کو صورت لہارک کا ہے نمبر ۱۸۹۹ء کے کچھ ورق قبل کتب خانے میں داخل ہوا۔ تاہم سنہ ۱۹۰۰ء کے صراط میں پمشل آرکائیوز (دہلی) نے اس کتاب کے ہر ورق پر وہ پڑھا کر اسے کتب خانے کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

مستند و بالا لکھنؤ ۱۹۰۷ء (انتخاب بر شری "پہل" تصنیف ۱۲۹۵ھ)



کتاب میں چار باب ہیں۔ ہر باب کو "باب" کہا گیا ہے اور ہر فصل کو "فصل" سے تعبیر کیا ہے۔ پہلے باب میں (صفحہ ۹ سے ۵۲ تک) سترہ فصلیں ہیں۔ اس باب میں سترہ اور نغمہ کا بیان ہے۔ اول شریک اصلیت، پھر لفظ "موسیقی" کی دو تہیں، پھر شریک کی پہچان ان کی تقسیم دان کے نام اور ان کی مختلف کیفیتوں کا بیان ہے۔ موسیقی میں مہارت کے درجے اور گزشتہ ماہرین کی خدمات اور خصوصیات کا ذکر بھی اسی باب کا جو حصہ دوسرے باب میں مجموعہ ۵۳ سے ۷۷ تک اٹال اور لے کی تعریف ہے اور ان کے جو ارکان ہیں اور ان کے رد و بدل اور پس و پیش سے جو مختلف صنفیں پیدا ہوتی ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں (صفحہ ۷۹ سے ۸۲ تک) آہستہ، تہت، تہت، تہت اور تہت چار قسم کے سدا اور ہر قسم کے تحت اس کے نمائندہ ساز اور اس کے مواد کا بیان ہے۔ چوتھے باب میں (صفحہ ۸۳ سے ۹۲ تک) رقص کی تعریف کی ہے اور چودہ پسندیدہ گیتوں کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ ان گیتوں کے نام یہ ہیں:

|                              |               |
|------------------------------|---------------|
| ۱۔ پری گیت                   | ۸۔ حسن گیت    |
| ۲۔ ملائی گیت                 | ۹۔ گھوڑ گیت   |
| ۳۔ فریاد گیت                 | ۱۰۔ محبوب گیت |
| ۴۔ شکست گیت                  | ۱۱۔ آثار گیت  |
| ۵۔ آہل گیت                   | ۱۲۔ طرہ گیت   |
| ۶۔ مسکرائی گیت۔ میں خندہ گیت | ۱۳۔ ادا گیت   |
| ۷۔ موزن گیت                  | ۱۴۔ نیک گیت   |

ان گیتوں کے بارے میں مؤلف کا بیان ہے: "یہ چودہ اندر خوب نغمہ آہند شدہ۔ اسی باب کے آخر میں "سجاد" اور "کی نرا گیت" اور اکثر فنکاروں کی اس سے ملاو قفیت کا بیان ہے۔ پانچویں باب میں (صفحہ ۹۲ سے ۱۰۸ تک) چوبیس حکایتیں ہیں۔ ان حکایتوں کے ذریعے چند ممتاز موسیقاروں کے کمالات، اکتساب فن میں ان کی کاوشوں اور موسیقی کے میر و معقول و قعات کو بیان کیا گیا ہے۔ چھٹے باب میں (صفحہ ۱۰۸ سے ۱۱۷ تک) دو فصلیں ہیں۔ اس باب میں مؤلف کے پسندیدہ اور خاص فن کو "شریش مبارک" سلطان کہا گیا ہے، بیان کیے ہیں۔ پہلی فصل میں (صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۷) رقصوں کی تفصیل بیان کی

کے ذیل میں ہے :

|                        |                        |
|------------------------|------------------------|
| ۱۰۔ درہن سوہج سکھی     | ۱۔ درہن سلائی          |
| ۱۱۔ درہن اکاس سکھی     | ۲۔ درہن سوہج تہہ جڑی   |
| ۱۲۔ درہن چو گھڑا       | ۳۔ درہن سیدھا گل بیتان |
| ۱۳۔ درہن چوہر مکھا     | ۴۔ درہن سوہجی          |
| ۱۴۔ درہن تاج مہارک     | ۵۔ درہن سوہج چل        |
| ۱۵۔ درہن خالی جوڑہ سلا | ۶۔ درہن کھیرا          |
| ۱۶۔ درہن پٹہ سلا       | ۷۔ درہن تہہ جڑی پکڑ    |
| ۱۷۔ درہن گنجی ٹھیان    | ۸۔ درہن گل بہان پکڑ    |
|                        | ۹۔ درہن چندر سکھی      |

دوسری فصل میں پندرہ رسوں کی تفصیل ہے ان کے نام یہ ہیں :

|                    |                   |
|--------------------|-------------------|
| ۸۔ درہن اچل        | ۱۔ درہن ہل        |
| ۹۔ درہن جیا سکھی   | ۲۔ درہن گھوٹ گھٹ  |
| ۱۱۔ درہن چتر مہارک | ۳۔ درہن سوہج چتری |
| ۱۱۔ درہن گیان سکھی | ۴۔ درہن چوہر مک   |
| ۱۲۔ درہن سوہج مکھی | ۵۔ درہن تیا       |
| ۱۳۔ درہن کندر      | ۶۔ درہن تاج سکھی  |
| ۱۴۔ درہن سوہج چال  | ۷۔ درہن پران سکھی |
| ۱۵۔ درہن نیلی سکھی |                   |

ان تمام رسوں میں شریک ہونے والوں کی تعداد، بول اور مختلف اہم باتیں پورے ہی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

سلا۔ صحت المہارک کا فہرست مندرجہ صفحہ ۹۔ ۱۰۸ پر خالی جوڑہ اور درہن پٹہ کی ترتیب یہی ہے لیکن نہ معلوم کیوں صفحہ ۳۸۔ ۱۳۷ پر تفصیل بیان کرتے وقت اس ترتیب کو الٹ دیا ہے۔

پہلے تھے اچھے باب کا اردو ترجمہ کسی قدر مزیم اور اضافے کے ساتھ بنی میں شامل ہے اور پہلے اور دوسرے باب کا منظوم اردو ترجمہ حذف اور اضافے کے ساتھ مشنری پبلی کے نام سے ملاد انکلمات کے ضمیمے میں داخل ہے۔ نئی کے مسودے میں ”ترجمہ جس مبارک مسند و صوت المبارک“ کے نام سے چھ باب کا معنی ترجمہ بھی ہے جس سے موجودہ مطبوعہ نسخے کے نقص کی نشو و نما بہت ظاہر ہو جاتی ہے۔

## سخن اشرف

مطبوعہ: مطبع سلطانی، لکھنؤ، بابا شیخ محمد علی خاں، اولادیکم امین الدین محمد برنہود

| تصنیف    | زبان | صنعت سخن | طباعت   | تقطیع | صفحات | مسطر |
|----------|------|----------|---------|-------|-------|------|
| ۹۸-۵۵۰۳۳ | اردو | دہلی     | ۱۲۶۸۰۳۹ | ۳۶۵۲۷ | ۱۳۵   | ۹۵   |

آغاز ص ۲۰۸ ————— اختتام ص ۲۸۸

”تیری ہفت میں ہر سلا کو ترجمہ کی گواہی کا  
 سنا تیری کسی زینت رہی دعویٰ خدا کا  
 مکی سوچو جس کو عشق کی بانو میں اچھی ہو  
 زبان ہی خاصہ پیدا کی ہو یا نکلا  
 ”کیوں یہ نافرمان ہوئی میرا باغ دھریں  
 دایع لاری طرح دیو بگاڑو گھر بے  
 دیکھا اختر نی تیسرا چہر تو او کی خوش  
 گایاں دی حیرت کیاں دی ای میری ہر دلی  
 ”مطبوعہ نسخے کا پہلا مندرجہ نقل قطعات کے صورت اول کے ساتھ ہے۔ مطبع نے دوسرے  
 نسخے کو سرورق قرار دیا ہے۔ اس صفحے پر منقش لورنگ کے دریاں بسم اللہ خاشیے پر مندرجہ  
 خوشنما پیل اور بیوں سے گھری ہوئی ایک پتھر کی تصویر ہے جس میں رد و داد شاہ  
 تحت ہونے لگے ہیں، پہلو میں درباریوں کا جھوم ہے اور سامنے ایک رقاصہ ہزار گری

سلا۔ ہی ص ۹۸-۱۰۱ پر گزری کی تفصیل تصدیق کے ساتھ ہے۔

سلا۔ ہی ص ۹۵-۹۶

سلا۔ ملحد انکلمات ص ۳-۱۵

ہے۔ اس تحریر کی پیشانی پر:

”مشہد مبارک مصنف دیوان نذیر سلطان بن سلطان سلطان مانان ابن المانان

بالتخلص باختر“

اور تصویر کے نیچے:

”شروع غزل سر دیوان تصنیف مبارک حضرت ابو النضر ناصر الدین سکندر

شاہ ارشاد عادل قیصر زمان سلطان عالم نادر وابدلی شاہ اودہ قاری خطائشہ

ملک وسعتہ واقاض علی النماہیں برہ و احسانہ“

مذکورہ میں کاتب نے سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ موقوفوں میں تخلص اور دیوان بدینے وقت سر خیال کی سرخی سے لکھی گئی ہیں۔ باقی حصہ چھاپا ہوا ہے۔ ”موقوف“ کے مقابل کے صفحے پر پہلی سطر سے دیوان کی ابتدا ہے۔ ہر غزل کے ساتھ چتر اور نقش و نگار سے مزین نمبر میں بحر کام اور اس کا بیان بناے گئے ہیں۔ ہر نئے مطلع کے ساتھ اشعار کی تعداد معلوم کے درمیان لکھ دی گئی ہے۔ یہ اعداد و شمار غلطی سے خالی نہیں ہیں۔ کتابت کی بھی متعدد خطایاں ہیں۔ ان غلطیوں کی اصلاح کے لیے صحت نامہ صرف ایک نسخے میں پایا گیا ہے۔ اس صحت نامے پر کوئی سرخی نہیں ہے۔ صفحے اور سطر کے حوالے سے پچاس غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔ صحت نامے کی کتابت بھی اصل نسخے کی طرح عیس خاں سے ہے۔ و مشہد میں اودہ متہم کام صحت نامے سے قبل یعنی دیوان کے آخری صفحے (صفحہ ۱۰۸) پر ایک سطر غلطی عبارت میں چھاپا ہوا ہے اور اس کے بعد کی جگہ کالم شاہ رخانی چھڑ دی گئی ہے۔ صرف ایک نسخے میں ان ٹکڑوں کے درمیان میں نقص ”میر بدہ من“ ملاحظہ کیے بغیر معلوم کس کا اثر ہے کہ یہ خاں ہے۔ کتاب کا آخری صفحہ بالکل سادہ و شامی کتب خانے کی ہر کسی نسخے پر نہیں پائی گئی۔ مطبوعہ نسخوں میں کہے گئے نسخہ کاغذ پر اور کچھ سید، سبر اور جیلے جیلے کاغذ پر پائے گئے۔ تصنیفات نادر علی شاہ میں اتنی

صفحہ ۱۰۸ کے صفحہ ۱۰۸ ملاحظہ چوں کہ کی جگہ ۱۰۸ اور اس کی جگہ ۱۰۸ لکھا ہے۔

صفحہ ۱۰۸ کے صفحہ ۱۰۸ ملاحظہ چوں کہ کی جگہ ۱۰۸ اور اس کی جگہ ۱۰۸ لکھا ہے۔

صفحہ ۱۰۸ کے صفحہ ۱۰۸ ملاحظہ چوں کہ کی جگہ ۱۰۸ اور اس کی جگہ ۱۰۸ لکھا ہے۔





نشان ہو چکا اس کی تلاقی دھراس ہے کیوں کہ وہ نسخہ غائبنا سخن اشرف کا نقش اول تھا چند  
شعر اس مذہب نئے سے نقل کر چکے گئے تھے۔ مطبوعہ نسخہ میں کہیں کہیں بصیرت افروز اشعار

ہے۔  
نظم سہ ماہی کا طبع ممکن ہے سخن اشرف بھی کسی قلم کار تاریخ کا جزو ہو۔ اس نام  
سے ۱۲۹۰ء برآمد ہوا ہے۔ لیکن نظم نامور کی عمر میں اکثر و بیشتر اسی سخن اشرف کا چہرہ بہ میں اور  
نظم نامور کی ترتیب ۱۲۸۸ء میں ہی مکمل ہو چکی تھی۔ پس اس نام کی قطعی شہادت بادشاہ  
کے بیٹے سریر زادہ امان اللہ کے ملکہ نسخے سے حاصل ہوتی ہے لیکن یہ بتانا دشوار ہے کہ یہ  
نام اس نسخے پر کب لکھا گیا۔ سخن اشرف بادشاہ کا دور سرایو ایران ہے۔ کلیات اختری میں اس  
دوران کی عمر میں مستقل کہنے وقت اسے دیوان دوم کہا گیا ہے۔ اس دیوان میں ۱۲۵۵ء  
ہیں۔ اشعار کی تعداد ۱۲۵۰ ہے۔ کلیات اختری میں ان غزلوں کو دوبارہ شائع کر کے  
وقت شمار میں ترسیم، منسوخ اول امان اللہ بھی کیا گیا اور نظم نامور میں جب اس کی کچھ عمر  
تیسری دفعہ شائع ہوئی تو اس وقت بھی بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔ نقش اول  
دوم اور نقش سوم کا موازنہ کلام کے ارتقائی مطالعے کے لیے اچھا خام مواد فراہم کرتا

ہے۔

## ارشاد خاقانی

۵۰۶ ۴۸ ۱۲

مطبوعہ: بیتا جان شاکرستان مقبول الدوام زائچہ مہدی علی خان بہادر قبول بدیع سلطانی

| ایضت  | ربان | صفت سخن | طباعت | تقطیع | ضمانت  | مسطر   |
|-------|------|---------|-------|-------|--------|--------|
| ۱۳۹۸ء | ارد  | فردوس   | ۱۳۹۹ء | ۲۸x۱۸ | ۳۰ ورق | ۱۱ سطر |

آغار ص ۲

... جمع عمد ثابت ہیں واسطی اللہ  
کی کہ یہ قصہ مضبوط و رواہ تمام تمام ہوا۔

”بعد میں کئی شکر اس لایا کہ نروانی

کی کہ گھر دنیا اور آخرت کا کمال تقطیع اور

موند نیت سی اسکا بنایا جو ہی اور میر لک  
موند کا بی اسباب اور اور تو کی اور سکا  
اور شایا ہوا ہی اور تو اس کا صد لک کر  
جوں جو آسمان کی اور تو کوئی کر کی تھا  
اور اوئی میں شمع اور ہی بازو کی زور کو  
اور سنی قاب تو سین کی تاروں میں قولا۔

طالع بنی فصل و ہزار اگر چشم زلالی عہدت  
میں داسکی غوطہ زب جوں امید ہی اگر گوہر  
طیور ہر مقصود فی زحمت با تھائی قابی سہا  
بازو رفتوری اگر زبانی سطر میں اس  
رمالی کے پانی عمل اور ہر اسیدگی نہفت  
کہ ذکر یہ اور اس عوی چھاپیں۔

چھپے ہوئے سوجھ کی استدائی در سطور میں بادشاہ کے نام کے ساتھ۔ رسد  
نہ انصیف مبارک لکھا ہے اور آخر کی در سطور میں مطیع اور بہتم مطیع کا نام اور وسط  
میں معشیں مستطیل کے لفظ کتاب کا نام ہے۔ صفحہ ۲۱ اور ۲۲ کی جدول معشیں ہے۔ صفحہ ۲ پر  
تھاے و ابھری کے تحت لوح بسم اللہ ہے۔ متن میں جایا خط نسخ سے ایک نقلی نسخہ  
کو ناپا کیا ہے۔ صفحہ ۱۱۸ پر اصل کتاب کے نام جو جانے کے بعد ۱۹ سے ۲۲ تک نسخا  
تدریج اور خاتمے کی عبارت ہے۔ صفحہ ۲۳ سادہ ہے۔ قصات تاریک میں دعا شواہ کا پہلا  
قطعہ منشی مظہر علی بہادر جنگ (اسیر) کا ہے۔

شمس الدین در دعوٰی کردہ خود  
از ترجمہ شاہ مرد و شش تو قیر  
تاریخ چین کردہ رقم لکھ اسیر  
از شاہ زمانہ زندہ شد نام فقیر

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

مندرجہ بالا قطعے سے یہ ظاہر ہیں ہر ناکہ پر نہ جھکی تاریخ ہے یا طاعت کی۔ اس کا فیصلہ  
اسیر علی خاں ہوائی کے خطوط سے ہوتا ہے جو نمونے اور طاعت کے لیے الگ الگ کہے  
گئے ہیں اور اسیر کے قطعے کے بعد دست ہیں:

(الف) انتخاب

افتر جو ہے ظلم اندس یہ نوید ہے  
شمر مند و رشک سے ہے فلک پر میر  
تاریف کے جو سال کوڑھندہ اڑانے  
لونا ہے عار و آسماں سریر  
عیلی نے اس کو چرخ چہاں سے نکلا  
شاہ شہان بند نے رعد کیا فقیر

سطح۔ اس کتاب میں ہر حق کو بادشاہ و حکم ہر سال کا کھچا ہے اور یہاں سے قطعہ ہے۔ انصاف خطاب کے ساتھ۔

### دب، انتخاب

ولید علی اختر شہرہ اعلیٰ فصاحت  
 تصنیف فقیر کعبہ رخت کہن دعا  
 چون نظم لالیست ہر نثر مسلسل  
 پراپہ فر یافتہ در مطبع سشای  
 تاسخ رقم کرد ہلال ناز نہ ہجری

گردید چرکہ زن اردوی معنی  
 بخشید چ پیلین اردوی معنی  
 ہر صفحہ شدہ مودن اردوی معنی  
 مطبوع شد ان غزل اردوی معنی  
 شطیح ضین بخشن اردوی معنی

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰

قبول کے دونوں فارسی قطعوں سے اس امر کی مزید تصدیق ہوتی ہے کہ یہ  
 کتاب ۱۰۶۸ھ میں تحریر اور ۱۲۶۹ھ میں طبع ہوئی۔ "ارشاد خاقانی" کے ملاحظہ  
 معینیت نامہ سلطانی "اس ترجمے کا تاریخی نام ہے۔" "تو یہ الا زبان" تہذیب  
 "اور" "نظم اجزہ" یہ ہیں نام کتاب کی طباعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسیر  
 ہول اور قبول کے قطعوں کے بعد صرف سرفی کے تحت یہ پانچ نام الگ  
 الگ لکھے ہیں۔ خانے کی عبارت میں کتاب کا نام "مرد خورشید درج ہے  
 کتابت کی تصحیح امیر علی خان جلال کی ہے۔

ارشاد خاقانی کے سرود، خانے کی عبارت اور قطعات تاریخ کی مخریج  
 میں اس کتاب کو بادشاہ کی تصنیف بتایا گیا ہے لیکن جیسا کہ قطعات تاریخ  
 اور خود کتاب کے مقدمے سے ظاہر ہے یہ کتاب تصنیف نہیں ترجمہ ہے۔  
 "تب ندۃ بے مقدار اختر حیر مزجم دسد میر شمس الدین خیر کا  
 خدمت میں طالبان فن شعر کے عرض کر تلبہ کہ شعر کے شائقوں  
 کو ہم عروض اور قافیہ کا بھی فرود چاہیے اور مہذول کوئے  
 مہوں کو جبران دونوں فنوں کی دکھنا حاجات سے ہے مگر ہم  
 علم کے شاعروں نے ان دونوں فنوں کو عربی سے فارسی میں  
 ترجمہ کیا لیکن کوئی فنہ ایسا کہ جمع کہلے دلاو عروض اور قافیہ

کا ہر کم فروغ ہوا۔ اب ان دونوں پر علم بالکل ہٹا رہا تھا۔ اس  
 جہت سے یہ فرق بے مقدار ہر چہ آفتاب ریاست تلک چلام  
 پر بلند رکھتا ہے اور والد منحور یعنی حضرت ابدال شاہ مورقہ  
 مرقہ کے زمانے سے انی ہون کہ فضل خا سے اب قریب تیس برس  
 کے سن ہوا حوالے شغل شعرو شامی کے اور کوئی شوق نہ  
 ہوا مگر یہ سب بغیر علم عروض اور قافیے کے بے تک تھا۔  
 اب چند ایسے مزارع مکان معانی، بیل، بوستان، عمرانی عینیت  
 کیش درد اندیش کچھ اور بخشی الملک مور رضا خان بہادر فتح ملک  
 المتخلص بہ برق حاضر حضور ہوئے۔ اسے زمانہ سیمیں برس کا یا  
 کچھ زیادہ گدھا ہو گا کہ پرچا فن شعر کا پھر تازہ ہوا۔ حقیقت  
 میں پہلے موصوفت حکیم اس فن کا ہے۔ مرقہ کو بھی وہی فرق  
 عروض اور قافیے کی طرف میلان طبیعت کا اس واسطے کہ چار کی محفل میں  
 جواب دیے سے عاری نہ ہوں بہت بڑھ گیا اور یہی سہ ہوا کہ  
 شعرا سامعین مطلب ان دونوں صوں کا زمانہ اس سے قبل کہ  
 فروغ اس زمانہ ہندک کے نقطہ ہم ہوگ ہیں کس واسطے کہ جو حکام  
 کی زمانہ پر آجاسے اس پر احتیاج دلیل کی نہیں پاسیے گھوں اس  
 طرح کہ دونوں فنوں کے حاصل کرے دونوں کو کافی ہو اور کوئی صلہ  
 دیکھنے کا احتیاج نہ ہے۔ کیا خوب کہ زبان دی شعور کو پسند  
 ہو اور موزوں کرنے والوں کو نافع ہو اور اس واسطے سے ہم کو  
 یاد کریں، اور بنا اس رسالہ کی ایک مقدمہ اور دو رکن پر قرار  
 پان اور نام اس کا حکم اختر رکھا گیا؟

خبر کہ وہ بلا درگوں میں سے ہر کس میں ایک مقدمہ اور متعدد فصلیں ہیں یہاں  
 رکن عروض کے بیان سے مشغول ہے۔ اس رکن کے منصوبے میں شعر کی تفریق  
 کی ہے اور شعر کے لیے ضد متضاد اور موزوں کو لازم قرار دیا ہے۔ وزن کے لیے  
 اصول افغانی کی تفریق، تشبیہ اور بحر اور زعمات کا فصل بیان کتاب

کے مستثنیٰ صفحات (ص ۹۳-۹۴) پر مشتمل ہے، دوسرے کے خدوے میں قافیہ کی قرین ہے۔ اور قرین کے ساتھ متعدد غزلوں میں قافیے کی قصوں اور سن و سببیت مثالوں کے سجایا ہے۔ ارشاد خاقانی مگر میر تقی میر کے فقیر کے رسالے کا حرم ہے لیکن مزیم نے اصل رسالے کی پابندی نہیں کی ہے بلکہ اپنے ذوق اور فکر کے مطابق دیگر غزلیوں کے بیانات بھی بجا کیے ہیں اور کہیں کہیں تخریب اعتراض بھی کیا ہے۔ اردو شکر کی کتاب میں غزلی کے شعر بے غل و چنانچہ مزیم نے فارسی کے بہت کم شعر نقل کیے ہیں اور تقطیع یا مثال میں خود اپنے کچھ شعر لکھے ہیں۔ غیر انوس ناموں کو یاد کرنا بھی دشوار کام ہے۔ موقوف نے آسانی کے لیے کہیں کہیں ناموں کو قلم کر دیا ہے۔ ارشاد خاقانی کی تالیف کے کئی سال بعد موقوف نے پوری کتاب کو منظم کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن زبانات کے بعد اس منظوم بیان کو ناتمام چھوڑ دیا۔ شجرہ غرض کا تیسرا باب اور قرضوں، غلی، کے مشرق اشار اسی کرشمہ کی یادگار ہیں۔

## جواب بلوچک

مطبوعہ : مہتمم : مطبعہ : کلکتہ :

| ترجمہ زبان                     | صفحات | طاعت | تقطیع | فہرست | مسطر                          |
|--------------------------------|-------|------|-------|-------|-------------------------------|
| ۱۱۲۵ اردو                      | ۱۱۲۵  | ۱۱۲۵ | ۱۱۲۵  | ۱۱۲۵  | ۱۱۲۵                          |
| آغاز ص ۲                       |       |      |       |       | انعام ص ۹۰                    |
| آگے سپہ نے بر خود دار سواد     |       |      |       |       | در خواست ہاکر وہ دورہ جان کشن |
| اندر مزا دی ہد بہادر اپنے چہرے |       |      |       |       | بہادر گزشتہ                   |

سطح - ارشاد خاقانی ص ۳۷ ملاحظہ ہو  
سطح - ارشاد خاقانی ص ۹۳ پر قافیہ کی قسم

| ۱۸۵۶   | ۱۸۵۵ | ۱۸۵۴  |
|--------|------|-------|
| اکتوبر | ۲۵   | تاریخ |
| ۴      | ۱۰۹  | ۱۰۹   |

بھائی مرزا مسکند شہت بہادر کو باید  
داد بانی کے مدار و دار السلطنت لندن  
کیا ہی۔ بعد ازاں کے اردو ملک کے  
چھپ کے ہندوستان میں آئی اور  
ترجمہ ہو گئے چارے نظریہ گوری  
سلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے ناحق  
بربادی اور تباہی چارے ملک کی  
مشہور کر کے موٹ و مل مار کو سود

سردق سادہ اور آخری صفحے پر خانے کی کوئی علامت نہیں ہے۔ مطبع مصنف  
اور تاریخ اشاعت کا بھی کسی کوئی ذکر نہیں۔ صفحہ ۲ پر ملادی نوٹ میں ہندوستانی  
”تو کلت علی اللہ“ اور اس کے زیر میں صفحے میں اسم اللہ درج ہے متن میں اور حاشیہ  
پر مختصر سرخیاں ہیں۔ کھائی چھپائی مطبع سلطان کے مقابلے کی تو نہیں لیکن غیبت  
ہے۔ خانہ جلالت کے سبب بہت سی ایسی غلطیوں کی اصلاح نہیں ہوئی جو مصلح سنگھ  
کا حق کہلاتی ہیں۔

ماہہ مشکم کے صفحے اور بیان کردہ رشتوں کی نسبت سے یہ معلوم کرنا دشوار  
نہیں کہ اس کتاب کا مؤلف کون ہے۔ اسی وقت سے کہ جس سے مؤلف کی شخصیت  
کا اظہار ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جیسے اردو زبان کے جملے تو میں لیکن کسی  
دوسری زبان سے ترجمہ کیے گئے ہیں۔ خانے کے قریب قریب کو مترجم نے اردو  
میں مستعمل جو کچھ نہیں کیا۔ اس فقرے - ”معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسری  
زبان عجمی فارسی ہے۔ دیباچہ میں سبب تا یہ کہ یہاں کے بعد مؤلف  
سے کتاب کے ابواب کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس تفصیل میں بھی ترجمے کی جھلک  
موجود ہے۔ ظہر نمونہ کام دہی تفصیل نقل کی جاتی ہے۔“

”باب پہلا مشعریاں حقائق اشاعت اور انقیاد سرکار کینی میں وقت سے مصالح  
لی مائن گے۔“

”باب دوسرا شخص بیان ان باتوں کے کہ الہی سرکار کینی نے مقتضیات عہد تاجات

سے آنکھ چمپا کے کیا ہے۔

”باب تیسرا مشرکیت ان مقدمات کے کہ جس پر کرنا یسین صاحب اور جنرل اورٹرم صاحب بہادری نے بنیاد بنائی اس ریاست کی رکھی ہے۔

”باب چوتھا پنجے بیان اختلافات کے کہ تحریکات کارڈ ڈھوزی صاحب بہادر اور جنرل اورٹرم صاحب اور صاحبان کونسل ان سے بہری ہیں۔

”باب پانچواں پنج دیہوں حسن انتظام ملک اودہ کے۔

”باب چھٹا مشورہ اکی اس بات کے کہ عہد نامہ جات جو بہت مضبوطی کے ساتھ دونوں سرکار میں لکھے گئے ہیں ان کا نوڈنا کسی طرح جائز نہیں۔

”باب ساتواں طرز بیان طرزوں خونیہ اور دوسری طرح کے فسادات کے کہ عملداری سرکار انگریز بہادر میں ہوتے ہیں۔“

ان ساتوں بابوں کے لکھے میں صاحب سلاطین نے اپنے بیان کو جو بکسہ منی پارلیمنٹری پیپر ۱۸۵۵ء میں ماڈ کردہ اصلاحات کی صفاتی اور غلط کرنے والوں پر سختہ جہنی کی حد تک محدود رکھا ہے۔ یہ کتاب ملکہ وکٹوریہ اور ہرٹس پارلیمنٹ سے اوصاف طلب کرنے کی غرض سے لکھی گئی تھی۔ اس لیے بھی اس میں گہرائی نہیں تھی کہ فرسٹ اور غیر مستحق بحثوں کو چھیڑ دے۔ جو کچھ لکھا گیا ہے غرض اور اعتماد کے ساتھ لکھا گیا ہے کتاب میں ایک حوالہ اجداد جام جہاں نامہ صفحہ ۱۲۳ رکتور ۱۸۵۶ء کا ہے اور صفحہ ۱۲۴ میں کٹھ کے دوسرے میں پیش ہونے والی درخواستوں کی آخری تاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء بیان کی گئی ہے۔ ان تاریخوں کے پیش طرز جو کچھ لکھا گیا اسی زمانے میں لکھا گیا۔ بادشاہ اس وقت کلکتے میں تھے۔ لکھنؤ کا سارا کارخانہ درہم درہم جو چکا تھا۔ کلاں کو بھی جس میں مطبع سلطانی تھا بارہ دوسرے اڑائی جا چکی تھی۔ اس لیے ممکن ہے یہ کتاب کلکتے کے کسی مقامی پرنس میں بھی ہو اور چوں کہ کتاب کا مرقف اور کتاب کا موضوع دونوں انگریزی حکام کے خلاف تھے اس لیے مطبع دہلی کی تفصیل بہ نظر احتیاط حلف کر دی گئی جو۔



کتاب میں کئی جگہ "جواب بلوچک" نامی ایک کتاب کا حوالہ ملتا ہے جو اس کتاب سے پہلے لکھی جا چکی تھی۔ مگر وہ کتاب "جواب بلوچک" ہے تو اس کتاب کو "جواب بلوچک" کہا جاتا ہے۔ لیکن بلوچک کسی کتاب کا نام نہیں۔ یہ انگریزوں کی طرف سے ہے جو مختلف جگہوں سے پارلیمنٹ کی واقفیت کے لیے مرتب کی جاتی ہیں۔ اودھ سے متعلق رپورٹیں اودھ بلوچک کہلاتی ہیں۔ اس لیے جب کسی رپورٹ کا جواب دیا جائے اسے جواب بلوچک کہا جاسکتا ہے۔ مؤلف رپورٹوں کی زبان سے کسی تحریر سے واقف نہیں تھا اس لیے ضروری تھا کہ وہ ان کا ترجمہ حاصل کرے تو جواب لکھے۔ اس زمانے میں بحث مباحثے کی زبان اردو نہ ہونے کے باعث بھی یہ ضرور ہے کہ جب وہ سال بعد سرسید اصفہان نے اسی سوال جواب کے لیے نظم انتخاب تو وہ اردو ہی میں تھا۔ تاج علی شاہ پر فارسی کا رنگ غالب تھا اور جواب جاننا فارسی میں ہی لکھا گیا ہوگا۔ اودھ بلوچک سے ہندوستان اور انگلستان، خاص و عام ہر طبقہ میں شہرت پائی تھی۔ جواب کے لیے بھی ضروری تھا کہ انگریزی میں ضرور ہو اور ممکن ہو تو اردو میں بھی ہو۔ فارسی سمجھنا صحیح ہوگا لیکن اردو ترجمہ چاہئے سمجھنا ہے۔ اور اس کی بھی شہادت ہے کہ انگریزی ترجمہ شائع ہوا اور یورپ میں صاحبان صنوبر کی نظر سے گزرا۔ انگریزی اور اردو مترجموں کے نام نہیں ملے صرف بیان مینا ہے کہ جیسا تھا۔ صاحب قیصر اتراشی کا بیان ہے کہ تین مترجمین انگلستان بھی گئے۔ یقیناً یہ فارسی یا اردو ترجمے کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ مولوی مسیح الدین خاں نے اپنی کتاب میں انگریزی مضمون کے ایک اقتباس بقید مضمون پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب لکھنے سے شائع ہو چکی ہے۔ ایک دوسری شہادت جینڈ برگ *Heidelberg* کے مرسن

سنگہ جواب بلوچک ص ۵۹۔

سنگہ۔ رسالہ مسابقات ہندوستان دیکھو جات جلد ص ۲۶۔ ۱۳۵۔

سنگہ۔ مدیر نامہ ص ۴۲۔ ۴۳۔

سنگہ۔ قیصر اتراشی جلد ۲ ص ۹۰۔ ۹۱۔

سنگہ۔ مسیح الدین ص ۱۲۲۔ ۱۲۱۔

نژاد انگریزی، جرمن Dr. V. Hoffmann کی ہے۔ ڈاکٹر موصوف اپنے خط مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۳ء میں مابعدی شاہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کی اور آپ کے سیر کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کو پڑھ کر میں آپ کا اور آپ کے ماضیان کا اس درجہ خاص دوستدار ہوا کہ میں آپ کی کتاب کا جرمن میں ترجمہ کر کے شائع کر دیا اور اب آپ کی کتاب کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ جرمن زبان سے ہماری واقفیت ہی کیا ہے۔ مولوی مسیح الدین خاں کی کتاب ترجمہ جس کے شائع ہو گئی اور میں اب تک اسی کا علم نہیں۔ جواب یو کے کے جرمن میں شائع ہونے کا حال معلوم کرنا تو بہت دیر کی بات ہے جواب بلوچ کا ایک اور ایڈیشن بھی دستیاب ہوا ہے جس کے بروڈر، پر مرقعہ "ما فوض امری الی اللہ ان اللہ خیر بالعادۃ"

بخط طغریٰ اور آفری صلیب کے طشے پر،

”پرکب بجنہ شمر کشتہ طوفان مرغی اتمام دینی پر شاد سے مچی“

درج ہے۔ بسم اللہ سے قبل کی آیت اس میں نہیں ہے اور آحر میں تمام شدہ کھلے صفحات کا شمار بھی نہیں ہے۔ کل ۳۱ ورق ہیں۔ باقی کھلے چھائی کے فرق کے علاوہ اور کوئی قابل ذکر فرق دونوں ایڈیشنوں میں نہیں ہے۔ چھپائی تنظیم کے کتابچے میں اس کتاب کا ملاحظہ الگ بھی شائع ہوا ہے۔ اور ضمیمے اختر کے موقوف نے اپنی کتاب میں تقریباً پوری کتاب نقل کر دی ہے۔ لیکن ہے دہلی اور برہمپور کی زبانوں میں اس کتاب سے استفادہ کیا گیا جو کیوں کہ وزیر نامہ کا بیان ہے کہ تحریر اور تقریر میں مختلف لوگوں نے اس کتاب سے فائدہ اٹھا یا۔

ملک، احمد رضا (ک) ۱۳۷۶-۱۳۷۷

مسئلہ - قرآن مجید میں کیا اصول اخذ کیے گئے ہیں جن سے تعلیم و تہذیب کے مسائل حل ہو سکیں؟

ستارہ۔ چوں ہر کسب کے یہ دورِ عیدِ وطنِ بانوس تہاں دورِ انگشتِ ہمارے ملکِ عزیزِ مجاہدہ آباد اسی سوچ رہا ہے۔

مسئلہ : ملا کر کتب خانہ بنانے کا منصوبہ

۱۰۰. مملکت و پستہ (۱۱۱۱)

1941-42

# دیوان مبارک

مطبوعہ: مہتمم، مطبع، کلکتہ

تصنیف زبان صنعت سخن طباعت تقطیع ضخامت سطر  
۱۲۵۵۵۵۵۵ اردو دیوان ۵۵۵۵ ۳۴۳۳ ۱۱۱۱ ۳۳۳۳

آغاز ص ۲۔ دیوان ثلاث تصنیف ہنگ

حضرت سلطان ابن السلطان غازی ابن اللغات  
الکھنص باغی اور لشکر نامہ ابن مکنندہ جہاد  
بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی  
شاہ اودہ غازی خلد اللہ ملکہ و عظمتہ و افاض علی  
العالین برہ و احسانہ، رقم محبوب ہے اپنے ہر لک  
شدہ نامہ سے آغاز کا یہ

پہا اور آخری صفحہ سادہ ہے۔ دوسرے صفحے سے دیوان کی ابتدا ہے۔ ہر صفحہ  
کے بدین سطروں میں درجی عبارت ہے جو اوپر درج ہے۔ ہر غزل کی پیشانی پر وہ  
خداوند ملکہ و عظمتہ لکھا ہے اور غزلوں کو رویت و ارتقیب دیا ہے۔ آخر تک یہی  
صورت قائم ہے۔ آخری غزل اور چند اور غزلیں نہ صحت کی ہیں۔ مطبع یا اشکار نام یا  
قطرہ تدریج یا اور کوئی اطلاع جس سے دیوان یا صاحب دیوان کے بارے میں کوئی علم  
ہر کے اس نسخے میں ملحق نہیں ہے۔ کاغذ اکابت اور طباعت بہت معمول ہے۔ اگر  
شروع کی تین سطروں نہ ہو میں تو یہ بتانا بھی دشوار ہو تاکہ یہ کس کا دیوان ہے یہ

۱۔ اس دیوان کا صفحہ ایک سو ساڑھے چھ ہجڑا ہیں میں نظر آجے تیرہ جین اور کھڑکی  
نے ۵۳۵۷۷۷۷۷ میں تیسرے صفحہ پر خط ملا جگہ جگہ کے ہر نوعت کیا تھا۔

دیوان ثالث کو دیوان مبارک کہنے کا سبب ابھی بیان کیا جا چکا ہے۔  
 اس کی روایت میں اس دیوان کی ایک غزل ہے جو غالب مدفن آرا بیگم بنت خوب علی  
 نقی خاں سے منسوب ہے،

نگہ پر ہے نام اخترِ عمل کا یہ جو نیک انجامِ اخترِ عمل کا  
 دیوان کے ساتھ تصنیف کے تین کے لیے یہ غزل چار دیواری کر سکتی ہے۔ اخترِ عمل  
 ۱۷۷۷ء میں بادشاہ کے نکاح میں آئیں۔ یہ غزل خطابِ مرحمت کرنے سے پہلے نہ لکھی  
 ہوگی۔ سخنِ اشرف کی ترتیب اسی زمانے میں مکمل ہوئی۔ دیوانِ مبارک کی ابتدا بھی اسی  
 زمانے سے شمار کرنا چاہیے۔ دیوان کا آغاز اور لکھائی چھاپائی گواہی دے رہی ہے کہ یہ مطبعِ سلطانی  
 کا کام نہیں اور مطبعِ سلطانی کے ہونے کسی دوسرے مطبع کا اسے شائع کرنا دور از قیاس ہے۔  
 ۱۷۷۷ء تا ۱۸۵۹ء تک مطبعِ سلطانی بحسن و خوبی کام کر رہا تھا۔ مقبول اللہ مرزا صہدی قبوی  
 کی مثنوی "ذکرِ معصومین" اس مطبع نے اسی سلسلہ میں شائع کی۔ پس اس دیوان کی  
 اشاعت کا گھنٹہ کے مطبع سے کوئی تعلق نہیں۔ دیوان یقیناً لکھنے میں چھاپا اور ایسے  
 زمانے میں چھاپا جب چھاپائی کے اخراجات کے لیے معقول رقم اور چھاپائی کی نگرانی کے لیے  
 تجربہ کار کام کرنے والے بادشاہ کے ساتھ نہ تھے۔ جوابِ خوبک کی اشاعت کے بعد  
 کا زمانہ یعنی شوال ۱۲۴۳/۱۸۵۷ء سے پہلے کے چند ہی ایسے دور کو پیش کرتے  
 ہیں جب طرست اور تنگ دستی بادشاہ کو بہت پریشان کیے ہوئے تھے۔ بیگمات کے نام  
 پر غزلیں بادشاہ نے اسی زمانے میں کہنا شروع کیں۔ اخترِ عمل اور محمود عالم سے محروم  
 غزلیں جنہیں شیورے بیس میں ہوتا چاہیے تھا غالباً اپنی نوع کی باتیں کو ششلی جھنڈے کے  
 سبب اسی دیوانِ مبارک کا جزو بنیں۔

دیوانِ مبارک بادشاہ کا تیسرا دیوان ہے۔ خود دیوان کی پیشانی پر اسے دیوان

صفحہ - بیخاں، انکس ۵۳۰۔

صفحہ - تاریخ اقتدار (خطی) جلد ۱ ص ۳۲۷۔

صفحہ - تاریخ سرائیکی غزلیں دیکھیے۔

صفحہ - سہارنپور کے دربار میں عالم کیا بیگم شیلہ بی بی صاحبہ عالم

ثالث اور کلیات آخری میں دوبارہ شائع کئے وقت ”دیوان سوم“ کہا گیا ہے۔ مذکورہ سلاطین میں بادشاہ کے تین مطبوعہ دیوانوں کا ذکر ملتا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۱۳۹ھ میں منسلک اور ۱۱۴۴ھ میں شائع ہوا۔ صاحب تذکرہ کا بیان اگر ۱۱۳۹ھ یا اس سے قبل کا ہے تو دیوانِ مبارک کی ترتیب ۱۱۳۹ھ تک منسلک ہو گئی ہوگی لیکن دیوانِ مبارک کے شائع ہونے کا ثبوت خود دیوان کے ابتدائی سے نہیں ملتا۔ دیوانِ دوم کی اشاعت کا ذکر صاحب تذکرہ نے اس انداز سے کیا ہے گو یادہ تذکرہ کچھ وقت ان کے علم میں آیا۔ دیوانِ دوم اور دیوانِ سوم کی اشاعت میں اگر کوئی وقفہ حائل تھا اور یقیناً ہر گز اس کی بھی نشانی اس بیان میں کہال بہ صاحب تذکرہ کے اس جیسے دیوان کا ذکر غالباً اس وقت قلم بند کیا جب تذکرہ شائع ہونے لگا تھا۔

مرثیہ دیوانِ ثالث کی صداقت کو مشکوک بنانے والی پہلی داخلی شہادت اسی مرثیہ کے تحت پہلی غزل کا مطلع ہے۔

نہا یا ہد انجم اس کا بخیر

یہ دیوان ہے آخر کے آغاز کا

اور اس بیان کے پیش نظر ”دیوانِ اول“ کو ”دیوانِ ثالث“ کہنا عملِ نظریات ہے تاہم میں ایسا نہ بھی کئی شریعتی ہیں جن کے پیش نظر یہ قیاس ممکن ہے کہ اسی دیوان کا مقدر حضرت شاعر کی ابتدائی عشق کا کلام ہے جسے اس نے تلف نہیں کیا۔ اور اگر یہ قیاس صحیح ہے تو پھر یہ بات بھی فرینِ اعتبار ہے کہ پہلے دو دیوان جن پر مناسبت کی گہری چھاپ ہے یہ حیثیت شاعر اپنا اس زمانے کے لیے مجددِ سلطنت میں شائع کیے گئے یہ میرا دیوان ہوئی ہوا تو پہلے دیوان کیے جانے کا متفق ہے اس وقت بھی صورتِ سودہ موجود تھی لیکن اس کے چھپنے کی ترتیب سے وقتِ آئی ب سلطنتِ محنت ہو چکی تھی اور دیوانِ ثالث یہ جیسے مسودات کے تلف ہونے کا اندیشہ شدید تر ہو گیا تھا۔

دیوانِ مبارک کی غزلیں کلیاتِ غزلی کے علاوہ نظم اور میں بھی ہیں لیکن کلیات



کتب عامے میں کلیات اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ وہاں ان ابراہیم کا حسن ترتیب شمار ہے کہ یہ ایک تصنیف ہے۔ زیادہ سے زیادہ صرف دیوان مبارک کو اس سے الگ شمار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ خود مصنف نے غنی کی فہرست میں کیا ہے۔ ان چاروں اجزاء کی تفصیل اسی ترتیب سے پیش کی جاتی ہے کہ جیسی کلیات میں پائی گئی۔  
 نصف، پہلے جلد میں ۳۷ ورق ہیں۔ پہلا اور آخری صفحہ سادہ ہے۔ صفحات کا شمار شروع کے سادے صفحے سے ہے۔ ہر جلد مذکورہ ذیل کلام کا مجموعہ ہے :

- |   |               |
|---|---------------|
| ۱۔ تمنا سے چہرے سے جوتا میں رشک صبح بخیر    | قصیدہ در محبت |
| ۲۔ چون فرد محمد در ذہن جہان ناز من بیان     | ہفتا          |
| ۳۔ سولی کچھ نہ تھے شہ اپنی گردن کی صفائی ہے | ستم           |
| ۴۔ بچہ غم سے مل چکی گلشن دل کو پہنچے کلی    | ہفتا          |
| ۵۔ لارم بچی تنہا جہان سے تقدیر کے لیے       | ہفتا          |
| ۶۔ وہ مور کو چاہیں تو سلیمان کر دیں         | رباعی         |
| ۷۔ زنا پر کو مزا جو پار سالی سے ملے         | ہفتا          |
| ۸۔ سب سے بہشت پیہر کا فرد بھی گیا           | مرثیہ         |
| ۹۔ اے مثل و لا جواب ہے دل بند رفتی          | ہفتا          |
| ۱۰۔ دنیا میں کوئی بھائی سے بھائی جدا نہ ہو  | ہفتا          |

۱۱۔ سرچش کے کہنی تھی یہی زینب مضر ہے ہے مرے بنیا۔ دو  
 محبت اور محبت میں کہا ہے یہ کلام جب دوسرے مجموعے ترتیب دینے کے دوران میں پیش کیا گیا  
 موسم میں ان اصناف کا پہلا نقش ملتا ہے۔

اسب، دوسرا جزو "دیوان ثالث" ۱۷ ورق، حضور ازل و آخر سادہ، صفحات کا شمار آخر  
 شروع کے سادے صفحے سے کیا ہے۔ "دیوان مبارک" اسی دیوان کا نام ہے اور اس

سلسلہ۔ ملکہ پیروا تبریدی، قلندر نعمت، ارشد آباد، ضلع دینا پور، اٹک، اپنے تعلق سے ملوث تھا۔  
 رام پور، ضلع، شہرہ ۱۷۵۰ء میں ان اجزاء کو الگ الگ شمار کیا ہے کہ ان کے  
 کتبہ سہرنگ میں ان کا مزاج الگ الگ ہوا ہے اور ان کے اجزاء اسی طرح قید ہو گئے۔

کی یہ تحصیل اسی نام کے ذیل میں صحیح کی گئی ہے۔

ای، تیسرا جزو مجوزہ رباعیات، حدودی، صفحہ اول سادہ، صفحات کا شمار اسی سلسلے سے ہے۔ اس مجموعے میں سانس پانچویں کے علاوہ ایک سندس، ایک مشغی اور ایک قس ہے۔ مشغی میں ایک جملہ نظم کیا ہے۔ قرضوں میں اس مشغی کی نزل یافتہ شکل نظر آ رہی ہے۔ باقی کلام کلیات افتری میں مدبرہ شائع ہوا۔

(د) چوتھا جزو مشغی کن، حدودی، صفحہ اول و فرسادہ۔ یہاں بھی شہد میں مذکورہ بالا طریقہ پر عمل کیا ہے۔ مدبرہ کو بھی مشغی کلیات افتری میں ایک بار پھر شائع ہوئی۔

کلیات افتری میں مذکورہ بالا کلام، قطع طر مضاف و ماضی کے، اسی ترتیب سے شائع ہوا ہے اور یہ اس امر کا زندہ ثبوت ہے کہ مذکورہ نویسیوں نے مشغی گنا طاعت یا مانی اوزا کا ایک جگہ شمار کرتے ہوئے تصنیفات کی تعداد کو خواہ خواہ غلط دیا۔ خود مصنف نے ایک جگہ شمار کیا ہے اور وہ کلیات میں ہیں کلیات افتری، صفحات کی بد نظمی اس آگاہی کو نہیں غور نہیں کر سکتی۔ متروک کلام اگر اسی طرح ایک جگہ گن جانے لگا تو پھر تصانیف کی اصیبت کا کید کہہ

کلیات سوم طاہر علی شاہ کا پہلا کلیات ہے۔ اس سے پہلے جو کتابیں شائع ہوئیں صرف دریا، پارس و دستاں مشغیوں تصنیف ہیں ہے کہ طاہر علی شاہ نے غزلیوں اور مشغیوں کے علاوہ دیگر اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے مگر اس شوق کا ناقص یا مکمل کوئی نمونہ کلیات سوم سے پہلے نہیں ملتا۔ کلیات سوم میں مقام، اوسے، سندس، قس و رباعیات بھی کہے ہیں اور ان میں، خصوصاً مذکورہ بالا دونوں مشغیوں میں، و مشغی کی جگہ ہے۔ مان شہاد کے پیش نظر ممکن ہے کلیات سوم کی تصنیف کا ابتدائی زمانہ اس سے قدیم ہو جو بیان کیا گیا لیکن اس کے احسان بخش نین کا کوئی معقول ذریعہ نظر نہیں آتا۔

## حزق اختری

مطبوعہ مطبع سلطانی، کلکتہ۔ باہتمام محمد حسین، بقلم محمد عبد الرحمن احسن



تصنیف ۱۲ ص ۱۷۴ زبان اردو شہری منظم سوانح صنف سخن طباعت ۱۲۶۹ ط ۲۱ x ۳۱ ۷۷ حرق ۹ سطری تقطیع فنونیت مصر

آغاز ص ۲ کشاہدہ کرای خاطر اپنی زبان  
خدا کی شان کار ساز جہاں  
شب تیسہ دشمن اسی کا پو  
کرب آب تو حیدر سی تربیاں  
عیاں مثل گل، مثل بو ہی نہیں  
وہ دلاہد ہی لارم نہیں ہی دوست  
بہ اختتام ص ۱۵۳

زکھ حزن اختر جو شعور کا نام  
پڑھی جو کوئی دیوی اصلاح یک  
ابھی رہی شاد یارن ہند  
ہوئی شہری اسس سخن پر نام  
صفر اول سادہ ہے۔ صفر ۲ پر نقش لوح، زیر بحراب شمع و لہدی، بعد از ان  
لوح بسم اللہ اس کے بعد شعر عدد ۴۴ شرفیت عدد ۹ شعر منقبت میں کہنے کے بعد چوتھے  
صفحے "ساتی نامہ احوال ضعف و قید خانہ" کی ابتدا ہے۔ ہر صفحے پر مینا جانب و انگلی  
چوڑی خوشنما میں اور رشتے کی جانب، عرض میں تقریباً ایک سستی میٹر، زک سی بل  
ہے۔ شہر سے آخر تک میلوں کا ذرا تن بدلتا چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں آئینے سادہ کے  
صویر پڑا دیں ان صویر پر چھپائی کے وقت ایک چھوٹے تھے ایک ہی ڈیزائن دو صفحوں پر  
بنادیا گیا ہے کتاب میں نکھائی چھپائی کی غلطیاں بھی ہیں۔ اور صحت نامہ کوئی ہیں،  
نیکس اسکی دیدہ رجب طباعت مطبع سلطانی، نکھوڑ کی کتابوں میں بھی کہہ ہے اور مطبع سلطانی  
لکھتہ میں تو بہت ہی کم ہے۔ سر خیال فدی میں ہیں، بلی خط میں نکھی گئی ہیں۔ صفر ۱۲ پر  
شہری کے تمام چرخانے کے بعد فارسی میں خاکے کی عبارت ہے جس میں شہری کا نام شہری  
حزین اختر، طباعت کی تاریخ "روز دوم شعبان سنہ ۱۲۷۹" مصنف، معتمد مطبع اور  
سہ۔ شیل لاپری اور وکٹور رکنہ، مولانا آزاد لاپریڈی ایسی، ایڈٹنگ ٹی، رکھا اور  
ساحر جنگ میوزیم ایڈر آفیسر مطبع سلطانی کے چھپے ہوئے مکتبے ہیں ان نسخوں میں ہاتھ سے  
بنائی ہوئی تصویح کے چھ، دیکھو، ص ۱۲۸ (رنگ)، ص ۱۲۹ (پیشاگ، روزنامہ، ایک، ۱۹۷۱ء (دو))



بھلا اس مشنری کو ایک جگہ اپنی منگول تاریخ بتایا ہے۔ دہلی شاہی موزیم جہنے کے بعد دکن  
 اختیار کی اور کئی جہنے لکھتے ہیں، چارہ ہے۔ جب سنہ ۱۸۵۷ء کا پہلے شروع ہوا تو انگریز  
 حاکموں نے بظہر احتیاطاً ۱۵ جون سنہ ۱۸۵۷ء (مطابق ۱۲ شوال ۱۲۷۴ء) کی صبح انھیں  
 قید کر دیے۔ میں غور سے کر دیا۔ بادشاہ نے قید کی صورتوں اور اپنے غرضین کی نظر  
 اندر ہے وفا یحیٰ کے ذکر کو اس مشنری کا موضوع قرار دیا ہے اور وہ واقعات بیان کیے  
 ہیں جو تقریباً برس ۱۸۵۶-۵۷/۵۸ء کی مدت میں پیش آئے۔ شروع  
 میں بطور تمہید انشراح سلطنت کا بیان ہے اور آخر میں قید سے رہائی کی دعا مانگی ہے۔  
 تاریخ جہنے کی حیثیت سے اس مشنری میں تاریخوں اور افراد کا ذکر اہمیت رکھتا ہے  
 انیسویں ہے کہ مصنف نے احتیاط سے کام نہیں لیا اور نہ صرف یہ کہ کہ بیانات ناقص  
 یا منقطع ہیں بلکہ تاریخوں بھی بہم اور مشکوک ہیں۔ مثال کے طور پر جس دن قید  
 تھا اسی کے دوسرے دن نظر بند ہے۔ سنہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

مگر سن پمٹ کر بہتر جو ہے کہ ہم غرضت اور بہتر جو ہے ص ۲۲  
 اور چند صفحات کے بعد صحیح سنہ بھی لکھا ہے کہ

تہتر تھے سن بارہ سو پر رقم جو ہے داخل قید خانہ جو ص ۲۶  
 اسی طرح کہیں یہ بتایا ہے تو تاریخ نہیں۔ اور کہیں تاریخ ہے تو سنہ نہ لکھا۔

نہایت تصنیف کا قہین کہنے کے لیے مشنری کی مختلف تاریخوں میں آخری تاریخ کا  
 اظہار ان الفاظ میں ملتا ہے:

ہے پچیسویں آج ذیقعد کی کھ اخبار کہ قید کے بعد کی  
 ہیں بارہ سو پر جو بہتر جو سن اسی سن میں دیکھا عن کا جن  
 مبارک ہے یہ جو کا دن ہے کہ دے گا یا خبر کا سن ہے  
 لکھا بتایا صحیح ہے۔ چوبیس آدمیوں کی جنگ ل آدی رہ جائے، ولید علی کے انتقال  
 اور مجاہد دور کے ساتھ چھوڑنے کے ذکر اس مشنری میں نہیں ہے کیوں کہ مشنری

سلطہ حجاز اتھری ص ۲۹۔ سنہ تاریخ ممتاز ص ۳۵، خط صفحہ ۱۳/۱۴/۱۵

سلطہ کے، ص ۲۵۔ ایضاً ص ۲۹، خط صفحہ ۱۴/۱۵/۱۶

سلطہ۔ ایضاً ص ۵۸، خط صفحہ ۱۵/۱۶/۱۷

کے آخر تک مکمل ہو چکی تھی اور یہ واقعات ۱۲۷۵ھ میں رونما ہوئے۔  
 مثنوی کے وائیڈیشن اور بھی شائع ہوئے ہیں۔ ایک مریوی عبد العظیم شریف کے  
 مقدمے کے ساتھ دائرۂ ادبیہ، مکتبہ کی طرف سے ۱۹۲۲ء میں اور دوسرا شریف کے دیگر  
 مطبوعات کے ساتھ فروغ اردو لاہور کی طرف سے ۱۹۵۱ء میں نیز اس مثنوی کا علاحدہ  
 انگریزی میں مع چہدا شاہ کے منظم ترجمے اور دیباچے کے کلکتے سے بھی شائع ہوا ہے۔  
 دو تین کتب خانوں میں اس مثنوی کے قطعی نسخے بھی دستیاب ہوئے لیکن یہ مطبوعہ  
 نسخے کی نقل ہیں۔ شاہی کتب خانے کا یا اس دور کا کوئی اور نسخہ کسی بڑے کتب خانے  
 میں نہیں ہے۔

## بحر مختلف

| مطبوعہ: در مطبعہ طاقانی، کلکتہ، طبع شدہ: با تہام الدار محمد بن محمد بن خضران علی   |      |         |             |         |        |         |
|--|------|---------|-------------|---------|--------|---------|
| تصنیف  | زبان | صنف سخن | طاعت        | تقطیع   | ضماحت  | مسطر    |
| ۱۲۷۵ھ  | اردو | شہری    | ۱۱۷۷۷       | ۲۳ × ۱۵ | ۲۸ ورق | ۱۵ سطری |
| آغاز ص ۲   |      |         | اختتام ص ۵۵ |         |        |         |
| <p>”دہر و کرہ مثنوی، بحر مختلف، با تہام خاں زاد<br/>         مریوی، ہم نشین الدولہ محمد عابد و خطہ رضوی<br/>         علی در شہر کلکتہ، غزوہ شہر دی الخیر مسند، ۱۲۷۵<br/>         طبع پوسٹید ۷</p>  |      |         |             |         |        |         |
| <p>۶۔ مثنوی: بحر خفیف مسکن قنوی شش<br/>         مقصد: ہذا کتاب سلطان عالم دہا غبار عبد<br/>         داسا ازواج و شاہزادہ و شاہزادی و ازواج<br/>         شاہزادگان و عویشیں مع خطا بہائی مکمل یعنی<br/>         جلا شہار در بحر۔ قصہ برائے ضبہ و در خطا بہا<br/>         بنا چاری ۶</p> |      |         |             |         |        |         |

سہ۔ حلاں: مریوی، حزن و مری کی جگہ حزن و مری کی شہرت کا سبب یہی کتاب ہے۔  
 سہ۔ حلاں: عالم مطبوعہ لاہور۔  
 سہ۔ مکتبہ میٹلسن لاہور، کلکتہ۔

چچے ہوتے سونف کی پیشانی پر سالانہ علی الاعظم اتنا عرسو لکھ کر یہ اشعار شنی اور  
 مطیع کا نام درج ہے۔ صفحہ ۲ کی پیشانی پر تھلے داہری ہے لیکن مطیع سلطان کے قتل کے بعد  
 بعد تختوں۔ ہم قتل کے بعد درج بالا سرخی کے قتلے شنی کا موضوع واضح کیا ہے۔ اس  
 کے بعد حسب حال سرخول کے تحت جتنے اشعار میں ایک فرد کے نام اور خطاب نظم کیے  
 جاسکتے تھے نظم کے نئی سرخی قائم کی ہے اور دوسرے نام اور خطاب نظم کیے ہیں آخر  
 چند صفحات میں سرخول کی تقطیع بھی کی ہے۔ صفحہ ۷ پر صرف نظم کے تمام جو جانے کے  
 بعد چند سطروں میں مصنف کا نام مع خطاب شاہی و شنی کے ختم کر کے کا سب سے قطعہ  
 تاریخ تصنیف ملے جانے کی سند درج بالا عبارت ہے۔ قطعے کے نظم کے قتلے کا نام  
 نہیں۔ قطعہ فارسی میں ہے۔

فخره از جمال خود تو تابنده است  
 نیز اعظم توفیق ای اختر چاه و جلال  
 یست ممکن در جهان مثل و نظیر نظم شاه  
 شاه من گشته کتابی یا بگویم بهام هم  
 این چنان شد اختلاب و در از نظیر آه  
 تر جانش از زبان غیر کے آید درست  
 بین کتاب و سالی نظم از مصرع تا تاریخ و ان

هر که ای قیضه از فطرت تو پانده است  
 از عطای مهر تو جزو بیانی زنده است  
 لطف آن عالی بر آن کس هست گمانند است  
 صورت آینه اسکندر کی درخشنده است  
 بر کس از این و عیال خود یستن فخره است  
 شائق این علی معیار اگر خواهنده است  
 این قدر خلاد و از کلام سبزه زینده است

خانہ کے بعد غانی جگہ بھرنے کے لیے چولہا بنایا ہے۔ آخری صفحہ سادہ ہے۔  
اس کتاب کو مشنری اس لیے کہا گیا کہ مشنری کی بھرپور زندگی نہ ایک ٹکڑے کو دوسرے  
ٹکڑے سے کوئی رابطہ ہے اور نہ کوئی مسلسل رابطہ بیان۔ اس کی ادبی حیثیت مشکوک  
اور تاریخی اہمیت مسلم ہے کیوں کہ اسی مشنری کی بدولت جہاں ان عورتوں کے نام نہ خط  
اور تعداد کا علم ہوتا ہے جن کے شمار کو کبھی سیکڑوں اور کبھی ہزاروں سے متجاوز نہ کیا گیا

۱۵۰۔ جے، جی ۵۴۔ سے شال کھمبہ پر مرف ایک کتا بہت کھ شوق کو بیچیدہ ۱۵۵۰ء پر بطور سندس ممبر

گیا ہے۔ خزانِ آخری کا بیان اجمالی تھا۔ بادشاہ نے ان کی مجموعی تعداد اور چند کے نام بتاتے تھے۔

کردا ساتھ ستر علی گر شمر  
تو جو بے پھر یک ظلم آشکار  
ایمان میں ہیں یہ پانچ چھ بیس  
جو کشتہ میں ساتھ آئیں یہاں  
اور جس سے پرہیز کرنا چاہئے لڑائی اگر لگے  
سیکڑوں ہزاروں بیان کی جائیں  
کبھی سرو کھٹا میں کی گلاہ  
اورہ کا کبھی میں بھی تھا بار شاہ  
ملازم مرے تھے کبھی سو ہزار  
مرے حکم میں تھے پیدہ سوار  
فقط ستر سو تھے الہا ظلم  
طیبل کو کر پانچ سو نور رقم  
فقط پندرہ سو تھے جو بار  
رعایا و غیرہ کا کیا ہے شمار  
اس شہری کے محلے سے معلوم ہوتا ہے کہ بار شاہ کی بنائی ہوئی تعداد بیان واقعہ  
ہے۔ مبالغہ، قیاس آرائی اور مصیبت کے سبب جن کو کچھ نہیں معلوم وہ ہر ظلم کے دعویدار  
ہیں۔ طالبِ علم اس تعداد سے کہے یا اس شخص سے جو صاحبِ معاملہ تھا اور انہماک  
وافر میں کسی مبالغہ یا مصیبت کا رونا نہیں تھا۔  
۱۷۷۷ء میں بادشاہ نے بیگمات اور خلعت کے نام بنام اسی نام گنکے ہیں اس

صفحہ ۱۸۱ کا ہنیہ ملاحظہ:

جس میں ہاتھ ہیں کچھ روز کو واپس مل شادی  
نوم بھی اک پیسے میں کئی سو بیان کرتے

صفحہ ۱۸۰۔ ۱۔ ایک پانچ پانچ کئی سہیوں کی میزان ہزاروں پر بیان کی گئی ہے:

”فرد بادشاہی میں نفرت خود اور بادشاہ تین چار ہزار غور نہیں تھیں“

سیان اور سنان کا لٹا کیے بغیر جو رائے دینے والے تھے خزانہ خزانہ خزانہ خزانہ خزانہ خزانہ  
وادی شاہ کی بیان اگر سند ہے تو شہری، ہر مختلف دیکھنا چاہیے جو عشق نامہ کی تائید اور تفریح  
کرتی ہے۔

سطح۔ خزانہ آخری ص ۱۱۔

سطح۔ خزانہ خزانہ کے حکام پر بادشاہ کی پوری کیا ہے  
ہزاروں ایک نیم سے قیمت میں  
سطح۔ خزانہ آخری ص ۱۲۔  
مری رشتہ کے نیچے ہیں مہ جیس

شہزادہ سیگمات بھی شامل ہیں جو خدمت گزاری کے لیے بیگم مائی گئی تھیں۔ اور خدمت گزاری سے باہر درجہ حاصل کرنے میں ناکام رہیں۔ اس سلسلے میں بیگمات سے قطع تعلق ہو چکا تھا ان کی تعداد اکتیس اور جن کا مشن کی تصنیف کے وقت انتقال ہو چکا تھا ان کی تعداد بیس بتائی ہے اور ان سب کے نام اور خطاب بتائے ہیں۔ لیکن یہ اس نام پر سی ہیں کچھ نام جو مٹ گئے ہوں، تصنیفات اور ارادہ کی فہرست عرب کرنے میں بھی چند نام مٹ گئے ہیں، لیکن اس سہو سے کچھ کی صداقت پر شک نہیں کیا جاسکتا کہ بادشاہ نے قریب قریب سب مہر و نوا کا ذکر کر دیا ہے جن کو ابتدا سے مشن کی تصنیف کے وقت تک (۱۲۵۲ھ) رجیت کا شرف بخشا گیا۔

نواب دھار علی صاحب کا انتقال ۱۲۰۲ھ جب سنہ ۱۲۰۲ھ کو ہوا۔ اس لحاظ سے بحر تصنیف کی تصنیف ۱۲۰۵ھ سے ۱۲۰۹ھ تک ہوئی ہوگی۔ پہلے مکمل ہو گئی ہوگی اور مروجہ کا ذکر و تالیف طبع کے بعد میں کیا جاتا۔ حزن اختری وہی خود سنہ ۱۲۰۵ھ میں اختتام کو پہنچی اور اس مشن میں بادشاہ نے قید خانے کے بیان کو بھی مکمل نہیں کیا۔ ممکن ہے اس قصے کا سبب یہی بحر تصنیف ہو کہ اس مشن کا جو موضوع ہے حزن اختری میں وہی ذکر و تالیف تھا کہ اسے یکا یک ختم کر دیا گیا۔

مطبع سلطان، کلکتہ، نے ۱۲۰۶ھ میں مشن حزن اختری شائع کی۔ مشن بحر تصنیف ۱۲۰۷ھ میں شائع ہوئی۔ اگر مطبع سلطان قائم ہو چکا تھا تو اس مشن کا ایک دوسرے صفائی پر اس میں پیچھے کا سبب ملا۔ اس کے اور کچھ نہیں کہ مطبع سلطان کا کام آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا تھا۔ شیوخ بعض اور کلیات اختری کی کتابت ہو رہی ہوگی۔ بادشاہ کی عطیت اور کام کی زیادتی کے سبب مشن بحر تصنیف کی طباعت ایک دوسرے مستمر اور دوسرے صفائی پر اس کے سپرد ہوئی جس نے ان نواریات کا خیال نہیں رکھا۔ بحر تصنیف کی ایک ہی

سنہ۔ حزن اختری میں جن حرفوں کو پونٹاگ دور، خاصہ بردار اور غلطی بردار بتایا ہے۔ بحر تصنیف میں انہیں حرفوں کا ذکر مشن و بیگمات کے تحت ہے۔

سنہ۔ اولہ پیش پیپر ۳۳ پر کلاس ۳۱ اور ۳۲ پر کلاس ۳۱ کی بیگمیں

سنہ۔ تاریخ حزن ۱۲۰۵ھ

کا موجب ہونے پر بد بختی کا صرف ایک نسخہ دستیاب ہو لے گا اور بی کی خدمت کے مطابق چھاپا جو نام درست ہے۔ جن لوگوں نے اسے "خطابات طاعت کے نام سے یاد کیا" ان کے بیان میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے معلوم ہوتا کہ یہ مثنوی مطبع سلطانی سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

## نصائح اختری

مطبوعہ: یہ تصبیح... محمد یحییٰ رضوی... و آمدورفت مختصر علی تنویر... مطبع مثنوی نوکلش

| تالیف | زبان  | صنف متن   | طاعت  | تفصیل | ضمانت | سطر     |
|-------|-------|-----------|-------|-------|-------|---------|
| ۱۲۷۵ھ | فارسی | کتاب مجلس | ۱۲۷۵ھ | ۳۲×۳۲ | ۸ ورق | ۱۱ سطری |

آغاز ص ۲ اختتام ص ۱۱

"سرد فرزندشای جهان ظلم و ستم کو ناسخ و مکن  
دیر رسیت کہ یک اشلاء باعث پاکار بنی جان  
و خلقت انسان گردید بسطارض را...  
مستمر تکہ چھی در وقت تکلم نہ نماید طریقہ  
ہنرمند نگاری بیان میں در کہ موجب عظم و  
غضب باشند و اثر متوقیہ"

چھپے ہونے سوچ کی ابتداء ای تین سطروں میں تھا: "رسالہ" اور مصنف کی تعریف  
اور آخری تین سطروں میں مطبع اور طباعت کے کارکنان کا ذکر ہے۔ نقش و نگار کے  
وسط میں رسالے کا نام ہے۔ صفحہ پر نقش روح بسم اللہ اور صفحہ ۳ تک اصل کتاب ہے  
صفحہ ۳ پر "خاتمہ المطبع" کی عبارت اور اس کے بعد کے دو صفحوں پر میر علی شہر علی انبغی  
(محمد رسالہ) اور خواجہ محمد بشیر بشیر کے تین فارسی قطعات تائید ہیں۔ قطعات تاریخی

سطح۔ نسخہ ملوک آباد سہاؤ اللہ (دکھتہ)

(مجموعہ کاباتی علیہ)

سطح۔ طبع اخترا ص ۱۱۴

سطح۔ نسخہ ملوک مولانا آزاد لائبریری (علی گڑھ)

دیکھتہ زعفرانہ محمد علی علیہ کے اور بھی نسخہ ہیں۔





ہندوؤں انتہا سات کے پیش نظر بیان لفظ نہ ہو گا کہ بادشاہ نے نامہ پیام کے ذریعہ اس کتاب کے چھپانے کا انتظام کیا اور فورٹ ولیم کی مکھی چڑی کتابوں میں یہ پہلی کتاب تھی جو ان کے قلم سے رخصت ہوئے سے پہلے ہی منظر عام پر آگئی۔

نصائحِ احتیازی چار فصلوں میں منقسم ہے۔ پہلی فصل میں وہ آداب بیان کیے گئے ہیں جن کا بھالانا چھوٹوں پر واجب ہے۔ دوسری فصل میں وہ آداب میں جن کا لحاظ بادشاہوں کے حضور میں ضروری ہے۔ تیسری فصل میں اس مطلق اور مروت کا ذکر ہے جو صاحبِ خانہ کو اپنے بیوی بچوں سے ہونا چاہیے۔ چوتھی فصل میں مجموعی طور پر گفتگو اور نشست و برخاست کے وہ اصول بتائے ہیں کہ جب کوئی عورتوں، بادشاہوں و چھوٹوں، بڑوں اور دوستوں سے ہم کلام اور ہم صحبت ہو تو کن باتوں کا خیال رکھے۔ وزیرِ نامہ میں یہ کتاب تمام و کمال نقل کی جا چکی ہے اور شاید رد و ترجمہ بھی شائع ہوئے۔

## تاریخِ مذہب

مخطوطہ، منوکر، محمد ہادی صاحب، ساکن کشور، ابو تراب خاں، لکھنؤ

| تاریخ | زبان | صنفِ حسن    | کتابت | تقطیع    | نفاخت | مسطر   |
|-------|------|-------------|-------|----------|-------|--------|
| ۱۸۴۷ء | اردو | خطوطِ کالمی | ۱۱۷۹  | نقل ایکپ | ۵ ورق | مسطری  |
| آثار  |      |             |       |          |       | اختتام |

... ناقص ...  
 .. جان میں مکان کی ناپائیداری  
 کمال پڑھ کر مال ہوا دل شکست تو تھا  
 یہی کبھی ٹوٹ گیا سچے کمال ہوا و فعی  
 شربِ الملکان بالکین ہوتا ہے، ایسے بامان  
 مانعِ درست ہیں ہونا ہے اسے سارے عیشِ باغیچہ

.. طوطی حسن کو گفتار میں کرتی ہیں اسیر  
 بلور کیا سنم یاد ہیں شیراز میں سیم  
 آنکھ سے آنکھ سے دیکھا ہیں یہ چہ گوشت  
 قدرت حسنِ حاداد ہیں شیراز میں سیم

جلد - در پریم ص ۳۴ - شہ شہ میں ص ۱۸۱ پر چہ گوشت کھلا ہے۔

مشیدانیم کے ام داد علی شاہ کے قیمت ناموں کا یہ ناقص الطریق محمود سنہ ۱۷۵۹ء تک محمد علی صاحب نالی ایک ہریشان علی برنگ کے قلعہ میں تھا یہ صاحب راج مکھڑ میں کہیں رہتے تھے کچھ روز کے بے کھڑا ہی آجاتے تھے غلطو دوسروں سے روپے میں دولت کر چاہتے تھے۔ مختلف لوگوں نے اسے دیکھا ایکس کوئی خریدار نہیں ہوا، ہاں دلاں سے بس اسی قدر حالات معلوم ہو سکے۔ غلطوے کا یہ معلوم کیا مشہور۔ ایک صاحب ملک دور برستی سے اس کی نقل غلطوہ ہو گئی ہے۔ کیفیت کے نفس میں نہیں موصوف کا بیان نقل کیا جانا ہے۔

۱۱ غلطوہ داد علی شاہ بنام مشیدانیم . . . . . میں میں عرب سنہ ۱۲۷۵ھ  
 دسند ۱۲۷۵ھ کے غلطوہ ہیں جو تاریخی ترتیب سے خبردار لکھے گئے ہیں کل  
 غلطوہ کی تعداد اڑتیس ہے یہیں چرکہ ہوا ناقص الطریق ہے یہی شروع  
 کا ایک صفحہ اور آخر کے نہیں معلوم کئے صفحہ غائب ہیں اس لیے میں کہا جاتا  
 کہ پورے نسخے میں کل غلطوہ کی تعداد کتنی ہوگی۔ سنہ ۱۲۷۵ھ میں کل آٹھ  
 ہیں جن میں پہلا ناقص ہے سنہ ۱۲۷۵ھ کے تیس غلطوں میں سے  
 ایک سوال اس سوال اور میسواں ناقص ہیں۔ باقی سوال پانچ سو ہیں اور  
 اٹھ سو سوال شمار ہیں۔ اس حساب سے تمام دکان غلطوہ کی تعداد اس  
 نسخہ میں اٹیس ہے۔ یہ نسخہ موجودہ ناقص حالات میں چھپ چکا اس لیے  
 سائیکس کے اور قی پر مشتمل ہے اور زرکاری کی آپ ہی مثال ہے۔ میں سے  
 اس قدر سلاطین و مدتب کوئی نسخہ کسی کتاب کا اب تک نہیں دیکھا۔ ہر طرف  
 یمن طرف ہر دول میں کوئی دعائی اپنی کی چوڑی بیل آب زر سے بنائی گئی ہے۔  
 ہر چھتے صفحہ پر بیل کا وزیر آندہ میں دیا گیا ہے۔ اجرا کی سلاطین کی جانب بھی  
 کسی نہ کسی طرح کی بیل بیل آب زر سے بنائی گئی ہے جن میں ہر صفحہ پر بدت  
 مطوعہ ہیں اور میں اس طرح میں بھی سارے کا پانی بھرا گیا ہے۔ یہ سب خوش کاری  
 کسی استاد فن کاری کی رہی موقوف معلوم ہوتی ہے کیونکہ بہت خوب صورت  
 اور متناسب ہے۔ نقوش میں پھول پھول و خوش و طوبی مختلف شاہی سوار پلہ  
 اور کھڑکی مشہور شاہی عمارتوں کی عکاسی کی گئی ہے۔ گان فاس ہے کہ

یہ خط خود سفید ایگم کے پے تیار ہوا ہوگا۔ انہو سب کے پے خط ابھی طرح صورت  
نہیں کیا گیا اور اگر کسی قصہ میں کے ہاتھ رنگ کا تریشہ نشان ہو جائے گا۔ اصل  
صورت میں تدریج اور عربی محبت نہراہ و باب سفید ایگم کا نام سرخ و دستانی  
سے درج ہے۔ فقہ "جان عالم" کہیں کھانی حروف میں کہیں سرخ و دستانی سے  
معدبہ ہلاویان میں چند باتیں مل کر نظر میں آتی ہیں۔

حجت القہر طے کھوٹ پہلو مخرفات بتایا گیا ہے۔ کتابت کے سہ سے پہلو صورت لکھا گیا۔ پہلو  
ورق مراد ہوگا اور یہ بھی دیکھنے والے کا پس انداز کہ وہ جو ہے۔ قطر طے میں حرف طرول  
پر خبر دیے ہوئے ہیں۔ ناقص ملاؤں خط کے بعد و لے خط پر محبت نامہ دوم لکھا ہے۔ اسی سے  
یہ نتیجہ اور کیا گیا کہ شروع کا ناقص خط پہلا خط ہوگا اور قطر طے کی ابتدا میں ایک ورق سے  
زیادہ ہوگا کیونکہ جو خط مشکل ہیں بالعموم اس ناقص خط سے زیادہ طرول نہیں۔ مذکورہ جگہ  
سے اس مذکورہ طرول نہیں رکھا کہ خطوں کے جتنے مجموعے دستیاب ہوئے ہیں سب میں ایک  
دیباچہ بھی ہے اور سب تالیف اور مجموعے کا نام اسی دیباچے میں طے کر گیا ہے۔ اس مذکورہ  
مذکورہ دیباچہ ضرور ہوگا لیکن ناقص ملاؤں ہونے کے سبب پہلے خط کے ابتدا کی جگہ  
کے ساتھ وہ دیباچہ بھی ملے ہوگا۔ آخر کی طرح شروع کے ہاتھ میں بھی پیش کے ساتھ  
نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے ورق تھے۔

اب اس خطوں کے جتنے مجموعے دستیاب ہوئے ہیں سب کو اس نام سے موسوم میں اور ہر دستانی  
تدریج ہر شاید سب کی بنی کی فہرست میں شمار کر دیے گئے ہیں نام مذکور مجموعے میں  
مجموعے کو "خطوط واجد علی شاہ مام سفید ایگم" کہا گیا ہے۔ لیکن یہ کیفیت ہے نام کا مسئلہ  
تعملاً ہر دست سے حل کیا جاسکتا ہے اس فہرست میں جو چند نام بغیر کسی کاغذی پیرا  
کے نظر آتے ہیں "نام نہایت بہت" نام ہی معلوم میں اس خطوں کے پے خود ملاؤں میں ہے۔  
مذکورہ نگار کو کتاب کا اصل نام معلوم نہیں لیکن دیکھ کر وہ اس کے اسم یا سنی ہونے کی صحت  
کو کس حدی سے ظہر مد کر چکا ہے۔ تدریج بدلتی طرح اس کتاب کے نام کا طر انداز ہوا

دور قیاس ہے کہیں کہ ایسا حکیم لکھتاں نواز اور خود اچے تائیف بہت کم کسی صاحب قلم سے نظر آ  
ہو سکتی ہے۔

۱۱۔ حق نگار کا خیال ہے کہ یہ نوز خود شہزاد بیگم کے لیے تیار ہوا ہو گا۔ زخم مفت و نگار  
اس خیال کی تائید کرنے سے قاصر ہے۔ پہلا صوفیہ اور دوسرا شاہی کتب خانے کا ہر  
جولہ ہر دور اس ملک کا فیصلہ کر دیتی کہ اسی نوز یا نیش کس کے ذوق کی تسکین کے لیے کی گئی۔  
ذیقعد ۱۰۵۵ھ کے دو خطوں میں بادشاہ نے اپنی دو بیگموں سے فرمائش کی تھی کہ جو وقت  
نئے میں نے تمہیں بھیجے ہوں تم انھیں تاریخ غرض تفریق میں اسطرح اچھا مطلقہ مذہب بخش  
کر دے کہ پاس بھراؤ۔ بیگم نے حکم کی تعمیل میں ایسا ہی کیا۔ کوئی سبب نہیں کہ اسی  
نزلے میں شہزاد بیگم سے بھی یہ فرمائش نہ کی گئی ہو یا انھوں نے اس پر عمل کیا ہو۔ یہ نسخہ  
بادشاہ کے لیے مرتب ہوا ہو گا۔ اور جس طرح کھوسہ میں دوسرے جوشے آئے اسی لپیٹ  
میں یہ بھی آگیا۔

خطوں کی نقل میں ہیں اس لیے کہنا چاہیے کہ احتیاط سے کام لیا گیا ہو گا اور جب  
یہ خطوں میں بھی اسی طرح ہو گا۔ چنانچہ نظریات مطبوعہ خطوط پر مبنی ہیں، مگر ان کے  
اول پر اکثر خطوں پر تاریخ خط ہے، دوم یہ کہ ترتیب بھی صحیح نہیں۔ دکان میں مختلف  
خطوں کو یا جاسکتا ہے اور مختلف شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن بظہر اقتضای صرف  
دو نمونوں پر متوجہ کیا جاتا ہے:

۱۔ بعض شروع کے چار خطوں پر بالترتیب ”چہارم رسی لادنی ۱۲۴۵ھ“، ”ہشتم رجب قرانی  
۱۲۴۵ھ“ اور ”دع لآخر ۱۲۴۵ھ“ اور ”ہشتم رسی لادنی ۱۲۴۶ھ“ درج ہے۔  
بیگم کے نام خطوں میں کوئی بھی خط ۱۵ رجب ۱۲۴۵ھ سے پہلے کا نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس تاریخ  
تک بادشاہ کھنڈ میں تھے۔ محبت دے لکھے کا نہ موفیج تھا۔ ضرورت۔

۲۔ اپنے مضمون مطبوعہ آئین راجہ، دہلی، شمارہ ۱۲۵۵ء میں موصوف نے ایک حکمی دلیل  
بھی پیش کی ہے، لیکن اس سے قطعاً اور مذہب خود اور کئی نیا کو اسکتا ہے۔

۳۔ تاریخ ۱۵ رجب ۱۲۴۵ھ۔ تاریخ فراموش۔

۴۔ لوب کا مقصد ۱۲۴۵ھ۔ ۱۲۴۶ھ۔

۵۔ خط چیت کشر ۱۲۴۵ھ۔ ۱۲۴۶ھ۔ ۱۲۴۷ھ۔ ۱۲۴۸ھ۔ ۱۲۴۹ھ۔ ۱۲۵۰ھ۔ ۱۲۵۱ھ۔ ۱۲۵۲ھ۔ ۱۲۵۳ھ۔ ۱۲۵۴ھ۔ ۱۲۵۵ھ۔ ۱۲۵۶ھ۔ ۱۲۵۷ھ۔ ۱۲۵۸ھ۔ ۱۲۵۹ھ۔ ۱۲۶۰ھ۔ ۱۲۶۱ھ۔ ۱۲۶۲ھ۔ ۱۲۶۳ھ۔ ۱۲۶۴ھ۔ ۱۲۶۵ھ۔ ۱۲۶۶ھ۔ ۱۲۶۷ھ۔ ۱۲۶۸ھ۔ ۱۲۶۹ھ۔ ۱۲۷۰ھ۔ ۱۲۷۱ھ۔ ۱۲۷۲ھ۔ ۱۲۷۳ھ۔ ۱۲۷۴ھ۔ ۱۲۷۵ھ۔ ۱۲۷۶ھ۔ ۱۲۷۷ھ۔ ۱۲۷۸ھ۔ ۱۲۷۹ھ۔ ۱۲۸۰ھ۔ ۱۲۸۱ھ۔ ۱۲۸۲ھ۔ ۱۲۸۳ھ۔ ۱۲۸۴ھ۔ ۱۲۸۵ھ۔ ۱۲۸۶ھ۔ ۱۲۸۷ھ۔ ۱۲۸۸ھ۔ ۱۲۸۹ھ۔ ۱۲۹۰ھ۔ ۱۲۹۱ھ۔ ۱۲۹۲ھ۔ ۱۲۹۳ھ۔ ۱۲۹۴ھ۔ ۱۲۹۵ھ۔ ۱۲۹۶ھ۔ ۱۲۹۷ھ۔ ۱۲۹۸ھ۔ ۱۲۹۹ھ۔ ۱۳۰۰ھ۔ ۱۳۰۱ھ۔ ۱۳۰۲ھ۔ ۱۳۰۳ھ۔ ۱۳۰۴ھ۔ ۱۳۰۵ھ۔ ۱۳۰۶ھ۔ ۱۳۰۷ھ۔ ۱۳۰۸ھ۔ ۱۳۰۹ھ۔ ۱۳۱۰ھ۔ ۱۳۱۱ھ۔ ۱۳۱۲ھ۔ ۱۳۱۳ھ۔ ۱۳۱۴ھ۔ ۱۳۱۵ھ۔ ۱۳۱۶ھ۔ ۱۳۱۷ھ۔ ۱۳۱۸ھ۔ ۱۳۱۹ھ۔ ۱۳۲۰ھ۔ ۱۳۲۱ھ۔ ۱۳۲۲ھ۔ ۱۳۲۳ھ۔ ۱۳۲۴ھ۔ ۱۳۲۵ھ۔ ۱۳۲۶ھ۔ ۱۳۲۷ھ۔ ۱۳۲۸ھ۔ ۱۳۲۹ھ۔ ۱۳۳۰ھ۔ ۱۳۳۱ھ۔ ۱۳۳۲ھ۔ ۱۳۳۳ھ۔ ۱۳۳۴ھ۔ ۱۳۳۵ھ۔ ۱۳۳۶ھ۔ ۱۳۳۷ھ۔ ۱۳۳۸ھ۔ ۱۳۳۹ھ۔ ۱۳۴۰ھ۔ ۱۳۴۱ھ۔ ۱۳۴۲ھ۔ ۱۳۴۳ھ۔ ۱۳۴۴ھ۔ ۱۳۴۵ھ۔ ۱۳۴۶ھ۔ ۱۳۴۷ھ۔ ۱۳۴۸ھ۔ ۱۳۴۹ھ۔ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۳۵۱ھ۔ ۱۳۵۲ھ۔ ۱۳۵۳ھ۔ ۱۳۵۴ھ۔ ۱۳۵۵ھ۔ ۱۳۵۶ھ۔ ۱۳۵۷ھ۔ ۱۳۵۸ھ۔ ۱۳۵۹ھ۔ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۳۶۲ھ۔ ۱۳۶۳ھ۔ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۳۶۵ھ۔ ۱۳۶۶ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۸ھ۔ ۱۳۶۹ھ۔ ۱۳۷۰ھ۔ ۱۳۷۱ھ۔ ۱۳۷۲ھ۔ ۱۳۷۳ھ۔ ۱۳۷۴ھ۔ ۱۳۷۵ھ۔ ۱۳۷۶ھ۔ ۱۳۷۷ھ۔ ۱۳۷۸ھ۔ ۱۳۷۹ھ۔ ۱۳۸۰ھ۔ ۱۳۸۱ھ۔ ۱۳۸۲ھ۔ ۱۳۸۳ھ۔ ۱۳۸۴ھ۔ ۱۳۸۵ھ۔ ۱۳۸۶ھ۔ ۱۳۸۷ھ۔ ۱۳۸۸ھ۔ ۱۳۸۹ھ۔ ۱۳۹۰ھ۔ ۱۳۹۱ھ۔ ۱۳۹۲ھ۔ ۱۳۹۳ھ۔ ۱۳۹۴ھ۔ ۱۳۹۵ھ۔ ۱۳۹۶ھ۔ ۱۳۹۷ھ۔ ۱۳۹۸ھ۔ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۴۰۰ھ۔ ۱۴۰۱ھ۔ ۱۴۰۲ھ۔ ۱۴۰۳ھ۔ ۱۴۰۴ھ۔ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۴۰۶ھ۔ ۱۴۰۷ھ۔ ۱۴۰۸ھ۔ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۴۱۰ھ۔ ۱۴۱۱ھ۔ ۱۴۱۲ھ۔ ۱۴۱۳ھ۔ ۱۴۱۴ھ۔ ۱۴۱۵ھ۔ ۱۴۱۶ھ۔ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۴۲۰ھ۔ ۱۴۲۱ھ۔ ۱۴۲۲ھ۔ ۱۴۲۳ھ۔ ۱۴۲۴ھ۔ ۱۴۲۵ھ۔ ۱۴۲۶ھ۔ ۱۴۲۷ھ۔ ۱۴۲۸ھ۔ ۱۴۲۹ھ۔ ۱۴۳۰ھ۔ ۱۴۳۱ھ۔ ۱۴۳۲ھ۔ ۱۴۳۳ھ۔ ۱۴۳۴ھ۔ ۱۴۳۵ھ۔ ۱۴۳۶ھ۔ ۱۴۳۷ھ۔ ۱۴۳۸ھ۔ ۱۴۳۹ھ۔ ۱۴۴۰ھ۔ ۱۴۴۱ھ۔ ۱۴۴۲ھ۔ ۱۴۴۳ھ۔ ۱۴۴۴ھ۔ ۱۴۴۵ھ۔ ۱۴۴۶ھ۔ ۱۴۴۷ھ۔ ۱۴۴۸ھ۔ ۱۴۴۹ھ۔ ۱۴۵۰ھ۔ ۱۴۵۱ھ۔ ۱۴۵۲ھ۔ ۱۴۵۳ھ۔ ۱۴۵۴ھ۔ ۱۴۵۵ھ۔ ۱۴۵۶ھ۔ ۱۴۵۷ھ۔ ۱۴۵۸ھ۔ ۱۴۵۹ھ۔ ۱۴۶۰ھ۔ ۱۴۶۱ھ۔ ۱۴۶۲ھ۔ ۱۴۶۳ھ۔ ۱۴۶۴ھ۔ ۱۴۶۵ھ۔ ۱۴۶۶ھ۔ ۱۴۶۷ھ۔ ۱۴۶۸ھ۔ ۱۴۶۹ھ۔ ۱۴۷۰ھ۔ ۱۴۷۱ھ۔ ۱۴۷۲ھ۔ ۱۴۷۳ھ۔ ۱۴۷۴ھ۔ ۱۴۷۵ھ۔ ۱۴۷۶ھ۔ ۱۴۷۷ھ۔ ۱۴۷۸ھ۔ ۱۴۷۹ھ۔ ۱۴۸۰ھ۔ ۱۴۸۱ھ۔ ۱۴۸۲ھ۔ ۱۴۸۳ھ۔ ۱۴۸۴ھ۔ ۱۴۸۵ھ۔ ۱۴۸۶ھ۔ ۱۴۸۷ھ۔ ۱۴۸۸ھ۔ ۱۴۸۹ھ۔ ۱۴۹۰ھ۔ ۱۴۹۱ھ۔ ۱۴۹۲ھ۔ ۱۴۹۳ھ۔ ۱۴۹۴ھ۔ ۱۴۹۵ھ۔ ۱۴۹۶ھ۔ ۱۴۹۷ھ۔ ۱۴۹۸ھ۔ ۱۴۹۹ھ۔ ۱۵۰۰ھ۔ ۱۵۰۱ھ۔ ۱۵۰۲ھ۔ ۱۵۰۳ھ۔ ۱۵۰۴ھ۔ ۱۵۰۵ھ۔ ۱۵۰۶ھ۔ ۱۵۰۷ھ۔ ۱۵۰۸ھ۔ ۱۵۰۹ھ۔ ۱۵۱۰ھ۔ ۱۵۱۱ھ۔ ۱۵۱۲ھ۔ ۱۵۱۳ھ۔ ۱۵۱۴ھ۔ ۱۵۱۵ھ۔ ۱۵۱۶ھ۔ ۱۵۱۷ھ۔ ۱۵۱۸ھ۔ ۱۵۱۹ھ۔ ۱۵۲۰ھ۔ ۱۵۲۱ھ۔ ۱۵۲۲ھ۔ ۱۵۲۳ھ۔ ۱۵۲۴ھ۔ ۱۵۲۵ھ۔ ۱۵۲۶ھ۔ ۱۵۲۷ھ۔ ۱۵۲۸ھ۔ ۱۵۲۹ھ۔ ۱۵۳۰ھ۔ ۱۵۳۱ھ۔ ۱۵۳۲ھ۔ ۱۵۳۳ھ۔ ۱۵۳۴ھ۔ ۱۵۳۵ھ۔ ۱۵۳۶ھ۔ ۱۵۳۷ھ۔ ۱۵۳۸ھ۔ ۱۵۳۹ھ۔ ۱۵۴۰ھ۔ ۱۵۴۱ھ۔ ۱۵۴۲ھ۔ ۱۵۴۳ھ۔ ۱۵۴۴ھ۔ ۱۵۴۵ھ۔ ۱۵۴۶ھ۔ ۱۵۴۷ھ۔ ۱۵۴۸ھ۔ ۱۵۴۹ھ۔ ۱۵۵۰ھ۔ ۱۵۵۱ھ۔ ۱۵۵۲ھ۔ ۱۵۵۳ھ۔ ۱۵۵۴ھ۔ ۱۵۵۵ھ۔ ۱۵۵۶ھ۔ ۱۵۵۷ھ۔ ۱۵۵۸ھ۔ ۱۵۵۹ھ۔ ۱۵۶۰ھ۔ ۱۵۶۱ھ۔ ۱۵۶۲ھ۔ ۱۵۶۳ھ۔ ۱۵۶۴ھ۔ ۱۵۶۵ھ۔ ۱۵۶۶ھ۔ ۱۵۶۷ھ۔ ۱۵۶۸ھ۔ ۱۵۶۹ھ۔ ۱۵۷۰ھ۔ ۱۵۷۱ھ۔ ۱۵۷۲ھ۔ ۱۵۷۳ھ۔ ۱۵۷۴ھ۔ ۱۵۷۵ھ۔ ۱۵۷۶ھ۔ ۱۵۷۷ھ۔ ۱۵۷۸ھ۔ ۱۵۷۹ھ۔ ۱۵۸۰ھ۔ ۱۵۸۱ھ۔ ۱۵۸۲ھ۔ ۱۵۸۳ھ۔ ۱۵۸۴ھ۔ ۱۵۸۵ھ۔ ۱۵۸۶ھ۔ ۱۵۸۷ھ۔ ۱۵۸۸ھ۔ ۱۵۸۹ھ۔ ۱۵۹۰ھ۔ ۱۵۹۱ھ۔ ۱۵۹۲ھ۔ ۱۵۹۳ھ۔ ۱۵۹۴ھ۔ ۱۵۹۵ھ۔ ۱۵۹۶ھ۔ ۱۵۹۷ھ۔ ۱۵۹۸ھ۔ ۱۵۹۹ھ۔ ۱۶۰۰ھ۔ ۱۶۰۱ھ۔ ۱۶۰۲ھ۔ ۱۶۰۳ھ۔ ۱۶۰۴ھ۔ ۱۶۰۵ھ۔ ۱۶۰۶ھ۔ ۱۶۰۷ھ۔ ۱۶۰۸ھ۔ ۱۶۰۹ھ۔ ۱۶۱۰ھ۔ ۱۶۱۱ھ۔ ۱۶۱۲ھ۔ ۱۶۱۳ھ۔ ۱۶۱۴ھ۔ ۱۶۱۵ھ۔ ۱۶۱۶ھ۔ ۱۶۱۷ھ۔ ۱۶۱۸ھ۔ ۱۶۱۹ھ۔ ۱۶۲۰ھ۔ ۱۶۲۱ھ۔ ۱۶۲۲ھ۔ ۱۶۲۳ھ۔ ۱۶۲۴ھ۔ ۱۶۲۵ھ۔ ۱۶۲۶ھ۔ ۱۶۲۷ھ۔ ۱۶۲۸ھ۔ ۱۶۲۹ھ۔ ۱۶۳۰ھ۔ ۱۶۳۱ھ۔ ۱۶۳۲ھ۔ ۱۶۳۳ھ۔ ۱۶۳۴ھ۔ ۱۶۳۵ھ۔ ۱۶۳۶ھ۔ ۱۶۳۷ھ۔ ۱۶۳۸ھ۔ ۱۶۳۹ھ۔ ۱۶۴۰ھ۔ ۱۶۴۱ھ۔ ۱۶۴۲ھ۔ ۱۶۴۳ھ۔ ۱۶۴۴ھ۔ ۱۶۴۵ھ۔ ۱۶۴۶ھ۔ ۱۶۴۷ھ۔ ۱۶۴۸ھ۔ ۱۶۴۹ھ۔ ۱۶۵۰ھ۔ ۱۶۵۱ھ۔ ۱۶۵۲ھ۔ ۱۶۵۳ھ۔ ۱۶۵۴ھ۔ ۱۶۵۵ھ۔ ۱۶۵۶ھ۔ ۱۶۵۷ھ۔ ۱۶۵۸ھ۔ ۱۶۵۹ھ۔ ۱۶۶۰ھ۔ ۱۶۶۱ھ۔ ۱۶۶۲ھ۔ ۱۶۶۳ھ۔ ۱۶۶۴ھ۔ ۱۶۶۵ھ۔ ۱۶۶۶ھ۔ ۱۶۶۷ھ۔ ۱۶۶۸ھ۔ ۱۶۶۹ھ۔ ۱۶۷۰ھ۔ ۱۶۷۱ھ۔ ۱۶۷۲ھ۔ ۱۶۷۳ھ۔ ۱۶۷۴ھ۔ ۱۶۷۵ھ۔ ۱۶۷۶ھ۔ ۱۶۷۷ھ۔ ۱۶۷۸ھ۔ ۱۶۷۹ھ۔ ۱۶۸۰ھ۔ ۱۶۸۱ھ۔ ۱۶۸۲ھ۔ ۱۶۸۳ھ۔ ۱۶۸۴ھ۔ ۱۶۸۵ھ۔ ۱۶۸۶ھ۔ ۱۶۸۷ھ۔ ۱۶۸۸ھ۔ ۱۶۸۹ھ۔ ۱۶۹۰ھ۔ ۱۶۹۱ھ۔ ۱۶۹۲ھ۔ ۱۶۹۳ھ۔ ۱۶۹۴ھ۔ ۱۶۹۵ھ۔ ۱۶۹۶ھ۔ ۱۶۹۷ھ۔ ۱۶۹۸ھ۔ ۱۶۹۹ھ۔ ۱۷۰۰ھ۔ ۱۷۰۱ھ۔ ۱۷۰۲ھ۔ ۱۷۰۳ھ۔ ۱۷۰۴ھ۔ ۱۷۰۵ھ۔ ۱۷۰۶ھ۔ ۱۷۰۷ھ۔ ۱۷۰۸ھ۔ ۱۷۰۹ھ۔ ۱۷۱۰ھ۔ ۱۷۱۱ھ۔ ۱۷۱۲ھ۔ ۱۷۱۳ھ۔ ۱۷۱۴ھ۔ ۱۷۱۵ھ۔ ۱۷۱۶ھ۔ ۱۷۱۷ھ۔ ۱۷۱۸ھ۔ ۱۷۱۹ھ۔ ۱۷۲۰ھ۔ ۱۷۲۱ھ۔ ۱۷۲۲ھ۔ ۱۷۲۳ھ۔ ۱۷۲۴ھ۔ ۱۷۲۵ھ۔ ۱۷۲۶ھ۔ ۱۷۲۷ھ۔ ۱۷۲۸ھ۔ ۱۷۲۹ھ۔ ۱۷۳۰ھ۔ ۱۷۳۱ھ۔ ۱۷۳۲ھ۔ ۱۷۳۳ھ۔ ۱۷۳۴ھ۔ ۱۷۳۵ھ۔ ۱۷۳۶ھ۔ ۱۷۳۷ھ۔ ۱۷۳۸ھ۔ ۱۷۳۹ھ۔ ۱۷۴۰ھ۔ ۱۷۴۱ھ۔ ۱۷۴۲ھ۔ ۱۷۴۳ھ۔ ۱۷۴۴ھ۔ ۱۷۴۵ھ۔ ۱۷۴۶ھ۔ ۱۷۴۷ھ۔ ۱۷۴۸ھ۔ ۱۷۴۹ھ۔ ۱۷۵۰ھ۔ ۱۷۵۱ھ۔ ۱۷۵۲ھ۔ ۱۷۵۳ھ۔ ۱۷۵۴ھ۔ ۱۷۵۵ھ۔ ۱۷۵۶ھ۔ ۱۷۵۷ھ۔ ۱۷۵۸ھ۔ ۱۷۵۹ھ۔ ۱۷۶۰ھ۔ ۱۷۶۱ھ۔ ۱۷۶۲ھ۔ ۱۷۶۳ھ۔ ۱۷۶۴ھ۔ ۱۷۶۵ھ۔ ۱۷۶۶ھ۔ ۱۷۶۷ھ۔ ۱۷۶۸ھ۔ ۱۷۶۹ھ۔ ۱۷۷۰ھ۔ ۱۷۷۱ھ۔ ۱۷۷۲ھ۔ ۱۷۷۳ھ۔ ۱۷۷۴ھ۔ ۱۷۷۵ھ۔ ۱۷۷۶ھ۔ ۱۷۷۷ھ۔ ۱۷۷۸ھ۔ ۱۷۷۹ھ۔ ۱۷۸۰ھ۔ ۱۷۸۱ھ۔ ۱۷۸۲ھ۔ ۱۷۸۳ھ۔ ۱۷۸۴ھ۔ ۱۷۸۵ھ۔ ۱۷۸۶ھ۔ ۱۷۸۷ھ۔ ۱۷۸۸ھ۔ ۱۷۸۹ھ۔ ۱۷۹۰ھ۔ ۱۷۹۱ھ۔ ۱۷۹۲ھ۔ ۱۷۹۳ھ۔ ۱۷۹۴ھ۔ ۱۷۹۵ھ۔ ۱۷۹۶ھ۔ ۱۷۹۷ھ۔ ۱۷۹۸ھ۔ ۱۷۹۹ھ۔ ۱۸۰۰ھ۔ ۱۸۰۱ھ۔ ۱۸۰۲ھ۔ ۱۸۰۳ھ۔ ۱۸۰۴ھ۔ ۱۸۰۵ھ۔ ۱۸۰۶ھ۔ ۱۸۰۷ھ۔ ۱۸۰۸ھ۔ ۱۸۰۹ھ۔ ۱۸۱۰ھ۔ ۱۸۱۱ھ۔ ۱۸۱۲ھ۔ ۱۸۱۳ھ۔ ۱۸۱۴ھ۔ ۱۸۱۵ھ۔ ۱۸۱۶ھ۔ ۱۸۱۷ھ۔ ۱۸۱۸ھ۔ ۱۸۱۹ھ۔ ۱۸۲۰ھ۔ ۱۸۲۱ھ۔ ۱۸۲۲ھ۔ ۱۸۲۳ھ۔ ۱۸۲۴ھ۔ ۱۸۲۵ھ۔ ۱۸۲۶ھ۔ ۱۸۲۷ھ۔ ۱۸۲۸ھ۔ ۱۸۲۹ھ۔ ۱۸۳۰ھ۔ ۱۸۳۱ھ۔ ۱۸۳۲ھ۔ ۱۸۳۳ھ۔ ۱۸۳۴ھ۔ ۱۸۳۵ھ۔ ۱۸۳۶ھ۔ ۱۸۳۷ھ۔ ۱۸۳۸ھ۔ ۱۸۳۹ھ۔ ۱۸۴۰ھ۔ ۱۸۴۱ھ۔ ۱۸۴۲ھ۔ ۱۸۴۳ھ۔ ۱۸۴۴ھ۔ ۱۸۴۵ھ۔ ۱۸۴۶ھ۔ ۱۸۴۷ھ۔ ۱۸۴۸ھ۔ ۱۸۴۹ھ۔ ۱۸۵۰ھ۔ ۱۸۵۱ھ۔ ۱۸۵۲ھ۔ ۱۸۵۳ھ۔ ۱۸۵۴ھ۔ ۱۸۵۵ھ۔ ۱۸۵۶ھ۔ ۱۸۵۷ھ۔ ۱۸۵۸ھ۔ ۱۸۵۹ھ۔ ۱۸۶۰ھ۔ ۱۸۶۱ھ۔ ۱۸۶۲ھ۔ ۱۸۶۳ھ۔ ۱۸۶۴ھ۔ ۱۸۶۵ھ۔ ۱۸۶۶ھ۔ ۱۸۶۷ھ۔ ۱۸۶۸ھ۔ ۱۸۶۹ھ۔ ۱۸۷۰ھ۔ ۱۸۷۱ھ۔ ۱۸۷۲ھ۔ ۱۸۷۳ھ۔ ۱۸۷۴ھ۔ ۱۸۷۵ھ۔ ۱۸۷۶ھ۔ ۱۸۷۷ھ۔ ۱۸۷۸ھ۔ ۱۸۷۹ھ۔ ۱۸۸۰ھ۔ ۱۸۸۱ھ۔ ۱۸۸۲ھ۔ ۱۸۸۳ھ۔ ۱۸۸۴ھ۔ ۱۸۸۵ھ۔ ۱۸۸۶ھ۔ ۱۸۸۷ھ۔ ۱۸۸۸ھ۔ ۱۸۸۹ھ۔ ۱۸۹۰ھ۔ ۱۸۹۱ھ۔ ۱۸۹۲ھ۔ ۱۸۹۳ھ۔ ۱۸۹۴ھ۔ ۱۸۹۵ھ۔ ۱۸۹۶ھ۔ ۱۸۹۷ھ۔ ۱۸۹۸ھ۔ ۱۸۹۹ھ۔ ۱۹۰۰ھ۔ ۱۹۰۱ھ۔ ۱۹۰۲ھ۔ ۱۹۰۳ھ۔ ۱۹۰۴ھ۔ ۱۹۰۵ھ۔ ۱۹۰۶ھ۔ ۱۹۰۷ھ۔ ۱۹۰۸ھ۔ ۱۹۰۹ھ۔ ۱۹۱۰ھ۔ ۱۹۱۱ھ۔ ۱۹۱۲ھ۔ ۱۹۱۳ھ۔ ۱۹۱۴ھ۔ ۱۹۱۵ھ۔ ۱۹۱۶ھ۔ ۱۹۱۷ھ۔ ۱۹۱۸ھ۔ ۱۹۱۹ھ۔ ۱۹۲۰ھ۔ ۱۹۲۱ھ۔ ۱۹۲۲ھ۔ ۱۹۲۳ھ۔ ۱۹۲۴ھ۔ ۱۹۲۵ھ۔ ۱۹۲۶ھ۔ ۱۹۲۷ھ۔ ۱۹۲۸ھ۔ ۱۹۲۹ھ۔ ۱۹۳۰ھ۔ ۱۹۳۱ھ۔ ۱۹۳۲ھ۔ ۱۹۳۳ھ۔ ۱۹۳۴ھ۔ ۱۹۳۵ھ۔ ۱۹۳۶ھ۔ ۱۹۳۷ھ۔ ۱۹۳۸ھ۔ ۱۹۳۹ھ۔ ۱۹۴۰ھ۔ ۱۹۴۱ھ۔ ۱۹۴۲ھ۔ ۱۹۴۳ھ۔ ۱۹۴۴ھ۔ ۱۹۴۵ھ۔ ۱۹۴۶ھ۔ ۱۹۴۷ھ۔ ۱۹۴۸ھ۔ ۱۹۴۹ھ۔ ۱۹۵۰ھ۔ ۱۹۵۱ھ۔ ۱۹۵۲ھ۔ ۱۹۵۳ھ۔ ۱۹۵۴ھ۔ ۱۹۵۵ھ۔ ۱۹۵۶ھ۔ ۱۹۵۷ھ۔ ۱۹۵۸ھ۔ ۱۹۵۹ھ۔ ۱۹۶۰ھ۔ ۱۹۶۱ھ۔ ۱۹۶۲ھ۔ ۱۹۶۳ھ۔ ۱۹۶۴ھ۔ ۱۹۶۵ھ۔ ۱۹۶۶ھ۔ ۱۹۶۷ھ۔ ۱۹۶۸ھ۔ ۱۹۶۹ھ۔ ۱۹۷۰ھ۔ ۱۹۷۱ھ۔ ۱۹۷۲ھ۔ ۱۹۷۳ھ۔ ۱۹۷۴ھ۔ ۱۹۷۵ھ۔ ۱۹۷۶ھ۔ ۱۹۷۷ھ۔ ۱۹۷۸ھ۔ ۱۹۷۹ھ۔ ۱۹۸۰ھ۔ ۱۹۸۱ھ۔ ۱۹۸۲ھ۔ ۱۹۸۳ھ۔ ۱۹۸۴ھ۔ ۱۹۸۵ھ۔ ۱۹۸۶ھ۔ ۱۹۸۷ھ۔ ۱۹۸۸ھ۔ ۱۹۸۹ھ۔ ۱۹۹۰ھ۔ ۱۹۹۱ھ۔ ۱۹۹۲ھ۔ ۱۹۹۳ھ۔ ۱۹۹۴ھ۔ ۱۹۹۵ھ۔ ۱۹۹۶ھ۔ ۱۹۹۷ھ۔ ۱۹۹۸ھ۔ ۱۹۹۹ھ۔ ۲۰۰۰ھ۔ ۲۰۰۱ھ۔ ۲۰۰۲ھ۔ ۲۰۰۳ھ۔ ۲۰۰۴ھ۔ ۲۰۰۵ھ۔ ۲۰۰۶ھ۔ ۲۰۰۷ھ۔ ۲۰۰۸ھ۔ ۲۰۰۹ھ۔ ۲۰۱۰ھ۔ ۲۰۱۱ھ۔ ۲۰۱۲ھ۔ ۲۰۱۳ھ۔ ۲۰۱۴ھ۔ ۲۰۱۵ھ۔ ۲۰۱۶ھ۔ ۲۰۱۷ھ۔ ۲۰۱۸ھ۔ ۲۰۱۹ھ۔ ۲۰۲۰ھ۔ ۲۰۲۱ھ۔ ۲۰۲۲ھ۔ ۲۰۲۳ھ۔ ۲۰۲۴ھ۔ ۲۰۲۵ھ۔ ۲۰۲۶ھ۔ ۲۰۲۷ھ۔ ۲۰۲۸ھ۔ ۲۰۲۹ھ۔ ۲۰۳۰ھ۔ ۲۰۳۱ھ۔ ۲۰۳۲ھ۔ ۲۰۳۳ھ۔ ۲۰۳۴ھ۔ ۲۰۳۵ھ۔ ۲۰۳۶ھ۔ ۲۰۳۷ھ۔ ۲۰۳۸ھ۔ ۲۰۳۹ھ۔ ۲۰۴۰ھ۔ ۲۰۴۱ھ۔ ۲۰۴۲ھ۔ ۲۰۴۳ھ۔ ۲۰۴۴ھ۔ ۲۰۴۵ھ۔ ۲۰۴۶ھ۔ ۲۰۴۷ھ۔ ۲۰۴۸ھ۔ ۲۰۴۹ھ۔ ۲۰۵۰ھ۔ ۲۰۵۱ھ۔ ۲۰۵۲ھ۔ ۲۰۵۳ھ۔ ۲۰۵۴ھ۔ ۲۰۵۵ھ۔ ۲۰۵۶ھ۔ ۲۰۵۷ھ۔ ۲۰۵۸ھ۔ ۲۰۵۹ھ۔ ۲۰۶۰ھ۔ ۲۰۶۱ھ۔ ۲۰۶۲ھ۔ ۲۰۶۳ھ۔ ۲۰۶۴ھ۔ ۲۰۶۵ھ۔ ۲۰۶۶ھ۔ ۲۰۶۷ھ۔ ۲۰۶۸ھ۔ ۲۰۶۹ھ۔ ۲۰۷۰ھ۔ ۲۰۷۱ھ۔ ۲۰۷۲ھ۔ ۲۰۷۳ھ۔ ۲۰۷۴ھ۔ ۲۰۷۵ھ۔ ۲۰۷۶ھ۔ ۲۰۷۷ھ۔ ۲۰۷۸ھ۔ ۲۰۷۹ھ۔ ۲۰۸۰ھ۔ ۲۰۸۱ھ۔ ۲۰۸۲ھ۔ ۲۰۸۳ھ۔ ۲۰۸۴ھ۔ ۲۰۸۵ھ۔ ۲۰۸۶ھ۔ ۲۰۸۷ھ۔ ۲۰۸۸ھ۔ ۲۰۸۹ھ۔ ۲۰۹۰ھ۔ ۲۰۹۱ھ۔ ۲۰۹۲ھ۔ ۲۰۹۳ھ۔ ۲۰۹۴ھ۔ ۲۰۹۵ھ۔ ۲۰۹۶ھ۔ ۲۰۹۷ھ۔ ۲۰۹۸ھ۔ ۲۰۹۹ھ۔ ۲۱۰۰ھ۔ ۲۱۰۱ھ۔ ۲۱۰۲ھ۔ ۲۱۰۳ھ۔ ۲۱۰۴ھ۔ ۲۱۰۵ھ۔ ۲۱۰۶ھ۔ ۲۱۰۷ھ۔ ۲۱۰۸ھ۔ ۲۱۰۹ھ۔ ۲۱۱۰ھ۔ ۲۱۱۱ھ۔ ۲۱۱۲ھ۔ ۲۱۱۳ھ۔ ۲۱۱۴ھ۔ ۲۱۱۵ھ۔ ۲۱۱۶ھ۔ ۲۱۱۷ھ۔ ۲۱۱۸ھ۔ ۲۱۱۹ھ۔ ۲۱۲۰ھ۔ ۲۱۲۱ھ۔ ۲۱۲۲ھ۔ ۲۱۲۳ھ۔ ۲۱۲۴ھ۔ ۲۱۲۵ھ۔ ۲۱۲۶ھ۔ ۲۱۲۷ھ۔ ۲۱۲۸ھ۔ ۲۱۲۹ھ۔ ۲۱۳۰ھ۔ ۲۱۳۱ھ۔ ۲۱۳۲ھ۔ ۲۱۳۳ھ۔ ۲۱۳۴ھ۔ ۲۱۳۵ھ۔ ۲۱۳۶ھ۔ ۲۱۳۷ھ۔ ۲۱۳۸ھ۔ ۲۱۳۹ھ۔ ۲۱۴۰ھ۔ ۲۱۴۱ھ۔ ۲۱۴۲ھ۔ ۲۱۴۳ھ۔ ۲۱۴۴ھ۔ ۲۱۴۵ھ۔ ۲۱۴۶ھ۔ ۲۱۴۷ھ۔ ۲۱۴۸ھ۔ ۲۱۴۹ھ۔ ۲۱۵۰ھ۔ ۲۱۵۱ھ۔ ۲۱۵۲ھ۔ ۲۱۵۳ھ۔ ۲۱۵۴ھ۔ ۲۱۵۵ھ۔ ۲۱۵۶ھ۔ ۲۱۵۷ھ۔ ۲۱۵۸ھ۔ ۲۱۵۹ھ۔ ۲۱۶۰ھ۔ ۲۱۶۱ھ۔ ۲۱۶۲ھ۔ ۲۱۶۳ھ۔ ۲۱۶۴ھ۔ ۲۱۶۵ھ۔ ۲۱۶۶ھ۔ ۲۱۶۷ھ۔ ۲۱۶۸ھ۔ ۲۱۶۹ھ۔ ۲۱۷۰ھ۔ ۲۱۷۱ھ۔ ۲۱۷۲ھ۔ ۲۱۷۳ھ۔ ۲۱۷۴ھ۔ ۲۱۷۵ھ۔ ۲۱۷۶ھ۔ ۲۱۷۷ھ۔ ۲۱۷۸ھ۔ ۲۱۷۹ھ۔ ۲۱۸۰ھ۔ ۲۱۸۱ھ۔ ۲۱۸۲ھ۔ ۲۱۸۳ھ۔ ۲۱۸۴ھ۔ ۲۱۸۵ھ۔ ۲۱۸۶ھ۔ ۲۱۸۷ھ۔ ۲۱۸۸ھ۔ ۲۱۸۹ھ۔ ۲۱۹۰ھ۔ ۲۱۹۱ھ۔ ۲۱۹۲ھ۔ ۲۱۹۳ھ۔ ۲۱۹۴ھ۔ ۲۱۹۵ھ۔ ۲۱۹۶ھ۔ ۲۱۹۷ھ۔ ۲۱۹۸ھ۔ ۲۱۹۹ھ۔ ۲۲۰۰ھ۔ ۲۲۰۱ھ۔ ۲۲۰۲ھ۔ ۲۲۰۳ھ۔ ۲۲۰۴ھ۔ ۲۲۰۵ھ۔ ۲۲۰۶ھ۔ ۲۲۰۷ھ۔ ۲۲۰۸ھ۔ ۲۲۰۹ھ۔ ۲۲۱۰ھ۔ ۲۲۱۱ھ۔ ۲۲۱۲ھ۔ ۲۲۱۳ھ۔ ۲۲۱۴ھ۔ ۲۲۱۵ھ۔ ۲۲۱۶ھ۔ ۲۲۱۷ھ۔ ۲۲۱۸ھ۔ ۲۲۱۹ھ۔ ۲۲۲۰ھ۔ ۲۲۲۱ھ۔ ۲۲۲۲ھ۔ ۲۲۲۳ھ۔ ۲۲۲۴ھ۔ ۲۲۲۵ھ۔ ۲۲۲۶ھ۔ ۲۲۲۷ھ۔ ۲۲۲۸ھ۔ ۲۲۲۹ھ۔ ۲۲۳۰ھ۔ ۲۲۳۱ھ۔ ۲۲۳۲ھ۔ ۲۲۳۳ھ۔ ۲۲۳۴ھ۔ ۲۲۳۵ھ۔ ۲۲۳۶ھ۔ ۲۲۳۷ھ۔ ۲۲۳۸ھ۔ ۲۲۳۹ھ۔ ۲۲۴۰ھ۔ ۲۲۴۱ھ۔ ۲۲۴۲ھ۔ ۲۲۴۳ھ۔ ۲۲۴۴ھ۔ ۲۲۴۵ھ۔ ۲۲۴۶ھ۔ ۲۲۴۷ھ۔ ۲۲۴۸ھ۔ ۲۲۴۹ھ۔ ۲۲۵۰ھ۔ ۲۲۵۱ھ۔ ۲۲۵۲ھ۔ ۲۲۵۳ھ۔ ۲۲۵۴ھ۔ ۲۲۵۵ھ۔ ۲۲۵۶ھ۔ ۲۲۵۷ھ۔ ۲۲۵۸ھ۔ ۲۲۵۹ھ۔ ۲۲۶۰ھ۔ ۲۲۶۱ھ۔ ۲۲۶۲ھ۔ ۲۲۶۳ھ۔ ۲۲۶۴ھ۔ ۲۲۶۵ھ۔ ۲۲۶۶ھ۔ ۲۲۶۷ھ۔

اہم) مذکورہ بالا چاروں خطوں پر ترتیب محبت نامہ (اول) تا قصہ دوم۔ سوم۔ چہارم  
کھلا ہے اور ہر خط میں مشہور بیگم کے خط خطے پر انہماک سے درگاہ کیا ہے لیکن بہت  
نہرہ نیم میں لکھتے ہیں:

”اب سید ابیگم صاحبہ کو جان نام کی طرف سے معلوم ہو پانچ سپید کاغذات متعلق  
تو تیار خطہ قصہ سے مزاج کی غیروہایت سے ہم آگاہ ہیں، طبیعت بہت متوش  
رہتی ہے، خدا حاسے میں سے تم صاحبوں کی کون سی شخصیت کی تھی کہ آج تک  
نہیں بھر سکتے کسی سے ایک پرچہ کا ذکر نہ کر سکیا رجم کے متعلق اپنی طبیعت  
کا حال لکھ کر بھیج کر بیٹھا ہوا ہے اور عمل کا کیا حال لکھ بھیج کر ہے یا نہیں، اس  
میں کہ تھاں ہیں اور یہ بھی لکھا کہ کیا سبب جو آج تک تم نے اپنے مزاج کی  
غیر لکھی راقم جان عالم طبیعت خطہ، لہام ذی قصہ سہنہ ۱۰۵۵ (۱۰ جولائی،  
۱۸۵۶ء) یہ ہے

مذکورہ بالا چاروں خطوں کی اگر ترتیب میں صحیح ہوتی تو وہاں خط خطے پر خوشی اور مہیاں خدا خطے  
پر شکایت کی جاتی معلوم ہو کہ تاریخ کے ساتھ ترتیب بھی ماضی ہے اور مندرجہ بالا خطہ تاریخ  
خبر تب کا پہلا خط ہے۔ اس کی تاریخ خطہ جو لے کا کوئی ترغیب نہیں ملتا۔ رجب سے ذی قعدہ  
تک پانچ مہینے ہوتے ہیں۔ ال پانچ مہینوں میں یعنی ۲ مہینہ سہنہ ۱۰۵۵ تک نظم لگاتو  
لکھو صاحب شش ہفتی میں خط میں اس حل کا ذکر سہتا سندہ خطوں میں اس نے نئی ہی شکلیں  
اختیار کیں۔ خطوں کو اس کے بعد سے قریب قریب صحیح ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

مشہد ابیگم بادشاہ کی تسوہ بیگم نہیں تھی۔ رنگت گوری اور وضع قطع انگریزوں جیسی  
تھی، کسی شوق نگاری کی باس بھی نہ تھی۔ آپ کا نام حسین علی خاں کھانا ہے۔ ۱۸۵۷ء تک  
مال داپ زندہ تھے، ان کی کتابت بھی مشہد ابیگم کے دہرہ تھی۔ اختراع سلطنت کے وقت

سہنہ ۱۰۵۵ کا قصہ ص ۱۵۵

سہنہ ۱۰۵۵۔ بحر مختلف ص ۳۹۔ ۱۰۵۵

سہنہ ۱۰۵۵۔ ادب کا قصہ ص ۱۷۵، ص ۱۸۰ اور شیریں معنی کی فرمید

سہنہ ۱۰۵۵۔ ادب کا قصہ ص ۱۵۵ اور ص ۱۸۰

سہنہ ۱۰۵۵۔ رفعات بیجاٹ ص ۵۳۔

ماہر تھیں۔ اس محل سے ۳ رزیچ الاؤل سنہ ۱۲۷۶ء کو ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی کا نام  
 بیگم آفراتوب رفیعہ بیگم تجویز ہوا۔ زہر خانے کے یہ فعل چہرہ تقریباً مسہری کی طلب تھی، بادشاہ  
 نے جہاں بادر بہت سی فراخیں پوری کیں اس کو بھی پور کیا۔ زہر خانے کے حدود درجہ  
 کبیر چٹائی مختلف عنوانوں سے مطالبات دیتے تھے چھ گئے اور اس درجہ کی بدولت پہلی جیسی  
 منزلت باقی نہ رہی۔ قیام بھی کسی ایک جگہ نہ تھا، کسی مکان کو آسیب زدہ ہوئے کے سبب  
 سے چھوڑا۔ کسی کی گفتگو مانی، مگر اگر گری۔ نہ صرف راج کی تباہی کے وقت حضرت راج میں مقیم  
 تھیں، سال در سال سے دستبردار ہونے کے کرتبی کی لڑائی، مسافرت میں بھی بچی کی نگہداشت  
 اچھی طرح نہ ہو سکی، ۱۷ رمضان ۱۲۷۴ء میں اس لڑکی نے بھی دار عمارت دیا۔ بادشاہ  
 دستگیری میں قصور کیا لیکن اسی سال نے میں شہید بیگم کو اپنی بہنوں کی شادی کی فکر ہونے لگا  
 یہ امر بادشاہ کو گوارا نہ ہوا۔ دو چار خطوں میں مشہد بیگم کو مشہد محل لکھا ہے۔ ممکن ہے لڑکی کی  
 پیدائش پر یہ اعزاز بخشا گیا ہو۔ ۱۲۷۵ء کے بعد کی زندگی کا علم اور کسی ذریعے سے نہیں ہوتا  
 بی کی تصنیف کے وقت مشہد بیگم ہی ایک متوفی بیگم کا ذکر بی کے اوراق میں ملتا ہے ممکن  
 ہے یہ وہی مشہد بیگم ہو جس کی شہرت ہے۔

سطح۔ مشہد بیگم ص ۱۳

سطح۔ ادب کا مقدمہ ص ۸۵-۸۴

سطح۔ جیش ص ۱۸۶

سطح۔ رنجات بیگات ص ۶۶-۶۷

سطح۔ تاریخ خزانہ ص ۳۸

سطح۔ ادب کا مقدمہ ص ۹۳-۹۰

سطح۔ رنجات بیگات ص ۵۴-۵۳

سطح۔ شہر بیگم ص ۳۶-۳۷

سطح۔ ادب کا مقدمہ ص ۸۸-۸۷، ۱۱۷-۹۲، ۱۹۲

سطح۔ بی ص ۳۳۵

سطح۔ ادب کا مقدمہ ص ۸۸-۸۷، ۱۱۷-۹۲، ۱۹۲

مشیدایم کو بغیر کسی جنبہ کے شاعر اور ادیب تسلیم کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ خطوں کے جس  
 مجموعے پر ان کی شہرت کا انحصار ہے اسی سے ان کی نافرمانی کا بھی اظہار ہوتا ہے؛  
 "استیصال نامہ" راستہ سوجیوں کا کھل ہوا جن انتظار میں آیا، ہم نے دیکھے ہی  
 آنکھوں سے لگایا، جب عشیر نے پڑھ کر سنا یا ہر فقرہ رنگین بھایا۔۔۔۔  
 پیر فلک نے مجھ رنگ دکھایا، تم کو ہم سے ہیں جوانی میں چڑایا ہے۔

تیرے دلم کا کل میں دل ہے ایر مرا حال یہ ہے بقول عشیر  
 کسی وقت آرام آتا ہے میں نصرت ترادل سے جانا نہیں سکتے  
 مشیدایم اگر حمد پڑھی تھی ہوتی تو دوسرے کو خط پڑھ کر سنانے کی ضرورت نہ تھی  
 اور خود شاعر ہوتی تو جناب عشیر کے ایسے شعر نقل نہ کرتی۔ رہا سہا مشبہ اس انکشاف  
 سے وعدہ ہوتا ہے کہ اس ذریعے جس کی خوشامد می مطلوب تھی وہ خود بھی اصل حقیقت  
 سے ناواقف نہ تھا۔ کسی طرز، داد دی نہ

الف) "شعری تمہاری میں انتظار میں، کتنی... ہر بیت اس کی بیت آبرو تھی  
 ہر سطر خوشبو تھی، انداز داد سے بھری تھی، شعری کا ہے کو تھی، حمد تھی یا پری  
 جی پتہ

ب) اور طزل کی تعریف میں کیا کھول، نہ بان اولے نصف میں اس کے قاصر  
 ہے اور تو کیا عدد کروں جان حاضر ہے پتہ  
 اور کبھی صاف صاف لکھے میں بھی کوئی تکلف محسوس نہیں کیا؛  
 . . . . . اور ماشار اللہ عزل کیا کہا، جس سے جی چاہا کہنوا کے بھرائی،  
 اپنے اوپر دھروائی... پتہ

سطح۔ تاریخ ادب، جلد ۵ ص ۲۶۔

سطح۔ رتواتر سنگات ص ۵، حاتمہ داجدی شاہ سوزہ ۱۳۷۲/۱۳۷۳ھ

سطح۔ ادب کا عقد ص ۱۵۱

سطح۔ بیضا ص ۵۰

سطح۔ بیضا ص ۵۸



۱۷۷۵ء میں عشر اور دہائی بیگم کی طرف سے خط اور غزلیں لکھے گئے تھے۔ ۱۷۷۳ء میں ان کی لہذا مت مشیقا بیگم کے لیے مخصوص تھیں۔ علاوہ "ذوق طلب" کے صں کا سطرانہ دونوں بیگم کے خطوں میں موجود ہے، شرادہ نظم میں بھی تواریک متعدد مشائیں نظر آتی ہیں۔

تاریخ مذہب کا پہلا خط مثنوی ہے نہ مثنوی سیدھے سادے انداز میں گھریلو باتوں کو بہ تکلف سے لکھ دیا ہے۔ جب یہ کہ یہ خط کسی حد کے جواب میں نہیں لکھا تھا، بطور خود مکمل تھا۔ جب مشیدا بیگم کی طرف سے جواب ملا شروع ہوئے تو اسلوب میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ آفتاب اور عبارت آرائی میں سادگی کی جگہ تکلف نے سہلی،

"یلائے عراق خوبی، سلطنتی جہر محبوبی، طوطی میں سوانست، غنایب گلشن  
مواظفت، خلاق ناز، سحر عشوہ و نسا، حریری پیکر آفتاب صبح لہر بغیس  
حسنت، زلیخا صورت، غزل غزل، حلا کرار، برگزیرہ حبیبان عالم نواب  
مشیدانگم صاحبہ بافتاے درہ غمس و قرریب پہلوئے، قزقرعہ  
لہذا ص طرح اردو خطوں میں فارسی انشیر واری کا رنگ رفتہ رفتہ گہرا ہوتا چلا گیا۔ مشیدا بیگم کے خطوں میں سادگی اور پرکاری کے ساتھ مکالمے کا رنگ نمایاں تھا۔ بادشاہ سے اس کی قرابت کی

تین خطوں میں دل جہان و جگر سے پہلے... ایک دن آئے اور تو  
کیا کہوں دمل کے مزے اٹھائے، سو سو دفتہ پڑھا... صبر جاگڑین دمل پاش  
پاش ہوا۔ مجا نہایت بشاش ہوا۔ خط کیا پڑھا گو یا تم سے دبدو باتیں کہیں  
سینیدی کا غصے آسان ہر کی راہیں کہیں... اسی طرح ہمیشہ اسی نوع  
محنت سے ملاحظہ دل شاو کیا کرد اور ہم کو رنج تنہائی سے آرو کیا کرد۔

سطح۔ تاریخ فرقان کی کتابیاتی تفصیل ملاحظہ ہو۔

سطح۔ اس مقالے کے صفحات ۵۷-۵۸ ملاحظہ فرمائیے۔

سطح۔ تاریخ مذہب میں برطانوی قریب سنہ ۱۷۷۶ء کا پانچواں خط ہے اور کا مقصد ص ۱۷۵ سے  
لقل کہنے اور واقفیت نگار کے مقالے کے صفحہ ۱۸ پر تاریخ مذہب کا پہلا خط شمار کیا ہے۔

سطح۔ اورب کا مقصد ص ۱۸۱۔ سطح۔ اورب کا مقصد ص ۱۹۳۔

اور اپنی مروت اور کم سن خواہش کے سبب کیسا سرفراز ہو دیا ہی وہاں دیا جانے خطوط میں خود بھی  
 مکلف کا غماز اختیار کیا۔ تاریخ مذہب کے خط اس اعتبار سے قابل قدر ہیں۔ بہ نسبت دوسرے  
 مجموعوں کے اس مجموعے کے خط مختصر اور اسلوب کش ہے۔ شیخ ابیگم کے نام بادشاہ کے  
 ہمارے خط و رقعات بیگمات میں بھی درج ہیں۔ تاریخ مذہب مگر مکمل ہوتی تو یہ خطا فانی اس  
 میں بھی ہوتے۔ ان خطوں کے جواب میں شیخ ابیگم کی طرف سے جو خط لکھے گئے وہ رقعات  
 بیگمات کے علاوہ اور کسی نہیں ملتے۔

شیخ ابیگم کے خطوں میں مضمون حضرت شہداء اتمام سے لکھا گیا ہے۔ علاوہ دو خطوں کے  
 جو مشنوی کی بحریں ہیں، نثر کے خطوں میں جو غزلیں اور نظمیں رقعات بیگمات میں ملتی ہیں جب  
 ذیل ہیں:

- ۱: سد حاسہ جب سے جو تم میرے مدد نفا اختر
- ۲: سراسر ہے گد شش میں آگیا اختر ۔ ۳ شعر
- ۴: سفر سے بلد آؤ جان عالم
- ۵: جمال اپن دکھاؤ جان عالم ۔ ۸ شعر
- ۶: بیمار تپا بھر کو اچھا نہیں کہتے
- ۷: بچہ پر نظر بہر سچا نہیں کرتے ۔ ۱۳ شعر
- ۸: یار کے علم و ستم کی نہ ملی داد بھنے
- ۹: داد دیتا نہیں کوئی میری بیدار بھنے ۔ ۹ شعر
- ۱۰: جس بیکار نہیں ہے دل سبدا میرا
- ۱۱: دیجیے دیجیے بس دیجیے سودا میرا ۔ ۱۲ شعر
- ۱۲: قصد پرداز کا کرتی ہے شب تار میں روج
- ۱۳: خل حاضر ہے میرے فرقہ ہر تار میں روج ۔ ۸ شعر
- ۱۴: مجبوروں پر کرنا نہیں جانی ستم اچھا
- ۱۵: فرقت کا بابتنا نہیں دینا ہے علم اچھا ۔ ۱۱ شعر
- ۱۶: طالب ہیں گل کے ادھ نہ خواہاں بہار کے
- ۱۷: مشتاق ہم ہیں بسد رخسار پار کے ۔ ۱۱ شعر

۱۹. قزق مائش و مشول غضب جوتی ہے۔

سحر میدان غم و دلی کی شب ہوتی ہے ۔ شعر  
سایہ پر صحن باغ کو اندر بہار ہو

پہلو میں تم ہی اسے بھڑو تو بار جو ۔۔۔

۱۰۰۔ بسا ترسہ فراق میں خستہ جگر نہیں  
خجسہ میگہ جگر کے رونا کو کہ رونا ہے

جیسا کہ جہاں میں کوئی بے جبر نہیں ۔ ۱۰

تفصیل ہر گزری جگہ کو ترا ہے ۱۹۰ شمار

۱۰ عاشق ہیں ہم جہاں میں رخ و زلف یار کے

ماہ سے چمے ہیں گردش یل و نہار کے ، شعر  
شعبہ ہند، رشک فر، جان مار

کہ اب مہر کی اک نظر جان عالم، شعر

فرقت سے تیری دلاسے مرا اضطراب میں

بھوکھ پھنسا یا تم نے = کیسے عذاب میں ، ۱۰۰ شمر

سبب یہاں حسبِ ذیل غزوات اور معرکوں کے حوالے دیئے گئے ہیں جو کہ اس کے بعد ہوئے۔

ہے جلد صحت پان عام کی بہت ہے شائق اس شاید کو وقت جان لگی

میں نے گناہ کی جوں کی توہین

میں نے عرض کیا کہ یہاں تو ایک ہی شخص ہے۔

ہری ہو ہے سدھام ترا

بہتر ہے پہلو میں ہمارے اختر

ہوں میں جیب ٹیاشتین ملے عالمی  
فلمنگ کب سے دل خرم اختر

۱۳۳۳ھ میں پیدا ہوئے، ۱۳۴۱ھ میں ۸ سال کی عمر میں شریعت کی تعلیم حاصل کی، ۱۳۴۷ھ میں ۱۴ سال کی عمر میں

**Figure 1**

واہد علی شاہ نے سفید ابیگم کی غزلوں کے جواب میں جو غزلیں سپرد نظم کیں ان کی تعداد مختصر ہے:

- ۱۔ آدی کیا کہ پری زاد ہیں سفید ابیگم
- ۲۔ طائر جاں کی تو صباد ہیں سفید ابیگم
- ۳۔ ترے عشق میں جو گزری کھول کیا وہ حال اپنا
- ۴۔ بے حسن حوشں ادا کی تو دکھ جمال اپنا
- ۵۔ مسکوا باغ میں تو اس گل حسنہ ان میں
- ۶۔ میں تو عاشق ہوں ترے دم کا دل و جاں میں
- ۷۔ مری جاں پری ہے تو مراد اری سفید ابیگم
- ۸۔ ہوا میں بہت لعل بس اب ملداری سفید ابیگم
- ۹۔ تیرے بھر سے بے تاب ہوں سفید ابیگم
- ۱۰۔ بے غرور و تشنہ لبے خواب ہوں سفید ابیگم
- ۱۱۔ کیجئے سے سینہ لگا اے مری سفید ابیگم
- ۱۲۔ ہر منٹ سے ہر منٹ ملا اے مری سفید ابیگم

ان میں پہلی غزل کے صرف آخری سات شعر تاریخ مذہب میں ملتے ہیں۔ غزل ۲ اور ۳ صرف مذہب میں ہیں۔ اور غزل ۴، ۵، ۶ اور ۷ صرف سفید ابیگم میں ہیں۔ تاریخ مذہب کا ایک منظوم قطعہ سفید ابیگم میں نہیں ہے اور سفید ابیگم کے دو منظوم قطعہ تاریخ مذہب میں نہیں ملتے۔ اس کی اور بیشی کا سبب ظاہر ہے کہ تاریخ مذہب کے خط ۴، ۵، ۶، ۷ یا اس سے پہلے کے ہیں۔ بادشاہ کو اس وقت تک غزلیں اور قطعہ جمع کرنے کا خیال نہیں

۱۔ ادب کا مفرد ص ۱۲۵۔

۲۔ ایضاً ص ۱۲۸، ۱۲۹۔

۳۔ سفید ابیگم میں ص ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱۔

۴۔ ادب کا مفرد ص ۱۲۹۔

۵۔ سفید ابیگم میں ص ۱۳۰، ۱۳۱۔



علی و واجد خلاق و داور اجار ہے نہ اہلار ہے، زیادہ فریادہ اعظم  
 خدای پر رخ و ماہ و ۳۳ و اختر میر نور صفحہ ۱۱ مرقوم جو شہر حضرت ۱۱۰ ہجری  
 ممتاز جہاں بیگم کے نام و اہل شاہ کے قند ناموں کا یہ تاریخی مجرور اپنے وطن سے  
 اگرچہ ہزاروں میل دور ہے لیکن ساقیت کہ ممکن ہے نور خطوط ہے۔ اہل نظر کی کوششوں  
 نے اسے شائع کر کے مدبران جہنم کی تشنگی کو تو کسی حد تک جھڑک دیا لیکن اس بیان:  
 "ما سطر مدتبہا و اس میں اس قدر خوبصورت گل کاری کی ہوئی ہے  
 کہ کتاب ایک زریعہ معلوم ہوئی ہے۔ کتاب کی ترتیب اور مرکب پر کار پیکار کو  
 کہہ رہی ہے کہ یہ کتاب کسی بادشاہ کے لیے لکھی گئی ہے۔  
 اور بیان کے ساتھ لکھی تصویروں کے وہ تشنگی پیدا کر رہی ہے جو غلط دیکھ کر ہی بھٹکتی ہے۔  
 چنانچہ کتاب خائف اور کسی قدر صحت کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ سب سے بڑے تفصیل کے  
 چھ دام اور اصولی باتیں اسی مجرور نسخے کے پیش نظر دیکھ لی جاتی ہیں۔

۱۔ خطوط کے ورق ۲۔ باب ہی ص ۱۰۰ ورق ۱۱۔ حرف یعنی صفحہ ۱۵۰ ایک خطوط  
 کو حیدر صفات میں کیا گیا ہے اور ورق ۱۰۰ پر جو تصویر ہے اس کی بھی خلد  
 کردی گئی ہے۔ شروع شروع کے میں صفات و حقائق۔ حرف رہا ورق ۱۰۰ اور آخری صفحہ  
 ورق ۱۱۰۔ باب ۱۰۰ ہے یا اس پر بھی کچھ ہے اس کا کوئی ذکر مجرور نسخے یا تہذیب میں نہیں  
 ہے۔ ان صفات پر اکثر کتب خانہ کی مہر چھٹی ہے۔ اس نسخے پر اگر کوئی مہر بھی تو قیاس آ رہا  
 کی خصوصیت نہ تھی کہ ممکن ہے، نسخہ بادشاہ کے لیے ترتیب دیا گیا ہو۔ مرتب کا بیان ہے کہ  
 اس میں انی حرف ایک کتب خانہ کے مہتمم نے بھی ایک سو ساٹھ صفحات کا شمار تھینے

۱۱۔ تاریخ انتشار ۱۱۰۰

۱۲۔ مسکیت صاحب کا بیان ہے کہ کتاب ششہ میں شائع ہوئی تھی (دیکھئے تاریخ خوب اودھ ۱۲۸۱)  
 لیکن، بیان تصدیق طلب ہے کہ چونکہ ایسی کوئی کتاب اب تک دستیاب نہیں ہوئی، تاریخ انتشار  
 کی یہ تفصیل اس کے پاکستانی ایڈیشن سے حاصل کی گئی ہے۔

۱۳۔ تاریخ انتشار ۱۱۰۰

۱۴۔ تاریخ انتشار ۱۱۰۰

لکھنے میں کیا ہے۔ اس طرح عرصہ مذکورہ بالا پانچوں کتابوں کے دو مطبوعہ نسخے ہیں جو مطبعہ انجمن شریعت  
میں لیکن ان مطبوعہ نسخوں پر کیا لکھا ہے اس کے بارے میں مطبوعہ نسخہ فائز میں ہے۔

ابداً مطبوعہ نسخے کے متن میں دو سطروں پر کوئی تذکرہ نہیں ہے، لیکن شروع میں جہاں مرتب  
نے فہرست مرتب کی ہے ان سطروں کو ۵ ذیقعدہ ۱۲۵۰ اور ۵ ذی الحجہ ۱۲۷۵ کا  
شمار کیا ہے۔

راج تالیف کا تاریخی حصہ مرتب نے کافی تحقیق اور روش سے مرتب کیا ہے لیکن ان کا کافی طور پر  
مستند ثابت سے استفادہ کے سبب کہیں کہیں غلطی بھی برآمد کی ہے۔ مثلاً چار بادشاہ  
کے ساتھ مطبوعہ نسخے میں دواؤں کی تعداد ۱۳ بتائی ہے جن میں چار بیگناہ کو بھی شمار کیا ہے۔ مطبوعہ  
نسخہ ۲۴ طیب الحدیث پہلے ہی دن بھاگ کھڑے تھے۔ مثلاً انگریزی میں ۱۲۵۰  
عمر میں بادشاہ کے ساتھ تھیں اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ یہ نسخہ نہیں ہے لیکن درست گزارشیں  
اور اسی لیے ساتھ لکھی تھیں۔ مثلاً جہاں حکیم کا خطاب نہایت محل پتایا ہے۔ کوئی حدیث  
لکھی ہے اور یہی یہ بات مستند ہے۔ نواب محمد الدولہ بادشاہ کے پھر بھائی تھے، آخر زمانہ  
امیری میں انہوں نے بھی ساتھ چھڑ دیا اور قلعے سے نکل کر مٹیابست میں قیام پذیر ہوئے۔  
مرتب کا بیان ہے کہ "خود ہو گئے"۔ میر نواب خواجہ محمد الدولہ کے صاحب کا نام تھا۔  
مرتب نے ایک اور صاحب دواؤں کے بیان کو غلط سلوک کر دیا ہے۔  
مثلاً جہاں بادشاہ کی نسخہ حکیم تھیں اصل نام زبیر حکیم الدواؤں محل قلعہ تھا۔

|                      |                        |
|----------------------|------------------------|
| ۱۔ تاریخ مزار ص ۲    | ۲۔ حزن آخری ص ۲۵ ۲۴    |
| ۳۔ بیضا ص ۵۰ ۱۵۳ - ۶ | ۴۔ تاریخ مزار ص ۲      |
| ۵۔ بیضا ص ۱۹ ۱۵۳ ۱۵۴ | ۶۔ بیضا ص ۱۵ ۱۵۴       |
| ۷۔ بیضا ص ۲          | ۸۔ تاریخ مزار ص ۱۵     |
| ۹۔ حزن آخری ص ۲۴ ۲۵  | ۱۰۔ حزن آخری ص ۲۴      |
| ۱۱۔ بیضا ص ۲۰ ۲۱     | ۱۲۔ تاریخ مزار ص ۱۵ ۱۶ |
| ۱۳۔ بیضا ص ۲۵ ۲۶     | ۱۴۔ بحر فتنہ ص ۱۳      |
| ۱۵۔ بحر فتنہ ص ۱۶ ۱۷ | ۱۶۔ تاریخ مزار ص ۱۶    |

میں اپنے غم سے اور ان کی کفایت بھی بیگم کے ذمے تھی۔ دیگر بیگمات کی طرح زینب بیگم نے بھی سناؤں اور پردہ شمس کے لیے بار بار بادشاہ کو مزبور کیا لیکن بادشاہ نے صرف اس کا پچاس روپے بھجوا کر مشاعرہ مقرر کیا:

”وہ ظہور نامہ امی... سوا اس سے عزیزان نور و احسان و مہر و پاسے، سنو صاحب، مجھ سے فقط تمہاری والدہ کی ان دونوں خبر لی جائے گی.... اور کسی غریب کی خبر نہیں لی جائے گی اور نہ آئندہ تم کسی کے باب میں کھنڈا، جواب صاف سے ملے۔“

غرض بیگم صاحب کے غریب کے لیے مادی مثال سے مثال یعنی وہ بیٹے میں تقریباً چار ہزار روپے کا وضع زیوریت کے بھیجے گئے لیکن بیگم صاحبہ کی طلب بدستور باقی رتی سا مالہ کے استمالہ میں بیگمات کا وظیفہ مقرر تھا ان میں زینب بیگم کا نام نہیں ملتا۔ غالباً اس وقت بیگم کا انتقال ہو چکا تھا۔

زینب بیگم کی دیگر بیگمات کے بالکل نامعلوم نہ نہیں کیوں کہ بادشاہ کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ گھنہ بیگم کے شرف کے ساتھ یہ تھوڑا بہت پڑھنا بھی جانتی ہوں گے۔  
”غریب دوستی تھا جسے قادیان پر قسمت حد فراق میں حوصلہ لگا رہا ہے۔“  
جسے نہ سے خود پڑھو، نہ گاؤ گی: ص ۴۱۔

لیکن ان کے خود بھی دیگر بیگمات کے خطوط کی طرح ہر شے ہر نامہ و زیوریت سے کئے ہیں:  
”وہ خود نہایت نامہ، ایک ہر ایک کے ہاتھ کا دھرا قدیم غم کے ہاتھ کا، پہنچے“ ص ۵۰۔

پس... لودھن من میں قرینے تمہارا جواب کھا تھا وہ بے غم و غم صاحب وہ ہے: اسی سے اپنے قطعات بہت ناجات کھو گیا کرو، لودھن جو ہمیشہ کھی کرتا ہے، میں پسند نہیں، بدامطہ ہے اور عبادت نویسی میں دخل نہیں۔“ ص ۵۵۔



(۱۱)۔ مگر جس شاعر نے تمہارا جواب لکھا تھا وہ نابالغ ہے، کئی دفعہ

ہم نے تم کو لکھا کہ اپنے خط اس سے لکھو یا اگر مگر شاید ہمارا خاتم

تکم انجیم ہوتا۔ ص ۵۷

مذکور بالا بیانات شاید یہی کہ زینب بیگم کے خط بھی مختلف اہل قلم نے لکھے ہیں۔ ان میں منظمی، کبر علی خاں، توقیر کی نظم اور شہباز پستند کی گئی اور تاریخ ممتاز کا دیباچہ بھی انہیں سے لکھوایا گیا۔ توقیر کی فٹنہ ہندی اور شامی کی یادگار صرف یہ دیباچہ ہی ملا۔ انہوں نے غالباً رمضان سنہ ۱۲۷۵ھ سے خط لکھنا شروع کیے تھے۔ لیکن ان خطوں میں سے ایک خط بھی دستاویز میں ہے۔ بادشاہ کے خطوں سے اتنا اور منظم ہوتا ہے کہ چند خط منظم اور چند غیر منظم ہیں اور محسوس ہے۔ مدظرفوں کے صرف پہلے مصرعے ملتے ہیں (۱۲)۔ واہ کیا وقت پہلے جاں جہاں پاکیا (۱۳)۔ عجب دل کو پھرے ناشانی تمہاری

تاریخ ممتاز کے ۲۹ خطوں میں پہلا خط ۱۲۷۵ھ سے ۱۲۷۶ھ اور آخری ۱۲۷۶ھ سے ۱۲۷۷ھ کے ہے۔ مولے آخر کے چار پانچ خطوں کے جو ذوالفقار اللہ د، میرزا قاضی اور میر محمد صدیقی کے لکھے ہوئے ہیں اور جس کی عبارت سے بھی منشا قابلیت کا اظہار ہوتا ہے، بالی تمام خط بادشاہ نے خود لکھے ہیں۔ ان خطوں میں تکلف اور قافیہ جوال کے ساتھ بے تکلفی اور منظمی کی جھلک موجود ہے اور وہ غزلیں بھی ہیں جو زینب بیگم کے لیے کہی گئی تھیں، عربی، فارسی، سنسکرت کے طور پر شیعہ فیض لکھیں بھی ملتی ہیں۔

۱۔ قاضی میر پڑاوار ہیں اکلیسل عل

کیوں نہ جو کتب در شہر ہیں اکلیسل عل ۲۰ شعر

۲۔ حسن کش ہے آپ کا آغاز ممتاز جہاں

صحت شیشہ ہے ہی آواز مستار جہاں ۲۰ شعر

۳۔ تاریخ ممتاز ص ۵۲۔

۴۔ الباقی ص ۵۹۔ ۶۰۔

۵۔ تاریخ ممتاز ص ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴۔

۶۔ مشاعر فیض ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱۔

- ۴۔ جو خلعت ہے غلطی انسان ہے زینب بیگم  
 مثل آئینہ درخشان ہے زینب بیگم ۲۰ شعر  
 ۳۔ غلطی فریبہ ستم ایسا ہے زینب بیگم  
 حضرت عشق کی استاد ہے زینب بیگم ۲۰ شعر  
 ۵۔ ایک حسرت اور پرہی بہر حوسنی رو غنی  
 ایسا کچھ دیکھا کہ آنکھوں کو تھنا رو غنی ۲۵ شعر  
 ۶۔ ہنسائے فرد کا پتلا خدایا میری مٹی کو  
 جنوں کے واسطے پتھر کا کردے قلب کو جی کو ۲۵ شعر

لیکن معلوم کیوں مشہور فیض کی چوتھی غزل میں درویش بھائے زینب بیگم کے تخلص کی، اور یہ ہے۔ اشعار کی تعداد وہی ہے جو تاریخ ممتاز میں ہے اور ترتیب میں تاریخ ممتاز کے متوالیہ شعر کو چننا اور چھٹے شعر کو ساتواں قرار دینا ہے۔ باقی غلط بلا غلط وہی ہے جو تاریخ ممتاز میں ہے مشہور میں اور تاریخ ممتاز کے غلطی فیض ایک ہی سال یعنی سنہ ۱۱۷۹ء میں مرتب ہے۔ دلائل علی صاحبہا ۱۲ رجب سنہ ۱۱۷۵ء کو شہاب راج میں انتقال ہو چکا تھا۔ فیض میں دلدار علی کے نام سے اور کوئی غزل نہیں ہے۔ ممکن ہے بادشاہ نے اس غزل سے کہ مشہور فیض میں تمام غزلت سے منسوب غزلیں جمع ہو جائیں، ایک غزل میں جو زینب بیگم کے لیے کہی گئی تھی درویش بدل کے غزلت کی اسم نویسی مکمل کر دی۔

## تاریخ غزوالہ

مطبوعہ: مطبع مفید کدیم، اگرہ، مرتبہ نیرودی بنگرانی،

| تاریخ | زبان | صنف سخن   | طاعت | تخلیص | ضمانت  | مسطر    |
|-------|------|-----------|------|-------|--------|---------|
| ۱۱۷۵ء | اردو | ظہور کاغذ | ۶۱۹۳ | ۳۷۸۳  | ۱۲ ورق | ۱۱ سطری |

سلسلہ تاریخ ممتاز ص ۲۹۔

آغاز

اختتام

”سب پر رنگین اس اس دور مہمان“

”اب خاتم سے طلوع امید دلی و تے  
ایک جگہ بجھیں، مگر مارے سے دامن ہویا  
بھل جھبہ طائر حسب الحکم، ماری الہی  
سنہ ۱۲۷۵ ہجری“

”اس دھان کے لیے مزاد ہے کہ جس کے  
کوئی سرشت میں ساکب حضور ہی لکھ کر بیان  
وہ بریں رنگ حضور رسالت و جبرین ہیں“

ملوات بلگرام کے حاضری کتب خانے میں کچھ قطعی مجموعے دہندہ علی شاہ کے خطوں  
کے موجود تھے۔ انھیں میں تاریخ غزالہ بھی تھی۔ مرتب سے بارہ سطحوں کی تہیہ کے ساتھ  
شائع کر دیا۔ تہیہ کا بیشتر حصہ بادشاہ پر مانگ کر وہ عزائمات کی صفائی اور مرتب کے کئی  
تاثرات اور واقعات پر مشتمل ہے۔ اصل قطعے کے بارے میں یاد کوئی ۱۳۰۰ء تہیہ میں  
نہیں ملتی۔ مطبوعہ نسخے کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کس حد تک خطوں کی صحیح نقل ہے  
تہیہ میں مرتب نے کتاب کی ترتیب و مدد میں کو پناہ کار نامہ قلم و لہجہ سے چاہ کر اصل کتاب  
میں مکتوب ہم سے کہ نام بادشاہ کا حکم موجود ہے۔

”ایک کتاب اپنے وقت نامور کی تاریخ دار جس طرح سے تم نے مجھے میں خوش قطع  
ہیں اس طرح اچھا، مطبوعہ و تہیہ، مشق کوڑا کے پاس سے پاس بھوہو مگر جس طرح  
سے تم نے لکھا ہے سو فرد و نظم اسی ترتیب سے اور دیا چاہ اس کا اپنے نام پر کرنا  
کہ یہ محبت نامے سرسبز دھان عالم ہم سے لیے فراغت سے مع کیے ہیں اور  
اس کا نام تاریخ غزالہ رکھا، اور اس کے خوف جلد بنوا کر چاہے پاس بھوہو  
... اور جو اس میں صرف ہنگامہ ہم سے مشق ہے۔“

”ہم ریجے میں“ کی جگہ ”تم نے مجھے ہیں اور“ ہم نے لکھا ہے۔ ”کی جگہ“ تم نے لکھا ہے۔ ”میں  
مرتب یا کتاب کی کارگری معلوم ہوتی ہیں کیوں کہ اسی زمانے میں اور انھیں اضافہ میں مرتب  
ہیلم کو تاریخ مہار کی تہیہ کا حکم دیا گیا تھا اور وہ بیان اپنی اصلی حالت میں

سنہ۔ تاریخ غزالہ میں ۱۳۰۰

سنہ۔ ایضاً میں ۱۳۰۱

موجود ہے۔ تاریخ غزاد اور تاریخ مذہب تو مسلک اور مذہب دونوں اور تاریخ غزاد نہ ہو۔  
ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہید میں غلطی کی کیفیت بتانے سے گریز حق میں فریم و تفسیر  
اور کتاب کی ترتیب کو اپنے سے مضبوط کیا یہ تمام باتیں کسی مصلحت سے کی گئی ہیں۔ غلط  
غالب اب بھی باقی ہے۔ منظر عام پر آئے تو معلوم ہو کہ اصل حقیقت کیا ہے اور حق ترتیب  
یہ کیا کیا اور کیا دیا گیا۔

تاریخ غزاد میں بادشاہ کے سینے میں خط ہیں جو نواب ملک غزاد صاحب کو لکھتے ہیں۔  
مکتوب پیچھے لگے تھے۔ پہلا خط ۸۸۰ رجب سنہ ۱۱۶۷ اور آخری خط ۱۲۰۱ ذی الحجہ  
۱۲۰۱ء کا ہے۔ آخر کے دو میں خط "حسب الظن" منسبین شاہی نے لکھے ہیں۔  
دھان اور شوال کے خطوں کی ترتیب ناقص ہے۔ تاریخ وار جن خطوں کو اول ہونا  
چاہیے مضامین میں ہیں اور جو خط بعد کے تھے ان کو پہلے لکھ دیا ہے۔ ۲۲ ویں سوال کے  
بعد کے ایک منظم خط میں ۲۷ شعروں میں۔ ابتدا ان اشارے سے ہے:

جماری غزاد حسین نامدار      مظلوم مذہب، بزرگ دہسدا  
غضب اس کو جو بزرگ ہے سن      جوانی کی آمد خماروں کے دن  
شیر فیض میں اس منظم خط کے ۲۳ شعرواب جعفری بیگم صاحبہ کی تشریف میں ہیں  
اور لکھ دیکر وہاں اس خط کی منظم تاریخ ۱۲۰۱ شوال سنہ ۱۲۰۱ء بیان کی گئی ہے۔ اس

۱۔ تاریخ غزاد ص ۵۹-۵۸۔

۲۔ تاریخ جیشیدہ اسی خاندان بگرام کے کتب خانے سے مال کی گئی اس کے فراہم کرنے والے  
نے بتایا کہ وہاں تاریخ غزاد بھی موجود ہے۔

۳۔ تاریخ غزاد، فصل چہارم کا آخری خط ۲ شوال کا ہے اور ۲۲ سوال کا خط جو اس فعل کا  
آخری خط تھا شروع فصل میں لکھا گیا ہے۔

۴۔ تاریخ غزاد ص ۲۱-۲۰۔

۵۔ شیر فیض ص ۱۱۷-۱۱۸، پہلا مصرع مختلف ہے نقل مال کی جگہ نقل ماغی ہے۔

۶۔ بیٹا ص ۷۷-۷۸

۷۔ بیٹا ص ۱۸۵

تو ارد سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ملکہ غزالہ کا اصلی نام جعفری بیگم ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے۔ جعفری  
 میں ملکہ غزالہ اور جعفری بیگم کو الگ الگ شمار کیا گیا ہے۔ سلطہ جعفری بیگم کلکتہ کے سفر میں ہلاک  
 کے ساتھ تھیں اور زمانہ اسیری میں ان کا قیام وہیں منیا برج میں تھا۔ ملکہ غزالہ جعفری  
 بیگم کی ہم سسما یعنی کم عمر تھیں۔ سہ ۱۸۵۷ء کے جنگوں میں ان کا قیام وہیں لکھنؤ میں تھا  
 اور لکھنؤ کی تباہی سے قبل بادشاہ نے ان کو متحد خط بھیجے تھے جو تلف ہو گئے۔ ماں باپ  
 کا سہارا انہیں میں چھوٹ چکا تھا۔ بادشاہ کے زیر سایہ پرورش پائی۔ سلطہ ادا اسی پرورش  
 کی اپنے حلقوں میں بھی امیدوار تھیں۔ رجب اور ذی الحجہ کے درمیانی چھ مہینوں میں بغیر ان  
 مختلف پانچ ہزار روپے اور مرصع انگریزیوں اور کرن پھول و عیوان کو بھیجے گئے اور ان  
 کی سفارشوں پر ہزار روپے کنپادان اور پسندہ پسندہ روپے، جو اور وحیفہ و پسندہ اور  
 کا مقبرہ ہوا۔ ان سیدانہوں نے سنہ ۱۸۵۷ء میں ملکہ غزالہ کو پناہ دی تھی۔ ملکہ غزالہ  
 کی طرف سے برابر روپے کے لیے تقاضے ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ ان کی بے جبری پر بہت  
 ناراض ہوئے۔ حلقوں میں حواس ملکہ غزالہ کے ان کا اد کوئی نام نہیں ملتا اور یہی کوئی  
 اور ذکر کسی کتاب میں نظر آتا ہے۔ لکھنؤ کے عہد شاہی میں انہیں دیائے نقش کی پیر  
 غزالہ نامی ملتی ہے۔ بتوی بیگم ملکہ غزالہ کو ناچنے گانے کا شوق تھا لیکن عہد شاہی میں وہ  
 بہت کم سن تھیں۔ امید نہیں کہ ایک ایسی کم سن لڑکی نے اس مشہور رئیس میں غزالہ جیسا  
 اہم کردار ادا کیا ہو۔ تاریخ عراق کی ترتیب کے وقت ملکہ غزالہ منیا برج میں تھیں اور  
 تاج غزالہ کا دیباچہ وہیں لکھا گیا۔

۱۹۔ ایضاً ص ۱۹۔

۲۱۔ بحر تلف ص ۱۱۹، ۲۱۔

۲۲۔ شیراز میں ص ۸۔ ۱۵ ص ۱۵۵۔

۲۳۔ تاریخ غزالہ ص ۱۸۔ ۱۷۔

۲۴۔ ایضاً ص ۲۵۔ ۲۴۔

۲۵۔ ایضاً ص ۲۱، ۲۲۔

۲۶۔ ایضاً ص ۳۳۔

۲۷۔ ایضاً ص ۱۶، ۱۷۔

قتل بھی جھگت کے یکساں نہیں ملکہ فرار کی طرف سے بھی خط نکھنے پر آمادہ تھا۔

”اسے فرار حسبِ فرائض تھا جسے ملکہ نے شوق کو ہم نے بیسویں صدی پہنچنے

کا ذکر کر کے تمہاری خطوط نویسی کے لیے تحریر کیا۔“

میرٹھ غزا کے خط انہیں شوق کے خطوں کے جواب میں لکھے گئے اور کہیں کہیں بادشاہ نے شوق کی تلافی بھی کی ہے۔

”شوال المعظم کی پانچویں والے خط میں شوق نے بڑا زبردِ طبیعت دکھایا۔

سبحان اللہ کیا کہنا، شاہاغل ملکہ

شوق فیض اللہ علی ہرگز کے شاگرد تھے۔ ملکہ غزا کے ساتھ یہ بھی لکھتے چلے گئے تھے۔

کلیاتِ اختری، قرمضون اور دوسری مطبوعات مطبع سلطان میں ان کے قلم سے شائع ہیں۔

سنہ ۱۰۹۰ھ تک زندہ تھے۔ وہی لکھنے میں استعمال کیا۔ میرٹھ غزا میں خطوں کی

دوسری معلوم ہوتا ہے کہ کم و بیش اکتیس خط غزا کی طرف سے شوق نے لکھے۔ ان

خطوں میں باب ایک بھی نہیں ملتا۔ میرٹھ غزا کا دیا چو غالباً انہیں کی شرینگاری اور

نشاہد داری کا نمونہ ہے کیوں کہ جب غزا کی طرف سے خط انھوں نے لکھے تو دیا چو بھی

کسی اور نے نہ لکھا ہوگا۔ تاریخ فرار کے خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شوق خطوں کے

ساتھ شہزادوں اور غزلیں بھی بھیجا کرتے تھے۔ اس عشقِ کلا کا کوئی بھی نمونہ دستیاب

نہ ہو سکا۔ تاریخ غزا کے خطوں میں بادشاہ کے قلم سے صرف دو غزلیں کے پہلے مصرعے

ملتے ہیں۔

۱۔ اول ہے بدقت ہے عالم ہمدان ۱۱ لاکھ میں ایک ہزار سو آخری بار

بادشاہ نے ملکہ غزا کو جو غزلیں بھیجیں ان میں بھی مدد کی شناخت ممکن ہے:

۱۱۔ یہ دشتِ غزل ہے غزا ہمدان ۱۱ نکل نکم پہنچتا ہے ناں ہمدان، شعر

۱۲۔ تاریخ غزا ص ۲۵-۲۴۔

۱۳۔ بیضا ص ۱۶-۱۵۔

۱۴۔ یادِ مگر تغیر (ع) ص ۳۰۔

۱۵۔ تاریخ غزا ص ۱۹، ۲۰۔

۱۶ ہمارے ہیں ملک غزالہ صاحبہ انسانہ ہیں ملک غزالہ صاحبہ شعر تاریخ غزالہ میں صرف پہلی غزل کے گیارہ شعر ملتے ہیں۔ دوسری غزل یا سہ ۱۷ کے خطوط میں درج علی گڑھ میں کسٹھ کن ہوئی، یا مرتبہ نے حذف کر دی۔ شیوہ بعض میں یہ دونوں غزلیں محفوظ ہیں۔

تاریخ غزالہ کے خط اظہار ہر بات اور زبردستی اور اس کے لیے اسی مثال آپ ہیں۔ اس میں مکالمے کا انداز ہر تاریخ مذہب میں نیا نیا اور ہے ساتھ تھا دو سال کی مسلسل مشق سے بن کر کہا ہے سانس آتا ہے۔ نکلنے والے سے کوشش کی ہے کہ جو کہ کہنا ہے اہتمام اور تکلف سے کہا جاسے۔ طنز و مزاح کے لیے نئے نئے پراسے اختیار کیے ہیں اور القاب کی تراش فراہم بھی کرتی ہے۔ انوس یا کہ مطہر لکھنا مقصود ہے۔ اس نئے کے دوسرے خط میں بیان ہے کہ اس سے پہلے دو خط بھیج چکے ہیں۔ ان دو خطوں میں سے صرف ایک خط مطہر لکھنے میں شامل ہے کہ دونوں میں خط بھیجے گا تاریخ درج نہیں اگر اس میں خط بھیجنے والے کا مقصد ہے تو یہ مجموعہ اس قصہ کی واحد یادگار ہے کیوں کہ واپس مل سکا معمولی سے معمولی عبارتوں پر بھی پابندی سے تاریخ لکھتے رہے ہیں۔

## تاریخ نور

خطوط و مملوکہ خدا بخش اور شیل پبلک لائبریری، پٹنم۔

| تاریخ | زبان | صفحات | کتابت | تقطیع | فہرست | مسطر |
|-------|------|-------|-------|-------|-------|------|
| ۱۹۱۲ء | اردو | ۱۲۷   | ۱۲۷   | ۱۲۷   | ۱۲۷   | ۱۲۷  |

آغاز ص ۶۔ اختتام ص ۹۸۔

۱۔ بل زبان خوش بیان بکریای حمد ثنائی  
 ۲۔ خالق دو جہان ممتاز ہے، قلم زیر قلم بہت  
 ۳۔ قصیدہ مستطیل، بلکہ مظهر اعجاز ہے.....  
 ۴۔ پرہیز گار نازی تصاری میر خواہد گز  
 ۵۔ میں امام قششہ کام کی نقار ہیں ناز فحجاز  
 ۶۔ میں تصاری ایو کا کرتی ہیں، تم کو خوب گما

... مصائب حاق ارض و سما بھی مریخ مہر  
 سرکار الہی سے دانا کا خطاب ہوگا پس نظر  
 مرد مراد سے ابھی تک جب عالم رنگارنگ  
 و خدا شست مومن جان کے موقوف ...  
 ہی۔ مریخ یہ ترک بی۔

دوسرے سورق پر شاہی کتب خانے کی مدونوں میں اور دہری کا رہنما ہے  
 دوسرے سے کتب کی ابتدا ہے۔ دوسرا ورق اصل ۳/۳ میں پروردگار کی عبادت کی منظوم  
 ہے۔ غلطی کے اور بھی جتنے دیدہ آب و دیہے تھے لیکن ان کی مرتبہ کر دی گئی ہے۔ مرتبہ  
 یا مہر مہری میں آخر کے چند ورق خط نگہ جوڑ دیے ہیں۔ سلسلہ وار پڑھا جائے تو  
 خیال ہوتا ہے کہ اور کئی ورق ناقص ہیں لیکن جفت صفحات پر یہ ہے جو کہ ترکہ کے مطابق  
 جان مصنف کی تلاش کی جائے تو مولیٰ دوسرے ورق کے آخر تک تمام ورق موجود ہیں  
 بحالت موجودہ غلطی میں انھان سے ورق ہیں۔ صفحہ ۱۱۱ سے غلطہ ناقص ہے۔  
 نم شدہ ورق کی تعداد دو چار سے زیادہ ہیں کیوں کہ دیباچے کی، طالع کے مطابق صفحہ  
 میں دس جو سب سے ۱۱۱ تک کے خط شافی تھے۔ اگر تاہم سو فیصد کی تاریخ ۶۰۔ ۶۱ تو  
 سرور ۱۱۱ ہے۔ اس کے بعد کا خط ناقص ہے۔ خط غلوں ہار پانچ دس کے وقفے سے  
 لکھے جاتے رہے۔ اس لیے آخری خطاری الجز کے آخری پتے کا ہر زیادہ سے زیادہ  
 ایک خط اور ہر کا اس نسخے میں ہیں۔ کاتب نے ام اور حواں سرخ و ششانی سے  
 اور خط سیاہ و ششانی سے لکھے ہیں۔ صفحات کا شمار نہیں کیا ہے۔ کتب خانے میں کئی  
 دفعہ صفحات کو شمار کیا گیا لیکن مسلسل سے لکھے ہوئے عدد اعتبار کے قابل نہیں۔  
 یہ مورد زمان بیگم کے غلوں کہے غلوں کو ترتیب دینے والے خود واجد علی شاہ  
 ہیں آٹھ نسخے کے دیدہ میں حمد و ثناء اور منقبت کے بعد لکھتے ہیں۔

... بعد پر ہم کو کلمت میں لاتی یہاں بھی راحت نہ پائی، ... ایک مدت تک  
 مبتلا رہا ہے، پر کی و شان حمد شانی سے جدا ہے، اٹھ نامہ و پیام  
 بند ہوئی، غریب اور بھی جان حد مند ہوئی عرض بعد چند طرح سے

... اس مسئلہ میں تاریخ کے صحابہ کے علوے دائم تھا کہ غنی کے مطابق صحیح صحیح رہا ہے  
 ہیں۔ غلطی پر لکھے ہوئے خطا عدا کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔



کے ہاں جسے دلکش رنگ دیا ہو، خط مجربان حبیبی دم کے آنے تک اسرار  
حیات ان کو جس طرح کا انتخاب ہے جنت آئین میں یہ آواز بن الفت  
فرخ انداز پاک ہر پر کی خوش کے دتہ ہوا جیسا کہ ہے، ہر ایک کو فتح کے بعد قرار  
دیجیو، چنانچہ یہ سقہ تذکرہ ساز درری، چوش رباعی حمد و بری، طالع حسن  
ظنان، صلا با تان ہر از دہم ذاب نور زماں بیگم صاحب رقم ہوتے ہیں  
کلفت دل میں ختم جنت ہوتے ہیں، اور نام اس جلد کا تاریخ قوس ہے، اور  
مشغل ہے دو پہل اور اب کے "ص ۸۰۔

پہلے باب نمائیں خط ۵۲۷ کے، دوسرے باب میں چند خط ۵۲۷، ۵۲۸  
کے اور آخری باب میں اکتیس خط ۵۲۷ کے ملتے ہیں۔ دیباچہ کی عبارت سے  
خیال ہو رہا ہے کہ اس مجرے کے تمام خط بادشاہ کے قلم سے بنات پانے کے بعد کے  
ہوں گے، لیکن ایسے ہی آخری پانچ خط ہیں۔ دیباچہ کی عبارت میں یہ قسم قدرت فراری  
کا قلم کے سبب پیدا ہوا، خطوں کے کئی نمونے ہیں اور ہر نمونے میں ایک نیا دیباچہ ہے  
اگر ہر جگہ ایک ہی بات بیان کی جاتی تو تسکین کیوں کر ہوتی؟ دوسرے نمونوں میں ذی القدر  
۵۲۷ کے کہ تا یف کا عندہ قرار دیا ہے۔ یہاں اس کا بھی ذکر نہیں کیونکہ اسی جینے کی سات  
کو قوس ہوتی ہے۔ زمانہ تا یف کے بیان سے عبارت کا ستم اور بھی واضح ہو جاتا۔

بہر مختلف میں بھی ذاب نور زماں بیگم کا یہی نام لکھا ہے بلکہ یہ بیگم کھڑکے ایک ہرے  
پسے شریف گھرانے کی آرو تھیں۔ مال باپ دونوں زندہ تھے۔ حطوں میں بڑی سہن کا نام  
اچھی بیگم اور بھائی کا آغا علی لکھا ہے۔ اور وہ کی تاریخ سے سرسری واقفیت رکھنے والے  
بھی بن بیگم کے حقیقی اموں سید کمال الدین حیدر اللہ دون بہ میرزا سے ما واقف نہیں  
کیوں کہ مرحوم کی مدد کا نام "سلط مغربی اوہدہ (غدی)" اور "قبر ہنوز تاریخ راویا" اس  
موضوع پر قابل قدر تائید ہیں۔ غدی زماں بیگم انتزاع سلطنت سے چار برس قبل بادشاہ

۵۲۷۔ اس باب کے حطوں کو شہد کرتے ہوئے کاتب نے غلطی سے سات کے بعد فراموش کیا ہے۔ یہ ایک  
کی غلطی "فرنگیہ فرانسہ" اور آخری خط پر یہ بیگم کی جگہ کا دوام درج ہے۔

۵۲۷۔ بہر مختلف ص ۲۲

کے تہ میں آئیں گے وہ اسے قبل ہر طرح کی فراغت تھی۔ منطقیات، پیش خدیں، کہنے والے کسی کی پردہ شسوں کے نئے نئے اوردہ بانی حوصلہ مندی سے اس سے زیادہ کی خواہش تھیں:

۱۔ "گھٹن خواہ سزا... نے مجھے کہا کہ بیگم صاحب کیا غضب ہے۔

تھوڑے سے جافندہ بانی پنا ہے ہیں، سبب خود غل بند ہونے کے یہاں کیا جاتے ہیں، جب سے یہ سنا ہے کمال صدر جو لہے کہ سولہ ہاتھی اوردہ کچھ گھڑے بانی ہے ہیں، حوالہ کوئی ہیں دیکھ سکتے، جان عالم میرے سکی تم تم صلام اوردہ بہاد کو کچھ صبر کہ سولہ ہاتھی جو بانی ہیں خود زماں بیگم کو سپرد کردہ جان عالم عداوند کریم جب تک تم کو لاسے بہر صورت میں ان ہاتھیں کا کھلا ہوا چارہ کروں گی کس واسطے کہ میرے سرنگ کی سواری کے ہیں میں گھر بار تک بیچ کے ان کو کھلا دوں گی، مگر بڑا نہ کروں گی عداوند کریم نصاریٰ جان کی سزا میں پھر تم کو سوار ہونا نصیب کہے؟" ص ۷۷-۷۸

۲۔ ۱۲ رجب ۱۲۷۱ھ کو لاہور کا ذکر ہے جب انگریز حاکم پشتپاٹھ سے تعلق کے جوئے نادرات اور شاہی رہنے کے جافندہ گزریوں کے مولیٰ یلام کو روکے تھے۔ انقلاب ۱۲۷۱ھ نے مارے کس ملی نکال دیا؟

۳۔ "گھر بھی لیا، مکان بھی کھدا، دودھ ہوسے، آنکھوں سے دیکھا وہ

جو رو بھی تھا صلاب میں... زندگی بانی تھی جان پچ رہی... ان دونوں

تکلیف تنگدستی بہت ہے کہ واسطے دانہ ریانہ کے قجاج ہیں... مریض

خواہیں کا باں پر تفاضا ہے، عسرت اور تنگدستی بہت زیادہ ہے...

اب پاری جلد خبر لیجیو، اس پریشانی سے جلدی نجات دیجیو: خط وادارہ

جمادی ثانی ۱۲۷۱ھ ص ۷۹-۸۰

جواب میں تقریباً ساڑھے پانچ ہزار روپے چھ ماہ کی مدت میں بھیجے گئے۔ پ بیگم سرپرست نہیں۔ خطوں میں سادہ کی طلب اوردہ اعزازی پردہ شس کے بے ساروش کا وہ وعدہ خود نہیں

۴۴۔ سرکاری بجائے کے غلطیوں میں نظر آتا ہے۔ آخری خط میں ایضاً مولوی کی خدمت کے لیے  
 ملتی تھیں غالباً کامیابی نہیں ہوئی کیوں کہ بادشاہ ان سے ناخوش تھے۔ اس لیے  
 کچھ روزوں میں بیگم کا ذکر اور کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ نہ معلوم کب، کہاں اور کتنے سال  
 میں انتقال کیا۔ ازواجی زندگی کی خوشگوار گھڑیاں غالباً عنایت منزل، قیصر باغ میں  
 گزری تھیں۔ غلطی میں حکومت منزل کا مہسول کو بڑی حسرت سے یاد کیا ہے۔ قیصر باغ کی تالابی  
 کے بعد "متصل سڑک عنایت خانہ مکان میر غالب لکھنؤ میرزا باہو بیگ، مہاراجہ متوفی  
 متصل باہو جی خانہ میرزا جید" میں حکومت اختیار کر کے دو بیٹے میر وہاں سے بھی رخصت  
 ہو گئے۔ کلیمہ پڑھنے میں "مکان میرزا عنایت علی بیگ نزد مکان رفیع اللہ" چند روز پہلے  
 ساہوکار کرانے پر لیا۔ غلطی کی ترسیل کا یہ آخری پتہ ہے۔ پھر نہیں معلوم کیا گزری۔

مطالعہ کیا تو "کھانا پھر نہیں برابر" روزنامہ بیگم کی طبیعت کی ترجمان ہے۔  
 ان بیگم نے جن غلطیوں کو سوسینہ پر رکھے اور جان سے زیادہ عزیز رکھنے کا بیڑا بٹایا  
 ہے۔ باقی برصغیر سے وہ ان غلطیوں کی شہادت نگہ سے جاننے سے قاصر تھیں۔ ایک قصبے میں  
 بادشاہ کو شکایت پیدا ہوئی کہ روزنامہ بیگم نے میرزا خاں کو پس کر لیا۔ بیگم صاحبہ نے  
 بنا کسبہ لکھو یا کہ اس میں سے پاس ہے، میں نے نقل کی ہے۔ جب وہ بارہ ہزار لکھا  
 تو صفائی میں غور کیا پڑا۔

... سچ ہے اصل وہی ہے لیکن میرا کیا قصور ہے۔ میں نے اس  
 لکھنے والے پر نصیب سے کہو جیسا تھا کہ نقل اس اصل کی لکھ کر میرے عشق  
 نامے میں اصل کے کے معاذ کر دیا، اس کم اصل کا قصور ہے اس نے نقل  
 جو کہ کھینچی، میں بھی کر کے وہی اصل ہے، میں ناخوش ہوں، یہ سب

۱۔ قیصر باغ تاریخ جلد ۱ ص ۱۷۱، جلد ۲ ص ۳۳۔

۲۔ تاریخ نو قلمی ص ۱۳۱۔

۳۔ ایضاً ص ۸۸-۸۹۔

۴۔ ایضاً ص ۴۹-۵۰، ص ۱۸۳۔

۵۔ لاد کا متحدہ ص ۱۸۹ (تاریخ ختمیہ کا خط)



ہیں۔ کئی خطوں میں فرمایا کہ کسی میں غلطی غلطی اور کسی میں غلطی غلطی!

- ۱۔ ہاتھ قائم میں چاری ہاتھ ہے
- ۲۔ دل مرا اس پر ہے اب قربان ہے
- ۳۔ فرست و وصل غم نہائی مقرر چاہیے
- ۴۔ جگر کی غلب چاہئے دل مسکتا چاہیے
- ۵۔ کس طرح ہو سکے بیان وراق
- ۶۔ ہے بہت طول داستان فراق
- ۷۔ ہے جب زور دل پہ وحشت تو دیکھو
- ۸۔ دل کو پہونچنے کے لئے چلنے ہیں دیرانے کو
- ۹۔ احوال اپنے دل کا سہی غور کیا کرو
- ۱۰۔ نکلے زبوں زبان سے تقریر کیا کرنا
- ۱۱۔ مراد دل جب سے تیرا ہم نہیں ہے
- ۱۲۔ قرار اس پر کسی عنوان نہیں ہے

شعر کے خطوں میں نازی اور اردو کے حربہ کشمال اور طبعی زاد اشعار نامہ نویس کے شایر  
مذاق کی ترجمانی کرتے ہیں۔ انھیں عشق اور انھیں رشتہ میں کاوش سے کام لیا جاتا  
ہوگا، کہیں کہیں خاص طور پر ادب کی گئی ہے:

- ۱۔ ایک خط میں بے قول و طویل کہ عبارت اس کی ادا شمار بہت لے لے
- ۲۔ سبیل ہے، اس کا ضرور جواب کھوا اور اس کی نشر کو عرصہ دیکھو
- ۳۔ شفی عبارت آرائی تو تقریباً ہر خط میں ہے، کہیں کہیں اس میں کئی جہت پیدا کی ہے:
- ۴۔ ان دنوں دو محبت نامے نکلائے پانچویں تاریخ رجب ۱۳۵۵ کو آئے،
- ۵۔ دل کو سوراہا، جو فراق کے صدمے سے دل پر مائل تھا فی الحلقہ دور ہوا،

سطح۔ مجموعہ نفاذی دیکھو خط و کتابت ص ۹۰۔ ص ۹۵۔ ص ۱۰۵۔ ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ص ۱۱۴۔ ص ۱۱۵  
ص ۱۱۶، ص ۱۱۷، ص ۱۱۸، ص ۱۱۹، ص ۱۲۰، ص ۱۲۱، ص ۱۲۲۔

سطح۔ ایضاً ص ۱۱۵۔

اس کے جواب میں خط بھیجا فرود ہوا یہ خط ان کے جواب میں پہنچتا ہے، اگلا  
 روز دل سے کھا ہے، منعتِ تخلیث میں دم کیلے لیتی تین تین خوروں اور  
 معرعل کا اس میں انزل ہے احوالِ خور و ہدازی ملک مہر قوم تمام ہے ہمارے  
 حال پر نظر کرنا خدا کا کام ہے، بختِ غایبہ جاگ ہی نہیں، ایسا جوتے کوئی  
 لٹی نہیں، ہم سے یاں کی دہائی نہیں بدست

طہر اور اشعار بھی لپٹے ہیں:

دل پر ہرگز نکالے دل ہی جانتا ہے کہ کہیں کہ نہ پوچھو جان عالم حال جو فنا گسے  
 ہاں وہ لپٹے کوئی خطے کی عمر بر نہ کی کیوں ہے اوناں دل تو نے بھی تاثیر نہ کی  
 لٹی اور سوانحی حیثیت سے تاریخِ فرود و سوتِ فرود سے فکرت اور ایک ہوا شان کی ملک ہے  
 دوسری بگڑنے سے کیل کیپٹا ناشائستہ عبارت آرائی اور دہ پیہ گھسیٹنے کے لیے جو توڑا اس  
 جوتے کے خطوں میں ہیں ہے جگہ ان بالوں کی جگہ بہت سی مفید بالیما معلوم ہوتی ہیں۔  
 ذیقعدہ سمری ۱۰۷۵ میں بادشاہ نے فرزندِ عالم سے فرما کر کی تھی کہ میرے خطوں  
 کا مجموعہ مرتب کرو اور بیگم نے اس فرزند کے پورا کرنے کا وعدہ کیا تھا:

... اور جو تم نے کہا تھا کہ ہمارے محبتِ مہول کی تذکرہ ایک کتاب  
 مرتب کرو جس طرح سے تم کو پیچھے ہیں اسی طرح علی المرتضیٰ مع سبکدہ ہاں  
 تمام حقیقتیں لکھا چکات ہے بدافقی اس طرح کی کتاب یادگار کائنات ہے  
 انشاء اللہ خانی عنقریب اس حکم کو ہم بھلائے ہیں جیسا تھا را حکم ہے ویاہی  
 بنواتے ہیں، ہم نے نہایت خطوں کو جان کے برابر حفاظت سے رکھا ہے۔  
 بہت تکلف سے اچھی طرح ایک نظم مان میں جمع کیا ہے۔

میر کا پہلا ہے کہ اس وعدے کی تعمیل بھی ہوئی ہوگی کیونکہ تاریخِ ممتاز اور تاریخِ فرور اسی  
 طرح اور اسی نسلے میں مرتب ہو چکی۔ فرور نامی بیگم دوسری بیگم سے پیچھے رہنے  
 والی نہ تھیں لیکن افسوس کہ نہ وہ مجموعہ اب تک حدِ یافت ہوا اور نہ ہی اس کے نام کا  
 علم ہو سکا۔ تاریخِ فرور میں کوئی آٹھ سو خطوں کے ملنے کی اطلاع دی گئی ہے جن میں ایک

## خط منقلم نظام

سرانسلطان و سخن پروران  
شہر ریز چادہ نگاہ زمیں  
چھپا شدہ اشار کے اس منقلم خط میں جو شیعہ فیض میں مغلوثا ہے اس تراجم نویسی  
کی داد دی گئی ہے جس کا قبل میں ذکر ہوا۔ تلمیح قدس میں مندرجہ ذیل چار غزلوں کی  
بھی تعریف کی گئی ہے اور یہ غزلیں بھی جو نور نہال بیگم کے عشق میں تصنیف ہوئیں  
شیعہ فیض جی ملتی ہیں۔

- ۱۔ خالی ہے میرا قالب دل و زماں بیسگم  
چشمان موت کی تل نور زماں بیسگم ۱۲ شعر
- ۲۔ کم آزار تم جو مگر زار ہم ہیں  
خوش اطوار تم ہر بد اطوار ہم ہیں ۲۲ شعر
- ۳۔ سہل مجھ کو پڑھایا دوستیں میں پیکر جانور کا  
سہل ہے نہ ہنسنا یا بچے فن ہر کسوں کا ۳۳ شعر
- ۴۔ یاد رہے جینے نے ایساں بھلا دیا  
حسن ملیح یا سنے جلوہ رکھا دیا ۱۹ شعر

نور زماں بیگم اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت کی اور کوئی تفصیل نہیں ملتی  
اور نہ تاریخ اس کے شائع ہونے کی کوئی شہادت ہی کہیں نظر آتی ہے۔

## تاریخ پندر

مخطوطہ: مملوک ادارہ ادبیت اردو، حیدرآباد (دکن)

| تالیف | زبان | صنف سخن         | کتابت | تقطیع | تفصیلات        |
|-------|------|-----------------|-------|-------|----------------|
| ۱۹۶۴ء | اردو | غزلوں کا مجموعہ | ۱۲۷۹  | ۱۹۶۴ء | ۳۶ ورق ۵۵ سطور |

سفر فیض فیض ص ۳۳۴۔ شیعہ فیض فیض ص ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵،

تہذیب ص ۲

مشہور کتب خانہ کربلائی، بھڑی میں بھانڈائی  
 کہیں گل ہی کہیں خار لہ کہیں جنگل ہی کہیں گھلا  
 کہیں شہابی بھی چیتا لہ کہیں گڑبہ کہیں پانکھ  
 دل ہی کہیں جرجر کہیں شہ میں جھانکی کہیں قوس صرف  
 جریبا ہی کہیں جھلک ہو چکا میں جھونک کہیں پتلا  
 جہاں شرف ...

تہذیب ص ۱۰

... تنگ سنی چولہ کہ جب یہاں سے جیت  
 تہہ جانی تو اس کا خلاصہ ہو کر چھار  
 مشاہدے میں آجائی، کیفیت چاری تم کو  
 کیونکر معلوم ہیں حقیقت حال کس طرح  
 مخم ہو، خلو کے لیے ایسی بے اعتنائی  
 نہ کیا کرو، خط فرنام و کمال پڑہ یا گزنیلا  
 اشتیاق، قرعہ غرق صغریٰ، جہری تھری

عبد الستار صاحب نے اس قطعے کی ابتداء ہے۔ اس قطعے پر طالعہ شہابی  
 کتب خانے کی مہر و لد کے لکسہ جہری مہر ہے جس پر مخطوطات و عنایت حسین ۳۱۱  
 کندہ ہے۔ اس مہر کے ساتھ عبد ذیل عنایت کندہ ہے،

پیام بد عالم صاحب رفعات بد عالم صاحب، تحفہ خواجہ عنایت جنگ بہار  
 سنہ ۱۱۰۱ھ قادیان کی نقد ۱۱۰۱ھ رمضان سنہ ۱۱۰۱ھ جہری

اسی صفحے پر ادارۂ ادبیات اردو کا براہ سٹامپ ہے۔ یہ مہر میں اور عبارتیں کتاب کی  
 قیمت کا سال بیان کرتی ہیں کہ گرد شمس رنگ سے ان اور ان کو کہیں چین نہ ملا جلا  
 رہے چند سال ہے، اس نسخے کے مذکورہ بالا مسکن اگرچہ علمی گھرانے ہی یہ مسکن  
 آخری سادہ نسخے پر ایکہ انگریزی براہ سٹامپ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ  
 کتاب کسی زمانے میں بھدرک ڈائریسٹ کے مولوی مرزا نعمانی کی محفل مرحلت کی ملکیت  
 رکھتے ہیں۔ کتابوں کی رہبان ہیں ہوتی وہ شاید کسی ذریعے سے معلوم ہو جاتا کہ باوجود  
 شاہی مہروں اور دوسرے مجموعوں کے مطابق ہونے کے کیا سبب تھا کہ اس مجموعے کو  
 نجی کی فرست میں جگہ نہ مل سکی۔ بحالت موجودہ اس نسخے کی کتابت مثل دوسرے  
 خطوط کے سرخ اور سیاہ رنگ شائی سے ہوئی ہے۔ کاتب نے صفحات کا شمار  
 نہیں کیا ہے۔ خلاف دستور زبان عربی آخری سکتو بہ صفحہ ۹۱ پر ترتیب کی عبارت ہے  
 جس سے کاتب کا نام صاحب الدین احمد بردوانی اور کتابت کی تاریخ ۱۱۰۱ھ جہری الشانی  
 سنہ ۱۱۰۱ھ جہری ظاہر ہوتی ہے۔



خطوں کے مجموعے دستياب ہوتے ہیں ان میں مجموعہ فقر و قریب ہے۔ اس کے  
چوبیس خطوں میں پہلو خط مفرد قریب سنہ ۱۷۵۷ء اور آخری خط - غرہ صفر سنہ ۱۷۵۸ء  
کا ہے۔ قریب میں پانچ صفحے کا دیا جا رہا ہے جس میں جب تالیف کے بارے میں بات  
کا بیان ہے:

جب پہلو قریب نے ناننگ، بکھیا اور سرکلکے کا اتفاق ہوا بعض  
ملکات سلطان کی کہ غلاب مددی اور پرتو مہجوری میں رہیں اکثر خطوط قریب  
آئینہ بھگوانی تھیں اور اس وقت قریب کو یاد دلاتی تھیں یہاں اس میں  
تفت کے مطلع نظر ہوا کہ وہ قریب میں صن تا بیف پاویں تاکہ رائیگان نہ  
ہاویں ہذا ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۷۵۸ ہجری میں خطوط غلاب بدر عالم صاحب  
کو زیور ترتیب عطا کیا اور تحریکات ہر سال کو مقدمہ اور ہر ماہ کو فصل قرار  
دیا اور تاریخ بد نام رکھا اور رسالہ ناما مشکل ہے اور پر بھی باہر کے۔

پہلے باب میں سنہ ۱۷۵۸ء کے دو خط، دوسرے باب میں سنہ ۱۷۵۹ء کے انیس خط اور  
تیسرے باب میں ۱۷۵۹ء کے تین خط ہیں۔ نہ معلوم سنہ ۱۷۵۹ء یعنی سنہ ۱۷۵۸ء  
کے ہنگامی دور میں خط لکھے نہیں گئے یا لکھے گئے تھے تلف ہو گئے۔ نہ صرف اس  
مجموعے میں بلکہ دوسرے مجموعوں میں بھی سنہ ۱۷۵۹ء کا کوئی خط نہیں ملا۔  
غلاب بدر عالم صاحب غائبان منور بیگم کا خطابی نام تھا۔ بحر تفت میں کسی نام  
لکھا ہے اور شیخ فیض میں جو ایک طرلان بیگم سے منسوب ہے اس میں بھی کسی  
نام نظر کیا ہے۔

دکن فتح رنج دہری زاد ہیں بد عالم رشک میر وفد شمش دیں بد عالم  
شہر دوش میں غلاب بدر عالم محل کی ہم جلس تھیں۔ بادشاہ کی منظور نظر ہو گئیں تو بیگم  
کے درجے تک ترقی کی، وہ اب بادشاہ محل سے حسد کرنے لگیں۔ دیگر خطوں سے

سنہ - تاریخ بد عالمی ص ۱۰

سنہ - بحر تفت ص ۱۵

سنہ - شیخ فیض ص ۱۶

سنہ - تاریخ بد عالمی ص ۹

بھی تباہی کی صورت پیدا ہوئی۔ ان کی بڑی بہن بھی شاہی عمارت میں عازم تھیں۔ مسند سے  
سے پہلے حضرت باغ میں قیام کا کھنڈ کی تباہی میں یہ بھی تباہ ہو گئیں:

”بے گھر ہو کر گئی، بیٹھے کے ٹھکانے نہ رہے۔۔۔ حیثیت ظاہری کا  
بالکل خاتمہ ہو گیا۔ زیور اسباب لباس کچھ نہ رہا، کچھ حضرت علی کی بدولت مل گیا  
کچھ لکھنے کے وقت چھٹ گیا، بھاڑی زمین پر بیٹھے ہیں ٹوٹے مکانوں میں رہتے ہیں  
نہ مل ہے نہ باغ ہے، خانہ دلہ جہلم ہے۔“

منی گنج میں کرے کے مکان میں رہنا شروع کیا۔ چھ مہینے کے بعد محلہ گور گنج میں واروہ  
خاں محل کے مکان میں سکونت اختیار کر کے پادشاہ کے قلعے سے باہر آنے کی اطلاع ملی تو  
بے قیود تھیں کہ مجھے اپنے پاس ہاؤس چلے نہ رہے چھ مہینے میں وہاں سے چلے نہیں  
وینا۔ قلعہ لاکر دیا جائے یا کوئی ضمانت دے لے تو میں آ جاؤں۔ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۰ھ  
تک کے غلوں میں اس قلعے کا کوئی ذکر نہ تھا۔ پادشاہ اس وقت تک مات پیٹنے میں  
ڈھائی ہزار روپے بھی چکے تھے۔ دکنی ۱۱۷۰ھ سنہ ۱۱۷۱ھ میں عید کی نام سے ہزار روپے  
اور صبح الناس جہاں عیر مال مزید عطا ہوئیں۔ قلعے کی شکایت بہرہ دہانی رکھی۔ اس  
آخری خط کے بعد اور کوئی تفصیل نہیں منی کران۔ بیگم کا کیا حشر ہوا۔ کھلے گلیوں یا وہیں  
کھنڈ میں مقروض ٹٹھار رہا۔ یہی کی فہرست یا پادشاہ کے پسماندگان میں ان کا نام نہیں  
ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قطع تعلق ہو گیا۔

خس دیگر بیگمات کے بعد عالم صاحب بھی لکھنے پڑھنے سے منہ زہ نہیں۔ ان کی ناظر لگا

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

صفحہ ۱۱۷۰۔ تاریخ ہندو (دہلی) ص ۸۱-۸۲

کا اظہار خدا ان کے خطوط میں موجود ہے۔

”تاریخ حجت شہر تھانہ۔۔۔ وصول ہوا۔۔۔ حجت حرفہ پڑھو اگر ہم نے  
سننا“

اب اسے جان جہاں ہم نے واسطے لکھے حجت ناموں کے منشی سید عباد علی کو کہ  
وہ سید مراد پر محمد دسترخویز ہے مقرر کیا اور یہ مقرر مذکورہ منشی سید مراد کو کہ  
کاسے، اظہار لکھا اگر از قلم خاندان منشی سید عباد علی سید مراد پر دسترخویز  
ارج ۱۰۰۰۔۔۔ الحمد للہ کہ منشی۔۔۔ پس صبح مبارک ہوئی، اب مشیر

شہر ہند کی دہلی آبرو اور جو کئی چمک ہوئی، دولت تھانہ سے سفر گزار ہوا  
شہروں میں گزار ہوا، میں تو اس کا لٹو کرتی ہوں اس عنایت سلطان عالم  
پر مہربانی ہوئی کہ مشیر شہر ہند نے یہ فرمایا کہ بد عالم کا خط لکھ کر وہ کامل ہوا  
کس واسطے کہ اس وقت صدر خطاب مشیر شہر ہند مکرر حال ہوا

(د) یہ بھی اپنے ہاتھ کا کام نہیں، کاتب کو اختیار ہے، جو چاہے وہ لکھ دے  
مفتوحہ تھانہ سے

رقعات بدر میں ان خطوں کو شائع کرنے وقت مختلف تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ مثلاً  
ان کے مندرجہ بالا اقتباسات میں سے اقتباس اب اورد کو حذف کرنا بھی تھا۔  
ان پر اسرار تبسید نیویں ہے بے خرافہ کے نزدیک رقعہات بدر تا سبب بدر ہی ہے  
جس کو نام کے ادنیٰ تیز کے ساتھ شائع کر دیا گیا۔ تذکرہ اردو فنون و فنکاران کے مؤلف نے  
بدنامی کسی کتاب سے بھی غائبانہ واقف نہ تھے۔

صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴ (دلی)۔

صفحہ ۳۴ ایضاً

صفحہ ۴۲ ایضاً

صفحہ ۴۹ ایضاً

صفحہ ۳۴ رقعہات بدر میں ۱۹، ۲۰

صفحہ ۱۳۱ کلاسک کتب میں

• زیر نظر مجرم و تالیف بدایاں چپ چکا ہے۔۔۔ اس کتاب کے حوالہ پر شاہی سر کے نیچے پر عدالت کی صاحب نے لکھی ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ کتاب شاید چپ چکی ہے۔

مطالعہ بد جیسی کسی کتاب کے شائع ہونے کا قری ترین ثبوت خود اسی تاریخ بد کے اوراق ہیں جن پر جنسل سے لیکر کجیج کے چھ حصے نسخے کے اوراق کی نشاندہی کا تہوں کے اندر پر کی گئی ہے اور عہدہ معمولی رد و بدل کے ایسی جہاز میں حرف کرنے کی عہد میں ملتی ہیں جن سے در عالم کے انہو حصے کا حال معلوم ہوتا ہے۔ تاریخ بد کا مطبوعہ روز قضاات بد قلعہ زوار توں عہدہ جنسل کی اصلاح کے مطابق ہے۔ مطبوعہ نسخے کے شہر سید لودھی قرضش ملیح آبادی نے مطبوعہ نسخے کے شروع میں ایک مختصر مآثرات بھی لکھے ہیں جن کی مراحت کہیں نہیں ہے کہ اشاعت کے وقت کوئی تبدیلی بھی ملتی تھی۔ نسخے کے عہد پر ایک ایسی غلط فہمی کا امکان پیدا ہو گیا ہے جس میں مختلف لوگ بکتاب میں نویں تذکرہ اردو خطوط کا بیان گرچہ ذکر نہ ہو گیا ہے مضمون کیا ہے گاہیک ذکر نہ ہونے سے وہ پہلے میں پہلے ذمہ داری کہ ہے کہ چند بیانات ان کے تذکرہ میں سے لکھے گئے عہدیم العرصتی کے سبب وہ نہ مرتب کرنے سے مامور ہے۔ نسخے میں تالیف بد کی تفصیل کسی غیر ذمہ دار فرد کی تیار کی ہوئی تھی جو قریب سے نہ صرف جنسل کی کٹیروں کو غرض ذکر نا بلکہ عہد ق کی خود ذکر ۱۷۷۰-۱۷۷۱ عہد خطوط کی شد و گویا ہے۔ بتا۔ اگر کتاب کا سہو قلم نہیں تو اسی میں پسندی کے سبب سے ہے۔

بد جیسی کی طرف سے تالیف بد کے خط مختلف گولڈ نے لکھے ہیں اور اسی لیے اس سبب میں بھی خلاف ہے۔ سنہ ۱۷۷۲ کے دوران میں کسی گناہ نہ ہو سکے لکھے جیسے ہیں۔ تذکرہ جنسینہ و عہد ق کی زکیوں سے پاک ہے۔ حالات سے اس کے چھ حصے سے ذکر نہ کرنا کرنے کی مدد شش کی تھی۔ جن کی شکایت

اس سائنس کی گنج ہے :

”اب جو پوچھتا ہو ایک حال و معلوم ہے عرض کرتی ہوں، میری علمی کاغذات  
چتر محل میں اور مدفن اکلیل محل کی نوکری تھی، ایک دن اس نے کہا کہ یہ دونوں  
محل آج کل ایک جاسوتے ہیں، میری زبان سے نکلا کہ یہ اچھا آئینہ جان عالم  
سینس کے خزانہ وہ چور لگے، میرا کہنا ان دونوں سفینوں کی نہائی کہیں  
چتر محل اور اکلیل محل صاحب نے سنا، آتش غضب دل میں بھڑک اٹھا اور اس  
کے آمادہ کاروں کی رعیت میں اپنے گھر میں رہتی تھی، کسی سے کہہ گئی نہ سنتی  
تھی، ایک دن میں اپنے کونے پر کھڑی ہوں کہ چتر محل اور اکلیل محل نے آن کر  
کہا کہ تمہاری آج شکی پسند ہوتی سو ہم کو کھلا دے۔۔۔ اسی جگہ میری  
نقد و بی نقدی اور نوگوں کی اسطر بازی کی طرف سے کہ میں ایک پسند  
سے عاجز ہوئی اور نہ مہینے کی شکی حوں۔۔۔“

ہوا میں سے اس کے خطا غائب مٹتی عبادت کے کئے جاتے ہیں۔ اس سب کے لحاظ سے یہ بھی  
برے نہیں، اگرچہ غارتی الحاق و مغنی عبادتوں اور غریب و محال اور تو تعینت و تشدد

کی کثرت ہے :

”دل کی کیفیت بیان میں نہیں آتی ہے، جو حقیقت گزرتی ہے غم و  
نثر میں کسی طرح نہیں سالتی ہے، سب سے دوری ہے، مریض وقت کا جہاں  
سے رخصت ہو رہی ہے، زندگی کا مہاں لب فقط غم تھا ہے، ہمت  
ہاتھ باغیچے میں نشیں کرتے ہیں، جان عالم اور دیکھو، ہماری طرف منہ  
پھیرو، سستے ہو، خطا جلدی کھا کر، اچھے جان عالم ہماری طرف  
سے غافل نہ رہو، پس تو ہم سے کہتے ہیں، مریضیں لگے، جہاں سے گورو  
جائیں گے، کوئی مصیبت اٹھائیں رہی ہے جو ہم پر نہیں پڑی ہے، اب  
ہم پر رحم کا مقام ہے اور دوری سے ہمارا کام کام ہے، زیادہ سوائے

آئندے وصول خطوط کے کیا کہیں، ملنا نہ اپنا کہہ سکا کہیں۔

فقط فقط: سلسلہ

طریقہ مہدی علی کی ہستی اختیار کرنے کے بعد اسلوب اور مضمون میں نمایاں تبدیلی نظر آئی ہے۔ صاف رہا مہدویت کی جگہ دقیق افغانا، فکر و شکایت کی جگہ خوشامد اور جادو کا اظہار عشق کے ساتھ مبتذل مضامین اور طلب نہاس دوسرے کے خطوط کی نمایاں خصوصیت ہے۔ زبان کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے کیا جاسکتا ہے:

”سابقہ دریں مثنوی گنج میں سکوت تھی اور مخالفت جان عالم سے دل کو جرات تھی رہا فضل گو کہ گنج میں قریب مکان دار و فر میر و احد علی یہ دعا افتادہ مقیم آہ خیر و ہدی جان عالم سے مدیم ہے، اس نشا زہدی مکان پہنچی باہر اسطر مستقیم کہ دل در مقام اسید مدیم ہے کہ اس بحر الفت کا گہ صاف ہوا آئینہ ظہیر نیز اس حیرتی کار کی طرف سے اس صورت میں صاف ہوا یا اس در تنقبہ خدا کی طرف سے پھر کہ کدورت باقی ہے۔۔۔“ سلسلہ

طریقہ مہدی علی تیسرے من کا اندازہ: بالا اقداس میں ذکر ہے محلات شامی کی خطرات کے ساتھ شاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ دبستان دبیر کے مشہور ہر یہ گو شیعہ گو ہری مشیر سے جزدلی سے تلمذ کیا۔ ادراچی سادش سے مشیر کو ریب محل کا نارویس مقبرہ کو دا دیا تھا۔ مشیر نے ریب محل کی طرف سے جو خط بادشاہ کو لکھے دستنیاپ رہا ہوئے لیکن ریب محل کی مظلوم داستان عشق وہ شہری موجود ہے جو بادشاہ کی فرمائش پر مشیر نے نظم کی تھی۔ جس کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی ہی شہری خواہ بہ عالم کی مظلوم سوانح بیان

سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰) سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰)

سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰) سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰)

سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰) سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰)

سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰) سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰)

سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰) سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰)

سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰) سلسلہ: تاسعہ ہر دہلی (ص ۲۹-۳۰)

میں مشرقی اقلہ کی تھی۔ جلیا اب ہے۔ زریب محل بعد عالم دو فصحت محدودوں کے نام ہیں اور بادشاہ نے بحر مختلف میں ان کا ایک ایک ذکر کیا ہے۔ اس لحاظ سے جو مشنوی دنیا اور اس کے علاوہ مشنوی نہیں ہے جس کا تاریخ در میں ذکر ہے۔ مقیر کا در عالم کی طرف سے نامہ نویسی کے ذرائع باخام دینا اگرچہ خطوں کی کسی واضح علامت سے ثابت نہیں ہوتا لیکن جس طرح انہوں نے زریب محل کی طرف سے مشنوی اور خطہ کے اسی تاریخ بعد عالم کی طرف سے مشنوی کے ساتھ آخر زمانے میں غما بھی لکھے ہیں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ سنہ ۱۲۹۰ء میں مقیر براہ راست حاجد علی شاہ کے ملازم تھے اور اسی کے دو تین سال کے اندر ان کا انتقال ہوا۔

تاریخ ہند کے آدھے سے زیادہ خطوں میں تاریخ کثرت نہیں ہے اور مؤلف نے اگر باب اور فصلوں میں ان خطوں کو تقسیم نہ کیا ہو تاویہ بتا تا ہو گی۔ مثلاً ہر ایک کوئی سا خط کسی جیسے کا خط ہے۔ ہر سبب سے خطوں میں پانچ خط بیشتر نظر میں ہیں۔ باقی خطوں میں چند مشنوی کے علاوہ کسی کسی میں غزل بھی ہے۔ غزلوں میں غلطی در عالم ہے لیکن ان کے لکھنے والے میر عبادی یا مایاں مقیر ہیں۔ غزلوں کے صرف سطلے نقل کیے جاتے ہیں:

- ۱۱ خدائے یہاں سلطان عالم  
تھیں باغ و شاہ سلطان عالم ۲۰ شعر
- ۱۲ شکل دکھلاؤ بس اب بہرہ بے سیر اختر  
ہوں بہت سچ جدائے سے مکتدا اختر ۱۰ شعر
- ۱۳ شکل اپنی رکھو د جان عالم  
بوس لب نہ سستاؤ جان عالم ۱۱ شعر
- ۱۴ معدن الفت، سیمائے زمان  
جان عالم، جان عالم، جان عالم ۲۸ شعر (قطر)

سلسلہ تاریخ در دہلی ص ۱۶۲۔

سلسلہ۔۔ بحر مختلف ص ۱۵، ۱۶۔

سلسلہ۔۔ نئی ص ۱۲۵۔

نواب بدر عالم صاحب کے درجہ اور شاعر مطہر ہونے میں۔ رفاقت حد کو پس منہای  
 دخل بخاک خطوں میں پس منہای غیر تبسہ طیوں نے اصل خطوں کی صورت مسخ کر دی تھی، اپنی  
 طرف سے کمال نہ دیکھتے تھے کیا گیا تھا کہ اب "بیگات اودہ کے خطوط" میں اضافے اور قطع ہونے  
 نے اصل حقیقت بالکل ہی مسخ کر دی ہے۔ اس آفرانہ کر جو میں بدر عالم کے نو خط  
 بادشاہ کے نام اور بادشاہ کے میں خط بدر عالم کے نام ہیں۔ بدر عالم کے خطوں میں آٹھ خط  
 تارخہ بدر کے خطوں کی بجائی ہوئی شکل ہیں۔ رد و بدل کی نوعیت ظاہر کرنے کے لیے  
 چند تبدیلیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے:

دھن اشجیات اودہ کے خط ۸۵ صفحہ ۵ پر جو خط درج ہے اس کی تشریح تارخہ کے  
 پہلے خط ۱۷ ص ۱۷ سے اور فزل کا شکل دکھلاؤ سب اب بہرے عجبہ آخر تارخہ  
 بدر کے چھ خط ۱۷ ص ۱۷ سے محفوظ ہے۔ فزل کو ربطا صیغہ والا فقرہ ایک تعینیت  
 فو فزل تھی ہم رشتہ نام ہے تارخہ بدر میں کہیں نہیں ہے۔

صہہ تارخہ بدر میں صفحہ ۱۷ ص ۱۷ تک ایک مضمون مذکور ہے جس کے خاتمے میں چند سطرین شریک ہیں  
 اور خطوں کی تکرار ہے۔ بیگات اودہ کے خطوط ۱۷ ص ۱۷ پر شریک عبارت  
 ایک ایک فقرہ کہنے کے کہہ گئی ہے۔ اس کی تارخہ ۱۷ ص ۱۷ سے ۱۷ ص ۱۷ تک  
 لکھی ہے۔ مضمون صفحہ ۱۷ ص ۱۷ پر مذکور ہے۔ تارخہ بدر میں "بادی لاخر سنہ ۱۷۰۰  
 مرقوم ہے۔ نظم میں کہ اور شریک کافی تبسہ دیا گیا کی لکھی ہیں۔

۱۷ ص ۱۷ تارخہ بدر میں خط بعد از نظم ۱۷ ص ۱۷ اور شریک ۱۷ ص ۱۷ میں تھے۔ نظم کے قری  
 "میں شریک شریک کا خط لکھا ایک خط" صفحہ ۱۷ ص ۱۷ "البتہ سنہ ۱۷۰۰" وضع  
 کیا گیا جو بیگات اودہ کے خطوط ۱۷ ص ۱۷ پر مذکور ہے۔ تارخہ بدر میں اس  
 تکرار کا ایک خط درج ہے ۱۷ ص ۱۷ "میں وضع خط کو" جان عالم آخر کے جس خط کے  
 جواب میں لکھا گیا ہے اس کی فزل کا مطلع ہے:

دل جس کو حسد از حوشت ہے اسے چرخ کو مرودہ مر لطف ہے  
 مگر بد عالم نے ہی فزل کی توجہ میں لکھا تھا:

"مر شمع محو در خط بدر عالم نے قند مکر کا مزوایا، فصاحت کا دیباہ



نوسدہ ہوا مطلع میں لفظ بدعالم کی تکرار کہاں ہے اور اگر یہ کسی دوسری غزل کی تشریف ہے تو سوال کچھ اور جواب کچھ اور ہے۔ درحقیقت موضوع خط کی غزل دنیائے عشق کی غزل مستندہ صفحہ ۵۰۱۲ کا انقباب ہے اور جس غزل کی بدعالم نے تشریف کی وہ فیوض فیض میں محفوظ ہے۔

(۱) بیگمات اور دھکے خط ۱۸ کا خط مستندہ صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳ نام کا نام موضوع ہے تاریخ بدیع میں اسے تفسیر خط ایک سہی نہیں اور بات بات پر شعر کھنڈا تاریخ دھکے نامہ و بیوں کا اسلوب نہیں۔ اسی خط میں بدعالم رقم از این: دل کو شکر گوئی میں لگایا ہے، اپنے کو غمخون صفت بنا رہا ہے۔ شکر گوئی سے مراد اگر شعر تصنیف کرنا ہے تو تاریخ بدیع میں اگرچہ غریب اور شواہد سبھی کچھ مع تخلص ہے لیکن شاعری کا دعویٰ کہیں نہیں۔ تاریخ بدیع سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ نے تفریحاً چودہ خط جن میں ایک منظوم تھا بدعالم صاحب کو لکھا۔ ان چودہ خطوں میں سے کوئی ایک کسی مستند مجموعے میں نہیں ملتا۔ بیگمات اور دھکے خط ۱۸ میں جو تین خط بدعالم صاحب کے نام ہیں سب دھکے تاریخ سے گزیر جوشت کے مرتب کیے گئے ہیں۔ ایک کا ذکر ہو چکا ہانی وہ بھی اس باب سے خالی نہیں۔

دھکے، منظوم خط مستندہ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸ میں دستخط اور انقباب تشریں ہیں، منظوم حصہ اور طرہ شاعری و دہانے عشق سے ناخف ہے۔ ترتیب مختلف ہے۔ کہیں ترتیب اور کہیں اختصار سے کام لیا ہے۔ کتابت کی کوئی تاریخ نہیں۔

۱) خط مستندہ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸ میں انقباب اور شواہد سے قطع نظر جیسی کوئی بات نہیں جو خط میں ہوا اور عشق نامہ، دھکے، داستان ۵، ۶ میں نہ ہو۔ علاوہ پرانی باتوں کو شرح و بسط کے ساتھ دہرانا بادشاہ کا معمول نہیں۔ بیگمات اور دھکے خط ۱۸ میں ایک دوسرا خط جنم شیطا بیگم اسی طرح عشق نامہ کی مدد سے مرتب ہوا ہے اور وہاں

سطح۔ تاریخ بدیع میں ۱۱۷

سطح۔ دہانے عشق میں ۵، ۶ درجہ شاعری، ۱۱۷، ۱۱۸ اور بدیع غزل ۱

سطح۔ پرانی تاریخ ۱۱۷، ۱۱۸ اور خط کی عبارت ملاحظہ ہو



حسدیتیا اس مضمون بدیع کا ساس کو مزار اور  
 بی کہ جسکی مدح جو وکشان درم پہننے کو  
 راج طرح افزائی و حمدی ترکیا اور مکتوبہ  
 بجا اوس قدر کم کو زیبا بی کہ جس نے دور مکتوبہ  
 ی دنیا کو پسید کیا، ایسا حسانہ کی آسمان کو  
 کو گلب سے دی غور و زینکو آدمیوں کی  
 زینت بخشی ایسا فنکار کہ خط نسخ اور فودس  
 بنایا

بنو و نورو  
 یک  
 ۱۰۰ نمبر

سنہ ۱۳۵۰ ہجری \*

مادے سوچ پر شای کتب خانہ کی مہر واد کے ساتھ اس کی بھی وضاحت ہے کہ  
 خط بخش مروج نے ۱۲ ماہ پر ۱۹۰۰ میں کتب خانہ کو خطوط عطا کیا۔ خطوط  
 کی کتابت قبل از ذکر خطوط کے مطابق سرخ اور سیاہ روشنائی سے ہوئی ہے۔ خطوط  
 منکلی ہے اور خطوط کے جوڑے اب تک دستہ بپا ہے جس میں ان میں ضمیم ترین ہے  
 شاید اسی ضمانت کو کم کرنے کے لیے اس کی کتابت کئے ہوئے انداز میں ہوئی ہے اور اکثر  
 حصہ نظم بھی شریک ہوئے پر لکھا گیا ہے نہ اوس ایک خط کے ختم ہوئے ہی دور سے خط  
 کی اجتناب سے اس احتیاط یا آغاز کی نشاندہی کے ہے چند فقرات سرخ روشنائی سے  
 لکھے گئے ہیں سرسری نظر سے اس سرخی کو نظر انداز کرنا ممکن ہے۔ چنانچہ جو کام کاتب  
 نے نہیں کیا تھا یعنی خطوں کے لیے سلسلہ وار نمبر دینے کا کسی پڑھنے والے نے پہل  
 سے انجام دیا ہے اور اس میں ایک کی غلطی کی ہے۔ مجموعے میں دراصل ایک سو دس  
 خط ہیں، ایک سو لکھے ہیں، اور یہ نام خط ایک ہی سال یعنی سنہ ۱۳۵۰ء کے  
 ہیں۔ راجہ ان کی سے ذی الجوت تک ہر مہینے کو فصل قرار دیا گیا ہے اور فصل کی سرخیاں  
 حاشیے پر لکھی ہوئی ہیں۔ شروع میں سات صفحے کا دیا چھ ہے۔ دیا ہے میں صفحہ  
 پر بعد ۲ سطر لکھی ہوئی عبارت کو مسخ کرنے کے لیے اس پر رنگ پڑھا دیا گیا  
 ہے۔ خطوط میں کتابت کی اور کسی غلطیاں ہیں لیکن اس طرح مسخ کرنے کی اور  
 کوئی مثال نہیں ملتی۔

مور، نعت اور منقبت کے ساتھ سبب تالیف کے بیان میں بھی غزوات پسید آگئی

۱۰

... جب کہتے ہیں کہ آسمان پر ایک عالمات سنی کا عجیب حال تھا کہ  
صدرِ فراق کی مادی نہیں مٹا نہ در سبیلِ رشک و ناز سے بہانی نہیں  
خود سے محبت و الفت کی نہیں اسبابِ ملامت و ہر لحظہ تڑپتی نہیں و آخر کار  
رسمیہ در سال محبتِ ناجات کی جاری کیں۔ علی الخصوص ملکہ در غلابِ نور زری  
بیگم صاحبہ کہ در حقیقت وادہ و زہرہ جان پرالم کی نہیں انھوں نے بہت  
ناجات متواتر کیے، منظور خاطر فیضِ مظاہر پر یہ تھا کہ ان کے محبت ناموں کو  
ایک جاد جمع کر ہے تا صفو رنگ پر پر یہ چہ پوراق یاوگار و ہائیں پور و جہد  
اور شائق اس فن کے اس کے پٹھے سے مستفید و ہم و مند ہو دیں...

نام اس کا تاریخ فراق رکھا ہے

تاریخ فراق کا پہلا خط ۳ ریح الثانی لودا خری خط ذی الحجہ کے تیسرے یا چوتھے ہفتے  
کا ہے اس خط سے قبل کے خط پر ۳۴ رزی جو سنہ ۱۰۵۰ قمریہ ہے۔ تقریباً دو سو خط  
میں ایک سو دس خطوں کا لکھا ہوا اور ہر خط میں دہان اور بیانی کے نئے نئے لفظ  
و بیانیہ گنارہا ہے کے بیان کی تائید کرتا ہے۔ خود زری بیگم بادشاہ کے عشق میں جہد  
ہو یا سبب کہہ اور بھی جو، ہٹا ہٹا کی کہ رسا خطوں کی رنگارنگی سے مستفید  
ہوں پانہ ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ خط بڑی خوبصورتی سے لکھے گئے ہیں اور اس  
بیانیہ بادشاہ کی نجی زندگی اور روق و شرف کی کچھ کیفیت، بیگمات اور متوسلین کے میں  
طب کا اعجاز اور اس مدد کے گفتار کی رد وادال خطوں میں برابر کے لیے محفوظ ہو گئی

۱۱

خود زری بیگم مکتوب الیہ کا اصل نام اور جانی بیگم عرفیت تھی۔ نواب ملکہ در صفا  
خطاب بادشاہ کی طرف سے غایت پرستہ و قور قتلص ورتیہ خود اختیار کیا۔ باپ اور ماں

ملکہ۔ تاریخ مرقہ رقی ۱۱۵۱ھ۔

ملکہ۔ بیضا ص ۱۵۵۔

ملکہ۔ بیضا ص ۱۳۳، ۱۸۷۔

ملکہ۔ بیضا ص ۵۲۔

اور ان شاہی میں مشر اور میسر روپے کے بالترتیب وثیقہ دار تھے۔ مالیات ملک کی سرانگھنی  
میں قیام تھا۔ وہ لڑکیاں اور ایک لڑکا "مرزا خجہ" چھوٹے لڑکوں نے انتقال کیا۔ یہاں  
پسپ کاہ وثیقہ دار اور کچھ دنوں ملا بھی لیکن جلد ہی استراخ سلطنت کے بعد اس  
میں رخنہ پڑ گیا۔ وثیقہ داروں کا یہ خادان "شریف نجیب پاشا" جسٹس عالی نسب والا حسب  
بتایا گیا ہے۔ نوروزی بیگم کے ساتھ ان کی خالہ خالہ بیگم بھی مقیم تھیں اور بادشاہ سلطانی کا  
بھی کچھ دلچسپ مقرر کیا تھا۔ سنہ ۱۷۵۵ء میں یہ لوگ دار و فرار علی قشر کے مکان  
واقع محلہ قیل خانہ آغا میر متصل مسجد سیاہ دار و فرار علی میں رہتے تھے۔ یہ لوگ بدائع  
سے کچھ نہیں معلوم بہرہہ تاکہ یہ کون لوگ تھے اور سنہ ۱۷۵۵ء کے بعد نوروزی بیگم کی کیونکر  
گزر بسر ہوئی۔

گندمی رنگ و سیاہ ہال اور کشادہ پیشانی والی یہ صاحبزادی ملک سرور کی  
کی چھوٹی بہن تھیں۔ بہن کی حیات میں بادشاہ سے پرورہ کرتی تھیں کیونکہ بہن کو منظر  
نہ تھا کہ وہ بہنوئی کے سامنے آئیں۔ استراخ سلطنت کے بعد ملک سرور کی کے یہاں  
ایک لڑکی تولد ہوئی۔ اس لڑکی پر بیگم آرا بیگم کی ولادت کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔  
لڑکی کی پرورش لڑکی کی خالہ نوروزی بیگم کے سپرد ہوئی۔ بادشاہ اس وقت گلگتہ میں  
تھے۔ وہاں سے "سلطہ ہنائی" کی آواز اس طرح سنہ ۱۷۵۵ء (۱۱۷۳ھ) سے

سلطہ۔ رفعت بجات ص ۹۰۔

سلطہ۔ تاریخ فرائی (رقمی) ص ۳۳۔

سلطہ۔ ایضاً ص ۳۵ و ۱۳۸، ص ۱۵۰۔

سلطہ۔ ایضاً ص ۵۵۔

سلطہ۔ ایضاً ص ۵۰-۴۹۔

سلطہ۔ ایضاً ص ۵-۱۱۰۔

سلطہ۔ مشیر فیض ص ۱۔

سلطہ۔ ادب کا منظر ص ۱۶۱ (تاریخ مذہب نامہ ۱۶۱)

سلطہ۔ حزن اختری ص ۸۹۔

سلطہ۔ تاریخ فرائی (رقمی) ص ۳۳۔

کچھ زمانہ پہلے، یوم ملاقات کھڑی، کی اجتناباً جہلہ، بحرِ خلیفہ و بعدِ شاہ نے صرف ملکہ کو  
کو اپنی حضور (مترقبہ) بیگمات میں شمار کیا ہے۔ غرض بیگم کا ذکر نہیں ہے۔ اس سبب کا  
سبب یا سہو ہے یا یہ کہ اس وقت تک نورِ رضی بیگم علیہ السلام بادشاہ ال کے نادیدہ عاشق  
تھے۔ تھیں تاریخِ فراق نام اور اس کے خط، خط کچھ دہائی کی ہندو لکھاؤں سے قطع نظر اشتقاق  
ملوکت اور آئندہ کے مسائل کی شہادت کو ظاہر کرتے ہیں جو دونوں طرف یکساں صورت میں ہو گئے  
وہ بیگم آٹ بیگم نے رمضان سنہ ۷۷۰ء میں قضا کی۔ تاریخِ فراق کا پہلا خط اسی  
ملکہ کی اطلاع اور اپنی تباہی کے بیان سے شروع ہوتا ہے :

• مال ہمارا گد شش بیل و مہر سے بہت پریشان ہے لہذا پر جان ہے،  
جب سب محلات خیر اس سبب خوفِ جان کے بھاگ گئے تھے عبد کی غزلیہ  
کھلے کے ساتھ ان کے دربار ہوئی تھی، اٹھنا سہ راہ میں ہر ایک کا ساتھ  
چھٹ گیا، مال کا سبب ہمارا لٹ گیا، جب شہر میں لوگ آباد ہونے لگے  
میں بھی آئی، گھر میں آئے ہی یہ مصیبت اٹھائی کہ دیکھ آرا بیگم بیمار ہوئی  
ہماری حالت دلدار ہوئی، آخر کو رمضان میں اس راحت جان نے قضا کی،  
میں واسطے رہنے کے رہ گئی، اب جان عالمِ خدائی قسم سب سے زیادہ بری حالت  
تھا ہے۔۔۔ کوئی پر سال حال نہیں۔۔۔ خدا کے واسطے جو روئے شہ  
اس مصیبت نامہ کے کوئی صورت ہماری جلد نکالیں یہ آفتِ خاتمہ کٹی کی  
ہم سے ٹالو۔۔۔ ملکہ“

مصیبت ناموں کو عشقِ امری میں تسہیل ہوتے کچھ زیادہ دن نہیں لگے۔ بادشاہ کا  
جواب آنے کی دیر تھی۔ جواب ملتے ہی چھٹے خط سے لگاؤٹ کی باتیں نظر آنے لگیں جو یہ  
”خط ہمارا سب کے غلوں کے ساتھ نہ بھیجا کرو اور ہر کچھ خرچ ہم کو بھیجنا“

ملکہ۔ تاریخِ فراق (دکنی) ص ۲۲۳۔

ملکہ۔ بحرِ خلیفہ، ص ۹۔

ملکہ۔ تاریخِ فراق (دکنی) ص ۲۲۳۔

ملکہ۔ چھٹا ص ۱۱۰۔ ۹۔ خط صرف ۷/۲/۷۷۱ھ

بھی سب انگ اور جنت نامہ ہر جنتے میں لکھا کہ "... اور سب محبوب تھیں۔  
 جو بصورت ہیں، طرہ دار ہیں، عروس و غم گسار ہیں، ہم یہ حقیقت یہ صورت منی  
 کی صورت بھانک رہی ہیں، نہ آئیں ہیں نہ ہوں ہیں، ان سب کو تم جان و  
 دل سے چاہتے ہو، ہم کو عانی بھانٹتے ہو، نور جو تم ہم کو کم کرنے پر پیار  
 اس کی وجہ یہ تھا شکار کہ اگر ایک شب بھی ہم تم ہم خواب جھٹنے تو پھر  
 دیکھتے کہ ہر درد تم کیسے بیت لب جھٹے "... اسے جانی تم نے ہساری  
 تھوڑے جانی خدا جانتا ہے کہ میں تم پر مرقی ہوں، تمہارا دم بھرتی ہوں کہ تم  
 چارے پیو گی ہوزیر یا شش و لب نہ تمہاری چاہت کی کرتی ہوں تو کافی  
 ... زبرد اسباب پاس نہیں ثابت بدل پر پاس نہیں ... تمہاری  
 عروج میں ہمارا شمار ہے ... نہ کہیں جاتی ہوں نہ آتی ہوں، نہ کھتے  
 جیسے شروعاتی ہوں ..."

ہر اک سنگ دیکھتے ہو سے طرح طرح کی فرمائشیں اور سفارشیں کی جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ  
 ایک مہتاب اور پیش خدشیں، دو مہتاباں، دو کھدیاں، پانچ دریاں، دو کھد  
 نورس، ایک عظیم ایک مہتاب اور متعدد مشورے و سفارشی بیگم کی دیوڑھی پر ملازم  
 رکھ دیے جاتے ہیں لیکن بیگم صاحبکی اسس پر بھی سیری نہیں ہوتی۔ ملکہ بیگم کی پڑھی  
 پارگاہ ہے اور یہ ملکہ دہر کو منظور نہیں:

(الف) ہم وہ مثل مشہور ہے یہ اب شہ سے سب کا دستہ ہے کہ چڑیا اپنی جان سے  
 گئی اور کھلے دلے کو کچھ ترزا ملے، یہ نقشہ تمہارا تھا کہ بغیر تمہارے ہماری

سلسلہ - تاریخ فراخ دہلی، ص ۴۱-۱۹، ہجری ۱۱۰۱ سنہ ۱۷۱۵ء کے قریب

سلسلہ - بیعتا ص ۶۷

سلسلہ - بیعتا ص ۶۵

سلسلہ - بیعتا ص ۷۲

سلسلہ - بیعتا ص ۳۵۱

سلسلہ - بیعتا ص ۱۷۲، ص ۲۲۳

تجارت جاتی ہے اور ہم کو بھی اس کی حکایت یاد آئے۔

صاحب... مبلغ ایک ہزار روپیہ جو تمہارے ہمارے خدائی کے واسطے بھیجا ہے تو سرور صاحب مداح اس کا جواب دے صاحب... یہ پہلی خدمت ہے جس پر تمہارے لکھا کر دیں گے... اپنی حق میں چاہتیوں کو کہ پانچ سو سات سات ہزار روپیہ تمہارے بھیجنا اس سے انہیں کو شہرانی کے لئے یہ سب دے دو کہ وہ اپنے معاملات میں لائیں گی، پھر ہزار سو سو کے چھ سو سو کا ہر ہزار روپیہ اتنے روپے خدائی کے لئے بھیجے اگر ضرورت ہو تو کوئی کچھ کہیں گے یہ سب

[illegible]

نظم سے صراحت ہے کہ غنہ کی بیگم نے نہ پروردگار کی بیعت نہ کون شخصہ کی جو  
 لیکن توجہ دیوں کہ لیکن یہ کہ غنہ کی بیعت نہ کون شخصہ کی جو  
 بہت سے عورتوں نے لیکن یہ کہ غنہ کی بیعت نہ کون شخصہ کی جو  
 لیکن یہ کہ غنہ کی بیعت نہ کون شخصہ کی جو

— ۱۱۳ —

محرر

محرم ۱۰۰۰

حکومت



بادشاہ کی غزن خزانچی کے پیش نظر :

"تمھارے مزاج کی طرح اپنا ایک عالم نہیں، آٹھ پہر میں کسی وقت قابو میں ہم نہیں۔" سہ

وردی بیگم نے اس کا خیال رکھا ہے کہ اگر کوئی مطالبہ بادشاہ پر باریاں گوارہ ہوتا تو اس سے دستبردار ہو جائیں۔

"... ہمارے زور سے آراستگی کا کہاں ہے... جب خدا تم

کو باراد پہاں لائے گائبہ دیکھ لیا جائے گا، بھلا ایسے وقت میں ہم زیباں

کس کے کس کو دکھائیں گے... اور واسطے خریدنے کے بار بار ہم لکھتے تھے

... یہ قطعاً بایا ہے مارو فریور دہد ملی... اب کبھی ایسا نہ ہوگا۔"

بھنتی نہیں کہ اگر ایک دفعہ غلوں سے گرے تو پھر کبھی کی نہیں ملے گی۔ سبیل سبیل کر اپنی دماغوں پر قمری کا بیٹھن دلاتی رہیں اور خواب میں وہ سب مائل ہوتا رہا جس کی کسی صورت کو حواس نہیں ہو سکتی ہے۔

دیگر بیگمات کی طرح وردی بیگم کے غلوں میں بھی ۱۲ کا اعتراف شہر ملتا ہے کہ وہ خود ناخواندہ ہیں، ان کے نام آئے ہوتے غلوں سے پڑھ کر سنتے ہیں اور ہی ان کی طرف سے لکھتے بھی ہیں :

(الف) "میں دن سے عشرہ مار فریبہ داسہال میں گرفتار مگر اس سال میں بھی خط لکھنے کا نہیں اس کو انکار ہے۔" سہ

(ب) "غزل ہمارے سینے کی صفت میں جو تھوڑی... شمار فریاد نہیں لیکن میں پہر تک بار بار اس کو پڑھو کے میں سننے کی سہ"

(ج) "وقت شب ہم نے ایک خواب دیکھا، اس کو منظوم لکھو کے واسطے

سہ تاریخ داق (قلمی) ص ۸۹۔

سہ ایضاً ص ۹۸۔

سہ ایضاً ص ۳۵۔

سہ ایضاً ص ۱۶۲۔

پہنچنے نہیں کہ تمہارے پاس بھیجا... ہلے

(د) ... کل کی تاریخ تک ہم نے مسافر خط نام کو بھولے ہیں اور سب تھکر  
شاگرد سے لکھواتے ہیں... پہنچنے کا تب نام لے لوگد گھس کے کا تب اللوگ  
مثنیٰ کو شفیق کے والے کیے ہیں وہ ہر روز وہاں دھلا پنہن کے بہنوں  
حاضر رہتے ہیں اور مثنیٰ جو کہ لکھتے ہیں، یہاں کو عتیر کے لور کون ہے ہلے

مسند برج بالا اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ نظم اور شعر کے نام خط شروع سے آخر تک  
عتیر کی رقمطرازی کا نتیجہ ہیں اور تاریخ فراق میں ایسے ایک نہیں، وہ نہیں بیسیوں مضمون  
میں گئے جو عتیر کے علاوہ اور کسی کے نہیں ہو سکتے۔ عام غزلوں میں - عتیر شاگرد و نمک  
خوار، اصلاح و پرورش کا ایسا مدار ہے ہلے اور جب کسی خط کے مضمون پر ناراضگی  
کا اظہار ہوتا ہے تو یہی - عتیر شاگرد و نمک خوار و عامی و گنہگار، پرورش اور اصلاح  
بور و عروج و زائیم کا ایسا مدار بن جاتا ہے ہلے وہ آتش شوق بھر کاغذ کے لیے مبتذل بلکہ  
فحش صدا میں لکھتے گریز نہیں کرتا اور جب کوئی غلطی یا زور جو تہ ہے تو تادیب بھی اسے  
ہمک جاتی ہے ہلے عتیر میں مضحک و کتبیں کرتا ہے، سفارشل میں اپنی کارگزاریاں بڑھا  
چڑھا کر بیان کرتا ہے ہلے غرض یہ کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جو تاریخ فراق میں ہر جگہ  
موجود ہے اور اس کا مخالف حاصل کیے غیر تاریخ فراق سے مخالف ہونا غیر ممکن ہے۔  
افسوس اس کا نہیں کہ وہ یہ سب کچھ کیوں کرتا ہے۔ اس نے نور و نری بیگم کا سہارا اسی  
لیے لیا تھا کہ جتنی گنگہ سے ہاتھ دھو لے۔ افسوس تو اس پر کرنا چاہیے کہ لوگ، خواہ اپنی

ہلے - تاریخ فراق و غزل، ص ۱۲

ہلے - ایضاً ص ۲۲، ۲۳

ہلے - ایضاً اپاندریاں حاکم کے بعد فقر و ناچولک تو ہیں اس طرز کے تقریر لکھتے ہیں۔

ہلے - ایضاً ص ۱۲، ۱۳

ہلے - ایضاً ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹

ہلے - ایضاً ص ۲۰، ۲۱

ہلے - ایضاً ص ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰

سادہ و سخی خواہ تجاہل عارفانہ سے، عقیدہ کراس کی انشا پر ماری کی نادر میں دیتے اور اس کی  
کمرنگیوں ایک ہنر ان پر وہ فرنگی کے سرشتہ دی جاتی ہیں۔

سنہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے سے پیشہ وادہ علی فقیر شہید ابیگم اور دوسری بیگم  
کی طرف سے نار تو لمبی کے در انضام انجام دیتے تھے۔ رقبات بیگم کے خط اسی زمانہ کی  
یادگار ہیں۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد انھوں نے خود ذری بیگم کو پناہ دی اور ان کی خدمات  
ان کے لیے وقف کر دیں۔ شروع میں پندرہ روپے ماہوار مشاہیر و حضرات بڑی  
سفارشوں سے پندرہ روپے کی اور ترقی ہوئی تھی تیس روپے ماہوار اور علی  
خال ہاک کے بھی مقرر تھے جو مری نام خود ذری بیگم کی طرف سے خط لکھنے پر مامور تھے۔  
فقیر عابد بستان و تبر کے شاعر تھے۔ مروت تذکروں میں لکاز کر ہیں سنہ ۱۸۵۷ء  
میں قلمبند سلطان لکھا ہے۔ داد خود محمد علی کے لڑکے تھے۔ داد خود صاحب کا خود ذری  
بیگم کی طرف سے شہادت تھے۔ جانا "تاریخ فراق" کے خری خط میں مذکور ہے۔  
انہیں خود خود ذری بیگم اور فقیر نے کب دفن فرما دیا۔

تاریخ فراق کے میں خط مکمل منقول ہیں۔ باقی خطوں میں کچھ حصہ نظم اور کچھ شعر  
کا ہے۔ شروع میں خود ذری بیگم نے زلیخا لکھیں اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے ناپسند  
کئے ہوئے خود تجویز کی۔ لیکن "تاریخ فراق" صرف قلم تھا۔ بیگم نے خود پسند کیا۔  
۵ ہجری لسانی سنہ ۱۲۷۵ھ کے بعد سے غزلوں میں اسی لفظ خود کی جگہ لگ رہا ہے۔

سطح۔ تذکرہ عشق ص ۵۷-۵۸

سطح۔ اس مقام کے صفحات ۵۲۶-۵۲۷ دیکھیے۔

سطح۔ تاریخ فراق علی ص ۲۵-۲۶

سطح۔ ایضاً ص ۲۸-۲۹

سطح۔ ایضاً ص ۱۲۵، ص ۱۲۶

سطح۔ ایضاً ص ۱۵۳، ص ۱۵۴

سطح۔ ایضاً ص ۲۵

سطح۔ ایضاً ص ۱۶۲، ص ۱۶۳، ص ۱۶۴۔ سطح۔ تاریخ فراق علی ص ۱۹، ص ۵۲

چرخِ ناز کی غزلوں کا انداز نرگس اور تھلانی ہے،

- ۱۱ کبر و حنفوں سرلوہ پر کبھی ہے
- ۱۲ سپر جن کا نیت پر کبھی ہے ۹۰ شعر
- ۱۳ تھیلان پر ہم اپنی نہ دیکھیں تو کب کریں
- ۱۴ رنگِ دالم سے جان نہ کھوئیں تو کب کریں ۷۰ شعر
- ۱۵ خبر عاشق ناشاد منگائی ہوئی
- ۱۶ خواب ہی میں مجھے شکل اپنی دکھائی ہوئی ۸۰ شعر
- ۱۷ پھول کی صورت سے کھٹکتے ہیں ہم
- ۱۸ ہجر سے گھروں کے مرجھاتے ہیں ہم ۱۱۰ شعر
- ۱۹ تمہارا کون جسراے پری ہے
- ۲۰ پری کو بھی نہیں نسبت فدا ہے ۳۰ شعر
- ۲۱ تارا مرجھاتی گوارا نہیں
- ۲۲ مجھے جز ترسے کوئی پیارا نہیں ۱۵۰ شعر
- ۲۳ تو ہے رشک مہتاب لے جان عالم
- ۲۴ تو ہے دینوش آب لے جان عالم ۲۱۰ شعر
- ۲۵ نہ تک دم بھی ہم شاد و غم رہے
- ۲۶ سدا تیسری فرقت سے پر غم رہے ۱۱۰ شعر
- ۲۷ لے جان عالم خوش بیاں
- ۲۸ میں ہوں تمہاری مع خدائیں ۱۸۰ شعر
- ۲۹ جب سے وہ گل ملتا نہیں
- ۳۰ جیل کا دل کھلتا نہیں ۱۱۰ شعر
- ۳۱ صدقے ہاؤں میں تیرے لے میں پیارے دولہا
- ۳۲ میرے فوٹا میرے راج دولہا میرے دولہا ۱۱۰ شعر
- ۳۳ کھول کیا وصف تیرے رشک سا کھول کا
- ۳۴ حلق پر سے نقش صاف ہے ہر رخشاں کا ۲۲۰ شعر

- ۱۳۲ اے ایک صبا آمد آخر کی خبر سے  
دوشن مراب غاڑا سید کوڑے ۹ شعر
- ۱۳۳ دم پلٹے بھی تو برا سے خدا سے  
ہیں اور فراق دوست ذاتا ستا ہے ۱۱ شعر
- ۱۳۴ منتظر ہوں میں آئیے صاحب  
یا حسین کو بلائیے صاحب ۱۱ شعر
- ۱۳۵ بے تیرے شب بھر محبت میں بسر کی  
بیکل رہی سہیمن کی طوح رو کے سحر کی ۹ شعر
- ۱۳۶ خرگان تیر کی جو غلغلہ ہے  
پھر شام سے کنگرے دو دگر میں ہے ۱۱ شعر
- ۱۳۷ مبارک باد عاشق کو غلط لفظ نہ بانی ہے  
اگر غرض ہاتھ آئی وہ کہاں جن کی نشانی ہے ۷ شعر
- ۱۳۸ الہی جہن شاہانہ کنگ جان عالم کو  
الہی دودھ پیمانہ مبارک جان عالم کو ۵ شعر
- ۱۳۹ جب لطف لے صورت ہم تیرے جوش میں پایا  
کبھی دل میں نہیں دیکھا کبھی آغوش میں پایا ۷ شعر
- ۱۴۰ کنگرے ہے ترک خرگان کی جگہ میں  
بھرے آئے ہیں آنسو چشم تر میں ۱۰ شعر
- ۱۴۱ با دل پر خود کلام کر دم  
آغز ز سخن تمام کر دم ۵ شعر
- ۱۴۲ کئی دن سے نہیں خبر آئی جان عالم کی  
الہی کیا طبیعت میں سوائے جان عالم کی ۹ شعر
- ۱۴۳ تب فراق سے سید کیا ہے صاحب  
غم بدلتی سے دل آپ آپ ہے صاحب ۱۰ شعر

۱۳۰ رنج از آنجہ نظر آید یہ صدمہ بھاری ہے

۱۳۱ پر نہیں لگا پا رہا ہے نہ موت نہ حیات

۱۳۲ جہنم لکھ رہا ہے موت پر مکتوب

۱۳۳ یار کے رخ کو لہجہ بھریں

۱۳۴ راج میں چلتی ہے اس گلی میں موت

۱۳۵ گل کھلاتا ہے نئے بار بار سی سست کو

۱۳۶ ختم نامہ ہے جو چکا قاصد

۱۳۷ اے رعاشہ ہو، جلد جا قاصد

۱۳۸ اے قہر پس از غم وہ جاناں نظر آیا

۱۳۹ صدمہ شکوہ پر یوں کا سبھاں نظر آیا

۱۴۰ کوچہ دوست میں ہم ہلکے نہ آنے پائے

۱۴۱ ایسا بیٹھے کہ قدم تک نہ اٹھانے پائے

۱۴۲ بھر کا مال نہ ہم ان کو سونپنے پائے

۱۴۳ وصل کا لطف نہ اک شب بھی اٹھانے پائے

۱۴۴ لکھاں صورت خد خد سے تم نے قہر میں ہو کر

۱۴۵ خفا جھٹکے جان ہم پر مہرباں ہو کر

۱۴۶ معشوقوں کے مزاج کسے اعتبار کیا

۱۴۷ خط بھیجیں یا نہ بھیجیں ہمیں اختیار کیا

۱۴۸ مہار کسے دل غلج چمن میں پھر بہلائی

۱۴۹ نسیم وصل جاناں کچھ نہایت بیقرار آئی

۱۵۰ غیر گھر میں تیرے زہار نہ آنے پائے

۱۵۱ تیرے گل، پاس تیرے خار نہ آنے پائے

۱۵۲ حشر کے ساتھ منہ پر زلی زلف میں زخمت جگمگات میں بھی ہیں

۱۵۳ اے جان جاں بصورت جاں اعتبار کیا

۱۵۴ تم آؤ یا نہ آؤ ہمیں اختیار کیا

۱۵۵

- ۱۲ کہاں اور لے میرے پیارے کہاں ہو  
خفا ہو لے غنیمت کا مہرباں ہو ۱۵ شعر
- ۱۳ دیکھیں پھر ترے رخسار وہ پیارے پیارے  
آسمان کہ ہو جائیں نظارے پیارے ۱۱ شعر
- ۱۴ دل اشتیاق و دوست میں بے اختیار ہے  
آنکھوں کے سونے سے تصویر یار ہے ۱۱ شعر
- ۱۵ خرد لے دل خبر وصل غم آتی ہے  
آرزو اور ہی صدمت میں دکھ داتی ہے ۱۱ شعر
- ۱۶ لے قاصد صبا خبر وصل یار سے  
تا کوئی لفظ چین دل ہے قرار سے ۱۱ شعر
- ۱۷ راحت ہیں نصیب کہاں جو یار سے  
آہیں نکل رہی ہیں دل ہے قرار سے ۱۰ شعر
- ۱۸ رہتا ہے صبا بیکر رخ و جواب کا  
جلو ہے میرے پیش نظر آفتاب کا ۱۰ شعر
- ۱۹ بوسہ ہیں بخشش کوئی لے جاں نہیں کوئی  
بیٹائی مستثنائی پر اعلان نہیں کوئی ۱۱ شعر
- رقمانہ رنگات کے مرتبہ نے نظم اور نثر کے جن خطوں میں لفظ قد دیکھا۔ اور بیگم سے نسبت  
کر دیے اور جہاں ایسا کوئی اشد نہ ملا اسے نور و نوری بیگم سے نسبت دی۔ بالفرض
- 
- سلسلہ - رقمانہ رنگات میں ۲۹ اور ص ۴۲ پر ۱۹ اور ۵ شوکتہ معظمہ خطاں دی ہیں جن میں غلط  
قصہ ہے۔ نثر کے جن خطوں میں غلطی نہیں ہے ایسے اشد سے ہیں جن سے کبھی تپو نہ کیا  
جاسکتا ہے۔ خطا ص ۴۳ پر ۸۱ میں ایسا اشد موجود تھا۔ "بزل راقم سطور اشد کی غلطی  
میں تاثیر سے اثر" لیکن مرتبہ سے بہتر نظر آتا ہو گیا۔ تحکیم کا علمی رجحان نے اپنے مرتبہ  
کچھ جوڑے جوڑے میں اسے قد بیگم سے نسبت دی ہے لیکن ایک خط ان کے یہاں بھی  
نور و نوری بیگم کے نام سے لگا ہے۔

جہیز یکم نہی کسی بیگم کا وجود نہایت چرچا ہے جب بھی اس اعتراض کا کیا جواب کہ تاریخ  
فراق اور رفاقت بیگمات کے خطوں میں نظم اور شعر کا اہم قیاس ہے۔ پہلی غزل اعتبار کیا،  
اختیار کیا اور رفاقت بیگمات کا صرف مطلع تاریخ فراق کے مطلع ۲۳۲ سندھ بارہ سے  
مختلف ہے۔ اشعار کا تعداد دونوں میں یکساں ہے اور مطلع میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں:  
کس سے نہیں کہ رنجش عیش پر حوصلہ ہے تو زبان کے دل پہ ہیں اختیار کیا  
مطلع اور مطلع کے درمیان اشعار میں بہت کچھ اختلاف ہے اور جب اس کی حیثیت لفظ  
کی ہے۔ تاریخ فرق ان خطوں سے مرتب ہوئی جو نوروزی بیگم سے سمجھے تھے۔ رفاقت  
بیگمات وغیرہ کے مسودات کی پرزور وارادہ مملوہ شکل ہے۔ درمیان میں کب اور کہاں  
کہاں کیا اصلاح دی گئی اس کا حال عالم الغیب ہی کو بہتر معلوم ہے۔ چارے علم کے  
پیر اس سے زیادہ سواد نہیں مگر نوروزی بیگم ناخواندہ تھیں، ان کی طرف سے نام  
خط وغیرہ لکھے، اور رفاقت بیگمات کے خط چلے کہ نوروزی بیگم التخصیص یہ تحریر کے ہیں  
اس لیے وہ بھی غلط لکھے ہیں۔ اسلوب، اشعار، زمانہ، افراد یہ سب باتیں ہمارے  
بیان کی تاب نہ کر رہی ہیں۔

رفاقت بیگمات میں نوروزی بیگم کے پسندیدہ خطوں میں سے بارہ پر تاریخ  
نہیں ہے اور جن تین پر تاریخ ہے غلط ہے۔ وجہ:-

۱۔ رفاقت بیگمات کے خطوں میں ۸۸ کوہ دوم ذیقعد سنہ ۱۱۴۲ء کا تالیا گیا  
ہے خط میں غدر کے بعد آباد ہونے اور لڑکی کے انتقال کی خبر ہے۔ تاریخ فرق  
کی اصلاح کے مطابق یہ واقعات سنہ ۱۱۴۲ء میں رونما ہوئے۔ اس مضمون کا خط تاریخ  
فراق میں ۳ رجب کا خزانہ ۱۱۴۲ء کا ہے۔ دونوں خطوں کی عبارت میں کئی سطروں کا غدر ہے۔  
تاریخ فراق ص ۹۰-۹۱ رفاقت بیگمات ص ۸۸-۸۹

۲۔ انیس و چہم ہاں عالم الی اللہ تعالیٰ کہم،  
۳۔ بہت گدرا کہ جبر جبریت ... میں  
۴۔ انیس و چہم ہاں عالم الی اللہ تعالیٰ کہم،  
۵۔ بہت گدرا کہ جبر جبریت ... میں



خاندان اودھ و انبندہ اسی طرح ہے۔ جہاں  
جواہر شادہ ہر بجالاؤں . . . جواہر شادہ ہر بجالاؤں . . .

شروع اودھ آفر میں ذرا سی ترس ہے۔ درمیان کی عبارت جو نظر اختصار صنف کی معنی  
لفظ بلفظ ملتی ہے۔ تاریخ فراق کا آخری حصہ اس کے بعد بھی ملتا ہے۔ رفات بیگانہ  
محمد بن کے ہوتے ہیں۔ جواہر شادہ ہر بجالاؤں کی یہ خلاصہ ہے، اسی بیت پر فاقہ ہے  
ایک شعر کا اہم ذکر کے خط کو ختم کر دیا ہے۔ بیگمات اودھ کے خطوط میں اسی خط  
کو ناقابل شناخت حد تک سب کے شاخ کیا گیا ہے۔ یہ ترتیب کا حق قریب ہے  
(ب) رفات بیگانہ کے خط مندرجہ صفحہ ۹۲ کو۔ دہم ظہر فریختہ سنہ ۱۲۴۳  
کاتایا گیا ہے۔ خط میں ایک دعائیہ فقرہ ہے: "قبضہ غلامی پاؤں بادشاہ  
شوال سنہ ۱۲۴۳ میں نظر بند ہوئے سنہ ۱۲۴۴ کا جنگ مار اپنے عروج پر تھلا  
قید کی پابندیاں سخت تھیں، ریل و مسائل کی راہ بند تھی۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ  
ایسے عالم میں تو سب گم کے خطوں پر کوئی پابندی نہیں تھی جب بھی لگاؤٹ کی باتوں  
میں وہ بے تکلفی جو تاریخ فراق کے اوّلیٰ خطوں میں مفقود ہے اس خط میں کیوں کر

موجود ہے؟

(ج) رفات بیگمات کے خط مندرجہ صفحہ ۹۸ پر۔ دہم نشانی سنہ ۱۲۴۳  
درج ہے۔ اودھ خط کے آخری حصہ میں پہلی ہر تلف جو جانے اودھ کی ہر شہرت  
کے کا ذکر ہے، رفات بیگمات کے خط مذکورہ بالا (ب) میں بھی مصنف صاحب غلامی کی  
جگہ رہا شرا لیا تھا۔ رفات بیگمات کے خط مندرجہ صفحہ ۹۸ کی آخری چند سطروں کو رفات بیگمات  
کے خط پر بھارتی اس صنف میں جو رد لیا جائے نوہ رفات بیگمات کا خط اودھ تاریخ و رفات کے خط  
کی بجائی ہوئی نقل بن جائے گا ورنہ حضور میں اسی رفات بیگمات کے خط الف میں  
بے کل تھا خط مذکورہ ج کے آخری حصے میں دیکھیں کی طرح بیٹھا جاتا ہے:  
نہ کہ تہا ہے فراق سے ہمارا حال ہے یہیں اس کا حال ہے ج /



استیاض علی خاں نے اپنی نا بھگی کے سبب ایک خط کے آغاز کو دوسرے خط کے اختتام سے  
مٹا دیا۔ رقعات بیگمات میں ایسی غلطیاں اور بھی ہیں جن کی تفصیل بخوبی طوالت نظر انداز  
کی جاتی ہے۔

تاریخ فراق کی شہادت ہے کہ نوروزی بیگم نے پنجم جمادی الثانی سنہ ۱۱۵۷ھ  
کو خود غلغلہ اختیار کر کے کا فیصلہ کیا۔ مہنامہ مذکورہ بالا خط (الف)، رب اور وہ تھا کہ  
خط جن پر ”مرد بیگم“ لکھا ہے اس تاریخ سے پہلے کے نہیں ہو سکتے۔ ان خطوں کو جعلی  
کہنا بھی دشوار ہے کیوں کہ یہ تو ممکن ہے کہ تاریخ کی طرح اشعار اور عبارت میں بھی  
کوئی تبدیلی ہوئی ہو لیکن خطوں کی عمومی حیثیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نوروزی بیگم  
کے خط ہیں، وغیرہ نے لکھے ہیں، کسی سبب سے ان خطوں کو تاریخ وراق میں جگہ نہ  
مل سکی۔ بیگم خود اس کی شاکی تھیں کہ ان کے خط مادشاہ کو کیوں نہیں ملتے :

(الف) ”اے جانی، عالم الغیب خوب جانتا ہے کہ بخز دور دراز کے دہیچے  
مے میں لے کر دور ایک خطا بھرا ہے لیکن تمہارا ہے پاس  
میں پہنچنا معلوم نہیں کیا جاتا ہے، چرکس جہاں سے  
کھوتا ہے“ سہ

مہنامہ ”کل کی تاریخ تک ہم نے تین خط نام کو جوڑے ہیں۔“ سہ

بیان رب، ۹ رمضان سنہ ۱۱۵۷ھ کا ہے۔ ۱۸ رمضان تک خطوں کی تعداد چھتر

سہ۔ مثال کے طور پر رقعات بیگمات کے ص ۹۶، ۹۹ پر ایک خط ہے جس میں شوش میں شکایت  
آگئی ہے۔

”تمت عید اور صبح بیگم گزرا کہ پانے خبر خیریت، ترخاری سے کمال انتہاء ہے کہ وہ پھر اسی خط  
میں اس میں بیان کی تردید بھی ہے، جبرجہ ناموں کا فرائض کہ سب میں جو نامیں ملتی ہیں  
ہے۔ ایک دن میں دو دو خط صورت دیکھا کریں۔ یہاں بھی ایک ضروری بیان میں  
ہے جہاں سے بددعا شوش ہو گئی ہے۔ یہ سب گھنیاں مہمانی جاسکتی ہیں۔“

سہ۔ تاریخ وراق (فصلی) ص ۵۳

سہ۔ ایضاً ص ۲۴۲

سہ۔ ایضاً ص ۲۵۲

ہونا چاہیے۔ تاریخ فراق میں ۳۱ خط ہیں۔ بادشاہ کی ایک مٹھی کمرہ روز ایک خط لکھا جس نے  
 بیگم نے اس فرمائش کو پورا کیا ہے۔ سوال سنہ ۱۰۱۵ھ کے ۲۹ دنوں میں ۲۲ روز بقصد  
 ۱۱۵۷ھ کے چودہ دنوں میں گیارہ خط ملتے ہیں لیکن ۱۱۳۲ روز بقصد سے ایک لغت سلسلہ  
 ترک ہو کے ایک خط ۱۱۳۲ روزی الجوز کا اور ملتا ہے۔ مسد کنا چاہیے کہ نورمندی بیگم  
 نے ۱۱۳۲ روز بقصد کے بعد خط معین بند نہ کیے چوں کہ، لیکن یہ خط بادشاہ کو ملے نہیں  
 تھے۔ رحمت جو سنہ کی بندی میں باور آئے ہو گئے۔ رفات بیگمات کے خطوں کو  
 تاریخ وراق کے گم شدہ اوراق سمجھنا چاہیے کیوں کہ جو خط بہ اعتبار موضوع تاریخ  
 فراق کی ذیقعدہ اور ذی الحجہ کی فصل میں ہونا چاہیے تھے وہ نہیں ہیں حسن اتفاق سے  
 رفات بیگمات میں محفوظ ہیں۔

تاریخ فراق میں بادشاہ کے جن خطوں کا ذکر ہے ان میں پہلا خط ۱۱۳۲ رجب الثانی  
 سنہ ۱۱۵۷ھ اور آخری ۱۱۳۲ رجب اول سنہ ۱۱۵۷ھ کا بتایا گیا ہے۔ لول الکر خط  
 انیس مہینے میں پہلا خط تھا جو حکم عادی الاول سنہ ۱۱۵۷ھ کو وصول ہوا۔ آخری خط  
 ۸۔۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۷ھ کو ملا۔ اس خط کے بعد کسی خط کے ملنے کا ذکر نہ تاریخ  
 فراق کے خطوں میں ہے اور نہ رفات بیگمات کے خطوں میں۔ آخری خط تاریخ فراق  
 کے چھترویں خط کے جواب میں تھا۔ تاریخ فراق میں خطوں کی رسید اگر باقاعدہ  
 سے لکھی جاتی رہی ہے تو بادشاہ سے کثیر خطوں کے جواب میں  
 پچاس خط نورمندی بیگم کو بھیجے۔ ان میں چند خط معصوم تھے۔ اور چند میں غزلیں  
 تھیں۔ حسب ذیل بارہ غزلوں کی واضح احاطہ میں نشانہ کی گئی ہے:

۱۔ الشہدے تو ہمیں دکھائے لکھو

سولے میں لکھی یہ کہتے ہیں ہم اپنے لکھو ۲۲ شعر

سنہ۔ تاریخ وراق (مٹھی) ۱۱۵۷ھ

سنہ۔ بیگمات ۱۱۵۷ھ میں ۳۱

سنہ۔ بیگمات ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲

سنہ۔ بیگمات ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲، ۱۱۵۷ھ میں ۱۱۵۷، ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲

سنہ۔ بیگمات میں ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲، ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲، ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲، ۱۱۶۲ھ میں ۱۱۶۲

- ۲: لے گی خوش دن دکھانگہ وصال باغ میں  
 آئے بہار، دل کھلے جائے ملال باغ میں ۱۱ شعر
- ۱۳: بلبل زنداں ہوں میں میرا شیں بھر ہے  
 جاسے گل زنجیر ہے لورسکن بھر ہے ۱۲ شعر
- ۱۴: فصدی بیگم دل گیا  
 خاک میں بل بل گیا ۱۳ شعر
- ۱۵: لب سے جو لب ملتا نہیں  
 (۲۰۲۲ صفحہ ۲۰۲ کی غزل ہے) ۱۴ شعر
- ۱۶: چیب نکل جلتے ہیں ال کی بہتر چھاتیاں  
 کونہ شربت ہیں یا قند سکن چھاتیاں ۱۵ شعر
- ۱۷: چھاتیوں پر رشکِ نیم میں میری جاں بھتیاں  
 چھاتیاں ماسوں کی شکہ فشان بھتیاں ۱۶ شعر
- ۱۸: خواب میں بھی نظر آتی ہیں تمہاری پستان  
 لہنے وہ حسن کا انداز، وہ پیاری پستان ۱۷ شعر
- ۱۹: کبھی وصف کاں ابرو جو منہ بھر میں ناں کا  
 نشانہ بن گیا ہر تر میری آو سوزاں کا ۱۸ شعر
- ۲۰: جب جمال یار دھوندا آپ ہی میں کھو گیا  
 آبِ ذی ہوشی سے تک اک دلا میرا ہو گیا ۱۹ شعر
- ۲۱: نہیں پہنچنے تم جو غم ہے تو یہ ہے  
 مری جان مجھ کو الم ہے تو یہ ہے ۲۰ شعر
- ۲۲: غضب کر دیا اپنی صورت دکھا کر  
 کیا مجھ کو رسوا محبت دکھا کر ۲۱ شعر

مذکورہ بالا غزلوں میں سے باخوبی غزل جس کا صرف پہلا مصرعہ صحت ہے بشیوع فیض  
 میں نہیں ہے۔ بشیوع فیض کی دہائی گروانی کی جگہ تو دیکھتے ہیں، نام انتخاب  
 اور غزل واسطے طلب ضروریہ کا جتنی میں مرو چند غزلیں دستیاب ہوئی ہیں،

- ۱۱ میری نظروں میں ہے اے جان تمہاری تصویر  
 ۱۲ سینے پر رہتی ہے ہر رات یہ پیاری تصویر ۱۲ شعر  
 ۱۳ پری، اور، مہتاب، فردوزی بیگم  
 دل و جان بے جواب فردوزی بیگم ۱۴ شعر  
 ۱۵ عکۃ دہر میری جان مجھے بن کر ہے نہیں چین کوئی  
 کس کے سیم برہاں بیگم ترے قربان ۱۶  
 لطف و خیر و تراجم کے کولہ پچے پر ۱۷  
 جھٹتا ہوں گل تر مرغزہ ہے گریبان ۱۸ شعر  
 ۱۹ کھنونا ہوں اے جان میں تصویر تیرے من کی  
 محفل میں ہووے گی عین تقدیر تیرے حسن کی ۲۰ شعر  
 غزلوں کے علاوہ خطوں میں مستور، دھڑ، شریاں اور شہزاد و عیرہ بھی بیگم کی فرمائش پر  
 انھیں بھیجی گئی تھیں۔ سخیو ج فیض میں صرف ایک مثنوی پر فردوزی بیگم کا نام درج ہے۔  
 حکام کا کسی سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔  
 تاریخ ترقی کے خطاب تک غیر مطبوعہ ہیں، صرف پہلے خط کا دراصل احمد رقیات  
 بیگم میں چھپ گیا ہے۔ خطوط میں صفحہ ۲۰ تا ۱۱ اور دیگر صفحات پر ترجمہ اور تفسیر کے  
 آثار ملتے ہیں جس سے خیال ہوتا ہے کہ اور بھی چند خط کہیں شائع ہوئے ہوں گے لیکن  
 اس خیال کی تصدیق کا کوئی درجہ نظر نہیں آتا۔

## تاریخ جمشیدی

مخطوط، مملوکہ کتب خانہ ہاؤس آف اردو، کلکتہ ۱۹

۱۔ شمع بیض (حفظ شہزاد) ص ۲۷۷۔ ۲۔

۳۔ (بر مطبوعہ) ۱۷۷۷ء کی بحرانہ

| تالیف       | زبان  | صنف سخن       | کتابت | تقطیع   | فنی قیمت | مطبع     |
|-------------|-------|---------------|-------|---------|----------|----------|
| ۱۶-۱۷       | فارسی | خطی کا مجموعہ | ۱۷۳۷  | ۳۰ x ۱۹ | ۵۸ ورق   | ۱۱ مطبعی |
| آغاز میں ۲۰ |       |               |       |         |          |          |

پہلی پہلی پھول چھوٹی محبت و شاک  
 لی ریب و ریانتش ارار گاہ کرباں  
 چاہیے کہ گل گلزار چہاں کو  
 رنگ برنگ مصحفیات اور طبع جرح قتل  
 سے مزین اور مرثیہ کیا اور ہر جز خود رنگ  
 کو رنگ و خوشگست جمال پیشانی کا دیا ہے

۲۰ خداوند عالم صوبت سفر کو آسان  
 کریگا اور جام تماشا شراب ابد سے بھرینگا  
 اور برادران و جناب و لدہ صاحبہ و سالک  
 از دیاد جاہر طشت قبولی با وجود بیت رقم  
 حکم ہر وی عکس از فیاض مغرور ہر مرد فرسہ  
 بست و ششم صحر مستند ۱۷۳۷

نظم کا پہلا صنف ماحد ہے۔ اس پر شاعری کتب خانے کی دونوں چھوٹی بڑی مہر میں  
 جید پہلی ہر ذوق و استعداد لہ بہاؤ کی ہے۔ دوسرے صفحے پر سرورج "یا تاج" لکھا ہے  
 اس کے بعد رسم اللہ سے غفرلے کی ابتداء ہے۔ شروع میں چار صفحے کا دیباچہ ہے۔ اس  
 دیباچے میں حسب دستور تالیف کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے،

"جب کہ ہم نے مسکن افروز... سے سفر کلت اختیار کیا اصاحبات علی

... درد دوری سے ہے اختیار جو سکے چہ بہ ہزار شتیاق

یعنی تمہیں اور غم و دل نواز کہ ہر ایک مجموعہ غم و شوق و ناز

کا ہے بھروائی نہیں، بافضل غم و خاطر ہمارے لہری پریشان منتظر ہو جائیں تاکہ

میرا اندر مل و نہا سے المان پادیں، اس واسطے مادی حق سے دور رہیں

غمر و غلاب جیشہ بلکہ صاحب کو مرثیہ فرمایا"

مجموعے کے انچاس خطوں میں آخری پانچ خط آخر سنہ ۱۷۳۷ کے ہیں۔ اس لحاظ سے  
 دی جو سہ ۱۷۳۷ء مجموعے کی تالیف کا ابتدائی حصہ ہے۔ دیباچے میں مجموعے کا نام اور تالیف کا درجہ ہے  
 لیکن تالیف کی تبدیلی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ دوسرے میں کہا جاتا ہے کہ دیباچہ اور کتب ہا سنہ کے جو محسن  
 اب بھی پڑھے جاسکتے ہیں، یہی کیفیت میں یہ مجموعہ اپنے اصلی نام سے درج ہے اور انفرادی نام کی۔ کوئی سنہ  
 ملتی ہے اور نہ نام دوسرے ناموں سے مطابقت رکھتا ہے۔ غم و غلاب میں سرچیاں تیار ہیں  
 اور بادشاہ کے نام سے نسخہ کشی سے لکھے ہیں۔ کتابت کی متعدد غلطیاں ہیں اور

صلوات کر کے لیا، یہ کہتا ہے غلطی ہو گئی۔

زاد عالم حکیم محمد علی صاحب دانا خان انا دینیہ و الحنفیہ حضرت  
کو کی مہم لکھا ہے ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء میں ۱۲ سال کی عمر میں شیخ الاسلام شیخ ابوالحسن علی  
بدر شاہ کے مدرسے میں داخل ہوئے اور پندرہ روزہ تعلیم کے بعد شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ  
تذکرہ ادا سورت علی کے ساتھ پہلا آراء میں داخل ہوئے۔ ۱۰۶۱ھ ۱۶۵۰ء میں شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ  
آٹھویں اور پانچویں کے ساتھ کراچی میں داخل ہوئے۔ ۱۰۶۱ھ ۱۶۵۰ء میں شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ  
محمد شبیر کیا۔ بدر شاہی میں کہ وہ فیض موز تھا۔ انا علی جب جب کہ نسبت پر میرے  
کی عکراہ حضرت علی سے ہیں دی۔ اپنے پہلے خط میں فرمایا تھا کہ میں سید محمد  
میں انھیں پریشانوں، چمک دیا شبیر کیا، اور فرمایا کہ وہ سید محمد سید  
دعوت است کہ ہے بدر شاہ نے پانچ سو روپے بھیجے۔ لندن شہر سے ۵۰۰ روپے  
ہے کہ جب ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء میں ملک سائنس میں تھا کہ شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ  
کے فرقہ میں کہ ہے شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء میں ملک سائنس میں تھا کہ  
سے کہ جہت سے پر ہی تارنا ہے۔ بیگم اپنی ماں اور بھتیجے بھتیجی کے ساتھ لکھنؤ  
جو گنبد مشید بیگم نے گرسنہ ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء میں قبل بھی کوئی نو بدوہ و کوئی تھو  
اس کو کہ اس مجموعہ میں انہیں ہے۔ شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ

حضرت زائد با و ہر نام مشید  
جاری ہی در شاہ مشید بیگم  
مشید بیگم کے نام سے مشورہ ہوا لیکن غزلیں غالباً شعبان ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء میں  
کاسہ چتر وید کہ گیسے مشید  
کہوں کہ جب عمر زعمیر مشید

۱۰۰۰ھ۔ انھیں مشید بیگم ۱۰۰۰ھ

۱۰۰۰ھ۔ سنی ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء بحر قفقاز ۱۰۰۰ھ

۱۰۰۰ھ۔ آنا مشید (مٹی) ۱۰۰۰ھ

۱۰۰۰ھ۔ ایضاً ۱۰۰۰ھ

۱۰۰۰ھ۔ ایضاً ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء ۱۰۰۰ھ ۱۶۸۷ء ۱۰۰۰ھ

۱۰۰۰ھ۔ شیخ ابوالحسن علی بدر شاہ ۱۰۰۰ھ



حسین کچھ لکھا ہی نہ مانے کے غفلت میں دو چار غزلیوں کا جہیزم ذکر تاریخ حبشیدہ کے غفلت میں ملتا ہے۔<sup>۱۰۰</sup> باوجود کہ انتقال کے بعد حبشیدہ بیگم کو سنسکرودے ماہوار وظیفہ ملا لیکن خود حبشیدہ بیگم کے لئے عینا کوئی بیان نہیں ملتا کہ انھوں نے کب اور کہاں انتقال کیا۔ حبشیدہ بیگم کے غزلیوں میں دو بھائی بڑے اور ایک چھوٹے تھے، ان تین وراثی حصے بھوپتی تھیں اور یہ تینوں عورتیں جو تھیں۔ بیگم نے ان تمام غزلیوں کی پرورش کے لیے اپنے غفلت میں چند درختا ریش کی تھی اور سفارش کے ہاں محمد جب حوض ایک کا وظیفہ مقرر ہوا تو اس کی شکایت بھی کی ہے :

... اویں گات کے غزلیوں کا اور ماہ حبشیں قرار کیا اور ہمارے بھائی  
 کے واسطے دس روپیہ ہجاری کا حکم دیا کہوں ہم چشموں میں چہیں زبیل  
 کوئے چو اب بھی جلائے سے نہیں گلہ کرتے جو دستور حال عام نور ہمارے  
 سبب بھائیوں کا دیا ہر حبشیں قرار مقرر کروا یہ بھاری طبیعت سے بہت  
 حبیدہ تھا جیسا کہ ظہور میں آیا ہے۔<sup>۱۰۱</sup>

غزلیوں میں بھائیوں کے نام تیر علی حسین، میر غایت حسین اور میر سردار حسین درج ہیں۔ میر غایت حسین حبشیدہ بیگم کے ساتھ کلکتہ گئے تھے لیکن کجیات آخری کی طاقت کے وقت وہ (۱۷۷۸ء) میر علی حسین بھی وہیں تھے۔ ان کا تخلص غلام تھا۔ کجیات آخری کے قتل کے تاریخ میں ان کا بھی ایک قطعہ ہے۔ قرضوں کے قلمات میں فارغ اور غایت حسین کا دل وہ قول بھائیوں کے قطعے ہیں اور اس وقت تک غائب و غور بھائی شاہی ملازمت سے سرفراز ہو چکے تھے۔

حبشیدہ بیگم انراؤہ تھیں۔ غزلیں کہنا اور خط لکھنا تو کیا ان کے پڑھے لکھے کی یاقوت ذکر کرتی تھیں۔ :

۱۰۰۔ تاریخ حبشیدہ راجی، ص ۸۷۔ غلام حسین میں ہیں، وہ چار قطعے بھی غلام بیگم صاحبہ ہیں۔  
 ۱۰۱۔ اہلہ چشمن پیر، ص ۴۱۔

۱۰۲۔ تاریخ حبشیدہ راجی، ص ۱۰۲۔

۱۰۳۔ بیضنا، ص ۱۱۶۔

والفناء خط تمہارا دواجد علی شاہ کا اکھا ہوا سنو میں تاریخ رجب کا ہمارے پاس  
بتاریخ بہت دشمنی رہے کے یا، بھلے کو میں نے اپنے بڑے بھائی سے  
نہیں پڑھایا، وقت کی بات ہے کہ اس وقت ایک چشمی نوپس میرے  
پاس بھیجی ہوئی تھیں، انھیں سے وہ خط میں لے پڑھایا بلکہ انھیں سے  
لکھو یا لکھی ہے،

جب . . . اور یہ جو غزلیں میرے بھائی کہہ کہہ کے تم کو بھیجتے ہیں تم اس کی  
بھلائی برائی نہیں لکھو بیچتے جو تو وہ مجھ سے شکایت کرتے ہیں، لازم ہے  
کہ جی غزل پر اگرے لکھا بھیجا کرو، جو اصلاح طلب ہو اگرے اس پر اصلاح  
دید یا کرو، جو بھی ہو اگرے اس پر مراد لکھو بھیجا کرو،

وہ تم نے ہم کو پہلے خط میں لکھا تھا کہ اس خط کا جو لب چشمی نوپس سے لکھا  
بیچنا تو وہ چشمی نوپس بال فعل یہاں نہیں ہے بلکہ جب سے اور لب تک  
میں نے انھیں دھوڑ دیا لیکن پتا ان کا نہیں ملا، معلوم ہوتا ہے کہ کہیں  
باہر چلی گئیں اور اپنے بھائی سے یا اور کسی سے لکھو لے جو سے مجھے شرم  
آتی ہے اور خط تمہارا اس مضمون کا آتا ہے تو میں پاپی چچی سے پڑھوائی ہوا  
لیکن انھیں لکھتے ہیں بالکل مہارت نہیں ہے، اس سبب سے شک مجھ پر  
ہوا،

وہ . . . اور غزل جو تم نے کہہ کے بھیجی ہے وہ ہم نے سی، حقیقت میں  
کیا غزل لکھی ہے،

خبر بلا قناسات کے پیش نظر تاریخ جمادی کے تمام خط مع غزلوں کے میر  
علی حسین فاسط کسی گنام چشمی نوپس اور منشی مضر علی ہنتر کے لکھے ہوئے ہیں جو ترکی

سہ - تاریخ جمادی (عقلمی) ص ۲۶

سہ - ایضاً ص ۲۸

سہ - ایضاً ص ۳۰

سہ - ایضاً ص ۳۵

ہرگز جواب لکھنے پر مقرر ہوئے تھے لیکن اپنی کارگزاری کے صلے میں مستحق  
معاذہم رکھ دیے گئے :

”اس زمانہ میں ہمارے منشی کو بھی بحسن و ہر شناسی سرزنس کیا جیسی کہ پیش  
رو یہہ پہننے کا نوکر کہ لیا، پرچہ ہے خیر فاسی دن کے واسطے، کتاب علم و ہنر  
کہتے ہیں کہ مقبروں خواطر قدسی مناظر سلاطین و مذہب گار ہلہ امد لایق حیات  
شایستہ و قابل تدار بہار ہوتا ہے۔“

ہرود و علی شاہ کی حیات تک ان کے مصائب رہے، سنا آج نے انھیں میروز پر تل عبا کا  
اور بادشاہ نے پناشا گردنایا ہے۔ سنگھ مطیع سلطان، کلکتہ کی اکثر کتابوں میں ہنر کے قطعے  
شامل ہیں اور واحد علی شاہ کے انتقال پر ایک ہفتہ ہجرت قطعہ تاریخ اس کی کل کا نتیجہ  
ہے۔ بادشاہ کے بعد انگریز حکومت نے ہرود شمس کے بچے تیر و روپیہ اور دھیفہ ہنر کا  
مقرر کر دیا تھا۔ مثلاً ہنر کی تاجی پر متوسل شادی نے ایک اچھے سنگھ سترہ آٹھ کے نام  
سے قائم کی تھی۔ ہنر کی سال گیس اس انجن کے سکریٹری ہے اور آٹھ سال ۱۸۷۱ء اپریل ۱۸۷۱ء  
محفوظ ہو کر اسی اچھے کے بچے میں سپرد خاک ہوئے۔ ہنر کی یاد گار وہ جس ایک  
نئے نام سے آج بھی ادنیٰ، مذہبی اور ساجی خدمات، انجام دے رہی ہے۔

کچھ دلوں کی متواتر تبدیلی کے سبب خطوں کے اسلوب میں  
یکساویت نہیں ہے۔ شہدائے کے اکثر فضا جمید نگیم کے تھے بھائی کے لکھے ہوئے  
ہیں۔ ان میں عبارت آرائی اور قافیہ پرانی کی کوشش سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے بھائی صاحب  
کی علمی استعداد و اچھی دلی طبیعت اور شاہ عام کی شکایت کی ہے۔ عجم حد شاک نہیں کہ بھائی سے

سنگھ۔ تاریخ عقیدہ دہلی (ص ۱)

سنگھ۔ بھائی (ص ۱۲)

سنگھ۔ سخن شہر (ص ۵۳۳)، یادگار ختم (ص ۸۲) پر پیمائش اور پھر بادشاہ کا شاگرد لکھا ہے

سنگھ۔ بی بی (ص ۲۶۶)

سنگھ۔ ادب و ہنر (ص ۲۲)

سنگھ۔ انجن محمد کی مطبوعہ روپڑ میں باب ۱۰۔ ۱۹۰۶ء

خط لکھوانے اور پڑھانے میں شرم محسوس ہوتی ہے کبھی کوئی خط لکھنے والی مل جاتی تھی تو مال دل اس کے قلم سے تکلف ہوتا تھا۔ ایسے خطوں میں جملے سادہ اور بے تکلف ہر بادشاہ صرف درد دل سننے کے مستحق نہ تھے۔ درد دل متقی اور مستقیم عبارت میں بیان کیے جانے سے اگرچہ تغش اور تکلف کا ہمارا ہوتا ہے لیکن بادشاہ کو کبھی اسلوب صرف ہوتا تھا۔ ہنر کی آمد نے اس کی کوہ دور کیا۔ ہنر کے لکھے ہوئے خط اپنی منشیانہ انشا پر داری کے سبب صاف پہچان لیے جاتے ہیں۔ اس مجموعے کے خطوں کی نمایاں خوبی ان کا طرز ہے۔ دیگر بیگات کی طرح عسید بیگ بھی روپے کی اور لہنے غریبوں کی پور شمس کی طالبہ تھیں لیکن اس طب میں خوشاد، عرص اور دیا کاری کی وہ جملک مستود ہے جو دوسری بیگات کے مطالبات میں صاف نظر آتی ہے۔

اس مجموعے کے خطوں میں صرف وہ خط متکلی منظم ہیں۔ باقی تمام خط نثر میں ہیں اور اکثر میں پانچ شعری غزلیں تفریح میں شاعری کے لیے مدح کی گئی ہیں۔ غزلوں میں تفصیل اگرچہ ہر شے ہے لیکن شروع کی غزلوں میں واضح طور پر اس کا اظہار ملتا ہے کہ ان کا مصنف کوئی اور ہے۔

۱۔ "غزل میرے بھائی نے کہی ہے نظر اصلاح دیکھ دو۔۔۔" ۲۔ "غزل ہی لہنے حسب حال بھائی سے کہو اگر واسطے اصلاح کے لکھی گئی ہے۔" ۳۔ "یہ غزل بھی ابھی بھائی سے کہو اگر واسطے اصلاح کے لکھی جاتی ہے۔" ۴۔ رفتہ رفتہ امداد بدلتا شروع ہوا۔

۵۔ "یہ غزل تیرے نزدیک لکھی جاتی ہے۔" ۶۔ "یہ غزل بھی نزدیک لکھی جاتی ہے۔"

۷۔ تاریخ عشق (قلمی) ص ۵۵، ص ۵۶۔

|      |         |
|------|---------|
| ۲۲ ص | ۱۔ بیعت |
| ۲۵ ص | ۲۔ بیعت |
| ۲۷ ص | ۳۔ بیعت |
| ۳۶ ص | ۴۔ بیعت |

۳۶ ص ۱۔ بیعت (شعبان اور شوال کے خط)

ایسا غری غفلت سے قوتاً ہر حال ہے کہ حکیم کو یا غمناک غمناک یا دل آسے ساتھ ہی مجھ رہا  
کی یہ رائی :

دلف : "اس وقت صریح طبیعت نے روائی کی اور یہ غزل تازہ صوبہ وقت موافق  
حال کی"

یا مجھ رہے اس سے بے نجات پانے کی تو طعنی علی تو دہر میں :  
دلف : "آپ پانچ شعر تازہ ہند کے اور ہم کو کرمی کئے"

شروع اور آخر کے بیانات میں یہ اختلاف دراصل ہنر صاحب کی ہنرمندی ہے۔ موقوف  
میں شخص جسٹید جو اور اشعار میں جذبات عاشقانہ لیکن شروع میں ہی یہ بھی بنا دیا  
ہا سے کہ حدیث دل زبان راوی سے رقم ہے تو پھر وہ بات کہاں جو صیغہ واحد مستحکم میں  
نظر آتی ہے۔ اس نمونے کی غزل میں صوبہ ذیل ہیں :

- ۱: دست کوئی نکلی نہیں جانی میرے دل کی  
خاتجہ جی کی لافیت جوائی ہر سے دل کی ۵ شعر
- ۲: ہر گل میں ہے یار ہو تمھاری  
ہر دل میں ہے آرزو تمھاری ۵ شعر
- ۳: وہ جوے گل ہیں تو بار بہار ہم بھی ہیں  
برنگ بد صبا بقریر ہر قسم بھی ہیں ۲ شعر
- ۴: بے نغمے اسے یار کیا کیا دل میرا گھر ہے  
اشدہ بن کر مرا گھر بچہ کو کانے کھا ہے ۵ شعر
- ۵: مجھے اب آٹھ پہر ہے ترا خیال آخر  
دکھائے پھر مجھے اپنا ذرا حال آخر ۵ شعر
- ۶: چوری سے کم نہیں اس سرویش کی چال  
جہلی میں دنگ چلے جب وہ بانجھ کی چال ۵ شعر

- ۱۷ اب دشوکت نہ سناں باقی ہے
- ۱۸ فقط آنکھوں میں جان باقی ہے ۔ شعر
- ۱۹ مسدوح وصف ساخت کیا کرتے ہیں
- ۲۰ روزِ شقی قہقا گلزار کیا کرتے ہیں ۔ شعر
- ۲۱ کسی سے زلف سے چہرے کو چھپا رکھا ہے
- ۲۲ سحرِ عید کو کیوں ستم بنا رکھا ہے ۔ شعر
- ۲۳ یہ مستجاب خدا یا میری دعا ہو جائے
- ۲۴ اسی جیسے میں، حشر سرا رہا ہو جائے ۔ شعر
- ۲۵ ہجر میں بس گئی اسے شک پرری جاندار پر
- ۲۶ ہے باز زلف پریشاں کی پریشاں پر ۔ شعر
- ۲۷ کہوں کیا ساتھ دل کو پڑا ہے باقی شری
- ۲۸ حد سے ترک سے قاتل سے قاتل سے ستم گئے ۔ شعر
- ۲۹ ضبط فریاد و بکا کیا کرتا
- ۳۰ دل ہی قابو میں نہ تھا کیا کرتا ۔ شعر
- ۳۱ تو نہیں پہلو میں قبے دم میں لہندہ نہیں
- ۳۲ تیرے چھٹ جالے کا حد موت سے کہہ کر نہیں ۔ شعر
- ۳۳ اس قدر فرقت میں لاغر جسم سارا ہو گیا
- ۳۴ چھلان کا روشن باز ہوا ہو گیا ۔ شعر
- ۳۵ نہ تو یہ جان راز جاتی ہے
- ۳۶ نہ شب انتظار جاتی ہے ۔ شعر
- ۳۷ جیسی ہیں آپ کی صنم آنکھیں
- ۳۸ ایسی دیکھی ہیں ہم نے کم آنکھیں ۔ شعر
- ۳۹ گزرتے ہیں جو جو ستم جانِ عالم
- ۴۰ کروں کیسا میں ستم کو رقم جانِ عالم ۔ شعر

- ۱۱۱ کا افسس ہجرت سے زور دل بیمار گشت  
 ۱۱۲ بڑھ گئے رنج و دلم ضبط جو اک بار گشتا ۹۰ شعر  
 ۱۱۳ جگر ہے داغ کی ماطر تو دل نفاں کے لیے  
 ۱۱۴ ہزار طرح کی آفت ہے ایک جاں کے لیے ۱۰ شعر  
 ۱۱۵ راہی قیدہ فلم سے اُسے دیر مبارک ہو  
 ۱۱۶ غروبِ شمس و اقبال تا محشر مبارک ہو ۵ شعر  
 ۱۱۷ دوری و بال جاں سے بہت خوشی ہمال کی  
 ۱۱۸ امید و عمل میں ہے قسمت وصال کی ۹ شعر

بادشاہ کے جس کیتس خطوں کے جواب میں یہ خط لکھے گئے ان میں پہلا خط ۱۱۸  
 رجب ۱۲۷۵ اور آخری ۲۶ رزی ۱۲۷۵ء کا ہے۔ کیتس کے شمار میں غلطی کا واضح  
 امکان ہے کیونکہ خطوں کے جواب میں کہیں مسمیٰ بادشاہ ہے، کہیں ناقابلِ فہم تحریر  
 اور کہیں وہ بھی نہیں۔ اکثر و بیشتر جو بات سے اس کا تعلق لگتا ہے وہ بادشاہ ہے یا لکھا  
 تھا اور یہ کیم کی طرف سے جو لکھا جا رہا ہے وہ کسی بات کے جواب میں ہے یا بطور خود لکھا  
 گیا ہے۔ عموماً ایک ہی رنگی باتیں ہیں جو انصاف بدل دل کے مختلف خطوں میں دہرائی گئی ہیں۔  
 یہ مجموعہ حال ہی میں دستِ نیاپ ہوا ہے۔ اس کے کسی خط کا ذکر مہر حیا کے بیانات میں  
 بھی نہیں ملتا۔

## شیراز فیض

۱۲ ۷ ۷۹

مخطوطہ، مملوکہ امام زادہ سلیمان آباد مبارک، کلکتہ

| تصنیف   | زبان | صنفِ سخن | کتابت | تقطیع | ضمانتِ مطبع |
|---------|------|----------|-------|-------|-------------|
| ۱۲۷۲-۷۹ | اردو | کلیات    | ۱۲۷۲  | ۳۲۸   | ۳۲۰         |

آئینہ ص ۳۲ (حصہ شریات) ————— اختتام ص ۲۲۲-۲۲۳ حصہ لغزیات

”نصن اول مدبر غنیف مدس جنون“  
 حشمت وہای غنفت و مقطوع بلکہ اکثر غنفت  
 و مقلوع

ای مری جان مر سس و غمزہ  
 حال کھتا ہی نیسا اختصار زلر  
 دل بھرا تابی خدا کی قسم  
 کیا ہی جیدست و پاہری ہیں اسم

کلیات میں حرفی کی کلیات کا مطلقہ اور مذہب نسخہ دستیاب ہوا ہے اور اس  
 کی جلد بھی شاہی زمانے کی نہایت مطلقہ اور منقش ہے۔ زیب و زینت میں نہ صرف شاہی  
 کتب خانے میں اس طرح کا اور کوئی نسخہ نہیں ہے بلکہ اپنی ایک خصوصیت کے سبب  
 شاید یہ ایسا کوئی اور نسخہ کہیں دستیاب ہو سکے۔ غلطی کے پہلے سادے نسخہ پر  
 صرف بادشاہ کی مہر ہے۔ مخطوطات میں عموماً پہلے صفحے پر مہر ہیں اور دوسرے صفحے  
 کتابت کی ابتدا ہوتی ہے لیکن اس نسخے کا دوسرا صفحہ بھی سادہ ہے۔ کتابت نے  
 نیچے صفحے سے کتابت شروع کی ہے اور اس کی پشت پر دسے صفحے عدد ”۲۲“  
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی سبب سے تیسرے صفحے کو پہلا صفحہ شمار کیا ہے۔ اس  
 تیسرے صفحے کی پیشانی پر تمغائے واجداری، ریریں جتنے میں لوح بسم اللہ کے ہر دو  
 جانب تلخ، ان کے نیچے سرخی سے نقش کی سرخی اور سرخی کے ہر دو جانب ایک گل پکا  
 بتائے۔ سرخی کے نیچے معلوم خط کے پانچ شعروں میں مخطوط میں سننے کی بھولت  
 اور دھڑول ستوروں کے درمیان نازکی سی بل ہے۔ تیس طرف جدول پر ۵۴ سستی پڑ  
 چوڑی ایک دوسری بل ہے اور اجڑ کی سبائی کی جانب پھر ایک بل ہے۔ بل پڑوں  
 میں مذہب حصہ زیادہ اور بہرے اور سرخی سے نقش و نگار کی کیفیت واضح کرے  
 کہ یہ نہایت نفاست سے بنایا گیا ہے۔ شروع سے آخر تک جن السطور مذہب  
 اور عاشقے شیرازے اور ستوروں کے درمیان اسی طرح کی درود زیب گلکاری  
 ہے اور کمال یک رنگا نے باوجودیکہ ۷۷ صفحات پر پھولوں اور پھولوں کی پیشانی اور



چوڑی پیمیں بنائی ہیں لیکن حوالے آتے سامنے کے صفوں میں تقارن برقرار رکھنے کے جو  
 یل ایک دو بنادی پھر اس سے مشابہتیں بھی نہیں بنائی۔ کتابت اور نقاشی کی خوبی سے  
 قطع طوطا اس ایک غریب کے لئے کتاب کو ذرائع ایک کہا جائے تو بجا ہوا ہے۔ مصنفات کی اصلاحی  
 نائن ہونا کا کام ہے۔ شہر کو غلطی سے لکھی ہوئی غلطی ہے۔ یہاں سے اس پر ہر شاعر یا شاعرین کا  
 ٹیکس ہیں کیا ہے۔ روح اسم کے صفوں کو موقوف ذرا زیادہ ہے مطبوعہ نسخے میں ہی موقوفہ ہوا  
 کیا گیا ہے جو ان کے مطابق ہے۔ مطبوعہ نسخے میں اس کتاب کے سبب خطہ مشروبات میں  
 ازل اندر کے نسخے کے صفحات آخر اندر کے نسخے کے صفحات ہے۔ وہ عدد آگے ہیں۔ مطبوعہ  
 میں اس طور پر ایک سے تیس تک عدد وسطہ دار لکھے گئے ہیں۔ لیکن صفحہ ۲۲ کے  
 بعد بجائے ۲۳ کے ۲۴ لکھ دیا ہے۔ یہ ایک زیادہ کی غلطی صفحہ ۲۷ تک برقرار  
 رہی۔ صفحہ ۳۸ کے بعد ۲۸ لکھا تھا، لکھے طے نہ ۲۸ لکھا ہے اور صفحہ ۳۳  
 تک اسی طرح متدرج آگے بڑھ گیا ہے۔ صفحہ ۳۳ کے بعد ۳۴ ہونا چاہیے تھا  
 ۳۵ لکھا ہے اور ۳۸ تک یہی صورت برقرار ہے۔ ۳۸ کے بعد ۴۵ لکھا ہے اور  
 اس طرح پہلے صفحے کا آخری صفحہ جسے حقیقت ۴۵ یا لکھے جانے کے حساب سے ۴۸  
 ہونا چاہیے تھا ۴۷ شمار ہوا ہے۔ بادی النظر میں خیال ہوتا ہے کہ مصنفات گم ہو گئے ہوں گے۔  
 لیکن مطبوعہ نسخے کے مطابق مصنفات مکمل ہیں، شمار میں غلطی ہوئی ہے۔ صفحہ ۴۵ کے  
 بعد "خانہ مشنری مبارک" کے عنوان سے فارسی میں چار صفحے کا ترجمہ ہے۔ یہ چار صفحے  
 پر اعداد کا شمار نہیں ہے اور مطبوعہ نسخے میں "عبادت" ہیں۔ متنی ترجمہ کی اس عبارت  
 میں خوشنویس کا بیان ہے کہ "محمّد سنہ ۱۲۷۹ میں بادشاہ نے اس مشنری کے لکھے کام  
 ان کے چھوڑا۔ اس عبارت میں خوشنویس نے اپنا نام نہیں لکھا ہے لیکن ترجمہ کی  
 اصل عبارت جو خطوط کے آخر میں ہے اس میں "محمد امین علی رضا خاں جو اہر رسم  
 آصفیاتی" اور تاریخ اختتام "۱۲۷۹ رجب ۱۱" کی سند ہے۔ "مثنوی" ہے۔ "خانہ مشنری  
 مبارک" کے چار صفحوں کے بعد پھر ایک صفحہ لوح ہے۔ نقش رنگارنگ کے زریں جتھے  
 میں "یا فتاح" "ہم لہ" اور "باسمہ چہارم دیوان مبارک من تعنیفات سلطان عام  
 اختر" "تین سرخیں ہیں۔ صفحات کی اعداد شماری کا کام اس لوح سے از سر نو شروع  
 ہوا ہے۔ صفحہ ۴۷ تک دیوان اور صفحہ ۷۵۔ ۴۷ پر اصل ترجمے کی عبارت ہے۔

صفحہ ۳۶۶ تھا۔ اس پر ذرا اختلاف بہاؤ کی بڑی مہر ہے۔ باقیاطی سے لکھنے کے سبب کتاب کا آخری صفحہ قریب قریب تباہ ہو گیا ہے۔ صفحہ ۲۸۷ سے لڑکاری کی چمک مٹا کر شمع ہو گئی تھی۔ صفحہ ۲۷۰ کے بعد سے ورق بھی بے مددستہ ہیں۔

مطبوعہ: بمطبع سلطانی ایتام انگلستان خرم محمد حسین بزبان... ۲۷۰ صفحہ ۳۶۶

| تصنیف   | زبان | صنف سخن | طباعیت | تقطیع  | خدمات | سطر     |
|---------|------|---------|--------|--------|-------|---------|
| ۳۶۶. ۷۱ | اردو | گلیات   | ۱۲۷۷   | ۲۵، ۲۷ | ۳۲۷   | ۱۱ سطری |

آغاز میں (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

ابن اقل مشعلہ شہت فصل اقل شہری اقل  
در بحر خفیف سے منسوب تعلق سے منسوب  
بماقصد سے منسوب وہاں سے منسوب

ای مری جان مونس و غمزار  
حال کھستہ ہی تیرا غمزار  
دل بھرا آتا ہی خدا کی قسم  
کیا ہی بیدست و پا ہوئے ہیں ہم

پہلا حلقہ ندارد و دوسرے حلقے سے کتاب کی ابتدا ہے۔ شروع میں پہلی سورتوں سے  
منزلت تھیں طبری، درین جگہ میں اسماء اور اسماء کے بعد کتاب کی پہلی سورتی ہے :  
"باب اول مشعلہ شہت فصل... فصل اول... یہ الفاظ خطوط کی سورتی ہو  
نہیں تھے بطور نسخے میں اس سورتی کے ساتھ ہر کے اسکان بھی بنائے ہیں۔ عبارت کے  
میں طرف نور شنبایل سے بدل دی جاتی ہے۔ اس صفحے کی پشت پر صفحے کا شمار ۳۲ درج  
ہے اس شمار سے معلوم ہوا کہ منقش لوح والا صفحہ بظاہر تیسرا صفحہ ہے۔ کتاب کا اگر  
کوئی پہلا ورق ہوتا تو اس کا مضمون خطوط میں پایا جاتا اور کسی مطبوعہ نسخے میں وہ  
حرف ضرور ہوتا۔ شیوع فیض کے جتنے نسخے پائے گئے سب اسی مقام سے شروع  
ہوتے ہیں۔ کتاب کے باقی اور ان کا تہذیبیہ یوں ہے کہ شروع سے آخر تک تمام صفحوں کی  
بدول پر معمولی سی ہیل، وہاں میں جلی خطوط سے سورتوں اور عالیشانچہ پر تاج اور چہرے کے

ساتھ لکھا ہوا ہے۔ دونوں جن پر صفحہ ۵۰-۵۱ اور ۵۲-۵۱ ہیں چند نسخوں میں ہیں کہ چند میں نہیں ہیں۔ صفحہ ۵۰-۵۱ کتاب کا پہلا حصہ ہے۔ اس میں تین باب ہیں: ۱۔ باب میں علم غرض کا منظوم بیان ہے۔ فطرت اور مطبوعہ کے دونوں میں منظوم بیان ملے گی آخری سطر تک پہنچ کے اس شعر پر ناقص رہ گیا ہے:

نام اب مؤلف کا یہ قول ہے۔ زما قول کے معنی کا پھر مطلب ہے اس صفحے کے سامنے کے صفحے پر لوح کی جگہ سادہ ہے۔ پیشانی پر لکھا ہے نور سحر کے ساتھ حسب ذیل سرخی ہے:

باب چہارم دیوان مبارک من تصنیفات سلطان عالم آخر

بحر مضارع مفعول مفعول مفعول

ہم کو خیال چاہا صاحب کی چاہ کا۔ اب آپ ہم کو بخیر رہتے نہ کہ۔  
میں طرف جدول پر نکل دوسرے سطحوں کے بل اور حاشیہ پر تاج اور پھول کے ساتھ ارکان بنائے ہیں۔ پشت کے صفحے پر ۵۲ لکھا ہے اور آخر تک صفحات کا شمار از سر نو کیا گیا ہے۔ آخر میں خاتمہ کی مقرر عبارت ہے جو فارسی میں ہے اور اس کے بعد تین قطعات تاریخ ہیں۔ پہلا فارسی قطعا میر علی خاں ہمدانی کہے۔ طبع کے گوش نویس محمود علی حسن احسن کے دو قطے ہیں ایک فارسی اور ایک اردو میں۔ خاتمہ کی غزلت اور قطعات تاریخ میں انہی کلمات افزہ کے قطعات تاریخ میں احسن نے مکرر شعر شروع فیض کو۔ محمود لکھا ہے لیکن جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا ہے شروع فیض میں کلمات ہے۔ اس کے پہلے باب میں آٹھ خلیں ہیں۔ ہر فصل میں کہے کہ ایک اور نیا سے زیادہ انہیں شواہد ہیں۔ یہ شواہد دراصل منظوم خط ہیں جو بادشاہ سے نئی بیگم کو بھیجے گئے یا بیگم کے

ساتھ خط جملہ اور پیش یک لائبریری (دستہ یکشن) کا سو جسے بادشاہ نے ایک انگریز حاکم کو دیا تھا لیا تھا سے ممکن ہے۔ تیرا اس آں اور (گلو) کا لہو،

ساتھ۔ جیسے لائبریری، قطعات، (شواہد) اور دیگر جدول دینی لائبریری (گھنٹی) کے لئے،

ساتھ۔ اس سالے کا ص ۱۳۳ ملاحظہ ہو،

ساتھ۔ اس صفحے کے صفحات ۱۰۰-۹۲ ملاحظہ ہو،



# کلیات اخترى

مطبوعہ: یا تمام اراکھما لسان السلطان محمد زکی الدین الکلیات منشی محمد منور علی خان قادیان جنگ بہادر

| جلد    | زبان | صنف متن | طاعت | تقطیع | فہرست  | صفحہ   |
|--------|------|---------|------|-------|--------|--------|
| ۱۷۵۵۶۸ | اردو | کلیات   | ۱۷۶۸ | ۱۷۶۸  | ۱۷۵۵۶۸ | ۱۷۵۵۶۸ |

آغاز ص ۲، قصائد مبارک، \_\_\_\_\_، اختتام ص ۹۷۸ (کلیات)

”تہاری چہرہ سی سہ تاملہ رشک سے طور  
بہشت نگور دکھاتا جمال دید کا حور  
جان سی اپنی تہہ خاک چھ گئی جلی کر  
زبان میں سب سے اعلیٰ تہہ باز توڑ“

صفحہ اول سادہ صفر ۲ پر شروع ”قصائد مبارک“ اور درجہ ہفتے میں بسم اللہ اور صفر ۲ اور ۳ کی جدول عشق ہے۔ باقی صفحوں کی جدول پر چھوٹی چھوٹی بونیاں ہیں۔ اس صفحہ میں جسے قصائد مبارک کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے شروع میں حضرت علیؑ کی مناقبت میں قصیدے اور آخر میں ایک مصرع ہے جس کی دیت ہے:

حاجتیں سب بند ہیں حاجت روائی کیجیے یا علی مشکل کشا مشکل کشا کیجیے  
صفر ۲ پر اس مناقبت کی آخری میں سطر ہیں۔ باقی صفر سادہ ہے۔ مقابل کے صفحہ پر شروع چیز اور تاج اور ایک مستطیل میں نقش و رنگیں پھر بسم اللہ اور بسم اللہ کے بعد اس سطر سے حضرت عزیزیات کی اسد ہے:

”مدینت الف دیوان مبارک اول تصنیف علی علیہ السلام ملک و سلطنت  
مناظرین نسلان بحر جہت مشن جنون صف علی خندان  
الہی عشق ترا میری دل سی دور نہ ہوگا گناہگار جوں پر لب کبھی صورت ہوگا  
اس صفحہ کے متن طرف بھی پورہ درجہ ہیں۔ پشت کے صفحہ کا عدد ۱۷۵۵۶۸ لکھا ہے

اور جدول پر مثل ابتدائی تھے کے پڑائیں ہیں۔ کتب کے آخر تک مسلسل وار اسی طرح شہر  
 کیا گیا ہے اور جدول بھی ایک ہی ہے۔ "دیفینس دیوان مبارک اولہ" کی طرح "دیفینس  
 دیوان مبارک" دوم، سوم اور چہارم کی سرخیاں بھی الگ الگ ہیں اور ہر  
 دیوان کی حریفیں جس ترتیب سے اصل دیوان میں تھیں اسی ترتیب سے یہاں بھی لکھی گئی  
 ہیں۔ دیفینس کی سرخیاں صرف دو رنگ۔ "بہ" اور ایک جگہ "ت" کے بجائے "ط" آتی ہیں۔ باقی  
 صرف کے لیے "فر" سے "م"۔ ہر نوے سو گنا دہائی ہے کہ کون سی عربی کس دیوان کی ہے۔ جو  
 ترتیب میں اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ پچھ دیوان کی فرزین پہلے اور دوسرے اس کے بعد اور  
 تیسرے اور چہارم کے بعد لکھی جائیں۔ صوفیہ کتب کو عام اور لکان مشن کی سطروں میں درج  
 ہے۔ جو اسے جدول دیا ہے، اور کائنات میں اصل لکان حاشیہ پر تائی اور چھتر بنا کر  
 دانتے میں لکھے ہیں۔ اکثر سوں میں یہ نام سرخیاں لکھے ہیں۔ رنگ پر حاکر ہاں لکھ چکا  
 گئی ہیں۔ خانہ ان مقامات پر سفید سے لکھے کہ ہایت ہوگ لیکن غرض نہیں کے ہاتھ کی  
 لکھی ہوئی سہی کہیں بھی نہیں ملتی۔ کہیات کے صفحہ ۹۰۰ تک فرمیں اور ۹۰۰ سے ۹۰۸  
 تک متفرق کام کی کیا گیا ہے۔ ۹۰۱ کے بعد قصبات نارتھ ہیں۔ قطعات کے صفحہ میں دو  
 جگہ اضافے کے سبب اوراق میں برنگی ہے۔ صفحہ ۹۸۳ اور ۹۸۵ کے وسط ایک ورق  
 ہے جس کے دونوں صفحوں پر کوئی عدد نہیں ہے۔ اس ورق پر "مطلب اللہ کو کتب  
 الملک سید علی جان خان بہادر درخشاں سیدہ رنگ کے قلعے اور محمد جان خان  
 لائق اللہ بہادر خان، صاحب مقصد اللہ سید الملک سید باقر علی خان بہادر باقر اور  
 مرزا عبدالرحمن متا کے ایک ایک قلعے ہیں۔ صفحہ ۹۸۸ پر مرزا علی جان شفق کے قلعے  
 کے بعد "نام شد" لکھا تھا۔ سید من خان خاں، امیر نواب، اسحاق خان، اسحاق اللہ علیہ  
 لطیف کے قلعے وصول ہونے پر پھر ایک ورق کا ہوا لکھا گیا جس پر صفحات کے عدد  
 ۹۸۹ اور ۹۹۰ درج ہیں اور صفحہ ۹۹۰ کے آخر میں "ت" لکھا ہے۔ کہیات کے نیچے خروا

سیدہ کہیات ازلی میں ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲

سیدہ۔ جہت میں ۶۰، ۶۱، ۶۲

سیدہ۔ جہت میں ۶۳

سیدہ۔ جہت میں ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

ہر قسم کے کتب خانے میں موجود ہیں لیکن لکھنے کے یہ دور قریب بہت کم ضرور ہیں اسلئے

قطعات تاریخ میں مذکور بالا شاعروں کے علاوہ محمد عبدالرحمن احسن، سید احمد علی ندیر، مریا سہتا پیش، مرزا محمد اسحاق شاہ، علی محمد، نام میں قاسم، مولوی محمد شاہ اور حکیم احمد رضا مختلف شاعروں کے متعدد قطعے ہیں۔ یہ قطعات ہر مصرع سے تاریخ نکالنے میں غور سے لکھی گئی، اعتبار سے ان کا پانچ شعر کا اردو قطعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے لیکن معلومات کے لحاظ سے کلیات کے خوشنویس احسن کے حیران فکری قطعے قوم کے غالب ہیں۔ قیوں کا مضمون ایک ماہ ہے۔ آخری قطعے میں لکھتے ہیں:

|                                   |                                 |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| سلطان عالمی و مدار المہک اہلو     | ہر مہاجری کہ طرف نظر ہر واقع شد |
| و نحو است امید برآمد بہر کسی      | نا انعام خلعت و جہاں پر طبع شد  |
| مجموعہ چاپ شد و گر عزت افزا       | طالع و خوش نویں مطلق طبع شد     |
| و چاپ کلیت کنون ہر لید ہست        | باقی حیات کہ ہر گزہ بلع شد      |
| از مرثیہ کہ قالیہ طبع تنگ شد      | ہاکم شاہ ہند از اصلاح طبع شد    |
| ہم زمر اش چو حافظا عبد الغنی نمود | ہر اہد میان جہ خود رفیع شد      |
| آغاز چاپ اشل خدا المہام ہست       | آب گرم ز چشم فیض کہ نبع شد      |
| احسن بسال خاتراش آند و بے         | اسی کلیات ہر ہر ہند طبع شد      |

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

محمد المہاشم سے مراد محمد اللہ منشی محمد صفدر علی خاں بہادر تھیں۔ شریعت کے قطعات میں اس نام کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ مٹیابریج کے ابتدائی دور میں ان کے بڑے عروج تھے۔ وزیر السلطان امیر علی خاں بہادر کے قمر سے پہلے مٹیابریج کا سارا انتظام انھیں کے ہتھ میں تھا۔

سلسلہ - نظم و نثر کے نام پر ہر طرح ممکن ہے وہ اس میں کوئی سببی جوتی ہے یہ ہے اس سلسلے پر محمد اللہ بہادر کے مددگار امیر علی خاں بہادر تھیں۔ ان کے بڑے عروج تھے۔ وزیر السلطان امیر علی خاں بہادر کے قمر سے پہلے مٹیابریج کا سارا انتظام انھیں کے ہتھ میں تھا۔

سلسلہ - کلیات (خوشی ص. ۵۰) ۵۱۔

سلسلہ - ان کا ہر نام سے خطبات - محمد و سرفاضات گئی کے سورت سے شروع ہوا تھا کیا ہوا تھا۔

جس خطہ اپنی خود مختار اقتدار کے نام پر استعمال سے جو نام اور خطہ میں آنکھ بھر رہا  
 ہے۔ اس خطہ کے قطعات کے ساتھ کئیات اختری پہلی بار آوری کتاب ہے جو ان کی عمر کی  
 میں شائع ہوئی۔ کئیات اختری کی جماعت میں جو رقم صوف ہوئی جو گندہ اس کی ضابطہ سے  
 نکال رہا ہے۔ مطبع سلطانی رہنما سراج سے اس وقت کی شایہ ہی کوئی اور کتاب طبع ہوئی ہے۔  
 اس کے کچھ دواہوں میں ہیں کاغذ کے نام سے ہیں۔ ایک خود اقصیٰ اور حکمرانہ لطیف  
 لطیف۔ یہ کچھ عیسائی تھے۔ محمد حسین شاہ اور کئی صاحب ہیں۔ حصول نے کچھ سستہ مانتا تھا  
 اور دوسری کتابوں میں اپنی کارگزاری کے وہ ہر دکھائے تھے۔ کئیات اختری مطبع سلطانی،  
 رہنما سراج، کاغذ کاغذ ہے اس کی اشاعت سے قبل طبع ہے دو کتاب ہیں اور شایہ  
 کی ضمنی جن کا حوالہ جس کے شعریں مانتا ہے۔ "حسن اختری" تو غیر دی شادی ہے مگر  
 ذکر گزشتہ صفحات میں تقریباً ہوا لیکن "محمود" مطبعہ فیض کے علاوہ اور کوئی کتاب  
 نہیں۔ اس کے مطبوعہ فیض میں بھی اسے محمود کہا گیا ہے۔ کئیات کے رد میں خطے اس  
 اعتبار سے، فیض اس کے اسی سے کوئی کتاب کئیات ہیں مطبوعہ فیض دہلیہ مطبوعہ نکلے۔ یہ بھی ہیں  
 جاننے کے لئے کہ اس کتاب کے بارے میں دواہوں کے لئے ایک کتاب کے یہ ہیں  
 مری: "مختار طبع نامی دواہوں بہانہ سلطانی"۔ خزانہ مسیح فیض شاہد حضرت

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ایک ایک جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔

اگر وہ من مہلک سچ ہے تو میں شاعروں سے ملے۔ کہتے سنی۔ اور کہیات مہلک کہا ان کی اصلاح کی سنی کہتی ہے۔ داتا سے کہ کہیات کے چھپنے میں کالی رقت خوب ہوا۔ چہرہ شاعروں نے کھنکھن اس کے چھپے کا حال سنا اور مار مار کر کبھی چہرہ لکھنے میں عورتوں نے

مسئله - نگارنده پیرایه گفته شده را در سطح ۶۰۰۳ و ۶۰۰۴ از کتابخانه مرکزی دانشگاه تهران دریافت کرد.

مسئلہ - لیزہ فی ۹۳-۹۹۔

سطح رکبات آخری ص ۹۹۔

مکہ۔ ایستہ ص ۹۷۔

محرر الميثاق من الميثاق

١٩٩٠/١١/١٠

سعد بیستا (اسی فتویٰ کی حد میں ہے) انما ہما پار کھتریں و فیرو



لیکن وہ دہلتے تھے کہ اب کھکیا چھپ چکا اسکیا چھپ رہا ہے۔ ان طعول سے اتنا بہر طور مسلم رہ جاتا ہے کہ صاحبانِ کمال میں کون کون بلو شاہ کی و سوسوی کے خواستگار تھے اور کتنے مترسین ایسے تھے جو خطاب سے سرشار ہو چکے تھے۔

”کلیاتِ اختری“ نامِ نبی کی فرست کے علاوہ ایک ہیں جس میں ملا۔ وزیر سلطان بہادر نے اس کتاب کا ذکر کیا تھا لیکن وزیر ناصر میں یہ کتاب ”نصایہ مبارک“ کے نام سے دیکھے گئے ہیں۔ یہ وہی کتاب ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب پر اس نام کے علاوہ کوئی اور نام ہو تو لکھنے والے کو جستہ کی حاجت نہ رہے۔ لیکن ”نصایہ مبارک“ نامِ نبی کی فرست میں نہیں ہے اور یہاں پر نہیں ہے۔ قصیدے ذیل و منقبت میں ہیں دو مسکو ضخیم کلیات کا بہت سہولتی سا جزو ہیں کلیات کے شروع میں انھیں عقیدہ رکھا گیا ہے۔ شاہ اور کلیات کے ہائی اور اسی کا شہر چوں کہ الگ الگ ہے اس لیے تصنیفات و تالیفات شاہ کی تعداد بڑھانے کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ وہ دونوں الگ تصنیفیں ہیں۔ ایک نمبر پڑ کھنا سہولت گئے۔ دوسرا وزیر۔ لیکن اگر واقعی ایسا ہوتا تو کلیات کے یہ دونوں جزو ہونے میں یکجا اسی ترتیب سے نہ پائے جاتے۔ اور ”نصایہ مبارک“ کے صفحہ اول کی طرح کلیات بھی صفحہ غزلیات کا پہلا صفحہ بھی سادہ ہو تا کیوں کہ اس درمیان میں طباعت کی یہی تہذیب تھی۔ وزیر ناصر اور بی میں ایک ہی کتاب کو دو مختلف ناموں سے یاد کیے جاسے پر خیال ہوتا ہے کہ وزیر ناصر کے زمانہ تا بیعت تک کلیاتِ اختری کا کوئی خاص نام نہیں تھا۔ ”کلیاتِ مستفی“ یا ”کلیاتِ مبارک“ کہنے سے کتاب کی تخصیص ہو جاتی تھی۔ وزیر سلطان نے جو کلیاتِ اختری کے چین دیو یوں کو الگ الگ ناموں سے یاد کر چکے تھے۔ خدا اے ایک ایسے نام سے یاد کیا جو کتاب پر چھپا ہوا تھا، ہر شخص اس نام سے کتاب کو سٹاپت کر سکتا تھا کیوں کہ اس پر پوری طرح صادق رہا تھا۔ بلکہ شاہ نے کلیاتِ اختری کو اس کے صحیح نام سے یاد کیا ہے اور آئندہ اس کتاب کو اسی نام سے یاد کیا جانا چاہیے جو اس کے

صفحہ ۲۱۵۔ وزیر ناصر میں

صفحہ ۲۱۵۔ سرف آزاد و تبریزی دیکھتے ہیں کہ یہ کلیاتِ اختری کا اصل نام اسی نام سے ہے۔

صفحہ ۲۱۵۔ وزیر ناصر میں



راج کرنے کے لیے چند تبدیلیوں کی نشان دہی کی جاتی ہے:

۱۔ اہل اقدیم نسخوں کے صفحہ ۳۴ پر ایک شعوبہ:

قدی کہلہ سے انہی گنڈہ انہی غیب کیلہ انکھنوں میں جی کی کہلہ ارشد

اس شعر کو غائب کرنا مقصود تھا، لیکن غائب کرنے سے آخری سطر جس پر یہ شعر تھا خالی ہوا  
ہونا نظر آئی۔ مطلع نے اس صفحہ کو دوبارہ چھاپا ہے اس سے قبل کے دو شعرا آخری سطر تک  
لکھے ہیں اور درمیان کی خالی جگہ کو بھرنے کے لیے بحر کا ارکان بحالہ تاج اور جہیز میں لکھے  
کے اس حال جگہ میں لکھے گئے ہیں۔ دوبارہ چھپے ہوئے صفحہ ۳۴ پر تاج لکھ چھپے ہیں۔  
اسی صفحہ کے ایک دوسرے مصرع میں بھی اصلاح نظر آتی ہے۔ اہل مصرع یوں تھا: بر سر  
شور نہ لکھے گا وہ کچی تو خیز: مع ثانی حمد یوں ہے: وہ سر و ست نہ لکھے گا وہ کچی تو خیز:

(ب) اقدیم نسخوں کے صفحہ ۵۵ پر پانچ سطروں کے بعد خالی جگہ بھرنے کے لیے تین بیانی  
لکھی گئی تھیں۔ دوبارہ چھپے ہوئے نسخوں میں یہ جگہ سادہ ہے اس طرح کی سادہ سطریں یا  
سطروں کے درمیان ہزار نام تفاوت نسخوں میں نظر آئے گا۔ یہ نقش و نگار کسی خطی کی اصلاح  
پر مبنی کی دوبارہ کتابت کی جبری کہتے ہیں۔

۲۔ اقدیم نسخوں کے صفحہ ۵۵ کی وہی سطریں دوبارہ اصلاح ہوئی ہے: بیانی انکھنوں میں جی  
ہو اس سے صاف ثابت: صحیح چھپے ہوئے نسخوں میں یہ مصرع بحالہ ہے: بیانی انکھنوں میں جی کہ  
بھی سبھا جو اس سے صاف ثابت: ایک ہی صفحہ کی دوبارہ کتابت کرنے پر کچھ غور  
یا تعلق و نگار میں بھی فرق ہے، یہی پہلے کتابت کرنے والے صورت لکھی تھی تو دوبارہ یا  
جمہل لکھی، یا دو لفظ ساتھ لکھے تھے تو دوبارہ لکھے وقت الگ الگ کر دیا، یا شعر کا  
شمار پیشانی پر تھا تو ہمدول کے اندر لکھ دیا، لیکن اس طرح کی تبدیلیاں بغور دیکھنے  
پر ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔ خطی نسخوں کو اقدیم کے ایک ہی صفحہ جو وہ حقیقت الگ ہیں  
ایک سے معلوم ہوتے ہیں۔

۳۔ اختلافات کی نشاندہی کرنے کے لیے نسخوں کو قدیم اور اصلاح قدیم اور اس طرح سے  
کہا گیا کہ ہر اصلاح شدہ نسخے کے مقابلے میں وہ نسخہ قدیم کہلائے گا جس پر تصحیح نہیں ہے۔

۴۔ جس ہاتھ کی رسم و خط کے پیش نظر اختلافات کی نشان دہی کی گئی ان میں آج دور دور ملکوں  
کے کتب خانے میں ہے اور ہر قسم اختلاف کے علم میں قدیم نسخہ ہے۔ صورت لکھنے کی (رسم) ہے  
میں ایک ہی ہاتھ کی رسم ہے لیکن وہ بھی ہے وہ ہاتھ ہے۔

فہم نسخوں کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح کا کام ایک ایک کر رہا ہے شروع میں  
کچھ نسخے نیز کسی تصحیح کے اور آج سے پھر مسدود راق کی اصلاح ہوئی وہ نیکھے، اور اس طرح ایک  
ایک کتاب کے فہم نسخے گشت کر گئے۔

## فہم مضمون

۳۲۷

مسودہ: مملوک احمدیہ سبطین آباد مہارک، کلکتہ

| تصنیف | زبان | صفحات | کتابت | تفصیل | ملاحظات | مسطر خط |
|-------|------|-------|-------|-------|---------|---------|
| ۱۰۰۰  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰   | ۱۰۰   | ۱۰۰     | ۱۰۰     |

آغاز ص ۱

گرم کن جہاندار و واحد احمد خیر و محمد عاقل حال و خد  
حمید و عظیم و سید و بھیسر قدیم و کریم و بشیر و قدر  
وجود و محمد کی یہ اثبات ہے کہ دونوں کا خان کوئی رات ہی

۳۳۰ ص ۱

س آباد پاچون مدام از بادہ نوش از جیب لب این دامن صغریٰ تو بوسم  
ایں سرور بن خانہ گردید بہر عشق متعارفہ قامت صفای تو بوسم  
اتر بجی عرض تو از صاحب عالم فرزدن ماست اگر پای تو بوسم  
فہم نسخوں کے کاغذ پر مصنف کا خود نوشت شدہ مسودہ جو مکمل ہے اور جس پر  
مصنف کے علاوہ نقل نویس و دیگر نے بھی کچھ جزو لکھے ہیں۔ مسودے کا کوئی بھی صفحہ ملا  
نہیں ہے۔ کہیں کہیں جگہ کی تنگی کے سبب حاشیہ پر لکھے ہوئے خط میں اشعار قلم بند ہوتے ہیں  
شروع کا حصہ صاف ہے اور اصل مسودے کی شکل ہے۔ اس حصے میں حمد، نعت، مناقب  
نور اسلام، ارشاد، قطر، افراسیہ کچھ ہے لیکن ترتیب معلوم نسخے کی ترتیب سے مختلف  
ہے۔ مثلاً کتاب کے پہلے صفحہ پر بجز قدیم بین بین بند لکھے گئے ہیں۔ صفحہ ۱۰۰

آخر تک مختلف طرح کا خط اور کتابت میں مختلف طرح کے جملوں کے آثار ملتے ہیں کہیں  
 بائیں ہاتھ کے صفحے سے لکھا شروع کیا ہے اور بعد سے بائیں طرف ڈھلنے کے ذریعہ اپنی طرف  
 برستے ہیں، کہیں صفحے کے پہلے حصے سے لکھا شروع کیا ہے اور اوپر کی طرف برستے ہیں  
 کہیں صفحے کو چار کالم میں اس طرح تقسیم کیا ہے کہ کچھ شعر آئسے آئے ہیں جو اوپر کی طرف  
 لکھے ہیں اور کچھ اوپر سے پیچے کی طرف لکھے یا کسی داہنے سے بائیں اور پھر بائیں سے دائیں  
 جانب لکھے، ایک صو ابنا ہے جس پر بعد کے حلقہ کے حلق میں بطریق غریب عربی کو ایک دستہ  
 سے وصل کے لکھا ہے بہت سے صحوں پر مغربی نو سنی کے اصول پر چار کیرن لکھنے کے لکھا  
 گیا ہے خط بھی ہمارا سید ایک ہی غزل کا ابتدائی حصہ نستعلیق میں تکلف کے ساتھ لکھا  
 ہے لیکن جیسے جیسے ننگے برستے گئے ہیں خط جگڑنے لگتا ہے ناقابلِ شناخت ہو گیا ہے یہ  
 خط اور کتابت کی یہ نیرنگیاں محض کی جدت طراز طبیعت اور جلد بازی کی غازی کرتی  
 ہیں۔ ایک مقام پر تحریر نے پی تیری کی خود فریب کی ہے، ”بقلم تیز رقم جان عام بر قلم  
 نست جبارم شہر کی قعدہ الکرم سنہ ۱۲۷۱ھ شیعہ و بعد علی شاہ کی ایسی اور کوئی تحریر نہیں  
 ملتی جس میں غریب کے ساتھ اس طرح کے دستخط بھی ہوں۔ کلیات میں اس صودہ سے کے  
 علاوہ اور کوئی مکمل صودہ بھی دستیاب نہیں ہوا۔

صودہ کے تقریباً پانچ حصے پر یہ دو حرف ”ص“ ہرے کتابت اور ”م“ ہراسے  
 ربطاً وقت رہا لکھے جس سے ملتے ہیں یا درمیں کلام پر یہ حرف آئے ہیں، بطور نمونے میں وہ حصہ

صفحہ - قرصیون و صودہ ص ۳۱۸-۳۱۷

صفحہ - ایضاً ص ۲۵۲

صفحہ - ایضاً ص ۱۵۰-۱۴۹، ص ۳۳۰-۳۲۹

صفحہ - ایضاً ص ۲۳۰-۲۲۹

صفحہ - ایضاً ص ۲۲۹

صفحہ - ایضاً ص ۸۰-۷۹، ص ۲۰۰-۱۹۹

صفحہ - ایضاً ص ۵۱-۵۰، ص ۱۱۵-۱۱۴، ص ۳۱۸-۳۱۷

صفحہ - ایضاً ص ۴۳

نظم منقول ہے، یہ علامت اس امر کا ثبوت ہے کہ مطبوعہ نسخے یا اس قسمی نسخے کی کتابت اسی مسودے کے پیش نظر ہوئی ہے جس سے مطبوعہ نسخہ مرتب ہوا۔ ترتیب میں اختلاف اور صفحات کی نشاندہی کا رد ہذا اسی سبب سے ہے کہ مسودے میں جو وقت جیسا نظم کیا اور راج کر دیا۔ مطبوعہ نسخے میں نہ صرف اصناف ضمنی الگ الگ رہیں مگر وہ مسودے سے مطبوعہ نسخے میں اس طرح کے اختلاف واری تھا۔ مسودے میں صحت کو شمار بھی نہیں کیا گیا تھا۔ شمار کرنے پر پہلے (دھورق) ملتے ہیں جواب موجود ہیں۔ موردی اسی قلم نے میں یا اس کے بعد الگ کر کے لکھے اور جن کے آثار موجود ہیں ان کا شمار نہیں۔ مسودے میں مطبوعہ نسخے کا جو حق نہیں ملتا لیکن یہ وہاں نہیں دیدہ اور اق پر جو۔

مسودے کا ابتدائی حصہ کسی دوسرے مسودے کے سامنے رکھ کر صاف کیا گیا ہے۔ اس کا مستقل ثبوت مسودے کے صفحہ ۹۰ پر ملتا ہے جہاں نقل نویس نے اصل کی پابندی کی تاہم شمر لکھنے کو تو کہہ دے لیکن ساتھ ہی ماسٹریج پر یہ بھی لکھ دیا: مسودہ شمر مکتوم جیشوند مگر بہ سبب اختلاف قوانی و بابر بوقت اصل در بنیام نوشد شدہ

ان تینوں اشاروں پر ایک سیدہ حافظ خواہ بادشاہ نے خود کھینچا ہے یا ان کے حکم سے کھینچا گیا ہے۔ قافیے کی تبدیلی کے ساتھ یہ تینوں شمر مسودے اور مطبوعہ نسخے میں موجود ہیں۔ مسودے کے ابتدائی حصے کی نقل نویسی کا کام ۱۲۷۴ھ و قیصر مسند ۱۲۷۵ھ تک ملتی ہو گیا ہے۔ گویا کہ بادشاہ کے مذکورہ بالا دستخط اسی تاریخ کے ہیں اور وہ اصل کتابت کے حاشیہ پر ہیں۔ اس بیان کی تصدیق کا ایک اور ذریعہ اسی مسودے کے صفحات ۱۲۵۲ پر مضمون ہے۔ ان صفحات پر اعداد و حرف ابجد کے عنوان سے دس شعر کا ایک قطر ہے جو کلیات افری اور قمر مضمون دونوں میں شائع ہوا ہے۔ کلیات افری میں اس کے

۱۲۵۲۔ قمر مضمون (۱۲۵۲) میں اس کے قلم بادشاہ کے پہلے شعر کے بعد در قمر مضمون ۱۲۵۲ میں شادی یہاں دوسرے شعر پر ہے۔ ۱۲۵۲ میں ہی آئی ہے آگے وہ شعر ہو گیا اور مانتہ چپ ہو گئے۔ قمر مضمون ۱۲۵۲ میں ہو گئے۔ ۱۲۵۲ میں ہو گئے۔ ۱۲۵۲ میں ہو گئے۔

۱۲۵۲۔ کلیات افری میں ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۲۔







اور غلط سمجھا جاتا ہے۔ کلمات انگریز کے متعلق میں قرضوں کی کھائی چھائی نہیں اور غلط نہایت روشن ہیں۔ کاتب نے کھنے میں جگہ جگہ غلطی کی ہے لیکن غلطیوں کی اصلاح کے لیے چھپے ہوئے حروف مثلاً کے قلم سے اس طرح درست کیا گیا ہے کہ سہناخت کرنا دشوار ہے۔

قرضوں کو واجد علی شاہ کی نایاب نسخوں کا مجموعہ میں شمار کیا جاسکتا ہے کیوں کہ باوجود مطبوعہ ہونے اور شاہی کتب خانے میں اس کی متعدد جلدیں موجود ہونے کے ہندوستانی کی مشہور بیوی درستیوں اور کتب خانوں میں اس کی ایک جلد بھی نظر نہیں آتی۔ قرضوں کو تین - دو قزوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے دفتر میں نظریہ مشنوی مائیک کے علاوہ قریب عیس کے چھوٹی بڑی مشنویاں ہیں۔ پہلی مشنوی محمد دوسری لغت اور تیسری منقبت میں ہے۔ منظوم غزلوں کے علاوہ اسی دفتر میں چند منظوم دعوت نامے بھی ہیں جو بادشاہ نے دوسروں کی طرف سے نظم کیے تھے۔ منظوم غزلوں کا قابل ذکر حصہ "لسان احمر کے جوائی سنہ ۱۱۹۱ھ کے شہرے اور خواجہ عشرت کی تالیف" خطوط آخری شاہ اور وہ میں شامل ہو چکا ہے لیکن مرتبین نے حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ کلام انھیں کہاں سے حاصل ہوا۔ دفتر دوم میں سہا ماں اور موشیے، سہم الدن سے جمع کیے گئے ہیں۔ ایمان اور نور مشہور اخوت میں کلام کا یہ حصہ دوبارہ شاخ ہوا اور لوگ اس سے بھی کم و بیش واقف ہیں۔ دفتر سوم میں صرف غزلیں ہیں۔ چند غزلیں فارسی کی ہیں۔ چہ میں بیگمات کے نام کو ردیف قرار دیا ہے۔ چہ کسی خاص و لقب سے متاثر ہو کر کہی امید و بیاں میں دو ہزار ایک سو سولہ شعر ہیں اور حروف ذر اور ژ میں کوئی غزل نہیں ہے۔ کلام واجد علی شاہ کے لفظی مطالعے کے لیے، کتاب دہ صبا کی کڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔

قرضوں کے صفحہ ۹۹-۱۰۰ پر "غالب مبدل" کے عنوان سے ایک منظوم بیان ہے جو ۱۷۷۵ء سے تعلق رکھتا ہے۔ (قرضوں کے صفحہ ۱۱۱ پر حصہ نظم منقوبہ ہے)

صفحہ - قرضوں میں ۱۲۳ (تعدد ۱) میں ۱۹۷۵ (دہلیا)، میں ۱۹۷۸ (جس)، میں ۱۹۸۳ (دہلی) ملا خط ہیں

صفحہ - ایضاً میں ۱۹۷

صفحہ - ایضاً میں ۱۹، میں ۱۹، میں ۱۹۹، میں ۱۹۹

اس میں یہ بتا دیا ہے کہ اسے کب نظم کیا گیا لیکن یہ کام خواب دیکھنے کے فورا بعد نہ ہوا بلکہ  
شاہی کتب خانہ کے قلمی نسخے "سہارنپور" کی فرائی بیف پر کسی شخص نے اپنا ایک طلب بعد  
بادولت سرسری طریقے پر نظم بند کیا ہے۔ قلمی نسخوں میں انہیں واقعات کو منظم شکل میں دیکھنے  
کے بعد یہ بات قلمی نسخے کی محتاج نہیں رہتی کہ وہ کون شخص ہے اور اس نے ایسا خواب کیا  
یا نہ کیا اور نظم کیلئے ماہر ملی شاہ کی تحریر کو مستحاجت کرنے میں یہ ایک غور طلب دوسرا

نسخہ

## نابو

مطبوعہ: "مطبع سلطانی (کلکتہ) اپنا خانہ زاوہر ناما الدولہ زیر طبع آرہا ہے"

| تایید      | زبان | صنف سخن   | طباعت | تقطیع   | ضمانت     | مسطر    |
|------------|------|-----------|-------|---------|-----------|---------|
| ۱۹۱۵-۱۹۱۶ء | ہندی | بحرہ کلام | ۱۲۸۱  | ۲۲ x ۱۵ | ۱۳۱ء ورنہ | ۸ مستوی |

نسخہ: یہ نسخہ قلمی نسخے و دستاویز ہے لیکن خطاطی میں اس کے بعد یا اس کے بعد سے ملنا آزادانہ ہے  
وہ قلمی نسخہ یا دستاویز کے نسخے میں نقل و نسخے میں مطبوعہ نسخے سے "زیر طبع آرہا ہے" میں نقل کر دیا  
ہے۔ کتابت بہت قریب قریب اس کے نام خطاطی میں ہے اور اس کے نسخوں میں پائے گئے  
سارے جنگ و جدوجہد کے نسخے میں سو قلمی نسخے کتاب کا نام ہے اور اس کے نسخوں میں پائے گئے  
ہیں اور خطاطی سے قبل اس کے نام میں ہے۔ قلمی نسخوں میں ہے۔ قلمی نسخوں میں ہے۔ قلمی نسخوں میں ہے۔  
یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اس نسخے کی کتابت ۱۷۸۱ء کی ہے اور اس کے نسخوں میں پائے گئے  
مجموعہ کا دور قلمی نسخوں کی دستاویز میں ۱۷۸۲ء لیکن اس نسخے کے نسخوں میں پائے گئے  
کئی نسخوں میں کسی کتب خانہ کے نسخوں کا نام اس نسخے میں نہیں ہے۔ یہ نسخہ ۱۷۸۲ء  
میں سینڈنگا حسین، نابو کتب، گھنٹہ سے خرید گیا اور اس کے نسخوں میں پائے گئے  
کئی نسخوں میں ہے۔

اختتام صحیفہ

آخر ص ۲

کتاب پناہ شدہ پانزدہ صدی ہجری  
 کہ آرا تغیر پیدا ہوئے ام کہ مناجات نامہ  
 مہار دہست و ہر صدای آواز کی معنی  
 کہ آرا موصوفی با دارم و نیز نسبت بنویسند  
 دوم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۰۸۷ھ  
 دوم صدای آواز بھی افضال قلم مہار دہست... ہا نام رسید

ملاحظہ فرمائیے کہ اس کتاب میں ہر قسم کا نام درج ہے۔ بعض کے نام کی جگہ "تعیین و تالیف  
 ہند گان سکندر شاہ" لکھا ہے۔ صفحہ اول پر ڈیڑھ انگلی چھڑی جلا اور منقلح لوح کے  
 تحت دیباچہ فارسی میں ہے۔ صفحہ ۳ پر دیباچہ تمام ہر جان کے بعد صفحہ ۴ پر تفصیل صدای  
 و آواز ہا یعنی ابویہ و نصیر بن عبد البر اوراق کے عنوان سے دو کام میں آئے اولیٰ صفحہ ۱۱ کی  
 فہرست ہے۔ ایسی فہرست طبع سلاطین کی دوسری کتابوں میں نہیں ملتی۔ اگر بڑی کتابوں کی  
 تہذیب طاعت سے استفادہ لفظ البر سے صاف ظاہر ہے۔ مؤلف نے اس ہند کا فائدہ  
 اپنے دیباچے میں بھی کیا ہے :

... و فہرست صدای کہ متضمن آواز ہا ست و صافات صحیفہ مقابل اول

محررات و ہر صدای را کہ بخراہی ملاحظہ خات مند بہرہ صومد کدیر بار خنی

ماہل کن

صفحہ اول پر دیباچہ منقلح حاشیہ اور صفحہ ۱۰ لوح کے مقام پر صفحہ طبع  
 پر بنے ہوئے قناعے واجد کی سے گیتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ہر ص ۱۱ کے بعد آنے  
 والی صدای کی سرخی منقلح مستطیل میں لکھی گئی ہے۔ گیتوں کی دو پار علی سرخیاں ملی قناعے  
 فارسی میں ہیں۔ صفحہ ۸، ۹ ایک اصل کتاب اور اس کے بعد دو اوراق پر چھ شاعروں کے  
 نو قطعات تاریخ ہیں۔ ان دونوں اوراق میں سے ہر ایک پر صفحات کا شمار ۲۹، ۳۰  
 ۳۱، ۳۲ لکھا ہے۔ جس ورق پر صرف وزیر السلطان محمد امیر علی خاں بہادر آئیر کے تین قطعے  
 ہیں وہ تقریباً ہر طبقہ میں موجود ہے۔ اس کے بعد کا ورق جس پر مہتاب اللہ ولد  
 بہادر درخشاں کے دو قطعے اور گلشن الدولہ مرزا علی بہادر، حامد الدولہ بہادر برادر،  
 حمید الدولہ بہادر قیاس اور مرزا سیتا پیش کے ایک ایک قطعے ہیں، اگر باب نظروں ہی

میں ہا اچھا کتا ہے کہ لٹے غازی کا طر پر چھپے ہیں۔ لفظوں کی اصلاح کے لیے پہلے صرف نامے کے جہاں لفظی غلطی و اہل ہر لٹے پر الگ الگ درست کیا گیا ہے۔ لیکن چھپے چھپے حروف کو غلط کر کے صفائی سے بنائی ہوئی رسمیں پہنچانی ہا کتب پر تصدیق سے ہیں۔ جہاں غازی اور دوسرے بھری اور سات سہ صحت میں ہیں۔ بہت سے لفظوں کے مالی طباعت اور ناظر کے موضوع کا علم ہوتا ہے۔

|                            |                       |
|----------------------------|-----------------------|
| برل بالا رہے مصنف کا       | شہد امیر جیت: غیب میں |
| چھی ناہر کتاب البلی        | ساز دار و نگر بارہن   |
| رس بھری حائل سسٹنی ہے      | دیکھے سے ہے سیکھ دہا  |
| سرگم آواز راگ راگسین       | داروے دھوے انت درجیل  |
| نقشیں گل ہے بیمار کی تاریخ | جہدی دھوے ترنہ نیشاں  |

۲۲۱ ۲۱۵ ۲۵۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹

واحد علی شاہ نے پندرہ اہلاب میں سا دھرا، چترنگ، پاچر، ٹھری، سادون وغیرہ مختلف اصناف کو سبکی کے لیے اپنے درانی، بیگم اور دوسرے شاعروں کے گیت جمع کر دیے ہیں تاکہ اس فن کا کتاب کرنے والوں کو ضروری نہ ہو۔ ناچ کے دیے ہیں تا یقین کا یہی مشہد بیان کیا ہے:

”برانچہ از تصنیفات من است یاد من بود در سنہ ۷۸۵ ہجری حرد  
ظہر ندی رخ نمود تا برسے مبتدیان وقت خوانندگی آسانی تر ہو دہد

اس جگہ کا ہر شعر حضرت خود بدلی شاہ اور ذاب بادشاہ محل عالم کے ہندی گیتوں پر مشتمل ہے۔ نہیں کہیں: نظر میں بھی کچھ کہا ہے۔ اناد کے علاوہ جن سنگیت کاروں کا شعر بہت کلام اس جگہ سے مناسبت موزن نے ان کا فقر نام بھی ظاہر کر دیا ہے: ”اسر، بھر، غالیان

۱۵۷۰۔ ۱۵۷۱۔ ۱۵۷۲۔ ۱۵۷۳۔ ۱۵۷۴۔ ۱۵۷۵۔ ۱۵۷۶۔ ۱۵۷۷۔ ۱۵۷۸۔ ۱۵۷۹۔ ۱۵۸۰۔ ۱۵۸۱۔ ۱۵۸۲۔ ۱۵۸۳۔ ۱۵۸۴۔ ۱۵۸۵۔ ۱۵۸۶۔ ۱۵۸۷۔ ۱۵۸۸۔ ۱۵۸۹۔ ۱۵۹۰۔ ۱۵۹۱۔ ۱۵۹۲۔ ۱۵۹۳۔ ۱۵۹۴۔ ۱۵۹۵۔ ۱۵۹۶۔ ۱۵۹۷۔ ۱۵۹۸۔ ۱۵۹۹۔ ۱۶۰۰۔ ۱۶۰۱۔ ۱۶۰۲۔ ۱۶۰۳۔ ۱۶۰۴۔ ۱۶۰۵۔ ۱۶۰۶۔ ۱۶۰۷۔ ۱۶۰۸۔ ۱۶۰۹۔ ۱۶۱۰۔ ۱۶۱۱۔ ۱۶۱۲۔ ۱۶۱۳۔ ۱۶۱۴۔ ۱۶۱۵۔ ۱۶۱۶۔ ۱۶۱۷۔ ۱۶۱۸۔ ۱۶۱۹۔ ۱۶۲۰۔ ۱۶۲۱۔ ۱۶۲۲۔ ۱۶۲۳۔ ۱۶۲۴۔ ۱۶۲۵۔ ۱۶۲۶۔ ۱۶۲۷۔ ۱۶۲۸۔ ۱۶۲۹۔ ۱۶۳۰۔ ۱۶۳۱۔ ۱۶۳۲۔ ۱۶۳۳۔ ۱۶۳۴۔ ۱۶۳۵۔ ۱۶۳۶۔ ۱۶۳۷۔ ۱۶۳۸۔ ۱۶۳۹۔ ۱۶۴۰۔ ۱۶۴۱۔ ۱۶۴۲۔ ۱۶۴۳۔ ۱۶۴۴۔ ۱۶۴۵۔ ۱۶۴۶۔ ۱۶۴۷۔ ۱۶۴۸۔ ۱۶۴۹۔ ۱۶۵۰۔ ۱۶۵۱۔ ۱۶۵۲۔ ۱۶۵۳۔ ۱۶۵۴۔ ۱۶۵۵۔ ۱۶۵۶۔ ۱۶۵۷۔ ۱۶۵۸۔ ۱۶۵۹۔ ۱۶۶۰۔ ۱۶۶۱۔ ۱۶۶۲۔ ۱۶۶۳۔ ۱۶۶۴۔ ۱۶۶۵۔ ۱۶۶۶۔ ۱۶۶۷۔ ۱۶۶۸۔ ۱۶۶۹۔ ۱۶۷۰۔ ۱۶۷۱۔ ۱۶۷۲۔ ۱۶۷۳۔ ۱۶۷۴۔ ۱۶۷۵۔ ۱۶۷۶۔ ۱۶۷۷۔ ۱۶۷۸۔ ۱۶۷۹۔ ۱۶۸۰۔ ۱۶۸۱۔ ۱۶۸۲۔ ۱۶۸۳۔ ۱۶۸۴۔ ۱۶۸۵۔ ۱۶۸۶۔ ۱۶۸۷۔ ۱۶۸۸۔ ۱۶۸۹۔ ۱۶۹۰۔ ۱۶۹۱۔ ۱۶۹۲۔ ۱۶۹۳۔ ۱۶۹۴۔ ۱۶۹۵۔ ۱۶۹۶۔ ۱۶۹۷۔ ۱۶۹۸۔ ۱۶۹۹۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۰۱۔ ۱۷۰۲۔ ۱۷۰۳۔ ۱۷۰۴۔ ۱۷۰۵۔ ۱۷۰۶۔ ۱۷۰۷۔ ۱۷۰۸۔ ۱۷۰۹۔ ۱۷۱۰۔ ۱۷۱۱۔ ۱۷۱۲۔ ۱۷۱۳۔ ۱۷۱۴۔ ۱۷۱۵۔ ۱۷۱۶۔ ۱۷۱۷۔ ۱۷۱۸۔ ۱۷۱۹۔ ۱۷۲۰۔ ۱۷۲۱۔ ۱۷۲۲۔ ۱۷۲۳۔ ۱۷۲۴۔ ۱۷۲۵۔ ۱۷۲۶۔ ۱۷۲۷۔ ۱۷۲۸۔ ۱۷۲۹۔ ۱۷۳۰۔ ۱۷۳۱۔ ۱۷۳۲۔ ۱۷۳۳۔ ۱۷۳۴۔ ۱۷۳۵۔ ۱۷۳۶۔ ۱۷۳۷۔ ۱۷۳۸۔ ۱۷۳۹۔ ۱۷۴۰۔ ۱۷۴۱۔ ۱۷۴۲۔ ۱۷۴۳۔ ۱۷۴۴۔ ۱۷۴۵۔ ۱۷۴۶۔ ۱۷۴۷۔ ۱۷۴۸۔ ۱۷۴۹۔ ۱۷۵۰۔ ۱۷۵۱۔ ۱۷۵۲۔ ۱۷۵۳۔ ۱۷۵۴۔ ۱۷۵۵۔ ۱۷۵۶۔ ۱۷۵۷۔ ۱۷۵۸۔ ۱۷۵۹۔ ۱۷۶۰۔ ۱۷۶۱۔ ۱۷۶۲۔ ۱۷۶۳۔ ۱۷۶۴۔ ۱۷۶۵۔ ۱۷۶۶۔ ۱۷۶۷۔ ۱۷۶۸۔ ۱۷۶۹۔ ۱۷۷۰۔ ۱۷۷۱۔ ۱۷۷۲۔ ۱۷۷۳۔ ۱۷۷۴۔ ۱۷۷۵۔ ۱۷۷۶۔ ۱۷۷۷۔ ۱۷۷۸۔ ۱۷۷۹۔ ۱۷۸۰۔ ۱۷۸۱۔ ۱۷۸۲۔ ۱۷۸۳۔ ۱۷۸۴۔ ۱۷۸۵۔ ۱۷۸۶۔ ۱۷۸۷۔ ۱۷۸۸۔ ۱۷۸۹۔ ۱۷۹۰۔ ۱۷۹۱۔ ۱۷۹۲۔ ۱۷۹۳۔ ۱۷۹۴۔ ۱۷۹۵۔ ۱۷۹۶۔ ۱۷۹۷۔ ۱۷۹۸۔ ۱۷۹۹۔ ۱۸۰۰۔ ۱۸۰۱۔ ۱۸۰۲۔ ۱۸۰۳۔ ۱۸۰۴۔ ۱۸۰۵۔ ۱۸۰۶۔ ۱۸۰۷۔ ۱۸۰۸۔ ۱۸۰۹۔ ۱۸۱۰۔ ۱۸۱۱۔ ۱۸۱۲۔ ۱۸۱۳۔ ۱۸۱۴۔ ۱۸۱۵۔ ۱۸۱۶۔ ۱۸۱۷۔ ۱۸۱۸۔ ۱۸۱۹۔ ۱۸۲۰۔ ۱۸۲۱۔ ۱۸۲۲۔ ۱۸۲۳۔ ۱۸۲۴۔ ۱۸۲۵۔ ۱۸۲۶۔ ۱۸۲۷۔ ۱۸۲۸۔ ۱۸۲۹۔ ۱۸۳۰۔ ۱۸۳۱۔ ۱۸۳۲۔ ۱۸۳۳۔ ۱۸۳۴۔ ۱۸۳۵۔ ۱۸۳۶۔ ۱۸۳۷۔ ۱۸۳۸۔ ۱۸۳۹۔ ۱۸۴۰۔ ۱۸۴۱۔ ۱۸۴۲۔ ۱۸۴۳۔ ۱۸۴۴۔ ۱۸۴۵۔ ۱۸۴۶۔ ۱۸۴۷۔ ۱۸۴۸۔ ۱۸۴۹۔ ۱۸۵۰۔ ۱۸۵۱۔ ۱۸۵۲۔ ۱۸۵۳۔ ۱۸۵۴۔ ۱۸۵۵۔ ۱۸۵۶۔ ۱۸۵۷۔ ۱۸۵۸۔ ۱۸۵۹۔ ۱۸۶۰۔ ۱۸۶۱۔ ۱۸۶۲۔ ۱۸۶۳۔ ۱۸۶۴۔ ۱۸۶۵۔ ۱۸۶۶۔ ۱۸۶۷۔ ۱۸۶۸۔ ۱۸۶۹۔ ۱۸۷۰۔ ۱۸۷۱۔ ۱۸۷۲۔ ۱۸۷۳۔ ۱۸۷۴۔ ۱۸۷۵۔ ۱۸۷۶۔ ۱۸۷۷۔ ۱۸۷۸۔ ۱۸۷۹۔ ۱۸۸۰۔ ۱۸۸۱۔ ۱۸۸۲۔ ۱۸۸۳۔ ۱۸۸۴۔ ۱۸۸۵۔ ۱۸۸۶۔ ۱۸۸۷۔ ۱۸۸۸۔ ۱۸۸۹۔ ۱۸۹۰۔ ۱۸۹۱۔ ۱۸۹۲۔ ۱۸۹۳۔ ۱۸۹۴۔ ۱۸۹۵۔ ۱۸۹۶۔ ۱۸۹۷۔ ۱۸۹۸۔ ۱۸۹۹۔ ۱۹۰۰۔ ۱۹۰۱۔ ۱۹۰۲۔ ۱۹۰۳۔ ۱۹۰۴۔ ۱۹۰۵۔ ۱۹۰۶۔ ۱۹۰۷۔ ۱۹۰۸۔ ۱۹۰۹۔ ۱۹۱۰۔ ۱۹۱۱۔ ۱۹۱۲۔ ۱۹۱۳۔ ۱۹۱۴۔ ۱۹۱۵۔ ۱۹۱۶۔ ۱۹۱۷۔ ۱۹۱۸۔ ۱۹۱۹۔ ۱۹۲۰۔ ۱۹۲۱۔ ۱۹۲۲۔ ۱۹۲۳۔ ۱۹۲۴۔ ۱۹۲۵۔ ۱۹۲۶۔ ۱۹۲۷۔ ۱۹۲۸۔ ۱۹۲۹۔ ۱۹۳۰۔ ۱۹۳۱۔ ۱۹۳۲۔ ۱۹۳۳۔ ۱۹۳۴۔ ۱۹۳۵۔ ۱۹۳۶۔ ۱۹۳۷۔ ۱۹۳۸۔ ۱۹۳۹۔ ۱۹۴۰۔ ۱۹۴۱۔ ۱۹۴۲۔ ۱۹۴۳۔ ۱۹۴۴۔ ۱۹۴۵۔ ۱۹۴۶۔ ۱۹۴۷۔ ۱۹۴۸۔ ۱۹۴۹۔ ۱۹۵۰۔ ۱۹۵۱۔ ۱۹۵۲۔ ۱۹۵۳۔ ۱۹۵۴۔ ۱۹۵۵۔ ۱۹۵۶۔ ۱۹۵۷۔ ۱۹۵۸۔ ۱۹۵۹۔ ۱۹۶۰۔ ۱۹۶۱۔ ۱۹۶۲۔ ۱۹۶۳۔ ۱۹۶۴۔ ۱۹۶۵۔ ۱۹۶۶۔ ۱۹۶۷۔ ۱۹۶۸۔ ۱۹۶۹۔ ۱۹۷۰۔ ۱۹۷۱۔ ۱۹۷۲۔ ۱۹۷۳۔ ۱۹۷۴۔ ۱۹۷۵۔ ۱۹۷۶۔ ۱۹۷۷۔ ۱۹۷۸۔ ۱۹۷۹۔ ۱۹۸۰۔ ۱۹۸۱۔ ۱۹۸۲۔ ۱۹۸۳۔ ۱۹۸۴۔ ۱۹۸۵۔ ۱۹۸۶۔ ۱۹۸۷۔ ۱۹۸۸۔ ۱۹۸۹۔ ۱۹۹۰۔ ۱۹۹۱۔ ۱۹۹۲۔ ۱۹۹۳۔ ۱۹۹۴۔ ۱۹۹۵۔ ۱۹۹۶۔ ۱۹۹۷۔ ۱۹۹۸۔ ۱۹۹۹۔ ۲۰۰۰۔ ۲۰۰۱۔ ۲۰۰۲۔ ۲۰۰۳۔ ۲۰۰۴۔ ۲۰۰۵۔ ۲۰۰۶۔ ۲۰۰۷۔ ۲۰۰۸۔ ۲۰۰۹۔ ۲۰۱۰۔ ۲۰۱۱۔ ۲۰۱۲۔ ۲۰۱۳۔ ۲۰۱۴۔ ۲۰۱۵۔ ۲۰۱۶۔ ۲۰۱۷۔ ۲۰۱۸۔ ۲۰۱۹۔ ۲۰۲۰۔ ۲۰۲۱۔ ۲۰۲۲۔ ۲۰۲۳۔ ۲۰۲۴۔ ۲۰۲۵۔ ۲۰۲۶۔ ۲۰۲۷۔ ۲۰۲۸۔ ۲۰۲۹۔ ۲۰۳۰۔ ۲۰۳۱۔ ۲۰۳۲۔ ۲۰۳۳۔ ۲۰۳۴۔ ۲۰۳۵۔ ۲۰۳۶۔ ۲۰۳۷۔ ۲۰۳۸۔ ۲۰۳۹۔ ۲۰۴۰۔ ۲۰۴۱۔ ۲۰۴۲۔ ۲۰۴۳۔ ۲۰۴۴۔ ۲۰۴۵۔ ۲۰۴۶۔ ۲۰۴۷۔ ۲۰۴۸۔ ۲۰۴۹۔ ۲۰۵۰۔ ۲۰۵۱۔ ۲۰۵۲۔ ۲۰۵۳۔ ۲۰۵۴۔ ۲۰۵۵۔ ۲۰۵۶۔ ۲۰۵۷۔ ۲۰۵۸۔ ۲۰۵۹۔ ۲۰۶۰۔ ۲۰۶۱۔ ۲۰۶۲۔ ۲۰۶۳۔ ۲۰۶۴۔ ۲۰۶۵۔ ۲۰۶۶۔ ۲۰۶۷۔ ۲۰۶۸۔ ۲۰۶۹۔ ۲۰۷۰۔ ۲۰۷۱۔ ۲۰۷۲۔ ۲۰۷۳۔ ۲۰۷۴۔ ۲۰۷۵۔ ۲۰۷۶۔ ۲۰۷۷۔ ۲۰۷۸۔ ۲۰۷۹۔ ۲۰۸۰۔ ۲۰۸۱۔ ۲۰۸۲۔ ۲۰۸۳۔ ۲۰۸۴۔ ۲۰۸۵۔ ۲۰۸۶۔ ۲۰۸۷۔ ۲۰۸۸۔ ۲۰۸۹۔ ۲۰۹۰۔ ۲۰۹۱۔ ۲۰۹۲۔ ۲۰۹۳۔ ۲۰۹۴۔ ۲۰۹۵۔ ۲۰۹۶۔ ۲۰۹۷۔ ۲۰۹۸۔ ۲۰۹۹۔ ۲۱۰۰۔ ۲۱۰۱۔ ۲۱۰۲۔ ۲۱۰۳۔ ۲۱۰۴۔ ۲۱۰۵۔ ۲۱۰۶۔ ۲۱۰۷۔ ۲۱۰۸۔ ۲۱۰۹۔ ۲۱۱۰۔ ۲۱۱۱۔ ۲۱۱۲۔ ۲۱۱۳۔ ۲۱۱۴۔ ۲۱۱۵۔ ۲۱۱۶۔ ۲۱۱۷۔ ۲۱۱۸۔ ۲۱۱۹۔ ۲۱۲۰۔ ۲۱۲۱۔ ۲۱۲۲۔ ۲۱۲۳۔ ۲۱۲۴۔ ۲۱۲۵۔ ۲۱۲۶۔ ۲۱۲۷۔ ۲۱۲۸۔ ۲۱۲۹۔ ۲۱۳۰۔ ۲۱۳۱۔ ۲۱۳۲۔ ۲۱۳۳۔ ۲۱۳۴۔ ۲۱۳۵۔ ۲۱۳۶۔ ۲۱۳۷۔ ۲۱۳۸۔ ۲۱۳۹۔ ۲۱۴۰۔ ۲۱۴۱۔ ۲۱۴۲۔ ۲۱۴۳۔ ۲۱۴۴۔ ۲۱۴۵۔ ۲۱۴۶۔ ۲۱۴۷۔ ۲۱۴۸۔ ۲۱۴۹۔ ۲۱۵۰۔ ۲۱۵۱۔ ۲۱۵۲۔ ۲۱۵۳۔ ۲۱۵۴۔ ۲۱۵۵۔ ۲۱۵۶۔ ۲۱۵۷۔ ۲۱۵۸۔ ۲۱۵۹۔ ۲۱۶۰۔ ۲۱۶۱۔ ۲۱۶۲۔ ۲۱۶۳۔ ۲۱۶۴۔ ۲۱۶۵۔ ۲۱۶۶۔ ۲۱۶۷۔ ۲۱۶۸۔ ۲۱۶۹۔ ۲۱۷۰۔ ۲۱۷۱۔ ۲۱۷۲۔ ۲۱۷۳۔ ۲۱۷۴۔ ۲۱۷۵۔ ۲۱۷۶۔ ۲۱۷۷۔ ۲۱۷۸۔ ۲۱۷۹۔ ۲۱۸۰۔ ۲۱۸۱۔ ۲۱۸۲۔ ۲۱۸۳۔ ۲۱۸۴۔ ۲۱۸۵۔ ۲۱۸۶۔ ۲۱۸۷۔ ۲۱۸۸۔ ۲۱۸۹۔ ۲۱۹۰۔ ۲۱۹۱۔ ۲۱۹۲۔ ۲۱۹۳۔ ۲۱۹۴۔ ۲۱۹۵۔ ۲۱۹۶۔ ۲۱۹۷۔ ۲۱۹۸۔ ۲۱۹۹۔ ۲۲۰۰۔ ۲۲۰۱۔ ۲۲۰۲۔ ۲۲۰۳۔ ۲۲۰۴۔ ۲۲۰۵۔ ۲۲۰۶۔ ۲۲۰۷۔ ۲۲۰۸۔ ۲۲۰۹۔ ۲۲۱۰۔ ۲۲۱۱۔ ۲۲۱۲۔ ۲۲۱۳۔ ۲۲۱۴۔ ۲۲۱۵۔ ۲۲۱۶۔ ۲۲۱۷۔ ۲۲۱۸۔ ۲۲۱۹۔ ۲۲۲۰۔ ۲۲۲۱۔ ۲۲۲۲۔ ۲۲۲۳۔ ۲۲۲۴۔ ۲۲۲۵۔ ۲۲۲۶۔ ۲۲۲۷۔ ۲۲۲۸۔ ۲۲۲۹۔ ۲۲۳۰۔ ۲۲۳۱۔ ۲۲۳۲۔ ۲۲۳۳۔ ۲۲۳۴۔ ۲۲۳۵۔ ۲۲۳۶۔ ۲۲۳۷۔ ۲۲۳۸۔ ۲۲۳۹۔ ۲۲۴۰۔ ۲۲۴۱۔ ۲۲۴۲۔ ۲۲۴۳۔ ۲۲۴۴۔ ۲۲۴۵۔ ۲۲۴۶۔ ۲۲۴۷۔ ۲۲۴۸۔ ۲۲۴۹۔ ۲۲۵۰۔ ۲۲۵۱۔ ۲۲۵۲۔ ۲۲۵۳۔ ۲۲۵۴۔ ۲۲۵۵۔ ۲۲۵۶۔ ۲۲۵۷۔ ۲۲۵۸۔ ۲۲۵۹۔ ۲۲۶۰۔ ۲۲۶۱۔ ۲۲۶۲۔ ۲۲۶۳۔ ۲۲۶۴۔ ۲۲۶۵۔ ۲۲۶۶۔ ۲۲۶۷۔ ۲۲۶۸۔ ۲۲۶۹۔ ۲۲۷۰۔ ۲۲۷۱۔ ۲۲۷۲۔ ۲۲۷۳۔ ۲۲۷۴۔ ۲۲۷۵۔ ۲۲۷۶۔ ۲۲۷۷۔ ۲۲۷۸۔ ۲۲۷۹۔ ۲۲۸۰۔ ۲۲۸۱۔ ۲۲۸۲۔ ۲۲۸۳۔ ۲۲۸۴۔ ۲۲۸۵۔ ۲۲۸۶۔ ۲۲۸۷۔ ۲۲۸۸۔ ۲۲۸۹۔ ۲۲۹۰۔ ۲۲۹۱۔ ۲۲۹۲۔ ۲۲۹۳۔ ۲۲۹۴۔ ۲۲۹۵۔ ۲۲۹۶۔ ۲۲۹۷۔ ۲۲۹۸۔ ۲۲۹۹۔ ۲۳۰۰۔ ۲۳۰۱۔ ۲۳۰۲۔ ۲۳۰۳۔ ۲۳۰۴۔ ۲۳۰۵۔ ۲۳۰۶۔ ۲۳۰۷۔ ۲۳۰۸۔ ۲۳۰۹۔ ۲۳۱۰۔ ۲۳۱۱۔ ۲۳۱۲۔ ۲۳۱۳۔ ۲۳۱۴۔ ۲۳۱۵۔ ۲۳۱۶۔ ۲۳۱۷۔ ۲۳۱۸۔ ۲۳۱۹۔ ۲۳۲۰۔ ۲۳۲۱۔ ۲۳۲۲۔ ۲۳۲۳۔ ۲۳۲۴۔ ۲۳۲۵۔ ۲۳۲۶۔ ۲۳۲۷۔ ۲۳۲۸۔ ۲۳۲۹۔ ۲۳۳۰۔ ۲۳۳۱۔ ۲۳۳۲۔ ۲۳۳۳۔ ۲۳۳۴۔ ۲۳۳۵۔ ۲۳۳۶۔ ۲۳۳۷۔ ۲۳۳۸۔ ۲۳۳۹۔ ۲۳۴۰۔ ۲۳۴۱۔ ۲۳۴۲۔ ۲۳۴۳۔ ۲۳۴۴۔ ۲۳۴۵۔ ۲۳۴۶۔ ۲۳۴۷۔ ۲۳۴۸۔ ۲۳۴۹۔ ۲۳۵۰۔ ۲۳۵۱۔ ۲۳۵۲۔ ۲۳۵۳۔ ۲۳۵۴۔ ۲۳۵۵۔ ۲۳۵۶۔ ۲۳۵۷۔ ۲۳۵۸۔ ۲۳۵۹۔ ۲۳۶۰۔ ۲۳۶۱۔ ۲۳۶۲۔ ۲۳۶۳۔ ۲۳۶۴۔ ۲۳۶۵۔ ۲۳۶۶۔ ۲۳۶۷۔ ۲۳۶۸۔ ۲۳۶۹۔ ۲۳۷۰۔ ۲۳۷۱۔ ۲۳۷۲۔ ۲۳۷۳۔ ۲۳۷۴۔ ۲۳۷۵۔ ۲۳۷۶۔ ۲۳۷۷۔ ۲۳۷۸۔ ۲۳۷۹۔ ۲۳۸۰۔ ۲۳۸۱۔ ۲۳۸۲۔ ۲۳۸۳۔ ۲۳۸۴۔ ۲۳۸۵۔ ۲۳۸۶۔ ۲۳۸۷۔ ۲۳۸۸۔ ۲۳۸۹۔ ۲۳۹۰۔ ۲۳۹۱۔ ۲۳۹۲۔ ۲۳۹۳۔ ۲۳۹۴۔ ۲۳۹۵۔ ۲۳۹۶۔ ۲۳۹۷۔ ۲۳۹۸۔ ۲۳۹۹۔ ۲۴۰۰۔ ۲۴۰۱۔ ۲۴۰۲۔ ۲۴۰۳۔ ۲۴۰۴۔ ۲۴۰۵۔ ۲۴۰۶۔ ۲۴۰۷۔ ۲۴۰۸۔ ۲۴۰۹۔ ۲۴۱۰۔ ۲۴۱۱۔ ۲۴۱۲۔ ۲۴۱۳۔ ۲۴۱۴۔ ۲۴۱۵۔ ۲۴۱۶۔ ۲۴۱۷۔ ۲۴۱۸۔ ۲۴۱۹۔ ۲۴۲۰۔ ۲۴۲۱۔ ۲۴۲۲۔ ۲۴۲۳۔ ۲۴۲۴۔ ۲۴۲۵۔ ۲۴۲۶۔ ۲۴۲۷۔ ۲۴۲۸۔ ۲۴۲۹۔ ۲۴۳۰۔ ۲۴۳۱۔ ۲۴۳۲۔ ۲۴۳۳۔ ۲۴۳۴۔ ۲۴۳۵۔ ۲۴۳۶۔ ۲۴۳۷۔ ۲۴۳۸۔ ۲۴۳۹۔ ۲۴۴۰۔ ۲۴۴۱۔ ۲۴۴۲۔ ۲۴۴۳۔ ۲۴۴۴۔ ۲۴۴۵۔ ۲۴۴۶۔ ۲۴۴۷۔ ۲۴۴۸۔ ۲۴۴۹۔ ۲۴۵۰۔ ۲۴۵۱۔ ۲۴۵۲۔ ۲۴۵۳۔ ۲۴۵۴۔ ۲۴۵۵۔ ۲۴۵۶۔ ۲۴۵۷۔ ۲۴۵۸۔ ۲۴۵۹۔ ۲۴۶۰۔ ۲۴۶۱۔ ۲۴۶۲۔ ۲۴۶۳۔ ۲۴۶۴۔ ۲۴۶۵۔ ۲۴۶۶۔ ۲۴۶۷۔ ۲۴۶۸۔ ۲۴۶۹۔ ۲۴۷۰۔ ۲۴۷۱۔ ۲۴۷۲۔ ۲۴۷۳۔ ۲۴۷۴۔ ۲۴۷۵۔ ۲۴۷۶۔ ۲۴۷۷۔ ۲۴۷۸۔ ۲۴۷۹۔ ۲۴۸۰۔ ۲۴۸۱۔ ۲۴۸۲۔ ۲۴۸۳۔ ۲۴۸۴۔ ۲۴۸۵۔ ۲۴۸۶۔ ۲۴۸۷۔ ۲۴۸۸۔ ۲۴۸۹۔ ۲۴۹۰۔ ۲۴۹۱۔ ۲۴۹۲۔ ۲۴۹۳۔ ۲۴۹۴۔ ۲۴۹۵۔ ۲۴۹۶۔ ۲۴۹۷۔ ۲۴۹۸۔ ۲۴۹۹۔ ۲۵۰۰۔ ۲۵۰۱۔ ۲۵۰۲۔ ۲۵۰۳۔ ۲۵۰۴۔ ۲۵۰۵۔ ۲۵۰۶۔ ۲۵۰۷۔ ۲۵۰۸۔ ۲۵۰۹۔ ۲۵۱۰۔ ۲۵۱۱۔ ۲۵۱۲۔ ۲۵۱۳۔ ۲۵۱۴۔ ۲۵۱۵۔ ۲۵۱۶۔ ۲۵۱۷۔ ۲۵۱۸۔ ۲۵۱۹۔ ۲۵۲۰۔ ۲۵۲۱۔ ۲۵۲۲۔ ۲۵۲۳۔ ۲۵۲۴۔ ۲۵۲۵۔ ۲۵۲۶۔ ۲۵۲۷۔ ۲۵۲۸۔ ۲۵۲۹۔ ۲۵۳۰۔ ۲۵۳۱۔ ۲۵۳۲۔ ۲۵۳۳۔ ۲۵۳۴۔ ۲۵۳۵۔ ۲۵۳۶۔ ۲۵۳۷۔ ۲۵۳۸۔ ۲۵۳۹۔ ۲۵۴۰۔ ۲۵۴۱۔ ۲۵۴۲۔ ۲۵۴۳۔ ۲۵۴۴۔ ۲۵۴۵۔ ۲۵۴۶۔ ۲۵۴۷۔ ۲۵۴۸۔ ۲۵۴۹۔ ۲۵۵۰۔ ۲۵۵۱۔ ۲۵۵۲۔ ۲۵۵۳۔ ۲۵۵۴۔ ۲۵۵۵۔ ۲۵۵۶۔ ۲۵۵۷۔ ۲۵۵۸۔ ۲۵۵۹۔ ۲۵۶۰۔ ۲۵۶۱۔ ۲۵۶۲۔ ۲۵۶۳۔ ۲۵۶۴۔ ۲۵۶۵۔ ۲۵۶۶۔ ۲۵۶۷۔ ۲۵۶۸۔ ۲۵۶۹۔ ۲۵۷۰۔ ۲۵۷۱۔ ۲۵۷۲۔ ۲۵۷۳۔ ۲۵۷۴۔ ۲۵۷۵۔ ۲۵۷۶۔ ۲۵۷۷۔ ۲۵۷۸۔ ۲۵۷۹۔ ۲۵۸۰۔ ۲۵۸۱۔ ۲۵۸۲۔ ۲۵۸۳۔ ۲۵۸۴۔ ۲۵۸۵۔ ۲۵۸۶۔ ۲۵۸۷۔ ۲۵۸۸۔ ۲۵۸۹۔ ۲۵۹۰۔ ۲۵۹۱۔ ۲۵۹۲۔ ۲۵۹۳۔ ۲۵۹۴۔ ۲۵۹۵۔ ۲۵۹۶۔ ۲۵۹۷۔ ۲۵۹۸۔ ۲۵۹۹۔ ۲۶۰۰۔ ۲۶۰۱۔ ۲۶۰۲۔ ۲۶۰۳۔ ۲۶۰۴۔ ۲۶۰۵۔ ۲۶۰۶۔ ۲۶۰۷۔ ۲۶۰۸۔ ۲۶۰۹۔ ۲۶۱۰۔ ۲۶۱۱۔ ۲۶۱۲۔ ۲۶۱۳۔ ۲۶۱۴۔ ۲۶۱۵۔ ۲۶۱۶۔ ۲۶۱۷۔ ۲۶۱۸۔ ۲۶۱۹۔ ۲۶۲۰۔ ۲۶۲۱۔ ۲۶۲۲۔ ۲۶۲۳۔ ۲۶۲۴۔ ۲۶۲۵۔ ۲۶۲۶۔ ۲۶۲۷۔ ۲۶۲۸۔ ۲۶۲۹۔ ۲۶۳۰۔ ۲۶۳۱۔ ۲۶۳۲۔ ۲۶۳۳۔ ۲۶۳۴۔ ۲۶۳۵۔ ۲۶۳۶۔ ۲۶۳۷۔ ۲۶۳۸۔ ۲۶۳۹۔ ۲۶۴۰۔ ۲۶۴۱۔ ۲۶۴۲۔ ۲۶۴۳۔ ۲۶۴۴۔ ۲۶۴۵۔ ۲۶۴۶۔ ۲۶۴۷۔ ۲۶۴۸۔ ۲۶۴۹۔ ۲۶۵۰۔ ۲۶۵۱۔ ۲۶۵۲۔ ۲۶۵۳۔ ۲۶۵۴۔ ۲۶۵۵۔ ۲۶۵۶۔ ۲۶۵۷۔ ۲۶۵۸۔ ۲۶۵۹۔ ۲۶۶۰۔ ۲۶۶۱۔ ۲۶۶۲۔ ۲۶۶۳۔ ۲۶۶۴۔ ۲۶۶۵۔ ۲۶۶۶۔ ۲۶۶۷۔ ۲۶۶۸۔ ۲۶۶۹۔ ۲۶۷۰۔ ۲۶۷۱۔ ۲۶۷۲۔ ۲۶۷۳۔ ۲۶۷۴۔ ۲۶۷۵۔ ۲۶۷۶۔ ۲۶۷۷۔ ۲۶۷۸۔ ۲۶۷۹۔ ۲۶۸۰۔ ۲۶۸۱۔ ۲۶۸۲۔ ۲۶۸۳۔ ۲۶۸۴۔ ۲۶۸۵۔ ۲۶۸۶۔ ۲۶۸۷۔ ۲۶۸۸۔ ۲۶۸۹۔ ۲۶۹۰۔ ۲۶۹۱۔ ۲۶۹۲۔ ۲۶۹۳۔ ۲۶۹۴۔ ۲۶۹۵۔ ۲۶۹۶۔ ۲۶۹۷۔ ۲۶۹۸۔ ۲۶۹۹۔ ۲۷۰۰۔ ۲۷۰۱۔ ۲۷۰۲۔ ۲۷۰۳۔ ۲۷۰۴۔ ۲۷۰۵۔ ۲۷۰۶۔ ۲۷۰۷۔ ۲۷۰۸۔ ۲۷۰۹۔ ۲۷۱۰۔ ۲۷۱۱۔ ۲۷۱۲۔ ۲۷۱۳۔ ۲۷۱۴





پر صاف لکھ اور مشیر نے کی جانب صفت لکھ چڑھی، بلکہ یہ اردو میں کا ذکر اتن ہر دو صفحے کے اندر بدل گیا ہے۔ جلی کہیں زیادہ راہبند سے بنائی گئی ہے اور کہیں سرسری بھی شافی ہے۔ یہ نقش و نگار صاف رہے کہ ہندوہ صفحات پر ہر صفحہ سے اصل کتب شروع ہوتی ہے اور ان صفحات کی پریشانی پر ایک سہری بھولتا اس کے وسط میں سرسری سے صفحہ کا شمار درج ہے۔ مضامین کی ترتیب جیسی ہے کہ پہلے آیت کا حوالہ، پھر احمد کے حوالے اور آخر میں اصل آیت اہل کی لکھی ہے۔ آیت خط نسخ میں اور اس کا ترجمہ سرسری سے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ سرسری اور سید محمد ششانی جیسے سلیقے سے استعمال ہوتی ہے۔ حروف و نشانات ترتیب و پیدہ زبیر ہے خوش و سبک کا نام درج نہیں ہے۔ لیکن یہ نسخہ کاتب اللہ کو سید محمد طبع رضوی نے لکھا اور مطبوعہ نسخے میں ان کی بھی ایک تقریظ ہے

صفحہ ۷۰ پر کتاب کے تمام جو جانے پر آخری چند لکھے، تقریبی اور دعائیہ اقرار میں مولوی مرزا محمد علی کے لکھے گئے ہیں اور آخر میں بجائے ام کے ان کی مہر ثبت ہے۔ مطبوعہ نسخے میں اس کی پرکھ کی گئی ہے اور صفحہ ۸۸ تک خطوط اور مطبوعہ نسخہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

### مطبوعہ: "در مطبع سلطانی احکام کریم الدولہ زبور طبع آراستہ"

| تالیف | زبان  | صنف سخن | طباعت | تفصیل | ضماحت  | مسطر   |
|-------|-------|---------|-------|-------|--------|--------|
| ۱۲۸۹ھ | فارسی | اوستیکہ | ۱۲۸۹ھ | ۱۶x۱۶ | ۵۲ ورق | ۸ سطری |

آغا زادہ احتشام علی اور مطبوعہ دونوں نسخوں میں ایک سا ہے۔ مولوی مرزا محمد علی مرحوم کی تقریظ بھی دونوں میں مشترک ہے۔ صرف سرورق اور آخر کی دو تقریبات اختلاف کی ہیں مطبوعہ نسخے میں دو سو ورق ہیں اور دونوں کی لکھائی چھپائی ایک جیسی ہے۔ صرف وہ جو پہلے اس میں پیشانی پر کی بل کا وسطی حصہ مہر کے لیے صاف کر دیا گیا ہے اور اس مقام پر شہابی کتب خانے کی مہر ہے۔ اس سو ورق کی پشت پر کتاب کے صفحہ ۱۰۰ کا شمار ہے۔ دو کتب سے دستیاب ہے یہاں میں سے ایک ہندوستان کے دارالعلوم کے کتب خانے میں موجود ہے اور دوسرا آغا زادہ بیرونی کے دارالعلوم میں ہے۔ صفحہ ۱۰۰ کا شمار ہے کہ نسخے میں ہر دو کتاب پر سید علی حسین دہلوی نے سید علی حسین دہلوی نے اپنا نام لکھا ہے۔

مضامین کی مرست ہے اور اس کے بعد ہر پھر وہ دوسرا سووق ہے جس کا ذکر کیا گیا۔ اس سووق کی نکلھائی چھپائی بھر روایت کے سووق کی طرح اپنی مثال آپ ہے۔ بھر روایت کا سووق مطبع سلطان، بکھنڑ، کا شاہکار تھا اور صحیفہ سلطانہ کا سووق مطبع سلطان، گلگتے، کا کارنامہ ہے۔ اس میں ایک انچہ جوڑی خوشنما جیل تین طرف اور سلائی کی طرف نازک سی دہلی ہے۔ درمیان میں خوشنما وضع مستطیل اور اس کے دونوں سوں پر بوجھ طوری کلاہ لید کی آیت اور مہتمم مطبع کا نام درج ہے۔ غرضی کی عبارت یہی ہوتی سہما ہی کے درمیان جگہ خالی چھوڑ دینے کے سبب خود اسے۔ آیت کے نیچے ایک پتلی سی سفید سطر میں کنائت کے عام طریقے ہر کتاب سعادت انتسابہ تالیفات حضرت سلطان عالم مدد اللہ ملکہ و سلطنہ اور مطبع کے نام سے قبل یا کسی طرح

”در غیر جمادی الاول سنہ ۱۳۳۵ ہجری بمذا لکھنوت، گلگتہ“

درج ہے۔ ان دونوں سطروں کے درمیان ایک مربع اور مربع کے وسط میں دائرہ ہے۔ مربع اور دائرہ کے دونوں میں پورا ان نقاشی ہے اور نقاشی کے درمیان جگہ خالی چھوڑ دینے کے سبب :

”موسم، صحیفہ سلطانہ مغرب بہشت بابیہ، جاناہ سلیہ“

سفید غروں میں خود اسے ہے۔ اس سووق کا پشت پر نقش صحیح میں ۲ لکھا ہے اور اس صفحے اور صفحہ ۳ پر نقش بدول ہے۔ عام صفحوں کا شمار کی دوسری کتابوں سے مختلف ہے۔ ہر صفحے پر پہلے تین طرف الہی کی کبر بھی ہے۔ آٹھ ماہ کے صفحوں پر تین کبروں کے مل جانے سے ایک چوتھی قائم ہو گئی ہے۔ اس چوتھی کے نیچے میں ماہ شعبے کے چھ کئی جگہ چھوڑ کر آٹھ ماہ کے دو حوض نام مستطیل ہیں جن کی پیشانی پر سفحات کا شمار اور دائرہ دینی صفحے میں اصل کتاب ہے۔ ایک اور قابل ذکر صنعت ہے کہ جہاں جہاں نام لکھنا چاہیے تھے نام کی جگہ مہر فغانی یستو میں چھاپی گئی ہے اس طرح مہر کی دھج مع خطاب، نام اور سنہ برابر کے بے غور نظر ہو گئی ہے۔ کتاب میں خطات نامہ کے بجائے صرف تقریریں ہیں جن کے

۱۔ صحیفہ سلطانہ کے حروف و اشعار تقریروں کی ہر جگہ صحیفہ سلطانہ لکھا ہے۔ حرف کی ایک فہرست دیکھو  
۲۔ صحیفہ سلطانہ کے حروف پر چھپے ہوئے نام کو ترجیح دیکھا جاتا ہے۔



کھنے والوں کی ہر میں ہو کند ہے !

صفحہ ۱ - پروا بکر مصحف میں قاضی الدین جلال مولوی مرزا محمد علی صاحب - ۱۲۷۸ھ

صفحہ ۲ - رفعت اللہ در تاجع انطاک کا نسب الملوک مثنوی مستند ترجمہ شعیب الہی - ۱۲۸۳ھ

صفحہ ۳ - افضل الاطباء قاری ہمدانی حسن - ۱۲۸۸ھ

آخری صفحہ ہے اور ارد گرد کی کتابت کی خطا بار صحیحہ سلطانہ میں بھی ہیں، ان سب خطیوں کو اپنے اپنے مقام پر اتار دیا گیا ہے۔ شہادت نامہ نہیں ہے۔

سبب تالیف کے ذیل میں مؤلف نے پہلے اس پریشا جوں کا ذکر کیا ہے جو اس کو پہنے  
مترسلین خصوصاً احمد الدولہ شمس محمد صدر علی حال بہادر کی ذات  
سے برداشت کرنا پڑا۔ بعد ازاں ملا رمضان سنہ ۱۲۸۸ھ کا ذکر کرتے ہوئے لکھ چکا  
ایک دفعہ آٹھ سو تلواریں اسے خیال آیا کہ اگر ایسی آیتوں کو بچا کر دیا جائے اور ان کے  
نفع نقصان اور سندوں کو بیان کیا جائے جن کے خاتمے میں الف نڈ سے خدا کو مخاطب  
کیا گیا ہے، تو اس خدمت سے عوام کو فائدہ اور مرد کو ثواب حاصل ہوگا اور یہ ایک ایسی  
بات ہوگی جس پر کلام اللہ کے پڑھنے والوں نے بیشک توجہ نہیں دی۔ آیتوں کا انتخاب  
اور ان کی چھان بین اسی خیال کے پیش نظر کی گئی اور نہ صرف الف بک بٹ، ڈ، ٹ  
ٹ، ٹ، ٹ، اور قی، آٹھ حرفوں کی مدد میں پختہ آیتیں مع اسناد اور خصوصیات جمع  
کر دی گئیں۔ ہر حرف کے لیے ایک باب ہے اور ہر باب میں ۲ سے ۲۲ تک متبوع  
آیتیں ہیں۔ آیتوں کے ساتھ ان کا ترجمہ بھی ہے اور ہر آیت سے مستفید ہونے کے لیے  
بھی لکھ گئے ہیں۔

چھابا سٹھ صفحوں میں چھ سو آیتوں کا بیان؛ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ آیتیں  
ان کے حوالے اور ان کے خواص گمارے جائیں، خصوصیت تھی کہ ان آیتوں کو معرر اور مشروح

صفحہ ۱ - حیدر علی خانہ ص ۱۰

صفحہ ۲ - حیدر ص ۱۱

صفحہ ۳ - حیدر ص ۱۲

صفحہ ۴ - حیدر ص ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶،

بیان کیا جاوے۔ اس ضرورت کو ”مولوی مسند ہدایت معین ابن جناب سید علی نقی صاحب نے“ مواہب سبحانیہ فی شرح صحیفہ سلطانیہ لکھ کر پورا کیا۔ مولوی صاحب طبیب الحرمہ کی کادر کا سربراہ اب تک ایک ضخیم قلمی کتاب کی صورت میں موجود ہے۔ سال تالیف اس پر درج نہیں لیکن خانے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے بھونڈا بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔

”... از تحریرش فارغ شدم وقت آن رسید کہ این خود محقر و راہب سازم  
بیارگاہ فلک استنباد... اگر رخصتی طبع میر و مقبول ضمیمہ کیا تا شیر گرد  
از عواطف شادان و مرام حروان خواهد بود و امید کہ از برکات قریب است  
نظر الہی مشہور و مقبول اطلاق گردد...“ سلسلہ

ادبیات میں دو کتابیں ”مطالعہ ناز سلطانی“ محمد علی شاہ کے عہد میں اور ”اعمال طہر معین“  
ابجد علی شاہ کے عہد میں مطبع سلطانی (لکھنؤ) سے شائع ہوئیں لیکن وہ کتابیں بادشاہوں  
کے حکم سے لکھی گئیں اور صحیفہ سلطانیہ خود بادشاہ کی ترتیب دی ہوئی ہے۔

## نظم نامور

۱۲۸۶ھ

مطبوعہ: در شہر رجب المرجب ۱۲۸۶ھ دار الحکومت لکھنؤ مطبع سلطانی بآمرضا اللہ

سلسلہ۔ حواہب سبحانیہ (قلمی) لکھنؤ، سید ابوبکر لکھنؤی کے عہد میں (اس نسخے میں صحت کا  
تھامنا ہے)

سلسلہ۔ کھانا چھائی میں بے مثل و کاف نامہ سلطانی کا ایک کرم خوردہ نسخہ ہاؤس آف لورس کے کتب خانے  
میں محفوظ ہے۔ نسخہ ۷۷۷ کا مجموعہ ہے اور اس میں ۱۰۲ ورق ہیں۔

سلسلہ۔ حسن طاعت میں مطالعہ ناز سلطانی سے کم لیکن پھر بھی بہت خوب، اعمال صالحین کا ایک  
نقص کرم خوردہ نسخہ چلیس لائبریری، خانہ نظامت، مرستہ آباد میں محفوظ آیا۔

| تصحیف   | زبان | صنف سخن | طباعت | تقطیع       | تفہیمات | مسطر   |
|---------|------|---------|-------|-------------|---------|--------|
| ۱۲۴۹-۸۷ | اردو | کہیات   | ۱۸۷۸ء | ۱۶/۵ x ۲۲/۵ | ۳۲ ورق  | ۱۰ مطر |

آغاز ص ۲ \_\_\_\_\_ اختتام ص ۲۸۱

۱۰ دفتر اول حد درجہ دلچسپ و ہادیو  
 رفیع شخصیت چشتی پر عارف و مراد جلال بہار  
 از جانب خواب حد خلاصہ  
 طاقت - جانچیدگی - لذت رہا نہیں ہے  
 قالب حلیہ رنگ و بجا دل رہا نہیں ہے  
 المود فیہ والفسہ

دوبارہ عرصہ کی چہاں رقم من اور کم دوستی کلیات مبارک تو تصنیف حضرت قدسیت شہزادہ

چھپے ہوئے سوانح پر مصنف کے نام کی مرگ - حضرت سلطان عالم دہلیاں - لکھا ہے۔  
 کتاب اور مطبع اور ہنرمند طبع کے نام کے گرنے حسب دستور پیش جدول ہے۔ کاکل پریشان  
 جلیب کلیات کے ترتیب دی جانے کی ناسخ حد سے صفحے پر پھر لاور ص ۱ اور دوسرے اور تیسرے  
 صفحے کی جدول پر چلیں ہیں۔ سرخیاں بغیر کسی اختتام کے جلی حد میں لکھی گئی ہیں۔ صفحہ ۲۷ پر  
 دو مطر کے مستطیل میں نقشہ نگاہ سے مراد - دفتر دوم مکس کے پھر ایک سفا ہے۔ دفتر سوم  
 دروان مبارک - مکس کے صفحہ ۳۰ پر کچھ زیادہ اختتام رہ گیا ہے۔ اس صفحے کی پریشانی پر پیش  
 لوح اور جدول پر نازک سی بل ہے۔ سامنے کا صفحہ جس دن نگاہ سے غورم ہے۔ لوح میں  
 حسب دستور رسم اللہ بھی ہیں۔ غزلوں کا شمار مکتوبی ہے۔ ردیف جتنے وقت ایک مطر  
 ردیف کی سرخی کے لیے نکالی گئی ہے۔ صفحہ ۲۸ پر کہیات کے نام جو جانے کے بعد صفحہ  
 ۲۸ سے صفحہ ۲۹ تک قطعات ہمارے اور صفحہ ۲۹ سے ۳۳ تک ہمارے شاہ کے صفحوں  
 پر مہتاب اللہ اور درخت شاہ اور میرزا حسین قانع کی تصنیفیں ہیں۔ آخری ورق کے ایک  
 رشتہ پر وزیر عدلیہ نواب محمد امیر علی حاکم التیر کی ایک غزل بادشاہ کی طرح میں ہے اور  
 دوسرے صفحہ پر پیش کا - قطر در صنعت اظہار انفرجح نسبیۃ اصوات بصر سلطان  
 ہے۔ اس آخری صفحے کے جاسٹے پر اس صنف کا مفصل بیان ہے۔ جاسٹے کی  
 پہلی جالی جگہ میں شاہی کتب خانے کی مہر ہے۔ سلسلہ نظم نامور کی کتابت مطبوعہ سے پاک  
 سلسلہ نظم نامور کا مکمل ہے حسب نسخہ مشہور مثل چک لاہور کی کے شہر مطبوعات میں ہے۔  
 سلسلہ آثار لاہور کی دہلی گتہ مسلم ہائی کورٹ کے سے میں چار ورق کا مطبوعہ ہمارا ص ۲۷۱ سے  
 ص ۲۸۸ تک ہمارے چھ ورق کا جلد ہے۔



ہندوستان کی نہیں چھپائی کی ہے۔ غالباً صرف دیوان کا حصہ انگلستان کی شایع ہو تھا اور اس کی چھپائی میں جو مشہور پیدا ہو گیا تھا چند پتھر دو بارہ چھاپ کے اس قصص کو دور کر دیا گیا۔

کلیات نظم نامہ زمین و آسمان میں مقسم ہے۔ پہلے دفتر میں چھوٹی بڑی چوبیس شریلی منظوم خطا اور پچیس ہیرو ایک رقص ہر شہزادہ سنہ ۱۱۲۸ھ کی رحمت کا ہے۔ بیشتر رقصے ۱۱۲۸ھ اور ۱۱۲۸ھ کے ہیں۔ دوسرے دفتر میں قصص، دیباچیاں، اسطوار قصے جمع ہیں۔ اس دفتر کا بیشتر حصہ کلیات ایمان میں ایک جمل بعد باد شایع ہو۔ تیسرے دفتر میں ایک سولہ تین غزلیں اور چار مثنوی شعریں، دیوان میں اشعار کا مجموعی تعداد ایک ہزار چار سو تیس ہے۔ الف کی ردایہ میں نو اشعار غزلیں ہیں، رثا کی ردایہ میں کوئی غزل نہیں، اور م کی ردایہ میں بیانات کے نام کو ردایہ قرار دیا ہے۔ الف کی و اسی غزلوں میں اشعار حسن اشرف اور سستا میں غزلیں دیوان مہاراج سے لگتی ہیں لیکن ان مسند غزلوں میں بھی قیاس برہم ہے کہ ان میں سے اکثر کی نسبت بالکل بدل گئی ہے۔ شعر و ادب کے طالب علم کے لیے یہ سند نمایاں صحبت افروز رکھی جا سکتی ہے کیونکہ شاعروں کے لیے کلام پر نظر ثانی کرنے وقت صرف سند نام کو چست نہیں کیا ہے بلکہ کہیں کہیں مصرعی میں اصلاح کیا ہے اور کہیں شعر کو یہ حسب حال بنا یا ہے۔

قطعات تاریخ میں وزیر السلطان نواب امیر علی خاں شہر بہت آباد شدہ خاں، میرزا حسین قانع، مرزا مسیحا جیش، مسند سردار میں جیش گلشن احمد بہار، مرزا مظفر علی شہر طالعہ بدھ جیش، حسب الدولہ شوق، حسن خاں صبا، مرزا محمد عباس شاد اور جہ گوپال ثاقب، بارہ شاعروں کے مسند قطعے ہیں۔ حشمت اللہ نے اپنے تیس شعر کے اردو قطعے میں حسب دولت ہر مصرعے سے تاریخ طاعت نکالی ہے لیکن علم اسوں کا تاریخ نگاری میں جیش نے دریغ نہ چھوڑا کہ خوب خوب ظاہر کیا ہے۔ جیش کا قطعہ جو وہ شعر کا ہے اگر ایک مصرعے میں سنہ چھری ہے تو دوسرے میں بھی وہی سنہ ہے اور اگر ایک میں سنہ چھری تو دوسرے میں بھی وہی۔ ان کے قطعے کا انتخاب درج ذیل ہے:

۱۸۵۱ء سے ۱۸۵۶ء تک آخر عدل و صوابت شرکت و رفیق حاکم ہے۔

۱۲۸۷ء چل چرم میں ایسا ہے دہل  
 ۱۲۸۷ء کہنے ہیں مطلع حد شبد نای  
 ۱۲۸۷ء شرمیدہ سے کہ کتاب کے ظلم  
 ۱۲۸۷ء کیا بلاغت ہے نئے لکے بیانی  
 ۱۲۸۷ء اس کی شریف میں ہر کردہ دل  
 ۱۲۸۷ء ہے جہاں صریح تانتے بڑا یک  
 ۱۲۸۷ء شوق پر وارہ بننے پر ایسی پیش  
 ۱۲۸۷ء ہر دلی مالک دیکھا شال یہ ہے  
 ۱۲۸۷ء مثل مہر درخشاں ہے  
 ۱۲۸۷ء کاشف ملک سخن ہاں یہ ہے  
 ۱۲۸۷ء غیرت صائب و حجاب ہے  
 ۱۲۸۷ء طمان ملک در افشاں ہے  
 ۱۲۸۷ء باضیا سر سخن ہاں یہ ہے  
 ۱۲۸۷ء طبع اجماز سخن دل یہ ہے

## ایکسان

مطبوعہ: در مطبع سلطانی (کلکتہ) اتمام رحمت اللہ زبور طبع آرستہ

| تصنیف | زبان | صنف سخن   | طباعت | تقطیع | ضمانت        | مطر   |
|-------|------|-----------|-------|-------|--------------|-------|
| ۱۲۸۷ء | اردو | کلیت مسلم | ۱۲۸۸ء | ۱۲۸۸ء | ۱۳۱ء ورنہ ۱۱ | ۱۲۸۷ء |

آغاز ص ۲

۱۔ رفز اول سلامہا تصنیف حضرت اندس و  
 اعلیٰ خلافت مکر دین — سلام — ہون  
 عباس ل جب تقد کیا صفت کلکی کا  
 شہر ہما فسادک ہاں نیکو کا  
 دیکھانہ سولہ کے نیکو یہ بیدین  
 انداز ہی شیر میں غلط مسسکا

سردق، صفحہ ۲۱۲ نیز صفحہ ۲۰۹ پر نہیں گل کاری ہے سورتی پر کتاب، مطبع  
 سہم مطبع کے نام کے علاوہ تانتے اشاعت بھی درج ہے۔ سردق کی پیشانی پر مہر کے  
 جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ مہر کے نیچے خلیص کو اقلید و یکو کثیر اور اس کے نیچے ایک سطر

میں "کلیات سلطہ اور باعیات و قیرو از تہذیفات حضرت سلطان عالم و علیان علائقہ ملکہ" لکھا ہے۔ کتاب میں حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ، صفحہ ۲ سے ۲۰۹ تک، "دفتراؤل" ہے جس میں مدد یف دار شہار کے ساتھ سلام درج ہیں، صفحہ ۲۱۰ سے ۲۲۲ تک "دفترو دوم" ہے جس میں ایک تعین، درخس اکا نوے باعیاں، چھ قطعے اور آخر میں بادشاہ کے سلام پر فرمایا اللہ بہار کاغذ ہے۔ اس صفحہ ۲۲۲ کے بعد کے ایک ورق پر صحرانہ حد نہیں ہیں۔ وزیر سلطان علی امیر تلہاں بہادر امیر اسبند ناد مستحق فاتح اور سنی علی بخش باہم کے قطعے اسی ورق پر ہیں۔ اس کے بعد چھ حصے صفحہ ۲۲۲ سے آخری صفحہ ۲۲۸ تک "قطعہ ہستہ تاریخ طبع بیان خلیفہ بنیہ گان سکندر شہان کے عہد میں سے دنیا علی بہار، بہتاد الدولہ درخشانی، مرزا سببا بخش، حامد الدولہ برتر، حمید الدولہ قیاس محمد عباس شاد، اسبند من جان مینا و سبے گوپال مانتب کے قطعے ہیں۔ آخری حصے پر پیش کا "قطعہ در صنعت انہار امیر، صحر جات، ملک زریب شہ من و آخر ہے جس کے بعد چھ حاشیے پر تمام شدہ لکھا ہے۔ صفحہ ۲۲۸ پر ہے خطیر کو اپنے مقام کی درست کیا ہے۔

دفتراؤل میں چھ حصے اور اعداد شمار کے مطابق خلافت اسلام ہیں۔ آخری "سلام خلعت" حصہ ہے۔ ایمان کی دوسری چھاپ میں اسے تحفقات کے قطعے میں رکھا گیا ہے۔ سلام دوم کے بعد قطعی سے ایک نوہر شمار کر رہا ہے۔ اس طرح درحقیقت سلاموں کی مجموعی تعداد ستانوہ ہے جن میں ایک ہزار نو سو چار شمار ہیں۔ سوائے "زمر کے بعد کے حصہ" یعنی کے مطابق ہر حرف میں ایک سلام ضروری ہے۔ ردیف "ف" اور "ل" کے سلام غیر ضروری ہیں۔ چند سال بعد ایمان کی دوسری چھاپ میں "ل" کے تحت بھی مرقف سلاموں لکھنا دیکھا گیا۔ ایمان میں سلاموں اور زمروں کی ترتیب الگ نہیں ہے حالانکہ جس کتابوں سے ان کو لیا گیا ہے ان میں ترتیب الگ تھی۔ ستانوہ کے اس شمار میں سلام اور ایک نوہر کلیات بیوم کا، ستر سلام اور چار نوہرے فرمضون کے اور بیات سلام اور پنج نوہرے فقر ناموں کے ہیں۔ مندرجہ بالا کو بجا کرتے وقت الفاظ میں کہیں کہیں معمولی سی ترمیم کی گئی

۱۔ ایمان کی و کتابیاتی تفصیلی نوٹس آن اسلام کے نسخے میں مل گئی ہے۔ علمی اصلاح کے لیے محمد رزاق، من، ۱۹۸۱ء، اور محمد بن عبد الوہاب و دیگر دیکھ جاسکتے ہیں۔

ہے۔ اشعار کی تعداد دوی ہے جو ان نینوں کلیات میں تہجد سائے سلام اور فوسے کلیات ایران میں پہلی دفعہ مطبوعہ شکل میں سامنے آئے ہیں اور ممکن ہے ان میں سے اکثر دیوان مکمل کوٹنے کے بعد سکے گئے ہوں۔ قلم کے معاصر اہم برہانپوری کے "دیوان حسینی" کے بعد پورے اور سلام کا غالباً یہ دوسرا دیوان ہے جو مرتب ہوا اور ممکن ہے اس کے مرتب کرنے کا خیال اسی دیوان حسینی کے مطالعے سے پیدا ہوا ہو۔

ایران کے قطعات تاریخ میں مختلف شاعروں نے اسے دیوان بنایا ہے جسے گویا لائق اپنے قلم سے لکھتے ہیں۔

|                                     |                                       |
|-------------------------------------|---------------------------------------|
| نہ ہے غل غل و نامردین خسرو عداوں    | مکنند و راہب و لیس و قآن سلیمان شان   |
| نوروز ان آفر و ج معانی و حسن حسینی  | شہ واجد ملی سلطان عالم غیرت عاقان     |
| دل حب ایر بک سید ارد چرا جان دشمن   | شب و روز است لکر و لکر او یاوشد دیوان |
| چو دیوان سہم آرد و دشمنان لاثانی    | بے حد بین حصہ برکت خطابا و نمود ایران |
| ثمنائے کبریتش می آید و من لیکن      | بحریم صافند یا طلعہ جین حکم ہر شلیان  |
| چو سدا وصال و والی راقب و جہان بانی | بہر پاک و لاثانی نمایان شکل طبع آن    |
| لکھا احمد لیب غیب ثاقب بہر شش       | ہر نیار و نمود آرد نامردین گلشن ایران |

۱۰۴۴۰۰ ۳۳ ۳۳۱ ۵ ۱۰۰ ۶۲ ۷۵

۱۲۸۸ھ

دوسری قابل ذکر تاریخوں میں بہار نے سات شعر کے قلمے میں ہر دوسرے مصرعے سے سنہ نکالا ہے۔ یہ سب شعر واقعات کے حلقے میں اور بادشاہ کی ہدایت پر سکے گئے ہیں۔ وراثت کے دونوں قلمے اردو میں ہیں۔ چودہ شعر کے ایک قلمے میں ہر مصرعے سے ہمری، ہیسوی، فصلی، درختی یا جنگل سے نکالا ہے اور دوسرے قلمے میں ملکہ تاریخ کا شعر ہے:

کرن اہمال ہے وراثت مصرعہ ثانی طبع کیا شہادت نامہ ہے ابن رسول اللہ کا

۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ ۱۲۸۸ھ

سہ۔ اپرنگے شاہی نسخہ کے کتب خانہ کی محنت میں دیوان حسینی کا ذکر کیا ہے۔  
سہ۔ ایران کے قطعات تاریخ میں بہار، برتر، قیاس، شاد و رمیا کے قلمے ملے ہوئے ہیں۔



مطبوعہ (دوسری چھاپ) : مطبع سلطان رکشت، انجمن ائیس اڈلہ زریزہ آراستہ

| تصنیف | زبان | صفحات      | طبعیت | تقطیع | قیمت | مطبوعہ  |
|-------|------|------------|-------|-------|------|---------|
| ۱۳۶۱ھ | اردو | کلیات سلام | ۱۳۶۱ھ | ۱۹    | ۳۱   | ورق ۱۰۰ |

چند تبدیلیوں اور اضافے کے ساتھ یہ ایمان کی دوسری چھاپ ہے۔ طبعیت کی تبدیلیوں میں پہلی قابل ذکر تبدیلی تقطیع اور کاغذ میں ہے۔ پہلی چھاپ کا کاغذ امتداز زمین کے باوجود سفید اور پائیدار ہے۔ اس چھاپ کا کاغذ زرد چکر خستہ چوڑا ہے۔ سورت یا کسی عبارت سے اس کا اظہار نہیں ہوتا کہ یہ ایمان کا کون سا ایڈیشن ہے۔ سہ اشاعت اور آیت و طیرہ میں معمولی سی ترمیم ہے۔ سورت کی عبارت کے گرد پھلیاں بنائی گئی ہیں دوسرے اور تیسرے حصے پر پھول کی پیل ہے اور لوح اسم اللہ سے قبل خالی جگہ میں شاہی کتب خانے کی مہر سلوک پیو دو معہ ثبت کی گئی ہے۔ صفحہ ۱۵۱ گسہ ایران اور ایران کے بعد "دفعہ دوم" کی ابتدا ہے جس میں پہلی چھاپ کا متفرق کام ہے۔ صفحہ ۱۵۲ پر اس سلسلے کے غلم جو جانے کے بعد جلی خط میں "نعت" لکھا ہے۔ آخری صفحہ ۱۵۳ ہے۔ خطیوں کی تصحیح اس چھاپ میں بھی قلم سے ہے۔

پہلی چھاپ میں "دفعہ اول" ملاحظہ ہو... جہم اللہ کے خدایا اے کھانا۔ دوسری چھاپ میں یہ سرفراہ ہے۔ ایک سلام ختم ہونے کے بعد دوسرے سلام کی سرفراہی کے لیے ایک سطر کی جگہ سے "سلام" لکھا گیا ہے۔ دوسرے سلام کے بعد "سلام" لکھا گیا ہے۔ جہاں جہاں ردیف بدلی ہے ایک سطر کی سرفراہی قائم کی ہے۔ قطعات تاریخ اور سرفراہ اللہ کا نسخہ اس دوسری چھاپ میں نہیں ہے۔ آواز کے اشارہ و فنی چھاپوں میں ایک ہیں۔ دوسری چھاپ کا اختتام اس حمد پر ہوا ہے۔

قطر تاریخ رنہ خوش اسلوب تصنیف حضرت سلطان عالم طبرستان

۱۳۶۱ھ ایمان کی دوسری چھاپ کلیک کرم خدیوہ نمبر ۱۲۵ آس دورہ کلکتہ کے کتب خانے میں ہے۔ ایک ملاحظہ ملاحظہ ہو۔

۱۳۶۱ھ ایمان کے ختم پر یکھو ۱۳۶۱ھ تمام ۱۳۶۱ھ آخر سے بنایا ہے۔

آہری خیال یہاں ہی قائم      ارب کے کشادہ ہی پر مغرب  
 اختر نے بڑھایا ایک الف کو      اکی جان ہی رشتہ غزل اسلوب سے  
 پہلی چھاپ میں سلاسل کی تعداد ستائیس تھی، اس چھاپ میں ایک سواٹھلا  
 ہے۔ اکیس کے اضافے میں ستو ستم (ردیف "رہ میں میں، الف، کاف، لام، ہم،  
 واو اور بے، میں دو دواور، وہ اور" فرق "میں ایک ایک ملک آخر سے لیے گئے ہیں۔  
 ایک" قطع نظر سے)؛

سہ ہے متبر اور باب کے لکے سے      کہ علویں ہیں ہیں فیوں کے گل پیخیر  
 ملاز ملکات کے غیب سے یا گیا ہے      باقی میں سلام جن میں سے ایک مثبت طور سے؛  
 خورشید کو نام سے قمر تھی      دوزخ کی کیوں نہ ہے پر تھی علی  
 بھی ہے غائباً ترجمین ہیں۔ اکیس سلاسل کے اضافے سے پہلی چھاپ کے اشعار میں مزید  
 چھ سو باٹھ اشعار کا اضافہ ہوا۔

دوسری چھاپ کے مزدوم میں سند بیاضی ہے لیکن یہ اضافہ ملک اختر اور ملاز ملکات  
 سے کیا گیا ہے۔ اسی اضافے میں ایک "خمس برابیات ناصر الدین شہنشاہ منصب ایرن" بھی ہے  
 جس نے کافی شہرت پائی ہے۔ رابعیوں کی تعداد سو اور قفول کی ۳۳ ہے۔ سوز اور مہاتم کے  
 لیے کچھ شہر آگ راگینوں کے ہم کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور کچھ شعر بادشاہ کی اپنی بطور کو  
 بھروں میں ہیں۔

## دولہن

مطبوعہ: در مطبع سلطانی (ملکات) آٹما خانہ نادریں الدولہ زبور طبع آرست

| تالیف | زبان | صنف سخن    | طباعت | تفصیل   | ضمانت  | مسطر          |
|-------|------|------------|-------|---------|--------|---------------|
| ۱۲۸۹ھ | ہندی | غزل و کلام | ۱۲۹۰ھ | ۱۲ x ۲۵ | ۷۱ ورق | ۱۲۸ (۹۸) مطری |

آغاز ص ۲۰

۱۰ غزلہ جس خزن اور بیک بر سر  
عالم واحدی شخص اختر بہ نظار گیان حاصل دیش  
و عثمان مسائل پیش پیرۂ جلوہ افروزی در سطر  
جشن لندی منہر طہرہ سیاہی سرور سور  
کی آمد . . .

انتم ص ۸۱

۱۰ کبت چہتی کی پکسلور باگ مہیت گوری  
کعبہ پر یوں چلبین کھری مار کھلیت ہی سا  
جسی کی نقا المود لہ کتاب ذرا تصیف و تالیف  
ہندگان سکندر شان در احسن ساعات و اسعد  
لوقات با مقام رسید

پچھے جوے سرفق سے کتاب کی ابتدا ہے۔ سرفق کی پیشانی پر مہر کے لیے جگہ خالی چھڑ  
دی گئی تھی۔ اس مقام پر تقریباً تمام پچھے جوے کھوں میں شاہی کتب خانے کی مہر ثبت ہے جو  
صفحہ ۲ پر منقش لوح بسم اللہ اور صفحہ ۳ کے عوامی ہر نازک سی ہل اور ہل کے درمیان  
فارسی میں کتاب کا دیباچہ ہے۔ نقش و نگار میں نا جو کی سی بات کہیں ہے۔ کتب خانے ایہد  
صفحہ ۵ سے گیتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور آخر تک سطروں کا تسلسل نہیں ٹوٹا  
ہے۔ سرخیوں کی شاخہ ہی کے پچھے خطا جل کر دیا گیا ہے۔ صفحہ ۸۱ تک اصل کتاب اور صفحہ  
۸۲ سے آخری صفحہ ۱۳۸ تک تالیف کے فیصلے ہیں۔ قلموں کے پچھے نو سطری مسطر ہے۔  
اصل کتاب میں اضافے کی عبارت اور نقطہات میں صنائع بدائع کی وضاحت حاشیہ پر ہے۔  
خطیبوں کی تصنیع دو مہین کے مطبوعہ نسخوں میں بھی قلم سے بنال گئی ہے۔

دو مہین کی تالیف کا جب بیان کرتے ہوئے نوٹ لکھا ہے کہ تین چار سو موشی  
جو بعض گونگے اوسبے زبان تھے اس کی پہلی تالیف، جو کہ مدائن، بلبل ہزار داستان  
کی طرح چمکنے لگے۔ ہذا سنہ ۱۲۸۹ھ میں اس نے کچھ اور گیت جمع اور تصنیف کر کے  
ایک دو سرا مجموعہ مرتب کر دیا کہ ان لوگوں کی مشق جاری رہے۔ مجموعے کے نام دو مہین  
کی رعایت سے اس کے مختلف ابواب کو تصور قرار دیا گیا ہے۔ دھڑ، ملو، حرا، شریع  
چترنگ، ہجر، خیال، ترا، تہ، شوی، داور اور ساون کل گیارہ تصویریں یہ اور آخری  
"تصویر متفرقات" کہ ہے جس میں زچہ خانہ اور تہا لہن وغیرہ سے متعلق چھوٹے چھوٹے

۱۰ دو مہین کے صفحات ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸ اور ۱۲۹ کے حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

۱۰ ایسا ص ۳۰ پر پرستانی اور ص ۳۵ پر ہشتی ملاحظہ ہو۔

گیت ہیں۔ برظنون ناچھ کے اس مجموعے کا نام کلام فائد علی شاہ اور بارشاہ محل قائم کیا ہے اور صرف دھری میں ایک "چرنار" اپنے درباری موسیقار پیارخان کا شریک کیا ہے۔

قطعات تاریخ میں خدسی، ارداد اور ہمدی تینوں زبانوں میں اور سمیت، ہجری، فصلی عیسوی، چاروں سسوں میں قطعے کیے گئے ہیں۔ ہر شاعر نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کوشش کی ہے اور صنایع و بیخ کا جرت انجیز نقش یادگار چھوڑا ہے۔ پہلا قطعہ وزیرعلیٰ نواب لبرٹی محل امیر کا ہے اور خدسی میں ہے۔ دوسرا قطعہ مہتاب اللہ درویشاں کا ہے۔ چھتیس شعر کے اس اردو قطعے میں ہر مصرعے سے ۱۲۰ تاریخ طباعت نکالی ہے اور مختلف صنعتیں پسند کی ہیں صرف نامت کے چند شعر درج ذیل ہیں۔ ممکن ہے یہ کاوشیں عیش کے اس قطعہ "تاریخ" کے جواب میں کی گئی ہو جو انھوں نے نظم نامی کے لیے کہا تھا اور نظم نامی کے تحت نقل کیا جا چکا ہے :

|   |                                      |
|---|--------------------------------------|
| اسے مٹھو مارا کس طرح کتاب نادر  | جو ہے طرب بچا ہے راگوں کی یہ ہے جڑ   |
| جو لاکھ غزلوں میں در پردہ جاے سب تک   | آئی ہے بن بکھر کے لب سامنے وہ پرفتن  |
| رکھا ہوا ہن جو اس کا نام اس خیال سے ہے  | جلدوں میں رکھی ہے یہ مفت اور مسکن    |
| سب اس رو میں کی دھن میں دھتے جیسا ہے کو   | بے حال کل ہیں صوفی تر آنسوؤں سے دامن |
| والا سرت ہے یہ کافی تھیف مشاہد عادل   | جس کے قدم سے نرم جاہ دشمن ہے رکشن    |
| شکی نواز شول کے چہری ہیں ساز و سلاں   | جو کوئی نیوا ہو عشرت سے ہر نواں      |
| کس سے کہے درشتاں سوطر کے کرشمے  | دیکھو تو اس دن کو تنہا سدا سہاگن     |
| چلکی جو برقی باون تانوں کی ہرے دان  | "باون سہا" ہے نام تاریخ کیا مزین     |
| وہ ہیں کہ تاریخ کے قطعے کہنے والوں کا خاتمہ شاعران شاعروں کے علاوہ ہیں جنھوں نے |                                      |
| نام جو کے لیے قطعے کیے تھے :  |                                      |

۱: فلح اللہ و سہادہ فلح ۲: کالم حسین تنویر ۳: لاد کالی چرن تسکین

سلسلہ - تاریخ سلسلہ - محراب منور ایڈیٹری خانہ بی بی شادی ہے  
 سلسلہ - تاریخ سلسلہ - حریف مجر (پتہ) صاحب قہارن تری خان کی نا ہے

- ۱۲ لایق اللہ محمد جان شاہ ۸ بے گروہ پال ثابت ۳۳ لالہ شرفی لالہ سلیم اس  
 ۱۳ مرزا مظفر علی ہتھ ۹ عشق عبدالرزاق دنا ۱۵ سید رحیم العابدین وقار  
 ۱۴ شیخ صادق علی ناک ۱۱۰ سلطان اللہ ولد احمد علی حسن ۱۶ لالہ کاکا پرشاد کالی داس  
 ۱۵ محمد عب اس شاہ ۱۱ سوار حسین ریاضی ۱۷ علامہ اللہ ولد بہاؤ  
 ۱۶ میر حسن جانی خٹیا ۱۲ لالہ رام دیان نادم ۱۸ لالہ بھگوان داس بھوشن  
 ہر اورد ملاحتہ اللہ ولد بہاؤ کی تاریخ کے معرے سہایت فسطح جوئے اور سوروں (۱۶)  
 مظفر علی ہتھ ۱۷ غرضندہ ہر گئی ہر دوہیں اب اس دوہیں کے سلسلے

۵۹۹ ۳۱ ۲۵ ۹۵ ۳ ۱۱ ۹۵ ۲۱ ۱۶۱ ۵۹۹

خلاصہ اللہ ولد بہاؤ سے نکالی جانے والے بے سند سے زہرہ سے اور بے گائی

بے دور سلطنت سادیاں مدہن مبارک جو

۲۱۵ ۲۵ ۵۳۱ ۱۵۲ ۹۵ ۲۶۲ ۱۱

۳۵۶ ۳۱۲ ۲۶۲

عیش سے نغمہ بیان عالم اقد فضل نعم سے تازگی نام نکالے ہیں اور کتاب انص کے قلم  
 و کفایت اہل الرائفہ معرے جامع، تنکذ ذیہ شہ حسن، حقیر پر نام جوئی ہے۔

## مباحثہ بین النفس والعقل

علامہ مطہر و نفی کے اس کتاب کے مدنی سے دستیاب ہے ہیں احمد دہلوی  
 اہمیت رکھتے ہیں؟

۲۲۷ مسودہ بنی نقل نویں: مخلوک لہا مبارہ سلطان آباد مسارک کلکتہ

| تصنیف    | زبان  | صنف حق      | کتابت  | تطبیع  | فہامت  | سطر  |
|----------|-------|-------------|--------|--------|--------|------|
| ۱۱۱۱۱۱۱۱ | فارسی | مساکل و فیہ | ۱۱۱۱۱۱ | ۲۶۸ ۱۱ | ۳۱۱ ۳۱ | ۱۱۱۱ |

آغاز ص ۲ ————— اختتام ص ۴۲

باب اول در الفاظ و عبارات و مضامین  
مقالہ ص ۱۰

سادے سوز و غبار یہ عبارت درج ہے  
" سرنا پا سے خط نہدہ صبح کردہ شد با تامل چہا پر غم دست و نیم شہر صبح اول  
ششہ ۱۲۹۰ء ہجری "

اس عبارت اور اس کے پس پشت تبدیلیوں کے پیش نظر اس قلمی نسخے کی اہمیت پیدا  
ہوتی ہے۔ یہ سرادشاہ کے مسودے کی پہلی نقل ہے جسے خود بادشاہ نے چھپائی کے لیے  
صحیح کیا ہے اور کئی جگہ تبدیلیاں کی ہیں۔ مطبوعہ نسخہ اسی قلمی نسخے کی نقل ہے جس کا پہلا ثبوت  
وہ حکم و انشاء ہے جس کی مطبوعہ نسخے میں پامندی کی گئی ہے، دوسرے وہ ٹیکسٹوں جو کتاب  
نے مطبوعہ نسخے کا صفحہ بہ صفحہ وقت اس نسخے پر نظر نشاندہی کے ثبوت ہیں۔ یہ صورت  
آخر تک قائم ہے یعنی حالت کے اشعار تک، اور نیچے مہتمم چھاپہ خانہ کا وہ حکم جو سرور  
پر درج ہے۔ مطبوعہ نسخہ اس حکم کے تیرہ مہینے کے بعد زمین اور رہاورد کے ہتھام سے  
شائع ہوا۔ اس لیے ممکن ہے یہ حکمت نامہ بھی انھیں کے خط میں ہو۔ قلمی نسخے پر مسحات کا شمار  
جس میں ہے۔ سرخیال سرتی اور مالی عبارت سب سے لکھی گئی ہے۔ فارسی اور عربی کی عبارتوں  
خط نستعلیق میں ہیں۔ یکس عربی کی عبارتوں پر سرتی سے خط کھنچا ہوا ہے اور مطبوعہ نسخے  
میں ان عبارتوں کو خط نسخ کھینچا گیا ہے۔

مسودے میں رد و دل کی تحصیل طویل ہے۔ یہاں چند عام باتیں درج کی جاتی ہیں  
" نصف، مسودے کی ابتدا اور اصل " مرال ص ۱۰ یعنی دوسری سطر سے تھی۔ پہلی سطر کا  
الحاق بعد کا کام ہے۔ ہر اس میں بھی " افادات " نگاہ کے اس پر خط کھینچ دیا ہے۔  
اب، مسودے کے صفحہ ۲ پر ایک عبارت ہے :

" و ہر گ است و ہر معنی تو مسلمات در علم ہیئت ثبات و بران  
خفت و بران قدیم کردہ اند "

عبارت مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۱ پر ہے لیکن میں الفاظ کو خوبصورتی سے گہر و یگانہ  
دہ نہیں ہیں۔ اصلاح کا ایسا طریقہ جس میں بدنامی پسندانہ ہوا اور مقصد واضح ہو جائے

اس مسودے میں ہنگ جگ نظر آئے گا۔

(ج) مسودے کے صفحہ ۱۱ پر:

... از سزا و از اگدید سبب بہتر و غیر بدولت آن شب از ہر شہر و گراہت

مجرہ مراجع سرود کائنات منور و جہات تیجہ خلق از زمین و سموات بدوہ باشد

تھل و خارج باد۔۔۔

مشدد بہ الفاظ کشیدہ عبارت کی جگہ کتنا مقصود تھا جو مطبوع نسخے کے صفحہ ۱۲ پر پانچویں اور چھٹی سطریں ہیں۔ لیکن یہاں غلطی کرنے یا خطا کی بجائے غلطی سے خطے کے مطبوع نسخے کی عبارت میں اسطر میں کھ دی گئی۔ کاتب نے کتابت کے وقت سمجھ لیا کہ اس طرح لکھنے سے کیا مد نظر تھا جسے سمجھا جاوے اور پر موقوف ہے کہ یہاں کیا کیا گیا۔ کلام عید کی آیتیں، تبرک نام اور واقعات ایسے نہیں جو کہ ان پر بلا تکلف قلم چلا دیا جاوے۔ اصلاح مینے دل سے اصلاح میں اسی سلیسے کا درس دیا ہے۔

مسودے کے آخری میں صفحے ملے تھے۔ پہلا مسودہ تشریں تھا۔ نظر ثانی کرتے ہوئے غالباً اس طرح جو نظم کے نظم کر دیا پسند آیا تو مذکور ہی میں تشریف لیں شرف قلم برداشتہ مساجات میں ابھری سرفی کے لکھے ہیں۔ صرف ایک جگہ بد میں تبسہ ہی کی ہے اور یہ غور نظر رہنے

زیکو فرمواہ کلب رخس جمال مسودہ و خور برائیم درم  
جس صفات پر یہ مساجات ہے ان پر سوسا، گیارہ اور دس سطریں علی الترتیب کے مرتب  
پر لکھی گئی ہیں اور مسودے کا صرف یہی حصہ مصنف کے اپنے قلم سے ہے۔ اختتام نظم پر  
ہر اسٹانڈرڈ غزل کے یہ بھی نظم کا اضافہ کیا گیا۔ لیکن مطبوع نسخے کی منظوم تہید اور قلم  
کا غلط تاریخ اس مسودے میں نہیں ہے۔

مخطوطہ: مملوکہ امامبازہ سلطان آباد مسبارک، کلکتہ ۱۹۱۱ء

| تصنیف | زبان  | صنف طبع     | کتابت | تصحیح | نفاذت | مسطر  |
|-------|-------|-------------|-------|-------|-------|-------|
| ۱۹۱۱ء | فارسی | مسائل دینیہ | ۱۹۱۰ء | ۱۹۱۱ء | ۱۹۱۱ء | ۱۹۱۱ء |

آغاز ص ۲ — اختتام ص ۳۲

۵۔ دیباچہ کتاب جواب سادہ میں مختصر و مفصل تعریف مفید حسداً میں حسداً جملاً جملاً  
بندگان سکینہ شان حضرت سلطان عالم و ایمان خداوند مکرر سلطنت بعد مفاہقا مستطاب

ترقیمہ ————— صفحہ ۱۳۶

۱۔ اور اندو اور کتاب مستطاب بہ تعریف ہمارے حضرت جو شخص ہمارے  
سکندر بادشاہ پادشاہ عدل و قیام سلطان عالم محمد و بعد علیشاہ پادشاہ اعاد اللہ مکرر سلطنت و  
عالم علی میں میں برہم و ہونہ حسب حکم مکتبی بنیم عدایت رتہ خانہ رد قدیم ترجیح  
الحدود مرد و رقم بن علی و ہوا الہو اہر رقم با اختتام رسید ۹۲۹

مضمر کے کی غلطی مخطوطہ اور مطبوعہ نسخے میں سوا اس کے کہ اس میں ترقیمہ در  
اس میں قطب تاریخ و اس میں دیباچہ کی سرخی میں مصنف کا ذکر ہے وہاں صرف "درمد  
حضرت کردگار عزائم" لکھا ہے، اور کوئی فرق وہ فوٹا نسخوں میں نہیں ہے۔ اس کے  
باوجود مخطوطہ ہی کتب خانے کا مخطوطہ ہے، خوش و بسی کا شاہکار میں میں خوش و بیس  
سے حرفوں کو جوہر کی طرف پر ہلے ہے۔ ہیں مخطوطہ میں شروع سے آخر تک آپ نے ایک کھڑکی  
ہے اور عدول پر بھی کاری کہہ شروانی پر گہر شروانی کی میں ہیں جو عدول پر آپ سے بنائی گئی ہیں۔  
سہائی کی جانب خفت ہے اور دانی میں طرف سوا اپنے جوڑی یہ میں آئے سہ سے کے سوا  
پر ایک کی ہیں اور اس انداز پر مخطوم حصہ ہے ان پر دونوں کاموں کے درمیان یک اپنی  
چوڑی، مارک سی جیل جاسٹیس کی جیل سے نسبت رکھنے جو سے بنائی گئی ہے۔ مذہب  
محض کی حفاظت کے ہے اور ان کے درمیان ہیں کا حصہ نہیں خود مخطوطہ حفاظت سے  
محروم ہے اور کا عدلی کشیدہ کاری میں کیڑوں سے لگی اپنے فن کا خوب خوب مظاہرہ  
کیا ہے۔

مطبوعہ ۲۔ در مطبع سلطانی (کلکتہ) اہتمام خانہ زادر رئیس الدولہ ریوٹی آرٹسٹ

| تہذیب   | زبان  | صنف سخن     | طباعت | تصحیح  | ضمانت   | سطر     |
|---------|-------|-------------|-------|--------|---------|---------|
| ۵۲۸۴-۸۹ | فارسی | مسائل دینیہ | ۵۲۹۱  | ۲۵ x ۸ | ۵۴ دولی | ۱۱ سطری |



آغاز ص ۲

و یہاں پہلے کتاب الاحباب مباحثہ بین النفس و العقل  
در محمد حضرت کرگار و ملا محمد

بنام خداوند جان آفرین از ندوۃ اربعہ جرج بریں  
برگرمہ کور و محمد اویاب دکانہ اندر ملکتاب

منہ فذہ و مہر عالم تو فی  
منہ غم خود و خان غم تو فی  
نہ تقسیم غم دست کو نہ کن  
نہ این کردہ بریدار ما کلاہ کن  
صدائی تا یم قبول از تو ہوا  
مراعاتہ عند حصول از تو ہوا  
صدائیں صدائیں صدائیں خدا  
بدہ خدا صدہا صدہا

جیسے جوئے عروق کی پیشانی پر مہر کے پے خالی جگہ اس کے پے کلام بید کی آیت،  
کتاب کی تخریب میں چند فقرے اور وسط میں کتاب کا نام درج ہے۔ نائنٹھ صفحات پر مشتمل  
سہ ۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف کا نام سید محمد باجلی کی عبارت میں نہیں ہے۔  
صفحہ ۲ اور ۳ پر منقش جدول اور لوح اسم اللہ کے پلائی جتنے میں دس پیمیاں فردوسی شکل سے  
سمائی گئی ہیں۔ صفحہ ۷ تک مقوم دریا ہے۔ مصنف کے نام کاظم اسی دیا ہے۔ جوتا ہے  
صفحہ ۱۱ تک اصل کتاب ہے۔ نکات اور نکات کی وضاحت حاشیہ پر کی گئی ہے۔ آخری پار  
صفحات میر سے تین پر مرزا سید عتیق کا خط تاریخ ہے جس کے آخری چند شریہ ہیں۔

ریخت از گلک گہرا نشان کہ از بعض شدند  
شش جہات و پنج صہارت غامض و حیرت  
شاہ یکتا و کتاب ز چشم بدین بی گزند  
وہ تنیب عقل از سہر نفس خود پسند  
بہ عقل و نفس و نفس مدنا یا یاد ہند  
۵۰ ۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۱۱۰ ۱۲۰ ۱۳۰ ۱۴۰ ۱۵۰ ۱۶۰ ۱۷۰ ۱۸۰ ۱۹۰ ۲۰۰

نورین و در این کتاب مستطاب الاحراب  
وہ عقول و نہ چہر و بہشت گشت بہشت  
پارادہ شہ روح و تادہ لوح آصاب  
وہ شہوارا بہشت از ہوی نفس پاک  
سال جہش نذر آوردہ بدین سال نکش

۱۲۹۱ھ

محدث اور مخبت میں اپنی عاجزی اور پریشان حالی کے اثر و عجز بلانہ کے بعد  
سبب تالیف میں پہلے اپنا مدعیان اور تمہیل فقرہ بیان کیا ہے، پھر اصل مقصد

کھڑے رجوع ہے۔ یہ سالہ صبا کی آمد کے ساتھ لوگ تازہ رونے سے عبادت اور تلاوت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اعضاء نفس اور تربت قلب کے لیے یہی نصاب خوب ہے۔ مؤلف نے انھیں ایام میں جن مسائل پر غور کیا ان کو بصورت مکالمہ یعنی "سوال نفس" اور جواب عقل" کی کر دیا۔ ان سوالات کی حدود انتہائیں یہ ہیں اور ان کو کثرت سرخیوں کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ پہلا باب رمضان شریف سے متعلق ہے اس میں سو سال میں ہر باب ۱۸۸۸ کے رمضان پر مشتمل ہے۔ اس میں بارہ سوال ہیں۔ آخری باب ۱۸۸۹ کے رمضان کے بیان میں ہے اس میں مائیت سوال ہیں۔ سوالات کا تعلق اکثر مذہبی و دنیوی امور و غیروں سے ہے۔ انداد انہوں اور حدیثوں کے مطالعے میں کبھی غلبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے یا نہیں۔ مؤلف نے ان شکوک کے بطلان کے لیے جو دلائل کا محسوس کیے ان کو بارہ "بین النفس و العقل" قرار دیا۔ مثال کے طور پر اخیر ازناں اور ان کی امت کو گزشتہ دنیا اور ان کی امت پر ترجیح دینے کی کوئی مشغول وجہ ضرور ہونا چاہیے۔ مؤلف کے خیال میں جس طرح باپ کو سب سے چھوٹا بچہ تمام اولاد سے زیادہ پیارا ہے۔ اسی طرح خالق جس دانی مخلوق کو ب نسبت باپ اور اس کی اولاد کے ستر گنا زیادہ عزیز رکھتا ہے اگر آخری نبی اور اس کی امت کو سب سے زیادہ محبوب رکھے تو عجب نہ ہو نا محاسب علیہ السلام

# جوہر عروض

۱۲۹۰

جوہر عروض کے دواپہریشن مطبع سلطانی (کلکتہ) کے چھپے ہوئے دستیاب ہوئے ہیں۔ نام کی یکسانیت کے باوجود مضمون میں کافی اختلاف ہے:

مطبوعہ پہلی چھاپہ: "مطبع سلطانی (کلکتہ) باتما خانہ زار دہلی اور مطبعہ خلیفہ"

| تصنیف | زبان | صنف سخن | طباعت | تقطیع   | تفصیلات | سطر    |
|-------|------|---------|-------|---------|---------|--------|
| ۱۲۹۰ء | اردو | عروضی   | ۵۳۴۰  | ۲۳ x ۱۹ | ۱۰ جلدی | ۵ سطری |

آغاز ص ۲ ————— اختتام ص ۱۹۔

"بہت خالق کون و مکان مالک  
الن و جان و بتائید غنم لریل باعث ہر  
بزد و کل و ہر الطاف علی مرتضیٰ نہ ہو مجرب جہاں  
و جانیای و ارکان"

چھپے ہوئے سورت پر علامہ رسمی تفصیلات کے کتاب کا نام مع تاریخ اشاعت و نشا کے ضمن میں: "جمہور رجب المرجب سنہ ۱۲۹۰ء" دیا ہے۔ مگر وہ کے نام ماشیہ پر بھی لکھے گئے تھے لیکن نہ معلوم کیوں دو نسخے جو دستیاب ہوئے ان دونوں میں نقش و نگار بنا کر مسخ کر دیے گئے ہیں۔ کتاب صفحہ ۱۹ پر تمام ہو گئی ہے۔ صفحہ ۲۰ پا لکل سا ہے۔

ویسے کی عبارت بہت مختصر ہے۔ ایک ایک فقرے میں حمد، نعت، منقبت اور

سہ۔ جوہر عروض کے دو نسخے مولانا آزاد لائبریری (کلکتہ) مسلم یونیورسٹی، میں بریل میں بھی ایک خوب صورت نسخہ نقلی غلام افتر کی ملکیت میں ملتا ہے۔

مدح اہل بیت کا فرض ادا کرنے کے بعد سبب تالیف کے بیان میں لکھتے ہیں :

”وَرَفِیْہِ مَقْدَامِ دُورِ اَزْ شَہْرِ دُو یَا رَا بِنِ بَعِثْ مَکَانَ اِمْجِدْ عَلِی سِتْ

... . حاجد علی شاہ مغزول ہندو بحرِ عالم سے قدیم و تازہ بحرِ عافیت ہر پنجے

بہر عقل ناقص خود حاصل ساختہ برہ کا بیان ایسی فن میسر آئے . . .

کتاب کا پس انتہائی حقہ فادری اثر میں ہے۔ اس کے بعد سے درس و تدریس کا سلسلہ

ہوتا ہے جس میں پہلے بحر کا نام بتایا ہے، پھر شمال میں ایک مصیحا پیش کیا ہے۔ پھر

معصوم سب اردو دنیا میں اور تقریباً ایک ہی مضمون کو ارکان کے مطابق رکھنے کے لیے

مصدقہ کے لئے ہیں۔ پھر شیعہ کے لئے ہیں۔ یہاں بتا رہے ہیں جو صوبہ کے صوبہ عالم ہیں۔ یہاں

کی بحث نہیں اٹھائی ہے۔ آخر تک یہی صورت برقرار ہے۔ مروجہ ادب طبعاً ادکل انہیں بحری

بتائی گئی تھیں جن میں ہارون مجبور کے نام بادشاہ کے نام پر ہیں اور اکثر نام تاریخی ہیں۔

شروع میں متبادرک، رمل، تقابیب، جرج، رجز، کامل اور واغیر سات

مکرمیں اسی ترتیب سے شہادت کی گئی ہیں۔ پھر بحرِ قزح کے پے بنایا ہے کہ یہ بحرِ مختارِ بجاورد

بھروسہ ج کے ارکان سے ہی ہے

کہا یہ تو پڑھا اس کو مری جان تو اس کو سن

پھر اس کی مقبوض صورت کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنی طبعی رغبت بھر کے دو نام تملے

24

ایجاد اختراعات و سراج اختراعی

تو پھر اس کو مری جان بے دل سے دے دیا سن      مفاعین مولن معافیں مولن

مَدِيد، بَشِيًّا، شَرِيح، حَصِف، مَضَع، مَصَارِع، مَقْتَضِي، اِنْ سَبَّحُونَ

کی معروف صورتیں تھانے کے بعد مطلوب صورتوں کو مثل مندرجہ بالا طریقے کے اپنی

طرف مشروب کی ہے اور اپنی طبیعت سے ایک نام رکھا ہے۔ بحر قشاق کی طرف

معروف صورت اور مخفیہ ایک حرف منقول صورت بتائی ہے اس طرح منقول بحر

جدید تک رس، محوس حسب ذیل بادشاہ کی مقررہ قرار پائی ہیں:

|                                  |                |                 |
|----------------------------------|----------------|-----------------|
| ۱۱: سراج افتری                   | ۱۳: صنعد افتری | ۱۷: نگہیں افتری |
| ۱۲: ورد افتری                    | ۱۵: آکھہ افتری | ۱۸: طور افتری   |
| ۱۴: جستجے افتری                  | ۱۶: طرز افتری  | ۱۹: ٹکو افتری   |
| ۱۰: تامل افتری (مطلوب: بحر جدید) |                |                 |

ارکان کے ہیں وہ شریعت سے ایک نئی عمر بنانا اور پھر اس بھری محبوب صورت کو نئے نام سے یاد کرنا یہ سلسلہ آفرنگ پٹا گیا ہے۔

شروع میں اپنی طبعزور بھروں کے نام رکھتے وقت زیادہ سے زیادہ اس کتابچہ میں شاعر نام سے بھری کچھ کیفیت واضح ہو جائے۔ مثلاً بحر جدید اردو میں مشتمل نہیں ہے۔ اس کی محبوب صورت کو تامل افتری کہا لیکن انیسویں بحر سے آرا یہاں اس نے تاریخی شروع شدہ ”کھکھ“ کے نام رکھنا شروع کیے جس میں ہر ایک سے ۱۲۹۰ ہر آدھوٹے ہیں۔ سنہ ۱۲۹۰ء بحر عروض کا سنہ تالیف و تصنیف نور سال اشاعت ہے۔ تاریخ ناموں میں سے چند نام کالی پولپ ہیں۔ مثلاً خزانہ منفعولات، جاترنا فاعلان، بہارستان شعراء، پاج معلولات، کرن عظیم، درعروچی معلولات، تعاریف، رد و عرض، کرن سق، خسوا بدین درشت صمدی۔

مطبوعہ (دوسری چھاپ): مطبع سلطانی (کلکتہ) باتما آخانہ ادبیس لکھنؤ علیہ طبع پوشیدہ

| تالیف | زبان | صنف سخن | طباعت | تطبیق | خزانت  | مسطر    |
|-------|------|---------|-------|-------|--------|---------|
| ۱۲۹۰ء | اردو | عروض    | ۱۲۵۲  | ۱۲۴۲  | ۱۸ ورق | ۱۱ سطری |

آغاز ص ۲ \_\_\_\_\_ اختتام ص ۳۵

”جواہر کے بغیر قرابت امتیاد یہ  
 حفظ کن لیکن آرزوستہ دموریکہ ہبہ  
 ارتباط سرشتہ و سوزن پہاچہ کنو کا  
 فاطمہ ابہ حیات و حیات پروا خندہ  
 لڑی جواں گداز من بکھتی دوست...“

مردفہ اہم ترین تبسہ ملی تاریخ اشاعت کی ہے۔ پہلی چھاپ میں ۱۹، رجب

سنہ ۱۱۹۰ھ تھا۔ یہاں "پانزدہ رجب" رجب سنہ ۱۲۱۲ھ درج ہے، اعلان کرتا ہے کہ تاریخ نام کے ساتھ یہاں بھی ۱۲۱۰ھ لکھا ہے اس کی کوئی نشاندہی نہ ملتی ہے اور نہ اند کتاب میں کہ جو ہر عروسی کا دوسرا پڑیشن ہے، یا جو ہر عروسی نام کے ساتھ ۱۲۱۰ھ اس کتاب کے سنہ تالیف کی نشاندہی کرتا ہے۔ محدث اور محقق کی علامات ظہری اور پرنکلف ہے۔ بحروں اور محروں کی تعداد پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہے آخری صفحے پر "تعیین الدولہ بہادریہ" پیش کی رہائی اظہار امر کی صفت میں ہے جس کا معنی جانتے ہیں۔ بعد فروش جلد بزرگ بادشاہ "تام شدہ" اسی رہائی کے بعد آخری صفحے میں لکھا ہے۔

پہلی چھاپ میں اردو میں مستعمل سائیم بحروں کا شمار ہم بنام کیا گیا تھا۔ اس چھاپ میں مصنف نے صرف اپنی طبع زاد بحروں کا ذکر کیا ہے جس کی نشاندہی دی جا چکے کی عبارت میں لکھی ہے:

"تا بعد از غنائم میکشان و ترابہ خدام پاکہاں اختر واجد علی ابن ابو علی کہ در سلاطین ماضیا و در بدندان اینا اور این فوہریازی موزنون الطبعان مشن و نیاہ جو ہر عروسی موسوم ساحتہ پیش کش میسازد و یکصد و چہیل و سہ وزن ملغزئی آرد"۔

بحروں کی تعداد میں جو ہر بحروں کا اضافہ اس سبب سے ہوا کہ پہلے ایک نام کے تحت صرف ایک بحر تھی۔ اس دوسری چھاپ میں کئی بحروں سے دو تین یا چار شعبیں اور نکاتی جب مثال کے طور پر "بحر زین منظور" بحر مشن، سندس اور مرتب تین طرح سے پیش کی گئی تھیں۔

دفعہ، مشن، اس کو کہہ دے ذرا میری جان اس کو سن غافل مستغفل ناظر مستغفل

سنہ۔ جو ہر عروسی کا ہر ہر نام آواز اور رنگت، کے کتب خانے میں ہے، کتاب خانے پانچویں کے ساتھ پہلے کے نام لکھا ہے۔

سنہ۔ جو ہر عروسی (دوسری چھاپ) میں

سنہ۔ جو ہر عروسی کی پہلی چھاپ میں بحر منظور کا ایک دوسرا بحر بھی نام فریقہ تھی بتایا تھا اور کئی حفاظت مرقن حفاظت مرقن، تھے اس چھاپ میں صرف ایک نام ہے اور کئی جلد میں اپنی دوسری طبع زاد بحروں کے ساتھ بھی ایسا کیا ہے۔







کیجئے گئے ہوں گے یا پھر مسودے کے جن صفحات پر یہ کلام تھانہ تلف ہو گئے۔

(د) مسند فقہ میں نقل مسودے میں ایک انگلش کاغذ پر کچھ کے سسٹے کا خیال رکھتے  
ہے چہ پاں کی گئی تھی۔ نقل کے آخر میں یہ عبارت درج ہے،  
"در طاعت فرستہ شدہ بود ۲۳ روز رمضان سن ۱۲۹۰ء"

مطبوعہ نسخے کے صفحات ۳۱، ۳۲ پر یہ نقل اپنے صحیح مقام پر ہے۔ اس نقل میں طابعت پیش  
افزار کے نامزد اعار کا ذوق اثر پایا ہے اور تفسیر کی عبارت کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم کرنا کچھ  
مشکل نہیں کہ اس کے لکھنے کا خیال کیوں پیدا ہوا۔

قریب کے علاوہ الفاظ اور عبارت میں بھی بہت سی تبدیلیاں ایسی ہیں جو مسودے  
میں ہیں اور مطبوعہ نسخے میں نہیں ہیں اور کہیں نہیں۔ نیز مسودے میں فارسی کا رنگ غالب  
تھی، مصلوں کا شمار نہیں کیا تھا۔ مطبوعہ نسخے میں اس کی جگہ اردو کی عبارت ہے۔ مثلاً،  
"الغنا" ضل بد لکڑہا، پہلا ٹکڑہ . . . مسودے میں اسی طرح ہے۔ مطبوعہ نسخے میں  
اس سرفی کو یوں تبدیل کیا ہے،

"ضل پہلا ٹکڑہ کے بیان میں دو الفاظ سے اٹھا ہوتے ہیں؛

پہلا ٹکڑہ . . . " (صفحہ ۳۸)

ب) مطبوعہ نسخے میں عرب جنہیں روادی رہوں کا بیان ہے (صفحہ ۸۵-۸۶، مسودے  
میں ان رہوں کو بیان کرنے کے بعد اکثر کے حاشیے پر گھون کے نام بھی بنائے ہیں  
کہ ان کا میل کن گھول ہے۔

ج) زادھا کتیا کے نقشے میں "غریت کا جنس کتاہ پر جاو بنا کے حاشیے پر نیزہ نقرہ

ہے۔

"قاعدہ ۱۰ دیر پریں کے غلی الاغناں فرغت کرتا ہے، ۱۱ اردی قعدہ ۱۲۹۲ء"  
یہ طابعت غالباً کام کرنے والوں کے لیے تھی، چھاپنے کے لیے نہیں تھی۔ مطبوعہ نسخے میں  
اس مقام پر (صفحہ ۸۸) ایسی کوئی طابعت نہیں ہے۔

قریب اور تبدیلی کے علاوہ مسودے اور مطبوعہ نسخے میں ایک اہم فرق یہ بھی ہے  
کہ مسودے کی نام عبارت مطبوعہ نسخے میں نہیں تھی۔ چنانچہ ناپرسے متعلق ایک اختلاف  
مسودے میں ہے اور مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے۔ اسی طرح جو کچھ مطبوعہ نسخے میں ہے وہ

حسب مودے میں نہیں ہے۔ مثال کے طور پر خطابات سے متعلق چھٹے باب کا ایک لفظ بھی مودے میں نہیں ہے۔ یہ حیثیت لبروی مودے کے حسب ذیل صفحات مطبوعہ نسخے کے صفحات سے مطابقت رکھتے ہیں :

(الف) نقلی صفحہ ۸۳ سے ۱۲۲ تک ۔ مطبوعہ صفحہ ۷۷ سے ۱۲۲ تک  
(ب) نقلی صفحہ ۱۲۸ سے ۱۵۷ تک ۔ مطبوعہ صفحہ ۱۲۳ سے ۱۵۸ تک

مطبوعہ : "مطبع سلطانی (ملکت) اہتمام میں الدولہ زیور طبع کر اسست"

| تصنیف    | زبان | صنف سخن    | جلالت  | تقطیع   | فہامت       | مسطر    |
|----------|------|------------|--------|---------|-------------|---------|
| ۳۶۱، ۸۱۳ | اردو | جموعہ کلام | ۳۳، ۹۵ | ۲۸ x ۱۸ | ۲۰۴ ورق     | ۱۱ سطری |
| آغاز ص ۲ |      |            |        |         | اختتام ص ۳۴ |         |

... مگر ان باتوں پر عمل کیا تو جو کچھ بہتری  
بہت بڑی ان صاحبزگی کی سطحی تجویز ہے  
وہ عمل میں آئی گی اور وہ صورت خطاب کچھ  
توضیح نہیں

موقوف ہجیریم صفحہ ۱۱۲۳ سنہ ۱۳۹۳ ہجری

"بعد حمد خالق ہفت پیکار و نعت سید  
غیر اللہ اور مغنیت شیراد اور بعد علی شاہ اختر  
نعت طاجین اور شائقین میں عرض کرتا ہے  
وادی بظاہر دیکھ میں ہاؤن دیر تپا ہے باقی  
اس کے دکھائیں ناہر اور دہن تقسیم جو کچھ  
ہی حتی لوح سب کو رہا مگر او نہیں فقط  
آستین اترے ہیں ...."

لوح اور صفحہ ۲ اور ۳ کی جدول پر نقیض بقا می ہے۔ موقوف کی پیشانی پر مہر کی  
کے پے جگہ خالی چھڑ دی گئی تلمذ اس نعل جنگ کے نیچے ایک مسطر حمد میں اور ایک کتاب  
اور مصنف کی تریف میں ہے : کتاب ہذا تصنیف نند گان سنگند شان : کتاب کے نام کے ساتھ  
"سویخی" لکھا ہے۔ مطبع اور بہتر مطبع کا نام آخری دو سطروں میں ہے۔ تاریخ جہالت ۱۳۲۰  
نہیں ہے۔ صفحہ ۱۰ پر دریا پے کی عبارت اور صفحہ ۳۷ سے ۲۷ تک اصل کتاب ہے۔  
گولہ کے شاخہ غلطی اور محوہ دونوں طریقوں پر سمجھا سکتے ہیں۔ صفحہ ۳۳ سے  
۵۵ اور ۶۳ سے ۶۸ تک ہر صفحے پر ایک تصویر ہے : ان تصویروں میں رقامت و  
ہی اور صورت شکل سے چٹان معلوم ہوتے ہیں، اسی قسم کی کلاہ، اسی انداز کے بل اور

موجہیں اپنے لباس میں پیشوا پہنے ہوئے ہیں۔ مطبع سلطانی کی اد کسی کتاب میں تصویریں نہیں ملتیں۔ صفحہ ۷۲ سے آخری صفحہ ۸۰ تک چند دھڑی سطری قطعات تاریخ ہیں۔ ان قطعات کے شروع میں پہلے اکثر نقطے درخشاں کئے ہیں جو بادشاہ کی عزائی ہونے والی عمارتوں کے لیے کئے گئے تھے۔ ان قطعات کے بعد بنی کی ترتیب اور طباعت سے متعلق نقطے اہم سوئی کی جگہ پر کبے ناکافی تھی۔ مہر عونا کتاب کے آخر میں پائی گئی۔ تعلیمات کم ہیں اور جہاں ہیں ان کی اصلاح اپنے مقام پر مصانی سے کی گئی ہے۔

قطعات تاریخ میں اس کتاب کو مثلاً اجماع و دہن کے موضوع کی کتاب بتایا گیا ہے اور سفر بھی اس کو روایتی کی کتاب شمار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کتاب روایتی کے علاوہ اور کئی مختلف موضوعات پر مشتمل ہے۔ اس میں چار باب ہیں اور ہر باب ایک جہان فن کے بیان میں ہے۔

پہلے باب میں صفحہ ۸۱ سے ۸۲ تک دس فصلیں ہیں۔ اس باب میں "سراودھنا" کو بیان ہے۔ وقت اور سال کی قید کے ساتھ مختلف راگ رگینوں کے لیے گیت کئے ہیں۔ دوسرے باب میں صفحہ ۸۲ سے ۸۳ تک ایک صفحہ سراودھ فصلیں ہیں جن میں سال کی قسمیں اور ماں کو دار اکھنڈ کی ترکیب بتائی ہے۔

تیسرا باب "نایچ ادھیا" میں ہے اس باب میں صفحہ ۸۳ سے ۸۴ تک دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں سور گیتوں کا بیان ہے اس فصل کی کچھ گیتیں صوت المبارک میں بتائی گئی ہیں۔ کچھ کا اضافہ ہوا اور کچھ نئے ہم سے پیش کی گئی ہیں۔ دوسری فصل میں گزریے کا ناچ اور اس کی پانچ گتیں ہیں۔ ضرورتاً یہی باب کی عبارت کو سمجھانے کے لیے کی گئی ہے۔ چوتھے باب کی پہلی فصل میں صفحہ ۸۴ سے ۸۵ تک "چندیں ارجادی رہسوں" کا

صفحہ ۱۔ اجماع و دہن کا صفحہ ۸۵ میں اس کتاب میں تصویروں کی تعداد پانچ بتائی گئی ہے لیکن رقم

متناسک رکھ کر جو نسخے دستیاب ہوئے ان میں اکثر تصویریں پائی گئیں۔ سب متوازی ہیں۔

صفحہ ۲۔ کچھ خدائیں ہیں۔ ایک لائبریری میں موجود تھا (دراپور) اور اس میں ایک نسخہ تھا۔

صفحہ ۳۔ مثال کے طور پر بنی کے صفحہ ۸۱ کا دوسرا طریقہ دیکھئے "نکھنہ"

صفحہ ۴۔ اجماع و دہن کا صفحہ ۸۵ میں

یہ ہے۔ زہن سے ملو اجمالی رقص **SHODH DANCE** ہے اور یہ سب رقص بالکل  
 کے لئے ترتیب دیے ہوئے ہیں۔ صورت لیلک میں قیاس رقص بیان کیے تھے۔ بی میں  
 اٹھانے اور کھینچنے کی تہہ بی کے ساتھ ان کو ارد میں سمجھا یا ہے۔ اس باب  
 کی دوسری فصل میں دو تھے، ہیں: پہلا تھہ راوہا اور کھینچ کے اظہار حالات اور عشق  
 میں "صفر ۱۰ سے ۱۰ تک اور دو سا تھہ راوہا اور کھینچ کا "صفر ۱۱ سے ۱۲ تک۔ ان  
 فصلوں کو غنچیں نے اردو لڑائے کا پہلا فصل قرار دیا ہے کیونکہ مصنف نے نہ صرف  
 تھہ بیان کیا ہے بلکہ اس تھہ کی ادکاری کے لیے ضروری باتیں دی ہیں، نظم اور نثر  
 میں مکالمے کیے ہیں اور روایات اور طبو سات کی تفصیل کے ساتھ ماز کلام میں اس کی بھی  
 وضاحت کر دی ہے کہ یہ دونوں تھہ ٹنگ ٹنگ موزن میں ایجاد کی رہیں گے تیار اور  
 ہیں: ج کے بطور نیسے میں سکار، ہایت، تفصیل، اہم باتیں مسلسل اور بدھوں  
 میں کھنکائی ہیں لیکن بی کے مسودے میں چند صفحے سولہ و جواب رہیں قدیم کھنور  
 مکالمے کے طریقے پر لکھے ہوئے ہیں جن کے دیکھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ  
 کوئی صاحب مکالمے کے لیے ہے اور کوئی سا ادکاری کے لیے۔

پانچویں باب میں صفر ۱۳ سے ۱۴ تک تفصیل ہیں۔ ماستا میں امیر خسرو دہلوی  
 اور ان کی پیروی میں بھی خدوں کے ایک گروہ کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ موبدا اور پر رکو  
 فریب میں شعر خرافات کے سوا وہ نظمیں بیان کر، شروع کی ہیں جو مصنف کے علم میں  
 آئیں۔ پہلی فصل میں دو حصہ بنی ہیں، دوسری میں پانچ حصے گھوڑے کے بیان میں، تیسری  
 میں آٹھ حصے بڑی کی پانچ نظمیں، چوتھی میں شگالے کی پانچ نظمیں اور پانچویں فصل میں  
 شترق خنوں کو بجا کیا ہے۔ ان کی تعداد اٹھ ہے۔ ان آخر میں بیٹن و اس قابل ہیں  
 کہ کہ کے رکھنا ہا سکتی ہیں لیکن چند بخش ہیں۔ وہ بعض نظمیں بعض بیان تک محدود  
 ہیں، کہ کہ کے رکھنے کی کوئی بات ان میں نہیں ہے۔ چند نظموں میں دو بدل ادا شلر  
 کھنور خود مصنف کا سوا معلوم ہوتا ہے۔ جیٹھ فصل میں منہات سے شترق سات نظمیں  
 وہ وہ یا شترق بیان کی ہیں۔ آخری دو نظموں پر نہ شمار دیتے ہیں اور نہ ہی وہ بیٹن سے  
 زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ ساتویں فصل میں چار بیٹے اور آخر میں شترق اور شترق کھنور  
 ہوتا جو میں گیت کے طریقے پر لکھے گئے تھے۔ صورت سوال جواب ایکٹ ۱۱ کے

طریقے یہ تھے۔ آٹھویں فصل شہسواروں اور نویں پہیوں پر مشتمل ہے۔ ان دونوں فصلوں کے درمیان آٹھ فوکی ایک فصل ہے۔ اس فصل اور فصل ۴۲ اور ۴۳ کے درمیان مضامین فصول کا خلاصہ بغیر کسی دیگر باب یا عنوان کے کیا گیا ہے۔

آخری باب (چٹا باب صفحہ ۳۰۸ سے ۳۱۵ تک) کی پہلی فصل میں پہلے ان بیگمات کے نام اور خطابات اور گھڑاچوں کی تفصیلی بتائی ہے جو راجوں میں کام کرتے تھے۔ یہ سب ان تھیں۔ ان نویں یا اٹھویں کی تعداد بائیس اور ہر طائفے کے ساتھ اس کے ساتھیوں کے نام بھی بتائے ہیں۔ بعد ازاں پہلے ستارہ طاعت، پھر منوعات، پھر آل اولاد اور آخر میں خطاب یافتہ دایہ سنگھ دولت کے نام مع خطابات درج ہیں۔ دوسری فصل میں پرنسز، پرنسزوں، اور حوٹوں، پانچولوں اور پانی جوئی عمارتوں کے جو نام رکھے تھے ان کا ذکر ہے۔ قانونی آخری کے عنوان سے اس باب کے آخر میں دو ضمیمے ۱۸ و ۱۹ درج ہیں۔ ۱۸ کے تحت یہ ہے۔ ان میں سے پہلا دو حصوں میں منقسم ہے، ایک میں آٹھ دایہیں، ایکوں کے لیے ہے۔ دوسرے دو حصوں میں وہ لکھیں کہ پیش آتیں، اور دوسرے میں چار دایہیں ملازموں کے لیے ہیں۔ اپنے مالک کے ناموں کا کیوں کہ سے خیال رکھیں۔ دوسرے ضمیمے میں دایہیں بیگمات کے لیے ہیں کہ باس، آتوب، آرائش اور شہسوار و برہمست، جہاں ان کو کن ہاتھوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

قطعات تاریخ میں پہلے تین قطعے ماری کے دربار سلطان غلاب امیر علی خان امیر کی تصنیف ہیں۔ پھر درخشاں، بہار، جیش، جیش، مائے، برتر، مالک الدولہ صورت، افلاک، شخص الدولہ، راجہ گنگا پرشاد، خلافت الدولہ، معنی علی بہادر، آغا جوش، صورت الدولہ، عبد الکریم خان، مہدی حسن، حسن، معنی علی بہادر، مہاراجہ جیش، مائے، امیر حسن خان، راجہ، میر سید علی، میر کاظم حسین، میر جوش، الدولہ، حسن، اور زمین الدولہ بہادر کے متحدہ نقطہ اسی قریب سے درج ہیں۔ قطعات تاریخ کے بعد حسب متحدہ اردو، غازی اور سندھ، میوں زبانوں کے قطعے ہیں اور پھر، فصلی

صفحہ ۳۱۵-۳۱۶

صفحہ ۳۱۶-۳۱۷

صفحہ ۳۱۷-۳۱۸





ابو سعید و مشائی سے عارفان کہا گیا ہے۔ صفحہ ۲۲ تک قلمی اور حمد لغوی کے صفحے  
چند نسخہ ایک سے ہیں۔ صفحہ ۲۵ اور ۳۲ پر حق تعالیٰ کو نیکو لفظ سے کہا ہے۔ اس کے بعد  
سے صفحہ ۱۱۰ بہت خفیف سا انکشاف ہے۔ قلمی نسخے میں مصنف نے جو تفسیریں لکھی ہیں  
وہی مطبوعہ نسخے میں اس کی پابندی کی گئی ہے۔ چنانچہ پہلی ترمیم اس جملے میں ملتی ہے:  
”زیر پروردگار مشائی تعلیم ازاد و درخصیص مشائی ازاد...“  
”درخصیص“ اور ”ازاد“ پر خط کھینچ کے حاشیے پر لکھا ہے:

”ابیدار غفور عظیم ازاد“

مطبوعہ نسخے میں ”عبادت اسی طریقیہ“... ”بشتاق تعلیم ازاد و مشائی ابیدار  
غفور عظیم ازاد...“ لیکن مطبوعہ نسخے میں یہ لکھی چند تبدیلیاں ہیں جن کے لئے کلمہ  
جائزہ کے آگے قلمی نسخے میں نہیں ملتے۔ مثال کے طور پر:  
”حق تعالیٰ نسخے کے خاتمے کی عبادت کا جملہ“ ”برای تظہیر مکان...“ ”زیر پروردگار  
غفور“ ”مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے اور نہ ہی قلمی نسخے میں اس کے حذف کیے جانے  
کے لیے کوئی حکم ہے۔“

جب قلمی نسخے میں ایک سرخی ہے: ”صوبہ دوم در بابیات و معانی لم حسین علیہ السلام“  
مطبوعہ نسخے میں یہی سرخی مختلف الفاظ میں ہے: ”صوبہ دوم در بابیات و معانی  
والد کھاندہ...“

”ج“ مطبوعہ نسخے میں ”ظہار شرح دستخط نامہ کے بعد سرخی میں مزید توضیح کی گئی  
ہے لیکن قلمی نسخے میں اس مقام پر صرف یہی چار الفاظ ہیں:  
”مذکورہ بالا اشعار کے پیش نظر یہ قیود اذکارنا غلط نہ ہوگا کہ ممکن ہے مطبوعہ نسخے کی  
کتابت اسی نسخے کو سامنے رکھ کر ہوئی ہو اور جو مزید تفسیریں مطبوعہ نسخے میں نظر آتی  
ہیں وہ کتابت یا پرودہ پر مصنف کی نظر ثانی کے بعد کی گئیں۔“

صفحہ ۲۲۔ ایک نسخہ قلمی، ص ۱۲۹، ایک نسخہ ص ۲۲

صفحہ ۳۰۔ بیعتا ص ۳۰، ایضاً ص ۳۰

صفحہ ۳۱۔ بیعتا ص ۳۱، ایضاً ص ۳۱



قلمی نسخے کے آخر میں "آدمت اپنے والے کے احکام ملت دفعہ" کے عنوان سے ارادہ  
میں ایک ہدایت نامہ ہے جس کی تاریخ کتب سٹشم جنوری ۱۱۹۵ سنہ ۱۱۹۵ء ہے۔  
مطبوعہ نسخے میں یہ ہدایت نامہ نہیں ہے، قطعہ تاریخ ہے جو قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

مطبوعہ: بازار امامیہ کلکتہ دہشہر رمضان سنہ ۱۱۹۹ء مطبع سلطان پاتما کبھی شریں پور  
تصنیف: ۱۱۹۱-۹۵ء اردو نظم زبان  
صنف سخن: مجموعہ کلام  
طاعت: ۱۱۲۹  
تقطیع: ۱۱۳ x ۱۱  
مطاعت: ۱۱۳ ورق  
مسطر: ۱۱ سطری  
نالی ٹر

آٹھویں ۲ اختتام میں ۲۴۳

"فرمانبرائے نقاد فقہ و پادشای بدشاہ  
ہشت پیکر ماحدی را میر و کرمش و لیل و نہار  
از حکم گورنر فتنہ تھانہ خواجہ مامت"

عربی کی تبدیلی پر خوش وضع جیل اور شریعہ کی چار سطروں میں مصنف کا نام اور تاریخ  
اشاعت درج ہے۔ آخری سطر میں مطبع اور مکتب مطبع کا نام ہے۔ کتاب کا نام شروع کے وسط  
میں پورلدار لوح پاکر ملی حروف میں تاریخ کھائی گیا ہے۔ دوسرے اندیسوں میں پرچہ منور  
مفتی محمد علی صاحب رحمہ اللہ سے قبل پورلدار عربیہ ہے جسے نظم میں بحرول کے نام اور رکن ایک  
ہی سطر کے اندر ملی خط میں لکھے گئے ہیں۔ صفحہ ۱۱ تک مجموعہ کا مضمون ہے۔ اس کے  
بعض صفحات پر شریک چند عبارتیں بچائی گئی ہیں۔ آخری مکتوبہ صفحہ ۲۰۵ پر شاہی کتب خانے  
کے داروغہ و خطا مالدار محمد علی عسکری کے غلامی میں دو قطعات تاریخ ہیں۔ پہلے قطعے سے  
۱۱۹۵ء اور دوسرے قطعے سے ۱۱۹۳ء تا دیکھیں نکلتی ہیں۔ کتاب ۱۱۲۹ء کے وسط میں  
شائع ہوئی۔ تاریخوں میں اختلاف کا سبب غالباً یہ ہے کہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ ۱۱۹۵ء  
چری تک شائع ہوا یا پھر یہ تھا کہ کسی نامعلوم سبب سے سال تمام ہو گیا اور کتاب  
شائع نہ ہو سکی۔ کتاب کا آخری صفحہ سادہ ہے۔ مطبوعہ نسخوں کے اس صفحہ پر شاہی کوٹہ

کی ہر پہلے ایک آخری کتابت کا خطبیاں ہیں لیکن ان کی صفحہ نامبر سے نہیں ہوتی  
 پہلے

میا ہے میں محمد، وقت اور مشقت کی پرکھت انشا پر داری کے بعد مصنف نے انھیں  
 بناسب ہر کھلے اور کتاب کے تاریخی نام کی وجہ سے اس کے مختلف اجواب کا پہلا  
 لکھت ہوئی کی ہے۔

”آلہ فیضیہ سلا فقیر انجمنی محمدیہ لکھی برتھیری فیہ و بعد علی شاہ اور وہ خطو  
 موالیہ . . . خواست کہ نظم و نثر متفرق خود واحد عام علم سند پکارا دوسرے  
 خود بھی بیاید فصلاں آید و دل و دستان خود و بیست آید بر گار و الحمد للہ کہ تقسیم  
 مشعل صوبہ پر ختم و نام پڑی ایک آخری ماحم کہ وہ آن سند متفرق و  
 شہرہ و دہائی سند فکواز دلم برہوگ

مذکورہ بالا چھ صوبوں میں پانچ صوبے نظم کے اور ایک نثر کا ہے۔ پہلے صوبے میں  
 سوز خوانی کے لیے چالیس قطعے ہیں ایک راگبیل کے ساتھ کچھ ہیں جن میں ان قطعوں کو  
 اور ان کا چارے دوسرے صوبے کے ایک سو ایک قطعوں میں پچانوے قطعے مجلسوں میں  
 پڑھے کے لیے گئے ہوں گے۔ آخری چند قطعے جن میں بیگات کے نام کو ردین  
 قرار دیا ہے نہ معلوم کس جہت سے اس صوبے میں داخل کر دیے گئے۔ تیسرے صوبے  
 میں ہر طرح کا نام اور متفرق کام سمیت یہاں ہے اس صوبے میں بیگات کے نام پر ہفت  
 قطعے ہیں اور گیس براہیات نامہ وین شہنشاہ مشعوب ایران“ (گیا و خدا اسی صوبے  
 کے مال اندہ جرنیہ تالیس قطعوں میں سے ایک ہے۔ چوتھے صوبے میں پہلے سفر  
 سلام پھر جو میں غریبیں الف اب و د و ر ان، وای مصنف نے دین و جمع کی گئی ہیں وہاں  
 میں ایک سو سیرانیس کی مشہور طرح: ”ہم آسمان سے گئے ہیں ان زمینوں کو“، مسجد

سلا۔ ایک آخری تفصیل از اس آداب احمد دکن کے نسخے سے مال کی گئی ہے۔ المباحیہ مطبعہ

مبارک دکن کے خانہ ایک آخری کوئی نو کسی کتب خانے میں نہیں ملتا،

سلا۔ ایک آخر کے ص ۲۷، ص ۳۹، ص ۱۲۵ اور ص ۱۷۱ تک جہاں۔

سلا۔ ایک آخر ص ۷۷۔

کلیات ایمان کی دوسری چابک میں، تمام سسٹم ادا ہو چکا ہو گا۔ غزالی کے وہ بارے  
 شائع ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ پانچویں صوبے میں تیرہ شریاں ہیں ان میں سے پہلی شری  
 کا عنوان ہے "نرس دومیم" یہ ندری میں ہے۔ باقی منظوم رقمے ہیں جو بیگات کو لکھے گئے  
 چھٹے صوبے کے شروع میں پانچ ہزار میں شری ہیں، اولیٰ ہندو خدا کی ماری میں مرقومہ  
 حریف کا دل سے جو آدم سمون ہی پھیلنے کی نگہداشت کر رہوں کے پیر سوم و رول کے پوتے بلجی کو  
 میں مرقومہ رعلیٰ سنہ ۱۰۹۴ھ، چہارم "اندارا خری" "صالح خری کے انداز پر ادب لکھنے سے  
 متعلق اٹھارہ چابکوں میں، چہارم "دو ہفتہ والدہ بہاد کے نام احکام کی نقل مرقومہ در سال  
 سنہ ۱۰۹۴ھ جو غالب ندری اٹھارہ خری کے سبب اس مجموعے میں شریک کی گئی۔ شری  
 مساک میں بادشاہ نے مولوی مولا محمد علی صاحب سے جو استفسار کیے تھے اور مولوی مساک  
 منحور نے جو جواب دیے تھے، بحرہایت کے انداز پر یہ سوال جواب بھی اسی صوبے میں  
 یکجا ہیں۔ ان مسائل کی تعداد بیانیس ہے۔ دیباچہ اور صوبہ ششم کی اشعار کے بموجب  
 کتاب کو اس مقام پر ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن اندازے کی وجہ سے وہ جاریں اور ملتی ہیں  
 اول چھتیس دفتات پر مشتمل شاہی چل پانے سے متعلق جس قدر غلطیوں کے نام "قرار  
 چار" مرقومہ ۱۹ رجب الثانی سنہ ۱۰۹۴ھ اور دوم مریزا بہا خدا کے "ملک دستبر  
 جس میں انگریزوں کی زیادتی اور اپنی عاجزی کو اختیار اور صحت کے ساتھ قلم برد کیا  
 ہے۔ اس "شرح و تخط" کی سند ملتی ہے۔ بعض اکتوب کے صفحے میں بھی غلطیوں  
 طرح دہش کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

المہارہ سبغین آباد مبارک کے کتب خانے میں "مگز حسبی" نام کا ایک مخطوطہ  
 ہے جس میں بادشاہ کے کچے جوئے سسٹم رقمے اور نوے ہیں۔ اس نسخے کے آخر میں  
 بہت سے صفحے ملتے ہیں اور کلام بھی کسی خاص ترتیب سے نہیں ہے۔ ایک جگہ کچے  
 بھی لکھے ہیں اور ان کے شروع میں "ابتداء کفول افزی" اور اکثر کے حاشیے پر رنگ  
 رائیوں کے نام خود بادشاہ کے قلم سے ہیں۔ اس متفرق کلام میں ہر خطے سسٹم و فیرہ کی  
 پیشانی پر وثنائی سے لکھا ہوا "فانہ نقل کیے جانے کی علامت ہے۔ ملک  
 انور علی اسکے پہلے دو صوبوں کا بیشتر حصہ اسی "مگز حسبی" سے پایا گیا ہے۔ ملک خیر  
 میں صوبوں کی بر لکھی اور ناموں کی جملہ رنگ بندی سے خیال ہوتا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا

کے شکول آخری سے ہوتی، نوزل اور سلاسل کا اعجاز کرنے کے بعد گزرا صغیہ نام تجرید  
ہوا، غزلیں اور منظوم خطا شریک کر لینے پر اسی کو "آخر ملک" کہا گیا جیسا کہ نبی کی ہرست میں درج  
ہے۔ اور جب اس مجموعے کے شایع ہونے کی ہوت آئی تو مرثیہ اور دیباچے میں "ملک آخر"  
کہا گیا جو اس کتاب کا آخری اور صحیح نام ہے۔

## ملاذ الکلمات

۹۲۹۳

مطبوعہ: در مطبع سلطانی (دکلتہ) اہتمام میں الدولہ زیور طبع پوشیدہ

| ہایت   | زبان   | صفحت   | مطبوعات | تقطیع   | ضخامت   | مسطر   |
|--------|--------|--------|---------|---------|---------|--------|
| ۱۱۹۹۹۹ | ۱۱۹۹۹۹ | ۱۱۹۹۹۹ | ۱۱۹۹۹۹  | ۲۲ x ۲۲ | ۲۲ x ۲۲ | ۱۱۹۹۹۹ |

آپاز ص ۱۱۹۹۹۹

بنیاد پر یا عین شمار باغبان بہار  
عمر کریاض و گلشن ہستی و دھوم و دھان  
قلم بر صنایع اورست و کشت لطفیات  
زفا سنای گو یا جیل رخ بر طبع اورست...  
- مصلیٰ یای تختانی مع ولورست مرکب  
یونانی بضم تختانی و سکون داد و دون با الف  
و دون دوم با تختالی با ششہ یونانی  
مرکب، تخت با حیرہ

نہایت ضعیف چھپے ہوئے سول پر کتاب مصنف، مطبع، ہنرمند مطبع اور تاریخ اشاعت  
سے متعلق ضروری باتیں درج ہیں۔ صفحہ ۲ اور ۳ پر دیدہ زریب جدول اور صفحہ ۲ پر نقش لوح  
بسم اللہ کے تحت حمد سے کتاب کا دیباچہ شروع ہوا ہے۔ حمد میں مشہور کتب لغت کے تلامذہ  
میں خدا کی تعریف ہے۔ پھر لغت اور صفت کے بعد صفحہ ۳ اور ۴ پر سبب تالیف بیان  
کیا ہے۔ صفحہ ۵ کی آخری سطری لغت کی ابتدا ہے۔ پہلا لفظ "آپا" ہے۔ لفظ علی خط میں درج  
طرز پر لکھے گئے ہیں۔ تلاش کرنے کی سہولت کی خاطر ہر صفحے پر کچھ لفظ ماحشیہ پر بھی لکھ دیے  
ہیں۔ الفاظ کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق رکھنا چاہی تھی اور ابواب اور فصلوں میں تقسیم  
یعنی حروف کے ہم پر باب اور حروف کی ترتیب پر فصلیں اسی غرض سے قائم کی گئی تھیں

لیکن بعد کے دور بدلنے فرجیب بگاڑ دی۔ "غزوہ" کے بعد "حرم"، اور "حرم" کے بعد "جہنم"۔  
 ایسی مثالیں ایک دو جگہ نہیں ہوا کرتی نظر آئیں گے صفحہ ۷۸ پر لغت کے تمام جہاں کے بعد  
 "خیر" و "مکملات" کے نام سے حصہ لکھا ہے جس میں پہلے صوبہ "الف" کی روایت میں چند  
 غزلیں، پھر لکھی ہیں افسر بہو بیگم کے نام ایک منظوم خط، پھر مقطعات و رباعیات و غزل  
 پھر شوقی، چعل اور آخر میں ۱۳ ہجرت کا ایک ہر ربیعہ۔ آخری تین صفحوں پر چار قطعے شاہزادہ  
 مراد علی جلال صاحب، عطار و الدوزخ حسن، مہاراجہ جے گو پال نائب اور سید محمد اسماعیل جالندہ کے  
 ہیں، آخر میں شاہی کتب خانے کی مہر ہے۔ شہزادہ مراد جلال صاحب علی صدر کے بطن سے نکلے  
 جلال شخص تھا۔ ابتدا میں غالباً صاحب شخص رکھتا تھا۔ یہ قطعہ تاریخ انھیں کا ہے۔

جندار تبہ شہ اختر  
فخر معنور و مم و کیکاؤسی

لغتي از سر تحقيق نوشت شد و بزم علماء اسلام در آن

نام تائیش مسلاؤ نکالآت

گشت آراستہ مانند درس

از مراد جرقه قسم زد صاحب

نئی کی ہر صفت میں "نفت ہفت لہان" کے عنوان سے جس لغت کا ذکر ہے وہ یہی لغت ہے۔ لیکن اس وقت یہ کتاب نامعلوم تھی اس نام بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ تمام جہوں تک اس میں اور پانچ زبانوں کے الفاظ شامل کیے گئے اور مؤلف کے کسی شاگرد کی تحریر پر تازہ کی نام ملا۔ لکھا رکھا گیا۔ تیار۔ کئی نام کے ۵۹۲ اور تاریخ طبعیت ۱۲۹۷ سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ۱۲۹۳ سے ۱۲۹۷ کے درمیانی عرصے میں یہ تالیف انجام پائی ہوگی۔ لیکن جیسا کہ ہم نے تالیف کا آغاز

ملفوظات مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلی

سنہ ۱۹۴۱ء میں شہزادہ مہراجوک کا انتقال ہوا۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ راجپوتوں کی مرنی آف اور وہ فیملی مر گئی، شہزادہ کے صاحبزادی ایک عشقیہ شادی "عقہ درو المعروف بہ سرگرمی شہزادہ شایع ہو چکی ہے۔ اس میں ان کا تعلق بتا کر دکھا ہے۔

1997年12月

میں نے ملحد الکلمات میں۔



بندہ حاضر ہلائی افتادہ خاص عام پرانہ حذین نامہ گنبدہ پیش احباب  
نمودم

اس نے لغت میں بارہ زبانوں کے الفاظ اس لیے داخل کیے کہ وہ اشناطوی مسک کا پر و خوا  
لہ اس بارہ کے عدد کو موجب غرور برکت سمجھتا تھا۔ ملازمتکات کی بارہ زبانیں مولف کے  
الفاظ میں حسب ذیل ہیں:

|                      |                       |             |
|----------------------|-----------------------|-------------|
| ۱: تازی              | ۵: ایتالیہ            | ۹: جلی      |
| ۲: مرکب لغوی و فارسی | ۶: سسکرت              | ۱۰: ہنگو    |
| ۳: فارسی             | ۷: بجا کھائی کوئی ربح | ۱۱: کشمیری  |
| ۴: ترکی              | ۸: پنجابی             | ۱۲: اردو سن |

ملازمتکات کی تالیف کا مقصد معلوم ہو جانے کے بعد اس میں جو نہیں ہے اس کا حکمت  
بیکار اور جو ہے اس کی افادیت کا نشین ضروری ہے اس لغت میں غیر ملکی زبانوں کے  
الفاظ سطحیدہ ہیں اس لیے ان کی تعداد بھی کم ہے۔ ایتالیہ سے مراد غالباً اطالوی یا طبی  
زبان ہے لیکن لغت میں جو الفاظ ملتے ہیں وہ سب انگریزی کے الفاظ ہیں مثلاً ڈاکٹر doctor  
میں Miss، مائی ڈیر My Dear، مارچ march، منگر finger، فرم firm  
کم come، کمپا comp، کمیٹی committee، کمپنی company، بل  
ان الفاظ کے معنی بیان کرنے کے لیے زبان سے اچھی واقفیت ضروری تھی۔ ایسے الفاظ نا  
گاہ بہت ہی عام فہم ہیں لیکن مولف کا ان الفاظ کے معنی بتانا ناگزیر ہے کہ آج سے  
سو برس پہلے ہی یہ الفاظ عام بول چال میں اس درجہ داخل ہو چکے تھے کہ ان کے معنی  
بلا ضروری خیال کیے گئے۔ مولف نے لغت لکھنے کے لیے لغت نہیں لکھی ہے بلکہ  
اپنی ضرورت سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے لکھی ہے اور اس کی امتیازی  
حیثیت صرف اتنی ہے کہ عام لغت نگار جن الفاظ کو نظر انداز کر جاتے ہیں ملازمتکات  
کے مولف نے بطور خاص انہیں الفاظ کو اپنی تالیف میں جگہ دی ہے۔

راجہ شاہ علی پھولانہ کے نیک دوسرے بادشاہ غازی الدین حیدر نے ہفت  
تہذیب نامی ایک لغت عرب کی تھی جس میں تہذیب کی تعریف سے اس کے لفظ معنوی  
کو چھوڑ دیا، نہر ساقی قرار دیا تھا اس الفاظ کے علاوہ ہر طرح کی معلومات یکجا کر دی

نہیں پر عظیم کتاب در حقیقت اس وقت کی انسانی فکر پر پڑیا تھی جسے مہرم سنہ ۱۳۳۵ء وکتوبر ۱۳۳۵ء میں سلطان لفظی نے شائع کیا۔ انگریز سیاست و سرکاریان ہے کہ یورپ میں اسے تائیت کی جے حد تک گئی۔ لیکن یہ اسی ہفت قلم نے واجد علی شاہ کو "نعت ہفت زبان" لکھنے پر آمادہ کیا جو ملاز انکلمات کے دیباچے میں جہاں اور ناموں کا التزام ہے وہاں "ہفت قلم" کا بھی ذکر ہے،

"ہفت قلم پر طائف اللغات ایک نظر . . ."

لیکن ملاز انکلمات صرف نعت ہے اور مولف کے جوش عقیدت کے سبب بجا ہے ہفت زبان کے "دعا زبان"؟

## توشہ آخرت

نئی کی فہرست میں اس عنوان ہے:

"پیتا بیسویں پانچ چار کتابیں مرانی اور مصائب منکوم شہدائے کربلا  
ہیں کہ ادنیٰ مرثیوں کا حساب نہیں کیا گیا"

جس کتاب کا ذکر ہے وہی کتاب توشہ آخرت ہے۔ اس کے چار جزو تھے: وہ جلس کے نام سے شاہی کتب خانے کے مرشدہ و امبارہ سبطین آباد مبارک، لکھنے کے ذریعے

سنہ ۱۳۳۵ء بڑا نظریہ تھی، مگر اس عظیم کتاب ایک کم خدمت فخر مشاہد پٹیل نے برآمد کیا۔ یہ موجود ہے ہر صفحہ کا پیشانی پر فازی اور نیر جید کا تھناے ریاست ہے اور چھاپے اس وقت کے لکھے گئے ہیں۔ کتاب کا نام "مطبوعہ ایضاً" سے لندن سے ملتا ہے یا کیا تھا۔ یہ کتاب ہندوستان کے دیگر شہر کتب خانوں میں نظر نہیں آتی۔

سنہ ۱۳۳۵ء مولوی قمر محمد صاحب محمد صادق خان، ترکی تھیں ہفت نور میں نثر آئیں، لیکن یہ لوگ اس کام میں فازی تھیں جس کے شریک ہے ہوں۔ فازی تھیں جس کے مسخر کپٹن ملک نے اپنے سرزمین پر کو تین دلا یا تھا کہ ایسے قابل لوگ موجود ہیں جو ہفت قلم جیسے کتاب فریبہ سے سکیں، دیکھتے ہیں ہمارے۔

سنہ ۱۳۳۶ء۔



سے برآمد ہوئے۔ نئی کی اشاعت کے وقت فوراً آخرت نام بھی نہیں لکھا گیا تھا۔ اس لیے جس نام سے یہ کتاب اس وقت موسوم تھی اسی نام سے اس کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

۲۳۔ مجلس اول، قلمی، مملوک امام مہاراجہ، سلطان آباد مبارک، کلکتہ ۲۳۔

تفصیل ۱۵، ۳۳ کے اس عوش خط قلمی نسخے کے ہر صفحے پر عثمان بن ہند صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل میں تین کام بناس کے بطور قدیم آئے، ان سے لکھے گئے ہیں۔ ہر سوشیہ کی پیشانی پر ملاحظہ منقش لوح میں سرخی اور سند درج ہے۔ خط نستعلیق پاکیزہ، ابتداء میں قرابت صفات کے حوالے سے، بعد ازاں سبب تالیف کی عبارت ہے:

یہ کتاب سعادت اقبال مرثیہ اسے تصنیف منیف ہند گان سکندر شان  
سلیمان مشہد ملک رقبہ الامام پیر و حضرت فتح المسلمین عاشق صادق و شہ  
معصومین سلطان بن السلطان بن السلطان بن الخاقان بن الخاقان بن الخاقان  
ابو القصور ناصر الدین سکندر بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم محمد  
واجہ علی شاہ بادشاہ عادل و شہر ملک و سلطنت و افغان علی المہدیین برہ و احمد  
کہ از جلد تصنیفات سند ۱۲۷۷ لغایہ سند ۱۲۸۲ منقوب کردہ انبا خان  
الدولہ شرف بھوان اسہن و ترتیب سنہ مرتب نموده قد و چہرہ منقوب  
نہادہ مرثیہ سند درج است لہذا حضرت احمد علی باقی تنس رسوم خیر و نندہ  
اور آفری صفحہ ۲۵۶ پر ترتیب کی عبارت ہے:

”تبت بالتریکہ فیروز خان زاد مرید و فیاض غلام اللہ سوم ۱۲۸۲ سند“

نسخے میں دی گئی عبارت کے مطابق اس مجموعے میں حسب ذیل مرثیے ہیں:

- ۱۔ عرض آب و ہوا بر حبیان کہاتے ہیں صوفی و در محل حضرت عاشق تصنیف ۱۲۷۷ سند
- ۲۔ مردان خدا واقف اسرار عالمیں ۔ ایضاً ۔ ۱۲۷۷ سند
- ۳۔ گلشن کی حفت، بل گلزار سے پرچم ۔ حضرت علی گڑ ۔ ۱۲۷۷ سند

۱۔ امام مہاراجہ نے یہاں بعد کی تیسرے جلد کے سبب اول، دوم، سوم اور چہارم کی ترتیب بگڑ گئی ہے۔  
ملاحظہ میں یہ ترتیب ان نسخوں پر لکھی ہوئے ترتیب کے مطابق ہے۔

- ۳ : غم پر رنگ کہ ہے جہاں رہ گئے اکبر  
۴ : پانچال فری عزت سرکانت ہے  
۵ : غم حسین سے سب جہاں کو لڑ نہیں  
۶ : پیر رنگ کو غم ہے جہاں کے مال پر  
۷ : ہے درد زباں ذکر شد آل جہا کا  
۸ : محبوب خدا بادشہ ہر دہرا ہے  
۹ : کتاب پاک بر شہر ہے طہریون  
۱۰ : اسیری اہل حرم
- ۱ : جمال حضرت امام حسین تصنیف ۱۰۰۰  
۲ : حضرت عباس  
۳ : حضرت امام حسین  
۴ : حضرت عباس  
۵ : حضرت علی اکبر  
۶ : حضرت علی اکبر  
۷ : حضرت علی اکبر  
۸ : اسیری اہل حرم

مندرجہ بالا ترتیب نگاہ پر سند تصنیف کے لحاظ سے ہے۔ قرشتہ، آخرت میں ہر ایک ہر فرد کے مال کا مرثیہ اس کے نام کے تحت آگے ہے اس لیے بجائے مندرجہ بالا ترتیب کے یکے کر شیے ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ اور ۱۱ کے شمار پر درج ہیں۔ ہندوں کا شمار یہاں اور وہاں ہر شیے میں سلسلہ دار ہے اور وہ جوں جگہ وہی تعداد ہے جو ادھر حدیث کی نگاہ صرف الفاظ میں کہیں کہیں رد و بدل ہے۔ مندرجہ بالا مرثیوں میں سے پہلے تین مرثیے کمیات فر مغفون میں شائع ہو چکے تھے۔ اس مجموعے میں ابھی قریب کر بیس گئے۔

## دو مجلس، دوم، قلمی، مملوکہ امام سکاڑہ، سلطان آباد مبارک، کلکتہ

تفصیل ۱۵ x ۲۲ پرندہ مجلس کی یہ دوسری طبع پہلی جلد کے شیخ پر لیکن اس سے زیادہ اچھا سے لکھی گئی ہے۔ حاضریہ شیعہ پاکیرہ لیکن تلفت فروش فرسوں کا، اور سبب تالیف کو عبارت میں حسب ذیل مذکور ہے،

”کتاب سعادت اقبال مرثیہ ہائے تصنیف منیف ہندوگان سکندر شان۔۔۔ کہ از جملہ تصنیفات من ابتدائے ۱۲۸۲ تا ۱۲۸۹ منقوبہ کردہ۔۔۔ حضرت اقدس واعظی ہر دو مجلس مرسوم فرمودند“

آخری صفحہ، صفحہ ۲۲ پر ترتیب میں سند اور ہتم کا نام مختلف ہے ۱  
تمام شدہ مجلس واقع سنہ ۱۲۸۹ ہجری جو گزرا نیسہ ۱۲۸۹ خاندانہ  
رکھیں اللہ اعلم

اس مجموعے میں حسب ذیل مرتبے اسی ترتیب سے ہیں:

۱. شیر خدا ہے مطلع در این مصطفیٰ
۲. خدا کے کسی کا بعد احیب نہ ہو
۳. در دنیا و شہدائے جگر پاک ہو
۴. سر مشک کشنے دانق کھار سے پایا
۵. لباس رنگ سے پر لیدہ ہو پایا
۶. و ہم ہم صانع سرورش بد ہے
۷. اتیری رنے عولا کی عداوت سے پر لچو
۸. ایچے کی روح کاوتے نکلے نکلے ہواں
۹. دے قاسم ندق در و جان لہر زمان
۱۰. مضمون تم سے جان کو کس طرح جو فرما

توسلہ آفت میں سند یہ ۱۰ مرتبے کی ترتیب ۸، ۵، ۹، ۱۰، ۳، ۱۱، ۲، ۱۲ اور ۱۳ ہے۔ ہندوں کی تعداد بھی ہے۔ حرف الفاظ میں کسی کوں عدد بدل ہے۔ پانچواں مرتبہ ۱۲ لباس رنگ سے پر مشبہ وہ فرمایا کہ جس اللہ در بہار کے زیر انعام طبع مصلحتی، کھلنے، سے بتاریخ "بست و ہم نہ بجز سہ ۱۲۷۷" بصورت کتابچہ الفکب یک شائع ہوا اور اسی طرح ساتواں لہر نویں مرتبہ جس سال تصنیف ہوا اسی سال کتابچے کی صورت میں شائع ہوا لیکن ساتویں مرتبہ میں اس وقت حرف نہ پاس بند تھے۔

وہ مجلس اسرم، قلمی، محلو کہ اما سب ارہ سلطان آباد مہارک، کلکتہ ۲۳

تفصیل ۱۱ x ۲۳ کے اس خوش خط قلمی نسخے کے ہر صفے پر چھتائین ہندو کسی کسی صفے پر دو ہند ہیں۔ صفحات کے اعداد شمار سلسلہ طر نہیں ہیں، بلکہ کہیں ہیں اور کہیں نہیں ہیں۔ ہندوں کا شمار ہر صفے میں ہے۔ آخری مرتبہ دو کالمی گیارہ سطری سطر کھائی ہے۔ اکثر شافی میں سرخ و دشتالی سے حاشیے پر یا بین السطر میں الفاظ کی تشریح

سہ۔ لہر نامہ کے کتب خانے میں، بھول کالج موجود ہیں۔

پاسند بھی پیش کی گئی ہے۔ آخری مرتبے میں مختلف سرخیاں قلم کی ہیں اور سب سرخیاں  
سرخ و مشکاتی سے ہیں۔ بہت دایم رمالی کی فہرست اور ایک سطر یہاں ہے۔

”صحیح نمبر شد بہت از غم ذی الجہ سنہ ۱۲۳۳ھ“

- |                                       |                            |         |
|---------------------------------------|----------------------------|---------|
| ۱۔ بہتر پرور کے غنچے کی یاد ہے        | ۱۱۔ رحلت سیری الہی حرم     | ۱۱۔ بند |
| ۲۔ غم حسین سے نسبت نہیں کسی غم کو     | ۱۲۔ حضرت مسلم              | ۱۲۔     |
| ۳۔ احوال حسین ابن علی باعث غم ہے      | ۱۳۔ حضرت حر                | ۱۳۔     |
| ۴۔ جو پروردگار کو ترک کر لے پیش عمر   | ۱۴۔ حضرت امام زین العابدین | ۱۴۔     |
| ۵۔ اقرار مصطفیٰ کا ہے واجب خطا کہ بعد | ۱۵۔ حضرت امام حسن          | ۱۵۔     |
| ۶۔ ساتوں غم کو قانع رب قدریٰ میں      | ۱۶۔ حضرت علی               | ۱۶۔     |
| ۷۔ افتخار محمد کہ ہے جہول پر          | ۱۷۔ حضرت عباس              | ۱۷۔     |
| ۸۔ جب حرم شام کے زندی میں کھلے سوتے   | ۱۸۔ اسیری الہی حرم         | ۱۸۔     |
| ۹۔ اجماع رقم حائر گھر گاہ ہے میرا     | ۱۹۔ رسول خدا               | ۱۹۔     |
| ۱۰۔ جب غاف کو دوزخ تو ثابت ہو چکا     | ۲۰۔ حضرت امام محمد باقر    | ۲۰۔     |

فوسلہ آخرت میں ترتیب مختلف ہے یعنی مذکورہ بالا ترتیب کے بجائے یہی مرتبے  
۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ کے شہر پر درج ہیں۔ بندوں کی تعداد  
اتنی ہی ہے جتنی غنی نسخے میں، صرف الفاظ میں کہیں کہیں معمولی سی ترمیم ہے۔ تیسرا، چوتھا  
اور ساتواں مرتبہ الگ بصورت کتابچہ مطبع سلطان، کلکتہ سے رئیس الدور بہادر کے  
زیرِ تہم سنہ ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوا۔ تو یہ مرتبے کا تاریخی نام ”نظم تاریخی“ ہے یہ مرتبہ  
بھی مطبع سلطان، کلکتہ سے رئیس الدور بہادر کی نگرانی میں بصورت کتابچہ رمضان سنہ ۱۲۹۶ھ  
میں الگ شائع ہوا اور اس کے سورتی پر اس کا یہی تاریخی نام درج ہے۔

۲۱۔ مجلس چہارم، قلمی، مملوکہ امام بک اڑہ سلطان آباد مبارک، کلکتہ

مذکورہ بالا تینوں جدولوں کی طرح نام تو اس کا بھی ”وہ مجلس“ ہے لیکن زقرا اس میں  
سلسلہ ۱۔ تیسرا کتابچہ اڑہ آصفیہ کلکتہ کے کتب خانہ میں دیکھ جاسکتا ہے۔  
سلسلہ ۲۔ یہ کتابچہ صوفی ریاست محمد آباد کے کتب خانہ میں نظر آیا۔

دس مرثیے ہیں اور ہر ایک اس کی کتاب میں دو اہتمام برتا گیا ہے جو پہلی دو جلدوں میں نظر آتا ہے۔ تفاوت اور تفسیر کی عبارت اور شیون کا سبب تھنیت بھی درج نہیں ہے۔ تقطیع ۱۸ x ۲۷ کے ۵۲ صفحے ہیں۔ ہر صفحہ پر عمر نامین بند ہیں۔ شروع میں اس مجموعہ کے تراکی کی فہرست اور صفحہ ۱۰۲ پر یہ عبارت ملے ترقیہ لکھی ہوئی ہے ۱

حسب الحکم ہندوگان سکندر شان خانہ زاد محمد امیر بن جوامہ رقم خان تحریر

نمود ۲۷۱ رمضان المبارک ۱۲۸۹ھ

|    |                                    |    |                      |
|----|------------------------------------|----|----------------------|
| ۱  | اطال بہات جہاں چہادہ تن ہیں        | ۱  | دعاں حضرت علامہ صلیا |
| ۲  | بہ نور دنیا فہم نہ ہو چرخہ بریں پر | ۲  | حضرت علی             |
| ۳  | اشکندہ باب در خورشید بادشہ         | ۳  | جناب علی اکبر        |
| ۴  | اور دول کی دعا نام حسین اہل علی ہے | ۴  | حضرت امام حسین       |
| ۵  | دوسے اردو میں مصوف بہت دوسرے       | ۵  | حضرت علی             |
| ۶  | امیر اللزین شاہ مکرم نام ہوا ہے    | ۶  | جناب علامہ محمد      |
| ۷  | ۱ مطبوع طبع خود رو کلاں یہ کلاں ہو | ۷  | وامعات کربلا         |
| ۸  | آئی جو فخر نسل شہشاہ زمین کی       | ۸  | حضرت امام جعفر صادق  |
| ۹  | اکشیہ خنی سہانہ در صبح بدن         | ۹  | امیر علی اکرم        |
| ۱۰ | دسی کہ چنستان مصطفیٰ ہے حسین       | ۱۰ | حضرت امام حسین       |
| ۱۱ | ۱۱                                 | ۱۱ |                      |

مذکورہ بالا گیارہ مرثیے ترشہ آخرت میں ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳ اور ۶۴ کے شمار پر ہیں اور پانچواں مرثیہ عادی الی فی سبب ۶۵ میں مطبوع سلطان لکھنے سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ سب سے پہلے کلکٹ ناقد اول مطبوعہ خود رقیب ہوا ہے جو مثیل درو حکم کا پیراں کے تقطیع ۱۱ x ۲۳ پر ہے لیکن موقوف نہ ہونے کے سبب اس نسخے سے تاریخ اشاعت کا علم نہیں ہوتا۔

۱۔ یہ کتاب پانچ آف آف آف (کلکٹ) کے کتب خانے میں ہے۔

۲۔ نیز مذکورہ کلکٹ میں درج ہے (کلکٹ) میں موجود مسلم لکھنے اور لکھی۔

## بصورت کتابچہ مطبوعہ مرآئی کا مجموعہ: مملوکہ امامیہ ۱۰ سطین آباد مبارک، کلکتہ ۲۲

مقدمہ بالا چار قلمی مجموعوں کے اکٹالیس مرتبوں کے علاوہ جو فرسٹہ آخرت کا جزو ہیں  
امامیہ کے ذخیرے میں چھپے ہوئے انیس مرتبوں کا ایک مجموعہ ہے جس کے سب  
مرتبے پہلے بصورت کتابچہ چھپے پھر اس ترتیب سے شاہی کتب خانہ کے لیے جملہ  
ہوئے:

| مجموعہ میں | تقریباً ترتیب                       | پہلا حصہ              | دو حصہ | تقریباً ترتیب | تقریباً آخرت |
|------------|-------------------------------------|-----------------------|--------|---------------|--------------|
| ۱          | جہاں پر خداوند کے نام پر ہے         | حضرت علی              | ۳۹     | ۳             |              |
| ۲          | دنیا میں بدول کا بھی جلا کوئی نہیں  | جناب علی اکبر         | ۴۱     | ۲۵            |              |
| ۳          | ادب و افتاد اسلامتہ ہند پر ہے       | حضرت امام حسین        | ۴۶     | ۴۹            |              |
| ۴          | دستور آج مجھے خوف بکا ہوئے          | امیری الہی حرم        | ۴۷     | ۶۱            |              |
| ۵          | اس سے بہشت پیغمبر کا نور عین گیا    | حضرت امام حسین        | ۴۸     | ۶۲            |              |
| ۶          | دنیا میں کوئی جہاں سے جہاں جہان ہو  | جناب عباس             | ۵۱     | ۲۸            |              |
| ۷          | سختیہ دل عالم تباہ ہوتا ہے          | جناب قاسم             | ۵۸     | ۲۹            |              |
| ۸          | احمدیہ ذرا پاک شہادہ قلم کے         | جناب علی اکبر         | ۵۴     | ۴۹            |              |
| ۹          | تاج سرور شہید کے افسانہ میراث       | حضرت علی              | ۴۲     | ۳             |              |
| ۱۰         | اسلم کے پر خیمہ اللہ بلا ہے         | پیران حضرت مسلم       | ۶۳     | ۴۷            |              |
| ۱۱         | جب علم کی آہ گئی نہ گھیرا ہے بھوکو  | جناب علی اصغر         | ۱۵۲    | ۴۹            |              |
| ۱۲         | ۱۱۱ عزت و مرعہ ہے                   | ایضاً                 | ۶۳     | ۴۵            |              |
| ۱۳         | ۱۱ سالانہ برساتیں محمد خاں ہے آئی   | جناب عبد اللہ بنی حسن | ۶۶     | ۴۸            |              |
| ۱۴         | ۱۱ عروج ہر سے بڑھ کر ہے ترتیب       | جناب عون و محمد       | ۵۳     | ۴۴            |              |
| ۱۵         | ۱۱ آل احمد جہاں میں نظر ثانی ہے     | امیری الہی حرم        | ۴۲     | ۶۲            |              |
| ۱۶         | ۱۱ بلخ جہاں میں طائر بس نہیں تھکتی  | حضرت علی              | ۴۳     | ۵             |              |
| ۱۷         | ۱۱ بہار علم سے گوئی کا دامن خال خال | حضرت عباس             | ۴۳     | ۲۹            |              |

جماعت میں

لڑائی آخرت

بجاء ترتیب پہلا صریح دراصل تعداد بند میں لڑائی آخرت

۱۸: غریب و دور کی سرچیاں ہیں غلام جناب خاطر زما ۵۹ ۲

۱۹: اپنے منہ سے دہندہ و غنی جناب علی اکبر ۶۱ ۲۶

۲۰: مجلس غلمی کی چار جلدوں کے ذیلی میں جن کتابوں کا ذکر جہاں سب پر چھاپا ہوا سوچنا تھا

اور ہر صفحے پر میں بند تھے۔ مذکورہ بالا کتابوں میں سے نہ کسی پر چھاپا ہوا سوچنا ہے اور

۲۱: مصنف، مطبع یا تاریخ، شاعت کا کہیں کوئی ذکر ہے۔ تقطیع ۲۱ x ۲۷ کے سادے صفحے

سے ہر کتاب کے ایک ابتدائے ہر صفحے پر دو سہارے آڑا پار خانہ بنا کے پہلے چار صفحے

لکھے ہیں، پھر ایک سطر میں دو جملے بنا کے بیت ہے، اس کے نیچے پھر دو سہارے بند اسی

صورت سے ہے۔ کتابت، علی خط میں ہے اور چھپائی نہیں ہے۔ غالباً یہ مطبع سلطان، لکھنؤ

کی طباعت کے اولین نمونے ہیں۔ اس مجموعے کی جلد کے پہلے صفحے پر شاہی اکتب خانے کی

دو فوں چھوٹی بڑی مہر ہیں اور اکثر جگہ فریم و مسیح بادشاہ کے قلم سے ہے۔ نوشت آخرت

کی کتابت میں اس اصلاح کا خیال رکھا گیا ہے۔ مندرجہ بالا فریم کے متن میں ۱۰، ۱۱،

اور ۱۹، پہلے کلیات حرم میں شائع ہوئے، پھر کتاب کے شکل میں سامنے آئے، پھر نوشت

آخرت میں شامل کیے گئے۔

۲۲: کتابت میں جن پانچ جلد کتابوں کا ذکر تھا ان کے نام مشور کا مصدب کیسے کے

بہادر علی، مصدب دلی، واسطہ آوت میں ملے ہیں کسی مجموعے میں نہیں ہیں ۱

نوشت آخرت

شمار پہلا صریح دراصل تعداد بند میں لڑائی آخرت

۱: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۲: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۳: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۴: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۵: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۶: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۷: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۸: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

۹: ۱۷ جلدوں کا مجموعہ ہے

توشہ آخرت

| فہرہ | پرچہ | مضامین                                   | تعداد ورق | میں ورق |
|------|------|--|-----------|---------|
| ۷    | ۱    | آنکھیں جو نہیں طبع کی پند نشوونما کو     | ۳۸        | ۶۷      |
| ۸    | ۲    | وہ دماغ بدل سادہ فلک کس کی عزائم         | ۹۶        | ۹۸      |
| ۹    | ۳    | وہ دماغ جسے جبریت سے مجبور کیا دماغ نہیں | ۱۵۰       | ۹۹      |

ان توشہوں میں سے پہلے توشہ نمبر ۱۱۶۹ کا تصنیف ہے کیوں کہ اسی سال ذی الحجہ میں مطبعہ کا کھلتے نے اسے گیارہ سطر کے ۱۷۵ ورق پر صورت کشا پھر اچھام سے شائع کیا۔ منقول چھپے جوئے مطوق پر کتاب کے نام کا بگڑا ہوا بنا کر جگہ بھر دی گئی ہے۔ باقی مرثیے مجموعہ مکمل کرنے کے لیے کہے گئے ہوں گے کیوں کہ مرثیہ نگار عموماً ان بزرگوں کے حال میں مرثیے نہیں کہتے۔ کتابچہ کی صورت میں کتنے مرثیے اور توشہ آخرت سے الگ شائع ہوئے اس کا حال معلوم نہیں۔

توشہ آخرت مطبوعہ: در مطبع سلطانی (کلکتہ) انعام بخش اللہ روز نور طبع پور شیعہ

| تصنیف     | زبان | صنف سخن      | طاعت | تقطیع   | ضمانت   | مطبع |
|-----------|------|--------------|------|---------|---------|------|
| ۱۱۶۹-۱۱۷۰ | اردو | مجموعہ مرثیہ | ۱۲۹۹ | ۳۰ x ۳۰ | ۴۳۲ ورق | چوڑا |

بازار قدیم

چھپے جوئے مطوق کا پیشانی پر:

”مناجی علی الصبح لہاجی اور تباکی و رحبت و المنتہ“

وہاں کتاب کا نام اور آخری سطر میں مطبع اور منتم مطبع کا نام لکھا ہے۔ کتاب کے نام سے قبل غنی خط کی چار سطروں میں کتاب کے لیے ”مجموعہ مرثیہ“، مصنف کا نام مع القاب اور تاریخ اشاعت درج ہے۔ صفحہ ۲ سے آخری صفحے تک ہر صفحہ چار گوشوں میں بنا ہوا ہے اور ہر گوشے میں مسدود کے ابتدائی چار مصرعے آڑے آئے ہیں اور بیت حسب دستور قدیم لکھی گئی ہے۔ ہندول کا شمار سلسلہ وار ہے۔ لفظ و غیرہ مطوق

سلسلہ: یہ کتابچہ مرن مہیاست محمد آباد کے کتب خانے میں نظر آیا۔



کے درمیان پاماشیہ پر ہیں۔ کھائی پہ پانی مطیع سلطان کے شایان شان ہے۔ کافہ کے جل چکا  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۸۵ء کا بڑا زلزلہ ہے۔ صفحہ ۱۷۲ سے ۱۷۳ تک حضرت علی اصغر کے حال  
 کا ایک رشتہ بھڑ بھڑائی "پندہ سڑی سڑی" پر کھایا گیا ہے۔

تورشہ آفت میں بجائے فریت کے صفحہ ۱۷۲ پر آنے بندوں میں متفقہ انظار و  
 سبب کیفیت اجتماع مرثیہ ہائے ملک ہے۔

عہد خلیفہ کے بعد ہے نصرت رسول پاکت قرین نیر تن کی ہے پھر بد خاندانک  
 دلاہلی کی عرض ہے دشمن کے منہ میں خاک اختر شخص اس کہ ہے دل غم سے حد تک

گلزار میں جگہ ہے اک منیا برج نا

چھتیس سال سے ہے یہاں ذکر لہا

ہفتاد ایک کم تھے درانی بعد اجدا ان سب کو جمع عشقوں سے اک جگر کیا  
 اسی انتظام مرثیوں کا اس سلسلہ ہوا اک ہے جہاں ہر رشتہ کے حال کا

پھر ہر اسے سیدہ کے حال ناز میں

کس طرح سے تڑپا ہیں اب تک مزار میں

دس حال پاک حضرت صفحہ کشا میں ہیں حضور اک کے بس حق خوش قبا میں ہیں  
 زمین اتنا کے حال میں یک اپنی جا میں ہیں احوال اک کے ہاتھ خوش کی عزت میں ہیں

صاف تو کامال اک میں تو کاظم کا ایک میں

اک میں نام خاص و خاص پر آفت میں

احوال میں تحقیق کے چمک لگنے کے ہے اور ایک حال میں حسن عسکری کے ہے  
 اور ایک نگر و صدر میں مسلم کے ہی کہ ہے پھر ایک حادثات میں قریری کے ہے

زینب کے نور میں کے حالوں میں دیکھ

اجرو ثواب اس کے عرض حق تباری سے

سہہ ترشہ آفت کے منظر نے اسبندہ سبب میں آباد ہوا دیکھا اور اس آفت اور  
 دیکھا کہ کتب خانے میں دیکھا جاسکتے ہیں۔ یہ کہ کتب خانے میں اس کی کوئی بات نہیں

جلد کی نظر آئے

قائم کے مال میں ہیں کہے دو بصد بکا      عباس کے ہیں مال میں مسامت لے سرفا  
 اکڑ کے مال میں ہیں دوسرے لے جو بے رہا      دوسرے ہیں مال اختر ششماہ کو کھلا  
 ایک تو ہے خود دینا مسلم کے مال میں  
 ایک کو کھلا ہے ابو حسن کے مال میں  
 عبداللہ جس کا ہم تھار شک رخ ضیا      اور دس ہیں ہے شہادت سلطان دوسرا  
 حضرت حسین ابن علی جان فاطمہ      وہ میں کھلا ہے قاصد صفری کا اجرا  
 پر چہ میں ہے اسیری اولاد اہل بیت  
 احوال و نواہ گشتن برادر اہل بیت  
 ایک میں تو مال کھلا ہے شیریں کا یک ظلم      احمد سرے میں ہندہ خوش بخت کا ظلم  
 امید ہے کرم کریں شاہنشاہ امم      کچھ ظلم نہ ہیں الم ہولہ، ظلم جو تو یہ ظلم  
 اختر علی سے غالب مشککٹ لائی ہے  
 میں لٹ گیا ہوں ہند میں احمد عالی ہے  
 مولود پاک قائم آل عباس بھی ہے      تو ہے ہے آخرت کا یہاں بھی ہے  
 سن ہارے سوا شافعی میں پکا بھی ہے      احمد خشیہ مذکور داخل کیا بھی ہے  
 قحی تیر چوہی مر الم و حزن و آہ کی  
 فہرست ظلم کی شکل بنی برہ ماہ کی  
 اس منظوم فہرست سے صرف لٹا منظوم ہوتا ہے کہ کس کے حال میں کتنے مرثیے ہیں  
 اور مرثیوں کی تعداد کتنی ہے۔ ہند جو باہا اعدا و شمار کے لحاظ سے اگر فہرست  
 مرتب کی جائے تو یہ ترتیب تو سب سے آخرت میں مرثیوں کی ترتیب کے مطابق ہوگی۔  
 ۶۸ مرثیے سندس میں اور ایک مثنوی میں، ہندوں کی تعداد مع منظوم فہرست کے  
 ۵۱۵۰ ہے، مثنوی ۵۱۵۰ شعر کا ہے۔

## ریاض العقبی

مطبوعہ: مطبع سلطانی، کلکتہ، باہتمام رئیس الدولہ بہار اور



# ریاض القلوب

مخطوط: مملوکہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم۔ حیدرآباد (دکن)

| تصنیف    | زبان | صنف علم   | کتابت | تقطیع   | ضخامت   | مطر  |
|----------|------|-----------|-------|---------|---------|------|
| ۱۲۹۸-۹۹ھ | اردو | مذہبی فقہ | ۵۳۰۰  | ۲۱ x ۲۳ | ۱۶۷ ورق | عاسق |

آغاز ص ۲۔ اختتام ص ۲۳۳۔

یہ نامدار نہ ہر انس و جان بیان میں کون گائی داستان  
 باہمان مہم الرسل مصطفیٰ زمانے میں رہ جاتے گائے گرا  
 بلطف علی شاہ دلائل سوار یہ فقہ رہے گا بہت یادگار  
 مایست پر میرے ہیں بارہا بفضل خدا ہو گا فقہ تمام  
 یہ لکھا تھا بہر اجتناب غریب نیست اللہ بس باقی ہوس

یہ لکھا تھا بہر اجتناب غریب  
 ملو پڑے کوئی جواب شریف

ص ۲ سے اس فقرے کی ابتدا ہے۔ صفحہ اول جو غالباً سادہ ہر گادصلی سے چھپا  
 کر دیا گیا ہے۔ صفحہ ۸۸ تک یعنی جو ایس اوراق پر نقش مطلقاً ماشیہ ہے۔ اس کے  
 بعد سے حاشیے پر نگکاری نہیں ہے۔ بجایا پھول پتوں اور چرند پرند کے نقشے بھی  
 ہیں۔ صفحہ ۲۳۳ تک اصل کتاب اور صفحہ ۲۳۳ سے آخری صفحہ ۲۳۴ تک بطور ضمیمہ  
 اپنی معزول اور نکلتے کسی روحانی سے متعلق اہم تاریخیں، اپنی اولاد اور اولاد کی فہرست  
 مثل بنی کی فہرست کے، اور انگریزی حکام کے نام اپنے ایک شکایت نامے مکتوبہ

سلاہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کا اردو کتابخانہ کا حاشی فہرست ص ۵۲۸، فہرست کے تحت  
 نے اپنے مضمون مطبوعہ ہاتھ نہ بند رکھتے، شمارہ مئی ۱۹۵۹ء ص ۱۳ میں بھی لکھا ہے  
 لیکن اس مینا کا یہی جو سراد مطرواں ان کے بے دیکھے اس مقالے کا صفحہ ۵۰۲۔

ہدایتی مسند ۱۸۷۸ء کی نقل ہے کتاب کا حشر خط مستطیل اور ضمیمے کا خط زخرو میں لکھا گیا ہے۔ کتابت میں کئی رنگوں کی روشنائی کا استعمال ہوا ہے۔ خط کی پاکیزگی اور جملہ محاسن کے سبب یہ خطوط اس قابل تھا کہ نانش گاہ میں رکھا جائے اور خود شاس بنی عین کتب خانہ لیبیا لیا گیا ہے۔ کاغذ کی خشکی کے پیش نظر وصلی نگار اس کی مزید حفاظت کی جاسکتی تھی لیکن یہ کام شاید اس پہ نہیں کیا گیا کہ اس سے خطوط کی چمک دمک ماند پڑ جاتی۔

خطوط کی کتابت مسند ۳۰۰۰ ہجری یا اس کے بعد کی ہے۔ اس خطوط کے سفر ۱۲۲۲ کے ماحشیے پر ایک شعر ہے:

گئے موسے جنت ولی عہدین کہ تھا ایک بن میں تو ہر ماہدین

یہ شعر مشنوی ثبات العقب کا ہے اور مشنوی ثبات العقب کی ابتدا مسند ۱۳۰۰ ہجری میں ہوئی۔

مطبوعہ: مطبع سلطانی (کلکتہ) اتمام رسم الذکر زبور طبع پوشیدہ

| تایید   | زبان | صنف سخن    | طباعت | تفصیل  | ضمانت | مسطر |
|---------|------|------------|-------|--------|-------|------|
| ۱۲۹۸-۹۹ | اردو | مذہبی فقہی | ۱۲۰۲  | ۳۱۵x۳۳ | ۱۲۱۲  | ۱۲۱۲ |

صفحات کا شمار چھپے ہوئے سورت سے ہے جس پر کتاب، مؤلف، مطبع، مہتمم مطبع اور دیگر طباعت سے متعلق باتیں درج ہیں۔ صفحہ ۱، ۲ اور ۳ کے چاروں ماحشیوں پر ایک اور صفحہ ۲ پر محض درجہ بسم اللہ ہے۔ صفحہ ۳ سے آخری صفحے تک (سولے صفحوں کے) ہر طاق صفحے کے سستوی ماحشیے پر متن کے مضمون سے متعلق مختصر سرچیاں ہیں۔ قطع نظر منظم تصہید کے جو نظم کے طرز پر کالم بنا کے لکھی گئی ہے، کتاب میں کہیں بھی سطروں کا تسلسل نہیں ٹوٹا ہے۔ سرچیلوں کی وضاحت کے لیے خط اعلیٰ اور حروف کو الگ الگ دکھانے کے لیے چلیپائی بوٹیاں ہیں۔ صفحہ ۱۲۲ پر کتاب کے نام اور جانے کے بعد صفحہ

۲۲۳ پر اطلاع ضروری کے عنوان سے خط میں یہ مضمون،

”سوائے شیوہ مذہب کے اور کسی سنت ملنے کو اس کتاب کے دلچسپی کے ہم  
اہمیت نہیں دیتے، یہ کتاب خاص مغلیوں کے واسطے بھی ہے، اگرچہ اس  
اس کو ورید نگر میں، یہ کتاب مطلع شاہی سے چھپ کر مفت تقسیم ہوتی ہے،  
نقطہ مسئلہ“

اور اس کے نیچے شاہی کتب خانے کا سر تقریباً ہر نسخے پر پائی گئی۔ مطلع سلطانی کی دوسری کاپی  
پر یہ اعلان نہیں ملتا۔ ریاض القلوب میں کتابت کی متعدد غلطیاں ہیں لیکن محنت نامہ  
کسی نسخے میں نہیں پایا گیا اور یہی ان غلطیوں کو اپنے مقام پر درست کیا گیا ہے۔  
ریاض القلوب کے اکثر نسخوں میں ۲۲۳ صفحے ملتے ہیں اور اس خصوصیت کے پیش نظر  
قبول ہوا کیا گیا ہے کہ جو ضمیمہ منسلک ہے وہ مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے۔ لیکن الباب  
ترجیم نسخوں میں یہ ضمیمہ بھی ہے۔ صفحہ ۲۵ سے ۲۳۱ تک ضمیمہ اور آخری صفحہ ۲۳۲ پر  
مکمل دستخط بالا ضروری اطلاع ہے۔

مقامی محققان مجلس الامنیہ (۱۱۱۱ھ تا ۱۱۰۶ھ) نے بحار الانوار نامی ایک عربی کتاب  
”پیش قدمی میں لکھی تھی اور اہل علم کے لیے خود ہی اس کا خلاصہ فارسی زبان میں بیان حقیر  
کے نام سے عین جلدوں میں پیش کیا تھا۔ حیات القلوب میں انبیا علیہم السلام کے حالات  
اور واقعات کا مجموعہ اور روایت کی تفسیر کے سلسلے میں درج کیے گئے ہیں۔ مجلس  
کی کتاب میں ششائشی غرض کی نہایت معتبر کتاب خیالی کی جاتی ہیں۔ ریاض القلوب  
اسی حیات القلوب کی پہلی جلد کا ابتدائی باب کا آغاز ترجمہ ہے۔ چودہ اشعار کی منظوم تفسیر  
میں کتب کا نام ”مختار اور سنہ تالیف ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے :

”مجلس اعلیٰ ان کے سبب کے لیے دلچسپی شدہ کتب“

”نہدہ ماہنامہ، کتب خانہ کا شمار میں ۳“

”ریاض القلوب کا ایک ایسا ورید کہم حودہ فواد آں آں اور زکات کے کتب خانے میں  
نکال آیا۔ میر تقی میر کے یہ کتب خانے میں اور شاہ جہانگیر کے کتب خانے میں  
اور شاہ جہانگیر کے کتب خانے میں اور شاہ جہانگیر کے کتب خانے میں۔“

مرے دل میں اک رند ہے آگیا      کہ ہر فائدہ وام کار ہنسنا  
جسے داری میں حیات القلوب      ہر دہر میں جو تو نہایت ہو خوب  
وہیں ترجہ اس کو کرنے لگا      مئے نیک پر اہل میں بھرے لگا  
کھا نام اس کا ریاض القلوب      نہ جس سے اختر کا ہاں زوہب  
جواب بارہ سو پر میں اٹھاؤں سے      من ہمیری اسے خوش سیر جانے  
اسی سن میں کی ابتدا نثر کی      خدا مصل دل میں دے روشنی

ریاض القلوب حیات القلوب کا عقلی ترجمہ ہیں ہے بلکہ مترجم سے ملے جگہ حذف اور اضافے سے کام لیتے ہوئے اس کو ایک جدا تالیف کی حیثیت دے دی ہے۔ شروع کا بیشتر حصہ نثر میں ہے اور کہیں کہیں کوئی مصرعہ یا چند اشعار میں مضوم ترجمہ ہے بطور مثال پہلی ایک قسط میر تقی میر کا اور صفحہ ۱۲۲ سے صفحہ ۲۰۴ تک ایک سو سولہ بندوں کا ایک مشہور مترجم کا فہرستہ تصنیف ہے۔ مغلطی کے بند میں اپنے لیے اور آخری بند میں ملکہ و کوثر کے بے دعا کی ہے۔ پانچویں باب کی پہلی فصل بیشتر نظم میں ہے۔ اس باب کو ختم کرنے کے بعد مغلطی نے نثر میں ترجیے کا خیال ہی ترک کر دیا اور جو کچھ ترجہ کیا ہوا چکا تھا اس کو نئے سوسے سے نظم میں کہنا شروع کیا۔ ترجیے کی منظوم شکل ثبات القلوب کے نام سے ہمارے سامنے آئی ہے۔ ثبات القلوب کے پانچویں باب کی پہلی فصل اور چند اور اشعار اسی ریاض القلوب سے لیے گئے ہیں۔

## ثبات القلوب جلد اول

اس مشوری کے میں لکھی نئے دستِ نیاں جو سے ہمد یہ میزوں نئے ماضی اور میزوں  
ام ایہ ایک سے آواز اور ایک سے اختتام کا علم ہوتا ہے :

نوٹ۔ مثال کے طور پر ثبات القلوب، جلد اول، قلمی، صفحہ ۲۴ سے صفحہ ۳۹ تک کے اشعار طبع  
پیر کی خط پائنتانے کے ریاض القلوب صفحہ ۲۰۴ سے صفحہ ۲۰۷ تک کے ہدایتی ترجمہ خود ہیں۔

آغاز از صفحہ ۱۰۱۱ منظرہ مذکورہ ذیل۔

حیات قلوب دول مردگان      جہنمہ نائے گل رودگان  
برادی ضلالت کے طے کر کے یار      بیا لاتا ہوں حسد پروردگار  
ز حیاں بے شکر میں ہر ضعیف      مرضِ عم کا ہر توفد ہر طیب  
وہ بے مثل ہے کردگار جہاں      نہیں اس کا ثانی یہاں اور وہاں  
مقرب جو درگاہِ وحدت کے ہیں      وہ پامس دستِ حمایت کے ہیں

ختم از صفحہ ۱۰۱۲ منظرہ ۱۰۱۲

وہ ہے طہر ذلِ ثباتِ انقلب      نریاں ہے یہ اردو سہایت ہی حوب  
سہ سال اور یم اسے کی فکر ہے      مضامین میں عہدہ یہ ہے خوب ثے  
ہیں اب سیرہ صد چارائے جواں      سن محری ہے قلم یہ د سستال  
بہت میں نے کھایا ہے خوں بگر      نورِ قدر سے میں گونہ ہے یہاں پل نر  
وسیلہ ہو بخشش کا شاید یہی      ہوں درگاہِ اللہ سے صبی

منظرہ ۱۰۱۳: مملو کہ کتب خانہ باؤس آف اودھ (کلکتہ ۱۷)

| تصنیف     | زبان | صنعت سخن   | کتابت     | تقیض      | صحافت     | مطر خط    |
|-----------|------|------------|-----------|-----------|-----------|-----------|
| ۱۰۱۳-۱۰۱۴ | اردو | مردہبی شوی | ۱۰۱۳-۱۰۱۴ | ۱۰۱۳-۱۰۱۴ | ۱۰۱۳-۱۰۱۴ | ۱۰۱۳-۱۰۱۴ |

۱۰۱۳-۱۰۱۴: تصنیف اول پادشہی نستیق

صو کی پہلی سطر کے اس شعر:

جو اس میں اراٹا سمات ہیں

نظر سے تر تم کے سب سات ہیں

۱۰۱۴-۱۰۱۵: حیاتِ انقلب میں امتداد ان الفاظ سے ہے:

حیاتِ قلوبِ مردہ دلائلِ بردی ضلالت و حیرانِ حیران

یہاں ساندہ نیست کہ مقربانِ درگاہِ احد بخشِ بزمِ انبیائی لڑای

شکرِ مستہنایِ انتہائی اور عہدہ آمد۔



سے غلط کا آغاز ہوا ہے۔ خود بادشاہ کے موصے کی پہلی نقل ہے جسے فصاحت خوش فریوں نے خود بادشاہ کی کمالیہ میں صاف کیا ہے اس کی فصاحت شہادتیں ہیں۔ اہم تر شہاد میں بطور حوالہ درج کی جاتی ہیں:

دلف، صفحہ ۳۰ پر ایک شعر ہے:

خوش آواز آئے جہاں میں درمل اسے یاد رکھ لے جہاں کر فہرل

پہلے مصرعے میں نقل فرمیں نے خوش کے بعد آنے لکھ دیا تھا۔ خوش پر ماد بنا کے حاشیہ ہے: "آواز" بادشاہ نے لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کاتب کا لکھا ہوا بادشاہ کی نظر سے گزر چکا ہے۔

اب، صفحہ ۲۲۲ سے ۲۶۴ تک، صفحہ ۵۲۳ سے ۵۲۸ تک اور صفحہ ۵۳۰ سے ۵۳۸ تک، کل ۲۵ صفحوں پر پہلے مصرعے کا پہلا مصرع یا اس کے ابتدائی چند لفظ بادشاہ کے قلم سے ہیں۔ غالباً یہ اس ہدایت کی نشان دہی کرتے ہیں کہ نقل نویس کو صوفیہ صاف کرتے وقت صفحہ کو اس مصرع سے شروع کرنا چاہیے۔

اچ، چند مقامات ایسے ہیں جہاں ولوی سنائے جگہ حالی چھڑ دی گئی تھی، غالباً اس سبب سے کہ صوفیہ صاف کرتے ہوئے نقل نویس ان الفاظ کو ٹھٹھ سے قاصر رہا یا وہاں کچھ ہوتا چاہیے تھا، اسی تھا۔ ان خالی جگہوں کی غارتگری کے لیے بتانے والا صوفیہ بادشاہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

اس غلطی کی اور بھی چند خصوصیات قابلِ ذکر ہیں:

دھ، تین یا تین سے زیادہ کا تیرلہ مل کر اس غلطی کے فصاحت جنم لکھے ہیں، جو صوفیہ صفحہ ۵۲۳ پر ہے ۵۲۵ پر ہیں، جو صفحہ ۵۲۳ یا ۵۲۵ پر ہے صوفیہ ۵۳۱ پر نہیں۔ (ب) دھوق میں پر صفحات ۲۲۲، ۲۲۳ اور ۵۸، ۵۹ میں کسی سبب سے بدلے گئے ہیں۔ رشتہ کی جامع بڑائی کا نشان ہے۔



و اضافہ مزید میں کیا گیا۔ انھیں خطوں اور حرفوں اور اضافے سے پہلے معلوم ہو جاتا ہے کہ قبل  
کا نسخہ کون سا ہے اور بعد کا کون سا۔ پہلے نسخے کے کھنڈے میں اکثر وہ سطریں ملتی ہوتی ہیں۔ سہ  
مختلف کا تہوں سے ملتا ہے، حاشیہ پر بھی شعر ہیں۔ دو سطر ایک ہی خط میں ملنے، سطر  
میں کوئی خطی نہیں، اور حاشیہ پر بھی ایسا کوئی شعر نہیں جو اول الذکر نسخے کے حاشیہ پر  
نہ ہو۔

دب) اول الذکر مخطوط صرف سیاہی اور سرخی سے کھایا گیا تھا۔ اس مخطوطے کی کتابت  
میں سیاہی، سرخی، نیل، آب نمد اور رنگ برنگی ردشنا بول کا استعمال ہوا  
ہے لیکن اس اتمام کے باوجود ایک ایسا شخص بھی ہے جو اول الذکر مخطوطے میں سیاہی  
ہے۔ اول الذکر مخطوطے میں سطروں کو رنگ الگ دکھانے کے لیے درمیان میں ایک شعر  
کلمہ کے دونوں طرف بلکہ بالی چوڑی گئی تھی، ساتھ ہی کہیں کہیں حاشیہ پر اضافہ بھی  
تھا۔ مخطوط ۲ میں اس اضافے کو بعد از جلد صحت کر اول الذکر مخطوطے کے اور باقی  
سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے حاشیہ میں سرخی کی سطریں صرف ایک ہی شعر نہیں  
کھانے بلکہ جس طرح ایک سطر میں دو شعر لکھا جاتا تھا اسی طرح لکھا گیا ہے اور سرخی  
کی نشانی درجی کے لیے صرف ردشنائی کا رنگ بدل دیا ہے۔ اور جہاں کسی طرح کے  
اضافے سے مجبور نہیں کیا ہے وہاں مخطوط ۲ کی سرخیاں بھی مخطوط ۱ کی سرخیوں کی طرح  
ایک ہی سطر میں ہیں۔ اگر دونوں نسخوں کے صفحات میں مطابقت پیدا کرنے کی شرط  
نہ ہوتی تو مخطوط ۲ میں عبارت کو کچھ کی صورت نہ تھی۔ شروع سے آخر تک سرخی کا  
ایک شعر ایک سطر میں لکھا جاتا اور یہ نسخہ پھیلا ہی جاتا جسے کبھی ایک دوسرے سے

سہ۔ ثبات مکتوب، جلد ۱، مخطوط ۱، صفحہ ۳۴ اور ۴۴ پر پہلے ۴۱ کے ۳۳ سطریں ہیں۔

سہ۔ پیمینٹ صفحہ ۳۴ کے حاشیہ پر ایک شعر ہے۔

سہ۔ یہ تھا اسی حاشیہ میں کہ جس نے مخطوط ۱ کے ابتدائی جزو اور چند اور جزو لکھے تھے۔

سہ۔ جو شعر دونوں نسخوں کے حاشیہ پر ہیں وہ غالباً دونوں نسخوں کے مرتب ہونے کے بعد لکھے گئے

دشاد دونوں نسخوں کے ص ۴۴ پر تھی اٹھارہ کلاموں اور صرف مخطوط ۱ کے حاشیہ پر آیا ہے

مخطوط ۱ کے حاشیہ پر نہیں ہیں، بال کے لیے مخطوط ۲ کے متن میں گہرائی نکال کے داخل کر دیا ہے۔

میں ملے۔

۱۵۱) فلک جہانت میں اگر صرف پچاس ہزار چودھ سوار کا تہ عہدت کو پہلے کر یا گتہ کر ہی آسانی محاسن صفی میں صومع کو بیٹ سکتا ہے بلکہ اگر کسی اصطلاح نظم میں چودھ سوار اس وقت تک اسکا رک کرنا پڑے گا جب تک پہلے یا گتہ کے پہ گناہوں نہ نکل گئے۔ مذکورہ بالا وہ خطروں میں اسی گل سے ظاہر ہوتا ہے کہ کون سا نسخہ اصل صحاح کتہ سال نقل: صفحہ ۸۷ تک ۳۳ سے ۵۳ تک ۲۷۹ سے ۲۸۱ تک ۲۹۰ سے ۲۹۲ تک ۳۱۹ سے ۳۲۱ تک ۳۷۹ سے ۳۸۱ تک دونوں نسخوں کے صفحہ ایک دوسرے کے مطابق ہیں۔ مگر درمیان صحاح میں کسی ایک نسخہ ایک ڈیڑھ صفحہ آگے بڑھ گیا ہے۔ کبھی دوسرا صحاحت کی خاطر چند شاخیں پیش کی جاتی ہیں:

۱) خطوط ۱ میں صفحہ ۱ کے مابین پر دو شراہ صفحہ ۱۷۱ پر آ کر کہا ہے کہ یہ ایک سطر کی مروت تھی اس ایک سطر کی جگہ نکالنے کے لیے کاتب نے صفحہ ۱۷۱ سے عدت کو گھٹا دیا تھا خطوط ۲ کے صفحہ ۲ پر عربی کی ایک عبارت دو سطر میں تھی۔ گتہ کے ڈیڑھ سطر میں لکھا، آدمی سطر جہاں سے ملی صفحہ ۳ پر عربی کی دوسری عبارت ڈیڑھ سطر میں تھی، اس کو ایک سطر میں لکھا، آدمی سطر جہاں سے ملی خطوط ۲ کے صفحہ ۵ کی آخری سطر خطوط ۱ کے صفحہ ۱ کی پہلی سطر تھی لیکن صفحہ ۱ کے مابین کے دو شراہ نکال کر لینے سے دو سطر بچنے صفحہ ۱ کے آخر میں پھر مل گئے۔

۲) خطوط ۲ کے صفحہ ۳ پر پہر ایک سطر کا اضافہ کرنا تھا۔ اس اضافے کی خاطر گتہ کا کل سرفی کے ساتھ کیا گیا خطوط ۱ کے صفحہ ۱ اور صفحہ ۱۰ پر آدمی سطر کی سرخیاں ہونٹائی کے لیے تھیں۔ میں کہہ کے دو سطر عربی جوڑ دی گئی تھی۔ صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۳ تک اور کئی گنا شش گتہ کی نہیں تھی۔ کاتب نے انہیں سرخوں کو گتہ دیا۔ یعنی ہنگامہ چھوٹے غیر سرخوں کے لیے روکشائی دہی کر صفحہ ۱۱ کے اضافے کو سمیٹ دیا۔ یہ اضافہ آدمی سطر میں ۱

۱۵۲) یہ کہ صفحہ ۳۳ کی کثرت میں بطور واحد یہ اضافہ جس کے رنگ کے لیے دیکھنا خطوط ۱۵۲ کیلئے آخری کی تہ میں ہیں یہ کہ خطوط ۱۵۲ میں تھیں تھی، پہلے ہونے بنا کہ ہر بھری گتہ

یہ تاریخ پسداکش بندہ ہے کہ نقشیں ہیں ہے کیا کہہ ہے

اور آدمی سطرین ۲۰ وارث توح و تھیں ۱۳۷۳ء خطوط میں نہیں ہے۔ غالباً زبانی  
ہدایت کے مطابق جیسا کیا گیا تھا اور پھر اس پر بھی پالی پھیر دیا گیا ہے۔

(۱۳) خطوط ۲ میں صفحہ ۲۸ پر کاتب سے سہا ایک شعر چھوٹ گیا تھا خیال کرنے پر اس  
شعر کو درجہ پر لکھ دیا لیکن باقی سطرین کو بدلنا ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ اس صفحہ کے آخر  
میں خطوط کے صفحہ ۲۸ کا پہلا شعر شریک کرنا پڑا۔ مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں گننا  
کیا تھا یہاں پہلے نے کی حدود تھی کیوں کہ اگر خطوط ۲ کی عبارت کو پھیلایا جائے تو خطوط  
۱۲ اسی طرح نصف سطر آگے چلا رہتا۔ خطوط کے صفحہ ۲۹ پر عربی کی عبارت ایک سطر میں  
تھی۔ کاتب نے خطوط ۲ میں اس عبارت کو بڑے سطر میں لکھ کے اس مقام سے پھر دونوں  
نمونوں کو برابر کر دیا۔

(۱۴) خطوط ۲ کے صفحہ ۱۱ پر ایک شعر کا حرف پہلا صحیح ہے ظاہر ہے کہ اس سے جو رحمت  
نصیب، دوسرے صفحہ کو بدلنا چاہی ہے۔ خطوط ۱ میں دوسرا صحیح بھی ہے: ”و تھو خاند  
دور و قریب“ لیکن عاویہ میں ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ خطوط ۱ پر بلاشبہ اور کاتب  
دونوں کی قوم رہی ہے اور خطوط ۲ کو کسی سبب سے آسکل چھڑ دیا گیا ہے۔ اس خیال کی  
مزید تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خطوط ۲ کے آخری صفحے میں عربی کی عبارتوں  
اور ایسے ہی دوسرے کاموں کے پے بگ خالی ہے۔ خطوط کے ابتدائی صفحے میں بائیں دائرہ  
کے ہر صفحہ پر دائرے کے اندر تھری سیریاں لکھنا شروع کی تھیں۔ صفحہ ۷۹ کے بعد  
سے دائرے خالی ہیں اور صفحہ ۱۲۱ سے دائرے بھی نہیں ہیں۔

اصل اور نقل، سکل اور سکل، نیز الفاظ اور اشارے کے فرق کے علاوہ دو قابل ذکر فرق

۱۳۷۳ء - طبع تاریخ و تھیں سے (۷۰۰ + ۱۰۰ + ۱۰۰) ۱۳۷۳ء برآمد ہوتے ہیں۔ خطوط میں ۱۳۷۳ء  
نقل لکھا ہے۔ مگر ۱۳۷۳ء کا ہونا جب بھی غلط ثابت ہے۔ دہلی شاہ کا سید پیدائش ۱۳۷۳ء  
ہے اور غالباً اس کا طبعانی کے سبب سے اس عبارت کو مٹا دیا گیا۔

۱۳۷۳ء - طبع انصوب، ہزار نقلی، خطوط ۱۲ دیکھئے مگر ۱۳۷۳ء اور ۱۳۷۳ء کے پے بگ سطرین کے  
پے اور ۱۳۷۳ء (دو بگ) عربی کی عبارتوں کے پے،

جنہ فطوطہ کے کئی ماٹریوں پر مشتمل ہیں جو اسی مقام پر فطوطہ میں لکھی گئی تھیں اور اس  
 امر کا ثبوت ہے کہ یہاں وہ دونوں صوفیوں کے مرتب ہونے کے بعد کیا گیا۔ لیکن فطوطہ  
 میں یہ شعر آج بھی باقی ہیں اور فطوطہ میں ان کو مسخ کرنا یا پھر یہی نئی تراویح  
 کے متعلق کرنا گئی ہے۔ یہ قطع برادرگاہ بادشاہ کے منشا کے مطابق ہے جس کی کئی ہوتی  
 تو اسی مقام پر دوسری فطوطہ ہوتی ہوتی اور اس پر اسی کا تب کا خزانہ ملتا۔ فطوطہ کے  
 صفحہ ۳۳ پر کئی کی جگہ یہ عبارت آج بھی موجود ہے: "وہی ہاتھ بدلی کر۔۔۔"

اس سلسلے پر شعر نہیں ہیں صرف ایک نسخہ میں ہے۔  
 یہ فطوطہ پر کئی مرتب ہے۔ جگہ پر کتنا زیادہ صحیح ہوگا کہ مہر خانی وہ اسی شان کو  
 کہنے کے لیے پہلے وہی آخری مدنی کا نصف آخر تک کر دیا گیا۔ فطوطہ پر صرف  
 ۱۰ امیر علی خان جگہ کی مہر ہے اس مہر کا دعوہ و اتنا ہی پر اسرار ہے جتنا شادی کتب خانہ کا  
 مہر کا ہونا چاہیے۔ موش ایک یاد دہانہ مہر ہوتی ہے، بتدایں، یا ابتدا اور آخر دونوں  
 جگہ اس فطوطہ پر تین جگہ جگہ کی مہر ہے: صفحہ ۱۱، صفحہ ۱۲ اور صفحہ ۱۳۔ یہ مہر وہ ہے  
 کے برابر مہر ہے۔ ہر سے دائرے کے اندر وہ چھوٹے دائرے اور جس حق کو ایک فطوطہ پر  
 ملاحظہ سے نوک جیسے ہر سے دو ڈال لایا گیا ہے۔ یہاں کی دستخط مہر میں سنہ ۱۰۲۰  
 امیر علی خان اور پھر سنہ ۱۰۲۰ کے وسط میں لایا کھلا ہے۔ اگر امیر علی اور وسط  
 رشک کے شاگرد اور وسط سلطان کے مہر "ہلال" کی مہر ہے تو ان کا ۱۶۱۲ء سے قبل  
 انتقال ہو چکا تھا۔ مشیوع بیوی کی سنہ ۱۰۲۰ء میں اشاعت کے بعد سنہ ۱۰۲۰ء  
 کی کتابوں پر ان کا نام ملتا ہے اور فطوطہ ہلال ایک منور فطوطہ کی مہر کا کتاب پر ہوتا  
 بہت سے نسخوں میں ملتا کہ سنہ ۱۰۲۰ء کی حالت میں صرف چار ہی صورتیں ممکن  
 ہیں:

- ۱) فی التخصیف ۹۳، ۹۴ میں دایرہ ہلالی شاہ کا بیان ملتا ہے، ہلال ۱۰۱۳ء میں زندہ تھے۔
- ۲) جو مکی مہر ہے وہ کوئی دوسرے حق میں رشک کے شاگرد اور سلطان کے استاد حق نہیں ہیں۔
- ۳) دایرہ ہلالی شاہ کے کتب خانہ کے اور کسی جگہ فطوطہ کے گزرتے ہیں جس میں اسی مہر کو نصف  
 کہنے کے لیے فطوطہ کو بیاہ دیر کے برابر کہنے کے لئے لکھا گیا ہے، اس میں ۱۰۲۰ء

(۱۲) جس جھٹے پر آلہ کی مہر ہے وہ حقہ آلہ کے انتقال سے قبل نظم کیا جا چکا تھا۔

(۱۳) کسی فرد نے ایک مشرعی شخص کی مہر ثبت کر کے جعل کیا۔

آثار و قرآن سے آخری صورت ہی زیادہ قابل اعتبار ہے۔ کیونکہ غلطوۃ کا غلطوۃ اکو سامنے نہ کر رکھا جائے ہر طرح ثابت ہے۔ خود بخود لپٹا آئے ہیں ثابت ہے کہ یہ غلطوۃ اسی کتابت نہ لکھا ہے یہ غلطوۃ ایک چہرہ جو کہ چھاپا خاصہ بٹھاؤ کے ذرا بعد رونق کیا اور غلطوۃ غلطوۃ نہ لکھی کہ غلطوۃ کی اصلاح، انگہ لکھی غلطوۃ کے استعمال اور مصنف کی مہر ثبت میں یہ وہی کی جاتی غلطوۃ نقل ہونے سے قبل غلطوۃ کا ماسک بدل دیا۔ اگر بادشاہ کی حیات میں یہ غلطوۃ شاہی کتب خانے میں داخل ہو گیا ہوتا تو شاہی کتب خانے کی مہر مہر چہرہ۔ بادشاہ کی آنکھ بند ہوتے ہی اگر یہ خط کے عمل دخل اور شاہی کارخانے کی اجزی میں یہ ناقص نسخہ جس شخص کے ہاتھ لگا اس نے اسی میں عایت بھی کر پناہ میں ثابت کرنے کے لیے کوئی سی بھی مہر ثبت کر کے کسی کی ملکیت کی قرین کر دے۔ اسے یا کسی کو بھی کیا معلوم تھا کہ تاریخی اجمیت کے حامل یہ دونوں غلطوۃ جو کبھی مصنف کی سند پر لکھے تھے انہی برس احمدی کی منزل کا سفر طے کرے پھر بھی کیا بولے لیکن کس حالت میں کہ ایک میں مہر کی خاطر رونق نہ چوں گے اور دوسرے پر مہر تو ہو گا لیکن وہ مصنف اور ملک کی مہر نہ ہو گا۔

غلطوۃ ۲ صفحہ ۲۹ کے اس شعر کے بعد سے ناقص ہے۔

وہ خدمت کرے گا زری آن کر

تجھے جوگی راحت نہ کر گر چہ پر

غلطوۃ ۳: مملوکہ امام مبارک سبطین آباد مبارک، کلکتہ ۲۲

| تہذیب | زبان | صنف سخن     | کتابت | تقطیع | ملاحظات     | سطر خط |
|-------|------|-------------|-------|-------|-------------|--------|
| ۵۳۴-۴ | اردو | مذہبی مشعری | ۵۳۴   | ۱۱x۲۲ | ۱۱۱ اور ۱۱۱ | ۱۱۱    |

نسخہ اولین اور ثانی

صفحہ ۲۲ سے اس نسخے کی ابتدا ہے، صفحہ ۲۲ پر اختتام۔ شروع اور آخر کے شعر یہ ہیں:

آغاز ص ۲۲

تاسف تو یہ ہے کہ تھاروز نمر

میاں جہو میں جبکہ پہنچی خلیل

بڑھادل میں تھراؤں جھٹے کا بحر

بزمین می و قدیر و جلیبیل

وہاں بائیں جانب لٹایا اور دھبی نہ بکھا تھا جودہ دکھایا اور دھبی

انعام ص ۹۳۳

روایتیں کر تی سن ایڑ قصبہ بنانا تھا فاروق خود کیمیا

کو کتنا تھا قصبہ میں نے کیا یہ علم از عرفا بسر باں با صفا

کہا ہی کہ موی لی خود کیمیا بتائی تھی اسوں کو سن ای پارسا

آغاز کے شعر خطوط اور کے شعر ۳۱ ہاور انعام کے شعر خطوط اسکے ص ۵۵ پر ملتے ہیں اول تذکرہ کا شعر۔ تری باب کی چھ فصل سے اور آغاز تذکرہ کا تیرہویں باب کی خطوط فصل سے ہے۔ خطوط کے لہذا اتنے خستہ ہو چکے ہیں کہ خطوط کی حفاظت کی خاطر ان کو نہ چھڑایا ہی مناسب ہے خطوط سے اس نسخے کے جسے لہذا کی حفاظت کی گئی خطا مختار دست نکلے۔ خطوط میں قصبہ دوا قصبہ کے لیے ماسخہ پر از قصبہ ۲۱ اور موافق ۱۰۲ از موافقین ۱۰ دکھا ہو رہا ہے۔ خطوط ۲ میں بھی ایسا ہی ہے اور خطوط ۲ میں ایسا نہیں ہے۔ خطوط ۲ صفحہ ۱۲ کے بعد سے ناقص ہے لیکن کتابت میں خامیاں اس سے چھپنے شروع ہو چکی ہیں۔ صفحہ ۳۱ تک خطوط اعلیٰ دست ہے اس لیے خیال ہو رہا ہے کہ خطوط ۲ کا ہمارے دہائی خط خطوط ۲ کے شروع کا جزو ہے۔ خطوط ۲ کے کچھ جزو نکلے جانے کے بعد ممکن ہے کہ ہمارے دہائی خط خطوط ۲ کے کتابت کرانے کا شروع ہوا ہو اور اس طرح مشورہ کا دہائی خط خطوط ۲ کے طرز پر لکھا جانے لگا۔

کتابت اور آرٹس کے واسطے یہ خطوط اپنی مثال آپ ہے ہر صفحے پر دو ہی سہی جملہ ہے۔ صفحات کا شمار کتابت کے خط پر جودہ وال کے درمیان کیا گیا ہے۔ سبھاویہ سرخی، بیل، شغوف، زعفران، جگر اور ہر معلوم کتنے رنگوں سے مکھی ہوئی عبارتیں۔ نیز سطروں کے درمیان رنگ برنگی بازک بازک جلیں، پھول پنیاں، چڑیاں اور میاں کھری جب بسیار دکھائی ہے۔ ہر دہائے صفحے کے آخر میں گلدستہ یا جلی، فیر، دریائی گولہ گشت نے، دھنی، مرغچ، لہو شہ، جس یا بلخ و غیرہ کے حکم میں بائیں صفحے کا اشارہ لکھا گیا ہے اور ہر بائیں صفحے کے ماسخہ کے وسط میں گیا سببئی بیڑ لہائی میں سطحوں نشست پر سرخی مکھی یا دھال لہذا اس کے درمیان مغفون کی سرخی، اس پر تاج، تاج پر چتر، اور چتر پر بادشاہی نہایت خوبی مصفا کی اور ہاں کج سنجی سے بنایا گیا ہے۔



ہمسوس یک دہا نفس کام ایسے مٹی کندہ کیا گیا جو اس خطا کدہ کی کار و مرستہ نالہ کے متن  
 و تھا۔ اور ان کے درمیان ہم کے طرح پر مٹی کا نڈنگا کے تھوڑی بہت حفاظت کر لی گئی  
 ہے لیکن کچھ مشکل کی طرح اب اس طرح کا عرصہ مٹی سے رکھنے کے سبب ورنہ نہاد  
 ہو گئے ہیں اور اگر احتیاط نہ برتنے جائے تو وہ بھی کسی کام کے نہ رہیں گے۔ و مٹی لگا کر  
 خطہ کے کی حفاظت ممکن ہے لیکن اس سے مینا کاری کی جگہ و مکمل مدد پڑتی ہے۔

ریاض القلوب کا طرح اس مشنری کا موضوع بھی ابیا عظیم اسلام کے حالات اور  
 معجزات ہیں اور حق ہے تو یہ کہ ریاض القلوب میں حیات القلوب جلد اول کا حاکم اور  
 نثر میں پیش کیا گیا تھا اور ثبات القلوب میں واحد علی شاہ نے اسی کتاب کا نظمی نظم  
 نو کر کیا ہے۔ ترمیم اور نثر کے ساتھ ساتھ ناموں میں کہیں اپنے حالات بیان کیے  
 ہیں اور کہیں آنے والے واقعات کے مطابق دنیا کی بے ثباتی اور دنیا والوں کی خودی  
 اور اسی طرح کی دوسری باتیں نظم کی ہیں۔ حیات القلوب جلد اول میں اڑتیس باب ہیں  
 آخری باب میں وارث و مراثیت کا قصہ ہے۔ ثبات القلوب میں بھی اڑتیس باب ہیں اور یہ  
 جلد بھی وہیں تمام ہوئی ہے جہاں حیات القلوب کی پہلی جلد تمام ہوئی ہے۔

واحد علی شاہ کی دو خصوصیتیں جو ان کی دیگر تصانیف میں ایک آدھ جھلک دکھا کر  
 غائب ہو جاتی ہیں اس مشنری میں لہنے پورے شباب پر ہمہ تن خصوصیتوں میں داخل  
 نظم کرنے کا شوق ہے۔ ہر شاہ کی دوسری مشنریوں میں سرعیاں نثر میں تصویر ہر شاہ  
 نے اس مشنری کے لیے سرخیوں کو بھی نظم کر دیا دوسری خصوصیت ایک ہی بات کو  
 طرح طرح سے دہا کرنے کا شوق ہے اس شوق کے پورا کرنے کے لیے اس مشنری  
 میں کافی گہنا کشش تھی۔ اول تو ”پہلا باب“، ”دوسرا باب“، ”تیسرا باب“ اسی کو ایک  
 محدود سلسلے کے اندر مختلف انداز سے نظم کرنا کچھ کم دشوار نہیں، دوسرے سرخیوں  
 زیادہ رواں ہونے کو ربط و دنیا مشکل ہے۔ ترمیم ”چنانچہ روایت ہے، چنانچہ منقول ہے“  
 لکھا دینے کی جگہ ہر بار لکھا جاتا ہے۔ شاعر نے اس بے نظمی کو دور کرنے کے لیے  
 کیا طریقے اختیار کیے ہیں اس کا اندازہ تو مشنری پر مشتمل دے ہی خوب کر سکتے ہیں۔ خیال  
 دیکھنے والے بھی شاعر کی دماغ سازی کی داد دے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہ مشنری اردو کی  
 طرز ترمیم مشنری ہے۔ اس سبب سے اشعار کا قد اور سرخیوں کے ابتدائی اشعار

کے ساتھ گھوٹا ہے،

نثار جلیب

مستقیم سرجی

اشعار کی تعداد

مضامین کی۔ جلیب میں

جلد ۱۰۱۲

- زہت ہنر و قلم کا تہسود
- ( ۹۰ ) قلم محمد رب الارباب
- ۱۷۷ موجد دیباچہ دروجہ تصنیف کتب
- چہاں تک تھا انور صاحب کا قول
- کرب اختر زار اپنا بھی لاول
- سخن کی ہر تریف پہلے بیال
- ۷۹ مناجات کے بعد ہواستان
- مناجات کی صحت پھر اب قلم
- ۱۱۳ دعا کر خدا کا ہر لطف و کرم
- سبب کہ بیال بہر تالیف اب
- ۳ ہر لطف و خوشی اور بھیش و طرب
- ۹۲ منبہ تصنیف علی اللہ شہداء بہر قلم و سخن
- ( ۹۲ ) درستی فوج و دیگر احوال اختصر
- ۱ : ۱ ہے باب پہلا سن اے رنگ حمد
- ۱۲۲ کیجے ہی بیال اس میں چند ہی اور
- ( ۲۵۳ ) کہ ہے علت بشت اس میں سوا
- ۸۱۲ خدا اس میں ہیں انبیاء کے تمام
- اور اصناف ان کے ہیں اسے نیکناک
- ہوئی میری فصل پاں سے شروع
- ( ۷۷۷ ) ہوا فستاب حکایت فطاع

جلد مضامین کے تحت لکھے ہوئے اعداد کی میراں۔ شروع کی سرخیاں مستقیم نہیں ہیں۔

## اشعار کی تعداد

فصل اول۔ جہاں میں

۵۱

## منظم سرخی

## نثر ادب

۱۶

جہاں باب دوم یہاں سے شروع

کے آفتاب بسانت طلوع

( فضاں گ میں ہے آدم و حوا کے

۷۵۵) ہے پہلی فصل اس کو گر توڑے

جوئی دوسری فصل یاں سے شروع

۱۱۵۱) ہوا آفتاب مطالب طلوع

جوئی فصل سوم یہاں سے شروع

۸۸۹) ہوا آج خورشید عظمت طلوع

سفر فصل چوتھی کو اسے ماسین

۱۰۳۹) بیاں اس میں ہے اس طرح باقی

۷۵۱) ہے فصل پنجم سن اسے دلریا

ہے احوال اولاد آدم لکھا

جوئی فصل ششم یہاں سے شروع

۲۶) نہ کیوں کر ہر خورشید عظمت طلوع

۲۸۸) ہے ساتویں فصل اسے میری جہاں

وفات اس میں آدم کی ہے مہرباں

۵۷۲) جہاں باب سوم یہاں سے شروع

۱۴۰۱) ہوا آفتاب بسانت طلوع

۳۷۸) ہے باب چہارم یہاں سے شروع

۱۴۰۱) جہاں آفتاب حکایت طلوع

( کہیں اس میں دو فصلیں ہیں اسے پیر

۳۷۸) ہے فصل اول سن اسے نئی جنر

۸۲۲) ہے فصل دوم سجدے مہرباں

۸۲۲) ہے مبعوث ہونا یہاں پر بیاں

|     |    |  |
|-----|----|--|
| ۹۳۳ | ۱۵ | ہوا باب پنجم یہاں سے شروع<br>خوشی کی میں مدحیں کروں اب شروع<br>( یہ ہے فصل اول سن اسے خوش نہاد<br>کسے نصرت ہو اور قوم عباد<br>پلا ساقی وہ سنے لار گوں<br>کروں فصل دوم کا کچھ میں مشغول<br>( ۱۸۱ )  |
| ۵۱۲ | ۱۶ | کروں باب ششم یہاں سے شروع<br>کہ جو طالع لقمہ اختصار طلوع<br>یہ ہے ساتواں باب اسے ذی شعور<br>کلام خدا کا ہے ہر جا ظہور<br>( یہ ہے فصل اول سن اسے پاکباز<br>بیان فضائل ہے اس میں دلائل<br>کرمں فصل دوم کو میں اب شروع<br>کرسے آفتاب کتابت طلوع<br>ہوئی فصل سوم یہاں سے شروع<br>خلیل خدا کا ہے کو کعب طلوع<br>پورنگی فصل<br>۱۳۲ |
| ۶۲۳ | ۱۷ | یہ ہے فصل پنجم سن اب سامع<br>ہے سب عالم اولاد و ازدواج کا<br>چھٹی فصل ہے اب وہاں سے شروع<br>کہ آفتاب نظامت طلوع<br>( ۱۳۵ )   |
| ۸۷۱ | ۱۸ | بس اب آٹھواں باب ہے پھر شروع<br>ہوا کو کعب نظم اختصار طلوع   |

| شمار ہوا باب | منقول سرخی                      | بشمول کی تعداد |
|--------------|---------------------------------|----------------|
| ۱            | فواں باب اب ہے سسورد و سسور     | ۱۵۳            |
| ۲            | حطاگر کہیں دیکھو تو ڈھانک دو    | ۲۸۹۳           |
| ۳            | ہوا باب دسویں یہاں سے شروع      | ۳۹۰            |
| ۴            | بیان کرتا ہوں سب اصول و فروع    | ۳۳۹            |
| ۵            | کیا گیا ہواں باب یاں سے شروع    | ۷۹۲۷           |
| ۶            | ہوا آفتاب حکایت طلوع            |                |
| ۷            | ہوا بار ہواں باب اسس با شروع    |                |
| ۸            | ہوا آفتاب بیباں کا طلوع         |                |
| ۹            | کیا تیر ہواں باب یاں سے شروع    |                |
| ۱۰           | ہوا آفتاب تکلم طلوع             |                |
| ۱۱           | کھی اسس میں ہیں چند غلطیاں یہاں |                |
| ۱۲           | یہ ہے فصل اول سن لے مہرباں      | ۲۰۳            |
| ۱۳           | ہوئی فصل دوم یہاں سے شروع       |                |
| ۱۴           | ہوا حال میسر یہاں سے شروع       | ۱۰۷۳           |
| ۱۵           | ہوئی فصل سوم یہاں سے شروع       |                |
| ۱۶           | کرے آفتاب رسالت طلوع            | ۱۱۱۱           |
| ۱۷           | ہوئی فصل چارم یہاں سے شروع      |                |
| ۱۸           | ہوا نجم طالع ہوا طلوع           | ۲۵۹            |
| ۱۹           | ہوئی فصل پنجم یہاں سے شروع      |                |
| ۲۰           | سرا بیلیوں کا ستارہ طلوع        | ۷۱۹            |
| ۲۱           | چھٹی فصل اب جوتی ہے یہ میان     |                |
| ۲۲           | خود اس میں تدریث کا ہے بیان     | ۱۱۲۵           |

| شمار احوال | مقدم سرخی                     | اشعار کی تعداد |
|------------|-------------------------------|----------------|
| ۱          | ہوا فصل ہفتم کا اب سلسلہ      | ۲۹۳            |
| ۲          | ہے فقہ بھی اردن کا سب کچھ     | ۲۹۷            |
| ۳          | کئی فصل ہشتم سن لے رشک جو     | ۱۰۲۵           |
| ۴          | کچھ فقہ کچھ گمشدہ خسرو        | ۹۷۸            |
| ۵          | نویں فصل اب میں بیاں کرتا ہوں | (۳۳۷)          |
| ۶          | ہوا فصل ناسخ کا ظاہر مشکوٰۃ   | ۲۹۴            |
| ۷          | ہوئی فصل دسویں یہاں سے شروع   | ۱۲۱            |
| ۸          | ہوا آفتاب حرا عظم طلوع        | ۳۹۲            |
| ۹          | ہوئی گیارہویں فصل لے دل شروع  | ۱۲۳            |
| ۱۰         | ہے کیفیت فوت موشی طلوع        | All            |
| ۱۱         | ہوا چودہواں باب اے دل حیاں    | ۳۲۵            |
| ۱۲         | ہوئے چودہ مقدم جب مہرباں      |                |
| ۱۳         | ہوا باب پندرہواں یاں سے شروع  |                |
| ۱۴         | کبھی نجم اختر بھی جو پھر طلوع |                |
| ۱۵         | ہوا سہواں باب یاں سے شروع     |                |
| ۱۶         | ہوئے فقہ ایساں کے اب طلوع     |                |
| ۱۷         | کھول باب سترہواں اب اے پسر    |                |
| ۱۸         | ہے ذوالکفل کا حال کر دے خبر   |                |
| ۱۹         | ہے اب باب اٹھارواں یا تمسخر   |                |
| ۲۰         | قصص اس میں نغان کے ہیں عزیز   |                |
| ۲۱         | ہے انیسواں باب یاں سے شروع    |                |
| ۲۲         | شہر میل کے ہیں قصص با وقور    |                |
| ۲۳         | کروں باب بیستم یہاں سے یاں    |                |

| شمارہ باب | منظوم سرٹی                      | اشعار کی تعداد |
|-----------|---------------------------------|----------------|
| ۱         | یہ ہے شکل چند قصوں میں یہ یاد   | ۴۸۳            |
| ۱         | یہ ہے فصل اول سن اسے ذی وقار    |                |
| ۱         | ہوئی دوسری فصل یاں سے شروع      | ۴۸۸            |
| ۱         | ہو آفتاب حکایت طلوع             |                |
| ۱         | ہوئی فصل سوم یہاں سے شروع       | ۵۳۱            |
| ۱         | ہو آفتاب عبارت طلوع             |                |
| ۱         | ہے اکیسواں باب یاں سے شروع      | ۲۶۵            |
| ۱         | ہو آفتاب ستائست طلوع            |                |
| ۱         | ہو باب بست دوم اب شروع          | ۱۸۳۹           |
| ۱         | قصہ ہیں سلیمان کے اس میں طلوع   |                |
| ۱         | ہوئی فصل اول یہاں سے شروع       | ۴۹۴            |
| ۱         | سلیمان کے قلعے کا ہے طلوع       |                |
| ۱         | ہوئی فصل دوم یہاں سے شروع       | ۲۶۰            |
| ۱         | کیا آفتاب بیاں نے طلوع          |                |
| ۱         | ہوئی فصل سوم یہاں سے شروع       | ۳۰۲            |
| ۱         | یقین ہے جو غور شبیدہ چڑھی طلوع  |                |
| ۱         | ہوئی فصل چوتھی یہاں سے شروع     | ۳۰۰            |
| ۱         | ہو آفتاب مواعظ طلوع             |                |
| ۱         | ہو باب بست دوم اب شروع          | ۱۲۵            |
| ۱         | کرے آفتاب قصہ بھی طلوع          |                |
| ۱         | ہو باب بست و چہارم شروع         | ۳۶۸            |
| ۱         | قصہ حنظلہ کے ہیں اس میں طلوع    |                |
| ۱         | ہو باب پچیسواں اب شروع          | ۱۵۶            |
| ۱         | قصہ اس میں شعبا کے بھی ہیں طلوع |                |

## شمار باب

## منظوم سرئی

## اشعار کی تعداد

مصول بند اہلباب

|      |   |    |   |
|------|---|----|---|
| ۶۷۵  | ۱ | ۲۳ | ہوا باب بہت و مشتم اب شروع<br>قصص رنگہ رنگی کے ہیں طلوع         |
| ۳۱۷  | ۱ | ۲۷ | کردن کتاب انشا اللہ میں بیاں<br>ہے اب بہت و مفتہ یہ باب لے جواں |
| ۴۱۳۲ | ۱ | ۲۸ | ہوا باب اب بہت و مشتم شروع<br>قصص اس میں عینتی کے ہیں بازو      |
| ۵۰۷  | ۱ | ۱  | اور اس میں کئی خصلیں ہیں میری جان<br>یہ ہے فصل اول سن لے مہرباں |
| ۵۳   | ۱ | ۱  | وہ ناجی ہیں اور ہم ہمیں گے رشکار<br>یہ ہے فصل دوم سن لے دی شکار |
| ۹۷۶  | ۱ | ۱  | پڑے اب فصل سوم پسری شعور<br>بیان قصص اس میں ہیں با وفہ          |
| ۲۱۷  | ۱ | ۱  | یہ ہے فصل چہارم یہاں سے پسر<br>بیاں ماندے کا ہے سب سرور         |
| ۱۵۸۳ | ۱ | ۱  | جہاں فصل پنجم نمایاں بس اب<br>بیوں و جیوں کا اس میں آئے گا سب   |
| ۱۳۱۳ | ۱ | ۱  | ہوئی فصل یہ اب ششم یاں شروع<br>کرے آفتاب حکایت طلوع             |
| ۱۱۰۱ | ۱ | ۲۹ | ہوا باب بہت و مشتم اب شروع<br>کرے آفتاب متانت طلوع              |
| ۷۳۲  | ۱ | ۳۰ | مہا تیسواں باب اسسوم شروع<br>ہے پونسٹل کا قصہ سراسر طلوع        |
| ۶۶۵  | ۱ | ۳۱ | کے شکر حق جو کمال سے زیادہ<br>اکتیسواں باب ہے رکھ تو باد        |



## شمار باب

## منظم حرفی

## اشعار فی قصیدہ

تخلیص الیاد اب میں

۱۹۳

ہوا باب بتیسواں اب حسیاں

ہے اصحاب اخذ و د کا سب بیاں

ہوا باب بتیسواں اب شروع

ہوا قصہ جرجیس کا بھی طلوع

کہوں باب چونتیسواں اب پر

ہے خالد کا قصہ بیاں سرور

ہوا باب پینتیسواں آشکار

بیاں حال پیغمبراں ہے نگار

ہے چتیسواں باب صلح

نادر ہیں اخبار سر تا پہ پا

ہوا باب چتیسواں اب شروع

شب جشن میں ہوا خوشی کی شروع

لکھوں باب اڑتیسواں باطرب

ہے اہل مروت کا قصہ اب

۱۹۴

۸۸

۶۴

۱۵۵

۹۷۲

۲۱۳

۳۱۹

۳۱۹

۱۹۳

۸۸

۶۴

۱۵۵

۹۷۲

۲۱۳

۳۱۹

۳۱۹

شہادت القلوب جلد اول کی کلی میران ۴۲۳۳

میں بیس ہزار ایک سو نو مسئلہ کی سند ہے بلا مزین میں صرف شروع کے اشعار شروع  
 خطوط ۷ صفحہ کے ہیں، باقی تمام اشعار خطوط ۱ سے شمار کیے گئے ہیں۔ اس شمار میں ان  
 اشعار کو نہیں یا گیا ہے جو خطوط ۷ کے حاشیے پر ہیں اور جن کو خطوط ۱ سے غائب حضرت  
 کے ایام کے مطابق نسخہ کر دیا گیا۔ نیز اس شمار میں وہ اشعار بھی شریک نہیں ہیں جن کو  
 شاعر نے زیب بیان کے لیے کسی دوسرے شاعر کے حوالے سے شریک کر دیا ہے

سند مثال کے طور پر شہادت القلوب دہلی جلد ۱ ص ۳۲۸ کے ان اشعار میں ۱

سر سطر لکھا ہے اسے چاہ

خداوند انگشت یکاں نکود

کسی کا یہ مطلع ہے کیا لا جواب

نہ زن زن است نہ ہر دو مرد

موت پہلا شعر شمار میں یا گیا ہے اور وہ سرا کا ہے

ثبات قطوب جلد اول کے حاشیے کے اشعار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے مرقع  
تین درجہ یعنی ۱۰۰۰، ۱۰۰۰، ۱۰۰۰ اور ۱۰۰۰ کے وسط میں جلد اول کا کام مکمل کر کے  
جلد دوم کو قریب کرنا شروع کر دیا تھا اور ساتھ ہی ارادہ تھا کہ جلد سوم تک ہمارے دم  
چلے گئے:

نہیں رکھی گنجائش اب یہ کتاب کہ ہوں سب وہ ذکر ان نکتہ کتاب  
کتاب سعادت محلے دوستی کہوں گا میں انشاء خدا ہر سال  
یکس ۳۰۰ کے آخر میں جب رضی اللہ عنہ میں چلے جوئے اور زندہ گئے دیو سی ہوئی تو جلد  
اول کے لیے یہ چند شعر کہہ کر اس کو روک دیا:  
بہت میں نے کھایا ہے خونِ بڑا تو دوسرے میں گندھے ہیں یہ ملتا  
وسید پر عیش کا شاید بھی ہوں ورگاہ الشہد سے بھنی

## ثبات القلوب

جلد دوم

مخطوط: نمبر کہ لکھا ہے: سب طبعین آپ دہارک۔ مکتبہ

| تصنیف      | زبان | نشد خن کتابت | تصحیح      | تصانص      | مسطر خط    |
|------------|------|--------------|------------|------------|------------|
| ۱۰۰۰، ۱۰۰۰ | اردو | مذہبی شریعت  | ۱۰۰۰، ۱۰۰۰ | ۱۰۰۰، ۱۰۰۰ | ۱۰۰۰، ۱۰۰۰ |
|            |      |              |            | دخس خن     | ۱۰۰۰       |

آپ ۲۰

یہ جی جلد دوم ثبات القلوب  
یہ جی مشغل جال باب چند  
یاں اسمیں ہی شہکا سارا نسب  
دی جاتی ہیں نکات القلوب  
یہ جی باب اول سن لے اربند  
سے غفلت کراست بھری اور حب

یہ احوال آباد اجلاو خاص

کئی شخصیں اور میں ہیں بااختصاص

اختصاص ۱۹

گو کہ ہر کیسی بھی اور آئی وہ

مور کیسہ زرد سنو و سنو

جس میں دڑی وہ عید اللہ کیست نہ

کیا تھا سہم نکو با طرب

کہا تھا کہ ہیں کس فیض کی آب

عرب کی غیبی لسی ہی کیا مطلب

کہ خوش رو ہیں و بجا ہی آپا

کہا میں جو لہ عبد اللہ ای با مزا

ثبات المصوب جلد دوم کے اس نسخے کی صفحہ سے اجتماع ہے۔ شروع کے چند صفحات کا شمار سو روشتانی سے کیا گیا ہے۔ باقی صفحات پر جہاں جزد بدلتا ہے وہیں یہ عدد ملتے ہیں۔ ثبات المصوب جلد اول منقوط ۲ کے کاتب نے اسی اہتمام سے یہ نسخہ بھی مرتب کیا ہے لیکن اس میں منقوط کی طرح مینا کاری کا عمل مکمل نہیں ہوا تھا کہ کام ترک کر دیا گیا۔ جلد اول بھی اکبری ہے۔ سہ ۹۷۳ (۱۵۶۳ء) میں امام باہو کے کیا زمانے سے یہ ورق ایک کاغذ میں پٹے چھپے ہوئے ہیں۔ اور ان کی صفائی اور کٹائی کے آثار بھی نہیں ملتے۔ ان نام باتوں سے یہ خیال ہوتا ہے کہ کاتب نے جس طرح یہ جزد واپس کیے اسی طرح رکھے رہے۔ امام باہو کے میں کائنات کا یہ ذخیرہ برابر اٹھ پلٹ کیا جاتا رہا ہے۔ پہلے ورق کی طرح چند اور ورق بھی ملے ہوئے ہیں تو ممکن ہے۔ کاغذ کی خشکی اور خط لکے کی اہمیت کے پیش نظر ان اور ان پر واپسی چڑھا کر منقوط محفوظ کر دیا گیا ہے۔

۱۹۔ حیات المصوب، جلد دوم، منقوط چھپے، بیان ان الفاظ میں ہے:

... جلد دوم در بیان تاریخ طوالت و منکات و مہجرات و غزوات مشغولی بر چند باب

باب اول در بیان نسب طریقت باکرات کی باب و احوال و ولادت و ہجرت و حلیہ شان

ان حلیہ شان چودہ صحت، دخل و کلام در بیان نسب آن حضرت مستند

۲۰۔ حیات المصوب ص ۱۱۳۔ اور ان میں سے دوا کیسہ زرد کی برگزینہ از فرقہ خود رو آمد ہوئی

عید اللہ شہادت دہستہ کہ چہرہ سبکہ از کلام قبیلہ از قبائل عرب کہ در نو خوشتر ہو گزندیم

گفت ہم عید اللہ... (لعل کہ ہر شمار میں) وی شرح طیبہ پر بعد از آن (۱۵۶۳ء)

حیات الخطوب کی پہلی جلد کا ترجمہ بادشاہ نے صوبہ میں مکمل کیا اور صوبہ کے شروع  
 ہونے ہی ان کا استعمال ہو گیا۔ اس لحاظ سے ثبات الخطوب جلد دوم کی تصنیف اور اس نے  
 کی کتابت نہ ہو سکی۔ قبل ممکن نظر آتی ہے اور نے بعد شاہی کتب خانے کے مکتوب  
 مغرب نے بادشاہ کے صوبے سے ہیں بلکہ اس صوبے کی پہلی یا دوسری نقل سے  
 خوب ہوتے تھے۔ بادشاہ کے حراثاتی کرنے کے بعد اس طریق کار کا خیال رکھتے ہیں  
 جیسا مزہم کا صوبہ اور پہلی نقل جلد دوم کی جواب تک دستیاب نہیں ہوئی۔ اسی کی  
 چیز ملتی تو معلوم ہوتا کہ کس حد تک بادشاہ نے کام مکمل کر لیا تھا۔ حیات الخطوب کی دو  
 جلدوں میں کو سامنے رکھ کر ثبات الخطوب کی تصنیف جلد ہی تھی اما سارے میں جلد  
 ہے اس میں جگہ جگہ بادشاہ کے غم سے تبصیر اور سرخ روشنائی سے کہنی ہوئی کی گئی  
 ہیں۔ مثال کا ایک کاغذ جس پر ثبات الخطوب کے بھی مغربی مصر کے اور کچھ اور جلدیں  
 تھیں ہیں صفحہ ۳۰۰ کے درمیان اور ایک صفحہ ۳۰۱ کے درمیان پایا گیا اور ہر  
 نشانی کے فوراً بعد صفحہ ۳۰۱ کی بارہویں سطح پر یہ مقام ہے جہاں تک یہ نسخہ مکمل ہے  
 دوسری نشانی اگر اس مقام کی نشان دہی کرتی ہے جہاں تک نظم کیا جا چکا تھا تو ثبات  
 نہیں۔ حیات الخطوب کی یہ جلد بارہ سو آٹھ صفحات اور اڑسٹھ جلدیں پر مشتمل ہے اور  
 اس کے جن صفحات کے درمیان ثباتی کے کاغذ پائے گئے ان پر اسے لفظ ثبات کے  
 سبب رشتہ بنوں کا نقش ثبت ہو گیا ہے۔

پہلی جلد کی طرح ثبات الخطوب کی دوسری جلد میں بھی شاعر نے  
 حق باقر تلمیسی کا حیات الخطوب جلد دوم کو اصل قرار دے کر نقلی ترجمے سے  
 روکار رکھا ہے۔ حد صرف ساتھی ناموں میں اور ایک حد مقامات پر انہی طبیعت سے  
 صوفی ترجمہ اور تفسیر کی ہے۔ عربی کی جہاں میں بیخوبہ نقل کی گئی ہیں اور کہیں  
 نقل کرنے کے بعد ان کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ اس جلد کے اشعار میں

سہ۔ حیات الخطوب جلد دوم جلد مطبع علی زکشر، گھنڈہ، تبصیر سوری سید نصرت  
 حسین صاحب کاظمی۔ سال اشاعت کا اس میں ہند میں کہیں  
 ذکر نہیں ہے۔

منظوم سرخیوں کے تحت لکھ دیکھ گئے ہیں۔

شمار باب      منظوم سرخی

ابجد کی تعداد

نصرون میں۔ ابجد میں

● : ہے بلور دوم ثبات القلوب

وہی جانتے ہیں نکات القلوب

: ہے مشتعل بیان یا باب چند

: ہے باب اول سئلہ اربعہ

۲۰) : لبید ہم ہے حریت کے پہلی فصل

رہیں گے قیامت تک اسوں کا وصل

پس زہرہ کے تھے وہ ابن کلاب

۱۲۵ : سن لب فصل دوم قول غوث مظاہر

بیاں فرما گیا ابجد کا ہے ہاں

جن باوجود رحمت اللہ سے ہاں

وہی فصل سیم یہاں سے دلا

۱۵۲ : ہے احوال ابجد دا آہ نکما

ہوئی فصل چارم یہاں سے شوا

۳۴۱ : ہوا میرا صاحب فیصل اب طوع

۱ : ہوئی فصل پنجم یہاں سے شروع

۱۱۲۵ : ر حضرت زہرا ہے اس میں طوع

: کہی فکر کا حق نہ ہو ہر رسول

۲۹۲ : سنو فصل ششم بفرع و اصول

۱ : ہے

۱ : ہے مخفی کی کتاب چون کہ مرثیہ انداز پر ہوئے اس لیے شمار میں ہر

صفحہ سے اتنے ہی شعر لے گئے ہیں جو مکمل ہیں اور سرخی کے قصبے باب یا فصل کے

آخر تک شمار کیا گیا ہے۔ پہلے باب کے شروع ہونے سے شروع ہونے تک شمار کیا گیا ہے۔

۱ : ہے

۴ : سنو باب دوم کو لے ساجین

417

بیان بشارت ہے یا یسین

۵ : جو باب سوم یہاں سے شروع

۱۳۸۳

ولادت کی تاریخ ہے اب طلوع

جو ہے اشرف الانبیاء اور رسول

نزد ہے اسس کا کھٹا ہا اصول

بشر کا جو سب سے وصل علی

بیان غرائب بھی ہے لے فتا

لکھے جہرات اس کے بھی اہم یہاں

جو اس وقت میں دیکھ اے مہرباں جلد دوم کے کلاشدر ۳۹۸۷

صفحہ ۲ سے قبل کے اشعار کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا کرتے تھے۔ خصوصیات کی تہذیب کتابت کا خیال رکھتے ہوئے یہ اندازہ غلط نہ ہو گا کہ صفحہ اول ساہنہ، صفحہ ۲ پر صرف صفحہ سے ابتدا ہوئی ہوگی۔ پسندہ سطر کے ہر صفحہ پر کم و بیش بیس شعر ملتے ہیں اس لیے حمد و ثناء اور مناقب کے جو شعائر تلف ہو گئے ان کی تعداد سولہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ آخر کے بارے میں ہمیں کہا جا سکتا کہ کتبے اشعار کے تھے جو گم ہو گئے یا جن کی کتابت نہ ہو سکی۔ جلد اول میں ہری کے ہے ایک باب خصوصاً ہے اور ان کی ولادت، وفات، ہجرت اور دیگر بیانات کے لیے ایک ایک فصلیں ہیں۔ حوالہ ترمین باب حضرت موسیٰ کے لیے ہے۔ جس میں گیدہ خلیل اور سات ہزار چھ سو ستائیس شعر ہیں۔ یہاں پوری جلد پیر اور قرانی طبع سے مشرب ہے اور ولادت کا بیان بھی مکمل نہیں ہو تا کہ اشعار کا تعداد پانچ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ اس تناظر قیید سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر صرف یہی بیان مکمل ہو گیا ہوتا اشعار کا تعداد کہیں ان سے کہیں پہنچ گئی ہوگی۔ خیالی داستانوں سے اپنے نگارشات کی ابتدا کرنے والا قلم مسلسل پچاس برس تک وقف ہوتا سخن میں جسٹن پورا اور سا نو کہیں جہاں یہ کہا اس کو بھی ریب دیتا تھا

مکاب کھڑا ہوں سیرت پیغمبر خاتم  
حاکم ہے ہر مانتہ بالمرہ ہا تھا

کتابیں جو دستیاب نہیں ہوئیں | دہلی علی شاہ کا ذکر کیا گیا جو کسی کتب خانے میں موجود ہیں اور صاحبانِ دوق کی دسترس سے باہر نہیں۔ ان کتابوں کے طالع ہیں اور بھی چند کتابوں کے نام یاد کر سکتے ہیں لیکن وہ کتابیں اب کہیں ہیں یا تلف ہو گئیں اس کے بارے میں کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی۔ ایسی کتابوں کو ہم مزید دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں: (الف) ایکسٹنٹ جن کے موضوع کا علم اللہ کے نام یا دور دراز خارجی شہادتوں سے مستحق ہے، اور چہا کہ اس میں قیاس کو دخل ہے اس پر غلطی کے امکانات کم ہیں، (ب) دوسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کے موضوع کا علم انہوں نے کسی تذکرہ نگار کے بیان سے ہوتا ہے۔ اس میں غلطی کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔ (الف) پہلی قسم میں حسب ذیل کتابیں آتی ہیں:

## ۱: مقتل معبر

وزیر السلطان بہادر اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں،  
 "موجود جامہ نور و دستار متعین برپا تھا ہے پر اثر القلم بہ مقتل  
 معبر پہلے

کلیات ایران وزیرِ نادر کی تالیف سے کئی سالہ پیشتر شائع ہو چکا تھا اور سلام اور نعرے اس کے پہلے ایڈیشن میں سہجے تھے ان کو دوسرے ایڈیشن میں شامل کر دیا گیا۔ ممکن ہے یہ اضافے کا کلام وزیرِ نادر کی اشاعت کے وقت ہی نام سے موسوم ہو۔ اگر یہ قیاس صحیح ہے تو گلزارِ عیسیٰ اور کشکولِ احقری کی طرح صرف نام نیا ہے۔ اس نام کے پس پشت جو کلام تھا وہ پہلے ملک اختر اور پھر کلیاتِ ایران کے دوسرے ایڈیشن میں غور و جہد خود بادشاہ نے اس نام کا ذکر نہیں کیا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ غرضی کی تصنیف کے وقت تک یہ درجہ چکا تھا۔

## ۱۲: دفتر پریشان ۱۳: دفتر ہمایوں

نذیر السلطان بہادر نے ان دو کتابوں میں سے اول الذکر کتاب کو "دردِ مہرِ مصائب  
امامِ عظیمؑ" بتایا ہے۔ یہ بیان ممکن ہے صحیح ہو، ممکن ہے نہ ہو۔ جیسا کہ اس باب  
کی ابتدا میں صریح سماج مدنی نام غالباً ان جملوں کے ہیں جو ملاذ الکلمات اور کلیات  
اختاری کا جزو ہیں۔

## ۳: تجلی عشق ۱۵: مای نامہ ۱۶: مرقع فرخ

یہ تین نام بھی کی فہرست میں ملتے ہیں لیکن کتابیں مفقود ہیں۔

دب، دوسری قسم میں مندرجہ ذیل کتابیں آتی ہیں:

## ۷: دستور واحدیہ

یہی میں یہ کتاب ہی نام سے ہے لیکن نذیر نامہ میں غالباً اسی کتاب کو دستورات واحدی  
کہا گیا ہے اور اس کتاب کی ممکن فہرست اور چند مقامات سے قابل ذکر اقتباسات پیش  
کیے گئے ہیں۔ کتابِ فہرست میں ہے اور ۱۲۹۵ء سے کچھ قبل یا کچھ بعد کی تاریخ ہے۔  
اس میں چھپا سٹور صفحات ہیں اور ان کا تعلق ملک کے انتظام اور انی تائیکس دی احکام  
سے ہے جن کو کیا بصدی دروازہ خال اور رعایا پر لازم قرار دی گئی تھی۔

## ۸: تاریخ خاص ۹: تاریخ مشغلہ ۱۰: تاریخ دہر

یہ تین نام بھی کی فہرست میں ملتے ہیں۔ تاریخ نامی جنی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں

سہ۔ نذیر نامہ ص ۲۱۷ سہ۔ بیضا ص ۵۲۔ ۱۳۲۔

سہ۔ مشغولہ سلطانِ نواب آبادی ہان بنگہ کے نامہ در شاہ کچھ میں بطور کتبہ درج ہے خطِ محرم  
چھٹائی کو وائٹا آکسٹریا، کے قوی کتب خانہ میں دستیاب ہے اور پاکستان ریشد کو آپ ٹوسو سائی (لاہور)  
۱۷۹۹ء میں سے شائع کردہ عالمِ مقالہ محرم کو یہ کتاب اس نسخے کی کتبہ کے بعد دستیاب ہوئی۔



سب قلمی اس کا سہارا خطوں کے مجموعے ہیں جو سنہ ۱۷۷۰ء میں مرتب ہوئے اس خط سے ان تینوں کو بھی قلمی اور خطوں کا مجموعہ ہونا چاہیے۔ پھر ایک کتاب تاریخ دہر کے سلطان امید کرنا چاہیے کہ یہ ان خطوں کا مجموعہ ہوگا جو بادشاہ نے ملکہ دہر کو بادشاہ کی بیگم کو بھیجے تھے۔ تاریخ ممتاز اور تاریخ فزاد کے ذیل میں ہم دیکھ چکے کہ خط بادشاہ کے ہیں لیکن چونکہ ممتاز بیگم اور ملکہ غزلہ کے نام ہیں اس لیے ان کو تاریخ ممتاز یا تاریخ غزلہ کہا جائے۔ تاریخ فزاد کے ضمن میں یہ بھی بیان ہو چکا کہ ملکہ دہر نے بڑی کوشش سے خط بیگم تھے۔ بادشاہ نے بادشاہان کے جواب بھی دیے ہوں گے اور ان جوابات کے مجموعے کے لیے تاریخ دہر سے مناسب تر نام نہیں ملتا۔ اول الذکر دو قلمی کتابیں غالباً بیگم کے خطوں اور ان کے جوابوں کے مجموعے ہیں۔ تاریخ فزاد کی اشعار اور شیعہ فیض کی غزلوں سے ثابت ہے کہ جتنے خط بیگم نے بادشاہ کو لکھے ان جتنے جواب بادشاہ نے ان کو دیے کسی کو نہیں دیے۔ اس معاملے میں انھیں کی چڑھی بارگاہ تھی۔ شیعہ فیض کی ابتدا ایک انھیں بیگم کے نام سے ہے۔ اس لیے ان دونوں کتابوں میں سے ایک کا سین بیگم سے منسوب نہ ہونا قریب تر سبب محال ہے۔

### ۱۱: مجاہدۃ آخری

مزا حاتم علی تہر کے قلم تاریخ؛

جس سے ہے پشیل کی قزاق کا انکا

وہ دلا شہ انجم پاہ سے

تاریخ کا مجاہدۃ آخری ہے نام

لے تہر تو حضور سخی میں عرض کر

۱۷۹۹ء ۱۲۱۱۰۵۸

سے معلوم ہوتا ہے کہ واجد علی شاہ نے سنہ ۱۷۹۹ء میں ایک رسالہ ترتیب دیا تھا جس کا اصل نام تو ممکن ہے کچھ اور ہو، تہر کا جو بزرگ کیا ہوا نام مجاہدۃ آخری ہے۔ یہی شدائد سے جد حکومت میں بادشاہ کو فوج کی فراہم سے بڑی دلچسپی تھی۔ اور اس مقصد کے لیے

قدی میں فراہ کے احکام خود انہیں نے وضع کیے تھے۔ فوجی قواعد کا یہ دستور سنہ ۱۰۳۰ء کے بعد جاری نہ رہ سکا لیکن قواعد سکھانے کے لیے جو اصطلاحیں اس وقت رائج تھیں یقیناً باقی چلی گئی۔ لیکن یہ بادشاہ نے سنہ ۱۰۳۹ء میں ان کو ایک دستور نامے کی شکل میں ترتیب دیا جو اس وقت خانقاہی کی تالیف اور مرتبے کے بعد بھی واپس دہلی شاہ کی معززیت کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ اس لیے کسی اسے رسالے کا لکھا جانا تعجب انگیز نہیں۔

### ۳: رسالہ موسیقی

اسیر کے گھسٹن خان میں تاریخ رسالہ موسیقی تصنیف حضرت سلطان عام کے  
 عنوان سے ایک قطار تاریخ اور ملاحظہ ہے۔

فرز رسد کہ یہ علم غنا است      رنیمہ خاتمہ شاہ جہاں  
 سال رقم کرد رقم خام ام      نیرمہ مہملہ بادشاہ جہاں

۱۰۳۰ء ۱۰۳۱ء ۱۰۳۲ء ۱۰۳۳ء ۱۰۳۴ء ۱۰۳۵ء

اسکے صحت مبارک صمدی نامے کی تصنیف سے پہلے شایع ہو چکی تھی۔ اس لیے جس  
 گمراہ رسد کہ یہ تاریخ ہے وہ صحت مبارک ہرگز نہیں۔ معنی نو کشور نے شاید اسی رسا  
 کو رسد موسیقی لکھا ہے اور ان کہیاں ہے کہ طبع ملکن سے یہ رسد شایع ہو  
 چکے۔

شاہ شہادت قطرب: قطبی جلد ۱، ص ۱۱ پر لکھتے ہیں:

نہادہ گریہ تھی ماری قراہ سکھانا خامہ ماری

وہ عشق اور منظوم کی ماستان میں جو ساقی نامہ اصطلاحات عرب کے مخزن  
 محمد عباس میں شہر ملتا ہے:

یہ نذر حسن پیشہ بادہ کی قراہ کے الفاظ ہیں ماری

تہ بکسہ نہ سن نہ دود

۱۰۳۰ء ۱۰۳۱ء ۱۰۳۲ء ۱۰۳۳ء ۱۰۳۴ء ۱۰۳۵ء

## ۱۲: ہدایت السلطان

شرح ہدایت السلطان نامی ایک تھوڑی سی کتاب فارسی کی کتاب مطبع سلطان، لکھنؤ نے شایع کی تھی۔ جو اب نایاب ہے۔ یہ مورثہ حقیقت اس کا تاریخی نام ہے یہ کتاب منشی قمر الدین کی تالیف ہے اور بادشاہ کی کسی تالیف کی شرح میں لکھی گئی ہے۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی کتاب عربی میں تھی اور پسہ و نفع سے متعلق تھی۔ قمر الدین نے اپنی شرح میں اصل کتاب کے حوالے سے بہت سی باتیں کہی ہیں اور آخر میں خواہش کی ہے کہ: "شبہ لو گروں خیام این مستہام ماکام ز نظامی علما مان در گاہ عالم پسہ پذیرا"۔

شرح نفع اختری اور شرح مصید سلطانہ نامی دو کتابیں اور ملتی ہیں جس میں شرح لکھے گئے ہیں۔ اسی عرصے سے بادشاہ کی کسی تالیف کو اپنی شرح کا موضوع قرار دیا تھا۔ ان کتابوں میں اصل نام، رشتہ کی کتاب کا ہے۔ لہذا شرح ہدایت السلطان میں ہدایت السلطان نام اصل کتاب کا ہونا چاہیے۔ ہدایت السلطان کی تالیف یسین سنہ ۱۲۶۸ھ میں ہوئی ہوگی۔

نذرک و سیر کی لاطینی اور فارسی کی مباحثاتی کتابیں جو غلط منسوب ہو گئیں۔ اسے بہت موجودہ دور میں کئی ایسی کتابوں کو واحد علی شاہ سے نسبت دی گئی ہے جو درحقیقت ان کی تصنیف نہیں ہیں یا ان کی کسی تصنیف کا نسخہ ہیں یا اس نام سے موسوم نہیں ہیں جس سے ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ اصل تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے جب ان کتابوں کی بھی شمار کیا جائے گا تو اس سے سوائے اس کے کہ تصانیف کی تعداد حوالہ خواہ مخواہ بڑھ جائے۔ قدر کچھ حاصل ہوگا کتابوں کی یہ قسم

۱۔ شرح ہدایت السلطان کا ایک مکمل سروس آف امورہ لکھنے میں ہے۔

۲۔ شرح ہدایت السلطان میں ہے۔

۳۔ سبکتیہ سے ہدایت السلطان کو اتیر کی تالیف بتایا ہے۔ دو کچھ تاریخ ادب اور دوسری ۱۳۵۸ھ کی اتیر کی کتاب کے قریب میں مندرج بھی لکھا ہے اور صحیح نام شرح ہدایت السلطان ہے۔

مزید تفصیل میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

## ۳: کتابیں جو کسی تصنیف کا انتخاب یا جزو ہیں

### ۱: قصاید مبارک

یہ بادشاہ کی تصنیف ہے، یہی نام ہے ابو وزیر نام میں اسی نام سے درج ہے۔ لیکن وزیر نام میں اس نام کے ساتھ کلیات اختری یا کلیات سرزم کا ذکر نہیں ہے کیوں کہ جزو اور کل میں کسی ایک کا نام آنا چاہیے۔ وزیر نام میں غلطی سے جزو کا نام قلم بند ہوا ہے۔

### ۲: مثنوی گستا

دوسرا شمار کی یہ مثنوی بھی کلیات سرزم اور کلیات اختری کا جزو ہے۔ مصنف نے اس مثنوی کو بعد تصنیف کی حیثیت نہیں دی ہے کیوں کہ اتنی ادا اس سے بڑی مثنویاں مل گئی ہیں کہ کلیات سلیمہ یعنی دفرہ کا جزو ہیں۔

### ۳: دفتر نظم و بحر الم

ایک ہوائی صفحت کی یہ کتاب چھ میں مثنویوں کا مجموعہ ہے۔ تیس مرتبے قرشہ آخرت لکھایکسہ ریاض العقیقی سے لیا گیا ہے۔ انتخاب میں ناشر نے صرف مرتبے منتخب کیے ہیں۔ ہندوستان کے اندر وہی ہے جو اصل مجموعوں میں تھی اور مثنویوں کی سرخیوں اور ترتیب یہ بھی قرشہ آخرت کے مطابق ہے۔ کتاب پر سال اشاعت درج نہیں لیکن سرور قدس دہلوی شاہ کے نام کے ساتھ ۱۰۸۱ھ فی الثمرہ مبارکہ اور آخری صفحے پر مفتی میر عباس صاحب کے نام کے ساتھ مروجہ ۱۱۸۳ھ کا ثبوت ہے کہ کتاب مفتی صاحب کے انتقال (۱۱۸۳ھ)

کے بعد شائع ہوئی۔ تذکرہ نگار مرانی کے محض تجویزوں سے ملاقات اور اس تجویز سے بخوبی متعارف ہو کر کبھی دوسرے فرم اور بحرازم کو الگ الگ شکر کرنے میں کچھ کسی ساتھ۔

### ۴: تاتخ پری خانہ

سہ ۱۳۳۷ میں عشق نامہ (دارسی) کا اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے مرزا غلام علی خٹمر نے غالباً سب سے پہلے عشق نامہ کو "تاریخ پری خانہ" نام سے یاد کیا۔ اور اس وقت سے اس نام سے انہی متغیر ہیئت حاصل کی کہ اگر تصحیح کی جائے جب بھی لوگ کتاب کو عشق نامہ کہنے پر تیار نہیں، "تاریخ پری خانہ" یا عرب "پری خانہ" کہنے پر سحر میں مبتلا خٹمر نے یہ ترجمہ کو نام محل خانہ شانی رکھا تھا اور عبارت میں کوئی غریب نہیں کہا تھا۔ جدید ترجمے میں ہر لوگ اجتہاد کا رنگ نمایاں ہے اور نام بھی پری خانہ ہے۔ خٹمر کے پانچ اردو سے مترجم حسین سونو کے دو مختلف ایڈیشن پاس برس کے افروز شائع ہو چکے ہیں۔ کتاب کی اس وسیع شرافت سے (اور) کیا جاسکتا ہے کہ ایک بے نیاز نام نے غلام کی گمراہی کے لیے کس کثرت سے سونو فراہم کر دیا ہے۔ عشق نامہ، غلامی، کے ساتھ عشق نامہ مظلوم بھی، اسی پیدائش میں ہے۔ خٹمر نے کتاب کی مظلوم شکل کو پری خانہ نہیں کہا تھا۔ مشنری عشق نامہ کے اقتباسات میں لوگوں کے اچھے اچھے اصولوں سے بھی تاریخ پری خانہ مظلوم سمجھنے اور سمجھانے سے روکی نہیں گیا ہے۔

### ۵: خاقان سرور

تیس صفحات کی یہ مثنوی کتاب مشنری عشق نامہ کا انتخاب ہے اور انتخاب بھی وہ حاصل مشنری کی ترجمانی کے بجائے خود مرتب کی مدد دیتی اور ناجوانہ ترجمیت کی عکاسی کرتا ہے۔

سلفہ کتب بقاص ۳۸

سلفہ غلام شانی ۳۸

سلفہ۔ پری زبان (ہندوستان کی نگار) شاعر ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۶، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۲، ۵۴، ۵۶، ۵۸، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۶۶، ۶۸، ۷۰، ۷۲، ۷۴، ۷۶، ۷۸، ۸۰، ۸۲، ۸۴، ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۹۴، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۴، ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۶، ۳۴۸، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۵۶، ۳۵۸، ۳۶۰، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۶، ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۲، ۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۰، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۴۰، ۴۴۲، ۴۴۴، ۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۶، ۴۷۸، ۴۸۰، ۴۸۲، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۴، ۴۹۶، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۲، ۵۱۴، ۵۱۶، ۵۱۸، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۲۶، ۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۲، ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۸، ۵۴۰، ۵۴۲، ۵۴۴، ۵۴۶، ۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۲، ۵۵۴، ۵۵۶، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۶، ۵۶۸، ۵۷۰، ۵۷۲، ۵۷۴، ۵۷۶، ۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۶، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۲، ۵۹۴، ۵۹۶، ۵۹۸، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۴، ۶۰۶، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۰، ۶۲۲، ۶۲۴، ۶۲۶، ۶۲۸، ۶۳۰، ۶۳۲، ۶۳۴، ۶۳۶، ۶۳۸، ۶۴۰، ۶۴۲، ۶۴۴، ۶۴۶، ۶۴۸، ۶۵۰، ۶۵۲، ۶۵۴، ۶۵۶، ۶۵۸، ۶۶۰، ۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۷۶، ۶۷۸، ۶۸۰، ۶۸۲، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۸۸، ۶۹۰، ۶۹۲، ۶۹۴، ۶۹۶، ۶۹۸، ۷۰۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۰۶، ۷۰۸، ۷۱۰، ۷۱۲، ۷۱۴، ۷۱۶، ۷۱۸، ۷۲۰، ۷۲۲، ۷۲۴، ۷۲۶، ۷۲۸، ۷۳۰، ۷۳۲، ۷۳۴، ۷۳۶، ۷۳۸، ۷۴۰، ۷۴۲، ۷۴۴، ۷۴۶، ۷۴۸، ۷۵۰، ۷۵۲، ۷۵۴، ۷۵۶، ۷۵۸، ۷۶۰، ۷۶۲، ۷۶۴، ۷۶۶، ۷۶۸، ۷۷۰، ۷۷۲، ۷۷۴، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۸۰، ۷۸۲، ۷۸۴، ۷۸۶، ۷۸۸، ۷۹۰، ۷۹۲، ۷۹۴، ۷۹۶، ۷۹۸، ۸۰۰، ۸۰۲، ۸۰۴، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۱۰، ۸۱۲، ۸۱۴، ۸۱۶، ۸۱۸، ۸۲۰، ۸۲۲، ۸۲۴، ۸۲۶، ۸۲۸، ۸۳۰، ۸۳۲، ۸۳۴، ۸۳۶، ۸۳۸، ۸۴۰، ۸۴۲، ۸۴۴، ۸۴۶، ۸۴۸، ۸۵۰، ۸۵۲، ۸۵۴، ۸۵۶، ۸۵۸، ۸۶۰، ۸۶۲، ۸۶۴، ۸۶۶، ۸۶۸، ۸۷۰، ۸۷۲، ۸۷۴، ۸۷۶، ۸۷۸، ۸۸۰، ۸۸۲، ۸۸۴، ۸۸۶، ۸۸۸، ۸۹۰، ۸۹۲، ۸۹۴، ۸۹۶، ۸۹۸، ۹۰۰، ۹۰۲، ۹۰۴، ۹۰۶، ۹۰۸، ۹۱۰، ۹۱۲، ۹۱۴، ۹۱۶، ۹۱۸، ۹۲۰، ۹۲۲، ۹۲۴، ۹۲۶، ۹۲۸، ۹۳۰، ۹۳۲، ۹۳۴، ۹۳۶، ۹۳۸، ۹۴۰، ۹۴۲، ۹۴۴، ۹۴۶، ۹۴۸، ۹۵۰، ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۵۶، ۹۵۸، ۹۶۰، ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۶۶، ۹۶۸، ۹۷۰، ۹۷۲، ۹۷۴، ۹۷۶، ۹۷۸، ۹۸۰، ۹۸۲، ۹۸۴، ۹۸۶، ۹۸۸، ۹۹۰، ۹۹۲، ۹۹۴، ۹۹۶، ۹۹۸، ۱۰۰۰، ۱۰۰۲، ۱۰۰۴، ۱۰۰۶، ۱۰۰۸، ۱۰۱۰، ۱۰۱۲، ۱۰۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۱۸، ۱۰۲۰، ۱۰۲۲، ۱۰۲۴، ۱۰۲۶، ۱۰۲۸، ۱۰۳۰، ۱۰۳۲، ۱۰۳۴، ۱۰۳۶، ۱۰۳۸، ۱۰۴۰، ۱۰۴۲، ۱۰۴۴، ۱۰۴۶، ۱۰۴۸، ۱۰۵۰، ۱۰۵۲، ۱۰۵۴، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ۱۰۶۰، ۱۰۶۲، ۱۰۶۴، ۱۰۶۶، ۱۰۶۸، ۱۰۷۰، ۱۰۷۲، ۱۰۷۴، ۱۰۷۶، ۱۰۷۸، ۱۰۸۰، ۱۰۸۲، ۱۰۸۴، ۱۰۸۶، ۱۰۸۸، ۱۰۹۰، ۱۰۹۲، ۱۰۹۴، ۱۰۹۶، ۱۰۹۸، ۱۱۰۰، ۱۱۰۲، ۱۱۰۴، ۱۱۰۶، ۱۱۰۸، ۱۱۱۰، ۱۱۱۲، ۱۱۱۴، ۱۱۱۶، ۱۱۱۸، ۱۱۲۰، ۱۱۲۲، ۱۱۲۴، ۱۱۲۶، ۱۱۲۸، ۱۱۳۰، ۱۱۳۲، ۱۱۳۴، ۱۱۳۶، ۱۱۳۸، ۱۱۴۰، ۱۱۴۲، ۱۱۴۴، ۱۱۴۶، ۱۱۴۸، ۱۱۵۰، ۱۱۵۲، ۱۱۵۴، ۱۱۵۶، ۱۱۵۸، ۱۱۶۰، ۱۱۶۲، ۱۱۶۴، ۱۱۶۶، ۱۱۶۸، ۱۱۷۰، ۱۱۷۲، ۱۱۷۴، ۱۱۷۶، ۱۱۷۸، ۱۱۸۰، ۱۱۸۲، ۱۱۸۴، ۱۱۸۶، ۱۱۸۸، ۱۱۹۰، ۱۱۹۲، ۱۱۹۴، ۱۱۹۶، ۱۱۹۸، ۱۲۰۰، ۱۲۰۲، ۱۲۰۴، ۱۲۰۶، ۱۲۰۸، ۱۲۱۰، ۱۲۱۲، ۱۲۱۴، ۱۲۱۶، ۱۲۱۸، ۱۲۲۰، ۱۲۲۲، ۱۲۲۴، ۱۲۲۶، ۱۲۲۸، ۱۲۳۰، ۱۲۳۲، ۱۲۳۴، ۱۲۳۶، ۱۲۳۸، ۱۲۴۰، ۱۲۴۲، ۱۲۴۴، ۱۲۴۶، ۱۲۴۸، ۱۲۵۰، ۱۲۵۲، ۱۲۵۴، ۱۲۵۶، ۱۲۵۸، ۱۲۶۰، ۱۲۶۲، ۱۲۶۴، ۱۲۶۶، ۱۲۶۸، ۱۲۷۰، ۱۲۷۲، ۱۲۷۴، ۱۲۷۶، ۱۲۷۸، ۱۲۸۰، ۱۲۸۲، ۱۲۸۴، ۱۲۸۶، ۱۲۸۸، ۱۲۹۰، ۱۲۹۲، ۱۲۹۴، ۱۲۹۶، ۱۲۹۸، ۱۳۰۰، ۱۳۰۲، ۱۳۰۴، ۱۳۰۶، ۱۳۰۸، ۱۳۱۰، ۱۳۱۲، ۱۳۱۴، ۱۳۱۶، ۱۳۱۸، ۱۳۲۰، ۱۳۲۲، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶، ۱۳۲۸، ۱۳۳۰، ۱۳۳۲، ۱۳۳۴، ۱۳۳۶، ۱۳۳۸، ۱۳۴۰، ۱۳۴۲، ۱۳۴۴، ۱۳۴۶، ۱۳۴۸، ۱۳۵۰، ۱۳۵۲، ۱۳۵۴، ۱۳۵۶، ۱۳۵۸، ۱۳۶۰، ۱۳۶۲، ۱۳۶۴، ۱۳۶۶، ۱۳۶۸، ۱۳۷۰، ۱۳۷۲، ۱۳۷۴، ۱۳۷۶، ۱۳۷۸، ۱۳۸۰، ۱۳۸۲، ۱۳۸۴، ۱۳۸۶، ۱۳۸۸، ۱۳۹۰، ۱۳۹۲، ۱۳۹۴، ۱۳۹۶، ۱۳۹۸، ۱۴۰۰، ۱۴۰۲، ۱۴۰۴، ۱۴۰۶، ۱۴۰۸، ۱۴۱۰، ۱۴۱۲، ۱۴۱۴، ۱۴۱۶، ۱۴۱۸، ۱۴۲۰، ۱۴۲۲، ۱۴۲۴، ۱۴۲۶، ۱۴۲۸، ۱۴۳۰، ۱۴۳۲، ۱۴۳۴، ۱۴۳۶، ۱۴۳۸، ۱۴۴۰، ۱۴۴۲، ۱۴۴۴، ۱۴۴۶، ۱۴۴۸، ۱۴۵۰، ۱۴۵۲، ۱۴۵۴، ۱۴۵۶، ۱۴۵۸، ۱۴۶۰، ۱۴۶۲، ۱۴۶۴، ۱۴۶۶، ۱۴۶۸، ۱۴۷۰، ۱۴۷۲، ۱۴۷۴، ۱۴۷۶، ۱۴۷۸، ۱۴۸۰، ۱۴۸۲، ۱۴۸۴، ۱۴۸۶، ۱۴۸۸، ۱۴۹۰، ۱۴۹۲، ۱۴۹۴، ۱۴۹۶، ۱۴۹۸، ۱۵۰۰، ۱۵۰۲، ۱۵۰۴، ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۰، ۱۵۱۲، ۱۵۱۴، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸، ۱۵۲۰، ۱۵۲۲، ۱۵۲۴، ۱۵۲۶، ۱۵۲۸، ۱۵۳۰، ۱۵۳۲، ۱۵۳۴، ۱۵۳۶، ۱۵۳۸، ۱۵۴۰، ۱۵۴۲، ۱۵۴۴، ۱۵۴۶، ۱۵۴۸، ۱۵۵۰، ۱۵۵۲، ۱۵۵۴، ۱۵۵۶، ۱۵۵۸، ۱۵۶۰، ۱۵۶۲، ۱۵۶۴، ۱۵۶۶، ۱۵۶۸، ۱۵۷۰، ۱۵۷۲، ۱۵۷۴، ۱۵۷۶، ۱۵۷۸، ۱۵۸۰، ۱۵۸۲، ۱۵۸۴، ۱۵۸۶، ۱۵۸۸، ۱۵۹۰، ۱۵۹۲، ۱۵۹۴، ۱۵۹۶، ۱۵۹۸، ۱۶۰۰، ۱۶۰۲، ۱۶۰۴، ۱۶۰۶، ۱۶۰۸، ۱۶۱۰، ۱۶۱۲، ۱۶۱۴، ۱۶۱۶، ۱۶۱۸، ۱۶۲۰، ۱۶۲۲، ۱۶۲۴، ۱۶۲۶، ۱۶۲۸، ۱۶۳۰، ۱۶۳۲، ۱۶۳۴، ۱۶۳۶، ۱۶۳۸، ۱۶۴۰، ۱۶۴۲، ۱۶۴۴، ۱۶۴۶، ۱۶۴۸، ۱۶۵۰، ۱۶۵۲، ۱۶۵۴، ۱۶۵۶، ۱۶۵۸، ۱۶۶۰، ۱۶۶۲، ۱۶۶۴، ۱۶۶۶، ۱۶۶۸، ۱۶۷۰، ۱۶۷۲، ۱۶۷۴، ۱۶۷۶، ۱۶۷۸، ۱۶۸۰، ۱۶۸۲، ۱۶۸۴، ۱۶۸۶، ۱۶۸۸، ۱۶۹۰، ۱۶۹۲، ۱۶۹۴، ۱۶۹۶، ۱۶۹۸، ۱۷۰۰، ۱۷۰۲، ۱۷۰۴، ۱۷۰۶، ۱۷۰۸، ۱۷۱۰، ۱۷۱۲، ۱۷۱۴، ۱۷۱۶، ۱۷۱۸، ۱۷۲۰، ۱۷۲۲، ۱۷۲۴، ۱۷۲۶، ۱۷۲۸، ۱۷۳۰، ۱۷۳۲، ۱۷۳۴، ۱۷۳۶، ۱۷۳۸، ۱۷۴۰، ۱۷۴۲، ۱۷۴۴، ۱۷۴۶، ۱۷۴۸، ۱۷۵۰، ۱۷۵۲، ۱۷۵۴، ۱۷۵۶، ۱۷۵۸، ۱۷۶۰، ۱۷۶۲، ۱۷۶۴، ۱۷۶۶، ۱۷۶۸، ۱۷۷۰، ۱۷۷۲، ۱۷۷۴، ۱۷۷۶، ۱۷۷۸، ۱۷۸۰، ۱۷۸۲، ۱۷۸۴، ۱۷۸۶، ۱۷۸۸، ۱۷۹۰، ۱۷۹۲، ۱۷۹۴، ۱۷۹۶، ۱۷۹۸، ۱۸۰۰، ۱۸۰۲، ۱۸۰۴، ۱۸۰۶، ۱۸۰۸، ۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۴، ۱۸۱۶، ۱۸۱۸، ۱۸۲۰، ۱۸۲۲، ۱۸۲۴، ۱۸۲۶، ۱۸۲۸، ۱۸۳۰، ۱۸۳۲، ۱۸۳۴، ۱۸۳۶، ۱۸۳۸، ۱۸۴۰، ۱۸۴۲، ۱۸۴۴، ۱۸۴۶، ۱۸۴۸، ۱۸۵۰، ۱۸۵۲، ۱۸۵۴، ۱۸۵۶، ۱۸۵۸، ۱۸۶۰، ۱۸۶۲، ۱۸۶۴، ۱۸۶۶، ۱۸۶۸، ۱۸۷۰، ۱۸۷۲، ۱۸۷۴، ۱۸۷۶، ۱۸۷۸، ۱۸۸۰، ۱۸۸۲، ۱۸۸۴، ۱۸۸۶، ۱۸۸۸، ۱۸۹۰، ۱۸۹۲، ۱۸۹۴، ۱۸۹۶، ۱۸۹۸، ۱۹۰۰، ۱۹۰۲، ۱۹۰۴، ۱۹۰۶، ۱۹۰۸، ۱۹۱۰، ۱۹۱۲، ۱۹۱۴، ۱۹۱۶، ۱۹۱۸، ۱۹۲۰، ۱۹۲۲، ۱۹۲۴، ۱۹۲۶، ۱۹۲۸، ۱۹۳۰، ۱۹۳۲، ۱۹۳۴، ۱۹۳۶، ۱۹۳۸، ۱۹۴۰، ۱۹۴۲، ۱۹۴۴، ۱۹۴۶، ۱۹۴۸، ۱۹۵۰، ۱۹۵۲، ۱۹۵۴، ۱۹۵۶، ۱۹۵۸، ۱۹۶۰، ۱۹۶۲، ۱۹۶۴، ۱۹۶۶، ۱۹۶۸، ۱۹۷۰، ۱۹۷۲، ۱۹۷۴، ۱۹۷۶، ۱۹۷۸، ۱۹۸۰، ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶، ۱۹۸۸، ۱۹۹۰، ۱۹۹۲، ۱۹۹۴، ۱۹۹۶، ۱۹۹۸، ۲۰۰۰، ۲۰۰۲، ۲۰۰۴، ۲۰۰۶، ۲۰۰۸، ۲۰۱۰، ۲۰۱۲، ۲۰۱۴، ۲۰۱۶، ۲۰۱۸، ۲۰۲۰، ۲۰۲۲، ۲۰۲۴، ۲۰۲۶، ۲۰۲۸، ۲۰۳۰، ۲۰۳۲، ۲۰۳۴، ۲۰۳۶، ۲۰۳۸، ۲۰۴۰، ۲۰۴۲، ۲۰۴۴، ۲۰۴۶، ۲۰۴۸، ۲۰۵۰، ۲۰۵۲، ۲۰۵۴، ۲۰۵۶، ۲۰۵۸، ۲۰۶۰، ۲۰۶۲، ۲۰۶۴، ۲۰۶۶، ۲۰۶۸، ۲۰۷۰، ۲۰۷۲، ۲۰۷۴، ۲۰۷۶، ۲۰۷۸، ۲۰۸۰، ۲۰۸۲، ۲۰۸۴، ۲۰۸۶، ۲۰۸۸، ۲۰۹۰، ۲۰۹۲، ۲۰۹۴، ۲۰۹۶، ۲۰۹۸، ۲۱۰۰، ۲۱۰۲، ۲۱۰۴، ۲۱۰۶، ۲۱۰۸، ۲۱۱۰، ۲۱۱۲، ۲۱۱۴، ۲۱۱۶، ۲۱۱۸، ۲۱۲۰، ۲۱۲۲، ۲۱۲۴، ۲۱۲۶، ۲۱۲۸، ۲۱۳۰، ۲۱۳۲، ۲۱۳۴، ۲۱۳۶، ۲۱۳۸، ۲۱۴۰، ۲۱۴۲، ۲۱۴۴، ۲۱۴۶، ۲۱۴۸، ۲۱۵۰، ۲۱۵۲، ۲۱۵۴، ۲۱۵۶، ۲۱۵۸، ۲۱۶۰، ۲۱۶۲، ۲۱۶۴، ۲۱۶۶، ۲۱۶۸، ۲۱۷۰، ۲۱۷۲، ۲۱۷۴، ۲۱۷۶، ۲۱۷۸، ۲۱۸۰، ۲۱۸۲، ۲۱۸۴، ۲۱۸۶، ۲۱۸۸، ۲۱۹۰، ۲۱۹۲، ۲۱۹۴، ۲۱۹۶، ۲۱۹۸، ۲۲۰۰، ۲۲۰۲، ۲۲۰۴، ۲۲۰۶، ۲۲۰۸، ۲۲۱۰، ۲۲۱۲، ۲۲۱۴، ۲۲۱۶، ۲۲۱۸، ۲۲۲۰، ۲۲۲۲، ۲۲۲۴، ۲۲۲۶، ۲۲۲۸، ۲۲۳۰، ۲۲۳۲، ۲۲۳۴، ۲۲۳۶، ۲۲۳۸، ۲۲۴۰، ۲۲۴۲، ۲۲۴۴، ۲۲۴۶، ۲۲۴۸، ۲۲۵۰، ۲۲۵۲، ۲۲۵۴، ۲۲۵۶، ۲۲۵۸، ۲۲۶۰، ۲۲۶۲، ۲۲۶۴، ۲۲۶۶، ۲۲۶۸، ۲۲۷۰، ۲۲۷۲، ۲۲۷۴، ۲۲۷۶، ۲۲۷۸، ۲۲۸۰، ۲۲۸۲، ۲۲۸۴، ۲۲۸۶، ۲۲۸۸، ۲۲۹۰، ۲۲۹۲، ۲۲۹۴، ۲۲۹۶، ۲۲۹۸، ۲۳۰۰، ۲۳۰۲، ۲۳۰۴، ۲۳۰۶، ۲۳۰۸، ۲۳۱۰، ۲۳۱۲، ۲۳۱۴، ۲۳۱۶، ۲۳۱۸، ۲۳۲۰، ۲۳۲۲، ۲۳۲۴، ۲۳۲۶، ۲۳۲۸، ۲۳۳۰، ۲۳۳۲، ۲۳۳۴، ۲۳۳۶، ۲۳۳۸، ۲۳۴۰، ۲۳۴۲، ۲۳۴۴، ۲۳۴۶، ۲۳۴۸، ۲۳۵۰، ۲۳۵۲، ۲۳۵۴، ۲۳۵۶، ۲۳۵۸، ۲۳۶۰، ۲۳۶۲، ۲۳۶۴، ۲۳۶۶، ۲۳۶۸، ۲۳۷۰، ۲۳۷۲، ۲۳۷۴، ۲۳۷۶، ۲۳۷۸، ۲۳۸۰، ۲۳۸۲، ۲۳۸۴، ۲۳۸۶، ۲۳۸۸، ۲۳۹۰، ۲۳۹۲، ۲۳۹۴، ۲۳۹۶، ۲۳۹۸، ۲۴۰۰، ۲۴۰۲، ۲۴۰۴، ۲۴۰۶، ۲۴۰۸، ۲۴۱۰، ۲۴۱۲، ۲۴۱۴، ۲۴۱۶، ۲۴۱۸، ۲۴۲۰، ۲۴۲۲، ۲۴۲۴، ۲۴۲۶، ۲۴۲۸، ۲۴۳۰، ۲۴۳۲، ۲۴۳۴، ۲۴۳۶، ۲۴۳۸، ۲۴۴۰، ۲۴۴۲، ۲۴۴۴، ۲۴۴۶، ۲۴۴۸، ۲۴۵۰، ۲۴۵۲، ۲۴۵۴، ۲۴۵۶، ۲۴۵۸، ۲۴۶۰، ۲۴۶۲، ۲۴۶۴، ۲۴۶۶، ۲۴۶۸، ۲۴۷۰، ۲۴۷۲، ۲۴۷۴، ۲۴۷۶، ۲۴۷۸، ۲۴۸۰، ۲۴۸۲، ۲۴۸۴، ۲۴۸۶، ۲۴۸۸، ۲۴۹۰، ۲۴۹۲، ۲۴۹۴، ۲۴۹۶، ۲۴۹۸، ۲۵۰۰، ۲۵۰۲، ۲۵۰۴، ۲۵۰۶، ۲۵۰۸، ۲۵۱۰، ۲۵۱۲، ۲۵۱۴، ۲۵۱۶، ۲۵۱۸، ۲۵۲۰، ۲۵۲۲، ۲۵۲۴،

عشق نامہ و لطیف شاہ کی نایاب ترین تصنیفات میں سے ہے۔ زمانے سے لوگوں خصوصاً دانشوروں کو اس کے ماحول کرنے کی جستجو ہے۔ لیکن اب تک کوئی اسے شایع نہ کر سکا۔ خاقان سرود کے مرتبہ کتب درسیں تھے۔ مشنری کے اجتہادانی چیدمیں ان کو کہیں سے دستنویب پرکھ لیا۔ انھوں نے اسی کو عبیت سمجھتے ہوئے انتخاب کے نام سے مغربی اپنے دئے محفوظ کر لیا۔ مشنری کا نام یاد آتے والے بتا سکتے ہیں یا وہ لوگ جو مانتے تھے کہ اشعار سے بھی واقف ہوں۔ جناب مرتبہ کو ذرا سے دلے لوگ غلط سے روز خانے کے اشعار اور یہی اھولانے اپنی عمدہ مطبوعات کا اعتراف ماسب سمجھا۔ اسی کی اشعار سے ہر طرح کی ہر وقت ربح ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس یہ کہ محفل میں ناٹ کا چوبدھی بھلا ہوتا ہے۔ مرتبہ کے نامور دلا شاعر اس سے بھی گئے گزریں ہیں کیوں کہ چوبد کے مقام پر نہیں، صاف پہچان سے جلتے ہیں:

محفل مختصر نور کبر و خضرد      رکھ نام مشنری خاقان سرود  
کہوں یکساں کہ میرا پا احوال تھا      کہ ان ردوں با تیسواں سال تھا

اب اتحاد کے گئے پیچے کے شعر عشق نامہ کی داستان ما کے شعر ہیں۔ مرتبہ نے اسی داستان کو داستان اول قرار دیا ہے اور کوئی داستان اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے۔ غلط فہمی کو تقریب اب عالی شمار کے بجائے اس فطرت تاریخ سے حاصل ہوتی ہے جو کتاب کے آخر میں دست ہے در نظر یکم ماس علی ملال سے منسوب ہے:

وہ جو خاقان سرود ایک مشنری ہے      مصنف جس کا امرا محمدان  
کہا مانتی ہے اس کو منتخب تا      زیادہ ہو پسند نکتہ سبجان

ملکہ بیوی بیوی جیوی کے شروع میں جب عشق نامہ کو جھڑنے پر لکھا، عاتق نے خاقان سرود اور جواب عشرت نے سورما قاتی کیا، ایک چوتھے شخص عاتق نے اسے خود نوشت معظم سوانح قری کہا جو ہم نہیں کیفیت ہے اور کچھ دلوں کی حاصل نام سے نفاذ قیمت ظاہر کرتی ہے۔ مولوی محمد النبی ماں جنھوں نے اس مشنری کے بہت سے شعر نقل کیے ہیں وہ بھی اس کے نام سے واقف تھے۔ شہزادہ قادی کی طبعیا بیوی کے بچے علی خان شاہی ماں خاقان سرود اور جواب عشرت قاتل کھنوری اور مولوی محمد النبی قاتل کے بچے کیجے۔ اب بقا ص ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱

جہاں اس منتخب کے طے کرنا مشکل پر تم لکھ دو سرور انزای ماناں سے ۹  
 ماناں تازہ کی چند نیت، مٹی اور اعلیٰ کا اس سخراج، یہ جیوں انہیں ناقابل فہم ہیں لیکن  
 ہے نام اور الحاقی اشعار کی طرح یہ قطعہ بھی عامی صاحب کا لطیف اثر ہے۔ اسے جہاں سے کہا نسبت؟

## ۶: سرمایہ ایمان

دعوت علی شاہ کی ایک صاحبزادی سے ہے والد کے رثائیہ کلا کا ایک انتخاب کلام اللہ کے  
 کے عنوان سے شائع کیا تھا جس میں انتخاب کو سرمایہ ایمان قرار دیا تھا۔ لکھنا حضرت اس  
 صاحبزادہ کی تصانیف و دعوت علی شاہ میں شمار کرنے ہیں جس کا کوئی جزو ایسا نہیں ہے جسے  
 مطبع سلطان نے شائع نہ کیا ہو۔

## (ب) کتابیں جو دعوت علی شاہ کی تصنیف نہیں ہیں

### ۱: تذکرہ اختصار

ابتداء میں گورنر دہلی ڈاکٹر سید عبد القدر نے تذکرہ اختصار  
 دعوت علی شاہ اختصار نامیہ بتایا ہے۔ یہ تذکرہ غامی محمد صادق خان اختصار کی تالیف ہے اور  
 اس کا بیچ نام "تذکرہ آفتاب عالم تاب" ہے۔

### ۲: سرور سلطان

سنہ ۱۳۶۳ء میں دعوت علی شاہ نے مراد علی بیگ سرور سے نوگل بیگ حسی کی  
 کتاب شمشیر خانی کا متفقہ ارادہ میں ترجمہ کروایا۔ یہ کتاب مطبع سلطان اور دیگر مطابع سے کئی

۱۔ خطبات گورنر دہلی ص ۲-۱۰

۲۔ شریعت احمد کے تذکرے ص ۲

۳۔ سخن شمع ص ۱۲

۴۔ سرور سلطان ص ۵-۳۰، ۱۶۶۔

دعشاخ پر چلے ہے۔ شہزادی خدیجہ کے نام پر صاحب الملک صاحب نے اسے دہلی شاہ سے منسوب کیا ہے۔

دہلی شاہ کے کھانا کا کچھ فیہر مطبوعہ ہونے کے علاوہ فیہر معروف بھی غیر معروف کلام ہے۔ بادشاہ فیہر معروف کلام کی ابھی طرح پہنچ کی جیسے تو اس کے فیہر منبر ہونے کا بھی قوی امکان ہے۔ یہاں اس شک و شبہ کا سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ فیہر معروف کلام اگر قدیم غلط بیانیوں میں دستیاب ہوا ہے۔ قاعدے کے مطابق اسے بادشاہ کی کسی تصنیف میں ہونا چاہیے تھا لیکن خواہ بادشاہ کی دردم تو خیر یا کسی اور جس سے یہ کلام ان کے مستند قلمروں میں نہیں ملتا تو وہ جس کے ہاتھ میں ملوث ہو گیا ہو یہ ممکن ہے کہ اس حد تک ان کا ہے۔ فیہر معروف کی اس قسم میں وہ کلام بھی شامل ہے جس کی کاپی بڑی شہرت ہے لیکن منقطع کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بھی فیہر معروف کلام کی کوئی نسخہ شدہ شکل ہے۔ مثال کے طور پر یہ شعر دہلی شاہ سے منسوب ہے:

میا۔ خاں پاسا کہتے تھے گوہر بادشاہ کے بیٹے

دی ہم ہیں کہ سرور و صاحب کلک پاول کے بیٹے

کھتے سے رخصت ہونے وقت جب درگاہ حضرت عباس گئے تو دوپہر کا وقت تھا ہر ایک پر تیار ہوئی ہوئی بھری بھی تھی۔ باہارہ چلتے عذر مت ہوتی تو اس نے ولی بندہ بات کو بڑے چلبے میں بے ساختہ قلم لیا لیکن اس زمانہ قند و ادایت میں رنگ آمیری بھی ہو سکتی ہے۔ ملک خدیجہ ایک غزل کی زمین میں ہے لیکن یہ مطلع اس غزل میں ہے اور نہ اس میں کلام کوئی شعر۔ ان غزل نے ایک شعر کو دہلی شاہ سے نسبت دی ہے:

حد در حد پہ حسرت سے طرک کرتے ہیں

فرط رجا الی دہلی ہم تو سر کرتے ہیں

یہ شعر کو کھنڈے رخصت کی یاد دلانا ہے لیکن اس شعر کو شعر کہنے میں کلام ہے۔ جنس کے آدمی مدح و عہدوں کو شعر میں کہا جاتا اور جیسا کہ جنس کے دستیاب ہو جانے سے ظاہر



ہوا جس کی قطعین کے حصہ میں اس شخص بادشاہ کی تعینات ہے لیکن تعینات بادشاہ  
میں نہ یہ جس نظر آتا ہے اور نہ اس زمین میں کسی اسلام یا غزل۔

ارباب عالمی نامی نظم میں ایک غزل کی بھی بڑی شہرہ ہے  
ہوا کہ ایسی چلے الہی کہ غریبے خود چلے آہل  
وہ کفر کیوں سے گی جلتے ہیں تو کفر کیوں میں لکھ کے آہل

یہ غزل بادشاہ کی فیصد ہے اور نہ ہی اس زمین میں کوئی اور غزل بادشاہ کے کلمات میں تفریق  
ہے۔ خاص گفتاری رنگ محمد پی ہوئی اس طرح غزل کی تعینات کا سوا بادشاہ کے  
لکھ کے آسان یا ناجم کے سوا ہے اور یہ غزل ان کے مجبورہ دیوان میں موجود ہے۔ صبح مطلع  
ہوتا ہے۔

الہی کوئی ہوا کا جھونکا دکھاتے چہرہ ازل کے آہل  
کہ جہان کیا بھی ہے وہ ستارہ تو کفر کی بڑی میں لکھ کے آہل

کلمے والے مطلع کی طرح اشار میں بھی حرف کہنے ہیں اور مطلع سے واقف نہیں  
ترجمہ اور تبدیلی کی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن میں گوگل نے عذابا سزا غیر  
معروف کلام کو بادشاہی شاہ سے لفظ نسبت دی ہے لیکن ہر شہاد کہنے کے لیے کہ ایسا  
ہونا آتا ہے اور آتا ہے بھی ہو سکتا ہے چند نظریہ کافی بھی مانگے گی۔ خاص طور میں  
بہت مختصر کلام ایسا ہے جو غیر معروف ہے اور منہرگی ہے اس غیر معروف کلام کے قابل  
دیکھنے ہیں۔

## ۱۱: مجموعہ ہجریات

مفتی دارالعلوم کھنڈ، جس میں اس نام سے ایک علمی رسالہ ہے جسے آفت صاحب  
نے ۲۰۰۵ء کو فراہم کیا ہو۔ حکیم ساکن کھنڈ، کھنڈ، کی علمی بیاض سے نام

۱۔ مجموعہ ہجریات علمی، ص ۱۶، ۱۷

۲۔ جامعہ تہذیب ص ۱۵

۳۔ دہر صحت ص ۵۵

و کمال سینہ نقل کیا اس مجموعے میں خواب علی نقی خاں اور ان کے کلمہ و کلمات کے خلافت و عرصے  
شاعر و ملک چند ہجرات اور واجد علی شاہ کے تین فریادی سائب ہیں۔ کلام واجد علی شاہ  
سے مطلع اور مطلع کے بند نقل کچھ جاتے ہیں:

غزل

غیر پر کیا ادا کیا چلا ہے      بخدا رنج میں خدا ہے  
آفت ایک آسمان سے آفت ہے      رزق عالم کی آفت ہے  
یا حسین آجے وہاں ہے      پہلا بند  
شاہ واجد علی حب انہم      اختر حسد پنجتن کا غلام  
صفت چرتا ہے حور انہم      اس کو اسد و غیرے کیا کام  
یا حسین آجے وہاں ہے      درلود

غزل

گھٹا ہے دغم و غم و دستم کھلا ہے      فلک نے خوس جاں پر سے بکلی گرائی ہے  
غلام شیر واد کی خدائی چڑھائی ہے      عینوں نے چاری خاک میں شاہی طائی ہے  
مدد بیکس کی لازم ہے دم مشکل کشائی ہے  
لٹا ہوں ہند میں شاہ خراسان کی دہائی ہے      پہلا بند  
ننگہ فرسے دیکھ جو ماہ فاطمہ اختر      نوبت کیا ہے ہو جائے اگر فضل خدا اختر  
سندھ اب مرا سنا خوش ہے گلیا اختر      اشکارا تھ کیوں کہنا نہیں صبح دسا اختر  
مدد بیکس کی لازم ہے دم مشکل کشائی ہے  
لٹا ہوں ہند میں شاہ خراسان کی دہائی ہے      پند ہوی بند

غزل

شب بخندہ سے رو کے سو کرتے ہیں      دن کو کس رنج و غم سے سر کرتے ہیں  
نار و آہ غرض آٹھ پہر کرتے ہیں      درود و بار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں  
رضعت لے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں      پہلا بند  
مہتاب شہر سے جوتا ہے یا اختر رخت      گنگے بس بس ہیں کہنے کی ہے کھ کھین  
چونہ بر باد میرے سبک کی یا رب خلعت      درود و بار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں

خصت اہل وطن ہم تو سر کرنے والے۔ ہر ہولہ بند  
 اس کا نام گوراجد علی شاہ سے نسبت دے میں کسی شہر کی گنجائش نہیں۔ اول اس لیے  
 کہ یہ کام خود واجد علی شاہ کی ایک متوجہ بیگم کے دیر سے سے برآمد ہوا ہے۔ دوم اس طرح  
 کے مناقب واجد علی شاہ نے لکھے تھے۔ یہ اس دور کے بیانات سے ثابت ہے لیکن وہ  
 مناقب خود تحقیقات واجد علی شاہ میں نہیں ملتے۔ مشیت یہ ایک حقیقت کا واضح طور پر  
 ذکر کیا ہے۔

جب وہ سب بشرودنے تھے کہ ہر وہ دیوار وہ درودنے تھے  
 جن پر رہاں پر شاہ باہر و دشین کہ او سرد کے لیے یا مستین  
 منقب جو حضرت نے خاک کہا اسے پڑے کے روئے تھہرہ  
 کوئی کہ بلا میں تھسا جو بکا کہ ہم سپہ سیکر کے رنگ و رلا  
 کسی کا یہ رو تھسا در گاہ میں کہ مراد پھنے رنج جانکلا میں  
 بلوان عالم کی رو سیکھے ہلے سیکر مد دیگے

اس بیان میں اول ان کے نفس کی طرف اشارہ ہے۔ دوم کتب خانہ جامع مسجد اجمعیہ میں  
 "اھوے امر امیر علی منظم" کے نام سے ایک فلمی رسالہ ہے جس میں پہلے بادشاہ کا نفس  
 درج ہے۔ پھر اسی کا جواب ہے "جو نہایت طنز آمیز ہے۔" جواب دینے والے نے  
 اپنا شخص "بجہد" ظاہر کیا ہے۔ اس جواب کا مطلع اور مطلع ہے۔

منقب سنا جو مدے نے طلشہ آیا جواب اس کا کہ  
 یکساں اس نے کے نشان کے لیے ٹیپ اس کی پر صراحت اس کا ہے  
 یاسین آئیے دہان سے  
 بجہد نے خوب میں دیکھا قہر کے اور یہ آہ و بکا

سلسلہ۔ سنہ ۱۳۳۵ھ میں واجد علی شاہ کی چند تحقیقات سے آواز لائیں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی  
 جہاں اہل ہند میں ان کا یوں پر کسی انہیں بیگم کا نام درج ہے۔

سنہ۔ مشنری مشیر (فکری) ص ۱۷۷

سنہ۔ انور غلطی ص ۱۷۷

قل پاتے ہیں زیر عرش علی اس کہنے ہیں اپنے ہاتھ اٹھا  
یہ سچا کہنے والی ہے

پہلے شاعر نے ان مناقب میں اپنے ولی حضرات کو اس خفا اور غلو سے لطم کیا ہے کہ وہ سب نہیں کر سکتے۔ اور غالب کا سبب ہے کہ اس کلام میں حزن و ملال کی تلخی ہے اس کو ان کلمات میں جگر نہیں دی گئی جن میں بیشتر پیش و نشاندہ کی فردا کی ہے۔ گو ہر پاروں کے پیچے اور کئی پاروں کے پیچے، یہ مطلع بھی غالب اپنے وقت انگریز اثر کے سبب "دیوان بدیع" کیا گیا۔

### ۱۲: مرثیہ

فہرستہ جہاں تھو کے کتب خانے کا ایک غلی مرثیہ اب اداس آف اودہ کے کتب خانے میں ہے۔ اس پر تہجیم ۱۰۲۰ء لکھا ہے۔ کاتب و خطا خوش نویس ہے جس نے ثبات القلوب اور ریاض القلوب کے نسخے خط و خیرہ میں لکھے تھے۔ اس مرثیہ کو بھی اس نے اسی طریقے سے لکھا ہے۔ سربند کے اس مرثیے میں صفے اور مقلعے کے بند حاصل ہیں:

### مطلع

سر و پیش غیب نے دی بھوک، صدای غم، غمی نہ ہو تھو نہ ہو آج ماسوائی  
غم، جہاں نہیں غم تو ہے جگر برای غم، جلیب و دو، فی پای نہیں دوائی غم  
پیش ہو قلب میں سنہ شہوار برقی پرہ، صلابت کاکھ مال تار برقی پرہ

### مقطع

نہ خوش اختر تھیں کہ طہر آتایں وہ نیرہ سینہ پر نور پر لگاتاریں وہ دلاوری  
وہ سینہ پیا سیکر دکھاتاریں وہ ملدلی شب یکس بے چہا تاریں وہ جگر کو  
تھائی چھے غافل نایاں ہے کہین میں مہری با لہجہ ماہ تار تار تار  
ملائی کاکھ فی جود سنہ ۱۰۲۰ء کے بعد نہیں ملتا۔ اس لیے اس کی اسید موجود ہے

کہ مرنے کی جوشے ٹٹا گیا ہمارا دیانت شدہ کام میں یہ آخری مرتبہ ہے۔ جہاں قدس کے کتب خانے سے نسبت اور کاتب کا خط اس کے مستند ہونے کی کافی ضمانت ہے۔

### ۳۴ مرتبہ

مرکار عزا اظہار موعوم کے بھی کتب خانے، کنخیز، میں ایک سو بیس، زندہ کاتبک لکھی اور ہے جس کے مطلعے اور مطلعے کے زند حسب ذیل آئیں:

آنانہ سے ہے رشک حلاوت علم اپنا      میدان ضاحت میں علم ہے علم اپنا  
قراں کہے دریا شہنشاہ گدوں شہنشاہ اپنا      ہمدرد بھی کلبہ یک ایک نام اپنا  
میں کنخیزوں شہنشاہ گل گزار جس کو

فرد کی پسے خط یہاں خیرائی شہنشاہ

عبد سہ غرض دہن کیا لاشہ سرور      پھٹتا ہے جگر دک سے لب لکھنؤ  
یہ وقت ہے کہ عریض تو آقا سے مکر      مداح قلم راہ بہت انداز خاطر

قال ہیں ہرگز میں طہیروں کی دوا کا

مرکار سے ہی مجھے صحت دو شفا کا

یہ مرتبہ حیدر آباد کے کسی بھی کتب خانے کے قلمی سے سے نقل کیا گیا ہے۔ اور مطلع میں تخلص آخری دہر علی شاہ کے عام رنگ سے ثلاث رکھنے کے علاوہ اور کوئی شہادت ایسی نہیں ملتی جس سے یہ مرتبہ دہر علی شاہ کی تصدیق کہا جاسکے۔ مرنے کی داخلی شہادت یہی پریشاد حالی در جہان کے ذکر کے پیش نظر اگر یہ غیر مطبوعہ مرتبہ دہر علی شاہ کا ہے تو یقیناً مذکورہ بالا مرتبے کے بعد ہی آخری طویل غلات کے زمانے میں کہا جاتا ہے۔

در گاہ صفت کے نو سٹھ، اہلی فرخی اور مصنوعی، بکرت موجود ہیں

اور اس کی امید ہے کہ ان کے کچھ ہونے ایک ایک لفظ

کی تصدیق اور توثیق کی جاسکے گی۔ لیکن اصولی طور پر اس سے انکار

نہیں ہو سکتا کہ تحریر اور تصدیق کی غرضی اہمیت ہوگی جرح اور نتیجہ

بھی انہی صحت کی جائے گی۔ کاتب، مہر، کاتب خانہ، اندک سے و سب



## خصوصیات کلام واجد علی شاہ

گزشتہ اوراق میں واجد علی شاہ کی علمی و پیشوں کا ایک عیاض  
تخصیصات پر اعتراض پیش کیا گیا جس کی تردید آسمان پر ہوگی۔ واجد علی شاہ کی ان  
 تخصیصات کی تعداد اور نوعیت کے پیش نظر اہل ان کے جن مشاغل کی شہرت ہے ان پر اعتبار  
 کرتے ہوئے اگر یہ خیال کیا جائے کہ پیش و عظمت میں پایادقت ہر ماہ کو سنے والا اس کی  
 کتاب میں نقل بھی کر سکتا ہے یا نہیں تو مصائقہ نہیں۔ واجد علی شاہ کے مدہاری اور اکثر علم  
 اہل قلم جو عیاضی کے الزام سے بری اور فیکر سائنس سے آزاد تھے اس کا نصف نہ کر سکے۔  
 بلکہ اگر اسی مدہم کی عیاض پر یہ حکم لگادیا جائے کہ واجد علی شاہ نے لکھا ہی کیا، جو کہ لکھا گیا  
 ان کے مصاحبین اور محققین نے ان کو خوش یا ان کو بدنام کر سنے کے لیے لکھا تو اس سے  
 زیادہ افسوس اور توبہ کی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ جو اپنے زمانے میں شور و ادب  
 کی خبری کا احساس رکھتے ہوئے اور آئے والی نسلوں کی خوش بختی اور سخن بھی پر  
 افتاد کرتے ہوئے واجد علی شاہ نے ٹری ایسڈوں کے ساتھ آرزو ظاہر کی تھی:

|                               |                              |
|-------------------------------|------------------------------|
| امثال سے کہے علم کے احمدیے    | کہ راقم کو اس کی کوئی زاد دے |
| وگر رہ زمانہ کہیں ان ہم کہاں  | ہو ادبی جیسی وہ عالم کہیں    |
| زمانے میں پہلے گا کوئی لب ہنر | ہر عارفی زادہ کی سنے گا مسر  |
| وہ ہم تک یہ سامان سدا گیا     | کہ اب کسب تک بھی ہمار گیا    |
| مگر ہی ہو ہو دیں گے پیدائے    | جہاں میں جو ہوں گے جو بدائے  |
| وہ بہت جا میں گے اس دور کو    | وہ بھیں گے حق، حق اسی طور کو |





ایسا مضمون بادشاہ کی کتابیں کی طرح ضعیف ہوتی تھیں اور وہ حوزہ ایران کے  
صدری ان کتابوں کو مٹا دیا تھا جس سے خیال کرتے تھے۔ ایسی انی بل ہے جوڑ  
کتابوں کی شرح لکھنا اور اس میں دیباچہ سلسلہ قائم کرنا منشی مرحوم ہی کا کام تھا۔  
اس مہارت کا تصور دہشت کے سہیلے میں اٹا کہنا کافی ہر گاہ کہ بیان مرحوم نے عبد الحق صاحب  
کی ابتدا ملی شہریت سے تعلق رکھنا ہے اور امیر مینا کے انتقال پر بطور تعزیتی برٹ کے لکھا گیا  
تھا اس لیے اس مقالے ہے کہ غور و فکر کیا جائے۔ خود مرحوم صاحب کی طرف سے اس کی  
کہ دہشت نہ تھی۔

۱۔ اس میں دو مضمون ایسے ہیں جو سٹیج ہاؤس مرحوم نے مجھ سے دریافت  
کیے لیکن کتاب میں شامل کر دیے تھے۔ ایک منشی میر محمد مینائی پر۔ جو کہ  
میر کا انتقال میر باد میں ہوا اور میر نے دعوتِ حق کے وارے میں مصروف ہو کر کھڑا  
ہو گیا شایع کر دیا تھا، یہ بہت ہی سرسری مضمون ہے جس میں نہ پوری سیرت تحریر  
ہے نہ ان کے کلام پر مکمل تبصرہ، نئے اردو نیشنل کے اشاعت کے وقت میں منشی  
پاکستان میں تھا، وہاں سے میں نے دوبارہ قاضی احمد میاں، حرمیہ گارگرمی  
کو لکھا کہ یہ دونوں مضمون خارج کر دیے جائیں، کتابت کے وقت وہ خارج کرنا  
بھول گئے یہ مسئلہ

”مردمین“ کی غفلت کے سبب ایک غیر موزوں اضافات اکٹھے برس گشت کرتی رہی، مختلف  
اوقات اور مختلف پریسوں سے کئی ایڈیشن شائع ہوئے، کچھ دنوں تو یہ پڑھنے  
والوں میں سے بھی اکثر مرحوم اصل حقیقت معلوم کرنے سے محروم رہے اور مرحوم صاحب

۱۔ چند ہم عصر مطبوعہ یعنی پریس، دہلی، مضمون ”اسیر مینائی“  
مطبوعہ ۱۹۶۰ء ص ۳

۲۔ چند ہم عصر ۱۹۵۰ء پاکستانی ایڈیشن ”طبع جام“ بد نظرائی و اضافہ ۱۹۵۰ء مطبوعہ انجمن  
ترقی اردو۔

۳۔ ایضاً ۱۹۵۰ء پاکستانی ایڈیشن ”ترجمہ شہد“ ۱۹۵۰ء اقتباسات ”وہاچے  
مصنف“ یہ ترجمہ پاکستان میں اس مضمون کی فحاشی کے سبب لکھی گئی تھی۔

سے اپنے ایک سہوکار کا بیج ہے کہ مولیٰ صاحب نے رعایت کے ضعیف اور بے بنیاد حملے کا اقرار مندرجہ بالا اقتباس میں نہیں کیا ہے لیکن ان کی سی شہرت کا نشان اس سے زیادہ اور کیا کرنا۔ تصنیفات واجد علی شاہ میں کوئی ایک کتاب ایسی نہیں جس پر اس سربین کو منطبق کیا جاسکے۔ بخود واجد پر اس عبارت کا کچھ اطلاق ہوتا ہے لیکن لؤل قریب بادشاہ کا بیان ہے کہ یہ ان کی تعلیم کے مسودوں کا مجموعہ ہے جسے بطور کشکول ترتیب دیا گیا اور سب سے پہلے کتاب سنہ ۱۰۰۰ھ میں شائع ہو چکی تھی اور امیر مہینائی کو سنہ ۱۰۱۸ھ تک بادشاہ کا ترسل بھی ماحصل رہا تھا۔

افزاس کا دوسرا پہلو مولیٰ صاحب حق کے بیان سے کچھ کم محض نہیں لیکن وہ بیان امیر مہینائی کی نادر دستخطی میں تھا اور یہ بادشاہ کی اہم ردی میں ہے :

- ماحصل مصنف و شاعر احمد قاضی، احمد قابل قدر، ایڈیٹر صاحب و محمد طیف، مدیر نقوش، کوہ پر معلوم ہوتا ہے کہ واجد علی شاہ کے سلسلہ میں عوام آپ بیتی، عشق نامہ کا خلاصہ، اصول نے مرتب کی ہے۔ اس کا دنیا میں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ اگر نیرولا نے واجد علی شاہ کی سبیل پر قضاہ کے کے جو خوبیاں اور اخلاص نے واجد علی شاہ کی طرف منسوب کر دیے ان کا قصد اس عالم بے غل کے خلاف ایک ہی ذکاوت کا تھا۔

وہی گم نام کتابیں ہیں جنہیں بے وقت اور زبردستی تیار کیا گیا تھا لیکن وہاں وہ واجد علی شاہ کی تالیف شمار کی گئی تھیں اور یہاں ان کی تصنیف سے بھی انکار ہے۔ بے بنیاد اعتراضات کے ایسے کہ بے سرو پا جواب دیے جاتے ہیں۔ واجد علی شاہ کی عیض پرستی

سنہ ۱۰۱۸ھ قمری (دہندہ) میں لکھنؤ نے اس کتاب کو سنہ ۱۹۰۹ء تک مہینائی کے ساتھ شائع کیا ہے اور کتاب کے استعاروں کے خلاف میں داخل ہے۔ اس کے جولائی ۱۹۱۰ء عیسوی کے ایڈیشن کو پانچواں ایڈیشن بتایا گیا تھا۔ معلوم اس کے اب تک کتنے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور کتنے طالب علم انہیں سے استفادہ کر رہے ہیں۔

سنہ ۱۰۱۸ھ قمری (دہندہ) میں لکھنؤ نے اس کتاب کو سنہ ۱۹۰۹ء تک مہینائی کے ساتھ

سنہ ۱۰۱۸ھ قمری (دہندہ) میں لکھنؤ نے اس کتاب کو سنہ ۱۹۰۹ء تک مہینائی کے ساتھ

کے دے میں باب بگ و بگ کھل گیا اس کا بیلوی حذر نورمان کے بے باک ظلم کا نتیجہ ہے اور اس حذر کو اگر نکال دیجیے تو پھر جو باقی بچ رہے گا وہ اس مقالہ پر گا کہ وہ ملک ان کی پیش کو شیروں کو مثل فرما دیں۔ ان کے خود نوشت سرائے نورمان سے منسلک تھا یہ نشان کی اعلیٰ مرتبہ شہنشاہ شخصیت اور اعلیٰ حدود کی یادگار ہیں۔ ان تصانیف سے اگر ان کی پیش کو شیروں کا علم ہو رہا ہے تو یہاں کرے۔ یہ کسی سنی انسان کی زندگی کا صرف ایک حصہ ہے۔ دوسرے درجے سے مانتے رہنا یا مانتی ہوئی رہنا یا واقف ہونے پر مبالغہ پیدا کرنا انسان کی اپنی نادانی، تنگ نظری اور تعصب کا ثمر ہے اور جب بھی کوئی بدوائے گاکہ واپس ملے شاہ کے مذہب اور تعصب میں گر رہے تھے، ان کا بول کا دھندل جو، اس کا مطالعہ پیش کر دے گا کہ کچھ دلاوران ہے، اصل حقیقت ہے واقف نہیں، یا تعصب ہے جس کا منشا ہی نہیں کہ اصل حقیقت سامنے آئے۔ اگرچہ بدوائے واپس ملے شاہ کو بد نام کر دے کہ ہے قصہ جیسے سہاے تلاش ہے لیکن ان کے نام سے اصل کتابیں مستحکم کرنے کا طریقہ مگر اختیار کیا گیا تھا تو ایسی کوئی کتاب اب تک دستِ ناپ نہیں آئی۔ ہر کتاب میں واپس ملے شاہ سے منسوب ہیں وہ نہیں کہ ہیں خود ان میں سے پیشی کہ خبرست میں جو مرد ہیں اور بی کی توثیق میرا اور مطبع سلطان کے نام سے سہاے ان قطعات تاریخ سے ملتا ہے جو غمور سے ہیں وہ سنو لے لے گئے ہیں۔

علیٰ غفرلہ میں غلطی کو راہ دینے والے وہ افرض زیادہ حراک  
بے بنیاد نتیجے | ہیں جو کسی ہم عصر کے خیال پر ماسٹیج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا استعمال ظاہر بظاہر غمور لکھنے کے لیے خود کیجیے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس قسم کے پس پردہ لکھے والے کی اپنی ذہنیت کام کر رہی ہے۔ غموری عشق مار کر قصہ لکھ لے لکھ سہرا کی نصیحت خیال کیا ہے۔ اس خیال کی پشت پر یہ دھم پریشان کیے ہیں کہ کہ اتھرا واپس ملے شاہ سے لکھے تھے، غموری عشق مارا بھی ملو ہے اتھرا واپس ملے شاہ کی غموری پس پردہ ہے۔ اتھرا لکھا کہ کہ واپس ملے شاہ کے نام سے کر دیا اس سب سے ہی مدد ملت کو غموری کے ہر پیر اور غمور کے شکے میں کش کے اس مختلف سے پیش کیا جاتا ہے گویا حقیقت اور حقیقت کے نام تعلق ہے ہر سے ہر گئے۔ لیکن کیا یہ واقعی درست ہے؟ واپس ملے شاہ، اتھرا، اتھرا، برق نورمان کی صلاحیت

اور قطعات کے شہم دیدگاہ سب اپنی اپنی قبروں میں جا سوسے وہ کیا کہتے تھے اور کیا کہتے  
اس کا ثبوت اور تشہیح کی ضرورت اس شخص پر فرض ہے جو موجودہ نسل میں پھل نسل کی  
باقول کو یاد دلائے اور ان سے کوئی قائل ذکر تہجد اخذ کرنے کا مدعی ہو۔ وابد علی شاہ  
پر الزام عاید کرنے داخل نے اس ضرورت کو ملحوظ نہیں رکھا۔ مثال کے طور پر اتیس کے  
عہد فرشت حالات میں ایک صاحب کو صرف اتنا نظر آیا:

”وینلے دل بہت برعاسد تھا، کسی بزم آمدست سے کام نہ تھا ناگاہ

ایک شادی خواہی آیا اور مجھے دیران خاص میں لے گیا، وہاں حضرت سلطان

عالم محمد وابد علی شاہ اختر سربراہ فرونشے، . . . . . مجھ جیسے ناچیرے خلق

کیا، امتیازی دوسرے سے پاس بٹھایا، ایک ایسی کتاب عنایت فرمائی جو حقیقت

مگل انتخاب تھی میں نے حسب الحکم اسے نظم کیا، سجد کے بہت خوش ہوئے

مجھے بھی دل کی خوشی سے مطلب تھا“

اتیس کے اس بیان پر موصوف کا ملاحظہ ہے:

”اتیس نے گو کتاب کا نام نہیں ظاہر کیا ہے مگر گان غالب یہ ہے کہ یہ تاریخ

پری حادھی . . . ان کی دریافتوں سے اسے اردو میں نظم کیا گیا اور اس کا نام

پری خار منظم رکھا گیا۔ یہ ترتیب کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اسے کس نے

نظم کیا مگر اس میں رنگ اتیس کا جھلکتا ہے۔ وابد علی شاہ کی طرزِ سخنوری سے

وہ کا بھی لگاؤ ہے۔“

• وابد علی شاہ کی طرزِ سخنوری سے اس شادی عشق نامہ کو پری خانہ کچھ سے مل رہا ہے:

اتیس کی خبروں سے واقفیت کا حال بھی عشقِ بیدواں سے جو جائے گار فی الحال اس حقیقت

کی طرف متوجہ کن ضروری ہے کہ مسدود بالا بیان کا انحصار لکھے والے کی سخن سنجی

پر ہے۔ سنہ ۱۹۵۹ء میں منبری عشق نامہ کو وابد علی شاہ کی طرزِ سخنوری سے دیکھا گیا

۱۔ اب ہمارے

۲۔ نیلور، دہلی، اگست، ۱۹۵۹ء ص ۱۱

۳۔ عشق نامہ کماست کے لیے اس مسئلے کے صفحہ ۱۱ ص ۱۱۱۱ ملاحظہ فرمائیے

حاصل نہیں ہوا کہ چند برس بعد اسی غفلت اندک کے اطمینان انسان کے ساتھ پیش کرتا ہے :

” سلطان عالم مدح کی گیتے ہیں ۱۰۰۰... چنانچہ خود گیتے ہیں ۱۰۰۰... ”

موصوف نے اس طرح نظم کا جام پہنایا ہے ۱۰۰۰... ہر ایک حادی

خود بھی گیتے ہیں ۱۰۰۰... اس واقعہ کو جان عالم ہر ایک ساند منظم میں

بھی اس طرح نظم کا جام پہناتے ہیں ۱۰۰۰... (دو دیو دو دیو)

معرض کے طوطہ مولوی نے اسی غفلت میں ہم جی کو اسی غفلت میں سنا سنا کر اٹھ کر گرا  
جھوٹ ہے اس امر کا کہ عوام مولوی صاحب نے وہ کوئی مشورہ نہ دیا کہ ہر ایک مشورہ یا  
اس کے چند مشورہ نہ دیا ہے۔ اس کے بارے میں ان کا یہ خط ہے :

” وہ صاحب علی شاہ آرام علی کی حالت میں یہی مسئلہ پیش و حضرت میں

پیشہ ہی عشق باری کی سمولی آئیں و محبت و محبت میں باوجود کہ

پیشہ ہی عشق باری کے جانتے تھے بہت

کہاں معرض کے غفلت ” اسیر کا رنگ ” اس کے ہاں مولوی صاحب کے ساتھ میں ” مولوی  
بائیں ، ذہنی و جلی بنہ نہیں ” و بہستان کھنڈ کے برگزیدہ شعرا کے کام کا سطر  
کوئی دماغ کے بیان سے ہم عوام اتفاق نہ کریں جب بھی صاحب علی شاہ ہندوستانی کی سادگی  
حیثیت کے اہل کا اس سے بہتر اور کوئی سا پہلو ہر سکتا ہے کہ جو پر تحقیق ہر تخیل  
کے ایک ہزار فرد کی نظر میں :

” جب ہم اس کام کا صاحب علی شاہ کے کام کا مخاطب اسیر برقی ، اتنی

غفلت ، اثر ، اثر و دیو کے کام سے کہنے میں ہر ایک کے مدداری شاعر نے فر

پہناتا ہے کہ اس کا کام کی طرح اس میں سے کہہ کے کم ہیں غفلت

دیکھ کے مخاطب میں ان کی برتری اور عفت مسئلہ ہے :

” صاحب علی کا یہ صفت میں شائع ہے ۔ ” مولوی نے بھی جان کر مصاحبت بھی کیا

” صاحب علی کا یہ صفت میں شائع ہے ۔ ” مولوی نے بھی جان کر مصاحبت بھی کیا

” صاحب علی کا یہ صفت میں شائع ہے ۔ ” مولوی نے بھی جان کر مصاحبت بھی کیا

” صاحب علی کا یہ صفت میں شائع ہے ۔ ” مولوی نے بھی جان کر مصاحبت بھی کیا

واہد علی شاہ کے آغاز کلام کے بارے میں حواشیہ کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہیں تھا اور ایک حرفِ استبرک کے بیان پر کیا موقوف، متضاد اور متفرق بیانات کی کمی نہیں۔ جتنے منہ اتنی باتیں ہر سخنِ نیم کوئی ملے رکھا ہے اور یہ اسے موقع اور مصلحت کی پابند نہ ہو سکتی ہے کتاب "جاری شاعری" کے مؤلف کی سخن سنجی، نگہ رسی اور واہد علی شاہ سے جس قدر کی پرکھی کو مشک - ہو گا۔ اس کے بارے میں یہ بیان انھیں سے حاصل کیا گیا ہے :

"عشق نامہ منظوم کے بعض حصے اتنے شاعرانہ ہیں کہ شلک جوتا ہے کہ "

واہد علی شاہ کی تخلیق نہیں ہیں۔"

اور عشق نامہ کو واہد علی شاہ سے نسبت دینے میں موصوف کو بھی کلام ہے :

"استیرانی شہری سوانح الفضائل میں لکھتے ہیں :

|                             |                               |
|-----------------------------|-------------------------------|
| وہ واہد علی شاہ صاحب سرور   | کہ ہے عظمت محمد صدفی پذیر     |
| کی خلق جو شخصِ ناچیز سے     | بٹھایا مجھے پاس سب غیر سے     |
| غایتِ جہتی جو کو ایسی کتاب  | کہ تھی فی الحقیقت گلِ انتخاب  |
| کیا نظم میں نے جوئے شاد شاد | بجھے کسی توان کی خوشی ہے مراد |

ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ استیر نے واہد علی شاہ کے حکم سے کسی کتاب کو نظم کیا، لیکن ہے کہ وہ کتاب بھی علق نامہ ہر یہ کہ

استیر کا بیان آغاز نظم دونوں میں ایک ہے لیکن ان بیانات سے نتیجہ اخذ کرنے کا سلیقہ نتیجہ اخذ کرنے والے کی شخصیت کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی کو سنسنی خیز انکشاف منظور ہے، اپنی سو جوہر جوہر کی داد لینا ہے کسی کو مدافعت منظور ہے لیکن مدافعت کے لیے کوئی معقول ملہ نہیں ملتی :

"ملنزی عشق نامہ اگر استیر نے نظم کی جو تو بھی واہد علی شاہ ہی اس کے

سطح - درۃ النجی ص ۱۱، ص ۱۲

سطح - جاری زبانِ رحمت ص ۱۲۲/۱۲۳ ص ۱۲۴

سطح - بیض علی گڑھ شامہ ص ۱۱/۱۲ ص ۱۳

صفت ٹھہری ہے، وہوں کہ عشق نامہ غری انھیں کی تائید ہے اور اتیر کو اس کا  
صفت کہنا صحیح ہے۔ ہر گاہ

نظر دہنوں کی کام کے قابل قدر تھے پر ہے، لیکن سخن نبی کی کسوٹی پر زیادہ قابل اطمینان نہیں  
زیادہ ہنس دی اور زیادہ روشنی آنکھوں کو فیر کر دیتی ہے۔ مزید یہ ہے کہ اگر وہ سری  
غبار میں ممکن نہ ہوں تو منہوی کا پست حقہ بجا سلنے رکھا جائے اور غرہ کیا جائے کہ  
کیا اسناد اتیر انا گزہ بھی کہہ سکتے تھے ؟

**اصل حقیقت** | اتیر نے مراد نظم کے مذکورہ بالا بیانات کی طرح ایک بیان اور دیا  
ہے۔

|                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| بالی جو را کئی گھمڑی روز     | چیدہ ہوئی شکل، محبت بیرون  |
| سرکار سے چہ ہزار آیا         | کب ہر دہی اپنے ساتھ لایا   |
| نہی نثر کہہ کہ ہے ؟ فریاں    | ہر نظم بہت فصیح و دشتان    |
| آگے جو عوٹھی علی اب بھی ہوگی | گھسوا د نری طلب بھی ہوگی   |
| کرے اسے جلد جلد موزوں        | بیتاب نہ ہو کھلے گامزن     |
| اس جزد کو میں نے سر پہ رکھا  | آنکھوں پہ کبھی مگر پہ رکھا |
| بید ہوئی جو چہرہ آرا         | صبح شب کلمت آشکارا         |
| شکبیں سی میرے دل نے پائی     | کر سہ لگا میں سخن سہرائی   |
| اسس جزد کو نظم کر کے رکھا    | چہا نہ شوق سحر کے رکھا     |

اس بیان اور مذکورہ بالا بیانات میں جو نمایاں فرق ہے وہ یہ کہ وہاں کہا گیا  
تھا خود بادشاہ نے دیوان خاص میں نثر کی کتاب دی اور یہاں چہ ہزار گھر پر ہے  
گی۔ اگر یہ چہ ہزار گزہ لایا ہوا "جزد عشق نامہ تھا جس کا مضمون "غرہ بادشاہ ہے" ا  
سے منسوب کیا جاتا ہے تھے تو اتیر کو اتنی بھی جرأت یا بجاہزت کیسے ہوئی کہ وہ اس کا  
ذکر کریں اور اس لین دین کے راز دار مستبد لوگ ہوں۔ اتیر نے نام بنا دیا ہوتا

تو اچھا تھا۔ لیکن جب نہیں بتایا تو ایک بعد از کھر قیاس پر یعنی شہادۂ قول، منطقی دلائل اور حدیث و اقوال کو غرضاً مار کر دیا کہ کونٹے فلسفہ کی بات ہے۔ یہ کہہ کر دوسری مشورہ میں کوئی بھی اس مسئلہ میں شامل کر لیا جائے، بلکہ اب اس کے بیانات میں اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک یہاں برحق ہے تو ہر بیان کے بچے بہ مشورۂ واجد علی شاہ کے ذخیرے سے نکال بیٹھا ہے واجد علی شاہ کی کئی مشوریاں شریعہ اُمرتِ عقل میں ہیں۔ جسے جو کا دینہ محدود کیوں رہے؟ مشورۂ عقل نامہ کو استنبیہ سے بعد دہلے میں ایک سو دوسری روایت کو کئی تراویح ہے۔ استنبیہ ہر جگہ اپنی کارگزاری کا ذکر کیا تمام نہیں بتایا تھا۔ استنبیہ کے سچ کو استنبیہ ہم توئی میں اسیر حرات آ رہا ہے اور عقل کے واسطے سے تسلیم کرتے ہیں۔ فتن کی روایت مستنبیہ سے زیادہ روایت ہیں کہ کئی کہیں کہ راوی اگرچہ فتن ہیں لیکن روایت فتن کے فتن سے نہیں ہے۔ ناقص قصویٰ کے فتن سے ہے فتن کے انتقال کے بعد

مظفر علی شاہ نے ایک شہسوی عشق نامہ آتھر سے کہو فی انوار اس کو ماقصیر پر خوش  
نویسوں سے کھرایا۔ جس صفحات پر قصا و برتھیں ان میں سے چند چند اشار  
کی نگہ نالی قلمی، بادشاہ نے دیکھ کر کہا کہ ان کو شہسوی سے بھونپنا چاہیے، آتھر نے  
جواب کیا کہ اب سب نفعی رہی جگہ پر تمام جھپٹے ہیں، جہیں ہوتا آساں نہیں مگر  
بادشاہ نے مانا اور کہا میں غلط جو سمجھتا ہوں اسے مانتا ہوں، آتھر نے  
موتہ بارہ میں کیا کہ لباس و باری میں جہاں پاد کے ملنے سے کہہ کر صورت لکنا  
حالی از وقت نہیں ہے، بہت ہو کہ وہ سب کو بے عمدہ نہ کر نکو کر دے، یہ  
اسے دیکھ کر چوٹی اور کتا چکی بدلتا دیکھ کر قلم خوش نویسی کی نگہ ملک  
دیکھ رہے تھے، آتھر ہر حقہ کے سلسلہ میں اشار میں دلی کرتے جاتے تھے اور  
خوش و بیخوشان کو غم بند کرتے تھے۔ دورانِ عظمیٰ بادشاہ خدا فرما دے  
ہو کہ میں قلمی سے لے کر لکھتا کہ کہہ کئے قلمی کہہ رہی۔ بادشاہ نے اشار  
کو سن سن کر غصہ سے لے کر ان کا تادیب کیا کہ میری عہد میں جیسا  
زبردست نام ہے ملے



جناب فاضل کے اس بیان کے معنی اور مطالب کو کون سمجھا ہے جبکہ خود فاضل ممتاز شاعر  
اس کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ حسن شاد کے میں قلق کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی  
اسی شاعر سے میں چند مصیبت کے بعد بطور عود کہتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ داہد علی شاہ کے حالات کو دس سہ ای بارہ برس کی عمر میں حالات

کو وضاحت خاطر عیادت سے بگاڑ دیا تھا اور اس کا فرزند خود شاہ معصوم نے

اپنی ایک منظوم سوانح عمری میں کہا ہے، منہ

اس خود و شہت منظوم سوانح عمری کا نام دہن میں یکس اگر، عشق اس نہیں نوازد کون سی

سوانح عمری ہے اور اگر یہی عشق نامہ منظوم وہ سوانح عمری ہے نوا تیرے کون سا عشق نامہ

کہا۔

جناب فاضل نے روایت قلق سے مصوب کی ہے اور اس کی وضاحت بھی قلق پر درج

ہے کہ جہاں عشق نامہ کی تصنیف کے بارے میں اتنا سمجھا ہوا نہیں، یا ہے، عشق نامہ کے

موصوفے کے بارے میں بھی کچھ بتا دیا کہ اس میں ہے کیا، لیکن قلق بے چارے جبر اور ہم جواب

کے لیے مضطرب، لیکن بچا انھوں نے فاضل صاحب کو کچھ بتایا جو یکس اگر اس میں سوانح عمری

کا ذکر ہوتا تو فاضل وہ غلطی ہی کیوں کرتے جو انھوں نے کی۔ ریب واسستان کے ہے اگر

ہم یہ تسلیم کریں کہ عشق نامہ سے مراد وہی مثنوی ہے جسے ہم نے داہد علی شاہ سے منسوب

کیا ہے جس کی پہلو تشہیر تحقیق رہا جاتا ہے کہ کیا سبب تھا جو ایک ایسی کتاب جسے اس

اہتمام سے بھرے دربار میں پیش کیا گیا اور جس میں ترمیم اور اضافہ غرض و لیسوں کے علم

میں درپردہ و اسیر سے کیا، اس کا ذکر نہ اسیر کریں اور نہ کوئی اور شخص کہے اور داہد علی

شاہ جو برا بھلا کہتے پر قادر تھے اور اصلاح کے ضمن میں یہ بھی منظور نہ تھا کہ اس سلسلہ

ان کے کلام میں پسے الفاظ داخل کریں، کئی ہزار اشعار کی پوری مثنوی برضا و رغبت قبول

کر لیں، اور وہ بھی اس نثر کے بعد کہ جس کا قلق کی روایت میں ذکر ہے، آخر اور

شر کے علاوہ مختلف باخبر افراد مثلاً کامیاب کہ داہد علی شاہ کا کلام عود انھیں کاسے اس

صفحہ - ربابہ، (ماہنامہ کا پتہ)، شمارہ جولائی ۱۹۱۰ء ص ۱۲

صفحہ - بیان عالم ص ۵۱۔

صفحہ - تذکرہ نامہ اور دوستی اور ص ۵۵ کے تحت

احرام کو قبول کر لینے کے بعد کھڑا اور اپنے حقیقت نظر آتا ہے۔

عشق کی تائید میں حسن علی عسکری صاحب مذکورہ سرائی عشق کا بیان بھی تو بہ کا صاحب ہے۔ عسکری نے اپنے مذکورہ میں پانچ جگہ اتیر کا ذکر کیا ہے اور ہر جگہ "مصابہ غامض سلطان عالم" مع حقیقات لکھا ہے، لیکن تصدیقات کا ذکر یکجا نہیں ہے:

"صاحب دیوان ماری درختہ اور عشق نامہ ص ۱۷۷۔ ایک دیوان ماری

درد دیوان ہندی انداز سے یادگار ص ۱۷۷۔ صاحب دیوان ہشاگر در مشہد

میل مقتدی ص ۳۳۲۔ صاحب دیوان ہشاگر مقتدی ص ۳۵۸۔ صاحب

دیوان ہندی دغاری ص ۳۳۲۔ سلسلہ

ان بیانات میں صاحب مذکورہ سے صرف ایک جگہ عشق نامہ کو اتیر کی تصدیق بتایا ہے اور بیانات میں اختلاف اس قدر کی کافی خیالات ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے سب سے پہلے ذکر کر کے صرف بیان عشق نے شاید اس نام و میر کو دیکھا بھی نہیں۔ پھر کس لیبہ پر ہم توجہ کریں کہ عشق نامہ سے مراد وہی مثنوی ہے جو راجہ جوت ہے۔ عشق کی طرح انھوں نے بھی مریض نام لیا ہے اور صرف نام بھلا کس تہذیب میں بھی جاسکتا۔

اتیر عشق اور عشق کے بیانات غلط ہیں لیکن بنیہ بیانات کی جو تاویل پیش کی کہانی رہی وہ غلط ہے۔ اتیر کی مثنوی کو اتیر کے سرائے میں تظہر کرنا چاہیے۔ اس تلاش میں ممکن ہے ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ جائیں جہاں سے دور رہا ہے پھوٹتی ہوئی ایک "عشق نامہ" نامی، دوسری "گم نامہ"۔ عشق نامہ کی راہ سے آئے والے اس کو اسی نام سے یاد کریں گے، گم نامہ راہوں میں بھٹکے والے بھٹکتے رہیں گے اور جہاں کسی کتاب کی جھلک نظر آئے گی اسے اختیار کرنا نہیں گے: "وہ ہے، وہ ہے، وہ ہے۔" لوگ اس دو نامہ پر سرور کا پتہ پوچھتے ہوئے آئے، آگے نہ آئے اور راستہ بھول گئے۔ ہم اسی سلسلے سے کنگہ بڑھتے ہیں کہ دیکھیں کس کس سے معذرت ہوتا ہے۔

اتیر بیانی نے اپنے مذکورہ میں اتیر کی ایک عشق نامہ کا ذکر کیا ہے۔

مثنوی اتیرنے ۳۰۰ میں ختم کی گئی، ۳۰۰ میں مطلع سلطان نے لے لیا۔ مثنوی واپس  
شاہ کی فرمائش پر کبھی گئی تھی۔ یہ کتاب نایاب ہے لیکن ناپید نہیں۔ اس مثنوی کے شروع  
میں اتیرنے ۳۰۰ در سبب تالیف کتاب گزشتہ کے تحت چھ صفحوں میں اپنی عاشق مزلوچی اور  
وارثی کی کہ بیان کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے عشقہ سوانح نظم کر دیں گے،

انصاف کیا یہ عہدِ دلفین      منظم ہو داستانِ عاشق  
مطبوع، جہاں جو داستانِ جو      غزلت کہیں انیس عاشقاں جو  
جو اس کو سنے وہ نگ رہا ہے      گزار جہاں میں نگ رہا ہے

اور اسی لئے میں "دربیان عشق گوید" در بیان معشوق گوید" نام کے بڑے بڑے شاعر  
اور دیگر بزرگ عشق، عاشقان، عاشق، معشوق کی گردان ہے۔ مثنوی میں مختلف مقام ایسے  
ہیں جن کی تصویر کشی ممکن ہے اور ایک مسلسل مربوط قصہ نہیں ہے بلکہ مختلف حادثات  
ہیں جن کو ایک ڈرامہ میں ہر صحنہ کی کوشش کی گئی ہے۔ ختم کے قریب واضح الفاظ میں  
نکلتے ہیں:

گفتا اور وہاں ہے عشقِ ناز      پھر تو ہے عنانِ اسبِ ناز  
مثنوی کا ہم دورہ التاج ہے،

یہ وصف جو ہے سخن کو مواج      زینتِ وہ ہے نامِ درۃ التاج

اور یہی نام صرف پر چھاپا ہے۔ لیکن قصبات نارتھ کینے والوں نے، اس نام کی پروا نہیں  
کی ہے، عشق نامہ کی رعایت سے قطعے کہے ہیں۔ وہی تو قطعے ہیں۔ قبولِ اللہ و قبول

۱۔ تاریخ نگار کا ہم دورہ التاج ۱۹۲۸ء، درۃ التاج ص ۲۲۲

۲۔ در بیان اسیر ص ۵۱

۳۔ درۃ التاج ص ۲۱۸

۴۔ درۃ التاج ص ۲۶۶

۵۔ درۃ التاج ص ۲۰۰

۶۔ درۃ التاج ص ۱۹۰

۷۔ درۃ التاج ص ۲۲۰

اپنے قلم میں لکھتے ہیں:

آنکھ دراصل ہست جانِ جہان  
مدح کر دند نکستہ جانِ جہان  
ریب و مرئاج عاشقانی جہان

عشق خود نظم کرد از سلطان  
سیر این شہوی چو حاصل شد  
مال حبش مشہور طبع قبول

۱۱ ۶۱۲ ۵۱۲ ۵۱ ۵۲۵

دوسرا قطر امیر علی خان ہلال کا ہے:

این ہلالِ عامر زادِ حیدر گیتی سنائی  
نقشہ عشق ارا تیر زلفِ سلطانِ جہان

بہر باز بخشش چو در بحر فقر و غرور  
از شہر دل مثل گوہر مصرعی آمد ملیب

۱۲ ۶۱۲ ۵۱۲ ۵۱ ۵۲۵

فلق و نور محس کے بیانات کی تاویل اس مثنوی و اس کے قطعات تاریخ سے بحوالہ ہرمانی ہے۔ فلق نے عشق نامہ دلی ایک مثنوی اتیر کی تصنیف بتائی ہے۔ ایسے بیاں میں کہیں کہیں کہہ ہے کہ وہ مثنوی واجد علی شاہ سے عدا پائی۔ فلق کے کہے وہاں فلق کے سمجھے میں کہ سہو ہو تو تعجب نہیں۔ فاقہ کے بیاں میں تصاویر ہیں اس لیے دکھائی دے رہا ہے کہ ہم اپنے طبع و خیال کی اس میں سند تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا امکان زیادہ ہے کہ ان کے دونوں بیان اہی اہی جگہ درست ہوں اور بات کہتے اور گویں۔ کہنے کے سبب یہ نقص رون ہوا ہے۔ قصہ کا بیان جو اسی مثنوی کے زبانی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مثنوی کی اصلاح شہرت ہی سبب ہوئی ہو گی، اس لیے جو سننا اسے بھی ایک جگہ لکھ دیا۔

نمک کے میں سروں نام کا ہونا اور اصل نام کا۔ ہونا اسی سبب سے ہے۔

اتیر کی گرام ریاضتیں مثنوی مدۃ التک کے دائرے سے خارج نہیں۔ واجد علی شاہ کی دعوت پر بار بار دربار میں جلسے اور بار شاہ کے خلق و صحبت سے پیش آئے گا۔ اگر اس مثنوی میں سے محس ہے:

داعیہ سن سن کے بیانِ فتنہ عالی اک مددِ ہما یہ حکم عالی

سہ۔ حقائق ص ۱۲۶

سہ۔ بحث ص ۱۲۲

لاکڑا سے کون ہے دل انگار  
ہم بھی تو میں کہہ اس کا شہد  
بہ چھی بہ خبر ہے، ہوا خوش  
دل سچے میں کہہ سے بھی ہوا خوش  
امداد میں خال سے یہ طرد  
دیجے تو کہا یہ مجھ سے لی خند  
آیا ہے خاص خاص مجھ تک  
کل ہوگی طلب تھا اندرے شک  
اس وقت کی میں عوشی کہوں کیا  
ہاتھوں بٹھنے لگا کلیجے

(ب) شفقت کا ہو کس زبان سے انہار  
خود بڑھنے لگے وہ میرے اشار  
فرمان ہوا مجھ کو پہنچنے کا  
میں تین سہم کر کے بیٹھا  
(ج) دی سانسے با قریب بیٹھا  
کیا لطف تھا قریب بیٹھا  
اشعار جو کہ جو سے تھے سوزنا  
جو کہ کہ بعد سے تھے مجھے خیرا  
چھایا ہوا رعب تھا جو دل پر  
سب عرض کیے تھے تھکر کر  
اللہ سے خلق کی کائنات  
کی آپ نے جا بجا سنا لیں

اپنے ہاؤ وحتم کی تعریف میں یاد شاہ نے جو بیان اسیر سے نظم کر دیا تھا، اسیر نے اس کی وضاحت مثنوی ہی میں کر دی ہے :

اتنا تو کہ زبان سے یسکن  
میں تم سے بھی تھے ضرر ممکن  
کہہ لانے ہو وصف حسن صورت  
کچھ چاہیے صفت ہاؤ وحتم  
کہ عرض یہ بلندے اب کی ہکا  
لانے کی جو کہ کو بہ قرار  
کچھ شعر سے مستعدی کا میں  
تغذ کوئی اور لاؤں گا میں

لیکن مثنوی کے آخر میں حکایتوں اور رمزوں کا بیان جو خصوصیت سے زیادہ اہل تصوف کے لئے

سطح - حرفۃ التاج ص ۳۱

سطح - حرفۃ التاج ص ۳۱

سطح - حرفۃ التاج ص ۱۰۸

سطح - حرفۃ التاج ص ۶۰-۵۹

سطح - حرفۃ التاج ص ۱۲۸-۱۲۷

ہے جس کے لیے ہم نے کئی اشارے دیے جو ہمارے ایک جزو میں جانے کے لیے نہیں ملتا جس سے معلوم ہو کہ خدائے برکات و معجزات کا علم کیوں کر ہوا۔ اول نماز نہایت میں کچھ فرما بشیور کہ خوشخودی حاصل کرنے کے لیے بطور خود کہا تھا۔ اس کے بعد وہ ابوالشاہ و ماہر علی شاہ کے ابتدائی دور حکومت میں نہ صرف معتوب بارگاہ سے بلکہ اسیری میں بھی کہ وہ رہا ہو گیا۔ اسی تنگ دستی اور پریشانی حالی کے زمانے میں ابوالشاہ کی نظر عاتق پر پڑا۔ اہل اولیٰ کو کہہ دیا گیا۔ مگر یہ فراموشی شاعری ابتداء کے ناخن کو مٹا کر مٹا دینے کے لیے جو تو میں حسب حال ہے کیونکہ مثنوی کا یہی حصہ جہم اور غیر مربوط ہے۔ اور مثنوی کے اس حصہ کا نظم اب اگر کہتے ہوئے ہیں خدا سہرا کا یہ مثنوی نیز انکسار فرماؤ جس نے ذکرنا چاہیے۔

• میں نے حسب حکم اسے نظم کیا، اس کے بہت خوش ہوئے، مجھے بھی اٹکا خوشی سے مطلب تھا۔

اسے ہم مثنوی سے "کر خانہ" نامہ تاریخ یک مثنوی عشق نامہ کہنا دی حصہ ۱۲۴ میں مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن ہے اس حصے پر کسی نے اصلاح دی جو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں ۱۰۰۰ تک اضافہ ہو جائے۔ لیکن اصلاح کا نام عشق نامہ نہیں، اضافے کا نام عشق نامہ نہیں، مثنوی کا نام عشق نامہ ہے اور کسی محفل شہادت کی عدم موجودگی میں کیوں کر کہا جائے کہ وہ ماہر علی شاہ کی تصنیف نہیں ہے؟

**خصوصیات کلام کی بحث** | اعتراضات کا سبب اور ان کی فرض و غایت کو پہچان لینے اور ان کا منطقی جواب دینے کے بعد ضرورت نہیں کہ مشتبہ جواب بھی دیا جائے، کیونکہ یہ فرض استغناء کا ہوتا ہے کہ اپنا مقصد بہت کسے نہ کہ ملزم کا کہ انہی صفاتی پیش کسے۔ لیکن اس خیال سے کہ کلام کی غلطی کے پیش نظر صاحبان نظر تک ایک دشمن میں مبتلا ہو سکتے ہیں، وہ شہادتیں

مجلد ۱۰۰، ورق ۱۲۴ ص ۱۲۵-۱۲۶

مجلد ۱۰۰، باب ۱۲ ص ۱۲۶

مجلد ۱۰۰، باب ۱۲ (خداوند علی گڑھ) شمارہ ۱۲۶ ص ۱۲۶

بھی پیش کی جاتی ہیں جن سے مستحکم تر شہاد میں شاید ہی دواہر علی شاہ کی کسی شخصیت کو ان کی شخصیت ثابت کرنے کے لیے پیش کی جاسکیں۔ مزید برآں،  
 وہ سخن مثنوی فارم چوں ہوئے گی در ہر گلی  
 ہر کہ دیدن سبیل دارد وہ سخن بیند مرا

عقل سے حضور کو پہچانتے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں کہ خود سخن کو سامنے رکھا جائے اور اس میں وہ خصوصیات کا شعر کی جائیں جن سے ہم آشنائیاں پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر آشنائیاں ہیں تو آشنائیاں پیدا کرنا۔ سخن گو جب ہیں پردہ ہو تو پہلی چیز آواز ہے جس سے پہچاننا ہے، اور جب آواز پر صحت نے خاموشی کا مہر ثبت کر دی ہو تو غریب ہے جو اس کی شخصیت کو بے نقاب کر لے۔ ہم اسی غریب سے خصوصیات کلام دواہر علی شاہ کی بحث کا آغاز کرتے ہیں تاکہ اس بحث کے دوران کسی بے بنیاد الزام کی صفائی میں نہیں جکڑ جائیں بلکہ خود دواہر علی شاہ کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے وہ اصول مرتب ہو جائیں جن کے پیش نظر اگر عشق نامہ کے خلاف اس سے بھی فری تر شہاد میں آج ہوں اور عشق نامہ کے علاوہ دواہر علی شاہ کا وہ مری شخصیات بھی اسی پسٹ میں آجائیں اور صورت میں جب تک ان اصولوں کو عقلی بحث پر رد نہ کیا جائے، اور اسی امر میں ہی رہے گا۔ پہلے انہی اصولوں کی صفحہ کے لیے ہم اسی مثنوی عشق نامہ کو سامنے رکھتے ہیں کہ ان کو دیکھیں چاہے جتنا کہ وہ تیسے طوا ہیں یا عشق نامہ کو کھار کی شخصیت سمجھنے والے غلطی پر ہیں۔

### ۱۱ مثنوی عشق نامہ کا مسودہ خود دواہر علی شاہ کی تحریر میں ہے

مسودے کو دواہر علی شاہ سے نسبت دینے سے بیشتر قویٰ ہے کہ اسے مسودہ کیا جائے۔ مسودوں پر مسودہ لکھا ہوا نہیں ہوتا، وہ آئینہ و قرآن سے پہچانے جاتے ہیں۔ نقل فرمیں جب کتابت کرنے میں غلطی ہے تو اصل کتاب اس کے سامنے ہوتی ہے۔ وہ

مسودہ سے مراد ان ترقی داد (ہند)، گلزار، کاشی، لکھنؤ، جسر کا کتبہ بیانی  
 نقیضی مکتب کے صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱ پر درج ہوا۔ صحافت کے حوالے مسودے پر  
 وہ ہرے احوال کے مطابق ہیں۔





بھولی جاتے ہیں کہ سہو خطا سے کوئی صاحبِ قلم غالی نہیں ہے۔ محویت جتنی شدید اور قلم کی رفتار جتنی تیز جرتی ہے غلطیاں بھی اسی نسبت سے زیادہ اور مختلف انواع جوتی ہیں۔ دماغ خلک الکلاک پر اور قلم سرسبز ہوتے ہیں لیکن ہے کہ ہم شاہ کے بنائے "سلا" اور "کے" کے "لی" کہہ جائیں اور ہمیں "اسس" کا "اس" بھی نہ سمجھ، یا واجد علی شاہ کی جگہ "امجد علی شاہ" یا صرف "علی شاہ" یا "محمد واجد علی شاہ" لکھیں اور اپنے خیال میں ممکن رہیں کہ جو کچھ ہے صحیح لکھا ہے۔ قلم میں ایک دشواری اور ہے۔ یعنی قافیہ ردیف، بحر اور می نکات کا خیال رکھنا اور اگر سطر کھینچے ہے کا قدر پر نگاہ رہے ہیں تو حروف کو تے اور پر ایک سطر میں لکھنے کا خیال رکھنا اور اگر سطر کھینچے ہے تو قلم سے شکایت لازمی ہے اور قلم کے پیشے صاف کرتے ہوئے وہ سبھی کام انگلیوں سے کاغذ پر منتقل ہونا بھی خطری ہے۔ عشقِ تہ کے مسودے کو شروع سے آخر تک دیکھ جائیے، شاید ہی کوئی صوفیہ سطر جس پر ایسی کوئی خطا نہ ہو جس کا اجمالی طور پر ذکر کیا گیا۔ پختہ مقامات پر اصلاح دی گئی ہے ان سے زیادہ مقام ایسے نہیں گئے جن پر اصلاح نہیں دی گئی ہے۔ سب کا مالہ بیان کن محال ہے صرف نائن سو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

## (الف) کتابت کی خامیاں

مسودے کا تقریباً سبب غلطیاں کتابت کی خامیاں تصدیق کی جاسکتی ہیں لیکن اس مرحلے کے تحت صرف انہیں غلطیوں کا شمار ہے جو الفاظ کی کمی بیشی یا بگڑی ہوئی شکل کے سبب کتابت کی غلطیاں کہی جاسکتی ہیں۔

## ۱۔ سرخیال

"نامہ خانہ اختصار و موم و ذکر محمد و اسعدان ربی کہ سعادت کسی

تزو و بری آورده بود و سید و کرشش : : : : :"

مسودہ میں کئی دستاویزی قلم کی ترمیمیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن مناسب رہیگا کہ صرف ان کو ذکر کیا جائے جن کو اس قدر ضرورت شاعر کی ہے کہ ممبر ہمارے ممبر لکھا اور تا آخر کتاب کو دو فائیں دیتے ہیں کہ اس نے قلم و دلی (دیکھو مقدار ضرورت شاعر کی) (۱۲)۔



ہے۔ نکلنے والے نے کہیں درست کہہ دیا ہے اور کہیں کوئی غور نہیں دی ہے۔ مثلاً  
 میں میں سخن شمر تھی جو باقی جناب خلافت بھاس سے بخشی صاحب  
 یہاں حیات اور نجات کا طے ہوا، جناب اور صاحب شہدے جانتے ہیں۔ سوتے میں ہاتھ  
 معروف اور راتے محول کا امتیاز نہیں ہے۔ نکلے عطا کم اور پیچے کے کو پر یا کو پر کے پیچے  
 دیکھ سکتے ہیں۔

## ۱۴: صفحے

سوتے کے صفحات کا شمار سوتے نکلنے والے نے اپنے قلم سے کیا ہے اور اس میں  
 متعدد غلطیاں ہیں۔

## ۵: معرطے

اکثر معرطے فقہان زیادہ کم ہونے کے سبب ناموزوں ہیں، یا بے عمل فقہ سے معنی  
 میں گنجلک ہے، حالانکہ غلطی انکل سانس کی ہے۔ مثلاً،  
 ص ۱۲۲ ج ۱ پر کی ساز میں گوشت تو ضبط تھا ص ۱۱۰ ج ۱ مگر بھگو واد کو تاد و شیر تاد کا  
 ص ۱۲۹ ج ۱ اس کے خے گوشت کے چیک کر ص ۱۱۵ ج ۱ رکھائے بھگو واد کو تاد و شیر تاد کا  
 ص ۱۲۳ ج ۱ کا نقل میں بھگو واد اس کی ہے ص ۱۲۳ ج ۱ کہیں کیا کہیں میں بھگو واد کا  
 ص ۱۲۵ ج ۱ خلافت کی قسم بے دفاعی نہیں ص ۱۲۵ ج ۱ ہر گی بھگو واد کو تاد و شیر تاد کا

## ۱۶: سو کتابت

سو کتابت کی دو سری غلطیاں دی گئی ہیں لیکن ان کا مضمون کرینا غور کا صاحب ہے  
 مثلاً، داستان ۱۰ کی طرحی سرٹی میں پہلے حضرت بیگم کھاسے اور اس کی سرٹی میں جب دو بالا  
 اس نام کو لکھا ہے تو حضرت علی کھاسے ص ۱۰۹، ۱۱۰ اور حضرت کھاسے کے بے لاد واد کو تاد کا  
 بھو بیا ممکن ہے، لیکن اسی عشق نامہ اور اس داستان کے اشارے سے معلوم ہو رہا ہے  
 کہ یہ دو مختلف عورتیں ہیں اور داستان ۱۲۰ میں صرف حضرت بیگم کا ذکر ہے۔  
 سنہ - تحصیل کے لیے مثلاً ص ۱۳۰ پر سوتے کی کتابتانی تفصیل ملاحظہ فرمائیے

## ۷: صوتی غلطیاں

سہر کتابت کی چند مثالیں غلطی کے ایک نئے اسکان کو پیش کرتی ہیں۔ ہر ہر غلطی میں بھی اسلا کی غلطی ہے۔ لیکن ان غلطیوں میں آواز کی مماثلت ایک نئے رنگ سے سے آتی ہے:

ص ۲۰۰ دارو کا میرے مکانوں کا تھا صفا۔ بخشش میں درست انوں کا تھا  
 "دارو کا" کی جگہ "فلا" دارو فر ہے۔ کہنے والے نے صوتی مماثلت سے دھوکا کھایا۔ یعنی "فلا" میں "فین" سے "فون" گات "کی آواز اور "گات" سے "گاف" کی خاصیت مستعار لے کر "فلا" سے "فلا" لیا۔ ایسی مثالیں اور بھی ہیں:

|                                   |               |
|-----------------------------------|---------------|
| ص ۱۹۲: تخی داستان سننے لگا        | ف۔ داستان میں |
| ص ۱۹۰: کوئی بارہ کش اور جوتا ہیں  | ف۔ جو سا      |
| ص ۲۴۵: کچھ منتخب ٹائپ تھے چند     | ف۔ میں لے     |
| ص ۸۱: سفر ہے سب سے عاشقی میں اسلم | ف۔ رو عاشقی   |

## ۸: انگلیوں کے نشان

کہنے والے نے سوچے کہ سب سے نستعلیق خط میں کھایا ہے اور میں جو بیباکی صفات کے سوچے میں دو چار جگہ انگلی کی روشنائی کا کاف پر مثبت جو جانا خوب انگیز نہیں لیکن اگر یہی نشان قمار کے ساتھ کہتے کہ "میں جگہ پاسے جاتیں تو اسے کاتب کی علامت خیال کیا جائے گا۔ عشق نامہ کے سوچے پر بھی لکھ جاتی ایسے نشان سند پر زلی اسٹا پر دیکھ جاسکتے ہیں:

|  |
|--|
| ص ۱۲۵: ص ۱۵۳: ص ۱۶۳: ص ۱۶۴: ص ۱۶۵: ص ۱۶۸: ص ۱۷۰: |
| ص ۱۷۱: ص ۱۷۲: ص ۱۷۳: ص ۱۷۴: ص ۱۷۵: ص ۱۷۶: ص ۱۷۷: |
| ص ۱۷۸: ص ۱۷۹: ص ۱۸۰: ص ۱۸۱: ص ۱۸۲: ص ۱۸۳: ص ۱۸۴: |
| ص ۱۸۵: ص ۱۸۶: ص ۱۸۷: ص ۱۸۸: ص ۱۸۹: ص ۱۹۰: ص ۱۹۱: |

شہ۔ سوچے میں کہ لورگ کو لورگ ایک ہی طرح لکھا ہے۔

داستان نچاه و دوم و ذکر ار محسن  
مثنوی و سنی و رضی امر او صحت والی  
و عاصی و او میگرشین

داستان به قمار و سوم و ذکر مویر سنگ زنی که کسی  
و حور علی او در لوبه و در دگر و در لوبه

داستان و سبب و ذکر من مثنوی نچاه و در راه  
و ملازم شدن بی مانی  
ملک انوار

و در دگر و کابری کا نو گاهنا  
و صفا بخش انج شاکاوت



بزرگی شفتہ و ادب نامور      گری بیل لب سنی سلطان پر  
خطبہ اسکار دین، استاد      یہ مرزا بادی بر حسین

رہ کنہہ نیا کوئے چار بگی      کجا جے انجم کوئی آبرو

سان علی آرموئی کی نگار      رہ چمنہ زمین کا حشر نگر

ادبہ درملی من کی دین      اور سحری درویش کی سن

را او دانی کجا بر عمل      کہ ناگاہ پیر و پناہ بر

حرمان کس کس یکم نام      کہیں مفضل کی دگر دایم  
سے سخی مکار دین کار      کہ عمل سہا ہی سرار دار

کر رہے۔ اس کے لفظوں، فطرتوں، مانسے، مانسے و فیرو کے سبب ہر وہ چیز نہیں بن سکتی جو  
ہم چاہیں۔ چند مخصوص شکلیں بن سکتی ہیں، اور ان مخصوص شکلوں میں سے بنانے والے  
نے کس شکل کا انتخاب کیا اور کیوں کیا؟ اس کا مطالعہ دیکھنے والے کے شعور کو بکھنے میں  
مدد دیتا ہے۔ نقل و سیسے میں اس کی امید ہے سو ہے کہ وہ عیب پر فنی میں موری مری  
چمک رہا ہے۔ بطور خورہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ میں اپنا۔ خواہاں کہیں کیبک رنجھے حرام کیں رقص طائیں کی ہر صفا  
دور سے مٹا کالم کی آخری صفت پہنچنے سے پہلے مٹم ہو گیا تھا۔ جگہ خالی تھی۔ ہر شکل  
بن سکتی تھی۔ ایسی صفت پر مٹا کوئی بڑی بڑی ہے لیکن یہاں "رقص طائیں" کا شعر ہے  
۲۔ میں ۱۳۹۔ کیا آدمی کے ہر غسل کو آگاہ بہرہ و پیر سے دل  
بہا کی آفریں مگر مانی چھوٹ گئی تھی۔ شاعر نے اس سب سے کے شعور میں بھروسہ  
کا احوال یہ علامہ آدہ ہوا، مگر کیا ہے۔ خالی جگہ کے یہ حوالہ بنائی گئی۔

جولائی ۱۹۵۲ء، خطاب اس کا روشن ہے۔ پیرزادہ یہاں ہے، برصغیر میں  
دوسرے مصرعے میں "مصرعہ کا جو نہیں ہے" دیکھنے والے نے کھینے کو نوک  
لیکن کہ کے قطعی کامیاب ہوا۔ مصرعے میں اور گئی شہزادوں اور شہزادیوں کا ذکر ہے  
لیکن یہ قطعی کہیں نہیں ہے۔ قطعی کی اصطلاح کے لیے ممکن ہے "لا" یا "خ" یا "د" پر  
بنایا جاتا ہے لیکن یہ اس شق سے بعد ہر ناص کا یہ لفظ پیغام ہے۔ دیکھنے والے  
نے "سنت اور" کی ترکیب صورت دائرہ ملا کر اور "س" اور "م" کی چمک کو ادا  
کا حق قرار دے کے کئی درناؤ کی شکل بنادی۔ شہزادے کو تاج سے نسبت ہوتی ہے  
میں ہونے کو لفظ سے ظاہر کیا تھا۔ اسی کو ایک مصداق سمجھا ہے میں جیٹ لیا۔

۳۔ میں ۱۳۱۔ جہاں جو کہ مرنے کے لیے گل  
دوسرے مصرعے میں دل دے کر تھا۔ مصرعے کی اولین زنجی شکل کی غازی کرتا ہے جس کو  
کے لیے پہلے ہے "جا" کی شکل بنادی۔ گل کو جاکے نشو و نما دیتی ہے۔ خانیہ نے جا  
جوڑ لیا۔

۴۔ میں ۲۳۳۔ کتنا خاک کوئی بڑا ہو گیا جس نے انجم کو ہے آمد  
اس مصرعے میں کئی کئی کی صفت پہنچنے کے مصرعے کا خیال آیا اور "نہ" زیادہ نظر آئی۔



رکیں سو کے ڈنڈی مار سب کی شکل تار سیب کی اور کاپا۔ زریب اور کٹھے غلطی۔

۱۶ ص ۲۷۱۔ اور وہ نے عقل کے رات دن اور سمجھو بولنے کے دن

دوسرے صوفی میں قافیہ حسن تھا۔ "دن" کے دن اندامین کے غلے بٹے اور دل کو سجا کر ملے کے پھاسی سے دل کی پنی بنادی۔

۱۷ ص ۲۷۱۔ سب سے خوشی بکوں آشکار اور غلے تار کا پھر بار بار دور

دوسرے صوفی میں قافیہ کے بعد کی جگہ عالی محی صرف بھلا بلوینا کالی تھا۔ لیکن وہ "بار بار تکب" ہوتا اور غلے تار کو بار بار دکھانے کے لیے پھل سے جھکی ہوئی ڈالی بنائی گئی۔ اصل عبارت کچھ وقت قسبے خیالی میں غلطی کرتا اور پھر اس غلطی کی اصلاح پر اتنی توجہ دیا کہ چاروں درختوں کی پتیاں ہیں لیکن یہی نہیں کہ ایک جگہ جمع ہو سکیں۔ چنگ سے بڑے تر شاخ بھی ملتا نہیں ہوتا کہ میں تم کا پھر اور کھتا چا گیا۔ اچھے خود و فکر کہ ضرورت ہوتی ہے اور ان لمحات میں اس کی بے چین انگلیاں کسی کسی بھی بے بسی کبیر میں بھی سامنے لگتی ہیں عشق نامہ کے حقیقت سے آگے بے بسی کبیر میں ہائی تھیں تو وہ چارے ملنے نہیں ہیں اور جو ہیں پھر سخی رکھتی ہیں۔ ان پر اتنی ہی توجہ دی گئی ہے جتنی کسی ٹکڑی لے میں دی جاسکتی ہے اور اسی سبب سے نہ وہ بہت عمدہ ہیں اور نہ ہی افراط سے ہیں۔

## (ج) شعری اور خیالیاتی نزاکتیں

قص طافوس، تلوار، تاج، جام، کشتی، دل کی پتی اور نعل باد مارنے جہاں نقش کی ضرورت کو ہمارا گیارہاں پہ بھی تار یا کہ کھٹے دل سے لے کھٹے دفت مرے کھائی نہیں ہے جو کھٹا ہے سس کو چشم قصہ سے دیکھا اور موسس کیا ہے۔ اور اگر کوئی کھوٹ نظر آئے ہے تو اس کو اس خوبی سے درست کیا ہے کہ کسی نقل نویس کے ہاں کی بات نہیں۔ مثال کے طور پر مسودے کی داستان ۹۰ میں ایک طوائف کے کوٹھے پر چلنے کا ذکر ہے۔ سپاہی کے بچوں میں عود کر سی پر بیٹھے ہیں۔ مخالفت دیکھتے ہی سوجان سے مریضہ ہونگا ہے۔ خاطر ملازمت میں بھی ہمارے ہے اس کیفیت کی سطر کشی کے لیے ایک شعر ہے:

۲۲ ص ۲۷۱۔ کھڑی ہو گئی ہے کے وہ جان بادل کبھی ماحصل اور کبھی پانڈل

ملے۔ آدیش نے ایک شعر میں اسی کیفیت کی طرح مثلاً کیا ہے ہوائی صوفی ۲۷۱

نقصان کی حدیث ہے پانڈاں سامنے کا غلبہ ہے اور اسی رد میں کھائی گئی۔ لیکن پانڈاں نے کہ  
 کھڑا ہونا کوئی مشورۃ نہ ادا نہیں۔ پانڈاں نے کہ بیجا جاتا ہے نہ کہ کھڑا ہونا جاتا ہے،  
 خفیت ہے کہ ہر وقت جیل آگیا اور اسی مقام پر اپنے قلم سے ”عطواں“ بنا دیا، وہ نہ  
 تیراڑ کاں رفتہ، املا، روغب اور قافیہ کی غلطی کو تو شاید نظر انداز کر دیا جائے کہ شاعر کا  
 دھیان شاعرانہ نزاکتوں کی طرف تھا لیکن اگر اس شری نزاکت میں بھی ایسی غلطی  
 غلطی ہو تو وہ داغِ شام سے نہیں مٹ سکتا۔

### ادامہ صحیح سے فصیح

شاعر اور نثر نویس کا فرق اس قدر جلیانی اس امر سے شروع ہوتا ہے۔ نقل نویں زیادہ ہے  
 زیادہ زبان اور عرض کے سانچے میں ڈھلایک تصویر پیش کر سکتا ہے۔ شاعر اس تصویر  
 میں بیان ڈال سکتا اور اس کے متن میں پارچہ لگا سکتا ہے۔ سوسے میں متن کی عبارت فصیح  
 تر اور عاشقہ کی حرف فصیح ہوتی تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ نقل نویس نے متن میں اپنی سوزنی طرح  
 سے کھلا اور عاشقہ پر اصل لگا پابندی کی، لیکن جب عاشقہ کی عبارت فصیح تر ہو اور اسی  
 خط میں جو جس میں متن تو یہی کہا جائے گا کہ مصنف نے نظر ثانی کی۔ صحیح تفسیر کو فصیح نہ رہا  
 کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

|         |                            |                          |       |      |
|---------|----------------------------|--------------------------|-------|------|
| میں ۷۷۷ | زبانی پر مزام تمام گھڑی    | بندی بلدا آلسون کی تڑی   | عاشقہ | جبری |
| میں ۲۰۰ | وہ خود شید میں کھینچا      | چھا شل انجم حسد سلا کھنڈ | ۔     | ۔    |
| میں ۲۲۲ | ہوتی بات حاصل کو انجام میں | کہن کا ہوا دل ہر کام میں | ۔     | ۔    |

### ۱۲: کلام کی اصلاح

طوائفِ نظم کہتے وقت ضروری ہے کہ کوئی ایسی تفصیل چھوٹے نہ پائے جس سے نسل  
 میں فرق آتا ہو۔ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بندہ شجرت ہو اور صرف سے مصراع اور  
 شعریہ شعریہ نہ ہو۔ شاعر سے نظم کہنے میں سہو ممکن ہے لیکن اس کی  
 اصلاح بھی شاعر کا کام ہے۔ سوسے میں اس سہو اور اس کی اصلاح کی متعدد مثالیں ہیں۔  
 مثلاً:



ص ۱۸۱ چھڑوں میں شاگ اور لکڑی کیا نہاں قسط جو زیر غشاگ کیلہ اور لکڑی کی  
 ص ۱۸۲ ہا پارکس کہ جہاں پاک شد اٹھنے پر شرط تھہر شاگ ہو، جو او  
 ص ۱۸۳ برسات دل نیک جنت آیتا اگر نام پوچھو جنت اسین، حسن رز  
 ص ۱۸۴ دیگری پیش آنشورل پہر انھیں سے داربدا آٹھویں پہر شام و صبح  
 ص ۱۸۵ یہی ذکر رہتا تھا شاہد عمر یہی نکر دہی تھی شام و صبح آٹھویں پہر  
 ص ۱۸۶ یہی انھیں تھیں یہی ارتباط یہی صبحیں تھیں یہی ارتباط انھوں نے  
 اس طرح کی غلطیاں اکثر ایک ہی جگہ پر زیادہ غور کرنے سے سرزد ہوتی ہیں دیکھو مثال ذر  
 رطوبت کی خندہ بالا کہی شاہوکی نقلی عایت کے پھر میں پڑ جاتا ہے مثال الف، گ، د، ا و د  
 کبھی صورت کی لرزد یا ندر کی ساخت کچھ اور چاہتی ہے (مثال اضداد و) اور اصل قافیہ  
 کا اتنا کچھ نہ ہو تا ہے مثال الف اصیدا لکھنے والے نے اپنی غلطیوں کو خود درست کر دیا  
 ہے لیکن ردین یا قافیہ کے بدل جانے کی چند فاش غلطیاں مسودے میں درست پڑھائی ہیں  
 ص ۱۸۷ وہ فیوض کے پاس سے تھے بعد حشر و یاس لائے بچے  
 بادشاہ کی زبانی "مساک کے لے جانے کا بیان ہے" اسے "ہونا چاہیے نہ کہ تھے" اسی  
 طرح چند مقامات پر قافیہ بتائے جاسکتے ہیں لیکن مسودے میں ایسے مقام کم نہیں  
 جن میں کچھ جہے صورت ناقص ہیں اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ شاعر کا کرنا چاہتا تھا  
 مثلاً:  
 ص ۱۸۸ جگائے تو ملاؤ آئیں بنیں جونا پیر غلط اس رنگیں لہا (دہشت)  
 قافیہ موجود، ردینا ملے!

مذکورہ الاشہادوں کے ہمیش نظر مسودے کو مسودہ تسلیم کر لینے میں اگر اب  
 کوئی تذبذب نہ ہو تو ایک ہی مسئلہ کے دو پہلو سامنے آتے ہیں: جس شخص سے ایسی  
 غلطیاں ممکن نہ ہوں، مسودہ اس کا نہیں ہو سکتا اور جس شخص کی ایسی غلطیاں فطرت  
 تائید کر سکتے آئیں اس کے ہونے کا قریب امکان ہے۔ ہر جیس قدر کہ سطر لکھنے کی  
 غلطی ایسی غلطی ہے جو تکرار کے کرنے کی نہیں اور اور غلطی شاہ سے ہیں ممکن ہے۔ صرف  
 اسی شہادت کو مصلحت نہ کرنا جاسکتا ہے اس شہادت کے ساتھ جب ردینا



۱۰ مشہورہ نپال میں ہے مقیم نگہبان رہے اس کتابت کریم  
 ۱۱ واضح بیانات مشن نامہ سے ریاض احمد بنگہ تقریباً پینتیس برس کی مدت میں ان تھیں  
 کے علاوہ ہیں جو ای غریب لڑکن شہزادے سے متعلق ہیں ان بیانات میں نظر ثانی، وادائی  
 اور سیاسی مطلق نصرت کی جا سکتی ہے اور جو شخص شفقت پوری میں اتنی طرح کی غلطیاں  
 کرے اس سے بعید نہیں کہ ایک کتابت کی مطلق بھی اسی جذبہ میں کہلے۔

## ۱۲: مصوری

ظہیر علی عظیم پوری کے یہ نقش و نگار ان نقش میں کہیں کہیں لطیف اشارے  
 اور کتابے خاص و جاد علی شاہ کی ادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مصوری میدان کو فنا کمال حاصل  
 تھا کہ اگر بادشاہ نہ ہوتے تو آپ سے اس فن کی مدد و عزت طریقے پر کسب معاش  
 کر سکتے تھے اور انھوں نے جب ضرورت محسوس کی کہ ہمالیائی انگریزی ناخواندہ بیگات پر  
 ظہر کریں تو اسی مصوری کا سہارا یا غلط طرح میں افاحت اور یہ طبع کہ کس خط پر غلط کھا ہاے  
 اور کسے ظہر دیا جائے بادشاہ کی انجمن اساتذہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ کلام حمید کی آیتوں اور  
 متبرک عبد قیوم کو ظہر دیا جا سکتا ہے کہ یہ سو سے ادب بہادری خط کھا جا سکتا ہے کہ یہ  
 خلاف واقعہ ہے۔ لیکن نصیحت و تادیب کے کام میں ایسی عبارتوں کے رد و بدل کی ضرورت  
 پڑتی ہی ہے۔ اور ولید علی شاہ نے ایسے مرقعوں پر جو طریقہ اختیار کیا وہ خود ان کی شخصیت  
 کا عکاس ہے۔ راج داں مترعلین شاہی نے نقش کی اسی رمزیت کو ایک ایسے چھوٹے  
 عنوان سے پیش کیا جس کی مثال دوسرے خطوط میں نہیں ملتی۔

سطح۔ ریاض المصوب (کلیں) ص ۲۲۴

سطح۔ اردن ص ۱۴۶

سطح۔ تاریخ عراق (کلیں) ص ۱۱۳، ص ۱۵۲، ص ۱۳۸، ص ۵۷، ص ۲۵۶۔

سطح۔ مباحث میں تفسیر و مطلق (کلیں، مسودہ) کے صفحات ۵۲ اور ۵۳، اور مقالے کے صفحہ

۹۵-۹۶ طالعہ (کلیں)

سطح۔ تفصیل کے لیے صفحہ ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲

## ۳: موسیقی

موسیقی میں واحد علی شاہ کو جو دھک تھا اس کے بیان کا ماحبت ہیں جس شخص کا ٹکڑا ٹھکانے  
 میں تالپہ حرکت کرتا تھا اس کے لیے کیا ٹولہ ہے کہ حریت میں "دار و در" کو "دار و نکا" کہہ  
 جائے۔ چند دستاویزیوں میں "غ" کی کوئی آواز نہیں ہے۔ "ہیں" کی عزت کم کرنے  
 اور مکمل ستر نکالنے کا خاطر "ہیں" کو "نوں / گاف" اور کبھی صرف "گاف" میں تبدیل کر دیا  
 جاتا ہے۔ موسیقار کی طرح عروضی دال جب کامزدوں کو اپنے سارے میں ڈھالتے ہیں  
 تو "ہا شقی" کو "ہے" ماضی "اور" بھ ساہ کو "بج ساہ" پڑھتے اور لکھتے ہیں کیوں کہ  
 تقطیع میں یوں ہی ہے۔ واحد علی شاہ کی عروضی دالی، موزوں، طبعی اور پڑگوئی کے جو ثبوت  
 موجود ہیں ان کے پیش نظر کون کہہ سکتا ہے کہ واحد علی شاہ عروضی دال نہ تھے؟ یا  
 حریت میں ان کا اس طرح کی غلطیاں کس اخیر ممکن تھا۔

## ۴: املا

اسلامی اکثر غلطیاں صوتی لائقیت کے سبب سرزد ہوتی ہیں۔ واحد علی شاہ کی تحریروں  
 میں ایسی غلطیاں بڑی افراط سے ہیں۔ ان غلطیوں کی اگر اسی جگہ تفصیل نہ کی جاتی یا ایک لفظ  
 ہمیشہ ایک ہی لفظ املا سے لکھتے تو کہا جاسکتا تھا کہ صحیح املا سے واقف نہیں بلکہ جہاں  
 جہاں نہیں ہے تو ایسا بھٹنا غلطی کے اصل سبب سے ناواقفیت ہے۔ عشق نامہ کے  
 علاوہ غلطیاں تقریباً ہر اس تحریر میں نظر آئیں گی جو واحد علی شاہ سے منسوب کی گئی اور  
 انہیں کی ہے۔ مثال کے طور پر ان تحریروں سے اسلامی چند ایسی ہی صوتی غلطیاں پیش کی جاتی  
 ہیں:

|      |            |   |
|------|------------|---|
| اعلا | بجائے اعضا | زمزمی دھمی، مسودہ، ص ۲۵۵                      |
| صلہ  | بجائے صلہ  | خواب بارگ، بہارِ جم، دھمی، جلد ۲ کی فہرست میں |
| نظر  | بجائے نظر  | راغی نامہ، مسودہ، صفحہ ۲۰۷، محمد صمد صاحب     |

ابتدا بجائے ابتدا . نئی دہلی (سودہ) ص ۲۲۹  
 میں بدلے مجمع . جیسا کہ ... مختصر نامی گھر شاہاہ میں کی طرف سے  
 مقرر تھا۔۔۔

## ۱۵: انگلیوں کے نشان

حکمران باورداشتی نامہ لکھنؤ میں انگلیوں کے کچھ خفیف سے نشان بھی نظر آئیں گے جو  
 لکھنے والے کی ایک دوسری عادت کی فحاشی کرتے ہیں، قلم سے دست و گریہاں جو ہند کی  
 کہ شیک نہیں ہیں۔ یہ نشان اگرچہ بہت خفیف ہیں لیکن ماہر علی شاہ کی دوسری انگلیوں کے  
 محدقہ نشان جو ان کی ثبوت مظنی غیبی کے دائرے سے نکل کر فطری شہادت کی حد میں داخل  
 ہو جائے گا کہ فطری نامہ کا سودہ ماہر علی شاہ کی تحریر میں ہے۔ انگلیوں کے یہ نشان ان  
 دوسری کتابوں پر بھی ملتے ہیں جو ماہر علی شاہ سے نسبت رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر

۱: ثبات الغلوب، جلد ۱، فطور ۱۱، ص ۲۲۹

۲: مشنری مشنری (دہلی) ۱۲: تاریخ جیشی (دہلی) ۱۳: سوز و غم (دہلی)

## ۱۶: سو قلم

حیرت میں آٹھ آٹھ یا کم و بیش کچھ جاننے یا رویہ اور قافیہ کے بدل جانے کی  
 مثالیں ہیں اور مضمون میں بھی ہیں۔ سودے سے نقل نویس کے نسخے میں مستقل کہنے وقت  
 ان خطیوں کو دست کر رہا جاتا ہو گا، لیکن اس طرح کی خطی جو کتابت کی ہرگز نہیں ملے  
 کتابوں میں بھی نظر آئے گی۔ مثال کے طور پر

پانچ سے نو میں نشان ہیں منور بگم      طاری طرک کا دامن ہیں منور بگم  
 دستہ لگ ہے رخ متقل مدبہ تھا      پنجرہ ناز کا خبریں منور بگم

۱: حکمت سے دیگر آغہ مالوں کے کچھ نشان منور بگم کا ہند علی شاہ کے نشان اور  
 کچھ سے مال کی کچھ قریب اور کچھ شعل کی لکھ سستیاب نہیں ہے۔

۲: دہلی (سودہ) ص ۱۲۲، مشنری گھنٹا، مشنری گھنٹا اور ہر ایک کی دہلی  
 ۳: مشنری جیشی ص ۱۱۱۔



طبع میں۔ روشن میں اور حسن مطلع سے مطلع تک۔ غیر محدود و غیر قافیہ و ۹۰  
شعر کی غزل میں صرف مطلع الگ ہے اور سری مثال،

سینا تہ ہے بحر ہے جناب ہوا شیدا گیم  
سے لہارت لہے جان جہاں موت کی

بارہ شعر کی اس غزل میں صرف تیسرے شعر کا قافیہ لکھ ہے، "طالعہ دلفرود درویش نہیں  
بھامہ پر دم" ہوا میں مسودات کے صاف کرنے ہمارے حلقے تیار داس سے نہاد کے ہزارہ  
تھے کہ کوئی سامنے کی طبعی جو تو اس کو درست کر ہی لیکن جہاں صحت یا شعر و صحت جو  
لو کہ کئی دوسری دہائی ہو تو اس کی اصلاح کا ان کو حق نہ ہوگا۔ حالانکہ سب تھا کہ بارہ شاہی  
- سلسلہ - کھنے کے بعد اسے نقوش میں بدل دیا کیوں کہ کاتب اگر اسے  
مناسب طریقے پر لکھا جب بھی مدعوہ شاہرودل کے نام کے ساتھ "سلطہ" نہ لکھنا  
موجب خیال کیا جائے۔ اس سلسلے میں ایک لطیف سستی آسمان ہے۔ واجد علی شاہ نے چند  
شعروں پر اس سلطان بہادر کا حمد میں کہے۔ یہ مصرع "مسم مثل قزاق در نہراں" ہیں  
کی طرف میں ہے۔ چوں کہ مصرع میں دم کا پہلو ہے وہ پر اس سلطان چمکتے اور ضیف ہو  
لیکن اس کو شائع ہونے سے وہ بھی روک سکے۔ شائع شدہ لوزاق کا مترادف بل جانا اور  
چھپے حمدے العاق کی اسی مقام پر تصبیح یا صحت نامے، طبع اور کاتب کی کوتاہیوں کے  
بجائے جو مصنف کی لاپرواہی اور نازک مراجم پر دلالت کرنے آپ جیسے منتقد و منتھا کہ  
ہم صحبت کسی شعری قسم کی طرف متوجہ کریں۔ خود اس کا جب جسد می ہا دم چھپے جسے کہ  
در صحت کر دیا اور جب جی سرچا اپنے کلام کو آنے والی نسلوں کی صواب دہ پر چھوڑ دیا کہ  
صرف آنکھوں سے نہ دیکھنے والے مثال کے طور پر، حرف آخری کے اس شعر کو اسی طرح  
پڑھیں جیسے چھپا ہے،

سلسلہ - شیعریہ فیضی ص ۱۲۲-۱۲۳

سلسلہ - اسد کا خیار و آگاہ، شمارہ ۱۱۱ ص ۴۶

سلسلہ - اساتذہ کرام ص ۲۰۰ ملاحظہ فرمائیے

سلسلہ - ہفت روزہ نامہ نگر، کھنٹر، شہر جنوری ۱۹۳۱ ص ۱۲

سلسلہ - ہاشمی نقوش و مستقل ص ۳۰

کھلی دیکھی رکھ بیٹے ہیں سبب — تو پھر پیشہ مندہ دعا کا عجیب  
اور جو کچھ عقل بھی سمجھتے ہیں صرف قایموں کو پس و پیش کر لیں۔

عشق نام کا مسودہ مسودہ ہونے جو ہے کیا اس میں اسباب کی بنا پر تمام صاف ہے  
کہ عشق نام کا مشکل ہے۔ لیکن یہ کہ اسی مسودے کی صفت ہیں وہ بدلتی شاہ کے چھوٹے بیٹے  
یعنی مسودے و قیاب جو ہے اس سبب کی کیفیت ہے۔ محبوبہ نسیم میں ممکن ہے کہ  
تبدیلیاں کی گئی ہوں لیکن یہ تبدیلیاں اصل شاہ کی کی ہوئی ہو سکتی ہیں اور ان کے ساتھ  
تبدیلی کی بھی۔ خدا اس مسودے پر برق، استر یا کسی غیر کا پر چھا دیا بھی نہیں پڑا ہے۔

## ۲: فخرک جذبات

بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی مرادی تخلیق کے پس پشت کوئی جبر یا کافر یا مہرنا  
ہے۔ واحد علی شاہ کی تخلیقات اس دیکھنے سے الگ نہیں۔ ضرورت عروس کی ہے کہ ان  
تخلیقات کو اسی عروہ و عشق اور اسی طور سے دیکھا جائے کہ اس عروس سے نکلنے والے نے  
قلم بند کیا ہے اور اس کے عروس پر اگر کہیں شک ہو تو اس کی سوانح حیات کے ورق  
لے لے جائیں کہ اس دن میں خدا تو نہیں۔ تخلیقات وہ بدلتی شاہ بلکہ ان کی خبرست پر نظر رکھ  
دلا بھی تا یہ کہ کوئی اگر ان تخلیقات پر دو جذبے بڑی شدت سے عید ہیں، اول عشق حقیقی  
و مذہب، دوم عشق ہماری۔ عشق حقیقی کی مانتہ وہ تخلیق طوری شہادت مقلوب ہے عشق ہماری  
کی مایاں تخلیق بھی عشق ہمارے ہے۔ یہ وہ جذبات وہ بدلتی شاہ کی زندگی پر ابتدا ہے  
انتہا تک جاری ہے۔ ان جذبات میں تصادم ضروری نہ تھا۔ سن و سال کے تقاضے  
صرف یہ ضروری تھا کہ جب جوانی ہو تو روایتی ہو، جب جوانی جائے تو اپنی کچھ نشانی چھوڑ  
جائے۔ بے اعتدالی میں درجہ کی عید ہے

جوانی میں جوانی ہی ہائیں صحت — خدا یا تر قلم، انہی صفت  
پرانہ سالی بندہ جوانی کی عید ہے :

ترے پاؤں پڑتا ہوں میں مطربا — کہ چم چم کی آواز سنو ازرا  
سنو۔ عشق ہمارے عظیم علی، پاکستان ص۔  
سنو۔ شہادت مقلوب علی، جلد ص ۱۰۳۔

عشق رسد گداسر کرے کے لیے یہ دونوں بھنبے غزو کی ہیں۔

مشغری عشق نامہ واحد ملی شاہ کی جوانی کی تصنیف ہے۔ شاعر نے اس مشغری کے سالی  
ناموں میں ساقی نامے کو جہاں آئے واسے واقعات کا سزاوار قرار دیا ہے وہاں اپنے دیاگو  
اور ہدایت کو بھی اس پر دے عید شری خوش اسلوبی سے پیش کیا ہے۔ تصنیف کے  
لوگات کو سمجھنے کے لیے دو ساقی نامے قابلِ فرہ ہیں۔ ایک کا تعلق اسی مشغری کی تصنیف  
سے ہے:

|                          |                              |
|--------------------------|------------------------------|
| میز نہیں جس کو ساقی ایلا | گھر اس کے آخان میں سے پون    |
| عجب قدر بینا ہے بھانہ ہے | بھی شمع پڑود کا ستانہ ہے     |
| قرنی ہے نے سے عیاں دوشنی | بیز اس کے گھر کی کہان دوشنی  |
| یہ ہے قول ہر زند غور کا  | کہ ہر شب ہے فقر نور کا       |
| بھی دوشنی ہے مرے روہو    | کنول سے نہیں رات کو کم سبو   |
| دم فکر مضر جو ہوتی ہے شب | اسی دوشی میں تھا کھتا ہوں سب |

دوسرے میں سکندر محل صاحب سے خذ کا حال بیان کیا ہے۔ سکندر کی رعایت  
سے ساقی نامے میں عہد بادشاہ کے تاثرات ہیں:

|                             |                             |
|-----------------------------|-----------------------------|
| چل چل کے سیر میں دیکھے      | گل و لالہ دیا سمن دیکھے     |
| غم و شادابی میں سب بدلت     | کئے عشق میں جو دیا ہے حیات  |
| نہ شادانائے ہیں رہنم رکے    | اہل آئے ہی سارے نئے بدلت    |
| جہاں میں پھنکے طالب جہاں    | ہیں کام سے اپنے وقت کہان    |
| حکومت کی مسد ہے کیسی شت     | یہاں اور کشور ہے بندوبست    |
| انزل سے ہیں ہم شاہ اعظم عشق | مبارک ہیں تاج و کیم عشق     |
| محبت کے کشور میں بیضا علی   | ہو نہیں نرمہ صراں سکندر علی |

یہ دونوں اداریں اس شخص کی ہیں جو عقوبت تخت سے انکار دیا جائے گا اور چر کہ



لکھا کہ فراموش کام کو گواہ کہو ہے جو رشتہ اور موضوع ہر دو اعتبار سے خود ہوا شہ کا کہنے کا تھا۔

بیت اور موضوع اور عشق حقیقی اور عشق بھڑکا کساہ میں یہ نکتہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ ولید علی شاہ برابر بندہ کی کلکٹش میں جھٹک رہے۔ سلسلہ ۱۲۴۷ میں عشق نامہ فارسی کا تالیف میں مصروف نہ تھے۔ یہ کتاب رقم نہ ہوئی تھی کہ چار پٹے اور چند سال اسی بیماری کی نذر ہوا۔ بیماری کی شدت میں چند مہینات وقت سے قریب کی اور وقت گزارنے کے لیے قلعہ حیدری کا منظوم ترغیب شروع کیا، لیکن قریبے اور صحت کی رفتار کے ساتھ پچھلے حالات پھر بھی کراہے۔ عشق نامہ فارسی کی آخری چند سسطیوں میں اپنے بیمار اور دوسروں کے استحال کا مختصر حال ظلم مند کرنے کے بعد اسی عشق نامہ کو نظم کن شروع کیا۔ یہ نظم کرنے کا حوصلہ قلعہ حیدری پر طبع آزمائی کرنے جو سب سے پیدا ہوا تھا لیکن بیت ہمدی کا نام رہی اور ساری ترغیب عشق نامہ منظوم پر مبنی آئی۔ ثبات القلوب کی تصنیف کے وقت بھی یہی صورت درپیش تھی۔ توجہ حیات القلوب کا ریاض القلوب کے نام سے شروع ہوا تھا لیکن حالت نے پھر ڈانٹوں ڈھلایا۔ ریاض القلوب نامہ رہی اور جو کچھ چکے تھے پھر اسی کو نظم کن شروع کیا۔

ظلم کرنے کے موقع سے قطع نظر عشق نامہ کے سلسلے میں بار شاہ مذہبیات سے حسد کی طرف توجہ ہوئے تھے۔ ثبات القلوب کی تصنیف میں جنسیات سے مذہبیات کی طرف رجوع ہوئے۔ یہ تبدیلی سن و سال کے سبب سے تھی۔ عشق نامہ کا مصنف دو سال کا جوان تھا۔ حیات القلوب پر ظلم اٹھانے والا سال کا بڑھا تھا۔

|                             |                                  |
|-----------------------------|----------------------------------|
| بچے راست گونی کا جودن ہے    | بدخول کے پڑنے کا مس خوف ہے       |
| عزل جوئے خنوں سے طہ بھر گیا | جوانی تک اس میں تھا کچھ مزا      |
| میں مسدائے آل عبا ہوں نقدا  | کیا مسدے کرتی ہے ہر علم خدا      |
| کسی نعمت جانا نہیں ہے مہال  | نہ ہے شاہدان جہان سے دہال        |
| توجہ ران کو نہ مسدے تاق میں | نہ وہ بچے سے قریب نہ جوں تاق میں |

سلسلہ۔ اس مقالے میں عشق نامہ، بیت ہمدی، ریاض القلوب، ثبات القلوب کا کلیاتی تفصیلی مطالعہ ہے۔  
سطح۔ ریاض القلوب ص ۱۲۷۔

یہی ہفتہ وہاں گھنٹا تھا اور اس کتاب کے پانچویں باب میں جب ”حقہ جو اور قوم و مذہب“ کے پہلے تو اس قوم کے افعال شنیعہ نے یاد دلایا کہ آدم و حوا، یونس و زینہ، سفیان و جعفیہ اور ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کی امت میں ایسے واقعات کی کمی نہیں جن کو نثر سے بہتر نظم میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس نے ریاض المظلوب کو قوم عاد کے ذکر پر تمام کیا اور صفحہ حزم و استسکال سے ایک ایسے کام میں منہمک ہو گیا جیسا اس کے طبی روحان، علمی غائبیت اور مذہبی عقیدت کا دستاویز بنانا تھا۔

مردی کو شاہنشاہِ زمینی کا خاندانِ ناراض تسلیم کا سفرِ ناز و غاری اور اردو کی طویل ترین شہزادی، ماکہ وقت سے ہوا زارِ عالمِ ماکہ کرنے کی غرض سے لکھی گئیں۔ اور اس غرض کے ساتھ ان کے حصّین نے اپنے حب الوطنی اور اصنام و خود کے تحریک جذبات کا سہارا لیا۔ خود طلب لبریک کا بدعقلی شاہ کو کسی چیز کی تعجب تھی اور وہ کوفہ سا بندہ تھا جس نے لڑکھائی پر شاہزادوں کو کرنے کی صبر و زحمت پر آمادہ کیا ہے شہزادی میں مستعد و جگہ بادشاہ نے خود اس کا جواب دیا ہے۔ پسند اقتباس محفوظ ہو۔

بھٹہ

|                            |                                    |
|----------------------------|------------------------------------|
| یہ غنہ بگڑی نے ہو کھایا ہے | کلام خدا ہاتھ تب کیا ہے            |
| خدا دم تک کلام کو کیا      | کسی شاعرِ سخن سے ذرا               |
| کسی ہمارے نہ آیا یہ دھبیان | کو منوں دولتِ خدا ہے جہان          |
| حدیثِ منتقل میں آتا ہے ہار | کچھ ہے تک کیسے اشلہ کار            |
| دی شاعری یا حدیث و کلام    | وگر نہ نثر ہے وامتدادِ شہانِ مظلوم |
| سرمیدنہ آٹھایا ہے بارگراں  | کہا فدا اور لے خود کسی جہاں        |

سہم

|                          |                           |
|--------------------------|---------------------------|
| ذاتی قصی اثرِ تماری ہمال | کلام خدا کا کرد نظمِ حلال |
| مگر سہزادہ ہے قرآن کا    | فیض اس و رسولِ محمد اللہ  |

سہ۔ فرشتہ ہذا، لڑائی کا دل اور سہزادہ غریب کی جیٹھ جھک رہی ہو کتاب میں ریاست  
وہم کی نظم ہر شاہ

جو مجھ سے وعدے کیا تیرے  
خداوند غفار کرو سے صاف

کہ مستحکم حکم الہی کھلا  
قلم سے جو سرزد ہوا جوطون بیضا میں

(ج)

خدا یا محمد کا ہے واسطہ  
صلوٰۃ و سلام کو ہر دم ذکر

مجھے قید غم سے کراہتا تھا  
عدوؤں کو آخر قہر کر ایسا میں

(د)

جیب دعا کا میں محبوب ہوں  
ہے نصیحت مکہ اپنی مگر

برایا احمد ہوں مگر خوب چلتا  
میں مذاح ان کا ہوں تو غور کر

طی راغی فی شانہ بدوست  
ہوں دہشی پر اگاہ غمخام کا

پتہ مجھ میں ملتا ہے اس نام کا  
نہیں اس سما کوئی تیرے سہلی

شہادت سے بعد انکی کیا ذمہ لگے  
پہا تا ہے ہر وقت مصدب مجھے ایسا میں

(د)

خطا میں مری کہ وہاں اس گھڑی  
مرد دل شقی کھو گیا

نہیں ہوں حسن و مست گری  
جو نقش عادت شانہ درگاہ

خار دل عاشقان تیز ہے  
سہارت ہے دنیا کا کھ کو نصیب

دل سادہ بھی رنگ آمیز ہے  
میں ہی خبر پوش کا ہوں خلیب

نمائش ہے مجھ سے سرور کر کہ  
حق پر اشار عسائی میں

براک بیت پر ہندو محل دور  
کلام الہی کا کاتب ہوں میں

سوانح کا مایہ مراتب اہل میں ایسا میں

(د)

دیرانی عالی ہیں خفاف و لیں  
صوف بر گال کلاہ میں

گہر ریز ہے ذکر شاہ شہان  
میں ہوں ناک کہہ کہ تیرا میں ایسا میں

مندرجہ بالا اشار شاہ میں کہ مسلسل کچھ برس ایک ہی کام میں لگے رہے کے بعد شاہ کو

جب جب اپنی کاوشوں کا خیال آیا ہے اس نے اس کی خواہش نہیں کی ہے کہ دنیا و مافیہا  
کو یاد دے۔ اس نے فرمایا ہے کہ اس پر کہ وہ کلا خدا کا کاتب ہے اور صلہ طلب کیا ہے تو  
کس کے گناہوں پر نہ درگت اسلئے کہ وہ کلا ہوا ہے۔ مرنے الوت میں جھٹلا ہونے کے  
بعد جب بچے کی ہمد مطلق ہو گئی تو اس خدمت کو پہنے پہلے نور مشہد آخرت قرار دیتے ہیں  
مشورہ کو اسی دعا پر منم کر دیا۔ اور وہ کی طرح شہوں میں دو گونے نہ دیکھی ہیں جانتے ہیں کہ  
اس مقام پر شاور فرما دیا کہ کس کا وہی کاوشوں کا ذکر کرنا ہے۔ ثبات القلوب کے خاتمے میں  
جیسی کوئی بات نہ دے گی جو دوسرے شاوروں کے بیان سے ثابت رکھتی ہو۔ تعلقی میں اقبال  
اور عزیز میں انکسار کلام و ابد علی شاہ کی نایاب خصوصیت ہے۔ وہ جہاں کہیں اپنے شکلات  
پر نظر کرتے ہیں کوئی پہلو ایسا صحراناکر لپکتے ہیں کہ یہ بیان کبر و نعت میں محسوب نہ ہو۔  
پہنچے خیرات کو بھول جانے کے متلاشی اور مذہب اور عیش و نشاط کی آغوش میں سکون  
پاتے رہے۔ طاعن علی شاہ نے بھی اپنے کو اسی دھارے میں ڈال دیا جو ان دونوں کناروں کے  
پہلوں پر بہہ رہا تھا۔ تضییعات و ابد علی شاہ میں وہ پیچھے جو اس دھارے سے الگ  
ہیں ان پر بیشک شک کیا جاسکتا ہے لیکن جو اس منہ ہمارے پیشے ہیں ان کے وجود  
سے انکار کرنا خود دھارے کے وجود سے انکار کر دینے کے مترادف ہے۔

## ۳۰: تغیر، تبدل اور تنوع

طیہ ایگم کے نام ایک خط میں وابد علی شاہ نے اپنی ایک عادت کو یاد دلایا ہے  
جس سے لوگ واقف تھے۔

”جہاں میں تم نے جو یہ شکوہ کیا ہے کہ ایک خط میں میرے دو خطوں کی کڑ سید  
دیتے ہو اس وجہ سے اس بات ایک ہی ہے، کہ بیکاروں سے تم باغی ہو جے  
ہیش طرف ہے، صاف صاف راست گوئی کی عادت ہے، باواش کرتی  
آئی، بہت لگاؤ سے طبیعت گہرائی ہے، تم سناہیں ہوں کہ خواہ نہ

۱۔ ان تین شکلات بھی سہت و سادہ و سادہ راست، کی جھلک تھامے علیہ کی اور نظر مہر  
کے حکم و عہد کی نظر آئے گی۔ تھے کا خلق شہر اور عہد کا تخت لٹکتے ہیں۔



فرد کھوں ایک ہی مضمون کو چھاپنے کی طرح درجہ چھاپ بدل اور ترمیم سے  
 سے میرے مراجع سے ملے ہو، اسو سس ہے کہ یہ اضافی کاظمہ ہم کو دے دیجے  
 فرم کس آیت میں جھٹکا ہے۔

انہیں واقعہ کاروں سے گستاخے بیان کیا کہ واجد علی شاہ اپنے کبوتروں کی مجاہدات  
 خود کرتے تھے۔ بعد از تقریباً پچاس سالہ انہوں نے ان کبوتروں کے ان کے مدینے سے  
 جانے اور وہ بلا سہل ہر تہ سے پر ماری میں تاریک صفت الفاظ میں حکم برداشتہ طور پر  
 مرسس کے بیان میں یہ ملکہ قابل شریف اور گیس کے استثنائی بیان میں یہ حد منطیقا  
 متعلقہ مرسس کے بیان میں سہالہ جو تو ہوا مرسس ہرگز نہیں جنرل بادشاہ کو اس خدمت  
 سے واقف نہ ہوتے تو کیا ہر درخت کا مطبوعات اور مطبوعات پر یہیں بنالیا ہوا اور  
 کی وضع ہر مرسس پر بدل دی ہے۔ پھلانی میں تو بسببوں طرح کی ہوں کاتب کھے مئے  
 تو اچھا بچے سستلیق خاک کو چھوٹے کے خان خیرہ میں کھے۔ رہشنا تیروں میں آٹھ سو  
 رنگوں کی آمیزشیں ہو۔ جد شای سے جد جلا وطنی تک ہیں ہر جگہ ایک طرح کے واجد علی  
 شاہ رکھانی دیتے ہیں یک رنگی اور یکسانیت سے شغف۔ خوب سے خوب تر کی مرسس  
 مضطرب۔ نہ ہر ایک جو مرسس میں کوئی ہر ایک زیادہ عرصے ان کو اپنی طرف مال کے کئی  
 چاہو۔ امتناں مرسس میں کوئی ایک مرسس مرسس۔ وہ اپنی مرسس سے عاجز ہیں کہ جیت  
 ایک طرح کی کیوں ہوتی ہے اور یہ اصول بھی ان کو ناپسند ہے کہ لوگ جیت دے  
 مرسس یا اور پر سے بچے کیوں کہتے ہیں، یا ایک ہی طرح کی مرسس میں مرسس آرمانی کیجے  
 کہ اسکی سہانیت میں مرسس کی ترتیب مرسس مرسس کے مطابق ہی کیوں ہوتی ہے وہ ان  
 سہانیت میں مرسس ورم سپدا کر مرسس ہوتے ہیں لیکن بدست پسند کی طرز ارتقا  
 دلکشی کا مد ہوتی ہے۔ زیادہ تر مرسس سے صورت مضحکہ بر طاعتی ہے۔

نفت نگاروں نے مرسس مرسس کے ہر حرف کو ایک نام دے رکھا ہے اور وہ جب  
 اس حرف کو پلو کرتے ہیں تو اسی نام سے پلو کرتے ہیں۔ واجد علی شاہ کہ سبھی اس کی مرسس

پڑی ہے لیکن انھوں نے ان حرفوں کو نئے نئے ناموں سے یاد کیا ہے۔ وہ مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

حرف "س"      حرف "ز"

حرف کی ترتیب میں حروف کو عربی ابجد سے کسی نسبت دی جا سکتا ہے، جیسے تائے ہرٹا کا ہے بعض "اور واجد علی شاہ نے اس اصول پر بھی عمل کیا ہے۔ لیکن ان مختلف ترتیبوں میں سے کسی ایک صورت کو ترجیح دیا ہے اور اس کی پرکار بند رہنا چاہیے۔ واجد علی شاہ نے ایسا نہیں کیا ہے۔ ان کے دین کا سب سے ناواقف کے ہے اعتراض کرتا بہت آسان ہے، "اکہتر۔۔۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وہ کاف ہے جو قائلوں ہندی کے حرف میں سے ہے جس میں ایک ادا کا تلفظ غلط ہوتا ہے اور اسے اردو کے رسم النامہ میں دو پیشی لکھنے میں۔ پس یہ کاف عربی نہیں کاف ہندی ہے۔"

واجد علی شاہ کاف ہندی اور تائے دو پیشی سے واقف تھے یا ناواقف اس کا فیصلہ مصنف لکھا کہ اور سلاؤ اشکلات کے حوالے سے کہا جا سکتا ہے لیکن لکھنے والا جب حروف کی کتبوی صورت کا افاقہ کرے اور اعتراض کرنے والا مغربی صورت پر معراج و تراخلاف یا خلا فہمی کا پیدا ہو تا لازمی ہے۔

حرفوں کی طرح میوں کے نام، سرخوں کے عنوان اور کسی واقعہ کے اسباب و ثمر نہیں ہو سکتے لیکن واجد علی شاہ کا ہدایت طراز قلم اپنے حلقوں کے جو حلوں کے ہے وہ صرف محدود منقبت اور ذیلی سرخیوں میں نئے نئے اسلوب پیدا کرنا ہے بلکہ سبب و تاویل کے بیان میں ہر جگہ کے ہے نئی نئی تاویلیں فراست مانگے۔ مریوں کے جو حلوں

سطح۔ صحت کلامک ص ۱۲، ص ۱۳، ص ۱۴

سطح۔ جہنم ص ۱۵، ص ۱۶، ص ۱۷

سطح۔ جہنم ص ۱۸، ص ۱۹

سطح۔ تاریخ ص ۱۰، ص ۱۱، واجد علی شاہ نے تاویل میں اکہتر کے کاف کو کامرہ

تایا تھا۔ مریہ ہم جنہاں میں ہمارا حق ہے۔ (حاشیہ اگلے صفحے پر)

میں بچے مرنے کی ایک فوج کے مال میں دے سلسلہ جاری ہے کہ ہیں کیا لفظ ہوتا ہے  
ان سب کے بچے سرفری کی ایک جہل، لیکن اگر وہ سب مرنے ہیں تو سب کے بچے دس  
سرفریاں اور سب مختلف

تقریباً تہذیب اور تمدن کی یہ کیفیت صرف انہیں کہ سرفری میں نہیں ہر ایک وقت  
یا ایک زمانے میں دیکھ گئے۔ تقریباً ہر وہ عبارت جس کو وہ ایک دفعہ دیکھ چکے تھے وہ بارہ  
ان کے ظہور کی زندگی میں آتی تھی اسی طرح ماہرین کے علمی۔ کوئی کیفیت میں تبدیلی کوئی ایسی  
زمین جسے اصلاح بھی نہیں کہا جاسکتا مگر انہی اور پرانی تہذیبوں کی مطابقت سے نظر  
آئے گی۔ لیکن اگر وہ اور وہاں ہر ایک پر وہ دفعہ قوت دی گئی۔ اس کی فزائیں جیسی اصل  
دیوان میں ہیں کیا بات آخری میں نہیں اہل جیسی کہلات آخری میں ہیں نظم اور  
نہا نہیں

عشق نامہ فارسی کا مسودہ پہلے لکھا جاتا تھا۔ مثنوی اسی نسخے کو سامنے رکھ کر نظم کی گئی  
عادت سے عبور رکھنے والے کے بچے مثنوی تھا کہ تہذیب لیا کر تہذیب ہے۔ چندا ہم تبدیلیوں  
کی کہ کیفیت عشق نامہ کی کتابیاتی تفصیل میں بیان ہو چکی ہے۔ ان تبدیلیوں میں نظم  
کے دے والے کی ذاتی واقفیت کا جھلک قدم قدم پر نظر آئے گا، لیکن مثنوی کی تبدیلی  
سے قطع نظر مثنوی میں تبدیلی فیصلہ کن خیال کیا جاسکتی ہے۔ نظم اور مثنوی دونوں میں  
سرفریاں فارسی میں ہیں۔ مثنوی کی دشا کہ سرفریاں میں بھی تبدیلی کی بات لیکن تبدیلی  
کا بھی ہے

عشق نامہ (مثنوی)

عشق نامہ (فارسی)

داستان اول سے ذکر عاشق و معشوق  
رحمن دایہ برین

داستان اول سے عشق و محبت  
ماہر احمد

داستان دوم سے بیان عاشق و معشوق  
برین

داستان دوم سے عشق و محبت  
خواجہ احمد

مسودہ کلامیہ اور مثنوی کے مجموعہ سے تمام اسباب تاہین کہ وہ اختیارات اس کے ذریعہ تیار ہوئے  
مسودہ اور مثنوی کی کتابیاتی تفصیل میں پیش کیے جا چکے ہیں۔

سلسلہ قرآن و حدیث میں ہر ایک کتاب نام میں اور حضرت علی کے حالات میں مثنوی ملاحظہ ہو

داستان دست و پنجم بھاد انگریزوں کا  
 و ترک ملاقات نرویزین  
 داستان بخت و چشم بد و ترک ملاقات  
 و نرویزین و انگریزوں کا  
 داستان بخت و چشم بد و ترک ملاقات  
 و نرویزین و انگریزوں کا

یہ نقلی اور منفری تبسریاں اسی شخص کا نام ہیں جو چاہے کی طرح ایک مخزن کو دھوکہ  
 پہنچنے میں اپنی ہنک ویاں کرتا ہے۔ کسی مصاحب کی بھال نہیں کہ وہ خود بادشاہ کے  
 کلام تک تبسریاں کہے۔

## ۴: فارسی کی طرف رجحان

طاہر علی شاہ کے بارے میں قریب کا بیان ہے کہ :  
 "فارسی میں ان کا درجہ اعلیٰ سے کچھ ہی کم ہو گا۔ لکھنا شروع کرتے  
 تو دم بھر میں وہ دو دو چار چار ہند کی شروں مکھ ڈالتے جو نامور شاران  
 فارسی کے کمال کو یاد دلادیتے ہیں۔"

شرنگ اس تعریف سے قطع نظر اور نظم کے جو نمونے دستیاب ہوئے ہیں اس تواریف  
 کے معنی میں یہ سب سے زیادہ اعلیٰ کے ان کی تعداد بہت مختصر ہے۔ عشق نامہ اور غزل  
 طاہر علی شاہ کی یاد دہانی کے آئین اور ملک اخلاص ملاذ الکلمات میں بخوبی چند  
 نمونے موجود ہیں اور جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے کہ جو کچھ ہے بس یہی ہے شواہد  
 دیگر ہم محض خیال کے بیان کی تائید و ترویج کرتے ہیں۔ لیکن قریبے بادشاہ  
 کے حکم پر اس وقت تکھی کا بھی ذکر کیا ہے جس سے بادشاہ کے بیسی و جوان کا علم ہوتا ہے  
 اور اس کی قصد نئی کے کئی درجے ہیں۔ اردو میں فارسی کے غیر مانوس الفاظ اور ترکیبوں  
 کا بکثرت استعمال نواز کے اور اس دور کے اکثر لکھنے والوں کے کلام میں بھی موجود ہے  
 طاہر علی شاہ کی نثر اور نظم میں ایک نرانی اور ہے کہ اردو لکھتے لکھتے فارسی لکھتے گئے ہیں،

سلسلہ بیان تمام ہو گیا

سلسلہ۔ شل کو روکا گیا بادشاہ پرستانہ۔ ص۔ ۵۵

(ج) اس خط سمیت چوتھو خط نئی اسے آپہنچے ہیں، تاریخ تک ہمارے پاس جمع ہے اور بعض ہمارے پیشہ ورانہ ہیں، تقاضا ہے کہ اس کا امتیاز کیا جائے، اور طرف خود مختار اور ہندو کی دستانہ بکرا اور روپیہ ہمارے مجوزہ عید فطر دستا شد صورت... وصول خوردہ در سیدش ارسال نمایند  
(ب) ... بسجل سنبل کے اعداد، جہاں اصراف نہ ہوں، ۱۶ جولائی سنہ ۱۳۵۵ ہجری، بقلم جان عالم تحریر شد، از طرف خود مختار اور ہندو عید فقط ایک

(ج) حق قرہ ہے کہ اسے رسول امام  
اسے غنیج ضیامت اور کسی  
اسے دوائے شفا ہے یہاں  
ہاں شیریں خدائے نامت ہو  
کترین ایک غلام ہوں تیرا  
ایسی باتوں میں اکثر بھی نظر آئے گا کہ کچھ دلائل اسے ایک ایسی ترکیب ہے فاری کی طرف متوجہ ہو گیا ہمارا دوا اور فاری دونوں میں یکساں مسئلہ ہے، یہ حرکت کچھ دوائے کے طبی رجحان پر دلالت کرتی ہے اور طبیعت بہت کم ہوتی ہے۔ فاری طبیعت کا جردین جاتی ہیں، ابتدا کے کلام میں اکثر ایک یا دو شعر فارسی کے تھے۔ نبات المظہب میں مسئلہ کئی کئی شعر فارسی کے ملتے آئے۔ بلکہ وہاں اکثر ایسا بھی کیا ہے کہ ایک مصرعہ اردو میں ہے، اور ایک فاری میں  
ہے شاعر کی بھی فکر کچھ آشکار اگرچہ نیسا بدورا ایچ کار

سنہ۔ تاریخ مزاد ص ۳۷

سنہ۔ تاریخ مزاد ص ۳۷ اس کتاب کے ص ۵۱، ۵۲ پر ایک مثال اور مذکور ہے۔

سنہ۔ مراجعت ص ۵۱

سنہ۔ ثبات القرب دہلی، جلد ۱ ص ۲۲-۲۳

سنہ۔ ایضاً ص ۵۵

فلق ہر میں نام رکھنے والے کی ناری سے طبی مناسبت کا کئی بگڑا ہوا سما ہے  
 شہ پہ پاؤ گزس کہ جہاں پاک شدہ لب ہوا پہنچیں وہ گرم کسے ماہ، انہیں یک نوا  
 ہاتھ آتی سند، جیسی مثالیں تو بہت ملیں گی۔ مین داسے تھوڑی ناری کے محل شر  
 موجود ہیں۔

ہوئی ایسی جلد ہاں سے گئی وہ مد فرق ہو کر جہاں سے گئی  
 ولم در غم او فرح خاک شد بجگم کز خس کہ جہاں پاک شدہ طاق

وہ بھائی جو پار دل سے پیش حضور کرم سے کیا عنوان کا قصہ  
 کرم سایہ شاد سالی بود کرم حاصل زندگانی بود و طاق

بھو ایسی باتوں سے کیا فائدہ مرض بڑھ گیا جب دعا فائدہ  
 سرچشمہ شاید گرفتار ہو میل جو پر شد شاید گدشتن پہلی طاق  
 لہو لہو ناری کی ایسی آبر مشس داہد علی شاہ کا قزوین تمام عربی مشوینی میں غرق ہے گی۔ بلکہ  
 سند چند مثالیں صحت کی بات ہیں۔

ہوئی صافی نیت آید پہ پیش خدایش، بیمار نزد از لطف خویش

اشاء عشق ص ۳۱

نمازی خدا، خدا نوب مشد لیکن ز خدا ہوا نباشد

در لے عشق ص ۳۱

کہہ رہے تو اسے سالی مہر و عشق پہ داری برعلیٰ کہ کن پیشکش

بیت حیدر ص ۳۱

لظہر عم کی پاس ہے کردگار بہ بخشائے برین ہے بھان ناز

عراق اعز ص ۱۵۱

نثر اور نظم کی ان جبار قوی میں مضمون آفرینی کی تلاش ہے۔ علی ہے کیوں کہ انہیں ہے سادہ

لکھا ہے اور کبھی غریب المثل شاعر کا سہارا لیا ہے۔ یہ نکتہ صرف اس شخص سے زیر بحث آیا کہ جو حرکت دوسرے شاذ و نادر کہتے ہیں واپد علی شاہ بڑی پابندی سے کرتے ہیں۔

## ۵: صاف گوئی

انسان لکھتا ہے دوسروں کے بڑے بڑے بے ادب ہر دہراؤ و مقبول لکھنے والا لکھتے وقت یہ حرف اپنے جہالت کا اظہار ضروری جانتا ہے بلکہ اپنے بڑے دالوں کے جذبات کا اصرار بھی واجب اور لازم سمجھتا ہے۔ واپد علی شاہ نے لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا لیکن صرف اس ایک سیلفی کے افسوسناک فقدان سے کہ کون سی بات لکھنے کی ہے اور کون سی نہیں ان کو کھڑے دھننے والوں کی ہمہ مدی سے محروم کر دیا اعلان لوگوں کو جو ان کی مقبولیت کے دشمن تھے وہ ہتھیار خود فراہم کر دیے جو ان کے خوف استحال کیجے گئے۔ سہ واپد علی شاہ کے نزدیک صاف گوئی ضروری تھی۔ انھوں نے دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کی ہے:

”ہمیں متقلد ہے کہ جب سے تم نے ماشاء اللہ ہر شے سنبھالا ہوا دلی تون  
ہر جو سوا نجات اور عشق اور فر و عشق تم سے ہمارے واسطے صادر ہوا  
جو ان سب واردات کو یہ شخص... بقید تسلیم لائے اور لطف تحریر  
راست راست سوائے ہانڈے شاعری نہ کھلائے“

لیکن انھوں نے اس ہدایت پر نہ خود قاعدے سے عمل کیا اور نہ دوسروں کو کرنے دیا۔ سوانح سلاطین اور اس موضوع پر معتبر ترین کتاب خیال کی جاتی ہے لیکن اس کے مزائف نے جب اپنا سورہ پیش کیا تو اپنا سامنا نہ کر رہ گیا۔ طباعت اور اشاعت

سطح۔ گیس میں ی، تاریخ اور جلد ۱ ص ۱۰۰ پر ان لوگوں کی بات ملاحظہ ہو

سطح۔ ریاض المتکرم ص ۲۲

سطح۔ تاریخ ممتاز ص ۵۷

سطح۔ فیض الفرائح جلد ۱ ص ۱۲

کے لیے بادشاہ کا اپنا مطبع تھا لیکن کھڑے کے مدد سے چھاپے خانوں کو کامدار بند  
کرنا پڑا کیوں کہ وہاں ایک کتاب چھپ گئی تھی جو بادشاہ کو نا پسند تھی۔ بادشاہ نے مگر غور  
پار جائے اور دیکھ اس کی اطلاع دے تو اس کی صاحب کوئی حق بجانب ہے لیکن  
بادشاہ کی طرف سے

”ذیرِ مصلحتان تم کسی مور و مار میں نہیں رہے ہو پسند اور ماروں  
کے آداب سے واقف نہیں اور سمجھ رہے ہو بادشاہوں کے کان ہارے  
فور نامہ اور رہنے کے الفاظ سے آسٹنا جوتے ہیں“

صاف گئی کہ اس عجیب قسم سے واقف ہوئے کے بعد جو معرفت بادشاہوں سے ضرور  
ہے صاحب مٹی شاہ کی غریبوں میں ایسی عبارتیں دیکھ کر تعجب رہ رہا چاہا ہے جو ان کے  
خاندان والوں، عقیدہ والوں، مذہب والوں اور ملک و ملت کی آزر دہی کا سبب ہو سکتی  
ہیں۔ مگر ان کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ ایک خود مختار حکمران کے لیے باک قلم کو دیکھ دیں  
لیکن یہ ممکن تھا کہ اس قلم سے جو محرکات پیدا ہوتے ہیں ان کا اس کا اندازہ کر دیا جا سکے  
موجودہ زمانے میں جب کوئی کتاب چھپا ہوتی ہے تو باوجودیکہ کتاب کی اشاعت کے  
وقت جس کا جی چاہتا ہے خرید کر لے جاتا ہے لیکن چھپا ہونے کے بعد تلاش کیجے تو  
بیشکل نام کوئی سوز نہیں نظر آتا ہے تو آہا ہے۔ مطبع سلطان کی کتابیں تو مخصوص اور  
کو بطور تحفہ پیش کی جاتی تھیں اور ان کی ہرست بھی رکھی جاتی ہوگی۔ ایسی کتابوں کو  
محاسن کے تلف کر دیا گئی سادہ شوار کام تھا۔ نا پسندیدہ عبارتوں کے پھر دیکھ  
نہیں کہ پوری کتاب تلف کی جائے۔ یہ کام چند ادارات، الگ کہیلے سے بھی ہو سکتا  
ہو سکتا ہے اور وہ لوگ بھی کر سکتے ہیں جن کو ان کتابوں سے انعامیہ سابقہ پہنچا  
جو عہدہ واجد بہ بہت کم کتب خانوں میں ہے۔ ملازمتوں بھی اکثر تکتب خانوں میں  
نہیں ہے اور جہاں ہے کمزرا ہے چھپنے سے محروم۔ ریاض القلوب میں تو گو یا منہ  
تھا ہی نہیں اور شوقی عشق نامہ کا پوچھنا ہی کیا ہے لیکن نہیں کہ کوئی پیشتر اس



آواز ذکر کتب کو تمام و کمال شائع کرے اور قانون شکنی کا رعب نہ ہو۔ ہم اس کتاب پر صوب ایک نادر نگاہ سے اظہار حیا کرتے ہیں۔

مشہور عشق نامہ کی "داسستان شہت و ششتم" میں "درد کرا و دہن صاحبان خاص بخدمت ہب اشاعرہ" کے عنوان سے فرس شمریں۔ ان میں سے ایک ہر تالی میں مجموعی طور پر اور دو میں نام سام تیرا ہے۔ محمود آباد کے نسخے میں یہ دونوں شعر کتابت میں آگئے تھے لیکن ان کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ ان کے نسخے میں اب تک سرحد ہیں۔ اگر یہ حصہ عشق نامہ فارسی کا ترجمہ ہوتا تو وہ ان کوئی تیرا نہیں ہے۔ درجب وہاں نہیں ہے تو یہاں کیسے آیا؟ اگر اسیر نے ایسا کیا اور بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا تو کیا خوب مصاحبت کا حق ادا کیا؟

## ۶۶ ڈرامائی طرز ادا اور مکالماتی اسلوب

اسلام کی کوئی طری کر دی کسی کسی میں کے لیے رحمت ثابت ہوئی ہے۔ وہ شاہ کی گراں گزشتی آن کی دوسری صلاحتوں کے اہلکار نے کا درجہ ثابت ہوئی اور انھوں نے شعر و ادب میں ان پہلوؤں کو اجاگر کرنا شروع کیا جن پر دوسرے صلاحتوں اور شاعروں نے خاطر خواہ توجہ نہیں دی تھی۔ شعری طرز پر ان کا ذرا سے کی طرف رجعت ہونا درحقیقت اسی جذبہ کی ترقی یافتہ شکل تھی جو "نعل" کو "بار بار" اور "طاؤس" کو "بطا پر بے" دھنگی لکروں ہی میں "سہمی" رخصتوں دیکھنا چاہتا ہے۔ شعر و ادب میں اس جذبہ کے لیے ضروری ہے کہ شعر نہ صرف شعریت کا پیکر ہو بلکہ اگر ضرورت ہو تو اس کے مزاج کی اشاروں اور لب و لہجے سے تصویر کشی بھی ممکن ہو سکے۔ داجہلی شاہ کی اثر و نفوذ انھیں شعریوں میں یہ کیفیت درجہ اتم موجود ہے اور عشق نامہ ان کی اس صلاحت کا بھی شاہکار ہے۔ وہ صرف مکالمہ ہی نظم نہیں کرتے ڈرامائی طریقے پر اس میں جان ڈال دیتے ہیں اور وہ خواہ مخواہ علم ہر یا شاعر شعری ہر یا خط، ان کا مکالماتی اسلوب ان کی ہادیات کا ہر فرقہ ہے، کسی دوسرے کا نبھایا ہوا راستہ نہیں۔

۱۔ شاہ کی گراں گزشتی ہر یا میں سے رتبہ ہر دے نتائج ہر یا ان کے کتب پر





Handwritten text in a cursive script, likely a letter or a page from a manuscript. The text is written in a single column and appears to be in a historical or religious context. The script is dense and flowing, with many ligatures and flourishes. The text is written in a dark ink on a light-colored paper.

Handwritten text in a cursive script, likely a letter or a page from a manuscript. The text is written in a single column and appears to be in a historical or religious context. The script is dense and flowing, with many ligatures and flourishes. The text is written in a dark ink on a light-colored paper.

۱۰ ریاضی مکتوب پہلے بھی گئی اور ثبات المکتوب لکھنے کا خیال اسی کتاب کی تصنیف سے پیدا ہوا۔ ریاضی مکتوب کا ناقص اور ناتمام ہونا اور اس کے اشعار کا ثبات مکتوب میں پایا جانا مخدوم اور سوز کا فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہی کی ہرست میں ریاضی مکتوب لکھ کر بھی نہیں سے کیوں کہ یہ دونوں کتابیں بعد کی تصنیف ہیں؛

۱۱: ثبات المکتوب کا وہ مکتوبہ سوز جس کو ماسنے دیکھ کر مشغوم قرار کیا گیا۔ اس کی پہلی حد بھی شاہی کتب خانہ میں پڑی ہو تو ممکن ہے لیکن دوسری جلد موجود ہے اور اس پر تصحیح وغیرہ دوسری شاہ کے قلم سے ہے؛

۱۲: ثبات المکتوب۔ جداول، قطوہ اکا حیدر واجد علی شاہ کی نگرانی میں مرتب ہونا؛  
۱۳: ساتی اسول اور غزل انکساری اور غزل کے اشعار میں واجد علی شاہ کے ذاتی تاثرات اور واقعیت کی جھلک کسی دوسرے کے لیے لیکن نہیں کہ اس طریق کی انہی کہے خود اور مکتوبہ ان سے کہے؛

|                             |                                |
|-----------------------------|--------------------------------|
| بیان کرتا ہے وہ بہ اختر حیر | سوز گوش دل سے کلام غلوں سے     |
| احادیث کا ترجمہ کر عسکری    | نہ محفل میں اتنا بھی ہوسے قیصر |
| ہمارے تاجوں میں زارغ سیاہ   | مری فک میں ہیں کلاغ سیاہ       |
| وہ شاعر ہے کون اختر ہے رہاں | ہے کج گج فقط جس کا اردو بیباں  |
| لیاقت جیسے نظم تک کی کہیں   | فعلوں فعلوں کہیں وہ کہیں       |
| شہادت پدہ ہاں منم جید دلی   | نہ اختر بہا مانہ سے اختر دلی   |

۱۴: شاہی کتب خانہ کے داروغہ عطا الدولہ علی مختار نے دیوان مذاق و جنت کی ترتیب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

۱۔ ثبات المکتوب و غزل جلد ۱ ص ۳۱

۲۔ ایضاً ص ۳۰

۳۔ ایضاً ص ۳۱

۴۔ ایضاً جلد ۲ ص ۱۹

۵۔ ایضاً ص ۳۱

اس نے ہر مہر کی نوراد گدا ملی  
پایا گدا نے مکم حضوری حضور سے  
بہرہ ہے آسمانی شرافت کے ماہ کا  
بازل، سخی، خلیق، نزوت، شمار ہے  
اتر کا ہے ہر لاک کے قابل، ہم جان، علم  
ماحق نے شاعری میں کیا عکراؤں، دہر  
نظم ایسی جو تہذیب معنی، بیباں، ہٹی  
دریا بہا، وسیع، گل، شہر، مستطاب نے  
مشول ہیں خدا و نعمت، دیکھ کر ہی  
سلطان حق پسند کی قاتل، عدالتی ہے

قرآن کو آفتاب کے ملنے میں  
خطرے کی آبرو ہوئی، حدیث کے فہم سے  
مکمل ہے لہر شہر سے ہر شاہ کا  
ہو ہے صفت وہ خدا تو بہرہ دگر ہے  
تفسیر دین، حدیث، شناس، آسمانی علم  
لہر انہیں کا مان گئے شاعرانہ دہر  
نثر ایسی جو طیفہ اہل زبیں، ہر  
تصنیف کہیں بہت سی کتابیں، جاب  
دفر سہا کہے شاعری ہی عکس  
دنیا کو خود نگار کے عینی، جہالتی ہے

دیوان قطار ۱۳۰۱ء میں مکمل اور ۱۳۰۲ء میں شائع ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ثبات القلوب  
کی پہلی بددلی اجتناب تھی، اور کتب خانہ کے وارڈ فہمے بڑھ کر بہت کم لوگوں کو  
معلوم ہو سکتا تھا کہ بادشاہ کیا کر چکے اور کیا کر رہے تھے۔ بادشاہ کی تفسیر دانی،  
حدیث سشناسی اور دفر سہا کر دینے کے بارے میں محسن کا بیان مبالغہ نہیں  
برآں واقعہ ہے جس کا ثبوت خود یہ شاعری ہے۔ ثبات القلوب کی اجتناب سے ۱۳۰۲ء  
میں ہوئی:

سکس اب تیرہ سو بھری ہیں لہر پھر  
اور تفریق پانچوہ ہزار شمر کہنے کے بعد جب مافوق باب تک پہنچے تو سنہ نہیں بدلا تھا  
چودہ سال بھی بہت وہ ہشتاد ہوا  
حدیث اور تفسیر کے ترجمے میں ایک سال کے اندر اتنے اشعار کا سونڈا ہوا تا  
معمول کا نام نہیں۔ آخری شریں اشعار میں برس سے اپنے مثلاً ہر ج میں پڑے دینے

سلسلہ - مختلف قیمت محمد - ۵۶۹۔

۱۔ ثبات القلوب (دعویٰ) جلد ۱ ص ۱۳۳ ص ۵۶۲ تک۔ ۲۔ خیال کی ص ۱۱۱ پر مشتمل ہے۔  
شوق کے قیام کی حد ۵۶۵ ص ۱۱۱ پر مشتمل ہے۔ یہاں نہایت کمزور سطح کے موضوع ہے۔



## نیرا باب۔ پانچویں فصل

### واجد علی شاہ کی تحریر

تحریر کی اہمیت | انہیں کہنا چاہئے کہ یہ قلم کی مدد حاصل کیے بغیر اپنے خیالات کو دوسروں کے ذہن تک پہنچانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہمیں اس کے تسلیم کرنے میں ہمدرد نہیں کہ کبھی کبھی میرا بیٹس اپنا پورا مشغولیت میں غفلت میں غفلت کرتے اور جب مجھ سے برآمد ہوتے تو ربانی وہ تمام بند لکھوا دیتے، یا دوا دیتی شاہ جب سلطان خانہ سے اس سانسے جلتے قلم کا بنی کو ایک وقت مشغول رہتا اور سانس لکھواتے جلتے جو انہیں اسی مجلس میں پڑھنا ہوتا۔ اچھے ماننے اور پرگو شاعر کے لیے یہ معمولی باتیں ہیں۔ لیکن یہ کہ جیسے ایسا ہی ہوتا رہا اور صاحب قلم مثل مایا یا ناخواندہ شاعر کے تھا، بڑی عجیب سی بات ہوگی۔ خصوصاً جب کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ شخص لکھنے سے سوزور نہ تھا اور نہ ہی انا کا بیٹا تھا کہ قلم خانہ کی گوارا نہ ہو۔ تصنیف اور تالیف کے کام میں قلم کے علاوہ شریقی آتی ہے اور باوجود تاریخی میں ایسی مثالیں موجود ہیں جب کسی حادثے کے سبب لکھنے والا نابینا ہو گیا یا اپنے قلم کو لے گئے تو اس نے دوسروں کے ہمارے اپنے خیالات قلم بند کر دے، لیکن قلم کا شرف منہ احوال ہونے پر نہ وہ کچھ دے سکا اور نہ ہم کچھ دے سکے۔ واجد علی شاہ کا کبھی "تیر نام" اور کبھی "پندرہ دوں" قلم جگہ جگہ اپنی کارگزاری کا اعتراف کرتا گیا ہے۔

|                                |                        |
|--------------------------------|------------------------|
| نہ ہے چوب سلاخ خامہ مرا        | منہ لکھ ہے یہ نامہ مرا |
| کمال قلم ہے پیام خدا           | جمال قلم ہے کلام خدا   |
| مجھے کچھ ہر سوس کی نہیں نام کی | سیر ہے دراج سید ملک    |

نکسہ ہے کہ تحفیات اور تابعات میں بہت کم رائے لکھو یا اس بہت کم جو خود لکھا تھا ان  
 ہو گیا ہو، لیکن پیاس برسس کی موت میں خود بہت جو لکھا تھا آج بھی باقی ہے اور وہاں  
 بصیرت کو دعوت دے رہا ہے کہ خود مستخرج خود سے استفادہ کریں۔ علم کے مختلف  
 شعبوں میں جہاں حلی اور اصلی تحریر کی اشاعت نکسہ ہے وہاں یہ بھی ممکن ہے کہ اگر کوئی خود  
 لکھی نہ گئی ہو لکھوائی گئی ہو تو ماہرین تحریر دیکھ کر متاثر ہیں، یا تحریر سے تحریر کی تحفیات کا خاکہ  
 مرتب کر دے و بعد علی شاہ کی تحریر ضرور ایسے ماہرین کے لیے کسٹمڈ رکھنی ہے بلکہ ان  
 لوگوں کے کام کی بھی ہے جو تحفیات واصل علی شاہ کو اب تک عقلی رایوں سے ان کی  
 تصنیف ثابت کر رہے تھے۔

فہرست کتابیاتی تحصیل میں واجد علی شاہ کی تحریر کو  
 شرح دستخط خاص | ان کی تحریر ثابت کرنے کے لیے اسی عقلی دلیل کا سہارا

یا گیا اور تحریر کے حوالے پیش کیے گئے۔ ان تحریروں کے، یہی موازنہ سے مشم  
 ہو سکتا ہے کہ یہ واجد علی شاہ کی تحریر نہیں ہے کیوں کہ خود ہی صیغہ اختلاف ہیں لیکن یہ  
 مشم یقین میں تبہ بدل ہو سکتا ہے جب لوگ ان تحریروں کو کتابت لکھنے کا شاہ  
 اسٹیج کی کسی تحریر درود صفحہ ۹۳ کے مقابل رکھیں گے کیوں کہ اس کتاب اور اس  
 مقالے کی تحریروں میں کوئی باجمی باطل اور مماثلت نہیں ہے۔ جواب دینے سے پیشتر  
 ہم فرض کیے تھے ہیں کہ اس مقالے کا بیان غلط اور کتاب کی کسی تحریر درست ہے  
 حالانکہ کتاب کے فاصلے متفق نہ کوئی عقلی دلیل یا سند اپنے بیان کی تائید میں نہیں  
 دی ہے۔ زیادہ سے زیادہ مجھ کا تائید کی شہادت کہا جا سکتا ہے وہ بیان ہے جو صفحہ  
 ۹۲، ۹۳ کے مابین ہے۔

• اکثر بریاو میر سنہ ۹۳۱ھ میں نے خود لکھتے میں قیام کیا، اس  
 وقت اصل مصاحف کا ابتدائی حوالہ دو جگہوں میں سے کہیں موجود تھا  
 جس کو میں نے حل کر لیا۔ واجد علی شاہ کے حوالہ بات شرح و سخن ماہر  
 کے تحت انھیں کے نظم کے کچھ حصے ہیں۔ پوری عرضداشت متقی تو اس کو  
 پیش کرنے والے کا نام معلوم ہو جاتا۔

عرضداشت کا جو عنوان کتاب کے صفحہ ۹۳ پر پیش کیا گیا ہے وہی ہے جو دستاویز ۵



بجز اولادش خلی و از یکی قریب از بیست  
که بخت از سر بهشت بدین پادشاه کرد  
و چون که بر سر کی بود از او آید  
و بدین معنی که دولت از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید

و بعد از شاه که از او آید

که در این کتاب که در این کتاب  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید

و چون که از او آید

این کتاب در این کتاب  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید  
و چون که از او آید

میں توڑے گا۔ کتاب غنی مسودہ کے صفات اتنی ہلکی آگاہی ہیں اور جیسا کہ مندرجہ بالا  
 اقتباس میں مذکور ہے عرضداشت نامکلی ہے کیوں کہ جس کے اور فن سلسلے اور یہ بھی  
 ، عرضداشت اصل اس میں ہے غنی کے مسودے میں اس طرح کی اور بھی عین میں  
 جو نقل و ایسے لے صاف کی تفسیر ہی کی مشاعت کے وقت کچھ عبارتیں شائع ہوئیں اور  
 کچھ حذف کر دی گئیں۔ اس صودداشت کا حصول حذف شدہ عبارتوں میں ملے ہوئے ہیں  
 اور کتاب کی صفحہ نمبر میں جو بات مشترک نظر آئے گی وہ یہ کہ دونوں تقریروں کی  
 ابتدا "شرح دستخط خاص" کے عنوان سے ہوئی ہے اور دونوں دو مختلف دو واسطی  
 پر لکھے ہوئے حکم ہیں۔ دستاویز میں عرضداشت اور حکم ایک خط اور ایک دوسری  
 میں ہے۔ صفحہ نمبر میں صرف حکم ہے، عرضداشت کا حصہ نہیں ہے۔ غور کے  
 اسکاٹن کے طریقہ کار کے تحت اس کے متاثرہ اور دو دستخط میں ہے اور صفحہ نمبر خارجی  
 اور شکست اور دستخط کے قلمرو خط میں۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں تقریروں میں کوئی  
 ایک تقریر دوسری شاخ کے خط میں ہو سکتی ہے، دونوں نہیں ہو سکتیں۔ موصوف  
 سے کچھ نتائج ہوا ہے کیوں کہ ان کو یہ یاد نہیں کہ سولہ برس پہلے انھوں نے  
 کسی بیٹے اور کسی دیگر یہ خود لکھی تھی اور خود لکھتے کا یاد رہنا جو اس سے بھی بڑا  
 ہے کیوں کہ ممکن ہے، "ظاہر خط میں" کا جب یہ تین نقطہ "شرح دستخط خاص" ہیں  
 جن سے دونوں تقریروں کو مشافہت کیا گیا ہے اور یہ فرض کیا ہے کہ بعد کہ صرف  
 نے جو عرضداشت لکھتے ہیں وہ بھی وہ وہ۔ غنی جس کی کسی تقریر دستاویز میں  
 پیش کی گئی ہم ان الفاظ کی صورت کو رہتلا ہے اور دونوں تقریروں کی پیشانی  
 پر درج ہیں۔

حکومت کے دفاتر میں جب کوئی درخواست پیش ہوتی ہے تو حاکم اپنا حکم  
 صادر کرتا ہے۔ خواہ زبانی خواہ تحریری جسے آڈر یا آرڈر کہتے ہیں۔ یہ حکم عموماً  
 دوچار تقریروں میں ہوتا ہے اور آخر میں دستخط یا انی شیل اور تائید ہوتی ہے۔ حاکم  
 کی تقریر اور طریقہ کار کے واقف و خبری ان چند سطروں کو دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ یہ حکم







کتابیں جہان کے مطالعے میں رہاں لہر کرتا ہیں جو خود ان کی تخلیق و تالیف ہیں ایسے ہی کائنات میں آتی ہیں ان کائنات پر ولید علی شاہ کی تحریر کا جہنا تعجب نیز نہیں نہ جہنا تعجب اگر ہے۔ اسان بڑھتے وقت کتاب پر جو لکیریں کھینچتا ہے پہلے شیخ اور یادداشت لکھتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ دستخط بھی کرتا۔ ولید علی شاہ کی صرف ایک تحریر ایسی دستیاب ہوئی ہے جس پر ان کے دستخط مع تاریخ ہیں (درستادہ) مگر تمام قریبوں کی توثیق جتنے دلوں کے بیان یا آثار و قرائن سے ہر قسم کے خلاف ۱۱۔ ۱۲۰۰ء میں پٹنہ کی ندرت کی دانش میں ایک فرماں رکھا گیا تھا جسے "خط و عبارت ولید علی شاہ" بتایا گیا ہے۔ ولید سلطان بہادر کی کارگزاریوں کی سند ولید علی شاہ نے خود رقم فرمائی تھی۔ غالباً یہ سند کا زمانہ تھا اور اس میں موجود توثیق سے بیا کہا گیا۔

۱۲۔ بادشاہ کے آخری سالہ حیات میں حکومت غور کر رہی تھی کہ ان کی اولاد پہلے شاہی خزانے کے انگریزی حرا سے اپنا ولیعز یا کرے۔ بادشاہ کو یہ منظور نہ تھا اور اس کو رد کے لیے ایک دہائی تیار کیا گیا تھا جس کا مسودہ بادشاہ نے خود لکھا تھا۔ مسودے کو رد کے تحت کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس کی فوٹو کاپی شاہی کتب خانے میں پڑی ہے۔ اس پر توثیق فخر علی شاہ مولوی محمد صید صاحب کی ہے جو شاہی مکتوبے کے سیکرٹری تھے۔

۱۳۔ راجہ سرلی محمد خان بہادر دہلوی نے شاہی میں بادشاہ سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا اور بادشاہ صاحب دھرم کے کلام پر اصلاً میں خدا میں کی توثیق پر بادشاہ کے قلم سے بیان کی گئی ہے۔

۱۴۔ مقتویہ ایک شہری ولید علی شاہ کی فرمائش پر نظم کی تھی اور اس کے مختصر شدہ نسخے پر اصلاح محمد بادشاہ کے قلم سے ہے۔ بادشاہ نے مختصر کو اپنا شاگرد بیان کیا

۱۔ حضرت لاکھنؤ کے تھانہ دار محمد علی صاحب ۱۲۰۰ء میں ۱۰۔

۲۔ سائنہ رامپاس کا پورا شمار سال ۱۱۹۹ء میں ۱۲۰۰ء میں منتقل کیا گیا تھا۔

۳۔ محمد علی صاحب کے دور کے پاس ہیں، مگر مکتوبہ کو رائے کو دیکھنے میں کمیاب نہ ہو سکا۔







ہے اور میرے شوکی میں اپنے شاگرد ہونے کا فرائض ہے۔ شاہی کتب خانہ کے قریب  
پرموچ کا قلم ہے تا سوسے اس کے اندر کسی کام نہیں جو نسخے پر مالکانہ اختیار اور کام پر  
مطرح دینے کا حق رکھتا ہے۔

۵: نعت بہار عالم کی چار ضخیم جلدیں فتح الدولہ بہادر کی فرمائش پر میر جاد علی خوشنویس  
نے ۱۱۰۰ میں نہایت عمدہ اور خوش خط لکھی تھیں۔ ان کتابوں پر جاد علی شاہ کی ۹۱۸  
کی ہر جلد اور کچھ دیگر جلدوں نے موت نگار سے اختلاف یا اختلاف کر کے جوے حاشیہ  
کھا ہے۔ نعت کا حاشیہ اور وہ بھی ان جلدوں پر جو شاہی کتب خانے کا مال ہیں  
وہی قصص کلمہ سکتا ہے جو اس کا ذوق اور اختیار رکھتا ہے۔ بہار عالم پر سولہ جلدوں کے  
مطالعے میں وہی اور بدشاہ نے ملک باختر اور ملا ملکات وغیرہ میں کئی جگہ اسی نعت کو  
سند میں پیش کیا۔ اس کتاب کی تیسری جلد کی خطی ہیئت پر ایک خواب مانا جاتا ہے  
کے قریب ابھر کھا گیا تھا جو فرعون میں نظم کیا گیا۔

مختصر و مصحفات میں بہت سی تحریروں کو جاد علی شاہ کی تحریر بتایا گیا  
چند نمونے | اور کئی جگہ اس تحریر کے نمونے چھپے گئے۔ ان تحریروں میں  
اعلان ہے لیکن اس سے شک میں جتنا ہو گا چلیے۔ ماہرین کے نزدیک یہ نسخہ ایک  
سے نہیں ہونے بلکہ جملہ جہوں پر ہائیکہ مختلف اوقات میں لکھی ہوئی تحریروں  
نجات حسین عظیم آبادی کا سفر نامہ، دربرہ سلطان بہادر شاہ ثاب الدولہ و زمان  
کی باتیں، آغا جرقوں کی مشنوں کے مسودے، یہ تمام تحریروں میں جو میں نے مختلف  
مصر و نیشنل کے عالم میں لکھیں، لیکن ان میں سے کسی ایک میں۔ ایک سا خط  
ہے اور نہ کوئی ایک مہر و خط سے خالی ہے بلکہ اس کے باوجود وہ تحریروں میں

۱۱۰۰۔ شوکی شہر قلعہ، ۱۱۰۰۔

۱۱۰۰۔ نئی ص ۲۲۵

۱۱۰۰۔ بہار عالم کی ہندو پر ترقی کی عبارت۔ جو ص ۲۲۵ پر نقل کی گئی۔

۱۱۰۰۔ شامی کتب خانہ ہندو پر ترقی کی عبارت کے خوش احوال۔ جہاں کی کسی تحریر میں  
وہی سے خالی نہیں جو اگر وہی رحمتی رحمتی سے متعلق ہی ہوتا ہوتا ہے۔ اکثر جہوں پر ترقی  
لیکن کی نکتہ کے ساتھ خاص طور پر ترقی کے قابل ہے کہ انھوں نے قلم و قلم کی جہاں پوری کے  
لیے ایک ہی کو کاغذ بنایا۔

صحیح کی ہیں۔ یہ خود کے اسباب میں چند امور مدلل کیے جاتے ہیں، اسباب بطور پیشرو  
 نہ ہیں۔ ان کا وقت اور قیام نہیں ہو سکتا۔

وقت نسبتاً فطری طور سے طے ہوتا ہے۔ ایک گوشہ فطری اور دوسرے کو فطری خط کہتے  
 ہیں، مگر کثرت شخص ثابت سے واقف ہے تو چند ضرورت، کبھی فطری فطام میں مکمل کر سکتا  
 ہے اور کبھی فطری خط میں، کاتب عموماً ایسا کرتے ہیں۔

اب، فطری خط میں اختلاف ممکن ہے۔ کبھی انسان تجربہ سے لکھتا ہے، کبھی بے اعتنائی سے  
 کبھی ضرورت سے نہیں ہو کر گھسیٹا پڑتا ہے۔ اس طرح ایک نشست میں کبھی ہلکی  
 تحریریں زمیں اور آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ آسمان کی کاپیاں لکھتے وقت طلبہ بہت  
 مسلسل لکھتے ہیں لیکن خیالات کی رفتار کے اور فلم کشاں کشاں پیچھے چل رہا ہو تو وقت کی رفتار  
 کچھ اور خط بھی جونا شروع ہو جاتا ہے۔ شروع اور آخر کے خط کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔  
 (رج) احتیاج پسند لکھنے والے کبھی کبھی اپنی تحریر کو سجانے کی کوشش کرتے ہیں۔  
 اس طرح کی تحریر میں فطری خط کی شکل بدلتی ہے اور شناخت کرنا دشوار ہو جاتا  
 ہے۔

قلم کا غلط رجحان، نشست، موسم اور طرح کے فرق کے علاوہ مذکورہ بالا  
 اسباب کی بنا پر تحریر میں نمایاں تبدیلی ممکن ہے۔ ثبوت میں ہم چند ایسی قریح  
 پیش کرتے ہیں جو تقریباً ایک ہی دہائی کے ایک سے حالات میں کبھی گئیں لیکن ان کو  
 ایک ہی شخص کی تحریر میں کتنا اسی وقت ممکن ہے جب ہم تحریر میں اختلاف کی  
 عکاسی کو تسلیم کر لیں۔

۱۔ یوم رسید کے موقع پر پڑھنا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ماہر علی  
 شاہ کے ہم عصر رسید احمد خاں غور کے مسودوں اور مختلف مکتوبات کی کاوش ہوتی  
 ہے۔ یہ پاس ساتھ برٹش کے عرصے میں ایک شخص کی تحریر میں کتنی نمایاں تبدیلیاں  
 ہو سکتی ہیں اس کا اندازہ اس کاوش سے کیا جاسکتا ہے۔ اس نالے کے دستور  
 کے مطابق ماہر علی شاہ کی طرح رسید بھی خوش دلی سے واقف  
 تھے۔

## دستاویز

قرمضمون، مسودہ کے صفحات ۲۸۳، ۸۵

دستاویز الف و تہی کی فہرست ۱۰ دستاویز، بدعقلی ہمارے سرخیاں بھٹکے  
ج (عشق نامہ میں نقاشی) اور دستاویز ۱۱ (بقلم تہذیب عالم) میں عابد علی شاہ  
کے اسسٹنٹ خط کا کس پیش کیا گیا تھا جس میں عشقی خط کی جھلک نمایاں تھی۔  
دستاویز ۱۲ (ان دونوں خطوں کی قلمروا شکل ہمیشہ کرتی ہے، لکھنے والے نے  
اس غزل کو اتنا ہم سے عشقی خط میں لکھنا شروع کیا تھا لیکن چند اشارے کے بعد  
خط بگڑنا شروع ہوا، غلطیاں ہونے لگیں اور آخری شعر تک پہنچتے پہنچتے خط اتنا بدل گیا کہ  
پہلے شعر سے آخری شعر کو کوئی نسبت نہیں۔ اس خط بگڑنے کا سبب تہذیب قاری ہے اور اپنی  
نیز قاری پر نہ صرف عابد علی شاہ نے فخر کیا ہے،

اس قدر جلدی غزل کہنا بہت دشوار ہے

کب کوئی دنیا میں آخر آپ سے پیدا ہوا

بلکہ دوسروں نے بھی اس خصوصیت کو قابل ذکر سمجھا ہے۔ قرمضہ فہرست وارے فقر  
کے طالع اسیر کا یہ بیان ملاحظہ ہو

سو کہتے ہیں ایک دم میں اشد دیکھے نہیں لپے تیر گفتار

عالم میں نہیں ہے کوئی ثانی اللہ سے طبع کی مددانی

تیر گفتاری خصوصاً بڑی بھرپور اور گنہگار ہونے میں، قادر المکاشفہ کی شانی اور ایک غزل  
ہے لیکن اس غزل کے ساتھ جو غزلیاں پیدا ہو سکتی ہیں ان میں ایک خط کا بگڑنا بھی  
ہے جس کی شہادت دستاویز ۱۲ کی غزل میں پیش کی گئی ہے۔

سطح ۱۔ نظم نامہ ص ۵۲

سطح ۲۔ حق افزہ ص ۳۱

سطح ۳۔ شمس بنگالہ (سالہ کلکتہ) شمارہ فروری ۱۹۰۸ ص ۱۰۱

سطح ۴۔ صفا اللک ص ۱۰۰

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

[illegible]

دستاویز و مشورہ اور ترتیب

ہونے کی ضرورت ہے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

## دستاویز - ز

قرمضون، مسودہ کے صفحہ ۱۹۷/۱۹۶

لکھنے والے نے غزل

لیھی گشتہ آفتاب اشعب

کہ دستاویز کی طرح سولی استعین خط میں لکھنا شروع کیا تھا لیکن کالم بدلتے ہی خط بدلتا شروع ہوا۔ مقطع تک خط بہت بدل گیا ہے۔ کشش اور مرکز و لے حد تک خورشید صبح بناسے کے لیے سڈول یا نمود بنایا ہے۔ جس شاعر کے لیے یہ غزل کی کئی قبی اس کی تاریخ اور قریب صفحہ کی پیشانی پر بے اضافی سے لکھی ہے گلزار حسنی، نجی اور ملک اختر وغیرہ میں دو چار عظمیٰ سرخاں اور پادشہیں اور دستاویز احفاد میں اشاریہ کے الفاظ کی بے توجہی سے لکھے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا غزل کے مقطع میں مختص لکھے کا محض انداز ہے: "آخر" لکھے کا یہ طریقہ دوسری غزلیں میں بھی نظر آئے گا جن کو ریکارڈ ہر عجلت یا اطمینان سے لکھا گیا ہے۔ دیکھیے دستاویز ج ۱ ص ۱۹۷ کی دستخط اس دستاویز کے دستخط سے جو بہرے ملتے ہیں۔

میں نے اپنے  
 دل کو اپنے  
 ہاتھوں میں  
 لپیٹ لیا ہے  
 اور اس کو  
 اپنے گھر میں  
 رکھ دیا ہے  
 تاکہ وہ  
 میری طرف  
 سے نہ بھاگے  
 نہ میری طرف  
 سے نہ آئے

ن - تھوڑی تھوڑی تبدیلی

میں نے اپنے  
 دل کو اپنے  
 ہاتھوں میں  
 لپیٹ لیا ہے  
 اور اس کو  
 اپنے گھر میں  
 رکھ دیا ہے  
 تاکہ وہ  
 میری طرف  
 سے نہ بھاگے  
 نہ میری طرف  
 سے نہ آئے

## دستویز ح

قرمضمون، مسودہ کے صفحہ ۲۲۲/۲۲۲

دستویز: میں جو غوبی یا خرابی اتفاقاً پیدا ہو گئی تھی، اس دستاویز کی ترقی  
کیا بیاں ہوگی زبانوں سے نہایت ہی بھر کی

کو صحت کہنے ہوئے ہی کہ جسٹس کے کھانے کا اشارہ کے سہانے کا انداز کی توجہ کے  
تجربہ۔ کھانے میں جہاں طبعی ہو گئی تھی سچ کر کے پھر لکھا ہے، لیکن ایک جگہ لفظ ظہر زد  
کو کدنی صاف غیبت نہ کر لکھا گیا ہے۔ مقطع کے بعد:

”نہم بلکہ ماہ نسیم“

کھانا اور حریر کا تہ تکلف انداز لکھنے والے کی اس وقت کی شگفتگی، شوخی طبع اور زیاد  
پسندی کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسری غزل: ”گستاخ باعث غمناخاں باعث“ جو اسی  
صحنے سے شروع ہوئی ہے اس میں بھی اسی پر تکلف انداز سے لکھا شروع کیا تھا  
لیکن یہ انداز برقرار نہ رہ سکا کیوں کہ توجہ طلب ہے، اور معمولی طبیعت میں لکھنے کے





## مستادینہ ط

ثبات القلوب، جلد اول، نسخہ اول، کے اشاعتیے

ثبات القلوب کے چٹا جڑا پر سدا صاف کرنے واسلے کی ہدایت کے لیے پہلے شعر کے دو چار الفاظ بطور اشارہ اسی درجہ خط میں لکھے گئے ہیں جس کا دستادینہ زر کے تحت ذکر ہوا لیکن صفحہ ۳ پر "نور شمس" کے قلم پر مہنا کے حلیہ پر "آواز" بھی جوئے خط میں لکھا ہے۔ گریہ کا کاتب یا لور کسی کا کیا ہوا ہوتا تو آخریے کے الفاظ لور ماننے کا "آواز" سبب پہنچا تھا۔ پر شمل بھی جوئی گناہوں کے لور لائق کے لکھے جوئے کو کھریج کے بناے جاتے۔ بادشاہ کا قلم اور خط کاتب کے خط سے ملگ رہا نہایت ہو جاتا ہے۔ بادشاہ کی یہ تحریر انتقال سے دو یا تین برس پہلے کی ہے اس کے بعد ان کی تحریر کے آثار سوائے ثبات القلوب کے کچھ نہ نظر آتے ہوئے غفلتوں کے اور کہیں نہیں ملتے۔

## ثبات القلوب کے اشاریے

ثبات القلوب ہمارے اندر کے خدشے ہیں کہ کتابت بادشاہ کی محنت  
میں جوتی۔ شروع کے چند الفاظ بادشاہ کے خط میں ہیں

وہ جس میں شروع و ختم ہوا کی بات

میں سے ہر ایک کی بات

ہر ایک کی بات

کتابت میں ہر ایک کی بات

کتابت میں ہر ایک کی بات

کتابت میں ہر ایک کی بات

## دستاویز : نئے ڈیزائن کا طریقہ

دستاویز : نئے ڈیزائن کا طریقہ



## واجد علی شاہ کی ثقافتی خدمات

کسی بھی ملک کی تہذیب اس کے افراد کی اجتماعی کوششوں کی خدمات کی نوعیت اور پیمانہ پر ہوتی ہے۔ کسی ایک فرد کی بڑی بڑی ہوتی ہے اور وہ مسائل اتنے وسیع کے درمیان کو متاثر کرے ولے تمام علوم و معارف میں دخل دے اور یہ بھی ضروری ہیں کہ جن شعبوں میں اس نے اجتہاد سے کام لیا ہے اس کا اجتہاد انقلاب آفرین اور سودمند بھی ہو۔ وہ اپنی سمجھ اور رسالہ کے مطابق علوم و فنون کی راہنمائی میں کچھ تبدیلیاں کرتا ہے۔ جو تبدیلیاں وقت کے مراجع سے مطابقت رکھتی ہیں۔ تہذیب چل کر رہتی ہیں، تہذیب کا جرد بن جاتی ہیں جن تبدیلیوں سے وقت کی رفتار کو کھینچنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی سبب میں بہر جاتی ہیں اور محسوس بھی نہیں ہوتا کہ کچھ زحمت ہوئی تھی۔ ہندوستانی تہذیب و تمدن کی تاریخ میں لکھنؤ کی مخصوص تہذیب اور لکھنؤ کی تہذیب میں واجد علی شاہ کی کوششیں اسی طرح جذبہ ہیں جس طرح ہانگ کانگ کے حکمران نہ تھے اور نہ ہی انھوں نے انعام و صد حکومت کی اور اتنا اثر خزانہ پایا جو دوسروں کے حصے میں آیا، لیکن ان کے اس احساس نے کہ وہ جس تہذیب کے نام پر رہا ہیں، وہ خطرے میں ہے، اسے باقی رہا چاہیے، ان کو سبیل اس کوشش میں ملے۔ طبع میں ۱۳۱۲ کے شروع مظالم کے ۱۳۱۵ء پر نقل کیے جانے لگا۔

مگر دار کہاں ہم کہاں  
رہا تو یہی یعنی وہ عالم کہاں  
رہا تو یہی نہ کہی لے گا خبر۔ الخ

جس کے گزرتی کی صورت میں کھنچ رہی اور اہل کال میں کفری کا ماس پیدا ہو۔ مشرقی  
 قوم و مومن کو مقبول بنانے کے لیے صرف شاہانہ راد و دوش کالی نہ تھی لیکن انھیں زور  
 رکھنے کے لیے شاہی سرپرستی لارنی تھی۔ واجد علی شاہ نے اسی سرپرستی کو پیش نظر رکھا  
 اور واجد علی شاہی ثقافت میں جہاں کہیں گئی ہندوستان کی صدیوں پرانی تہذیب  
 سے غلاب نظر آئے گا وہی کشنہ کو تسلط کا نتیجہ ہو گا اگر انفرادیت کو ایک محدود دائرہ  
 میں کیوں کر مانگ کر لیا جاسے۔ واجد علی شاہی ثقافت کی روشنی میں ان سے ٹوٹ کر آسے  
 والے ستاروں کے مثل رہتی بلکہ انھیں چرائیوں کے گلے کترنے اور ان کے کول بدل دینے  
 سے پسند آجوتی تھی جو پہلے سے یہاں موجود تھے۔ قدیم ہندو ہی رقص سے کشنہ  
 قدیم رنگ رانگیوں سے غمیری، قدیم رہیں منڈیوں سے واجد علی شاہی رہیں، قدیم  
 مشاوریوں سے نشیل مشاعرہ اور قدیم روح اور ان شاعری سے نظم معرا کی ابتدا  
 فخر علی کی سرپرستی میں جوتی اور معاری، باخانی، مصوری اور خطاطی وغیرہ کی ریات  
 کو اسی معرا نے محدود مسائل کے باوجود برقرار رکھا۔

**انگریزیت کا اثر**۔ عام انگریزوں کو ہندوستانی قوم و فوں کی قدر نہ تھی۔ واجد  
 علی شاہ۔ وہ ان سے قبل کے دور کو یہاں انگریزوں کی تہذیب  
 سے سائنٹ کھتے تھے لیکن اہل مغرب کی سائنٹ دور کو سہلہ اور ان کی لاتی جوتی پسند  
 ہوں کو اپنے حسب حال بنانے میں واجد علی شاہ نے دور اندیشی اور بے نقصی کا ثبوت  
 دیا ہے:

۱: موجودہ زمانے کی جس افرومی مائیکوں میں حکومت ہندوستانی مصنوعات  
 اور نادریت کو ملک کی ثقافت کا نمونہ بنا کر بڑے اہتمام سے پیش کرتی ہے۔  
 ۲: اس کے عالمی میلے میں سٹ۔ ہسپل اتفاق تھا کہ ایسی چیزیں جو روپ بھیجی گئیں  
 اور ان کے بھیجنے والے کسی واجد علی شاہ تھے بلکہ

۳: موجودہ زمانے میں عوامی قواعد انگریزی طریقے پر جوتی ہے اور اس مقصد  
 کے لیے انگریزی اصطلاحوں کا ہندی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ واجد علی شاہ نے بھی

اپنی حوصلہ کو انگریزی طریقے پر راستہ کیا تھا اور قواعد میں نئی نئی تبدیلیوں کی تھیں،

ملازمین ہوتے مانے ہیں لوگ کر رہے تھے جن میں کتنے ہی لوگ

کئی سو روپے ہانکا اکھٹا ہوا وہ طبعی رز چھار سو روپے ہوا

تو اعدادی اور بولی الگ تھی ایک باٹھری ٹولی الگ

عجب کام کرتے ہیں پھر کے ساتھ قواعد میں ایجاد کی ایک ایک

تو اعداد میں ایجاد کی ایک ایک بڑے صاحب آئے کے دیکھا کیے

سواروں کے ہر سو پورے کے پورے وہ گھوڑے کے اسان دیکھا کر سٹ

قواعد کی اصلاح میں ماری میں تھیں اس واسطے کہ ان کے دل میں نہ آئے کہ ان سے سربل پید کی چسپ

اصطلاح میں ملا حظہ چوں :

راستہ رو

دائیں طرف

Right Wheel

Left Turn

بائیں طرف

دست چپ گرد

About Turn

پچھے ٹرن

پس بیا

سورہنگامی حالات کے یہ موجودہ حکومت سے عہدوں کی فوج اور عہدوں کی پوس

تیر کی ستارہ رحمت پسند طبقہ عہدوں کا سپاہیانہ طبع اختیار کرنا آتی تھی سیر

جانتا ہے آج سے سو برس پہلے کے زمانہ میں پسند دور میں واحد ملی شاہ کا اکھیں عورتوں

سے فوجی دستہ مرتب کرنا اور اسے رشک فوج نگریری کہ منالوں کی عیش پسند

طبیعت کا کرشمہ بھی جاتا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ عہدوں کا یہ مختصر رسالہ مل جانے

کا حفاظت کے لیے تیار کیا گیا تھا اور اس میں سہ گری میں مال عہدوں کے کسی عہد

دست گاہ بہم پہنچانی تھی اس کا اندازہ محض اس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ سند

۱۸۵۹ء میں جب انگریزی فوجیں سکندریہ میں داخل ہوئیں تو وہ بھی عہد میں

سند ریاست میں ۱۸

سند گزشتہ کھرم ۲۱

سند بھنگا رانندہ ۱۸۵۹ء کا مشابہ

سند ملتان شاہ ۱۸۵۹ء

سند بیٹا ۱۸۵۹ء

عہد ریاست

تھیں جن کے بے خطا نشانے نہ انگریزوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس وقت تک  
ان کی صفت خشن نہ ہوئی جب تک کہ وہ پاک نہ ہو گئیں۔

۳۰ چند سال پہلے تک ہندوستان الی کال کا انگریزی مطالبات سے سرفراز ہوتا  
ان کے لیے عمر اور حجت بھرتی کا کوئی بعد نہیں ہوتا تھا عہد واحدی میں انگریز الی کال  
ہندوستان کے مطالبات سے سرفراز تھے اور مسالک کے علاوہ حادق الملک و اکثر  
جہت فر بہادر حکمت ملک کی سفارح کی ایڈمنسٹریشن کی زینت تھے۔

۳۱ اپنی انفرادیت کو دوسروں کی تہذیب میں رنگ بھانا اور اجداد کے لیے  
بہت آسان تھا ان کے ساتھ شاہ خیر الدین جیسے کمال مثال موجود تھی اور اس مقصد  
کے لیے بہت اچھے مواقع پیش آتے تھے لیکن جس پیلے سے انہوں نے انگریزوں کے  
شرک قبول کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس بل جوں سے خود اپنی تہذیب کو  
بیک نیا رنگ دینا چاہتے تھے۔ وہ اگر انگریزوں کے واقف ہوتے اور انگریز  
حکومت کی سرپرستی عرصوں اور جہت پرستی جاتی تھے تو وہ شاید زیادہ کامیاب ہوتے  
اور ان کی کوششیں جہاں بخانی راہوں میں بھٹکتے تھے وہیں قابل مدد تھیں اور ان کی تسویر  
ظہر آتی ہیں فیض بخش اور گراں قدر خیال کی مائیں۔

فنون لطیفہ کی سرپرستی | فنون لطیفہ کی ترقی کسی بھی تہذیب کا امتیازی کارنامہ  
اور غیر متحمل الزام کے درمیان حد حاصل ہیں۔ مابعدی شاہ سے قبل ان فنون کی ترقی  
کی رفتار نسبت چھٹائی تھی لیکن کہ محمد علی شاہ اور بی بی شاہ کو مدد مہرب کے علاوہ

۳۲۔ سن ۱۷۶۱ء اور ۱۷۶۲ء، بیگم نور علی خاں اور بیس اور بیس

۳۳۔ فیروز ۱۷۶۱ء

۳۴۔ تفصیل کے لیے ناٹک کی کتاب: پہلی وینٹ آف اپنا میٹرن ملک - عطا جو۔

۳۵۔ مہدی شاہ عاصم کے چند شعروں کا نظام بھی انگریزوں کے طریقے پر کرنا چاہتا تھا لیکن حکومت  
نے تسلیم نہیں کیا اور لکھنا کہ اگر ایسا ہی ہے تو بارشہ اپنی مملکت انگریزوں کے سپرد  
کیوں نہیں کر دیتے۔ ہنگامہ ۱۷۶۱ء ص ۵۱۔





خاصہ لیسپوں کی کوسٹک کی زہریلی کاہلوں جانتے تھے اور ثقافت کی خدمت میں لادائی  
شاہ نے جو نام پایسے بنوے بیٹھے لکھوں تھے۔

حکام کا یہ انتظام کہ بدشاہوں کا فرض ہے تو یہ فرض بھی کسی اور کا نہیں کہ برپا نہیں  
ملکت کی تہذیب کو پران چڑھائیں اور اس ملک کی صنعت و حرمت کو فروغ دیں۔  
تاہم یہاں میں سب ہی بادشاہ قلعے میں کرے نہیں آئے۔ اپنے اپنے مزار اور عمارات  
کے مطابق صنعت تیار کر کے صنعت خدمات انجام دیں، اور انھیں میں کہ ایسے بھی  
گنہگار ہیں جنہوں نے دلوں کو شیر کیا۔ وہ بد علی شاہ کی کمزوریوں کو چھالتے وقت  
مگر وہ ان کا حرم کر لیا جاسے کہ حکم کے انتظام میں نہ ہی صاحبان کمال کی سرپرست  
میں ان سے تسلی نہ ہو تو یہ عزت و مقام بصیرت اور دیانت سے بچد نہ ہوگا۔  
سب سے اہم امر اس کے تحت اگر بیرون نے جو مناسب سمجھا کہ، لیکن اگر ان کی ہم توانی  
میں ہم بھی کہے نہیں:

”بیشک یہ ملک و سیلاب ہار گا۔ تھے کہ جب انسان کو پری بنا آئے تو  
ان کے پاس جسے پھر ان پری وینسل پری کا بیس بدلے توان کے  
ان کے کھانڈ میں پہنچے تھے صاحب وزارت ان کا جب پائے کہ تانوں  
سستارے عرب و اقوام کا ہو، مصاحب ان کا جب ہئے کہ جیلے پر تھاپ  
لگائی تھی ہر اور نقل ان رسنے میں کھانڈوں کو سات کرتا ہو۔ غرض اس کا  
میں جو کھانا ان کے کھانڈے

تو یہ بیان تاریخ کے دلی میں حوالہ دیکھتی اور دائی نگاری کے ضمن میں حقیقت سے  
لاعلی ظاہر کرے گا۔ تیر کہ مصاحب کیا اسناد تک شمار کیا گیا ہے۔ لیکن یہ خود  
اتبو کے بیانات کو غلط سمجھا جاسے کہ ملازم ان کو گھوڑے بلا کے نہیں لے گیا تھا  
در بار میں گئے تو یہی ہی کے گئے مصاحب نے تو جیلے پر تھاپ لگا کر لگے اور

صفحہ ۱۰۲۷۔ جلد ۵ ص ۱۰۲۷۔

صفحہ ۱۰۲۷۔ جلد ۵ ص ۱۰۲۷۔

صفحہ ۱۰۲۷۔ جلد ۵ ص ۱۰۲۷۔

صفحہ ۱۰۲۷۔ جلد ۵ ص ۱۰۲۷۔

پیشہ دستی کی خدمت پر مامور ہونے کو پہلے مستند خدائی میں کمال حاصل کیا پھر بعد  
 خضیب جہا۔ مستند جہا۔ انقباس کی مساندنا انقباسی کے مقابلے میں ہمدردی  
 نے بھی خدمت سے زیادہ تعریف کی ہے:

۱۔ اودھ کے معزز و بزرگ اس قدر دانی کی بدولت چڑھائے جانے  
 کے کاسٹول کو پہچان پہچان کر عزت کے مرتبوں سے سرفراز کر رہا تھا  
 اور اس تعریف کا تاثر میں علاوہ دوسرے حیانات کے خود واجد علی شاہ کے بیان  
 سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص ان کو خوش کوئے اس کا سہارا دینا و دشوار  
 نہ ہوتا تھا۔ لیکن دینے والے مستحق کو بے منت اودھ بے حساب دیتے ہیں واجد علی  
 شاہ ایسے دینے والوں میں نہ تھے۔ ان کے عہد میں اگر کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں  
 ملتا کہ کوئی مستحق شاہی سرپرستی سے محروم رہا تو کوئی ایک واقعہ ایسا بھی نہیں ملتا  
 کہ مستحق کو اس کے اسحقان کے مطابق دیا گیا۔ اولاً ذکر سرپرستی عابد خود واجد  
 علی شاہ کی طبیعت کا عکس ہے آخر ذکر محرومی مغربی درباری کی ان خصوصیات میں  
 سے ایک ہے جو اتنی بدام ہیں کہ کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ درباری یا درباری  
 کو وسیلہ بنانے کا اس ہر شخص کو نہیں آتا اور نہ ہی ہر دن کار اسے گولہ کر سکتا ہے  
 دربار واجد علی سے سرفراز ہونے والوں میں جو لوگ خدمت سے زیادہ کامیاب تھے  
 کمزور تھے جو اس فن میں بھی طاق تھے اور جو محروم تھے اکثر اسی فن میں دخل رکھنے  
 کے سبب محروم تھے۔ واجد علی شاہ سے خطبات اور عطیات پانے والوں کی صورت  
 ہمیں کہنے کے بجائے صرف ایک واقعے کی طرف اشارہ کر دینا تا سبب نہ ہو گا جس  
 کو کھنکھے دی نسبت ہے جو غالب کوئی ہے۔ ان کا کسی خطاب یا جاگیر سے محروم  
 رہنا واجد علی شاہ کی قدر شناسی پر بدنامی ہے۔ خود ایسے بھی اسی طبقہ میں جتنے  
 تھے:

سلفہ مرآۃ الاموات (قلمی) ص ۱۰۰

سلفہ۔ مذاق نبوت ص ۱۶۴

سلفہ۔ تاریخ ممتاز ص ۵۶، ۵۷

کس وقت پہاں چھوٹے کنگم آئے جب اٹھ گئے باز اسے گا کہ تم آئے  
 لیکن یہ وہ صاحب کمال تھے جو ہر دکھانا جانتے تھے پہچانا نہیں جانتے تھے۔ واجد علی  
 شاہ نے اپنے خود پر کوشش بھی کی کہ ان کی قربت حاصل ہو۔ لہذا کی منظوم تہذیب لکھنے کی خاطر  
 قیصر شاہ میں رہائش کا انتظام کیا گیا، یہ شاید اس لیے کہ میر صاحب گریہ راست  
 درج کرتا نہیں چاہتے تو تاریخ نویسی کے طور پر کریں، لیکن میر شاہ اس طرح بھی راضی نہ ہوئے  
 جو کہ کہا دہائیہ کہ لہذا جو کہ ملا متوسل مرشد نگار کی حیثیت سے ملا، مایہ ناز نگار کی  
 حیثیت سے ملا۔ مرزا غالب اس فن میں میر صاحب سے زیادہ آراہ خیال تھے۔ قصیدہ  
 نگار کے وہ ہیں دلی سے پیچھے بیٹھے ہنر و نظیر مقرر کر لیا اور واجد علی شاہ اگر کچھ روز اور لڑو  
 کے تحت ہر علم پرانے تو قیوب نہیں کہ دلی کے دوسرے مہاجر شوار کی طرح غائب بھی نکھو  
 میں دکھائی دیتے۔

محمد شاہی میں واجد علی شاہ نے اپنے متوسل الہی قلم افراد کی تعداد سترہ سو اور طویل  
 کی پانچ سو بتائی ہے۔ اور ملک کی مرزا کالی سکيا ہ میں غریب بیان کیا ہے کہ ان کے  
 بعد حکومت میں آٹھ ہزار آدمی ملے نکھو میں سکونت اختیار کی۔ حلقہ ظاہر کی مشق

سلسلہ وفات ایسٹ ۱۲۰۵ھ

سلسلہ تعمیر محنت بہار دہلی، دہلی آئیس برس کبھی ماضی کے علم میں فرماؤی تھے واجد علی شاہ کی موت

اور قیصر شاہ کی نازی کے بعد ایک نئے غم سے دوچار ہوئے

|                                 |                                      |
|---------------------------------|--------------------------------------|
| میر جس درد و غم پہ کھڑا ہوا     | وہ گھر اجڑ گیا غارت و کارخانہ ہوا    |
| نیک رہے نہ سب طوطا کا خانہ ہوا  | رسمی انت گویا منقلب زمانہ ہوا        |
| گرائی برف کا پر خاکسے ہاتھ پر   | جو کھیت میں مری نصرت کا ایک خانہ ہوا |
| کیا قبول قناعت سے بحرِ حاکم میں | صدف کی طرح میسر جو آبِ روانہ ہوا     |

بہار کے دل میں پیچھے کہیں درج ہوا

اشعار ایسٹ اشرف اظہر زمانہ ہوا

سلسلہ جہاں پر یک ص ۸۸

سلسلہ حزن آخری ص ۸۸

آمدنی کا کہہ سے کم تحفہ اس خاندان میں ایک کھنڈ پارہ لاکھ روپے کہا گیا ہے اور  
نذر نث کا بیان ہے کہ یہ سب روپے خرچ ہو جاتے تھے اور سلطنت کا درباریہ نکلنے کے  
لئے بہت تھکا۔ واجد علی شاہ کے فراموشی اور بات میں جن اخراجات کو خصوصیت سے  
قابل اعتراض سمجھا جاتا ہے وہ نقص و سرور کے اخراجات ہیں۔ لیکن ہم ضرور مین کا  
بیان ہے کہ انسانی کو اصل کر دکھانے کی غرض سے معجز، رنقل، شاعر، ادیب وغیرہ  
کی تعداد میں نوکر تھے کہ اس کی تقریروں میں حل اصل تقریروں کے شریک ہوں  
اور اس کی مشنریوں کے اشعار اس کے کرداروں کو سمجھ سکیں اور یاد کر سکیں۔ اس  
کے سبب ان شاعرانہ بیانیوں پر بھی اسی طرح معمولی قسم کے کاربند اور الی حرفہ  
بکثرت نوکر تھے۔ سلطنت کے معمولی اخراجات میں کسی تخفیف کا ذکر نہیں ملتا اور واجد علی  
شاہ کی ان فراموشیوں کے سبب اخراجات میں جو اضافہ ہو گیا ہوگا اس کا مانہ انھیں  
بیانات سے ہو سکتا ہے اور یہ سب اخراجات وہ ہیں جو خاص کھتو میں غور و نظر  
کو دروغ جینے کے کام آئے۔ ان حالات کے پیش نظر ستونوالی قلم اور کم از کم  
اسے ہی دیگر صاحبان کمال کا مستعمل ملازم ہونا تعجب انگیز نہیں۔ تعجب انگیز امر  
کہ ہودھی کے زمانے میں جب واجد علی شاہ کی آمدنی اس آمدنی کا عشر عشر بھی نہ تھی  
شاہی کی روایتیں دستخط ہر قدر رکھی گئیں اور ہزاروں چھوٹے بڑے۔ بل پر اور  
الی حرفہ جن کو کہیں شکار نہ ملو وہ اسی دامن سے منسلک رہے اور اپنے کلاں  
سے دھڑکیں کو فیض پہنچاتے رہے۔ سلطنت سے کنارا کش ہونے کے بعد واجد علی  
کے لیے بہت آسان تھا کہ منور سسٹم کی درست گیری سے کبھی کنارا کشی اختیار کر لیں  
لیکن بجائے کسی ایسے واقعے کے کہ الی حاجت کی حاجت روانی سے انکار کیا گیا ہو  
وہ ایک واقعے سے ملتے جی جس میں دامن سلطنت کی بددستوں کو اولاد کی بددستوں پر

سطح۔ رواد و دفاع (دہلی) ص ۱۰

سطح۔ ہضناگر (مستقل) ص ۱۲

سطح۔ اسرار و لہجہ (دہلی) ص ۱۶

سطح۔ لورین ہارو (ملتان)، کھنڈ پارہ (مستقل) ص ۱۲



بغیر جدت پسندی کے اور فنکار بغیر جہت افزائی کے ترقی نہیں کر سکتے۔ فاجد علی شاہ میں متعدد شوقی یہ دونوں خوبیاں موجود تھیں اور غالباً یہی سبب تھا کہ نظم نے اپنی بلیک ورس کی داد کے لیے اس شخص کو منتخب کیا جو شعر و ادب کا سرپرست تھا اور خود بھی عروض اور شاعری میں سنے سنے تجربے کر رہا تھا۔

واجد علی شاہ کی اپنی افتراعات میں چند باتوں کو خصوصیت سے قابل ذکر سمجھا گیا ہے :

۱۲۷۷ء سے بادشاہ نے اپنے کئے کی عیارت میں لفظ ”اخترنگی“ کا اضافہ کیا اور اپنا ٹکھنہ اودھ کو اس نام سے بھی یاد کرنے کے لئے اخترنگی صوبہ اور دھکا پرنٹنگ پریس اور فائبریز ریلویشن اختر سے بہت رکھتا ہے جو محمد شاہ رنجیت کے نام سے مشہور ہے۔ اپنے تخلص کی رعایت سے بادشاہ نے اس قدیم نام کو رواج دیا۔

۱۶۔ ۱۲۶۱ھ میں ۱۳ ذی قعدہ کو حکیم شاہ واجد علی قرار دے کر واجد علی شاہ نے ایک نئے سنہ کی ابتدا کی۔ واجد علی، محمدی، اختری، سکندری، سلاتی، نمبی، امای، منصور، مراتب، منصور، حبیبی، اشاعری اس کے بارہ مہیوں کے نام ہیں۔ ممکن ہے شاہی دفتروں میں یہ تیسرا دور بھی جیسے اسی طرح لکھے گئے ہوں لیکن ہم عصر مؤرخین کے بیانات اور واجد علی شاہ کے سکے میں اس سنہ کا ذکر نہیں ملتا۔ ۱۷۔ واجد علی شاہ کے مدباری ال کی عطا کی ہوئی توپا پہنتے تھے جسے بادشاہ عالم

سلسلہ - نظم - لکھنؤ ۱۹۴۲ء، بینک روڑس کی حقیقت نمبر ۵۵ اور ۱۹۴۳ء، مولو اس کی نہیں جو کوئی ریختہ ملا، تو چل سکے ساتھ سے حلیہ آرزو، کہ تھا بخت (مترجم کا) ، خوشہ جو غزلان کلمہ شے کھینچا ، چلا لاکھ جو غنا اس میں کا نہیں غم ، ایک نکتہ غنا اس لاکھ پر بھاری ہے ،

سکھ رہا تھا۔

سے۔ نظمیں طبعاً ہی ص ۱۱۵: "مجھے پھر اختر نگر لکھی، پھر اس کی جانب سرحد شاہی رہے اس کی طرف  
رہے تباہی اندوم اختر سے پھر برشدہاں ہے" "بے پروائی کے لیے اختر نگر کی باتوں کو کسی (یا نامی)

مستند: تاریخ انتشار: (تعلیمی) جلد: ۹، اسرار و ابجدی (تعلیمی) ص ۱۰۴

۱۷۰۔ لکھنؤ کشائی اسٹیجس میں ۱۹۲۷ء میں کھلائے جانے والے ایک نئے۔

پسند اور معلوم۔ جھولا کہتے تھے۔ سہر چوٹی کام کی اس ٹوپی پر جو پیشانی پر گر لاتی کہ ساتھ  
 اور نچی جوتی با ایک کپڑے کا ایک جھولا لٹکا ہوتا جو گردن تک چلتا رہتا۔ ٹوپی کی عرفیت  
 غالباً اسی وضع سے مشتق ہے۔ یہاں غرضت اور خال اپنے سفر نامے میں اور بارہوں کا ذکر  
 کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وہاں کے اہل دربار کے دست و پائی ایک طرح کی ثقافت و شان دیکھنے  
 میں آئی۔“

یہ ثقافت اور شان وادب اہل شاہ کی اور جسے پیدا ہوئی کہوں کہ اس لباس کو انھوں نے  
 ہی رواج دیا۔

مگر ذکر نگاروں نے اہل شاہ کے اخراجات کیے ہوئے ملبوسات کے نام بتائے ہیں تفصیل  
 نہیں لکھی ہے۔ یہ نام۔ ”قبرہ“ ”زیر“ ”ہار“ ”مکھ“ اور ہار کاغذس رنگ روشن۔ جس ذیل میں ہاتھ  
 ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردان ملبوسات کے نام ہیں۔

اصطلاحات کی تبدیلی میں خراب کو آب درام، رضائی کو شب خرابی، جوتی کو آرام  
 پائی، حق کو لب معشوق، خراب کوے خوردی کو خوش طلب، سر حلالے کے نیکیے کو آرام سر  
 اور سپور کے نیکیے کو آرام سپور کہنا بھی وادب اہل شاہ سے منسوب ہے۔ لیکن غرض یہ کہ خود وادب علی  
 شاہ نے اپنی اصطلاحوں کو پایہ تکمیل سے نہیں برتا ہے۔

موسیقی کا تعلق سٹھے ہے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وادب اہل  
 موسیقی کی سماعت میں فرق مخاطراں کو غنی کے عالم میں موسیقی جیسے فن کی باریکیوں

سے۔ بیان عالم ص ۴۹

سے۔ میر الخٹک ص ۴۲۱

سے۔ روانہ افغانا (رقم) ص ۱۴۳ اور ص ۱۴ سے آئینا آخر ص ۴۱

سے۔ ہی ص ۱۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لباس خاندان شاہی کے لباس ہیں اور ہر لباس کو بند بتایا گیا ہے۔

سے۔ دیوانہ رنگ، چمن دہ ہے پیریز سے فخر میر پاک کا۔ ہار کاغذس رنگں ام ہے پشاک کا  
 سے۔ خدیج ہنرمیں ص ۳۶۔ ۳۷۔

سے۔ خوش مرکز زبیرا (رقم) ص ۱۴۳ (۱) المصنف کو شاہی اسٹیج ص ۳

منار (مکتبہ) ص ۱۴۳



کو سمجھا اور سمجھایا ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں اختلاف کی کافی گنجائش ہے۔ فی الحال اس مسئلہ کی انھوں میں پرانی کے بجائے یہ نظیر شاید کافی سمجھ جائے کہ مغربی موسیقی کا شیڈل مدونہ فی حق وہ نہیں کہ گراں گوش تھا اور نہ انھوں کی طرح واجد علی شاہ کی خدمت بھی کسے سنا ہے کہ کم اور سیکھے سکھانے سے زیادہ متعلق رکھتی ہیں۔ موسیقی سے زیادہ واجد علی شاہ کا ہمشیر نکستار حسن Harmonio An میں دوپہی لیا، سنگیت کو ریلہ بھاؤ، دروازہ کی سنگیت کا ذریعہ تانا اور ساروں میں مستعد، قبلہ اور تانہ جیسے ساز کا میں کمال حاصل کرنا جوین، سارنگی اور پکھراج کی طرح شیخوں کی باریکیوں میں جانے سے عاجز ہیں، عالی اپنی اسی کمزوری کے سبب تھا کہ چونکہ کان میں باریکیوں کا لطف اچھے سے محدود ہوں آپس میں ان کے کنٹرول کو دیکھنے کی اچھی صلاحیت رکھتی ہیں، صاحبان تحقیق سے خود واجد علی شاہ کے قول و فعل کو سامنے رکھ کر یہ فیہر اندک کیا ہے کہ واجد علی شاہ کی پیدلچسپیاں محض خاصہ نفس کی خاطر نہ تھیں۔ انھوں نے فن کو دنیا کی طرح حاصل کیا اور فن کا تامل و معیار پیش نظر رکھا کہ اچھے اچھے فنکار بھی ان کی نظر میں ہر سے نامور نہ تھے، بقول شہر کسی فنکار کے صاحب کمال ہونے کے ثبوت میں یہی سند کافی تھی کہ وہ واجد علی شاہ کے یہاں نوکر رہے۔ فن کا ایسا معیار فن کی ایسی قدر دانی اور خود سرمدت کا اکتساب فن میں مثل طالب علم کے اسباب کا سامان کمال کر رہا کر سنے اور سرمدت کے مذاق کے مطابق خدیم ہندوستانی موسیقی میں متحد جہانت پیدا کرنے کا سبب بنا اور گانے میں ٹھہری، بجائے جی سستار اور تاج میں کھٹک کر

۱۔ اس بیکو پینڈیا بری تابکا میں انھوں نے کس طرح ملاحظہ ہوں، انھوں نے کلاہ گروہوں میں  
تھیوں اور تانہ سے متعلق میسور، تعلیمات کا شکلیہ لیس بھی گراں گوش تھا۔ سانس کی غلطی  
سبب بھی یہ ہو چکا ہے لیکن اس کا دارا اس کا دڑنا فاکٹ ہے۔

۲۔ تفصیل: تندرہ، درانی میں رقص کے تحت ملاحظہ ہو۔

۳۔ مناظر، مہار، بکھو، شمار، جلدی ۶۹۲ ص ۲۸، ۲۹

۴۔ راجا ادب کے آٹھ سالوں میں ۱۹۳۰-۱۹۳۱ء ونگر ایلو الیٹ صدیقی کا مقالہ، لکھنؤ کا شاہی کالج

۵۔ جانا عالم ص ۵۸

موجودہ حکومت کا سرورک کالج قائم کرنا، ممتاز سرسید سائنس کالج کو اعلیٰ درجہ پر لانا اور

اعلیٰ تعلیم کے کاموں کو گورنر سے گھڑا ہوا ایک قدیم فن کی سرپرستی کا قابل ترقی و ترقی پر مبنی  
ہونا ہے اور یہ دلائل مانتا ہے کہ

• گورنر کے لئے گورنر علی شاہ تک کسی لئے یہ کیا کہ سرسید کی ایک ادارہ

قائم کرنا، اس میں تعلیم و ترقی کی سرپرستی کرنا ہے

واجب علی شاہ کا نام اس دلی میں لیا جائے تو مناسب نہیں کیوں کہ جو حد تک موجودہ  
حکومت کا امتیازی کام سرسید واجد علی شاہ نے انھیں خدمات کی طرح میں ڈالی اور  
برنامی کے ساتھ بہت کم ان حد تک ان کا احترام کیا گیا۔ ان کا قائم کیا ہوا ایک ادارہ جو سرسید  
کو جس مسئلہ کے نام سے لکھو اور لکھنے میں ایک سی خدمت انجام دیتا رہا۔ وہ یہی  
ادارہ تھا جو سرسید کی تعلیم کے لیے قائم ہوئے ہوئے کی قائم اور قبول ماسہ میں جو خدمات اس  
ادارے نے انجام دیں کسی بھی ادارے کا کارنامہ قرار پا سکتی ہیں۔ اس کے پہلے اور  
ممتاز طالب علم جو واجد علی شاہ تھے جو تحصیل علم کے بعد دنیا برحق کے زمانے میں، جس کے  
اعلیٰ مدرس ہیں اور جس کو مدرس کے لیے کہا میں لکھوں، اس کے بعد کو ترقی یافتہ  
جیسے فطانت اور پختہ پشت تک کو سائنس سے آزاد کر دینے والے عظیم دیکھنے  
اپنے شاگردوں کو سزا دیا کہ جس کی طرف رجوع ہوں اسے کی طرف رجوع نہ ہو۔ جو شاہ  
اور علی شاہ پر وہ سب کہ کیا جو مہار جو پارٹی سے منسوب ایک مقدس من کو درج  
ہونے کے لیے ضروری تھا۔ یہ ان کے بس میں رہا تھا اور نہ ہی موجودہ حکومت کے  
انتخاب میں ہے کہ وہ من جو سرورک کے سنگٹاسن سے ان کے کوٹھوں اور چوڑے

سلسلہ میں ترقی دیتا ہے

۱۰۔ مقررہ تعلیم کے لئے ایک ادارہ کو تسلیم کیا کہ اس کے لئے مقررہ ماسہ میں اس کی تعلیم

کے شرائط ہیں۔ اس کو تعلیم کے لئے ماسہ میں مقررہ ماسہ میں ماسہ میں

۱۱۔ تعلیم کے لئے ماسہ میں ماسہ میں ماسہ میں ماسہ میں

۱۲۔ تعلیم کے لئے ماسہ میں ماسہ میں ماسہ میں ماسہ میں

۱۳۔ مقررہ تعلیم کے لئے ماسہ میں ماسہ میں ماسہ میں ماسہ میں

میں بعض بدعشرت کا اور پر بن گیا ہے وہ بارہ علم و فن کا تہ حاصل کرے اور لوگ فن اور فن کار کی عظمت کو تسلیم کر لیں۔

جہاں تک طریق کار کا تعلق ہے دہلی شاہ اور موجودہ حکومت کے خدمات کی نوعیت کچھ زیادہ مختلف ہیں، صرف قدیم اور جدید، اور دی اور آہستہ کی کوششوں کا فرق ہے۔ جہاں تک تیجہ کی حوالی کا تعلق ہے دہلی شاہ کی خدمات زیادہ قابلِ فخر ہیں کیوں کہ جتنے بچے نتائج ان کی فوج سے مختصر عرصے میں برآمد ہوئے حکومت کی سرپرستی کے باوجود کلاسکی موسیقی میں وہ جاساب تک پیادہ ہو سکی۔ دہلی شاہ کی تہیابی اور ساتھ ہی ان کی اور ان کے واسطے پرستی خانہ کی برائی کا سبب بطور اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ان کا طریقہ کار جدید تھا اور ان کی فوج کو سیکھنے کے چند مخصوص شعبوں کی طرف تھی۔ موجودہ حکومت کی مخصوص بندیاں سوچی سمجھی پالیسی کے تحت ہیں اور حکومت ہر شعبے میں کاربایاں انجام دینا چاہتی ہے۔ جس بسن اور جس جہد میں دہلی شاہ کی خدمات کی ابتدا ہوئی اُس وقت اور اُس زمانے میں ان سے اس کی امید بے سود تھی کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں یا کرنے والے ہیں اس کے لیے ابتدا ہی مناسب ہو۔ ان میں یہ احساس رفتہ رفتہ پیدا ہوا کہ موسیقی ایک فن ہے اور اسے وقتی تفریح ہی کا نہیں بلکہ روحانی انسا کا بھی ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔

”دکنیا، سکیتا، پرکتیا“ فن موسیقی کی مشہور کہاوت ہے اور کوئی بھی فن کار ان دشوار گزار سرلوں سے گزرنے پر مہارت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ دہلی شاہ نے دکنیا کی منزل چھوٹی چھوٹی کی۔ یہ ان کے عنوان سٹاٹ کا نصاب تھا۔ پھر ایک زمانہ وہ آیا کہ انھوں نے قطب علی خاں کا کال دیکھا اور علم موسیقی کے کلاسوں سے تحصیل علم اور طبلہ اور سندرہ پدیاض کر کے میں دن رات ایک گھنٹہ تک تحصیل علم اور آگاہی فن میں یہ اسباب قابلِ داد تھا بشرطیکہ اس کے ساتھ وہ دوسری غفلت بھی شریک نہ ہوتی جو مہاراجہ اور پارسی کے بعد سے موسیقی کو ایک جنسیالی روپ دینے ہوئے ہے۔

موسیقی منصب آرتک کے قدرتی حسن اور آواز سے ملکر شراب و قاشدہ بن جاتی ہے۔ بادشاہ  
شاہ اس غلت میں پہلے ہی گرفتار تھے۔ موسیقی میں قندید حاصل ہوتے ہی خود غلبہ برسی  
کر خوش گو و عذر میں ڈھونڈ ڈھونڈ کے جمع کی باتیں اور جو پہلے سے موجود ہیں،  
علم موسیقی میں کار حاصل کر کے نیت پر جو کسی بھی تعلیمی ادارے کی ابتدا اس طرح  
ہر جنس ہوتی اور اس طرح کی عورتیں اچھے گھراؤں میں ملتی ہیں۔ روپ اور ترقی کی  
طلب میں اکثر وہی عورتیں اس ادارے میں داخل ہوئیں جو عریب تھیں یا غنا کا پیشہ  
کرتی تھیں موسیقی کے ادارے اسی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پری مانگی  
ابتدا اسی طرح ہوتی۔ تعلیم دینے والوں میں بھی جو اس فن کے استاد ہیں و گول  
کے رویہ دھاری میراثی ہیں۔ بادشاہی شاہ سے لپٹا اس ادارے کو ممتاز بنائے میں  
کرنا کہتا ہی ہیں کہ ایک علامت خاص اسی مقصد کے لیے آراستہ ہوتی۔ ترک سوزن  
کا پہرہ مقرر ہوا کہ سراسر اس اسمہ کے کوئی اندر نہ آئے پاسے۔ استاد میں بھی وہی رنگ  
مقرر ہوتا ہے جو اپنے من کے استاد تھے۔ بادشاہ نے انتظام وہاں خاص محل کے  
پہر کیا کہ ادارے میں داخل ہونے والی پانسی نہ تھی۔ ہر وہ لڑکی جو داخل ہونا چاہتی تھی  
داخل ہوتی۔ ممکن ہے لڑکے بھی داخل ہوئے ہوں کیوں کہ من و گول کے بعض باب  
سمونے کا ذکر ہے شہ ان کی تعلیم کا اور کہیں انتظام نہ تھا۔ لیکن بغیر غصے،  
خشت اول ہوں بہرہ سدا کج      تا خریای رود و یوار کج  
ادارے کے استاد اور تلامذہ سب خطابات سے نوازے گئے۔ اصحاب  
دانش کو ان کے کہاں سے بھی انکار نہیں،

”جو چہیں جسد و عرصہ کی فرج میں ہزاریں نڈیاں لگاتی ہیں وہ جو  
سمونے عرصے گزیتے ہیں یہ باریکیاں ان کے وہم و خیال میں نہیں آتی

سطح ۱۲۰۔ ۱۲۱

سطح ۱۲۲۔ ۱۲۳

سطح ۱۲۴۔ ۱۲۵

سطح ۱۲۶۔ ۱۲۷

یہ دماغ خیریت نہ تھا غیر صرف کہ کمال کو کامل کر باہر گئے دلوں میں شامل کر دیا۔  
لیکن یہ بلی قودہ ذہنیت جو لوگوں کی تھی اور نہ وہ مزاج جو ان لوگوں کا تھا۔ اس میں قصور  
سروریت کا نہیں مستیعین جس نے دلوں کا ہے، اور باوجود کہ دشمن خیال پہلے کی بہت  
بدرجہ آگے بڑھ چکی ہے اچانک گائے میں دل رکھنے والے آج بھی نظر سے نہیں دیکھے  
جاتے۔

موسیٰ بنی میں لوگ واجد علی شاہ کو ناگج جانتے تھے علم و عمل کی انتہائی ہمدردی  
تھی جس کو بہت کم فن کار چھو سکے ہیں۔ سرور جو اس فن میں خود بھی کمال رکھتے تھے۔ راجہ  
شاہ کے کمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علم موسیقی میں تو بہ حال ہے کہ جو اس کام میں اُکلی ہیں ان کو حضرت کے  
رو برو سنہ کھولنا محال ہے۔۔۔۔۔ خیال جو شروع کیا دہم و خیال عاجز ہو گیا۔  
نادر ا طرح ہے لڑک کر میں، سختے انداز سے بڑھیں گھنٹیں، اسی رنگ میں تان  
اندھان سے پھر لیں پھلین طبیعت کی جودت نظر آئے دوسرے رنگ کا میل کیا  
چال نہ پڑنے پدے، جو بڑے بڑے خیالی تھے بے میں کبھی رنگ کے رنگ  
نہ رکھ سکے اور جو ٹیپہ ٹھوڑی عزال یا دارا گاتے ہیں عجیب غریب، باریکیاں  
دکھاتے ہیں، ہر قمر انشعور جوتا ہے، زخمی دل و جگر ہرجاتا ہے، آئی مانی  
مبصر دل کو نظر نہیں آتی، ہوا بھلے جھلے ہے، گلا کیا لذتِ حرام ہے، شرور  
نئے ہوتی ہے تھکے

واجد علی شاہ نے مختلف اصنافِ موسیقی کو اس فن کے کاموں سے حاصل کیا۔ سستار  
میں وہ قطب علی خاں کے شاگرد تھے۔ تخت کشیں جو نے کے بعد انھیں قطب الدولہ

سکھ۔ فنانہ عبرت ص ۸۹

سکھ۔ درۃ التاج ص ۱۲۲، اس پارہ میں ص ۱۵۰

سکھ۔ قدیم ہنر ص ۳۳

سکھ۔ فنانہ عبرت ص ۵۵، ۸۳۔

سکھ۔ علی خاند شاہی ص ۶۱، ۶۰

محتاج الملک صاحب خاص محمد قطب علی خان بہادر محمد عام جنگ خطاب عنایت کیا۔ چوتھے  
 خاں ظہر بھانے میں بے مثل تھے۔ (انیس الدولہ مونس الملک صاحب خاص خاندانہ زلو  
 خان بہادر والدہ جنگ خطاب انھیں عنایت ہوا۔ غلام علی خاں مرغ آبادی خاندانی  
 باکال تھے۔ بادشاہ نے ان سے گانا سیکھا اور غلام ان خطابات کے جو اس خاندان  
 کے باکال امرا کو عطا ہوئے خود غلام علی خاں نجیب الدولہ منتخب الملک صاحب  
 خاص حضرت غلام علی خان بہادر شہزادہ جنگ خطاب سے یاد کیے گئے۔ ہندوستان  
 کے مقبضہ ریاستیں، دہلی، سرودبہ اور ظہر (راڑگیان خان، بہادر خاں، ساراخان  
 غلام حسین خاں، رحیم سیک، بخشو اور خاندان تان سیں کے باکال افراد پیر خاں  
 جعفر خاں، جیدد خاں، یاسطمان، محمد خاں) سب اس وقت لکھنؤ میں جمع تھے  
 اور یہ انھیں امرا کی ذریت ہے جو موجودہ دور میں ہندوستان کی سرکشی کی آبرو  
 بھی جاتی ہے۔ واجد علی شاہ کے منزل چلنے میں ان لوگوں میں سے کسی نے بھی  
 اس کی ضرورت محسوس نہ کی کہ کہیں اور جاتا۔ واجد علی شاہ کا کلنے جانا تھا کہ جینھا تھوڑے  
 ہو گئے۔ چھوٹے خاں، غلام حسین اور کچھ اور لوگ ساتھ گئے۔ کچھ نے رامپور کا رخ  
 کیا اور کچھ کی رفقت انھیں گوالیار، بھوپال اور کنائے گئی۔ جاری اور جھوڑی انھیں  
 محبوس رکھ دیں۔ سکے۔ سبستان پیش کی زینت بیان کی گئی ہیں عہد وادبی

کی دوری سفاقتیں۔ ہندوستان کی دوسری ریاستوں کی خانہ نشینی لی جاسے تو معلوم ہو کہ کتنی کمپنیاں تھیں جو انھیں چراعوں سے جنگی کمپنیاں جن سے کسی قیصر یا بی بی پر خاں ہوا تھا۔

مشیابرج کے عربی موشن واجد علی شاہ وہ واجد علی شاہ نہ تھے جو جوان تھے اور اپنے ادارے کی تقریروں پر لاکھوں روپے خرچ کر کے کا حصول اور استقلیت رکھتے تھے۔ لیکن جہاں تک موسیقی سے دلچسپی کا تعلق ہے ان میں وہی سنگ اور وہی جذبہ تھا جس نے لکھنؤ میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور اب کلکتے میں اس ادارے کی تجدید کا محرک بنا۔ سابق کے جمع خیالات نے واضح کر دیا تھا کہ ڈوم ڈھارپوں کی استادی اور بازاری نوچوں کی شاگردی میں شاگردا ستاد کا سہارا سہارا پیدا کر دینے ہیں اور اس میں ادارے کی مدد کی جاتی ہے۔ نظر میں بیگنی اور جذبات میں سکون پیدا ہونے کے بعد اب وہ خود اس قابل تھے کہ اپنی بے کاری کے اوقات کو ایک تعمیری کام میں صرف کر لیں۔ انھوں نے ادارے کو اپنی نگہانی میں لے لیا، تلامذہ میں ایسی رنگیاں چیں جو غریب گھروں کی عزت تھیں، درس و تدریس کے دوران سادگی سنگت الگ کر دی کہ اس سے لذت اندوزی کی خواہش پیدا نہ ہوتی ہے فن کا انکشاف نہیں ہوتا اور اس کام میں جو طریقہ اختیار کیا اس کی کچھ کیفیت انھیں کے الفاظ میں ملاحظہ ہو :

”ہمراہ سال متھی ہوتا ہے کہ خیر خدا کی تعلیم دی میں بدل و جان حق رہتا ہے، اب ہمارا لکھنؤ میں غریبی واقفیت ہوتی جاتی ہے، پامار گوانا، ارتھ ہونا، کھٹے پاول سے لانا، گتیں پچانا سب مجھے شوق ہے کسی ساز سے ہمارے کسی سفاک کو وہ دخل نہیں بکھانے کے ہر وہ سداے قائم و رکھتی نہیں ہوتا، جو کسی ایسا ہی دل چاہا تو ساز و دل کو ہر اور ہوا





ماہوار اساتذہ کے ذیل کیا گیا ہے۔ ان اساتذہ میں چندہ منی و دیکھاؤچی، تیس  
بلہ نواز، چھالیس سارگی نواز، بائیس منجیرہ نواز، ایک نئے نواز اور چند دوسرے  
صاحبان فن کا ذکر ملتا ہے۔ صاحبان فن بادشاہ کے مانت اور چنداں کے شاگرد  
تھے۔ چنانچہ ہر ماں منی، علی بخش خاں منی، تاج ماں منی، بتار علی خاں کھاؤچی،  
عنایت حسین خاں منی، حویدر بخش بلہ نواز اور غلام محمد خاں قانون نواز منی کو بادشاہ  
نے اپنا شاگرد بیان کیا ہے۔ راگنیوں میں جوگیا کسڑ، جی اور بادشاہ پسند ان چار  
راگنیوں کی ایجاد بادشاہ سے منسوب ہے لیکن خود مصنفات واجد علی شاہ میں صرف  
ایک راگنی "سلطانی" کا ذکر ملتا ہے جو درود میں ہے۔

عقیدہ قندلہ فریقے پر شہری کی ایجاد بھی واجد علی شاہ سے نسبت رکھتی ہے۔  
**رقص** | ایک شہری کا ذکر واجد علی شاہ سے پہلے کی کتابوں میں موجود ہے اور خود  
واجد علی شاہ کا بیان ہے کہ اسی ایک محبوب کے فراق میں لاکھوں بے شریاں تالیف  
کرنا شروع کیں۔ "سکس ناگوئیاں مستان ہے باہو دس" اس میں شہریوں میں ایک

سطح۔ نئی ص ۴۶۶

سطح۔ نئی ص ۴۱۱

سطح۔ نئی ص ۴۴

سطح۔ نئی ص ۴۱۱

سطح۔ نئی ص ۴۲

سطح۔ نئی ص ۴۴

سطح۔ نئی ص ۴۱۵

سطح۔ نئی ص ۴۵۸

سطح۔ قدیم ہر ص ۵۹

سطح۔ آخر ص ۴۲

سطح۔ آج کل (ماہنامہ دہلی)، خلد کر سینی بر گت سنہ ۱۹۵۷ء ص ۴۳

سطح۔ ص ۵۵۰ کر سینی (دہلی) از خلد۔ المہر و نباتات ص ۳۳

سطح۔ اکامہ میں جب حق فوت ہوا تو بہت ہی بے جا کہیں شریاں، خلق ہر مظلوم، غم و نشان ہر

پسہ یہ طعنیہ غلطی میں کاسب شاید کہ شعری ایک ایسی طرح سے جو قصہ اور موسیقی  
 دونوں میں مشترک ہے۔ واجد علی شاہ نے اپنی ہمراز عورتوں سے یہ طرزِ سخن پسند آئی۔  
 اور اپنی اختراع پسند طبیعت سے جس شکل کو ترنہ دی وہ نام کی مماثلت کے باوصف  
 اصلیت میں قصہ سے قریب تر تھی۔ لکھو لکھو گھر مرنے کی اس مخصوص طرز میں کسی قدر  
 بھجور کی اور زیادہ نرہوں کی پسند کو دخل تھا۔ دھریہ اور خیاں میں جدت طرازی کی گنجائش  
 نہیں اور واجد علی شاہ صرف سنساری ہی چاہتے کرتے ہوئے کبھی دیکھنا چاہتے  
 ہیں۔ اس کی سرپرستی میں۔ عرب شعری جسے کھسکی موسیقی کی عزت کہا گیا ہے۔ ملک محمد  
 شاعری کی مائے مریضہ جس خود غزل بھی نامی جائے لگی۔ اور اس نے اپنے اتنی ترنہ  
 کی کہ قدیم مہاسی قصہ کھٹک کھی وہ کھٹک نہ رہا جو منظر اور ہر بند راہ کے واسطہ ہوا  
 میں ایک روایت کی صورت برقرار چلا آ رہا تھا۔

کھٹک کھٹا سے مشتق ہے۔ کھٹا مٹی کہانی واقعہ اور کھٹک وہ جو اسے بیان  
 کرے یا کہ کے دکھائے۔ کھٹا کے بے دیوی دیوتاؤں اور قومی ہیرو ہیروئن کے  
 واقعات کھٹک شاردوں کہانوں اور علامتوں سے ظاہر کرتے تھے۔ اور مختلف  
 اور متضاد خدشات کے اظہار کے لیے ہر سہا برس کے بعد جس طرز سے مقبولیت  
 حاصل کی وہ کرشن اور مادھا کی مثیل تھی۔ قرون وسطی کا یہ مذہبی رقص شاہ ہو گیا  
 ہوتا اگر وہ شاہ اس کی سرپرستی نہ کرتے اور اسے ایک سیکولر آرٹ کا درجہ  
 دیتے۔ شہنشاہ اکبر سے اس کی سی صلاحیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے بستی اور

سلسلہ۔ محلِ خانہ شاہی ص ۳۰

سلسلہ۔ مانگ (انگریزی سہ ماہی، بمبئی) شمارہ نمبر ۹۱ ص ۵۱

سلسلہ۔ محلِ خانہ شاہی ص ۳۰

سلسلہ۔ مانگ (انگریزی سہ ماہی، بمبئی) شمارہ نمبر ۹۱ ص ۵۱

سلسلہ۔ آج کل (ماہنامہ، بمبئی) شمارہ نمبر ۹۱ ص ۵۱

سلسلہ۔ مانگ (انگریزی سہ ماہی، بمبئی) شمارہ نمبر ۹۱ ص ۵۱

سلسلہ۔ مانگ (انگریزی سہ ماہی، بمبئی) شمارہ نمبر ۹۱ ص ۵۱

اور گرم تابی سے نکال کر اسلامی طرز اور مزاج سے ہم آہنگ کیا۔ وابد علی شاہ نے اسے دوبارہ اس پستی سے نجات دی جس میں یہ شہشاہ ابرک کے بعد عیش و عشرت کا ذریعہ بن گیا تھا۔

ہم عصر میں تھیں نے واضح الفاظ میں وابد علی شاہ کے ناپے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بیسویں صدی کے چند لکھنے والوں کا یہ کہنا کہ وابد علی شاہ کسی اور کسی زمیندار میں نہیں ناپے علم ستابی سے محکمہ فیز ہے جتنا عام روایت کہ ہولی کے موقع پر بادشاہ گنگوہر ملازمہ کھڑکی سڑکوں پر بٹھا کر رہتے تھے۔ بس ہندو اور مسلمان نہیں ہونا اور نہ من کھڑکی اور ناگشتی۔ وہ رہتا رہا جیسا کہ جاتا تھا۔

۔ گانا ناچا جاتا، اس پر نو لعلت ہے، حضرت وابد علی شاہ ہار شام تھے مگر لوگ ان کو بھی من کر رہے ہیں۔

وابد علی شاہ ناپے تھے۔ اس کا ذکر انھوں نے خود کیا ہے۔ وہ اس من میں موجود تھے، ان تصویروں اور بیانات سے ثابت ہے جو نئی میں بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ اس میں اسے تسلیم نہ کر سکتے تھے، یہ خود اس امر سے ثابت ہے کہ ہار شاہ پسند کھڑکی تھے۔ قائم ماں، لنگر کھش، عید علی، محمد حسین ایشی، اور علامہ عباس نقاش ان کے شاگرد تھے۔ شاہ اور ان کو اپنے من سے فنکارانہ دلچسپی تھی اس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے اور کیا ہو گا کہ نئی میں گھڑی کی معنوی کے لیے فریڈل کی تصویریں ہیں اور تفصیل میں عورتوں کے اعضا کا ذکر تک نہیں، لیکن وہی گتیں انھیں کی نسبت ہے جب دوسری جگہ معنوی درج ہوئی ہیں تو فریڈل کی جگہ عورتوں کے لیے لی اور سب سے کجا جگہ

۱۔ رنگ و لکڑی کی ساری، بجی، فہرہ خیر، ۱۹۵۰ء، رنگ و لکڑی آئینہ کار، ۱۹۵۰ء

۲۔ پانچ عالم، ۱۹۵۰ء، خرم ہنر، ۱۹۵۰ء

۳۔ پانچ رنگ، ۱۹۵۰ء

۴۔ شہر و فیض، ۱۹۵۱ء

۵۔ پانچ رنگ، ۱۹۵۰ء

۶۔ نئی عمارت، ۱۹۵۰ء

*Leptocarpus*

بہارِ شریعت میں ہے کہ شاہ کے اسرار و فکر پر شاہ جہاں کچھ جانتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں  
 ہوا۔ شاہ علی شاہ نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ شاہ نے کسی اور کشتک کا نام یاد کیا تھا کہ شاہ  
 کا کشتک کشتک کے صانع نے کھنڈہ و ابد علی شاہ کے انہوں نے حضرت نے فن  
 و حکم و تدبیر کے لیے شاہ کا کشتک نے شاہ علی شاہ کی موت کو اپنی  
 موت سے دور کیا۔ کشتک اور شاہ علی شاہ کے لڑکے تھے۔ کشتک اس کو  
 کے کشتک پر شاہ علی شاہ، حسن، رحمت، جہاوت اور ایک لطیف خسی کشش پیدا کرنا  
 خیر و برکت کا کارہ۔ شاہ علی شاہ نے ان لوگوں کی خدمت کا مجموعہ محمد پر ذکر کیا  
 سے شاہ علی شاہ کے کشتک کے کھل کو شاہ علی شاہ اور شاہ علی شاہ کی نرسنگ کو اس فن کا کشتک

یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے کہا: "اگرچہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے، لیکن میں نے اس کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔" میں نے کہا: "اگرچہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے، لیکن میں نے اس کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔"

ط. ۸۲: انگریزی سامی خطی، ظہر ۱۹۵۱ء ص ۱۰

1992

۱۲. ج. ۱۱



رہیں کے تعلقاً، جسے بیکیر تانیٹ، اصلیت اور جزئیات بہت کی باتوں میں  
 یہ کہ اس اختلاف ہے باہر گیا ہے اور ان اختلافات پر چند صفحات میں فکر اور تدویر  
 قائم کر لیا۔ یہ مطالعہ جیوں کا جب ہو گا۔ غفار بخش کو روانہ دینے والے خود واسطی شاہ  
 ہیں اور جب غفار جیوں و اجد علی شاہ اور ہم عصر معون کے بیانات سے متاثر ہو سکتی ہیں  
 فی الحال انہیں بیانات کی روشنی میں، اجد علی شاہی رہنمائی کی کچھ کیفیت پیش کی جاتی  
 ہے۔ اجد علی شاہ نمک ہے ڈراما، اسٹیج اور تھیٹر جیسی اصطلاحات سے واقف  
 ہوں۔ سنہ ۱۸۶۷ء سے سنہ ۱۸۷۷ء یعنی پندرہ سال تک جیوں کے سنگ  
 وہ کئی دفعہ کاہر گئے اور کاہر میں انگریزی تھیٹر کھینچا۔ سنہ ۱۸۷۷ء سے کچھ پہلے  
 قائم ہو چکی تھیں اور غفری سے اپنا کام کر رہی تھیں۔ لیکن مکھڑے لکھنے کے بدلے  
 محکم ان کے رہوں میں کوئی بات ایسی نہیں ملتی جس کو انگریزی عزیز کے تھیٹروں  
 سے صوبہ کیا جائے۔ جس طرح جی سے اکھوا پھوٹا ادا ہے سنہ ۱۸۷۷ء سے  
 پرداں جاتا ہے اسی طرح و اجد علی شاہ کی دلچسپیاں بھی رفتہ رفتہ ترقی کر کے دیا سے  
 عشق اور اساتذہ عشق کے رہوں کی صورت میں نمودار ہو گئی۔ خوب سے خوب  
 ترک لاشیں میں وہ پہلے موسیقی کی طرف متوجہ ہوئے، پھر قصے نے نئے نئے اسکا  
 رکش کیے۔ کہیں اور راجا کی نفیل سے آئی اور جب اس سے بھی دل بھر گیا تو

سنہ ۱۸۷۷ء میں جیوں کی طرح و اجد علی شاہ کی نسبت سے لکھی گئی ہے کہ اس وقت کا کھٹا  
 رہا بکھر رہا ہے۔ و اجد علی شاہ کا منہ کھٹا لکھتے ہیں و اسرار و اجد علی شاہ  
 یا سکون انظم کوئی ہیں (رہیں تھی کہہ جاتے وہ فرما تھو بہرہ جس کی آواز سنی تھی وہاں سے بہتر  
 تھی اور کہ صورت اسکا دلی ہر شکل ہے۔ یا تدا علی و اجد علی شاہ نے اس کا کیا ہے دلی ہر  
 ہر کہ لیکن پھر یہی طرح کہ (یا) اسکا کہوز زیبان، عشق بہر منظم، اور صورت اللہاک میں  
 اس کے تھک کے صفات کی "صفحہ ۷۷" ہر وہ، ہر وہ سکون سبب (۷۷)۔ غفری  
 شکر ہے۔ سنہ میں خود و اجد علی شاہ کا بیان قرعہ کے قابل ہے۔ یہ ہر وہ... جلد  
 رہیں ملتی ہیں (۷۷)۔



ہم سمجھتے ہیں کہ ہر کسی میں عقلیت کا پیرچھا نہیں دیکھنے میں حقیقت صرف ظہور ہوتا ہے۔  
 اس کے بارے میں ہم نے دیکھی تھی۔ ڈراما اور اسٹیج کی بحث سے  
 قطع نظر دماغی شاہ کی مثال اس قدر نزدیک اور پروڈیوسر کی سی ہے کہ ایک ڈراما  
 نگار اس کو مطالعے کے لیے بیٹھ کر اسے اس کو غلامانے کا انجام کہے اور پھر وہ بیان  
 دے کہ اس کی نقل کو اصل کہتے ہیں۔ علم ہنر اور تلف موحاے تو یہ فلم  
 بنانے والے کی کارگری پر صرف آئے گا اور یہی بل بوتوں کے دمنے وہ سبب  
 بنتا ہے۔ مٹ نہیں گئے ہر انھوں نے دیکھتے تھے واحد علی شاہی رہیں کا مال سمجھتے  
 تھے وہی لوگ ہیں بنے جہوں نے جڑواں فلم بننے دیکھے۔ فرق صرف اس ہے کہ اس  
 زمانے میں فلم مائیکس ہی ہیں خوار و نہ ہم بھی وہ کچھ دیکھتے ہیں جو انھوں نے دیکھا  
 تھا اور میں دماغی کرشموں کو کبیرہ ٹرک camera men کہہ کر ہم ہی دماغی  
 تاثیرت فراہم کرتے ہیں معلوم ہوتا کہ آج سے سو برس پہلے میرے کمرے کے وہ ٹرک  
 ایجنٹ اور شاہیوں کو ہر بات کا فیض دلانا کیوں کر ممکن تھا؟ واحد علی شاہی رہیں  
 کے سبب کو تو رہیں کے مکانات اور پری حاسے جدا جدا کہا گیا ہے۔ یہ اصطلاح  
 کسی اسٹیج کا تصور پیدا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے اور اگر لاری حائل کو سبب  
 کہا جائے تو اردو میں کوئی دوسرا لفظ ایسا نظر نہیں آتا جو اس تصور کی عکاسی  
 کرے۔ واحد علی شاہ کو اردو کا پہلا ڈراما نگار کہنے میں شک کیا گیا ہے اور کہا  
 جاسکتا ہے لیکن ان کو اس سلسلے دیکھنے کی کرنی کو ششش ہیں کی گئی ہو کہ اپنی اسی شکل  
 میں وہ ان کا ڈراما اور ان کا اسٹیج ہم سے قریب تر ہیں۔ وہ سبب اور جامد اور مصنوعی  
 پلاوڈ اور اپنی تحقیق میں ہیں کہ وہ اس کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں دماغی حائل کو بھی اس کا یقین  
 ملے۔ آئیے انھیں دیکھیں۔ سب سے پہلی سبب وہ ہیں جو حقائق و حقائق کے  
 ساتھ۔ کھڑکوں کا ہی اسٹیج۔ یہ سبب وہ ہیں جو حقائق کے ساتھ ساتھ ہیں۔ اگر وہ  
 ہی بیان کو پیش کرتے ہیں تو کھڑکوں میں پچھلے کی لٹری اسٹریٹس کے لئے دماغی حائل  
 نظام تو حائل ہے۔ یہ سبب اسٹیج کے لئے ہیں کہ اس دور کے ہستیاں میں خود  
 کیا جاسکتا تھا کہ ان کی پانچ اسٹیج گھر کے پیش کرنے سے قاصر ہے۔



رواچاہتے ہیں کہ جو کہ ہر اس میں سوز و ساز اور رنگ و بو کی پوری کیفیت اپنی تمام جلدوں  
سلمانوں کے ساتھ موجود تھی۔

اس شخص کی مدد سے ڈاکٹر صاحب نے شاہ کو دلچسپی دے کر خیار برقی کے زمانے  
میں جب وہ میٹ خوار کے کاسٹنگ ہاؤس میں تھے کہ کاشی اور راجا کے رہیں کی  
طرح داستان میں مشغول رہیں بھی تیار کروانے کی فکر کرنے پر کاشی اور راجا کی ہوش  
تمیز اسٹیج اور اسکرین کی منہ جی ہیں ہے اس کی روحانیت اور روحانیت پر توجہ رکھے  
اور ان پر، بادشاہ اور فقیر شہری اور دیہاتی، فن کار اور نادان سبھی کے ہدف کی فکریں  
کرتی ہے۔ بادشاہ شاہ سے لکھنے کے کھیلوں میں صرف اسی رہیں کو تیار کیا  
اور پہلا طائفہ جو تیار ہوا اسے راجا سے منسوب کیا۔ راجا خیر و ایلوں میں بادشاہ  
اسم تھے اور اس کی تیاری ۱۹۰۹ء میں شروع ہوئی۔ دوسرا طائفہ ۱۹۱۰ء میں تیار ہوا  
اس کا نام "دوسرا طائفہ" میں پسند اس اسم تھے اور اس کا کام بھی کاشی اور  
راجا کی تمیز پیش کرنا تھا۔ بادشاہ شاہ جیسے تیز اور تبدل پسند کا خصوصیت  
سے اسی تمیز کو ترجیح دینا ضرورت سے خالی نہیں اور یہ معلوم اس کے سوا اور  
کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس تمیز سے انیت رکھتے تھے ان کے دھڑوں میں یہ تمیز  
بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ شہری اور کھانک کا دنیا دی جڑ بھی یہی ہے اور اس کو  
پیش کر کے کسی کے لیے تکلف کی ضرورت نہیں۔ ہمہ سر و سامانی کے عالم میں  
بھی وہ مہیار کر سکتے ہوں۔ ایک طائفہ کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا  
سلطان سامنے دیا گیا۔ بعض اس بے تیار کیا گیا کہ تمیز ہیں بدل سکتی تھیں۔ بدست  
کام کرنے والے بدلے جاسکتے ہیں۔ کھڑے کھڑے تک ہم ہر سر و سامانی کا ہر سر و سامانی  
حق بجانب ہے کیوں کہ وہ تمیز سے کوئی انیت نہ رکھتے تھے لیکن بادشاہ شاہ  
فن کار تھے اور اس تمیز نے ہندوستانی فنون لطیفہ کو کسی طرح اور تابندی



خواب میں سو رہا تھا کہ اس کا نام، پہلے اب حضرت دراندختی ہے، ملا  
 ہوئے اور فقیر کی دعا پڑھ رہے، پھر وہ جھٹی جھٹوں کے ماہ پیکر کی صحبت ملدی  
 کہانی کے مصداق ہو جاتے، مگر یہ بھی تھے یہ

دہد علی شاہی جس کے تاشائیوں کا مکان، لباس، آرائش اور نظر بندی کے کہ ہوں کو چاہے  
 کا کارخانہ مجھنا اور ابھی حیرت انگیز نہیں کیوں کہ اس زمانے کے لوگوں نے یہ حد میں کام  
 کو دیکھی ہوں گی، لیکن موجودہ زمانے کے دیہاتی بھی جھوٹے اسٹوڈیو اور اس کے  
 عملے کو کام کرتے دیکھ چکے ہیں کہ یہ ساری چیزیں مقل اور سڑکے کے  
 کرشمے ہیں۔

دہد علی شاہ نے "فقیر بیاہا سارا پرستان" ہوائے سے بہت عرصہ پیشتر  
 معمار کی پی - مصافی، پاکیرگی اور ایجاڈ کا ثبوت اسی زمانے میں پیش کر دیا تھا  
 جب دہد علی شاہی میں حضور باغ کی تعمیر ہوئی، حضور باغ کے چار تین مکان، شہشاہ  
 منزل خاص مکان اور فلک نیز مختلف موصوفی کے بچے تعمیر ہوئے اور جب تعمیرات  
 دہد علی شاہ کے چار تین نقش ہی باقی نہیں تو قیاس آرائی سے کیا فائدہ کہ شہشاہ  
 منزل کو سردیوں میں کیوں گرم اور خاص مکان کو گرمیوں میں کیوں گرم ہوا اور بنایا  
 تھا۔ ریسول کی رہائش گاہ میں اس طرح کی مصفیئیں تھیں، دلچسپی اور کسی قدر قدرت  
 کا مظہر حاصل اسی باغ کا وہ گوشہ تھا جسے "گوشہ عافیت" کہا گیا ہے اور جس کی کیفیت  
 ان الفاظ میں ملتی ہے:

"شیرے و ختوں میں خصوصاً شہرت کا درخت اتنا بڑا ہے کہ میری نظروں

سے۔ رفیع خروی دہلی، ص ۳۵۰

سے۔ گل خانہ شاہی ص ۶۶

سے۔ قاری خانہ ص ۶۶ اس باغ کا نام حضرت باغ دہد ہے لیکن خود دہد علی شاہ نے  
 حضور باغ لکھا ہے۔ عشق نامہ مستور دہلی، کی داستان دہد کا یہ طرز صحبت  
 ہے تو یہ کاغذ ہے:

حب باغ عالی خزان جس سے دور ہوا جس کو حاصل حلاوت حضرت



شاہ تختہ فر تویریں دھڑلے شاہ کو شاہجہان کا ہم پڑے گئے جس تویر سے واجد علی شاہ کا دل بھی  
کا ایک مسبب تو یہی ضرورت ہے جو نئے نئے سیٹ پیش کرنے کی فکر میں ہر آرٹ ڈائریکٹر  
کو ہمیشہ آتی ہے اور اس طرح کی عمارتوں میں آرام اور استحکام سے زیادہ خوشنمائی اور صحت  
پر زور دیا جاتا ہے۔ واجد علی شاہ کو پہلے مقصد میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی، یہ نہیں بیانا  
سے ظاہر ہے جو ان عمارتوں کی تصویر میں لکھے گئے، اور ان عمارتوں میں استحکام اس قدر  
د تھا، یہ اس بنا سے ظاہر ہے کہ سمارت علی خاں اور ان کی بیگم کا مقبرہ جو انھیں عمارتوں  
کا ہم سایہ تھا آستانہ ازمانہ کا آج بھی مقابلہ کر رہا ہے اور وہ نگار خانے خوب و خیال  
مند ہے۔

فن تویر سے واجد علی شاہ کی دلچسپی کا دو سبب یہ خواہش تھی کہ ان کی یادگار باقی  
رہے اور تعمیر و تزئین کے پردے میں بندگان خدا کی ہر درشس جھوٹ و واجد علی شاہ کے اس  
محورک جذبہ کی مائتدہ تھیں قیصر باغ ہے جسے وہ آشوبوں اور عالم بنانا چاہتے  
تھے لیکن اگر بعضی رقبہ اور عرصہ سبب امتیاز قرار دیا جائے تو اس تعمیر کی حریف اس سے  
زیادہ ہیں کہ واجد علی شاہ کے اسلاف نے ایسی کوئی عمارت تعمیر نہیں کر دانی۔ ایک دنیا  
کے مطابق اس عمارت کی تعمیر اور آرائش پر ہمیشہ کنز اور دوسری رعایت کے  
مطابق انہی لاکھ روپیہ صرف ہوا اور سید ۸۳۸۸ سے ۸۵۰۱ تک تین برس میں بنایا  
ہوئی۔ متوسلین شاہی اور مسیاح اس باغ کی تعریف میں یک زبان ہیں لیکن یہ خوب

سید۔ گولشہ کھڑے ص ۱۳۳۔ ۱۳۴۔

سید۔ تاریخ اہلن ہند اور ہندو جلد ۱ ص ۷۷۔

سید۔ وزیر نامہ ص ۱۵۸

سید۔ قد لئی، ص ۵۹۔ ۵۸۔

سید۔ جن، ص ۳۳

سید۔ تاریخ قیصری ص ۳۳ (ماہی)

سید۔ تاریخ نامہ مصر ص ۱۳۸

سید۔ سیر اللعین ص ۲۰۹۔ ۱۳۹، نیز اسیر بنائی کا ترجمہ دیکھا اٹا خود ہے۔









صورت میں ہونے کی باتیں نور کی پرورش کہیں تھیں  
برق مانتے بھی رہا کہ کہیں نہ ہو کہیں تھیں

کھنے کے لئے منزل کے پاس سے میں اس طرح کا کوئی بیان نہیں سنا تھیں اس کی تصویر اور چہرہ دوسرے بیانات سے اس کی تلاشی ہو گئی ہے۔

نکستہ کی رہیں منزل کی طرح کلف کی رہیں منزل گما شامی رہیں کے لیے مخصوص

میں منزل ہے پر یوں کلا کھاؤ  
جب کرو سلیمانی بننا ہے  
دہشتاں جلو گرے سال تعمیر  
مکان جشن خاقانی بننا ہے

\* 199 12 01 49 00 00

یہ عمارت شاہ منزل کا ایک ٹکڑا تھی اور اسے تمام شاہ منزل سے عورتوں کا وہ تمام مسئلہ  
دور ہونا تھا جو دریا سے آگے اور شاہ راہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ یہیں منزل دریا  
کے کنارے واقع تھی اور سلطان خانہ کی عمارت سے قریب تر تھی۔ سلطان خانہ اور  
یہیں منزل کے درمیان جو دروازے تھے ان کو اگر بند کر دیا جاتا تو اس کا سلطان خانہ  
سے تعلق نہ رہتا اور نہ اسے سلطان خانہ ہی کا فرد سمجھا جاتا تھا۔ یہیں منزل ایک حیرت  
عمارت تھی اور اس کا اندرونی حصہ کالی کشادہ تھا لیکن اس کے بیرونی حصے میں عمارت  
سے نزدیک اونچی دیواریں تھیں جن کے سبب رہنے کے لیے یہ مناسب مقام نہ تھا۔  
دوسری جنگ عظیم کے دوران اس عمارت کی نیو بھی کھدائی جس کی دلکشی نیو تعمیر  
خانوں کو وہاں بھیج لائی تھی اور اسے لکھ پائی روایت و اسٹیج پیسٹ بننے کی ایک

مشت. مغز آشپز، پخته، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶.

-TNC 6/8-15

مت۔ نکتہ ۱۵ کو دیکھ کر پہلی سیر ۲۲ سال ۱۹۱۰ء میں فروری ۱۵ء کو تمام غائب ہو گئے۔

گلشنی کا ۱۱۱ باب سورج پریم ہفتہ مرا جہاں تہ کا خلیق پیاں،

۱۰۔ بیٹا میں ۹۹ دوسرا عمر طیم (۱۸) سال کا ہے (۱۰)

۱۵۰ - محمد صالح المنجد، مجمع فتاویٰ ماہرین شریعت، ج ۱، ص ۱۵۰

۱۰۰۰ روپے سے زیادہ مال و اسباب کے ساتھ ان کے گھر سے نکلے۔

حصے فی سٹیشن جلیوں کے مقابلے میں جو لگتے یا کھنڈ کی مغربی طرز کی عمارتوں کا عام انداز تھا حیرات و اجداد علی شاہ کی پہلی کرسی، حسین اور بیوے دار فرائیں، کھلے دالان اور صحن اس طرز تکمیل کو یاد دلاتے ہیں جو اجداد سے مخصوص ہے اور جس کی جھلک حسین آباد بادشاہ داغ اور قیصر باغ وغیرہ کی شاہی عمارتوں میں نظر آئے گی۔

پندرہویں صدیس کی یاد تازہ کرنے کے لیے نہ صرف درود پور اور ایسے تعمیر کردہ جن میں کھنڈ کی جھلک موجود تھی بلکہ اسد منزل، رہس منزل، جہاں نما، سطیں آباد وغیرہ قطعاً نام سجدہ رکھے گئے جن سے اسی کی حسین یادیں وابستہ تھیں۔ رہس منزل کو بادشاہ نے صورتیت سے یاد کیا ہے کیونکہ یہی وہ نگار خانہ تھا جس میں واجد علی شاہی رہیں کے بچے مندر ہوتے تھے۔ عشق نامہ میں اس عمارت کا صرف نام ملتا ہے کیفیت کے باب میں قلق کی منظر کشی تو ہر کے قابل ہے:

دوس منزل کو چلتے بھڑے آٹھ پیر      جس کا کاسٹلی حرم خانہ سے بہتر  
نشد من میں شاد ہو کہ ملک فر      ہمہ گولہ کے نالے ہی ہوتا گوبر

کہ باخشاے عشرت نے یہ ہر شیں ہیں

غور کریں کہ رہی تھی نرا سوشس امیں

غٹ کے عت امانے ہو گئے دھندلے      لگت ہو کہ منت میں گشت  
وہ محفل اور ہر پاسہ عت جو ہے      یاد کرتی ہے جس طرح ملک ملک

شل دوس جنات تھی سہی آنی حسین

نے نند ہو کہ گام و کھون تھیں

شرفیاں کہہ دیتی تھی ہر یک جل      کہ نہ کہوتی ہوئی من لکی چل دیں  
کہیں دھندلے ہر اک اندھ کی کاپی      پانچ کھونے ہیں بننے میں کوئی نہی

۱۔ تاریخ فردوس

۲۔ دیکھو عشق نامہ کا آخری خانہ شاہی صمد، واجد علی خانہ ص ۱۱۱، ۱۱۲ "اس منزلہ" غرض کہ اس منزلہ کا تذکرہ کل تھی۔ ترکوں میں پہلی "رہس منزلیں" لکھا گیا ہے وہاں کسی خاص عمارت کے بارے میں نگار خانہ ملتا ہے۔

مصر میں در کی تھیں اندر کی پوٹا کہیں تھیں  
برق خائف بھی روہ کہیں یہ کہیں تھیں

کلکتہ کی رہس منزل کے بارے میں اس طرح کا کرتی ہیں نہیں ملتا لیکن اس کی تصویر اور چند  
دوسرے بیانات سے اس سرگرمی کی تلافی ہو گئی ہے۔

مکھڑ کی رہس منزل کی طرح کلکتہ کی رہس منزل بھی شاہی رہسوں کے لیے ضروری  
تھی۔

رہس منزل ہے پر یوں کا کھانا      عجب کرہ سلیبانی بنا ہے  
در خشتان جو گرہے سال تعمیر      مکان جشن خاتانی بنا ہے

۱۱ ۲۵۲ ۷۶ ۵۲ ۱۵ ۱۹۳۳

یہ عمارت شاہ منزل کا ایک محکمہ انجمی اور اسسٹنٹ شاہ منزل سے عمارتوں کا وہ تمام سلسلہ  
علاقہ جو ناخا جو دریا سے آگئی اور شاہ ریلوے کے درمیان پھیلا ہوا تھا رہس منزل دیا  
کنا سے واقع تھی اور سلطان خانے کی عمارت سے قریب تر تھی۔ سلطان خانے اور  
رہس منزل کے درمیان جو دروازے تھے ان کو گر بند کر دیا جانا اس کا سلطان خانے  
سے تعلق نہ تھا اور نہ اسے سلطان خانے ہی کا جزو سمجھا جاتا تھا۔ رہس منزل ایک منزل  
عمارت تھی اور اس کا اندرونی حصہ کافی کشادہ تھا لیکن اس کے بیرونی حصے میں عمارت  
سے نزدیک اونچی دیواریں تھیں جن کے سبب رہنے کے لیے یہ مناسب مقام نہ تھا  
دوسری جنگ عظیم کے دوران اس عمارت کی نیرو بھی کھد گئی جس کی دکھائی نیر تعمیر میں  
ماہرین کو ہاں پہنچ لائی تھی اور اسسٹنٹ کی پرانی روایت، اسٹیج یا سیٹ بننے کی ایک

سلسلہ۔ سطر آشوب، اردو، ۱۰، ۹۳، ۹۵۔

سلسلہ۔ نیو میں ۳۳۔

سلسلہ۔ کلکتہ ہائی کورٹ کی اپیلی نمبر ۳۲۱ سال ۱۹۰۰ (مطالعہ مسلیم اور ریلوے واپس ہانم شاہ سرور)

بگڑ گئی میں ۱۱۱ (واب سولہ بگڑ بگڑ منت نرنا جہاں خدا کا طریقہ بیان)

سلسلہ۔ جینا میں ۹۹ (سریا محمد بن آسمان ہاد کا طریقہ بیان)

سلسلہ۔ جینا میں ۱۰۰ (عیدی بگڑ محمد داہدی شاہ کا طریقہ بیان)

سلسلہ۔ جینا میں ۳۳، ۳۱ (دینی چندر بھال، ہائی کورٹ کے اثری کا طریقہ بیان)

بارہ ہزار سو گئی تھی۔ مارشل علم نے کی حد تک چند شاخیں میں سے گئے تھے لیکن ہمارے وقت کی ان سے جب حد تک سہم چلے گئے تو بقیہ تھی اور علم کسی دھوئی سے لے کر اپنے گھر کا پانی اٹھا۔

کھنڈ کے باغوں میں ہیں باغ، حصار باغ، سکندریا باغ اور قیصر باغ، خاص باغباتی | راجہ علی شاہ سے نسبت رکھتے ہیں، حضور باغ کی باغ میل نہایت دلچسپ ہے میں نے گئی، وہ دھوئی شاہی رہا جس پر گیارہ بیٹے کی تخلیق اور تشکیل اسی باغ کے دوستان پر دریا حول میں جوتی روانی بل بوتوں اور کھول پھولوں سے قطع نظر جس کی تفصیل عشق نامہ میں نظر آئے گی۔

• اس باغ کے راجہ پھول محمد سے ہر ایک میں ہزار ہزار درخت پورے  
دور گارنگا لگائے گئے تھے جو ایک دوسرے سے ہوا بنگار بنے ہوئے

جورے دور گار درخت خاص تقریباً ہیں لگائے جانے لگے۔ فتح کر ڈالوں کی نشوونما پر قور و رہا ایک خاص علاقہ کی نشان دہی کرتا ہے۔ مسخری میں سے موافق اور پھول دووں ہی کو اس بات کا اعتراف ہے کہ بادشاہ میں یہاں ہسٹری۔ بھی سلطانہ قدوس کا شوق درجہ اتم سے بڑھا۔ بات میں اس شوق نے باغ بیچوں کی ترتیب اور حوا میں اسی شوق سے حوا نامہ تمام کے چرہ، پردہ، درند اور دریائی مخلوق جمع کر کے کی ترتیب دی۔ عام غزلوں میں یہ فرق شاید دلیا ہی شوق خیال کیا جلتے چر دولت کی کاٹل اور بیکار وقت گزارنے کی خاطر اکثر میروں میں پیدا ہو جاتا ہے، لیکن حصار باغ میں راجہ علی شاہ کے مسباتی پس سطر میں ان کی فرقہ بندیوں کا ذکر کریں گے وہ شاید محسوس کریں کہ راجہ علی شاہ جیسے محض مزاج مسان کی طرح ہیں جس سے میں دور نہیں سے رہیں گے بلکہ میں بھی زیادہ عرصے تک ایک جیسی کشش باقی رہا۔ سکتی تھی۔ ہمارے یہاں انھیں ملے وہ باغ ایسا دیا تھا کہ غریب سے جوت

ملہ۔ مہربانی ایک صاحب نے اس ملک کو ملے جو کہم کہا تھا۔ جیسا کہ میں نے یہاں اس  
مفسر پر بحث کیا کہ شاید اس کے اس میں بھی ملے کہلاتا ہے۔  
ملہ۔ ملہ شاہی۔ میں نے

کی تلاش میں مضطرب رہیں وہاں اپنی تہذیب کا فلسفہ سے نباتات اور حیوانات کی  
فہمیں بھی انہی پیدا کی فہمیں کہ ان کی جستجو جاری رہے اور ان کو حاصل کرنے کے وسائل بننے  
وسیع ملے کہ جسے کہ عمومی کی شکایت پیدا نہ ہو۔

مضطر باغ پہلی جنگ آزادی کی جدوجہد میں تباہ ہو گیا لیکن سکند باغ اور قیصر  
باغ اپنی ٹٹی ٹٹی حالت میں آج بھی مافی ہیں اور اپنی تازگی اہمیت کے سبب قابل ذکر  
خیال کیے جاتے ہیں۔ سکند باغ کی تعمیر بھی عہدِ ولی عہد کی میں ہوئی اور پانچ لاکھ روپے  
اس کی تعمیر پر خرچ ہوئے۔ اگر حکومت نے اس باغ کو نباتاتی تجربات  
curious کا ادارہ قرار دیا تھا اور یہ بھی اس تخریب کے سبب باغ میں آزادی میں  
سے دہزار ہاں باغ کی زمین کو لٹا رہا بنائے گئے تھے۔ قیصر باغ جس کو طاؤس  
در باب اور فمشیر و سنال کی جھکا رہے تھے بعد و پھر سے یکساں شہرت بخشی ہی اس  
میں ہندی کے لیے شہرت رکھنا تھا جس میں پرانی سدا جونی اور نئی روش کے امتزاج  
نے ایک وسیع زیب صورت اختیار کی۔ لارڈ پوری دیال میں ہندی کے معاملے میں اسی  
باغ کی ترتیب اور مصالحتی کو مثالی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں،

ایک مرتبہ زمین کے چار ٹکڑے اور ایک ٹکڑے کے چار محض کیے ہیں،  
ایک ایک چمن چالیس چالیس گز کا ہے، کسی کا نام اسد چمن کسی کا ام  
ماہی چمن۔۔۔ غرض مختلف قسم کے چمن ہیں اور دوسرے معلوم ہوتے ہیں  
جیسے شیر پارچہ بیٹھا ہے یا طاؤس دم کھوے کھڑا ہے یا ہار کر مال  
کر رہا ہے۔۔۔ ان کے بیچ میں چورس کی نہر ہے جو چمنوں کو بیروں  
کرتی ہے، اس میں نی گئے ہیں اور ان کی مختلف صورتیں ہیں، کہیں  
مور کے منہ سے پانی گر رہا ہے، کہیں پتلیاں گلی کر رہی ہیں، کہیں  
ہرن کے پیٹہ کہیں گھسے کے حصوں سے پانی نکل رہا ہے، نہر کی  
پتروں سنگ مرمر کی ہیں، بیچ کا عرض چھوٹے اس کے مافیے پر بالشت

ہر کی انگریزی پیل اور وہ نل جان ب سنگ جیو سنگ موئی سنگ ہز  
 وسیہ کا نام رگیں اور پیل نیالنی چوٹی ہیں۔ . . . . عجل کے کنارے  
 بیچ میں پادوں طرف ہوا سے لگے ہوئے ہیں اور اس پر فاروس کے شمع  
 خندے ہیں کہ اگر رات کو روشنی کی بجائے تو نل سے کاٹھ شب کو بھی  
 دکھائی دے۔ . . . . عرض ہو چکی ہے کیفیت ہے خالی نہیں سنگ  
 مہر کے چوڑے سے ہے جو کسی پر ہوا سنگھا کھڑا ہوا ہے اس  
 کی آنکھیں باخوت کی، خوشنمی سز شب کی اور پادوں سنگ موسی کے  
 کسی چوڑے پر ہوں کھڑا ہے اور اس کے سب سے نیگ نیکے ہیں کہیں  
 گئے اپنے بچے کو قطعہ پار کی ہے، کسی مقام پر طوڑس ہے اور ماسکل  
 اہل دکھائی دیتا ہے، اسی طرح جہاں جہاں جو منوں تھا اہل طراور  
 صاف سب سے ہایت حسن کے ساتھ آراستہ کیا تھا، . . . چوں  
 کے گوشوں پر نفس کی بارہ دیاں رگیں تھیں جو سونے چاندی کے تاروں  
 سے ہی تھیں۔ ان میں طوح طوح کے چھوٹے چاند اور ہر اسٹان  
 چھوٹے ہوئے تھے، جس وقت چمنوں اور پھولوں کی مہک چاک  
 نفس تک پہنچی تھی تو بخیر دہر کر پیچھے کرنے لگتے تھے، . . . اکھاڑ  
 میں وہ دوری کی تھی جواب بند کی ہاٹا میں اٹھ کر آئی ہے، بادشاہ  
 سے لے لیک کابل کے باجو سے ڈیڑھ لاکھ روپے میں خرید کیا تھا۔  
 قیصران کی موجودہ حال وسیہ حالت کے مقابلے میں اس کی گزشتہ دل کشی  
 کا بیان مہا اور امیر سلوہ ہوتا ہے لیکن مذکورہ بالا اقتباس میں جو انہیں خصوصیت  
 سے قابل ذکر نظر آئی ہیں یہی ہیں کہ غیر معمولی باغیر ممکن ہوں۔ لکھنؤ کے مناری  
 بلڈ، دی کے محل گذشتہ، یعنی کے کو بہو پاک اور میسر کے بڑے راہ گاہوں میں  
 میں حسن اور موت کے موسیقی اساتذ نے قلب و نظر کی تسکین کے وسیع ہی سہا  
 دیا کہ ہیں جیسے ہی قیصران میں یکجا تھے مدد گاہ کی فوج ہمارے کرتے۔

گھسٹو کی تباہی کے بعد کلکتے میں باغوں کی از سر نو تعمیر چوٹی اور باغ و گلش اور پٹالہ باغ جیسے ناموں سے اسی دہائی کی کاغذ پر تباہی جو عمارتوں کے ذیل میں ظاہر چوٹی نام کی ظاہری مماثلت کے باوجود منزل باغشہ کے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ ان باغوں کا ماحول تیار کیا سکے۔ چونکہ ان دنوں زمین پر شاہانہ اختیارات کی بدولت تعمیر چوٹی کلکتے کے باغوں میں خصوصیت پیدا کرنے کی خاطر پھر دی طرح اختیار کیا گیا جو کلکتے کی شاہی عمارتوں کا طرز امتزاج تھا:

یہ بادشاہ اور چینی ایسی ہندو سی تر تہیلوں کا ایک اقلیدہ میں کی شکلوں کے مطابق بنائے گئے تھے کہ دیکھنے والوں کو بادشاہ کی مناسبت طبعی پر تعجب نہ ہوتا۔

کلکتہ اور واجد علی شاہی متیا برج کو ملائے والی سڑک آج تک گارڈن سٹریٹ  
دباغ سے چائے والی سڑک، کے نام سے موسوم ہے حالانکہ اگر تلاش کیا جائے تو  
متیا برج میں باغ کیسا ایک درخت بھی ایسا نہ ملے گا جس نے واجد علی شاہی صوبہ کی  
آخری بہار دیکھی ہو۔ کلکتہ کی روز افزوں صنعتی ترقی نے گزشتہ صدی کی بہت  
سی یادگاروں کو مٹا دیا اور کوئی وقت جاتا ہے کہ جسے گزشتہ صدی کا یہ آخری سنگ میل  
بھی کسی دوسرے نام سے یاد کیا جائے سکے گا۔

**نیچرل ہسٹری** | باخودوں کے جمع کرنے اور ان کی حقائق سے طعن اندوز ہونے کا فرق کلاں شاہوں میں دیکھا گیا ہے لیکن ایسے بادشاہ جو اس سے زمانِ قتلوع سے چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی سرورشیا و پروافت پر قورہ دیتے ہیں کم نظر آئیں گے۔ واجد علی شاہ کا شمار اسی آفریقہ کر قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے زمانے میں وحشی جانوروں کے دنگ بھی اسی وقت ترتیب دے چکے تھے جب کسی انگریز سپاہی کی خاطر سلوٹا ہوئی۔ شہرِ شہتِ خون کے بجائے واجد علی شاہی سے کے وہ مناظر

۸۲۔ گزشتہ لکھڑیں ۸۱۔

سلسلہ۔ اس صدمہ کے شروع میں گلگت ہارسٹ و گیس کی تعمیرات سرگرم ہیں کہ گھولہ ہڈیاں ہیرا پتھر کا پائنتا  
- سکور کا ان کے شروع میں ہزاروں لاکھ لاکھ کی کوہ پور سے تھیں ان کے ذریعہ درہل کا چرخہ لایا لیکن  
پہلا کام ان کے ایک ہزار ہونے۔

نصرت میں سے یاد ملائے گئے ہیں جن میں تھی اور کبوتر ایک ہی پنجوے میں بند ہوتے اور کبوتر بجائے بھاگے کے تھی کی پتھر پر ساری کیا کرتے، یا چار پانچ سن کے خونی آدمی کچھوے کی بیٹھ پر بٹھایے جاتے اور کچھوے کی آہستہ حرابی سے سب لفظ نادر ہوتے۔ یہاں غور بادشاہ کو پرندوں سے دلچسپی تھی اور ان کے بہ مثل پرند خانے میں شاید ہی کوئی پرندہ ہو جو موجود نہ ہو۔ کبوتروں کی نگہداشت پر بادشاہ کی خاص توجہ تھی کبوتر کے انڈوں کو تاریخ کو ذبح کرنے کا ذکر اگرچہ مسلمانانہ طریقہ پر کیا گیا ہے۔ میں کبوتروں کے نسلی غلام سے میر شاہگیر نسروں کی افزائش کا فن حسن کے صاحبان میں بھی محض ہیں اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ کبوتروں اور کبوتر باروں سبب ہی کی نگہ رانی اور بہت افزائی کی جائے اور کبوتر بازی جو شخص وقتاً تعریج کا درمیان تھی علم اور تھی لانا سے بھی حق آمد ہوتا ہے۔

بادشاہ نے نہ صرف کبوتروں بلکہ اپنے "زندہ بچوں ہسٹری ہونڈیم" کے دوسرے نامہات کو حاصل کر لے اور ان کے عادات و خصال کا مطالعہ کر لے میں اپنے وقت اور سوانح نگاران قدر حیرت کیا۔ حاصل مطالعہ اگر کچھ باہمی تھیں تو وہ شاید "ماہی نمبر" جیسے مصحفات میں درج ہوں گی جو فی الحال دستیاب نہیں یا یہی میں تصور کرتا ہوں۔ میں اور اکثر اقبال ہم ہیں۔ مثال کے طور پر پچھلے باب کی دوسری فصل میں بتایا ہے اس آپریشن کی سوز مطاب جانوروں اور درختوں کے "حوالہ قلم استعاشہ"

۱۔ گچا میں ۴۵

۲۔ جان عالم ۴۷

۳۔ غیر میں ۴۸

۴۔ گچس میں ۵۵

۵۔ غیر میں ۹۰

صفحہ ۱۱۰ کبوترانہ نامی کتاب قلمی، واجب علی شاہ کی بدولت لکھی گئی اور اس کے لکھنے والے مرتب سلطان تونس محمد بہادر تھے۔

۱۔ گچس میں ۵۵



رسم۔ جوئے عیسا پہلے قسم بدل کی درج ہے۔ اس کے تحت چھپائیں خطاب ہیں زیادہ صاف۔  
 ضرب صدر، تسبیح گو، زیور گرا، غزل، ملاصوات جیسے خطاب سے خیال ہوتا ہے کہ یہ  
 کسی خاص بدل کا خطاب Proper Noun ہے۔ لیکن یہ خطاب اسی طرح کی قسم  
 بدلوں کا خطاب Common Noun بھی ہو سکتا ہے۔ کمبوتروں کے تحت قیتیں اور  
 پھیلوں کے تحت انقیتیں خطاب ملتے ہیں اور یقیناً یہ قیتیں کمبوتروں یا انقیتیں پھیلوں  
 کے خطاب نہیں ہیں بلکہ کمبوتروں کی قیتیں اور پھیلوں کی قیتیں مختلف قسموں کو ان  
 خطابوں یا الفاظ دیگر ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ کیوں کہ سفید سفید کی کمبوتروں کو  
 اور سفید سفید کی کو خا کو کہنا یا رو ہر پھیل کو شاہ پسند اور گھما پھیل کو شاہ پسند  
 کہا صنف کا انجی درج کردہ تفصیل سے ثابت ہے۔ علیٰ ہذا انقیتیں گلدستہ کی قیتوں  
 میں قسم خانہ زاد۔ یا مینا کاٹھ قسموں میں قسم۔ صاحب۔ یا بابا قیتیں ہیں جو عرب  
 و کھانی رچی ہیں لیکن باقی سات قسموں اور بیشتر خطابوں سے کہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کس خطاب  
 سے کون سی قسم مراد ہے۔ یہی حال ان میں سر قیتیں درختوں کے ناموں کا ہے جو اس کتاب  
 میں درج ہیں۔ مابعد مل شاہ کے خطابوں کے علاوہ خطابوں کے علاوہ کہ انھوں  
 نے ہزاروں خطابات خطا کیے اور ان خطابوں کی محبوبیت اور مناسبت اسی وقت  
 ظاہر ہوتی ہے جب خطاب یا حدت شئے بھی ملنے ہو۔ دوسرے فقروں میں یہ خطاب  
 ایک طرح کے استعارے ہیں اور جب تک شبیر یا سفید ہو ویر شبیر کا علم و شعور  
 ہے۔ اور زبان میں۔ اول، بل کشہ، چھوٹی موتی، اور "سودج سکھی" جیسے نام بھی  
 اسی صفت کے ملک ہیں اور یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ نام تو بڑے کرنے والے نے  
 جویر کسی خصوصیت کے مشابہت کے یہ نام رکھ دیے لیکن یہ خصوصیت کوئی حکیمانہ  
 خصوصیت نہیں۔ جمادات، نباتات، جمادات وغیرہ کے مانتک نام بھی کسی

صفحہ نئی ص ۹۰۔ ۲۶۵

صفحہ نئی ص ۲۶۲ اور ص ۵۵۔ ۲۶۱

صفحہ جان عالم ص ۴۵

صفحہ (۱) صفحہ ۱۲۲ ص ۱۲۲

تحریریت کے مالک جرتے ہیں لیکن ماسٹنگ ہوں میں اس شعبہ کا طالب علم صرف نام سے اس شعبے کی کچھ کیفیت جانتا ہے۔ ولید علی شاہ نے نام رکھے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ناؤز کو دیکھ کر حکم فرما کر نام رکھے کی کوشش نہیں کی۔ ان کے مطالبے اور مشاہدے کی شرح وہی رنگ بیان کر سکتے تھے جو ان کے مزاج سے براہ راست واقع تھے۔ باواسطہ علم رکھے والوں کو یہ کوششیں "ایک طرح کی بے بسی کی کیفیت کی ترجمانی" نظر آتی ہے جس میں "وہ جاگیریں اور زند و چراہ نہیں بھول سکتے تھے اس لیے خطابات بانٹ کر ہی اپنے ہمدرد کی تسکین کر لیتے تھے اور ولید علی شاہ کا یہ فرق شاید جنوں کی حد تک پہنچ گیا تھا۔" ولید علی شاہ کے رکھے جو نام لوگ ہیں نوع، محض یا قسم، species کے نام ہیں اور اس کا لیے فرد میں فرق نہ دیا ہے کہ اس نام رکھے میں سوا ان کے اور کسی کی فکر کو دخل نہیں ہے۔ محض اسی تسکین کے لیے ہی خطاب ماسٹان کا شمار ہوتا تو کھنڈ ہی افراد کسی خطاب کے واسطے بنائے۔ خطاب تک جو بزرگ دیا لیکن خطاب کا سہارا سے محروم رہتے۔

ولید علی شاہ کی ہر اچھی یا بری بات کو ان کے مصاحبوں کے سر منہ سے کہے کہ ان کے اس مدق و شوق کی ترجمانی میں بھی ہمدردی ہوتی ہے لیکن غنیمت ہے کہ اس فخر کے ہمدرد ہیں :

"علم کا کتاب خواہ نامساہ حالت ہی میں کہوں نہ ہو قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کے گرد و پیش ایسے لوگ موجود ہیں جو بطور خاص اس کا خیال رکھتے ہیں کہ مشاہدہ قدرت سبحان کی دلچسپی میں کوئی کمی یا رخنہ اندازی نہ ہو، ہمیں اتنا تو نہیں معلوم کہ آیا وہ لوگ اس سوا ماسٹنگ سوسائٹی کے ممبر ہیں یا نہیں، ہمدردی حال ہی میں غازی پور کے

ایک قالی مولوی نے قائم کیا ہے اور جس کے صدر اور سر پرست ڈیوگ آف آرگانی ہیں اور جس کی کتابیں اس میں کے نام نامی سے منسوب ہوتی ہیں۔ ایک جس پرش و حوش شخص سے وہ لوگ گارڈن رینج کے صدر میں بادشاہ سلطنت کی بچوں ہسٹری سے وابستگی کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اس کا تقاضہ ہے کہ کوئی ایسا اعزاز جو وہ موسیقی عطا کرنے کی جائز ہو وہ لوگ اس اعزاز کے مستحق قرار پائیں۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں صدر کا جملہ پیش کرنا جس کی قیمت تین ہزار روپے ہو یا کسی خاص قسم کی کیزی کا بنمو مدد گرر سنا جس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہو یا لوگوں کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں، مولوی سے مولوی درندہ یا پردہ سے میں کوئی ایسا اعتباری نام جو اسی قسم کے دوسرے جانور میں رہو اس کو قبولیت کا شرف دلائے کہ یہ کافی ہو نام ہے اور شاہی مرنے کے کئی ہزار روپے اور سے اوپر جو جانتے ہیں۔

لیکھے دلائے نے اتفاقاً ہی دیا کہ ملک ملک اور طرح طرح کے جانور جمع کرنے کی جستجو جو مولوی میں بھی بدستور جاری تھی اور یہ مقصد کے لیے مرنے کی آخری پائی اور پنگ کے ملائی پاسے تک فروخت کر دے مرنے کے بعد علی شاہ کے صاحب بے چارے اس سے زیادہ کے قصور نہ تھے کہ جہاں ایک وصول کرنا چاہیے انہوں نے ایک سو وصول کیے۔ جاری اثرات اور حوش گوار مالات کی پیدا کی ہوئی دلچسپی زیادہ عرصے مافی نہیں رہتی۔ واجد علی شاہ میں اپنے اس فطری رجحان کا اثر اسی وقت سے ملتا ہے جب گوشہ عایدت کو سببگیری ranchory قرار دیا گیا۔ مالات اور ملاحر کے اعتبار سے دلچسپی کی نوعیت بدلتی رہی۔ کبھی وہ جانور چھ

سے جانور پیدا حاصل کی قائم کردہ سونامی مولوی جے سرستھو جوم نے دو بار علی گڑھ میں قائم کیا تھا۔ دیکھ جات طاہر ص ۶۹، ۱۱۵۔

سے۔ نامی ن، پرنسپل ڈاکٹر آف این جیٹرن کلگ ص ۲۰۰۔ مولوی محمد علی گارڈن رینج، علی گڑھ، ۱۸۷۳ء

سے۔ جیٹن ص ۱۰۰۔ ۲۰۰

کے بن گئے۔ کہیں روضہ کا ترقی خرافہ میں غرق ہوئے، کبھی مزاج آتشاہندہ نے ان کو صوفی  
فرقہ سے لاخوابہ یکن زندقہ کے کچھ حد میں کھینک کر ایک خاندان میں ملا جس میں کچھ  
ہاتھ کو تھکا کر کیا گیا ہو۔ بے زبان یا خود دل کا دوست انسان کسی تحریک کا قیام نہیں  
ہو سکتا بلکہ ہر حال کرنے کے لیے دوسرے مشورہ دہندہ یا اپنی دلچسپی کی خاطر خود مانگی قیمت  
خود ادا کرتا ہے اور یہی کی دلچسپی ہے جو رسول کو مشورہ دیتی اور فتنہ بکشتی ہے۔

یا خود دل صاحبنا برہنوں سے دلہن لٹا کر شاید اس سے کبھی زیادہ اہمیت چھوڑ  
کر سکتی کھینچا کرنا سائبر ہے جو حاشاں ہے رہا ہوا کو نہیں بکشتا۔ ضرورت صرف اس کے  
ہے کہ محبت کے چھین کو سینہ تار لپے طبی اصول میں رکھ جائیں اور نقص میں ہونے  
ہونے کبھی نقص کی تنگی کا احساس نہ ہو۔ واحد غلی شاہ نے اپنے طبع پر اپنے مہاتوں کا کیا  
میں کی نہیں کیا۔

نور نزل ایک کوٹھی بادشاہ نے دیا ہے بھاگتی ہے خود سو گز کے  
قاصد پر فاض اپنے اہتمام سے حوالی تھی، اس سے ملا ہوا ایک تالاب  
مقام جس کے پار دل عرب پختہ ہوئے، خواہے گئے تھے، تالاب کے اس  
پار نور نزل کے مقابل ایک کھڑا خا جس میں شیر ہر رہتا۔ . . . کوٹھی  
اور تالاب کے گرد ایک بڑا کپڑا چھوڑ کے آٹھ کھڑا نصب کر دیا گیا خا  
اور ایک طرف اس کپڑے میں ایک نہایت نازک اور خوبصورت آٹھ  
بچھوٹا خا، اس کپڑے میں دیا بھوکے چرہ بند کے چھوڑ دیے گئے تھے  
ہر حال اور چھوٹے چکر یاں بھرتے پھرتے، سارے، قاریں، بچے اور عورت  
وغیرہ اور ہر آدمی بھرتے یا چھوٹے کے کمانے ایک ٹانگ اٹھاتے گھڑوں  
کھڑے رہتے، کھڑے میں دھنکی ہال اور دندنے رکھ گئے تھے۔  
پچھلے اور سپاہ گشت تھے مگر وہ بجائے کھڑے میں بند  
کمانے کے زخمیوں میں بندھے ہوئے ہتھکڑوں پر بیٹھے

سہلے ۔۔۔ سلطان خانہ میں بہت سے بڑے بڑے مکان بنائے گئے تھے جن کے چاروں طرف آہنی جال تھا اور کچے کہلاتے۔ ان میں صد ہا قسم کے فیروز لکے چھوڑ دیے گئے تھے جو ان میں آسانی سے چاروں طرف لڑتے اور خوشن رہتے، اکثر انھیں دینے اور بچے لکھاتے کیوں کہ ان کے پیر بھگے لگائے کی جگہیں بنا دی گئی ہیں ۔۔۔ نذر سیخ اور چروں میں سہلے ملے فیروز کی اس قدر کثرت تھی کہ صبح کو ان کے بچرے صاف کوٹنے اور دانا کریم اور گوند اور بننے کے لیے سلطان خانہ کے پیشخان پر دو تین سو دنانور ہندوں کا جوڑ ہوتا تو سونہا کہ ایک دیکھ لگا ہوا ہے ۔۔۔ یہ جانو، بیل جٹاں، کیا ہے ایک لوگوں باہر ہے کہ ہر وقت وہاں چاہا اور اس سے جیسے ٹر لکھ لڑی لے میں مرتب ہوتے کہ کسی بابے سے ممکن نہیں ۔۔۔ جیسے ہی بیل کا پیڑا کھول کے چمن کے درمیان میں رکھا جاتا اس وقت اس کا عرش چڑھ کے چمہانا اور مست چڑھ کے فخر بھی کرتا دیکھنے اور سننے کے قابل ہوتا ہے

سانپ اور مچھلیوں سے واحد ملی شاہ کی دلچسپی اگر چہ اس ذیل میں نہیں آتی جس میں کوئی پیسہ، شاما، بیل یا سور کو رکھا جاسکتا ہے لیکن طوائف اور جمال کی تلاشی نگاہوں میں خود ان کی غلوں بھی بیکار نہیں۔ مچھلیوں کو اپنے ہاتھ سے چلے دینا اور جتنی شاہ کے محل میں داخل تھا اور ملک افتخار مایا ہندوں کے لیے ایک مختصر سادہ

۱۔ بان نام میں ۱۵۰ سے الٹیم میں ۱۶۶۰ اور چودھریوں کو دیا راجہ ہر ایک چھوٹے باہر زنجیر سے بٹھا ہوا ہے اور ان کی ایک بے ریشیاں وزیر مار سدا بھرتے تھے اور ان کا طرف نظر خضب سے ملتا تھا اور ان کا ذکر کرتے تھے ؟

۲۔ بان نام میں ۵۰

۳۔ چٹاں میں ۵۰

۴۔ بان نام میں ۵۰

۵۔ بان نام میں ۵۰

۶۔ بان نام میں ۵۰

ہر خاص اسی مقصد کے لیے مثال کیا گیا۔ رنگین پھیلوں کے لیے حوض خاص اہتمام سے تیار  
ہوئے تھے۔ بڑی پھیلیاں ہر سال اب میں رکھی جاتیں اور ان کے سٹانٹ کرنے کے  
لیے ایک میں بلق ذیل دیے کا دستور تھا۔ سانچوں کی پور شش کے لیے مصنوعی پہاڑ  
اور آشار کی نمبر بھی واجد علی شاہ کی ایجاد ثانی کی ہے اور کہا گیا ہے کہ غیر ملکی سیاح  
مکی سانچوں کے رنگے اور سید گوند کے ٹانف میں روزے کا مظاہرہ حیرت سے  
دیکھتے اور اس کی تصویر اور کیفیت معصل فلم میں کر لیتے۔

واجد علی شاہ کی جائیدادوں سے دلچسپی اور اس دلچسپی میں انسانی کی خاطر  
ماحول کی مصنوعی عین واجد علی شاہ کے نظریہ سماں سے مطابقت رکھتی ہے۔  
ان کے اپنے زمانے میں نہ ہر قسم کے جائیداد یک جا کرنے کا شوق عام تھا اور نہ ہی  
ان کی پور شش اور پرداخت کے ایسے طریقے مانگے تھے جو وہ زمانے کے چڑیاخانوں  
میں جائیداد کی تعدادوں کی کائناتوں کا جلال رکھا جاتا ہے اور اس لحاظ  
سے واجد علی شاہی سرکردگی اور حال کی درمیان کڑی کھنا چاہیے۔

صغریٰ میں واجد علی شاہ کے شور کا علم ہیں اس وقت سے ہوتا ہے جب  
صغریٰ کی عشق نامہ کا مسودہ لکھا گیا۔ یقیناً اس شہزاد کی سبب سے اس کی عزت  
کے وقت اور اسی زمانے میں موت ہوئی جب دیگر مومن لطیف اور پھول ہشتی کی طرف  
توجہ ہوئی۔ کہوں کہ صغریٰ مکی ہے مگر حد بات اور نام مود کے لیے اسی ماحول  
نظر کی ناس سے جو دوسرے مومن لطیف خصوصاً رفیع کو تاریکی اور ناخوشی ہے  
صاحب دوق اسان لپہہ اسی طرقت کے مطالعے سے کوئی کے لیے شوشوں کے پنے ناں دھند کے  
لیے اقبال اور صغریٰ کے لیے نثار و حال ماحول کرتا ہے اور واجد علی شاہ کا جب  
ذل اند کر نہیں صاف سے نکل عہد ولی عہدی سے ثابت ہے تو کوئی سبب نہیں  
کہ صغریٰ کے اکتساب میں دیر ہوئی ہو۔ عشق نامہ کے ان سرسری نظروں کے شبی نظر  
صغریٰ میں واجد علی کی مہارت کے بارے میں کوئی سارے قائم کرنا ضرور ہے، لیکن

لحہ نامی مہارت حد ثانی سہ کے حوض میں ثانی دہ کی رنگین پھیلوں کی نسل آج تک موجود  
ہے۔ دوسرے ہائی کلنٹ کے چڑیاخانے سہا دہ گئے۔  
۲۰۰۰ء تا ۲۰۱۰ء



میں ایسی کئی بات نہیں جس سے جاں ہو کر کسی ہانک۔ دست مصدق سنائی  
پہل جید۔

درد وادی کے نام مصدق ہے جن میں کسی اچھی مہارت رکھتے تھے اس کا عہد  
کے بچے کتب خانہ کاہر کے چند مصدق اور معش خطرات پیش کیے جاسکتے ہیں جن کے  
سبک خط و نگار ہانک دست نگار کا مولد بنایا، جس میں بعض مخطوطہ اور ثبات تحریر نقل  
وہ دم کی نفاذی خصوصیت سے اس کے ٹکاسٹنگل تھی، جس کی ہر ایک خط و خطرات  
میں ہم نام مصدق سے ایک ایسی مصدق پیش کی ہے جس کی خط کسی دوسرے  
مخطوطے میں ہیں مٹی مثال کے طور پر ثبات مخطوطہ کی رون گردانی کرنے ہوئے جو  
اس صفت کاری کا، حری اور مٹی مونس ہے، دیکھنے والے کو نظر بنا مصدق پر ایک  
میل برزوں کے علاوہ سبب سے کہیں پڑیاں اور تھلیاں تھ کہیں ساجیے پر رنگ  
برنگی پھلیاں دکھائی رہی گی، اور اس میں رطل نقاشی ہے، انگوٹوں کے تمام خط و نگار  
کسی تسلیم کے تحت ہیں جن کو کہیں کہے ہوئے اور کہیں پکلاہ شاید یہ تھو اور کر سکے  
جس مخطوطے کی برعکس کے پیکار کے پاس درجائش میں مصدق سے بادشاہ کے مدد ان کا بدل  
رکھا ہے سرری اور مٹی طریق۔ مٹی ہر ہے اور رنگ اسے ایسا ہی بگھنے رہے ہیں لیکن  
اس مخطوطے کی درجہ پر مود کیا ہے تو مصدق سے یہ پڑی میں مغربی صحن کا اس  
سے چند زمیں پیش کیا ہے جو بادشاہ نے نہیں میں پہلے سطر سے تاج بنا کر پیش  
کیا تھا، مگر کہ یہ خط و نگار سے جاں مغربی ہیں مصدق سے استعارے میں پڑیاں  
اڑ جاتی ہیں اور دے مٹی ہاتھ ہیں پھلیاں پھل جاتی ہیں، جیٹیں بڑھتی رہتی ہیں  
جب سے مٹی سے جہاں چند حروف علا کہ دیے تھے مصدق سے وہاں نیزہ نیزہ  
میں سادہ، تھلی، پنکھیا یا پٹے سادہ ہے۔ ان نام اسٹیا کی متحرک خصوصیت  
رنگ ہے اور میں مقام ہے خط و نگار کے دلال کھتے ہوئے حروف کو اڑانا مقصود  
تھا کا تب اگر لفظ "رعیم" علا کہ جاسے تو نیزہ بنا کر "میم" کو مسخ ہیں کیا



ما ملکتا۔ مصور نے ایسے مقام پر سدریں اور جنگے بنائے۔ اسی طرح اگر افغان کا مجموعہ یا سطر کی سطر غلط ہو تو پھر پتوں کے چنگے سے کام نہیں لیتا۔ مصور نے ایسے ہی مقامات پر جانب، اثر سے، پہاڑی سلسلہ یا مکھی کا چھٹہ بنایا ہے۔ آفرادہ کو نشان نشان مصنف کی طرف سے ہر وہ پورٹی کے کام کہے ہیں کیوں کہ یہ فطری وحدت اور نوعیت کا فرق خیال کی جاتی ہیں۔ جہاں ما ملکتا پر پھیلوں کے پورے پورے سے مصرعے لکھے گئے ہیں۔ وہاں کاتب کا دوسری غلطی کی اصلاح ہے، لکھتے لکھتے غلطی جانے کی۔ بادشاہ کے اپنے اصحاب کے اشاریہ کی علامت کے مطابق چٹھیے پر جہول سے گھرے جیسے ہیں۔ یہ مقامی مصور کے اپنے زمانے میں کوئی نام نہ رکھتی تھی کیوں کہ اس کا تعلق کرشنیل آرٹ سے ہے اور کرشنیل آرٹ Commercial Art نے موجودہ صدی ہی میں ایک مستقل حیثیت اختیار کی لیکن اس کے ابتدائی نقش گزشتہ صدی میں ملتے جلتے تھے اور اس کے قدیم ترین نمونے اردو میں خود واجد علی شاہ کے پیش کیے ہوئے ہیں۔

**خطاطی** ثبات القلوب کے مذہب فنموں کی کتابت میں غلطیوں کی افراط اور اس کی دوبارہ زیب اصلاح ان دونوں باتوں کے لیے خود واجد علی شاہ کو ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے کیوں کہ اس کی فصوص کتابت اور اصلاح انھیں کے دونوں کی تسکین کے لیے ہوئی اور اس کے مرتب کرنے والے انھیں کے تربیت یافتہ تھے۔ ہم اس سے پہلے دیکھ چکے ہیں کہ واجد علی شاہ خط نستعلیق کی بحرانی سے نالاں تھے اور اگر اس کے لکھنے میں اتنا فنی کوئی نئی بات پیدا ہو جائے تو اس کا دانستہ ایک من مانا پلہ ہوتے تھے۔ ہم یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ ثبات القلوب جلد اول کا نسخہ نستعلیق خط میں لکھا جا رہا تھا لیکن کسی نامعلوم سبب سے خط زبیر میں لکھا جانے لگا اور واجد علی شاہ کے آخر عمر میں معمولی سے معمولی نسخے بھی اسی خط

سلسلہ۔ ثبات القلوب (خطاطی) جلد ۱ ص ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹

محمد کے گھر۔ خط میں تبدیلی خود واجد علی شاہ کے مزاج میں تبدیلی کے سبب ضرور ہوئی اور جس خط کو کسی مقبول اصطلاح کی عدم موجودگی میں حنفیہ کو کہا گیا اسے خود واجد علی شاہ کی ایجاد کہا جاسکتا ہے۔ نون و شش نویسی میں حروف کی کرسی درست کر کے کی مشق اس طرح پر کر مائی جاتی ہے کہ کئی کئی لفظ ساتھ لکھو اسے جلتے ہیں واجد علی شاہ اس سرل سے مضامین لکھے جن کے کچھ اس زمانے میں خوشنویسی کی تحفہ سجاد کرنے کا نام مشہور تھا اور واجد علی شاہ کا خط بتا رہا ہے کہ اس میں مشق کا غرض طلب ہے۔ مزید یہ کہ اس زمانے میں دو دو تین تین لفظ لکھنے کا بھی عادی تھا اور خود واجد علی شاہ کی تحریر میں اس کے مختلف اکثر نظر آتے ہیں گئے۔

خط مزید جو کو کسی کے قاعدے کا خیال رکھتے ہوئے مسلسل لکھتے رہنا آسان کام نہیں اور اگر ثبات القلوب کے کاتب نے اس کا سختی سے خیال نہیں رکھا تو اس سے اس کی مشکلیں آسان نہیں ہو سکتیں اسے ہزاروں مصروفی اس خط میں لکھنا ہے اور جب ان مصروفی کا پڑنا:

|                             |                            |         |                            |
|-----------------------------|----------------------------|---------|----------------------------|
| نیاں بزرگ ہوئی بیکمال       | نہیں رکھوئی بیکمال         | ص ۱۲ :  | نہیں رکھوئی بیکمال         |
| ہر کتبہ ہے نور جمیل کی جہاں | یہ برکتیں نور جمیل کی جہاں | ص ۵۱ :  | یہ برکتیں نور جمیل کی جہاں |
| وساقت ہوئی کی قلمی و ہاں    | وساقت ہوئی کی قلمی و ہاں   | ص ۱۰۲ : | وساقت ہوئی کی قلمی و ہاں   |
| ولایت میں مشغول ہے یہ جہاں  | ولایت میں مشغول ہے یہ جہاں | ص ۱۰۳ : | ولایت میں مشغول ہے یہ جہاں |
| حقیقت بھی کی حال کی سہاں    | حقیقت بھی کی حال کی سہاں   | ص ۱۰۴ : | حقیقت بھی کی حال کی سہاں   |

آسان ہیں ہزاران نظموں کو ایک دوسرے سے جوڑنا اور کسی کا خیال رکھنا کہ ابوقت طلب چنا ہوگا اس کا اندازہ لکھنا دلاوی خوب کر سکتا ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ اس نے لکھنے میں سہولت سے زیادہ غلطیاں کیں اور کوئی تعجب نہیں کہ خود واجد علی شاہ نے کسی

سلسلہ۔ حلقہ تلمذ مسعود بنی سرخس میں اس کے طوابع بکثرت موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۱۰۳  
 سلسلہ۔ بنی نویر مشرق کے سوسولہ طوابع۔ طوابع ہر ایک کی طبعی تحریر میں ایسے مختلف ہیں ملاحظہ  
 لکھتے ہیں بنی نویر طوابع لکھنا ہوتے تھے۔ طوابع "مینی" "ہاے" "تلمذ"۔

مسنہ کو مقرر کیا ہر کتاب کے ساتھ ہے اور مسودہ قطعیان خوش کر کے ان کی اصلاح کرتا ہے۔  
 فرمانبرداروں کی ایجاد یا بدعت سے قطع نظر من کا خطاب یا ثواب صرف دہندہ ملی شاہ  
 کی ذات تک محدود تھا مابعد ملی شاہ کے غرق نے کہ ان کی کتابیں قلمی مرتب ہوں اور  
 ہر کچھ کھانا جیسے نہایت تکلف سے کھانا ہے۔ من خوش نویسی کو ایسا خطاط پذیر  
 دہندہ سہارا دیا جب چھاپے خانوں کی مدد سے ان کے ہب کا تہوں کی مانگ بڑھتی  
 اور خوش نویسیوں کی قدر گشتی ہمارے تھکدہ مناز خوش رقم مہد شاہی میں پچاس روپے  
 ماہوار ہر شاہی مسودے صاف کردہ کی خدمت پر دہندہ تھے۔ منشی نور علی کھوسو نے اسی  
 شاہی پر اپنی مطبوعات کی صورت لوح لکھنے کا کام لیا تھا۔ منزا صاحب نے منقولہ  
 تذکرہ اور کہا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ عام کاتبوں کی طرح صفحات سبیلہ کہ کتب پر  
 پامل، خوش نویسیوں اور کاتبوں میں کچھ فرق نہ ہو چاہا ہے۔ منزا خوش رقم کی طرح  
 لکھتے ہی ادفع دار خوش نویسی ایسے تھے جو خطا قطعے اور کتے لکھتے، مسودے صاف  
 کرتے، قطعے مرتب کرتے یا صرف بھی چھپانے کتابوں کی تصحیح کرنے پر اسی سکا رہے  
 منسلک تھے۔ سنہ ۱۱۳۷ھ میں دہندہ ملی شاہ نے رئیس الدولہ علی حسن بہادر کو ان  
 خوش نویسیوں کا افسر بنایا ہے اور رئیس الدولہ رفعت الدولہ فرعام الدولہ اور  
 رئیس الدولہ چار اور فرطاب یافتہ مہد پدار خوش نویسیوں کے نام رکھے۔ اس  
 بہانے سے نہایت ہر کتاب ہے کہ ان پانچ کے علاوہ اور بھی خوش نویسی تھے جو حرم  
 ساتھ ایک ایسی رعایت کو برقرار رکھے ہوئے تھے جو شاہ اب پھر زندہ نہ ہو سکے۔  
 منک و رعایت کی نشانی سرگزشت میں دہندہ ملی شاہ نے چھاپے خانے  
 اور کتب خانے کا ماحولیت رکھتے ہیں کیوں کہ علم اور ہنر کی ترقی

**مطبع سلطانی**

۱۔ ثبات المکتوب (مکتوبہ) کے ۱۰ صفحات میں مکتوبہ کا نام (ص ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳،

اصطلاحوں سے فہم ہوتی ہے۔ پہلی شاخ میں سنیوں کے ساتھ ساتھ علی مرتضیٰ  
و شاخ کے ساتھ ہی چیس بھی بے گنت انھیں ان اداروں کی تعمیری اہمیت کا احساس  
ہو تا فرمودی۔ شاخ کہتے ہیں وہ ان اداروں کو دوسرا قائم کرنے کی فکر کرتے۔  
گھٹے کے واسطے جو محد و لہری شاخ کی علم و روش کی یادگار تھے اور کم از کم ایک بلوئے  
کتب خانہ، کالماتی رہبان و شرارہ شاخ کے انتقال کے بعد پھر اسی جابرانہ کارروائی  
کی فکر چھوٹے مس کی جدوت کیا فیصلہ اور کیا شاخ مری کہیں بھی کسی چیز کا علم نہیں  
ہوتا کہ کہاں صحافی اور کہاں گئی۔

مطبع سنی عاری الدین جید نے قائم کیا تھا اور اس کا قدیم نام سلطان علی  
ہے۔ شروع میں اس مطبع کا تمام انگریزیوں کے سپرد تھا اور اس کی انیس مطبع  
لے کے چھاپے میں شائع ہوئے۔ سید شمس الدین کی چھاپی کا آثار ہوا اور  
احمد علی شاخ کے زمانے تک دونوں طرح کی کتابیں شائع ہوتی رہیں۔ واحد علی شاخ  
کی تخت شریف کے واسطے ہیں صف بنحو کی چھاپی کتابیں سنی ہیں اور بہتر  
حضرت میں کسی انگریز کا نام نہیں ملتا۔ مطبع سنی کی کتابیں نکھانی چھاپی کی  
نوع میں انگریزی حیثیت کی ایک ہی اور ملاوہ تصنیفات واحد علی شاخ کے نسخہ  
برقی، مشعل اللہ و قول اور محمد علی شاخ کے دیوان، قولی اور تیر کی مشورہ  
نوا رب علی بیگ سرور کی سرور سنی، مثنوی میر علی صاحب کی جواہر عقیقہ، مطبع  
امام الدین صاحب کی تفریت اشعار، مولوی عبدالاحد دہلوی کی تحقیق الاوران، مولوی  
محمد خان کی قرن حود میرزا کی تفہیم سنی اور معلوم کنی کتابیں اسی مطبع نے شائع  
کیں۔ مطبع سنی کی چند کتابوں پر اگرچہ مطبع کثیر الشائع المسیح، سلطان المطابع  
چھاپا ہوا ملتا ہے لیکن اس طرح کی کوئی بیاں کہیں نہیں ملتا کہ یہ کتابیں فروخت  
کرنے کے لیے شائع کی جاتی تھیں۔ مطبع سنی، گھٹے کی چند کتابوں پر واضح الفاظ

سلطہ دکنی بیڑا رہا ہے گھٹے ہندو مسلمان و ہر مذہب میں۔

سلطہ ہندو گھر میں۔

سلطہ جنتا گھر میں۔

میں چھاپا ہوا ہے کہ یہ کتابی مفت تقسیم ہونے کے لیے بھیجا، اور جب قریب کے  
 مدرسہ میں یہ لڑکے لڑکی تھانویہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مطبع سلطان آباد کو متکہہ بیکیٹھن پرورد  
 Publication Bureau  
 کتاب اور کتابیں شائع ہونے لگا، عام کی عرض ہے  
 شائع کی گئیں۔

کھنڈ میں یہ مطبع گورنمنٹی کتابخانہ کلاں کو بھیجی میں واقع خاویہ چند سال پہلے تک کھنڈ  
 میں اس مقام کو کلاں کو بھی گھاٹ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ سندھ ۱۳۵۹ء  
 میں انگریز حاکموں نے کلاں کو بھی کو مضہدم کر دیا تھا۔ قزوید علی شاہ کو اپنی کتابیں شائع  
 کرنے کے لیے پھر کسی مطبع کی تلاش ہوئی۔ جن اختری مطبوعہ سلطان، مرہی کھولا،  
 گھٹ، پہلی کتاب ہے جس نے شہان ۱۳۵۹ء میں اسس مطبع کے مدد سے قائم ہونے  
 کی اطلاع۔ بہم پہنچائی اور ریاضی مطبوعہ ثوال ۱۳۵۹ء آخری کتاب ہے جس اس  
 مطبع کی چھاپی ہوئی کتابوں میں دستہ تاب ہوئی ہے۔ بادشاہ ناصر، اشرافی اختری  
 مضہدم اور ابن اور چند اور کتابیں مدد سے صاحبان علم کی اسی مطبع نے شائع کیں  
 ملک اختر، صاحبزادہ بن انصاف و عقل اور ریاضی مطبوعہ کی چھاپی کے کاقدت  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاپی کی عمر ان میں کبھی کبھی بادشاہ نے خود بھی دلچسپی لی تھی  
 اور غالباً اسی طور کا نتیجہ ہے کہ کھنڈ کی کتابوں میں طبیبوں کی اصلاح کے لیے  
 صحت نامہ لگا یا جاتا تھا اور اندک کے مدد کبھی ہونے نہیں گئے تھیں کھنڈ میں جن  
 اختری کے وقت سے یہ خطاں اپنے مقام پر درست کی جانے لگیں اور کبھی کبھی  
 کچھ ہونے پر مدد کی ہل دیے گئے۔ چھاپی ہوئی کتابوں میں کچھ جاتی ہیں جو  
 کے لیے جگہیں خالی چھوڑ دینے کا دستہ مددوں جگہ ملتا ہے اور ہمارے سرورق

سندھ، دی ملٹی پرائڈر، ایسٹ کھنڈ پائلاؤسٹ ڈیبرسنہ ۱۳۶۲ء

سندھ، ایسٹ پلوک، ۱۳۶۱ء

سندھ، کلاں کو کلاں، سبھن آباد، گھٹ، نیر کے مضہدم کے میں مرورد وادہ کا مناد  
 میں ہونے کے سلسلہ ۱۳۵۹ء

سندھ، دی ملٹی پرائڈر، ایسٹ کھنڈ پائلاؤسٹ ڈیبرسنہ ۱۳۶۲ء





کے علی گڑھ کے قریب تر قریب ہی (مضرب کے وقت تک رونے لگے کھاجا  
 شاہین (مضرب کے بعد کھانے کا کام لیا) کچھ جیسے سوچا ہی، اکثر ہی تاریخ  
 شادی کی ہے اور تاہم وہ صنف سلطانہ میں فرست لیا جو کہ فرست میں ملے  
 مجر سے سات تاہم جو کہ ہے کہ اگر یہ طرز طاعت سے ملے سلطانہ کی کہ بھی متاثر  
 کیا تھا کہ۔

سلطہ اصل ہے کہ ماہر مل شاہ بذات خود بھی ہوئی کتابوں کے  
 کتب خانہ سلطانی، لکھنؤ نہ تو کتاب میں جیتی تھیں وہ سروں کے ہے بلکہ  
 اپنے کتب خانے کے ہے وہ سروں کا بھی ہوئی کتاب میں بھی ملانی بدل، اور فی الحال  
 احمدیہ سرے شکاف سے آدھہ جو کہ علی گڑھ کی فصل اختیار کر دیتی تھیں بلکہ  
 ماہر مل شاہ کے اس قبضے شوق کی نفوذ نا تھا تا اس خانہ کی کتب خانے کے ہی حشر  
 میں ہوئی بھان کے نزد گاہ سے شجاع الدولہ کے وقت سے جمع کرنا شروع  
 کیا تھا اور جس میں مانتا رامت خاں احمدیہ سروں علی گڑھ کے اندر نئے کھنڈ  
 کا مختلف شاہی علاقوں میں کھنڈ سے ملے تھے، بریل ہار بیٹنٹ کی متعلق کا کوئی  
 عبادت شاہ کے وکیل سفان کتابوں کی قریب دو لاکھ بتائی ہے، اس پر گزرتے  
 اپنے بائیس بیٹے کے قیام میں اس ذریعہ کے دس سو سو سو سو کا ساتھ کیا اور  
 ان نوروں کی ہر اہمیت تھی اس کا کہ اندازہ اس کا تمام فرست سے ہو سکتا  
 ہے، مثالی ہوئی ہے۔ ماہر مل شاہ نے اس ذریعہ میں لکھ کر کوئی اضافہ کیا  
 تو میں اس کا علم نہیں لیکن اس ذریعہ کی نگہداشت پر جو لڑکے انھوں نے  
 دیکھا اس کی قرینت خود اس پر گزرتے کا ہے۔ ماہر مل شاہ کا علی گڑھ کی آمد کرنا

سلطہ غیر متاثر ہے، اس پر کتب خانہ کا نام عبادت کیا گیا ہے۔

سلطہ وہاں جلیاں آباد کے دھوکے میں کتب خانہ کا نام عبادت کیا گیا ہے۔

سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے

سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے

سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے

سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے، سلطہ اس پر گزرتے



اس واقعے سے کئی ظاہر یہ کہ سنہ ۱۸۴۷ء میں گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ نے ملاقات کے دوران ہر خطے پیش کیے جن میں ایک پیشیت قیمت قطر پر بھی شامل تھا۔  
 اشتراک سلطنت کے بعد اچھی گھوڑے اسلحہ اور دوسرے امدادات کے نظام جوئے کا ذکر فرزند ہارڈنگوں میں درج ہے لیکن کتابوں کے فروخت ہونے کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ سنہ ۱۸۵۱ء میں کتب خانے کا تہاہ ہوا:

”میں کارکنی صاحب دستی بھرتی، لکھنؤ کی ہدایت ہوا، ایک دن ملا کتب خانہ فرج کش کی اداروں میں بترتیب تھا ہارڈنگوں کے پیکر ایلا دینے جب کش کرنے) فرمایا اب تم انھیں آراستہ کر کے رکھو، جس کی علامت اس کا سب بر طرف ہو گیا جنھیں ہزار ہا روپیہ نغزہ ملتی تھی وہ سب بر طرف ہو گئے، فرمایا کارکنی صاحب کو اس قدر زیادتی پناہی تھی“

ملک کی ساری میں کئی پیشیت کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اس طرح کی حکومت جبرانی طریقے پر کی جائے۔ لکھنؤ کے نئے حاکم کتابوں کی اہمیت سے ناواقف نہ تھے۔ نومبر ۱۸۴۷ء میں لارڈ ہارڈنگ کے خود بن سکریٹری اور تاریخ ہسٹری کے مشہور مؤلف سراج، ایم، ایلین اس کتب خانے کی زیارت کو آئے اور خطاب کتب خانہ تاریخ وغیرہ کے دواپس ہوئے۔ دسمبر ۱۸۴۷ء میں اسپرنگ کو مقرر کیا گیا کہ کتب خانے کا تفصیلی جائزہ لیا جائے اور اس کی رپورٹ ۱۸۵۳ء میں شائع ہوئی۔ فروری ۱۸۵۱ء سے اگست ۱۸۵۱ء تک مختلف چیزیں نظام ہوئیں اور مسئل

۱۔ آئین و خزائن

۲۔ جبر و خدائے ہند

۳۔ جہاں میں صاحب میں علم ہو گئے بہت سی کتب خانہ تاریخ کی خواہ بہت دیکھنے

فرشتہ جہاں کی خواہ جہاں کی کتب خانہ کی سو کوئی نامی و اس وقت میں ہوا کہ

فہم کی انھیں کی تہہ جہاں کی تاریخ احمد ۱۸۵۷ء میں ۱۷۵۷ء میں لکھی

۴۔ اسپرنگ میں

کوشش کی جاتی رہی کہ بادشاہ کے مخزن کتب خانہ بھی حوالے کر دیں۔ واپس علی شاہ کے حوالہ سے کتب خانہ حوالے نہیں کیا۔ بلکہ اطلاع دی کہ کتب خانہ حفاظت کے بہانے ان کی تحویل سے زبردستی لے لیا گیا۔ کتب خانے پر قابض ہونے کے بعد اس طرح کی امید رکھنا کہ کاریگری صاحب کو میں مافی کارروائی کا اختیار ہوگا اہل خود کو حسن عمل سے عاری سمجھتا ہے۔ (۱) یہ ممکن ہے کہ انتخاب غرور و خاشاک میں و باد یا ہمارے اور سلی نظر میں تیرا آستان نہ ہو۔ ترزل سلطنت کے بعد "فارت و معاشاں" نے وہ اوراق بھی مستتر کر دیے جو اس زمانے میں نہ سہی اس زمانے میں یقیناً کچھ اہمیت رکھتے ہیں اور اگر کسی کو دستیاب ہو جاتے ہیں تو وہ انھیں نعمت سمجھتا ہے اور سوداگی قیمت وصول کر لیتا ہے۔

سنہ ۱۰۷۵ھ میں واپس علی شاہ کے ایک سوانح نگار نے کچھ کتابیں ان سے طلب کیں تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ فیروز قبض اور فطرت کے مجموعوں سے انھوں نے دوبارہ کتب خانہ قائم کیا۔ لکھنؤ کی طرح کلکتے کا کتب خانہ بھی مٹیابرج رکھتے، کی مختلف شاخیں عبارتوں میں بنا ہوا تھا۔ جس عبارت میں جو کتاب تھی اس عبارت کا نام اس کتاب کی جلد یا صفحے پر اس وقت لکھا گیا جب عبارتیں بیلام کی گئیں اور عبارتوں کے کنہات تاریخ اور کدوں کو ایک جگہ امامانہ سببوں آبا و اجداد میں جمع کیا جانے لگا۔ کلکتے کی یہ کتابیں بیلام ہوتیں اور نہ ہی محفوظ رکھی گئیں۔ ان کتابوں میں اگر

۱۔ مسیح الدین، ۱۸۷۵ء

۲۔ مسیح الدین، جلد اول، ۱۸۷۵ء

۳۔ مسیح الدین، ص ۹۰

۴۔ بی، ص ۲۲۲

۵۔ بدستخانہ، ص ۱۵۰

۶۔ مکتبہ مدرکہ، بیس لا، ۱۸۷۵ء، ۱۸۷۶ء، اور اسی کتاب کو کہ طبعش و تبریک  
چند پر "ضمیمہ" تھا۔ اسی حوالہ سے سولہ ہند کی عبارتوں کے نام لکھے گئے  
۷۔ اہل سبب و ہندوستان کی کتابیں ہیں۔

کے نہیں تو کم از کم ایسی کتابوں کا مجموعہ ہونا ضروری تھا جو ہی کی فرست میں لکھے ہیں۔ یہ کتابیں پہلے وہاں ہونے کے چند سوستان اور غیر ملک کے کتب خانوں میں نظر آئی ہیں۔ مبادی میں بحالت موجودہ مطبوعات اور نظریات کی افاد و فریب و وسوسہ اور موضوعات کے اعتبار سے زیادہ تر کتابیں طب اور دنیات سے متعلق ہیں۔ ان کے دستانے کے دست برد سے بھی بکائی ان کتابوں کو دیکھ کر پہلے واجد علی شاہ کے ان لوگوں کے ذوق کا اندازہ کرنا زیادہ مناسب ہوگا جو ان خطک و مضمرات سے نہیں مل سکتے۔ ان کے موضوعات سے دلچسپی رکھنے والے جن کے لیے واجد علی شاہ گنہگار ہیں۔

واجد علی شاہ سے جو کتابیں لکھنے میں نسبت رکھتی تھیں ان پر سرخ روشنائی سے ۲۵ x ۲۵ سینٹی میٹر کی ایک مستطیل مہر لائی گئی ہے جس پر یہ شعر لکھا ہے:

ثبت دیر نور بدلتا فرخ آفتاب شمسہ خاتم واجد علی سلطان عالم بر کتاب سلطہ

لکھنے کی کتابوں پر یہی شعر ۲۵ x ۲۵ سینٹی میٹر کی ایک دوسری مہر پر کندہ ہے اور یہ مہر سیاہ روشنائی سے ثبت کی گئی ہے۔ مہر کی پیشانی پر تاج اور پھلی کا نقش بھی بدلتا ہوا ہے اور سنہ کی جگہ ۱۱۵۵ کے بجائے جو لکھنے کی مہر پر کندہ تھا وہ دوری ہے جو غالب لکھنے میں کتب خانے کے دوبارہ قائم ہونے کا سنہ ہے۔ لکھنے کی کتابوں پر تاج نمائیکہ شری کی مہر اور ملتی ہے جسے نقش کے مدم جملے کے سبب بادشاہ کی مہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ مہر بادشاہ کے نسبتی بھائی شمسہ خاندان اور بادشاہ کی مہر ہے اور اس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

۱. . . . . اتمام برادر السلطان منظم السلطنت ذوالفقار الدولہ شمسہ الخاں سید

سید علی مانجھار پٹیا جنگ ۱۲۷۷ھ

ذوالفقار الدولہ بہادر میر الشاہ خاں شمسہ کے لڑے، لکھنے سے لکھنے اور شروع

۱۷۷۷ھ۔ واجد علی شاہ کی مہر ہے کہ بڑی علمی احوال پر مشتمل ہے۔

نسخہ ہر پر خدہ چمن شد ہوئی بر کتاب شمسہ خاتم واجد علی شاہ زمان مالی جناب

۱۷۷۷ھ۔ مل خانہ شاہی ص ۲۳ پر شاہ علی عرف نویں حکم کے بادشاہ شمسہ خاں کا بتایا ہے

ذوالفقار الدولہ شمسہ کے بھائی تھے۔ (دیکھئے تذکرہ حری ص ۱۲۲-۱۲۳)

ہے آخر تک فرشتہ اولیم میں واحد ملی شاہ کے در یک پہنچے گئے یہ شاید اسی وقت اور کسی وقت  
خاک ہو گئے۔ سچی ان کی شرکت ضروری خیال کی گئی۔ تاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۳۳ء کو واحد ملی شاہ کے اس  
دریہ زمین نے ہر پچاسی سال میں کھٹے میں انتقال کیا انتقال سے چند سال پہلے ان کی بیانی تم  
ہر پچاسی سال میں جس تہذیب کو انھوں نے پروان چڑھتے دیکھا اس کا خاتمہ بھی قریب  
تھا۔

ماہی گروا بھی بجلی بازار جو کثرت استعمال سے مری کھولا کہلانہ گا  
لکھنؤ کا نمونہ

لکھنؤ کو اسی اجنبی ماحول میں گھرا پایا  
تکے داخل ہوئے جو سکھتے  
ریت دن میں کانور ہوتی کا شور  
کوئی ہیں یہاں کے بے ایمان  
عورتیں بے حیا ناناخہ مرد  
گوشت کھاتی تیل پانی سب بدتر  
ہے یہ ٹھکانہ زمین و زور کا  
کیا کہوں کام کی نہیں کوئی لے  
دام بدوش پھرتے ہیں حیلہ  
اسی ایذا اٹھاتا ہے اس کا

کاٹے کھاتے ہیں بد و کپتے  
دھوکا دے گھٹا، ہوا کا زور  
کچھ سوا کفر کے نہیں ہے نشان  
سبھی جاے نہ ہو کسی کو درد  
ایک کی ایک کو نہیں ہے خبر  
ہوئی جس پر نہانے گھٹا  
سستے پھر ہیں آٹا ہنگامے  
پھانسنے کی ہیں ان کو چاہیں پلو  
جان بلب بے آئی سہاس پتا

واحد ملی شاہ کی زندگی کے کم و بیش پیشین سال جس پر تکلف ماحول میں بسر ہوئے  
ان کے پیشین نظر واحد ملی شاہ کا اس "زمین و زور" کو اپنا سکھن قرار دینا ہی ان  
کی سچی طبیعت کے فنان کے لیے بڑی جہت کا کام تھا۔ خواہ ضرورت، خواہ رغبت  
خواہ اس کے سستے خرید و فروش کی بدوش کی خاطر:







## استیقامت

[illegible][illegible]

جس کا غلہ کاٹا کسی بدسل سیدھے میں ملنے لگی۔

تقریباً ۱۰۰ سالہ پہلے کے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو بڑے بڑے ہیں جن کی عمر ۱۰۰ سال سے زیادہ ہے۔ ان میں سے کچھ تو بڑے بڑے ہیں جن کی عمر ۱۰۰ سال سے زیادہ ہے۔ ان میں سے کچھ تو بڑے بڑے ہیں جن کی عمر ۱۰۰ سال سے زیادہ ہے۔

[illegible]

احلا من الدقه سمعك من يدك

\_\_\_\_\_





قطبہ میں اسی کی پیشین گوئی کی تھی:

حضرت سلطان عالم باجے زیر زمین  
ہندو سریشی تھے نسل کے ہلو لوگ  
اخت خدوس منزل ب کوئی تھی یہاں  
جس کے دم سے پورن پائیں گے دل نکھن  
پاروں میں دیکھئے نو جوگا یہ ہو کا مکان  
نام کوئی ڈھیر ہو لوں گے تائی کے نظر  
تھی پتا و گرو دل خلوک شہا بر جانی  
خانک در رخا پرک شانک شہا بر جانی  
ہندو کس شخص کا ملک تیار ہے میں  
کونسا پہلے پہلے ملک تیار ہے میں  
کی کوئی گناہ ہے ملک تیار ہے میں  
ہر گناہ انہر شخص و خانک شہا بر جانی

مصرع سال سبھی قبر حالت سے  
اباؤں کی چار جانب خلک تیار ہے میں

۱۲۶۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

لیکن پھر کیا کسی کو بھی یا سب نہ ہوگی کہ حکومت اس تیزی سے اس کا رخ نہ کرنا شہادت  
کر دے گی جسے واجد علی شاہ نے اپنے اکتیس برس کی یادگار چھوڑا تھا۔ واجد علی شاہ کے  
انتقال سے تیس سال تک بین و وفات پر مشتمل ایک ایکٹ پاس ہوا۔ کد باطلی شاہ کی تمام  
ملک پر قابض اور متصرف ہونے کا حق صرف گورنر جنرل اور ان کی کونسل کو رہا۔  
عام اس سے کہ کوئی وصیت نامہ یا وارث نہیں جو احکام وہ اس سلسلے میں نافذ  
کریں گے ان کے خلاف کسی حالت میں کوئی چارہ جوئی نہ ہو سکے گی۔ گورنر جنرل اور  
ڈفرن کے احکام کے مطابق بادشاہ کے ایک واکہ کی جگہ چھتیس ہزار تیس سو اسی روپے  
ماہوار بادشاہ کے ہمایوں اور قدیم ترسیمی کا ولیف مقرر ہوا۔ اس میں متروک

سلطہ۔ سوانح شاہ واجد علی شاہ۔ سب سے پہلے ۱۸۵۷ء کا ایکٹ ۱۸

سلطہ۔ ایشیائی (انڈیا) گلٹر کے شاہ کے صوبہ ۱۸۵۷/۱۸۵۸ء میں پہلا ایکٹ شاہ واجد علی  
اور واجد علی شاہ کے بیٹے کی سرحد ہے۔

سلطہ۔ واجد علی شاہ کے بیٹے ۱۸۵۸ء پر قدیم متروک میں ملاوہ ۱۸۵۳ء اور وہی جو متروک شاہ واجد علی  
علی شاہ کے ساتھ تھے وہ نام میں متروک میں ۱۸۵۹ء (اولاد) ۱۸۵۷ء میں ریگات  
کی نقل میں ملتا ہے۔

مذہب و ملت سر چھایا تھ روپے سے زیادہ کے خزانہ تھے۔ ذاتی اسلک بھی بہت

ہو گیا۔ اگر کوٹھیوں اور سکائیوں کو اسی حالت میں تقسیم کر دیا جاتا تو بھی وہ شاید قائم رہ جاتیں، مگر اگر زیادہ کمزور اس میں زیادہ انصاف نظر آ یا کہ کل کوٹھیاں اور مہلان فروخت کر دیا جاسے اور نقد روپیہ دولت میں تقسیم ہوا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب کوٹھیاں کھو ڈالی گئیں، ہمارے اور بھٹے ویران ہو گئے۔ غرض واجد علی شاہ کے زمانے کے مثیا برج کا اب ہم وہ نشان بھی باقی نہ رہا۔

منہ بھرا ہوا بیان اس زمانے کا ہے جب سلطان خانے کے کھنڈر باقی تھے۔ اب وہ بھی مٹ گئے۔ منہ سلطان خانے کی مسجد کے آثار مسجد کی مرمت کے سبب محفوظ ہیں اور یاد دلانے کے لیے: رہے نام اللہ کا

سنہ۔ ۱۱۸۰ھ یعنی ۱۷۶۷ء

سنہ۔ ۱۱۸۱ھ یعنی ۱۷۶۸ء۔ شاہجی کی چٹان پر مشعل ۱۱، چچی کل (پلیکٹیرک سپہ سالار کہیں) ہنگلہ شپ بڑھک پڑا لکھ دیا کہ اس کے بیشتر کارخانے ان کاروں کے بلکے وقوع پر تعمیر ہوئے جو کبھی شاہی کارخانے

سنہ۔ ۱۱۸۲ھ یعنی ۱۷۶۹ء۔ صلی ٹکوری کی نظم حمیرا نے جو ۱۱۸۲ھ کا ایک نسخہ ہے

کلن نظر منیا برج بھی تھا بیشتر حضرت واجد علی شاہ اودھ کا مستقر  
جب وہ زندہ تھے تو یہاں سے خاصا سرسبز بھٹانک اس کی حالت ہو گئی نور دگر  
کوٹھیاں میں اب فقط سلطان خانہ رہ گیا  
وہ سردار سے مل کر باقی منہ رہ گیا

سلطان خانہ کے علاوہ خضر بیگ اور سلطان آباد اسلک ہی دہشتاں کی عمارت ہو گئی اس وقت باقی تھیں  
لکھنؤ کی باقی عمارتیں یہاں سے لے کر سلطان آباد تک ہی آمدن کی تو یہی بہت سی بنیادیں ہوئی ہیں۔ خصوصاً کے  
سلطان خانہ کے سرے سے مٹ گیا کہ وقت مرثیہ منیا برج کے اس پہلے سبب سے اس کا اثر بھی  
طوئیر کا اہل اسے اسلک کی پرستش ہو گیا اور نہ فرما دیا کہ وہ میں دھک کیا اور قتل کیا اس کا نام  
رکھا لیکن منیا برج کے ٹکڑے بھی اس کے ٹکڑے نام سے یاد کرتے ہیں۔

## واجد علی شاہ کی شریکاری

**بادشاہ بحیثیت شریکار** | خطوں اور کتاب شی کے علاوہ اردو غرض میں واجد علی شاہ کی اور کئی تصنیف ایسی نہیں ملتی ہے۔ قابل ذکر کہا جاسکے۔ اردو شری مشورہ ناکامہ ابتدائی نمونہ تھا۔ علی صاحب کے لیے اس زمانہ میں وہ صلاحیت، توانائی اور عمر میت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ اس میں ہر طرح کے خیالات آسانی سے ادا کیے جاسکیں۔ شمالی ہند میں سرسید اور ان کے ہم عصر اہل فہم کی کوششوں سے جو کچھ ہوا استغناء تھی اور مغز افغانی اعتبار سے واجد علی شاہ اس سے کوسوں دور تھے۔ برسیقی، علی لودھی بھی صاحب کے لیے انھوں نے فارسی کو ترجیح دی لودھی کے گیتوں کے مجموعوں کے لیے دیباچہ تک فارسی میں لکھا اپنے خیال میں وہ اس طرح عربی اور فارسی کی نقا کے لیے بدو و بد کہہ رہے تھے لیکن اردو کی سزا اقدوں ترقی کی طرف سے وہ غافل نہ تھے اور ان کی نظریں جو بائیں حمام تک پہنچنا چاہتے تھے انھوں نے ان کو عوام کی زبان میں ہی ان کے سپرد کیا۔ مجموعہ واجد یہ اور جواب بلوچک کے اردو نسخے جو شائع ہو چکے اور خراج خاندانی یعنی نانا زادادہ کے اردو نسخے جو ان کے حکم سے مرتب ہوئے اور موجود ہیں ایسی احساس کے کاغذی پر ہیں۔ تک اختر میں اردو اور فارسی دونوں زبانوں کی شریکاری ہے لیکن یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جو کچھ فارسی میں لکھا گیا وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو فارسی سے آشنا تھے اور اردو میں سے فہم کی طرح ان ناخواندہ افراد کے لیے ہے جو اگر اسی کو لے جاسکتے تو بہت تھا۔

کلیات ادیب اپنے فارسی کی صلاحیت اور فہم کی وضاحت کا احساس رکھتے ہیں

پنڈیٹ نام تک پہنچاتا ہے۔ وہ کیا کہتا ہے، کیوں کہتا ہے اور کیوں کہتا ہے اس کا بہت کچھ انھیں اس کی اپنی نفسیات سے ہوتا ہے، لیکن وہ جو کچھ کہتا ہے اس کے لیے خام مواد عالم بالا سے راہم نہیں جوتا۔ زندگی کے نئے نئے سینے اور اس کے اپنے تجربے اور مشاہدے وہ خام مواد ہیا کرتے ہیں اور وہ انھیں مستوں، تجربوں اور مشاہدوں کو ایک مربوط شکل اور اثر آفریں پر اسے میں مفید و مطلب بنا کر سپرد قلم کرتا ہے۔ نئی کی تصنیف کے وقت تک و بعد علی شاہ کو احساس ہو گیا تھا کہ فارسی کا نثرانہ قسم ہو گیا۔ مثنوی اور سبع عبارت آرائی سے بھی کچھ حاصل نہیں۔ اب تو جو کچھ کہتا ہے سید علی سادی عام فہم زبان میں کہنا چاہیے۔ چنانچہ جی کے دیباچے میں اس کے یہ سؤزرت لکھے:

”دکان میں تاجرانہ دھن تقسیم ہو چکی ہیں ... مگھان میں ... سیر بادغ نہیں ہے، مطلق اور عاشقی کا داغ نہیں ہے، اکثر نظموں اسے طام ہے تک جاتے ہیں، نری رزم کی تک بک جاتے ہیں۔ بت اس کے طام سے لطف اٹھئے گا... اس کا رنگ نیا ہے، جو نقل اور قصہ ہے ایک تازہ گل کھلا ہے... انصاف و باعنوان کے ہاتھ ہے میرا فریاد گائیوں کا ساتھ ہے، مثنوی سنجع عبارت کا خیال نہیں کیا مگر کسی مطلب کو ہاتھ سے جلتے نہیں دیا بلکہ اسی لحاظ سے ترک منظور ہو کر مطلب نہ جائے، عبارت آرائی سے کسی کو سرسوسٹہ نہ آئے۔“

نثرانہ نگار اساتذ اور مضمون نگار مضمونوں کے ذریعے اپنی معلومات کا خزانہ لاتا ہے۔ اس کا پہلا ڈراما نگار رزمائی طرز ادا کا دلدارہ تھا۔ اس نے اپنی معلومات کو تقوں کے پیرے میں قلم بند کیا اور یہ کہنا انصافی ہو گیا کہ یہ سب تقیں اس نے دیکھی تھیں، اس کا اپنا حصہ سوا ان کو قلم نہ کرنے کے اور کچھ نہ تھا۔ و بعد علی شاہ نے تقوں کے ترشح میں تقوں کے موجد اور اس پیشے کے اراد کا ذکر کیا ہے۔

لیکن ساتھ ہی ایسی بہت سی نظمیں رچ گئی ہیں جن کا تعلق سنہ ۱۹۱۱ء کے  
 دیکھنے اور دکھانے کی چیز نہیں ہیں۔ اور جس میں بہ صفت موجودہ ہفتوں میں کسی صفت  
 کی ایسی شخصیت جھلکتی نظر آئے گی۔ مثال کے طور پر مثیلی شاعر کے ذیل میں صفت  
 نے زیادہ سے زیادہ ہجاءوں کو نابینا جرات کا شعر پڑھنے اور سمجھنے دیکھا ہو گا۔  
 اس نفل نے اسے متوجہ کیا کہ خود اس نے شاعروں کا کوئی تذکرہ نہیں لکھا۔ لیکن  
 اس تذکرہ نویسی کے لیے اس نے فرسودہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔ اپنی بیگات اور نویں  
 کے ساتھ اس نے چار اور شاعروں کی شرکت سے ایک شاعر و نریب دیا۔ ان کا تذکرہ  
 لکھا اور اس خوبی سے یہ کام کیا کہ جو اصل نفل حسی اس پاکیزہ و بزم میں محکمہ برکبی  
 جانے لگی۔ اگر پوری قلم بھانڈوں کی کی ہوئی جوتی تو اس میں خود بادشاہ کہانی  
 ہوتے۔ بیگات کی سبائی کیوں کر ہوتی، تارن کیوں لکھا جاتا، کلام کے انتخاب میں  
 حکایت کا کیا اصل تھا۔ اورے فصاحت کب نظر آتی، بھانڈوں کی اصل نظمیں زیادہ  
 زیادہ محرمات کا پتہ دیتی ہیں۔ سہاست، مدہب، معاشرت اور جنسیات میں واحد علی  
 شاہ کے لکھا نہیں نظموں کے نام سے ہی میں صبح جو ہے، اور یہ ہی کے قلمی  
 شاعر کے کی لونی کامیابی ہے کہ اس کے بعد سے اب تک متعدد اردو قلمی  
 طریقے کو ترنی دے کر کہنے ہی مثیلی شاعر و نریب دے اور اسے سنجے کیے۔  
 نظموں کے بیان کو لے کا علم طریقہ تو ہے کہ جو دیکھا اسے بیانہ انداز میں  
 لکھ دیا، لیکن واحد علی شاہ نے اس دیان میں کسی مکالمے کا انداز اختیار کیا ہے جو  
 خاص ڈرامے کی چیز ہے،

صفحہ - نئی ص ۱۱، ۱۹۱۱ء، ص ۱۰ - ۱۹۱۱ء

صفحہ - نئی ص ۱۲۲ - ۱۲۳

صفحہ - بیٹا ص ۱۹، ۱۹۱۱ء، ص ۵۴ - ۱۹۱۲ء

صفحہ - نئی ص ۲۲۲ - ۲۲۳

صفحہ - بیٹا ص ۵۰ - ۱۹۱۲ء

صفحہ - نئی ص ۲۳۸ - ۲۳۹

صفحہ - اسطون کے آٹھ سال ص ۵۵ - ۱۹۱۳ء (ڈاکٹر ابو حنیفہ صدیقی کا مقالہ)

صفحہ - نئی ص ۱۳۶

صفحہ - نئی ص ۱۱ - ۱۹۱۱ء

سہنکار کی شاہزادی نہیں، کہتے ہیں وہ یہاں تاشیح میں، کہتے ہیں  
 پانچویں میں، یہ نویسے کرتے ہیں، یہ ہر انشا میں، یہ کرتے ہیں، یہ پہلی  
 صفیں میں... یہ خوش ہیں سوچ والے ہیں، یہ تظاہر ہیں، یہ بھائی ہیں...  
 چند، یہ شہزادہ ہیں، یہ آخر شاہزادہ ہیں، یہ خدا ہیں، یہ بہت ہیں، یہ بہت  
 خوش ہیں، یہ خدا علی خدا ہیں، یہ مگر خدا علی عالم آرا ہیں، یہ عالم...  
 ہندو ہیں، یہ بریت ہیں، یہ سب ایک طرح، یہ ایک ایک ہیں، یہ ایک ایک  
 انشا میں، یہ فرعون، یہ داود، یہ موسیٰ، یہ جاسق...

مختلف اہل اسلوب میں تانیہ پائی کی صورت نہ تھی، جو کہ لکھا گیا ہے ایسے سیدھے  
 جسے طرح سے لکھا گیا ہے کہ پتہ بھی نہ ملے۔ اور عربی فارسی کے چند اختلاف کے  
 علاوہ جو بد پرچہ میں کی گئے ہیں ایسی کوئی بدایت نہیں کہ معمولی اسلوب کے لوگ  
 نہ سمجھ سکتے ہوں، یہاں پر گاہ علی شاہ نے شعری تانیہ کے لیے مگر نہیں، کیونکہ  
 وہ تو لکھا ہے: "اس وقت تک نہ توک ہر چکا تھا۔" یہ دیکھی اور عام رد و شمس  
 انوار کی کہ بعض میں اس طرح کی پکاراں تھیں، وہ علی شاہ کے دوسرے نوٹوں  
 میں بھی ملیں گی، لیکن جو تانیہ سے نکال کر زبان اس سے زیادہ صاف ہے  
 جو اس دور کی دوسری تصانیف میں نظر آتی ہے۔

غلام کے موضوع اور اسلوب کی منہاں کی حیثیت اور علی شاہ  
انتہائی خصوصی حیثیت اور ادبی شریک میں ایک ممتاز مقام دلانے کے لیے  
 کافی ہے لیکن وہ اہل شاہ کے نظریات کا سوا یہ جوئی کی خلیفہ سے بہت عرصہ قبل  
 ہو چکا تھا، کی شریک نے ہمارے علی شاہ اور علی توفیق کے بعد کہ وہ غلاموں کا ہی  
 میں ایک ہوا شاہ اور علی شاہ کے خط ایسا ہے اسی ہے منہاں کی شان کے ساتھ ہیں  
 اور ظہر میں منہاں علی شاہ کا منہاں ہے، ہر خط لکھنے والا ہے، لیکن خط و خط کے  
 ایک ہی منہاں، تو اس میں خط و خط کی ایک مستقل فن تسلیم کر لی جائے تو  
 اس اور اس کی صفات کو کہل کر فراموش کیا جاسکتا ہے جس سے اس خلیفہ اور اس  
 راجہ منہ میں بڑھ کر نظر آیا، وہ علی شاہ کی نظر نگاری کا عام ہے، یہ ہے

ابہ کے برص نے اچھی کڑتے اور نگارنگ کے پہن پہ اختیار اپنی طرف مڑتے ہیں وہ بھی خط جہد وابد علی شاہ کی بیانات کے حق میں ان خطوں کے جہدوں کا ذکر بالتفصیل کیا گیا۔ یہاں لاضعی خطوں کی اور بی قدر قیمت کا فرق متصور ہے۔ بڑی فتنے سے خط لکھے نہیں گئے، نظام کی طرح بنے گئے ہیں۔ خطوں کی اہمیت سے واقف انسان یہ مشکل اس نظر سے آفتاب کے گائیڈ کہ یہ نظریہ چند خطوں کی ایک خصوصیت، اشع اور تکلف سے ہے، اچیت، اگر پیش کرتا ہے خطوں میں اور خاص وابد علی شاہ کے خطوں میں بہت سے خط ایسے ہیں جو اور اور طریقوں سے بھی اہم ہیں اور ان کی یہ ایک تاریخی اہمیت کیا کہ ہے کہ وہ ایک ایسے دھبے کے گئے جب اردو شریک کی میں اس طرح کے نمونے کم پائے گئے۔

انفرادیت کا سبب | ہم حضرت مکتوب نگار فرمود میں طبعی شاعر کی انفرادیت کے سبب بھی ایک کلامی اسلوب سے سب سے زیادہ اور صحتی، کلامی اسلوب کے فائدہ مائل ہوا ہے۔ علامت کے ساتھ ساتھ شاعری کی خاصیت کا اپنی زبان کے اس فطری رجحان کا کھس فیض اور کوششیں تک میں ظاہر ہوا۔ ادیب میں اسی فطری رجحان کی بدولت انہوں نے اپنے فن کی انکار کو نفس اور عقل کے درمیان مباحثے کی صورت میں پیش کیا۔ غلطی سے اس کلامی اسلوب کا پیچھا کرنا اس لیے بھی قدرتی تھا کہ یہ خط عاشقانہ خط و کتابت کے نمونے ہیں۔ عاشق کے تصور میں عشق و امید و طمع کی صورت میں بیوقوفانہ مزاج کا سب سے غلط نمونہ ہے۔ اس کی اور صفاتی بھی اپنے اسی کلامی اسلوب کے سبب سے قدرتی طور پر سامنے ہے کہ یہ ایک گفتگو میں ہے نہ شخصی اور عوامی کے لیے لکھی ہے کہ اگر وہ دل نہیں ہے تو صاف عام فہم زبان میں جوہر و ابجد علی شاہ یا بطع ابرود نثر نگاری کی طرف مائل نہ تھے اور حیثیت تک نہیں نہ کرتی تو ابرود نثر میں شاید ایک خط بھی نہ لکھا جاتا۔ مزاجت کو ابجاری کی مالیت یا ابجاری ہے و ابجد علی شاہ کی ابرود خط و نثری میں یہی ضرورت کو دخل تھا اور جب حیثیت بالی نثر کی

تو خدا کھنے کا حق بھی خود بخود ختم ہو گیا۔ غصہ کی ذوقیت کا احساس کرنے کے بعد یہودی  
 ہے کہ ہم دواہلی شاہ اودان کے ہم عصر مکتوب نگار افرانہ کے مکتوب علیہ کی علی باستیلا کر  
 پیش نظر رکھیں۔ دواہلی شاہ کے ہم عصر مکتوب نگار افرانہ اپنے زمانہ کے نامور  
 افغانوں کو خدا کی نگاہ سے ہم عصر مکتوب ہیں۔ دواہلی شاہ کے  
 ہم عصروں پر غیظ و حسد و استیلا ہے جو اس کی وجہ سے سب سے پہلی صورتوں کے نام  
 ہیں جس کو دور شاہ و سب ہی کہتا ہے۔ لیکن جو کچھ پڑھنے سے قطعی ناواقف  
 غریب یا غامض ہوں گی وہاں نہیں ہیں۔ اسی صورتوں کے سامنے فارسی و کھیا  
 اودان میں کئی عبارت تالی کی جاتی تو کچھ سے قاصر رہیں۔ بلکہ شاہ نے جو عین نہیں  
 ہیں یا دواہلی شرق میں جو اعتبار نہیں لکھے وہ ان کی دل جوئی کے ہے کہ ہواچی  
 نسکین کے ہے زیادہ ہے۔ اسی عبارتوں کے ہے جو کئی نہیں تھا کہ مکتوب ہے کو کھیا  
 کے ہے یہودی کہ ران میں کھیا جائے۔ کیوں کہ یہ تو کئی کے خوش کرنے اور خوش ہونے  
 کے ہے جسے میں ذکر مل کر سہ کے ہے۔ کھنے کی بات ہے کہ ہر بات بھانے کے  
 ہے کی جی وہ کس انداز میں قلم نہ ہوئی۔ جنس اس طرح کتاب ہوتی ہے کہ کسی  
 کلمات کو مسترد کر لی ہوئی جب اصل خط پر اگر غور کریں گی تو کھیا پڑے گا کہ اگر مکتوب ہے کھنے  
 پر قلم نہ ہوا تو کھیا کھیا اصل خط بھی پڑ کھیا انداز میں کھیا جاتا۔ کاتب محمد  
 تھا کہ مکتوب ہے کی صحت کو پیش نظر رکھو، یا عبارت آرائی سے گریز کر کے یا  
 خط کا مستند ہوتی ہو جانے سے عبارت نکالی سے گریز کر کے خط کا مستند اور واضح  
 کر لیا۔ دواہلی شاہ اودان کے ہم عصر ممتاز مکتوب نگار حضرات میں اعراف کہندہ کی  
 قول ایک عبارت رفت کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لکھنے سے ناواقف انسان کے ہے  
 کہ دواہلی نہیں کہ وہ دواہلی شاہ کو سورا یا غالب کا حوالہ چیں تصور کر سکیں گے۔  
 دواہلی شاہ کے مطلق میں آدمی کی عبارت ہے کہ عورتوں کی عورتوں کی  
 پہلو خط | دواہلی کا خط اودان کا پہلو خط ہے۔ بطور مثال اس سے پہلے بھی  
 لکھے گئے ہیں اس خط سے قبل کا اودان کی خط بھی ملتا۔ غالب سے خط  
 کتب ایک ایک خط کو خود سے دیکھا جائے۔ سورا یا غالب کی پرچہ نامی بھی اس  
 سہ اس سہ کے سفر ۱۹۰ ہے خط علی یا دواہلی کا ہے۔



خط میں نظر نہ لے گی، لیکن اس کے بار محمد ادبیت، اپنائیت، اختصار اور غرض مافیہ کوئی خراب نہیں جو اس خط میں نظر آئے۔ آنے والے تین سالوں میں بے شمار خط اس خط کے بعد لکھے گئے اور یہ سمجھ ہے کہ جو اسلوب اس خط کا خفاہ و مقرر اور نہ رہ سکا، لیکن یہ تبسلی جہاں کہیں بھی نظر آئے گی مطلقاً اور انقلاب میں نظر آئے گی۔ خط کا اصل مقصد ہر جگہ اسی خط کی طرح ہے، تکلفی سے دل نشیں، پیارے میں یاد کیا گیا ہے۔ خط لکھنے کے لیے صرف کاغذ اور قلم ہی کی نہیں غریب جگہ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ شاہ ولی شاہ کے خطوط کا مطالعہ اور مولانا آزاد کا ہر کرے گا کہ اس غریب جگہ نے کب اور کہاں کہاں مصرعہ قرطاس کی باغ و بہار بہار۔

[illegible]

سانچہ کار نہ ہاں میں کہ تھوڑے  
کوئی نہیں پر چننا کیا کرتے ہیں  
نہ ہر شے ہر پار میں ہر شے ہر  
دھڑا نظر ہنسی کہ نہ ہاں کا

ہمارے فرزند آدمی ہیں کہ سول نظر نہیں آتا، اسے فرزند ایک کہنا اور  
 ہنسنا ہمارا مسکن ہے، اسے فرزند درندہ ہیں، اسے فرزند وحشت کہنا  
 ہے کہ دربرس سے ہیں سوجی کھولے مال کی صورت بھی نظر نہ آتی اسے  
 فرزند سوا سے غلامانہ بی مافیہا کے ہیں کوئی کام نہیں، اسے فرزند ہم تمہارے  
 چاچے والے ہیں، اسے فرزند برابر بار تھا نام لکھا پہچانتا ہوں، دلہہ ہیں  
 بھرتا.... ع

عابد علی شاہ کی شبیکڑوں، زبردوں، پیریاں، شہر کی گلی ہیں۔ امید نہیں کہ ان شبیکڑوں  
 زبردوں میں سے ہر ایک نے کم سے کم ایک غلام لکھا ہوا اور بارشاہ نے اس کا پیر  
 نہ لیا ہے

”شہر اکبر ماں عالم تھا ہر ایک جگہ میں جیسے بیٹھا چاند سورج کا منہ نہ بکھا  
 خدائی قسم زمین میں نہیں آتا، قیاس میں ہرگز نہیں سمجھا، یہ تھا ہر اسی کو  
 ہے، یہ قوت بادشاہوں کا بناس ہے، راحت بھی انتہائی ہے، صورت بھی  
 کڑی ہے، خوشے رتبہ کی ہر بات بڑی ہے، غلام اور سب تکلیفات کے  
 کہ بے اختیار کی ہیں، مجبوری اور بنا جاری ہیں کثرت ضروریات خطوط میں  
 کیا کہہ دے سر ہے، یہ نعمت و تکلیف کس قدر ہے، غلطی کی قلت، غم  
 کی کثرت، تمہاری ہر ایک سے موت ہے، جس کے بولب گدی۔ ہر جگہ  
 یا قلم انداز ہر اسی کی شکایت ہے۔ ع

بارشاہ کا ہر ایک سے احوال تھا کہ برابر غلام بھی جتنی دیکھا  
 دھنہ۔ ”باقی اور مال اگر سسنگی سوا سے ملال کیا ہاتھ آئے گا، اب میں زندگی  
 میں نہ سمجھا، مڑوں میں ہیں، برس نہ جینے کے اور نہ جان ہیں، امید  
 ہے کہ جب تک جیتا ہوا رہے نہ بھگانا ع

ع۔ تہذیب فرزند ص ۱۲۷

ع۔ تہذیب فرزند ص ۱۲۸

ع۔ تہذیب فرزند ص ۱۲۹

وہاں آئے غور سے مکتوب قہار سے اب بھی دروہ میں آئے ہیں اسے غور سے دیکھو  
 ہر سکا کر تاریخ وار میں ایک خط لکھو اگر چہ جہاں یا کوفہ ملے  
 اور میں نے جتنے خط لکھے اس کو سننے کی محاب بھی ہے:

صفت جان من ہم کو خدا کی قسم کوئی رتوہ جہاں ایسا نہیں جس کا جواب نہ لکھے ہیں  
 یا قلم انداز کرتے ہیں، مگر اثنائے رتوہ میں ڈاکھوں کہ بخیر کے ہاتھ  
 سے جو راز اگر چہ سے اور تلف ہر جائیں اس کا کیا چارہ ملے

دہا..... تم سورتی ہو جو لکھتی ہو کہ میں متواتر خط بھیجتی ہوں، مگر اس  
 سمیت تین قطعہ تمہارے آئے، اور دو گوں کے تیس تیس اور پائیں  
 چالیس خطوں کی باری آئی اور ہم نے بھی اسی تعداد کو جواب لکھے۔  
 تمہارے تین ہی آئے ہم نے تین ہی جواب لکھے ہیں، علیحدہ  
 لکھی رہتی ہے، جس وقت خط آتا ہے جان میں جان آتی ہے

سب سے فیض کی فراہمی میں حد تک کہ سناحت ہو سکیں سب کی سب بیگات کو  
 تھوڑے تھوڑے وقفے سے خطوں کے ساتھ بھیجی گئی تھیں۔ چنانچہ کہ تھوڑے تھوڑے  
 سورتیں جن کا حالہ نہ مل سکا وہ بھی خطوں میں مل گئی اور اس حالہ  
 سے اگر صرف بادشاہ کے خطوں کی تعداد مدد دہائی ہزار بیان کی جائے تو مبالغہ نہ  
 ہوگا۔

ماشور کے بارے میں سنئے آئے ہیں کہ ان کے اندر خط  
 خطوں کے مجموعے | سے "حسیوں کے خطوط" اور "تصویریات" کے علاوہ  
 اور کہ ہیں نکلتا۔ طاہر علی شاہ کے سراے میں اگر تصویریں تھیں تو وہ اب محاب  
 خانوں کی زینت ہیں۔ خدا جانے اس میں بیگروں کی ہیں جس سے موسوم ہیں یا خطوں  
 کی طرح ان میں بھی حقیقت کچھ تھی اور صورت کچھ ہے۔ خطوں کے باب میں دیکھو ہاں



ہے کہوں کہ جو خبریاں مکتوب نگار کے بے غرضی ہیں مرتب کے بے مروتی نہیں  
 خطوں کے واسطے ہیں یہیں یقین دلا یا گیا ہے کہ  
مجموعوں کا سبب تالیف - خطوط صرف ادب اور انشا کی کے آئینہ دار نہیں  
 جوتے بلکہ اس سے علمی ادبی سماجی اور سیاسی تاریخیں بھی مرتب کی جاسکتی ہیں۔  
 - خطوط سوانح نگاری کی جان جوتے ہیں۔ ان اقوال کی روشنی میں مذکور ہا  
 مجموعوں کے نام اور ان کے دیباچوں پر نظر ڈالیے۔ بادشاہ نے بھی باتیں اپنے  
 انعام بیان کی ہیں اور اس وقت بیان کی ہیں جب اس طرح کے غمی خطوں کو  
 شائع کرنا ایک بالکل نافذ کھی بات تھی۔ خط خواہ وہ مد سرفروشی کے نام کیوں نہ ہو  
 ایک شہسی غمی رنگ کو بے نقاب کرتے ہیں جس کا انشا انسان کو افشا کرنے سے زیادہ  
 عزیز ہوتا ہے۔ یہی نکتہ کتابت اگر مہیاں جیوی کے ہد میان ہو تو اور زیادہ قابل ملاحظہ  
 بھی جاتی ہے کیوں کہ وہ خیالات جن میں وہ صحت ایک دوسرے کے راز دار ہیں ہوتے  
 میاں جیوی ایک دوسرے کے ہم راز ہوتے ہیں۔ ان کو شائع کرنا بڑی خزاں کا کام  
 ہے اور عابد علی شاہ نے اپنے راز اپنی بیگناہ کے خطوں کو شائع کر کے ہی جزا  
 زندان کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایک نغمہ وہ تھا کہ جب یہ خط کھل جاتے تھے تو بادشاہ اور  
 بیگم دونوں کب گوارہ جوتا تھا۔

- تم نے لکھا کہ ناسخ جو سے کوئی حصہ نہ کھتا ہے۔۔۔ خط اول کھل

جاتا ہے تب ہمارے پاس آتا ہے۔ دیکھ کر ہم کو جب ہوا کیوں کو دک

ظہور کی یہ جہاں نہیں ہمارے متعلق سے یہ خیال نہیں، تم اپنے

ظہور پر دریافت کرنا کہ یہ کون صاحب ہیں، جو اس محل کے بانی ہو

باعث انشا کے راز پہنچتی ہوئے۔

ایک نغمہ وہ آیا کہ انھیں خطوں کو قریب مطلقاً اور مذہب نکھرایا گیا۔ تشریف نزل

سطح۔ قریب وہ حصہ کا قریب نہیں ہوئے۔

سطح۔ راز خطوں میں

سطح۔ رزق بیگات میں

[illegible]

۱۔ اگرچہ محبت باطنی و کائنات سے ملتی ہے مگر یہ شریعت پر  
 عمل سے آتی ہے اور نہ ہی کائنات سے ملتی ہے۔  
 ۲۔ اگرچہ محبت باطنی و کائنات سے ملتی ہے مگر یہ شریعت پر  
 عمل سے آتی ہے اور نہ ہی کائنات سے ملتی ہے۔  
 ۳۔ اگرچہ محبت باطنی و کائنات سے ملتی ہے مگر یہ شریعت پر  
 عمل سے آتی ہے اور نہ ہی کائنات سے ملتی ہے۔

۱۔ اگر کسی شخص کی طبیعت میں یہ صفت ہو تو وہ  
 دنیاوی کاموں میں کامیاب ہوگا۔  
 ۲۔ اگر کسی شخص کی طبیعت میں یہ صفت ہو تو وہ  
 دنیاوی کاموں میں کامیاب ہوگا۔

[illegible][illegible][illegible]

1994年12月24日

1992, 1993, 1994, 1995, 1996, 1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 26

[illegible]

شادی کتب خانے سے باہر نکلنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ ہاں ان خطوں کے کچھ لکھے جانے سے نکلنے اور نکلنے کے قصوں معلقوں میں بارود خط و کتابت کا ہر پارہ گیا ہوگا۔ بات فرائض سے پہچانی جاسکتی ہے۔ نظم جیادائی اور شہر لکھنؤ کا بیان ہے کہ متقی اور مسیح عہدت آرائی کا لوگوں کو بہت شوق تھا اور عہد بادشاہ سعادت خور اور نعرہ میں اسی رنگ کو پسند کرتے تھے۔ جی الوافہ اگر ایسا تھا تو یہ تبدیلی بیگمات کے خطوں کی بدولت امیری کے بعد رد نہا جوتی ہوگی، کیونکہ بادشاہ کے جو خط چارے سامنے ہیں ان میں اسلوب بالعموم سادہ اور بے تکلف ہے۔ شہر سے شاعروں اور ادیبوں کے منگٹ کا ذکر کیا ہے جو سرور کرنا شاہ کے کے نئے نئے پہلو پیدا کیا کرتے تھے۔

”اس ڈیوڑھی پر عاص خاص شوار حاضر رہتے اس لیے کہ عسکر ادلی کو لیں شہر سے دلچسپی تھی اور اس ڈیوڑھی پر رنڈ رنگیں عبارت لکھنے والے جوں مزاج اور بھوں کی تلاش رہتی تھی، اس لیے کہ بدھ تیسکر یہاں سے ایک نئے رنگ کا ٹونڈ نامہ جا کے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش ہوتا تھا“

اور اپنی انشا پر داری کو اس خطوں کا سرور من مت بتایا ہے:

”بچے خدسی عاشقانہ عبارت آرائی کے شوق میں یہاں بیت لاہرا واجد علی شاہ میں حسن و عشق کا ایک نہایت ہی دلچسپ مشغلہ ہاتھ آگیا، بادشاہ کے نام... بیگمات جو خطوط بھیجا کرتیں... اسی دہر بیت لاہرا میں شعرا رکھے جاتے، یہ خط جو قند نامے کہلاتے عموماً عاشقانہ انداز سے رنگیں عبارت میں لکھے جاتے، ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہوگی جن کو میں نے پڑھنا شروع کیا، مجھے ان میں بڑا لطف آیا... ہر ایک خط میں ایک جداگانہ جدت طراری اور تازگی

محمد بہر حال یہی مشاہیر تھے کہ پہلا نصاب یہی قندلمے تھے جو ظاہری  
صفت اور باطنی رنگ بھارت دونوں حیثیتوں سے بہت ہی دلکش تھے  
قندلمے اس دریاں نے واضح کر دیا کہ جن خطوں کا ذکر کر رہے ہیں وہ عاسی زخیر  
کافری کڑیاں ہیں جس کا پہلا سرا مذکورہ بالا مجموعوں میں ملتا ہے۔ شرر کی طرح  
نہ معلوم کئے قندلمے شوق سے ان کو دلوں سے پیاس بھاتی۔ پیاس کی فرقت  
مگر چائے ہل چکی ہے لیکن تاریخ اور ساریات اور سوانح نگاری کے شوقین انھیں  
ظروں سے وہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں جو اور کسی ذہن سے کم میسر ہوں گے۔

واجد علی شاہ کے مجموعے | ہیں۔ ہر شہید و شہید نگار ممکن ہے باطنی شخصیت  
کو افکار و اسلوب کے پردے میں سراپا میں مگن قندلمے کی خطوں سے بھی معلوم ہو جائے کہ کون کون  
ہے جس کی وہ دہری ہے۔ واجد علی شاہ کی رنگ ایک کھلی لکھنؤ کی رنگوں کے سامنے رہی اور وہ اس  
تکلیف میں کہ اس خاص وقت و گون کے مطالعے کے لیے خود پیش کیے۔ واجد علی شاہ کے حوالے  
کے تھوڑے جزیں ہمارے مصنف کی صرف گھر بندگی اس کی آندوں اور آندوں و مندوں  
اس کی پریشانیوں اور ضرورتوں اور اس کی وضع داری، اخلاق اور انسانیت  
کا علم ہونا ہے۔ نامہ ہکا پھو، عیش و عشرت کھولنا، ہندوستان کے زرخیز  
ترن میں طے کا حکم، اپنے نام انہیات اور ملکات سے محروم قید غربت میں  
گرفتار ہے لیکن اس کے متعلق اس سے آج بھی اسی پورش اور دلوں و دلوں کے  
طالب ہیں جو کل تک اس کے اختیار میں تھی۔ وہ اپنا دلوں بیان کرے تو کس  
وہ اپنے دم چکر کھائے تو کس کو، سامی کی صین یادوں میں وہ حال کی غم انگیز  
سفریوں کو بھول جاتا پاتا ہوتا ہے لیکن اندوں میں کیا ہوا، لکھنے میں کیا ہوا  
ہے، کھڑے میں کیا ہو گا، پورچہ پورچہ کو تمام غم تارہ کر رہے جاتے ہیں جن سے  
حیثیت غم کی تلاشی ہے۔ چاہے اور چاہے یا سبکی و اجش ان خطوں کی مشرک  
غیر حیات ہے کیونکہ، سب خط قبت نامے ہیں، عتاب نامہ ان میں سے ایک



بھی نہیں۔ لیکن غمِ ہائیں کے ساتھ ہی غمِ دواں اور غمِ رعداں کے کچھ حیرت انگیز نقش  
ان غزلوں کا جو بس لکھے ہیں اور چچہ پوچھے تو انہیں لغزش کی بدولت واپس علی شاہ  
کے نصب پائی مطالعے کے لیے بہت سا کام مولد ان غزلوں میں جمع ہو گیا ہے۔  
**اسلوب میں تنوع** تاریخِ ممتاز، تاریخِ مذہب اور تاریخِ غزلیہ، ان تینوں بڑوں  
کے خطا سامنے رکھیے تو تاریخِ ممتاز کے خطا آخر الذکر  
دونوں بحور کے غزلوں سے نمایاں طور پر مختلف نظر آئیں گے۔ ہر ایک عتابِ منشی جیسے  
منشیانہ فشارِ وازی اور طولِ کلائی تاریخِ ممتاز کے غزلوں کا عام اسلوب ہے کہیں کہیں  
عام بول چال کی ران لگی ہے لیکن بجا ہے برجستہ ہونے کے آواز سنہ پراسنہ، اردکانہ  
۱۷۷۵ء کو شہید ابیگم کے خط میں کیسی صاف اور سچیں اسد لکھی تھی۔ اسی کے تین دن  
کے بعد ایک نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے:

آفسر زق طیلِ منازِ جہاں صوابِ اکیلِ محلِ صاحبہ کو جانِ عالم کی طرف سے  
معلوم ہوا اے تاجِ فرقِ صبرِ باںِ روضہ بہزادِ مرقمہ تھلا ملینِ حشنگ  
انتظار میں سیلِ بس جانِ اہتِ تابِ ہوا، بعد اللہ تعالیٰ یہاں تاخیر پر رقیہ  
محبتِ ضمیمہ ہر طرح کا صلِ جنابِ باری ہے اور صحت اور سلامتی اس  
بوشب چہارہ کی ہمیشہ درگاہِ خاقی ارضین و سماوات سے مطلوب  
ہے۔

لیکن یہ تبدیلی صدائے بازگشت تھی۔ ایک طرف تو ممتاز جہاں کو اسی طرح کے  
پر تکلف خط لکھتے رہے اور دوسری طرف شہید ابیگم کو اس انداز کے خط لکھ گئے  
جن پر پراسنہ کو مکالمہ مناسب کا اطلاق ہوتا ہے۔ مین برس بعد شہید ابیگم کے نام  
کوئی خط نہیں ملتا لیکن تاریخِ غزلیہ کے خط اسی اسلوب کی تری یا نہ تھل ہیں  
جس کی ابتدا شہید ابیگم کے غزلوں سے ہوئی تھی۔ تاریخِ غزلیہ کا پہلا خط ہے:  
”ہری ماد میری پیاری جنابِ ملکہ غزالہ صاحبہ، اللہ اکبر اب لکھی ہم کو کہیں

پر ہوا

دشکا پر گدائی کی خبر پانے پر میں مگر میری راجہ کی توڑ مٹا کر  
میں تمام سب سے زیادہ یاد رکھتی تھی کہ سب کے بعد پہلی خبری، شہزادی  
نصرت کو تھیں ہے، رقتہ تھلا آیا، سب حال معلوم ہوا، جھاری تباہی میں  
دل خنوم ہوا پہلے

نصرت جگر مرلی میں غلط سلیب بیان سے جہاں بادشاہ کی جنت طراز طبیعت اور  
نصرت ان کے زبان اور بیان پر نصرت کا ظہار ہو گیا ہے وہاں یہ نکتہ بھی واضح ہوتا  
ہے کہ بادشاہ نے شاید اس طرح کا خیال رکھا ہے کہ جس رنگ میں سولہ ہوا اسی رنگ  
میں عجب دیا گیا ہے اور جس کو جواب دہ ہے اس کے دلی اور ملی صلاحیت کا وہ  
رہے۔ رتہ جہاں بالکل ماحولہ، نہیں ہاں کے طوں میں نصرت کا ہر نکتہ ہوتا  
فان اسی سب سے ہے۔ جواب فو بیگم اور نصرت سے مشرب ہر چکی تھیں  
فرزین کا ان کے نزدیک مکروہ فعل تھا۔ غلوں میں ان کو متعظم حد تھیں۔ بھی  
گئیں۔ عتہ نکھر گئے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک اسماعیلی کے فراسٹ گام  
تھنے پوری طرحی نصرت مہل میں تھیں۔ بادشاہ نے حکم صادر کیا تو وہ بھی اسی  
نصرت میں تھا۔ شکریہ کے طور پر اس عالم نے پھر عتہ پیش کیا۔ یہ نصرت منقطع  
میں تھا۔ بادشاہ نے ملو کی تھوڑی سی اسی نصرت میں تھی۔ ماضی میں اس  
میرزا تھوڑے سے۔ عتہ تھوڑا لگا لگا کا اہل نہیں ہوتا، اتنا وضع بھی ظاہر ہوتا  
ہے۔ سوتہ، عشیر، عشیر، زرقیر، تھوڑا، عشق، راتر، عشق اور صدیقی وغیرہ  
نصرت الی غم سے بیگم کی طرف سے جو خطا بادشاہ کو پہنچے اگر سب کے سب  
تھانے سائے مہل تھوڑے بادشاہ نے جو جواب دیے وہ بھی دستیاب ہو مٹے

سلا۔ تھوڑے تھوڑے

سلا۔ تھوڑے تھوڑے

سلا۔ تھوڑے تھوڑے

سلا۔ تھوڑے تھوڑے

تو معلوم ہوتا کہ ان حضرات نے ایک دوسرے پر بہت سی باتوں کی دھن میں ہنسنے پر لگا کر  
کے کیسے کیسے جو ہر دکھاے اور ان کے مقابلے میں تو تھا بادشاہ نے کیا انداز اختیار  
کیا۔ افسوس کہ ان خطوں میں ایسے صوف چند خط وغیرہ کے ملتے ہیں جس کے جواب  
دے گئے اور بادشاہ سے ان خطوں کے جو جواب دیے وہ اسی رنگ و صورت میں  
ہیں۔

اچھے خط کے لیے رسمی مکالمہ ضروری نہیں، صرف ہل چال کی سی  
مراسلہ یا مکالمہ ہے۔ یہ مکالمی صورت ہے۔ یہ ایک خاص حد سے زیادہ یہ مکالماتی  
انداز مکلف اور تعیش میں مل جاتا ہے۔ یہ مکالمہ تاریخ مذہب اور تاریخ غزالہ کے خط ایسی  
مکالمے کو پیش کرتے ہیں جس کی ابتدا سرگوشیوں سے ہوتی تھی اور جس سے رفتہ  
رفتہ ڈرامائی انداز اختیار کر لیا۔ زبان کی ابتدا آگے یوں ہی ہے۔ الفاظ جذبات جیہ  
اور محسوسات کو دوسروں کے ذہن نشین کرنے کے لیے امتزاج ہوئے تھے۔ شعر  
و ادب میں ان کی بجاوٹ اور صوتی ہم آہنگی سے اثر پیدا کرنے کا کام لیا گیا ہے۔  
اس مکالمے کے ابتدائی نقش ملاحظہ ہوں:

دھندہ کیوں پیاری اب نہ چاہے دل کا حال خوب تم پر کھلا، سسر زیندا  
اب تاب مہاجرت نہیں، دل بہ تر درد میں طاقت نہیں، انہیں تم سے  
کب ملیں گے، کب دیکھیں گے، اور غزل ہم نے جب وقت  
میں کہی ہے، خیر تمہارا دل خوب جانتا ہے اور بوقتے جلدی جلدی کھے  
جاؤ کہ اب یہی باعث شک ہے، اس سے دل کے ٹھہرنے کا یقین  
ہے اور طبیعت کا اپنی حال کیا بیان کریں، ویسے ہی، فقط  
(ب) "لندن میں یہ حال ہے بھائی صاحب یہ چاہتے ہیں بھگے سلطنت ہو،

سطح۔ رخصتہ بیگمات میں پیدا جگم کے نام آئے اور ان کا جواب دے جانے والے خط ملاحظہ ہوں،

سطح۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نقوی (۱۹۵۰ء) نے ۱۹۵۵ء کے مکتوب میں، ص ۷۱

سطح۔ بیٹا ص ۲۱

سطح۔ ایک مکتوب ص ۱۸۰

ماہر جسے صاحب پہاڑتے ہیں کہ مجھے ہو، چچا بھتیجے میں قتل و قاضی جوتا  
 اچھل رہا ہے، ہم یہاں طیل پڑے ہیں، ہمیں کوئی نہیں پوچھتا  
 خدا خواستہ اگر وہاں یہی حال ہوا تو کہیں مجھے جینا نہ چھوڑے گی، خدا  
 جانے کیا گت اور نوبت میری ہوگی، باب کو یہ مدعی قرار واقعی دشمن  
 سمجھتے ہیں، مگر اسے گل خرلے افسوس کہ تیری اور تیری رشتہ کی صورت  
 دیکھا نصیب نہ ہوئی، وہ سوئے یہ رشتہ کھلے آستانہ بیاہ پر کہ کسی  
 طرح سے اس کو مجھ سے چھین لے ناپس کی ہے، روز وکیل آن کرنا کہ  
 میں دم کہنے ہیں، میں دھمکے کہتے ہیں کہ اپنے رشتہ کی طرح  
 کروا کوئی میری فریاد نہیں سستا، مجھے رشتہ کیجئے کا سزا نہیں دیا  
 جاتا، باقی اور حال اگر سنو گے سولے سال کیا ہوا ہے مجھے

۱۷۔ "جان من وہ ایک ہی مسہری بہری ہے، ختم سے واسطے اور تعاری  
 رشتہ کے واسطے ہاں تک غریب نہیں، آن اگر برسر حکومت ہونے تو  
 خدا جانے کیا کیا۔ کہ مجھے نکالے ہوتے، نکھنوں بھوکے بغیر سہ دن  
 طے ہوتے، نقد میں کسی کو دخل نہیں، جو مرنے خدا، اس طرح اپنے  
 دل کو پیش کشا، فیض کیا غرضی فری نہیں کرتے، شل مچھو ہے  
 ہتھ اور حاشا پاؤں پھیلانا، ہم تو اس کی فضل الہی سے ملال دار ہیں  
 اور عیب گے، تم کچھ اس کا تردد نہ کرنا۔"

۱۸۔ "تم کھنٹی جو کہ مجھے جھوٹی باتیں نہیں بنا آتی ہیں، تمہیں اعلان ہے  
 محاب و ذکر آگے ختم سے اس قدر دقت آتا کہ تمہیں جس قدر باب  
 آتے ہیں، آگے نہ آتے تھے۔"

ابتدائی رسی کلمات سے قطع نظر تلمذ تہب کے خط مندرجہ بالا اقتباسات کی طرح

۱۔ ایک مسند میں ۱۱

۲۔ ایک مسند میں ۱۱

۳۔ ایک مسند میں ۱۱

بجز کسی اہتمام کے کچھ گئے ہیں اور یہی سبب ہے کہ زبان میں لوہے ہے، کہیں کہیں جگہ  
 اور دنیا لوح کی غیر مربوط اور تاریخ و زمانہ کے خط زمانہ فوٹ و لیم کی یاد گار ہر  
 قید میں انسان بات کہنے کو ترس جاتا ہے۔ سراسر مکالمہ کی بات کوئی حاضر ہے۔ لیکن  
 یہ مکالمہ طبیعت پر زور دے کر کھٹایا گیا ہے۔

”الغرض“ اسے طرہ اور تجھے میرے سر کی قسم، ذرا میرے سینے پر ہاتھ رکھ کے  
 دیکھا، اس وقت میں کہلا ہوں، رفیق کہیں کھانا، انا، جدا جانے دل  
 کے نشہ میں کیا بکس دم اہل، اسے غرہ دنیا بہت دری ہے، ہم اگر  
 لاکھ ماں شکاری کریں، رفیق بے شک ہماری کٹ پچا جس کرتے  
 مہل گے، اس سفر اہلقت سے نہیں گئے ہیں لگایا۔ دنا منہ سے منہ  
 ملاو، اس سفر اہلقت کے ساتھ رہا، اس منزل کا کھولنا، پلوز رو کوئی  
 ہم دم گھبراتا ہے، کیا اچھی ٹیلیاں میں کی رو کوئی میں لگی ہیں، کیوں  
 غرہ کیا اچھا کہنے اور ہنگ تھا، کھل غرہ، ہے ہے! خدا کے واسطے  
 جس سے تو بولو، جس کا نور، سنگا دل، اس پر سوار ہوں، اپنے مکان  
 تک چلو، واسطہ تمہاری ہے، جوشی سے دم گھبراتا ہے۔“

”اب“۔ سہانہ انداز اچھی محبت اور الفت کی راہ ہے کہ ایک نو قید خانے  
 میں دو بر سر سے پڑا، شریاں رگڑے اور دوسرے بجائے مزاج  
 پر سی اور دل جھٹی کے تم ہمیشہ میں آمیز جگہ لکھتی ہیں، تم کو کیا معلوم  
 کہ ہم کس صلابہ سے بسر و قات کرتے ہیں، صاحب، تم کو اگر خط نہ  
 پہنچے گا تو تم بھگے چھوٹ دینا اور کوئی اس سے بڑھ کر ملے پسیدا  
 کر دینا، لو کیا خوب سب کے بعد تو تفریق لائیں، اس پر نام تو  
 نہیں ہوتا، میں اور وہ کہہ کر دہانی ہیں، جو تمہیں کرنا ہو اور کہہ کر گری  
 بجھنے کی بات کہیں ہم خبر نہ لے گی، تمہاری تمہیں دیکھ کر رو رہا دیا  
 دیکھ لی صاحب کی الفت دیکھ لی، زیادہ کھٹانے کا ہے غرہ

قادر پند کی طلب گاہ ہے

وجہ ۱۰۰۔ اور تیرہویں واسطے خط میں جو ماں باپ بھائی کی سفارش سے  
 ہمیں ننگ کرنا شروع کیا ہے تو اسے غزنیہ چاہو اس کاں سنو چاہو  
 اس کاں سنو اگر ہم سے پہلے سے ملقات رکھنی منظور ہے اور ہم کو چاہتی  
 ہو تو یہ یک قلم سی اور سفارش سے ہاتھ اٹھائی میں غریب جانتا ہوں  
 ہوا تم والد کہاں سے لائیں اور بھائی کہاں سے آئے زمانہ سلطنت  
 میں کوئی نہ نکلا ۹۰۰۰

اور قاضی نے نہایت سادگی سے کیا مجھے یاد کرو گی ہر دیکھو میرے سر  
 کی قسم، غریب اور غریب اور اسے اس رتو کو سمجھو کہ ہم تم سے تین  
 کہتے ہیں، جہاں کے لیے ہم کس کس طرح کی انگوٹھیاں خواہیں جیسی  
 جیسی انگوٹھیاں مل کر انفلکھ سیر، ویسی ویسی خواہیں ۹۰۰۰  
 طرز اح کے بے بدشاہ کا اچھا قصور انداز ہے

والہم انشاء اللہ چاندی کی مسبری زہر خانے کے واسطے بہت خوب صورت  
 دست یاب ہو گی کہیں اس کے ملنے کے پہلے نہ جن بیٹھنا، چاری  
 خانہ کرنا، مسبری آپنے دینا ۹۰۰۰

رہا ۱۰۰۰ یہاں ہر گزہ فضل الہی ہے، تہا ہی بدشای ہے ۹۰۰۰  
 وجہ ۱۰۰۰ کی تو تم سے تولد ہو چکی مگر مسبری متغریب نکل آتی ہے ۹۰۰۰  
 کئی حکم نامے مجھ کو چکا ہوں، اگر میری طرف سے ویسے میں دیکھ ہرگز  
 نصرت خدا مجھ پر ہے ۹۰۰۰

۱۰۰۰۔ تازہ غزلوں ۳۳-۳۴

۱۰۰۰۔ جیشا میں ۳۳

۱۰۰۰۔ جیشا میں ۳۶

۱۰۰۰۔ ادب کا قصہ میں ۱۰۰

۱۰۰۰۔ جیشا میں ۱۰۰

۱۰۰۰۔ جیشا میں ۱۰۰

(۱) دولا کہو بے سرکار محو زری سے ملے تھے اپنے سر کی قسم اور تھامے سر کی  
قسم، سب لکھنؤ والیوں کو بھجوا دیے تھے

(۲) دولا کہو بے سرکار گورنر جنرل بہادر غلام اللہ ملک نے بھی ضمانت  
کیے، لہذا اس میں سے تین ہزار روپیہ تمغیں بھی دادہ لکھنی کے لیے  
بھجوا یا جاتا ہے تھے

محبت نامہ میں اختلاف کا یہ جواب ادا عہد جزا تو خوب نہ تھا لیکن میں ایک سہمی خط لیا  
نہیں ملتا جس کا مضمون مندرجہ ذیل قرار دیا جاسکے، زیادہ سے زیادہ مجھے یہ اس سے  
زیادہ ہیں:

”دو برس کے بعد جب تمہاری محنت اور تندہی پائی اور سستی مٹی ہوئی،  
کیا بیان کر دیا گیا کیا غیبت کات بے جہد بے سر دیا آتے تھے، غلط پاس  
دوسرے سے دل کو بچ کر رہ جاتے تھے، رملع المنہر تین کے کرم سے پھر  
فرید محنت معشوقہ گوش زد ہوئی، اسے راحت جان من اسے رملع رملع  
من، قسم سے خدا کی بے مشابہ جمال حسن کا رن دن کو چہن سہے نریت  
کو بے اس کے کسی طرح آرام ہو گا، کتنا سکھ

مطوں کے شروع یا آخر میں، استثنائی ملاقات، ”آندو سے دو سال“، قتلے  
بوسہ جیسے رسمی کلمات شروع ہم آغوشی سے زیادہ اس غلبائی پہنچ کر اہاگر  
کہتے ہیں جس کی بدولت یہ خط بیگات کے نام محبت نامے قرار دے سکتے  
ہیں، اپنے بچوں کو نو کیا بادشاہ نے بیگات کے متعلق اور ملو زمین تک کو دعا  
سلاست نام بنام یاد کیا ہے، سرسری نظریں یہ انگاری اور ملنساری زیادہ سے  
زیادہ ہوتا ہی ظاہر کرتی ہے کہ بادشاہ اور بیگم کا رشتہ محض جسی رشتہ نہ تھا  
لیکن جس لوگوں کی مزاج پرسی کی گئی شاید وہ بھرتی جھاسکیں کہ بادشاہ کی

سلا۔ تاریخ خزانہ ص ۲۲

سلا۔ ایضاً ص ۲۲

سلا۔ تاریخ خزانہ ص ۲۹۔ دولا کیلئے افغان کی کھائی چھائی میں ملتی ہے۔

ہر روز کی طرح غیہ و خفا سے روزانہ فرقت و ملاہم میں ان اصولی باتوں کو کتنا دخل خط

ماشتاقہ خط و کتابت کے بارے میں یہ نصرا

خط و کتابت کے گریہ و طلب کچھ نہ ہو

ہم تو عاشق ہیں خواہے نام کے

**بیگات کے غوسے**

بیگات کے غوسے کی جگہ تو مل کر آجہ ذل ہے کہ ان غلوں میں یہ خواہش و منہم کے نہیں  
 ہے۔ مگر غلوں میں ہر صفت و تاریخ و زمان کے غلوں میں من طلب کی بڑی خصوصیت یہی قریبی  
 کی جگہ کے ہے جب کوئی بات ہو اور وہ زمانہ خط لکھنا آگے بڑھتی ہو تو سب اس کے ساتھ ہوا  
 بھی کیا کہ جو کہ کھانا ہم کھا رہے ہوں اس کی کوئی خصوصیت نہ ہو کہ غلوں کو اگر ضرورت ہو تو سب  
 نہ ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیگات سے اگرچہ بہت سی خصوصیات ہیں۔ لیکن ان خصوصیات  
 میں سے چند سہایت رنگین اور حسین و جمیل ہیں۔ لیکن ان میں سے بیشتر جواب  
 عشق و محبت و منزلت کی خصوصیات ہیں۔ جو نئے نئے زمانوں سے لی گئی ہیں اور بادشاہ  
 کے خط اگرچہ خدا میں کم اور کثرت میں زیادتی ہیں اور وسط و حد کے ہیں لیکن  
 یہ ایسی خصوصیات ہیں جو مختلف مقامات کی سیر کرتی ہیں اور بدلتے ہوئے مناظر  
 کی قریب و دور رسائی کرتے ہیں۔ بیگات کے غلوں کا کچھ حصہ سنہ و حد سے  
 سے پہلے اور بیشتر حصہ اس کے بعد کا ہے۔ کھنڈ ان سنگساروں میں ایک  
 ایسے عظیم الشان سے تعمیر ہوا جس کی مثال اس قسم کی تاریخ میں نہیں ملتی  
 بیگات کے لیے لیکن خاک و مٹی میں تباہی میں گریز و خیموں کی تفصیل و الٹی و الٹی  
 کھنڈیں ہیں لیکن ان غلوں میں بھی جو سبب گنہگار کے فساد بعد کی گئے  
 متعلق صاف آسانی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بدلتی ملوث خواہ اچھا یا  
 گندہ کیا۔ وہی عمل کی ستر میں ہیں اور وہی آپس کی چٹکے و مٹی اقتدار کی چٹکے  
 نامک مزاج و طاقت کو شاید ان غلوں کی طلب کی نہ بھی یا طلب ہوگی تو فکر میں  
 رسل و سال کی یا چند یا کب اس کی طاقت و مٹی میں گی کہ ایسے خط آئیں  
 یا نہ۔ جو غلوں میں بس ایسے ہی خط ہیں جن سے دریا پے کے پانی کی تابد  
 ہوتی ہے اور چلا کہ بادشاہ کے غلوں کے جواب میں اس لیے خود بادشاہ کے  
 ہاتھ میں کئی غیہ و طلب یا نہیں غلوں سے معلوم ہوتی ہیں۔





(۱۸) ... کہتا ہے کہ اردو شاہی طرز کی میں خود خصوصاً ایک شاہی بیگم کے  
 علم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ایک بیس بیس ہزار نمونہ ہے، مگر اس کی  
 منقشی جلدات، محاورات، استعارات، اصطلاحات، تشبیہات اور  
 محاسن زبان سے قطع نظر کی جائے تو کسی ایک ایک دفعہ بھی ایسا کہ  
 اس کی کہانی ہے۔

(۱۹) "مرد میں زبان کی سب سے بڑی عافیت ہوتی ہیں اور اردو کی گستاخی  
 زبان کا فرد و مدار صرف بیگمات پر ہے، واعد علی شاہ کی بیگمات کو  
 اس معاملہ میں خصوصیت خاصہ حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے خطوں  
 میں مفرد و گنہا کشمی، الفاظ کی قرینہ، محاورات کی برجستگی اور  
 ہمدست انداز کی شبوگری بہ تمام عربی درجہ اتم موجود ہیں۔"  
 (۲۰) "کھڑکی بیگم کی زبان اپنی شیریں و اصل آواز کی گستاخی سے مشہور  
 ہے، ظاہر ہے کہ یہ زبان منقشی ٹھہری ہوئی اور ستھری ہوئی غرض شاہی  
 میں نظر آ سکتی ہے، اس کی نظر آ سکتی ہے، واعد علی شاہ کی بیگمات  
 کے فطری اس بارے میں سنی کا بہترین نمونہ ہیں۔"

خود بیگم بیگم کی طرز بیگم کی زبان کی مدح و ثنا میں بہت کہہ چکا گیا ہے لیکن ان  
 خصوصیات میں بیگم کی زبان کی توفیق پاس کے اسلوب اور خصوصیات سے متعلق کسی  
 اصول کو ملحوظ رکھیں گے۔ یہ بیگم کی زبان اور خاص یا عوام کی زبان میں بہت اختلاف  
 قرار دیا جاسکے تو ہرگز ایسی کوئی بات ان خصوصیات میں نہ ہوگی۔ دیکھئے دہلی سے  
 خط کو سامنے رکھ کر وہ بیان مرتب کیے ہیں، ان کی تقلید میں جب ہم انہیں طرز  
 کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس مطالعے سے کوئی عیب اور امتیاز برآمد نہیں ہوتا، عوامی  
 فطری کے عیب الفاظ اور ترکیبیں غاصبہ چٹائی کی صورت ہوئی کہنے یا طہیت

۱۔ لہجہ علی و حسن علی، رتات ۱۸۷۱ء۔

۲۔ خواجہ احمد خان، کلاسیکی ادب ص ۳۵۰۔

۳۔ رئیس احمد جعفری، واعد شاہ اور ان کا عہد ص ۳۵۰۔

کاتب خط سے یا فتا پر داری کے ہر دو کلمے کے پھر مل گئی ہیں۔ کیا اسی کا نام بیگانی زبان ہے؟ واد علی شاہ کے خطوط میں صرف فعل ماضی ہوتے تو ان میں پھر بھی کچھ کا کچھ روپا ہر دو تھا لیکن بیگانات کے خطوط میں صرف فعل ماضی ہیں۔ اتفاقاً ادا نکار سب روانہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کی کیا جاسکتا ہے کہ مردانہ لہجہ بیگانی زبان کے نام پر ہو کہ کھو دیتے ہیں اور اس کی عوارق میں کچھ ہے۔ یہی ان خطوط کی بھی کچھ جاسکتی ہے اگر فرق ممکن ہے تو یہ کہ بیگانی نظم ہر گز نہیں لیکن خطوط، ڈراما اور نادوں میں بیگانی زبان جیسی کبھی ہمارے پاس ہے اور یہ خط اس وقت کے میں جب بیگانی تو تھیں خطوط میں بیگانی زبان کے ہونے یا نہ ہونے کا بیض بیگانی زبان کے محقق ہی خوب کر سکتے ہیں۔ پہلی تحقیق کا دائرہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا کہ خطوط کی ادبی اور سانی اہمیت کو تسلیم اور ایک غلط خیال کی تردید کرنے ہر سے یہ کام اس کے سپرد کر دیں جو اسی موضوع پر تحقیق کے خواہشمند ہوں۔

بیگانی زبان کے نقاد بیان کیا جاسکتا ہے کہ ہر خط بیگانات سے متعلق ہیں وہ دراصل ان کے لکھے ہوئے نہیں ہیں لہذا ان کے لکھے والے کہ اور لوگ ہیں۔ ان چند مجموعوں کو سامنے رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیگانات عموماً شخصی کبھی نہیں تھے اور ان کے ناظرانہ قلم کا بوجھ اٹھانے کے کیا مطلب۔ نئے گروہ کوئی عمدہ منطقی فیو نہیں لیکن اتنا غیر منطقی بھی نہیں جتنا چند خطوط کو سرسری طور پر پڑھنے والے کے ہونے لگتا ہے کہ وہ عموماً ادبیات تھیں۔ ان کے خط بیگانی زبان کے کمالی مرتبے ہیں۔ ان کی زبان کو سنہ خیال کیا جاسکتا ہے، اور پھر اس منزل سے گزرنے کے بعد انہیں خطوط میں ان کے کردار اور آواز، راجی، رنگین، مٹی اور نص پر دیکھ کر ان کے کھس کرنا چاہیے ایک ایسا لازمی جو ہے جس کی پیش بندی بہت پہلے ہو چکا تھا جیسے تھی لیکن اندر سے یہ کتب تک نہیں ہوئی اس کے عین سبب ہیں، اوّل خدا ان خطوط میں مسائل آئندہ بیان، دوم مستند مجموعوں کا منتشر ہونا، سوم خطوط کی داخلی اور فطری

شہادت کو نظر انداز کرتے ہوئے رائے زنی کر سنے والوں کی حقیقت مندی، سبے تو یہی  
 خود غیر ذمہ دارانہ کرتیں۔

خط لکھے ہنسنے سے بیگمات کی معذری حسب ذیل شہادتوں  
 ناخواندہ بیگمات | سے ثابت ہوتی ہے :

(اص) خطوں میں خود واجد علی شاہ کا بیان جس سے براہ راست یا بالواسطہ نتیجہ  
 اخذ کیا جاسکتا ہے کہ خط لکھے والے کچھ اور لوگ تھے اور قابل تشریف خطوں کی  
 وارسی انھیں کوری جاتی تھی۔

وہ بیگمات کا اپنا قراری بیان کہ وہ ناخواندہ ہیں، ان کے نام آئے جو سے  
 خط و رسے رشہ کر سناٹے ہیں اور جواب لکھنے کے لیے بھی وہ دوسروں کی محتاج  
 ہیں۔

(ج) خطوں کی داخلی شہادت، منشیانہ عبارت آرائی، عربی اور فارسی کے عجیب  
 اور بوجھل الفاظ وغیرہ :

(د) خود خط لکھے والوں کے واضح بیانات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نامہ  
 نویسی جیسفہ راز کی بات نہ تھی سب جانتے تھے کہ خط کون لکھتا ہے۔ ان بیانات میں  
 سے مدد قابل قوتہ ہیں۔ مشیر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیگمات کو اتنا بھی نہ معلوم  
 ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے کیا لکھا گیا :

|                                |                               |
|--------------------------------|-------------------------------|
| میرے اکب شاگرد ہیں خوش کلام    | کہ سہ میر واجد علی ان کا نام  |
| پھنسا تھا جو دم مصیبت میں ہیں  | گیا ایک دن ان کی خدمت میں میں |
| پئے رفیع تکلیف پھر کئی یہ فکر  | کہا مجھ سے سلطان عالم کا ذکر  |
| مشکا کر دیا ایک خط پھر شتاب    | کہ لکھ لائیے جلد اس کا جواب   |
| سلیقہ نہ تھا مجھ کو لیکن لکھا  | اسی وقت اسی دم اسی دن لکھا    |
| وہ خط نظم کر کے جو میں نے دیا  | دروغہ سنے فوراً روانہ کیسا    |
| گہرا فتنہ رفتہ جو سلطان کے پاس | ظلم نہ رکھائی خوشی کی اس میں  |
| ہم جھگڑی رہ رہا رہی مری        | جہتی نہیں کی ما جواری مری     |
| نوسا جن کے خط میں مفقود ہوا    | انھیں کے محل میں مقصد ہوا     |

مجھے ارج نامہ نویسی دیا۔ ہری کا سلیماں نے تابع کیا  
ملاحظہ کیجئے کہ یہ عہدہ فقط بہت سی لکھی نظم اور شعر خط  
نظم خطباتی کا بیان عہدہ منیار ج کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور مثلاً کہ اس کا مال بھی  
معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حاسب کہاں گئے۔

”ایک دن نواب تاباں محل کی کھاری میوے پاس آئی اور کہنے لگی کہ  
مہاں پناہ سے چلوئے حضور کے لیے ایک غزل کہہ کر بھیجی ہے، حضور  
فرمائی ہیں کہ اس غزل کا جواب لکھ دیجیے۔ پہلے تو میں عرض کیا کہ  
بادشاہ کی غزل کا جواب اور میں؟ یہ کیسی فرمائش ہے، پھر اس کے ہاتھ  
سے غزل لے کر دیکھی تو معلوم ہوا کہ حاص تاباں محل کی مدد سے اس غزل  
ہے، طرح دار ہے تاباں بیگم اور عیار ہے تاباں بیگم، یہ دیکھ کر جواب  
میوے دہن میں خوریا آگیا کہ:

زلف و شہیں میں گرفتار ہے تاباں بیگم  
گشتہ ابروئے معمار ہے تاباں بیگم

ماری غزل اسی وقت لکھ کر دے دی اور حضرت کے ملاحظہ میں گز گئی،  
بہت پسند فرمائی۔۔۔ اس کی نقل بیت الامخار کے دفتر میں ضرور  
ہوئی۔۔۔ دفتر ہی تباہ ہو گیا، خیال میں نہ جائے وہ سب جلدیں  
کس پسنداری کے ہاتھ لگیں جس میں محبت ناموں کی نقلیں رہتی تھیں۔  
(۵) چشم دید گروہ شرک کا بیان کہ شاعر اور ادیب بیگمات کی ڈیوڑھی پر خط  
لکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ اسی آپ بیٹی میں بجائے ”اشاہ دار بیگمات“ کے ”بیگمات  
اشاہ دار“ لکھنے کے حق میں معلوم کیا کہ ترک طرز رکھی ہے لیکن ایک واضح بیان

۱۔ مشرقی معین (نقل) ص ۱۹۔ ۱۰ (تھا ہا)

۲۔ زلمہ (ماہنامہ کانپور) شمارہ مارچ ۱۱ ص ۳۵

۳۔ گزشتہ مکتوب ص ۹۱

۴۔ دگر (ماہنامہ) مکتوب، شمارہ جولائی ۱۲ ص ۱۲

کے بعد اس عقل پر پھر سے کیا حاصل؟

(دراصل یہی شہادت کماں دہن میں تعلیم نسلی کا رواج ہے جو اختلافِ فکرانِ شریعہ کا پڑھ پڑنا چھوٹے بچوں کے ذہن کے مزاج پر بھجوا جاتا تھا۔ اس طرح کی تعلیم سے انہیں پڑھنا تو ضرور بہت آجاتا تھا لیکن لکھنے میں بالکل مہارت نہ ہوتی تھی بلکہ بادشاہ نے اپنے شوق سے بیگمات کی تعلیم کا کچھ انتظام کیا تھا۔

|                              |                             |
|------------------------------|-----------------------------|
| نواں جنگ سے نیا لکھن         | کرتے ایک اختر میرزا حسن     |
| غلام رضا خاں مغرب ہوئے       | ملازم میرے وہ ماتر بہا ہوئے |
| ہر حکم پر یوں کو نکلیں پڑھیں | تعلیم سے تعلیم میں بیس لگیں |
| مکمل بہرِ مکتب سفر ہوا       | جب علم کا بخت یاد رہا       |
| ہر نئی سند بھی سب کتب        | ملا چند طرح سے میں علم ادب  |
| کہ تھی جس کو جیسی زیادت حاصل | کیا اس نے علم شریعت حاصل    |
| حسینوں نے سیکھا ادبِ ناز     | یہی شغلِ حمار روز و شب تبار |

لیکن یہ ان بیگمات کا ذکر ہے جو تخت نشینی سے قبل دامنِ دولت سے منسلک تھیں۔ جن بیگمات کی انشا پر داری کے چرچے ہیں وہ وہ بیگمات ہیں جو آفرینانہ سلطنت میں ظہور پذیر ہوئیں۔ بالعرض اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں جب بھی اس طرح کی انشا پر داری کی امید نہ کھتا خوش فہمی کے سوا اور کچھ نہیں۔

خندہ بہا شہادتوں سے اول اندر کرتین شہادت میں کم و بیش ہر محرمے میں موجود ہیں اور ان لمحوں سے استفادہ کرنے والا اگر ان کو نظر انداز کرتا ہے تو

۱۔ شری مقبرہ علی (ص ۵۸) پر مذکور ہے کہ بدلتوں میں مقبرہ کا اپنی مالک کے ہاں سے بیان  
 برسوں سے لگے گی کہ تھی منت ہوئی کہ جو ختمِ ذراں کی صورت ہوئی  
 سالہ کہے میں عزت بڑی کہلے لگیں اب تو نکلی پڑی  
 ۲۔ تاریخِ مشرقی (ق ۱، ص ۳۰)

۳۔ عشقِ نامہ و نظم۔ قلمی داستان ص ۱۱

اس عنوان کا مقرر ہونا چاہیے۔

**عشیر کی بیاض**۔ بیگات کے شاعر اور انشا پر فاضل جو سب سے بڑی سندھی  
اداسل اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ ہم اس سندھ کے مشہور  
علی خاں کے مرتب اور شائع کیے ہوئے مجموعے رقعات بیگات کے نام سے یاد کر لیا  
اسی کتاب کے مختلف قلمی نسخوں کو سامنے رکھیں، چلوں کے بیان کی صحت میں قلمی کوئی  
فرق نہیں ہوتا۔ قرآن مملوک سلطانی، تحفہ سلطانی اور رقعات بیگات جیسے قلمی نسخوں  
سے استفادہ کرنے والوں نے احتیاطاً بھی اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ وہ قلمی نسخے  
کو اصل اور کتاب کو اس کی مطبوعہ شکل میں دیکھ رہے ہیں حالانکہ واقعہ اس کے برعکس  
بھی ہو سکتا ہے، اور یہ "توسیدہ اجزاء" جو ان تمام خطوں کا منبع اور سرچشمہ  
کہے جاسکتے ہیں ایک مرتب کیے ہوئے مجموعے کے بجائے اس شخص کا مسودہ بنی ہو سکتے  
ہیں جس سے ان سب بیگات کی طرف سے خط طبع اور ماسخہ آید بیکار مجموعے کے  
ان کثافت نہیں کیا کہیں کہ خط لکھنا اس کا پریشہ تھا اور انہیں غروں کی کمزوری  
سے وہ اپنی مدد کی گاتا تھا۔

قلمی نسخوں کے خفیہ باجی اختلافات سے قطع نظر قلمی نسخوں کو نقل اور مطبوعہ  
نسخے کو اصل ثابت کرنے کے لیے آسان تر اور فیصلہ کن ثبوت رقعات بیگات  
کا مطبوعہ نسخہ ہے جس سے یہ قلمی نسخے مرتب ہوئے۔ یہ نسخہ رضا لاہوری کی تصدیق  
کی ملکیت ہے۔ اس نسخے کے صفحہ ۲۹ پر رقم نظم جو بیگات کے عنوان سے ایک  
منظم خط ہے جس کا پانچوں شعر صفحہ ۳۰ پر ہے:

دیکھا کہ تجھی کو دیکھ لیا ہم ۔ شاید اسی طرح کم جو کہ غم  
کسی نے اسی صوفی بالیس پر عبوذیل عبادت پسلی سے لکھی ہے:

"اس کے آگے دقتا نہیں تھے، صفحہ ۳۰ اور ۳۱ کا مضمون ملتا ہے  
کہ شعر کہیں کی اینٹ کہیں کا رہیڑا، بھان متی نے کنہہ جڑا، ان تمام قلمی نسخوں

سے۔ رقعات بیگات سے

سے۔ مگر کھراے خاص کر کوئی ہم سے لکھا ہے، اور جی میں اس کا ہر ایک نظم خط ختم





حق کہنے میں کسی ارادے کو دخل نہ تھا کیوں کہ اس کا مرتب ہو جانا بالکل قدرتی عمل  
 مرتبہ کہنے والا کسی مجموعے کو ترتیب دینے کی عرصے سے جیسا نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ  
 ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ اسے اس میں خطوں کے جواب لکھنا تھے۔ رہتی جواب دہوتے تو  
 نقل رکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن شاعری اور ایشا پرداری کا انداز جمعی کے کار ہا ہے  
 کہ ان پر کاوشیں کی گئی ہے۔ خط طے کی اطلاع فورا بھیج دی جاتی تھی اور جواب  
 کے لیے آئندہ کا وعدہ ہوتا تھا۔ اصل خط بیگمات اپنے پیسے سے لگاتے رہتی تھی  
 ناچار وہ ان کی نقل اپنی میاں پر کر لیا کرتا تھا۔ امتیاز علی خاں کو جو برسبہ  
 اور اق و آخر لگے ان میں سوال جواب بلحاظ ترتیب آگئے پیچے ہوں تو خوب سپرد  
 مرتبہ ان کو کونائی شکل میں لاتے وقت سوالات بھی بادشاہ کے خطوں کو ایک  
 جگہ رکھا۔ قسم دوم کہہ کے آخر میں، اور جو بات جس کو حصہ دوم ہوا چاہیے تھا  
 پہلے حصے میں رکھے گئے، کتاب کے نام کی خاطر اس مجموعے میں بادشاہ کے میں  
 خط ہیں اور ان سب کے سوال یا جواب اس مجموعے میں موجود ہیں۔ بیگمات  
 کے اکثر خط ہیں جس میں دو روزی بیگم کی طرف سے ہیں۔ یہ خط کسی خط کے جواب  
 میں نہیں ہیں۔ قسم دوم کے بیسویں خط دیکھ جائیے دو روزی بیگم کے نام ایک  
 خط طے گا۔ مرتبہ کے بیان کے مطابق اجزائے برسبہ و کرم خوردہ پریشان  
 اور پرگندہ تھے، اور اس بیان کی صداقت اس سے ظاہر ہے کہ ان اجزاء کو صحیح  
 ترتیب نہ دیا جاسکا۔ اگر اجزائے مذکورہ مکمل ہوتے تو ہر خط کا سوال اور جواب  
 ان اور اق میں ضرور ملتا لیکن اب بھی جو ہے مسودے کو مسودہ ظاہر کرنے کے لیے  
 کافی ہے۔

فائبانہ طور پر مسودے کو مسودہ قرار دینے کے بعد اتنا اور تحقیق طلب رہ جاتا  
 ہے کہ اس مسودے یا بیاض کو کس نام کو دیں گے نسبت دی جائے۔ عشر کا

سہ۔ زمانہ بیگمات مسودہ، خاص مسودہ صفحہ ۹ کے آخری حصے کے بعد اسے عراق کی کتابی  
 تفصیل ملاحظہ ہو

سہ۔ تاریخ عراق کی کتابیاتی تفصیل ملاحظہ ہو۔

نہدی بیگم سے خوش ملدخ فراق کی شہادت سے ثابت ہے۔ یہی بخیر، صدقے پہلے سبیل بیگم کے مترتیل ہے:

”... دو خط تھامے ... معرفت ... عشقِ حقد آئے، عشقِ رے  
پڑہ کر سنائے، ہماری روح نے بڑے مزے اٹھائے ... بدلتے  
نواب مناجان صاحب کے خط بھی یہی پڑھتے تھے،

”... جینے شریف ... تھلا ... آیا، آتشِ عشق کو بجھ کا یا، جس  
دم تھامے شاگردِ عشق نے پڑہ کر سنایا ... دل سے شاد تھا اٹھائے  
اندھ فتنہ مل جس فکر کی مددی تھیں کہ طمان کا ہے،  
” بقول اپنے،

جان بانی ہے دم نکلتا ہے  
کوئی اندھے دل کو ملتا ہے  
ملدخ فراق میں خود دہی بیگم نے اسی شعر کو عشق سے منسوب کیا ہے،  
” چاہے صوبہ مل یہ شعر عشق ہے،

جان بانی ہے دم نکلتا ہے  
کوئی اندھے دل کو ملتا ہے  
یہ شعر ابتدا میں سبیل بیگم کے منظم خط کا جزو تھا۔ صرف اسی ایک کتاب  
میں کبھی فرض نہ مل کی طرف سے لکھا گیا۔ ” کوئی اندھ دہی بیگم اور مل کی طرف سے۔ “

۱۔ رفات بیگم ص ۳۲ کتاب ”مجموعہ خطوط“ میں اس خط کو نقل کرتے ہوئے مرقیہ نے یہ خط

خط کو اپنے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیداً بیگم یا خاندانہ جس طرح رفا عقیقہ نے پڑھا تھا

۲۔ رفات بیگم ص ۴۲

۳۔ رفات بیگم ص ۴۴

۴۔ ملدخ فراق (ملی ص ۱۲۴)

۵۔ رفات بیگم ص ۴۴

۶۔ بیست ص ۱۲۴

۷۔ بیست ص ۱۲۴

تھوڑا توارد یا سقو، نثر اور نظم قرانی، انتخاب اور اسلوب ہر جگہ مودعہ ہے اور عقیدہ و رفاقت بیگناہ کی ناخواندہ بیگناہ کا نام نہ تو لبس قرار دینے کے بلکہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ مبقون کے بیانات کی تائید میں بیگناہ کا ملبورہ بیان کہ یہ غزل میں نے کہا ہے۔ یہ منظوم خط میں نے نظم کیا ہے، یہ خط میر کا تھا اور اس کے، لفظی نا قابل قبول شہادت ہے کہ میں کس پر عقیدہ نہ دانتہ اعتبار ان لوگوں کو زبیب دیتا ہے جو ان خطوں کو لفظ کا پڑھ رہے ہوں۔ ان صاحبان تحقیق کو جو اسی مطالبے اور مطالبے سے مفید تباحث برآمد کرنے کی سعی کریں۔ بیگناہ کا مذکورہ بالا اقرار کیا یا ان پر نکال دیا ہے، کے لیے کافی ہے کہ میں کہ غیر معقول غدر کے اس طرح کا بیان طواف فطرت ہے۔ غیر کسی غیر معمولی استعداد کے مالک نہ تھے لیکن دل نیت کی خوشنودی کی طلب اور روزانہ ایک نئے طریقے کی تلاش میں جس طرح اشتا ہم دہوانے ہو گئے اسی طرح عشق و رفاقت ایک نئے خط اور نئے اسلوب کی تلاش میں پہنچنے لگے ہوں تو جلدی امور ہے۔ انیسویں نے اپنے صوبے کی تظہیروں سے خود استغناء کیا ہے، غالب نے اپنے متعدد ممدوحین کے لیے اپنے قصیدوں میں خود رو بدل گیا ہے، عقیدے نے بھی اپنے نظر فریب اسالیب بیان کے لیے اپنے خطوں کو ختمہ عشق بنایا اور مجھے نزدیک توارد مذہب سے اور نہ اسے سرقہ کہا جا سکتا ہے۔ اگر عقیدہ کو تحقیق کا موضوع قرار دیا جائے تو نثر اور نظم میں اس شخص کی خدمات اپنے اکثر ہم عصر اہل قلم سے بہت زیادہ ثابت ہوں گی۔

۱۔ رفاقت بیگناہ ص ۳۰، ص ۱۵، ص ۲۰، ص ۵۹

۲۔ جینا ص ۷

۳۔ جینا ص ۶۳

۴۔ تذریعہ راقی (دعویٰ) ص ۲۹-۳۵

۵۔ مثال کے لیے نظیر، منیر، ضمیر، ظہیر جیسے قرانی میں پہلے رفاقت بیگناہ ص ۱۹ اور پھر تذریعہ راقی (دعویٰ) ص ۴۲، ۴۱ کی کئی متغی اور متغیہ اسلوب دلائل

طاجی شاہ کے جبروں کی افادیت اور شومے سے اب تک کیا پڑا  
**ایک حکایت** اس کا اندازہ کرنے کے لیے ہم واقعات کو ایک حکایت کے طور  
 پر پیش کر سکتے ہیں۔

عشیر ایک پیشہ ور ناز نویس ہے۔ شیدا ابگم، فرزدی بیگم اور فرزندہ محل  
 تین لڑکیاں ہیں۔ بادشاہ کے آسے چھوٹے خوں کو پڑھنے اور ان کے جواب لکھنے  
 کے لیے وہ عشیر کی خدمت حاصل کرتی ہیں۔ عشیر ان کی ڈیوڑھی پر جاتا ہے، خطا پڑھ  
 کے سناتا ہے، خط کے جواب لکھتا ہے۔ اگر فوجا جواب لکھا دشوار ہوتا ہے تو  
 وہ یا اصل خط اپنے ساتھ لے آتا ہے یا اصل خط کی نقل اپنی میاں پر کر لیتا ہے اور  
 اسی نقل کو سامنے رکھ کر جواب لکھتا ہے۔ جواب میں چوں کہ عبارت آسانی کی صورت  
 ہوتی ہے اس لیے پہلے وہ ایک مسودہ اپنی میاں پر تیار کرتا ہے پھر اسی مسودے  
 کو سامنے رکھ کر اصل خط لکھتا ہے۔ جیسا سا حد و بنا خط کسی جواب میں شریعہ عمل  
 سبب ہی کہ جتنا ہے، اسٹاپٹری کا پورا اندر صرف کیا جاتا ہے کچھ اور کسی میں صرف  
 ہند سطوں تک کر ٹال دیا جاتا ہے۔ فرزدی بیگم شیدا ابگم سے اپنے خط پر شیدا  
 رکھتی ہیں اور شیدا ابگم فرزندہ محل سے، اس لیے ان میں سے کسی کو نہیں معلوم  
 کہ ایک دوسرے نے کیا لکھوایا۔ ایسی حالت میں عشیر کے لیے ممکن ہے کہ جو الفاظ  
 انتخاب اور اسلوب اس نے اول شیدا ابگم کی طرف سے اختیار کیا اور فرزدی بیگم یا  
 فرزندہ محل کی طرف سے بھی برت جائے۔ لیکن ایسا وہ اسی وقت کرتا ہے جب  
 مال مقصود ہوتا ہے یا عبارت کی خوبی کے پیش نظر اس کے لیے ممکن ہی نہیں کہ

ملہ تہذیب و ادب، ص ۱۵۵

ملہ۔ شیدا ابگم اور فرزدی بیگم کے خط اسی ابگم سے لکھے گئے ہیں۔ یہی واقعات بہت  
 شریعہ تہذیب و ادب کی کتاب میں تفصیل (اس کتاب کے صفحات ۲۳۰-۲۳۱)  
 ملے۔ واقعات بہت شیدا ابگم اور فرزدی بیگم کے خط اسی ابگم سے لکھے گئے ہیں۔ یہی واقعات بہت  
 شریعہ تہذیب و ادب، ص ۱۵۵

ملہ۔ شیدا ابگم اور فرزدی بیگم کے خط اسی ابگم سے لکھے گئے ہیں۔ یہی واقعات بہت  
 شریعہ تہذیب و ادب، ص ۱۵۵

ملہ۔ شیدا ابگم اور فرزدی بیگم کے خط اسی ابگم سے لکھے گئے ہیں۔ یہی واقعات بہت  
 شریعہ تہذیب و ادب، ص ۱۵۵

اس اناز میں وہ اس سے بھر پائنتھ لکھ کے اس طرح کی حرکتیں نہ کالی رتھ سے کر  
 کرنا ہے کہ یہ سب خط ایک ہی شخص کو بھیجے جا رہے ہیں اور وہ شخص نہ صرف رسول  
 ایک نئے خط کا طلب گار ہے بلکہ محلہ اور قلعہ کو سب سے نہیں کرتا۔ وہ شخص خط  
 نامہ نہیں کی طرف سے نہیں چاہتا۔ اپنی مانواہہ بیگم سے عیسوی واحد مشکل میں مجبور  
 وراق اور رازد نیاز کی باتیں کہنے کا معنی ہے۔ نامہ نہیں اپنے کو بیگم کی جگہ فرض  
 کہہ کے جو مناسب سمجھتا ہے لکھتا ہے۔ غزلیں اور منظم خط لکھنے کا مروج آتا ہے تو  
 اپنی شاعری کے جوہر دکھاتا ہے۔ قطع میں اپنا تخلص نہیں رکھتا کہندا کہ بادشاہ  
 کو خود اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ذکر اس پر ہی دشمن کا اور پھر یہاں اپنا وہ تو  
 اپنے حسن و عشق کی داستان بیگم ہی کی زبانی سنکر مانتا ہے کہ یہ بل بدین ترک و  
 من ترک کی دائم عقیر اپنے حسن و عشق سے اس کی کو دور کرتا ہے۔ اسی زمانے میں  
 غنہ چرچا کرتا ہے۔ سنہ ۱۰۵۷ کے بعد جب تباہ حال بیگمیں واپس آتی ہیں تو وہ تو  
 بیگم کی دلتے و دلتے شخصہ سے کہتا ہے کہ اس سے دور کے عرض اور خود بیگم کی کسی اور  
 ناچرہ کاری کے سبب اس دور پر اختیارات حاصل کر لیتا ہے کہ اپنی سنی اور سادہ  
 بیگم کی زبانی اپنے الفاظ میں کہتا ہے اور کارگزاری کے عرض اس بات کا حق  
 رکھتا ہے کہ ہر خط کے آخر میں اپنا نام لکھا کرے۔

سنہ ۱۰۵۷ء وراق (قلمی) ص ۱۷۷، ۱۷۸

سنہ ۱۰۵۷ء وراق کے تقریباً ہر خط میں ایسا ہے۔ رفات بیگم کے کسی خط میں ایسا نہیں ہے سبب  
 ملانیکا اس طرح کہنے سے الفاظ سہولت میں لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اصل خط پر قلم رداشت  
 کہہ دیا جاتا ہے۔ تاریخ وراق (قلمی) اصل خطوں کی نقل ہے۔

۱) خط ہندی بیگم سے ۱۰۵۷ء کا کہ جسے ہندو پور کے شہزاد بیگم کے خطوط سے ۱۰۵۷ء  
 ۱۰۵۷ء میں طلب کے خطوط میں ۱۰۵۷ء اور ۱۰۵۸ء

اب، خط شہزاد بیگم سے ۱۰۵۲ء کے ابتدائی خط ہندی بیگم کے خط سے ۱۰۵۷ء  
 تاریخ وراق (قلمی) کے کاہت ہے۔

۲) خط ہندی بیگم سے ۱۰۵۷ء کے ابتدائی خط ہندی بیگم کے خط سے ۱۰۵۷ء  
 ۱۰۵۷ء تاریخ وراق (قلمی) میں درج ہے اور ۱۰۵۷ء

زندگی کا یہ چتر جس میں "بادشاہ زمانہ" لوہے کی جگہ زہرے کی جگہ پر بیٹھا ہے ایک  
 دوسرے کے گرد گردش کرتے نظر آتے ہیں نامعلوم صفت تک جاسی مگر ختم ہو جاتا  
 ہے۔ لیکن وہ بیاض جس میں عشیر اپنے مسودے لکھا کرتا تھا بڑا سیدھا اور پرانہ  
 ایک ایسے شخص کے ہاتھ لگتی ہے جو ہمیشہ "دکانی نوپس" سے ملے وہ اسے ایک  
 "نوح فری مزیدہ" سمجھتا ہے کیونکہ اس کا "حق اشاعت" اپنے نام محفوظ کے  
 "مطل" کو شائع کر سکتا ہے۔ نہایت خود غور کے بعد یہ معلوم کر لینا دشوار نہیں  
 کہ یہ خطوں کا مجموعہ کہیں کسی نامور نوپس کی بیاض ہے یا نہیں اسے اس کی صورت  
 سے اور نہ شاید واقعی صلاحیت کی رکھتا ہے۔ اگر کوئی خط شروع سے اور کوئی دور  
 خط آخر سے ناخوش ہے تو وہ بلا تکلف ان دونوں کو جوڑ دیتا ہے اور اگر کہیں تاریخ  
 نہیں ہے تو تاریخ ڈال دیتا ہے۔ اسان سمجھتا ہے خط شائع ہو جانے میں اور  
 حق نہیں اور بعض کی توجہ کام کر رہے ہیں۔ مؤرخ کی نگاہ میں نہ یہ آتا ہے کہ اس  
 زمانے میں اور اس طبقے کی محدود میں پڑھائی لکھائی کا چرچا ہی کب تھا کہ  
 جس طبقے کے ذہن میں اس نے اپنی تاریخ کے اوراق مرتب کیے ہیں اور نہ یہ کہ  
 خود ان "مطل" کی داخلی شہدیں اس کے قول کے خلاف گواہی دے رہی ہیں۔  
 خدا ایک دھاتی دنیا کی تخلیق سے ہے اور وہ اس مجموعے کے خطوں سے غریب  
 مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن مؤرخ کی ناگہمی سے اس مجموعے پر ہر توجہ بھی شہت  
 ہو جاتی ہے اور مؤرخ کو متنبہ کرنے والے مزید تنقیح کی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۔ رتھہ بجات ص ۲

۲۔ مقامات بجات کے پہلے حصہ ۱۱۰۲ میں مرثیہ نے نہیں دیا ہے کہ اس نے ان برسوں  
 "جو کہ" "تقریباً" "مظہر" "بکمال دقت و عرق ریزی" "کاوش و محنت" سے  
 دیکھا اور ترتیب دیا ہے۔

۳۔ "چند شہادوں" کے لیے تاریخ زلفی کی کتابیاتی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

۴۔ تاریخ اور جلد ۵، ص ۱۰۵۔

۵۔ مولیٰ لم یظن ہر صاحب ہند نے اسے غلام بلحاظ شہرہ و مہر و کھڑائی

”نجات بیگات“ کے چھپنے اور ایاب بچانے سے خیال ہوتا ہے کہ وہ ام کو بیگانی زبان کے سمجھنے کا بٹا شوق تھا، اور جب وہ ام کو شوق تھا تو خواص کو کیوں نہ ہوتا۔ ایک دوسرے معاملہ فہم نے اس بچنے کی زندگی کو تقریباً تیس برس کے بعد فہرس کیا اور بچلے اس کے کہ کتاب کو دوبارہ چھاپ کے مغربی مغرب میں مداخلت ہے جا کٹر تکب ہوتا، خود کاتب تھا مطبوعہ نسخے سے ضرورت کے مطابق قلمی نسخے مرتب کرنا ضرور کیے اور کتب خانہ آصفیہ، کتب خانہ یونس، کتب خانہ حبیبیہ، کتب خانہ طوس، ان دیوانی کتب خانوں کو مختلف ناموں سے ایک ہی کتاب فراہم کر کے حق کلمات اور حق ترتیب میں کم و بیش اتنی ہی درجہ وصول کر لی جو اذن اللہ کرنا شہ نے شائع کر کے وصول کی ہوگی۔ ہم مطرب ہونے کے سبب کام اس کے بعد بڑھ گیا نہ تھا اور چل کر خود قلمی نسخوں پر کاتب کا نام یا زمانہ کتابت نہیں لکھا تھا جس سے کہہ کر لکھے کوئی اور منسوب کسی اور سے ہو، خطوط مرتب ہو مطبوعہ نسخے سے اور گمان گزروے کہ پوسیدہ اجزاء سے عرب ہو رہے۔ لیکن سمجھنے والے نے اپنی غرض کے آگے منگنی مطبوعہ نسخے کی بھی جستجو نہ کی اور ناقص مطبوعہ نسخے سے جتنے قلمی نسخے مرتب ہوئے سب کو ہی عیب سے لے کے ٹھٹھے جو اصل میں تھا۔ استیاضی علی خاں کا مجموعہ ایاب ہونے کے کافی عرصہ بعد ۱۱۳۵ھ میں ایک دوسرے شاعر کو خیال آ کر ایک دوسرا مجموعہ پھر شائع ہو چکا ہے تو کیا تسلیم ہے، لیکن یہ دوسرا مجموعہ کسی قشر کا مسودہ نہیں ہے۔ اس کی کوئی کیفیت سوائے اس کے مسودہ

سلہ۔ نجات بیگات کے دیباچے میں منسوب استیاضی علی خاں نے کتاب کا نام دیباچہ کی نام خزان اسرار سلطان اور صوب نامہ نجات بیگات مابعد ہاتھ، خود سلطان دغلی، جس صورت تاریخی نام حدیث کے ایک یا نام، خود سلطان، داخل کیا گیا۔

۱۱۳۵ھ کا یہی ماسطہ ”مجموعہ“ کا ایک نسخہ بنایا ہے، در کچھ جگہ مسودہ یا ایک نسخہ کے بعض اختلافات سے یہ نسخہ بنایا گیا ہے، مثلاً ہادی کے نسخے میں جن قابلہ یہ مقابلہ کثرت یا اسیر خیال ہو، ظانی، ہر کان تیر گان... پرورد میں علی، در پراشک ناک... الخ اور خزان دغلی اس میں دی دہرلی ہر دہر کے کے لائق حکمران کو قشر نے اصحاب سے خود کی دیگر خدمت کا نام لیا ہے۔ نجات بیگات میں یہ خود شہر انجم کا ہے، لیکن نہ خود مطبوعہ ۱۱۳۵ھ، نہ نجات بیگات میں ۱۲۰۷ھ۔





انفوس کہ موصوفے جدید کے سوا ایسا نہیں تھا۔

**بادشاہ بحیثیت مرتب** | بحیثیت مرتب کے بادشاہ کے لیے لیکن شاہد قیام  
 اہل کے مرتب کی طرح اپنے مجرور سے وہ نفوس  
 خف کردینے جس سے بگناہ کا آن پڑا ہونا ظاہر ہوتا ہے لیکن ایسے نفوس کو کیا  
 احوال سے ایسے الفاظ بھی حد نہ نہیں کیے جو ان کو نا پسند جو مثال کے طور پر  
 عشیر نے قادیان کی زمین میں کئی دنوں بادشاہ کو "ہاتھیں شلیم" لکھا تھا۔ بادشاہ  
 کو یہ اصطلاح ناگوار گزری۔ اور وہی بیگم پرنا گید ہوئی کہ آئندہ ایسی خطا نہ ہو  
 بیگم صاحبہ نے مٹ پٹا کے قریب سی توہ کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا اور جن خطوں میں  
 "ہاتھیں شلیم" لکھا تھا ان میں غلط بدل کے "سکند شلیم" لکھو یا اور وہ  
 خط دو بارہ بھروسے پہ لیکن مجموعے میں اصل خط شامل کیے گئے اور یہ دونوں خط  
 "ہاتھیں شلیم" مجموعے میں آج بھی موجود ہیں۔ علی دیانت کا ایسا طبع ہوتا  
 حل جانے کے بعد ہم اعتقاد کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی فہم یا کچھ عبارتیں مجرور میں  
 شامل ہونے سے وہ ممکن ہو سچا نہ کہ عذر۔ علی دیانت سے زیادہ سنجیدگی  
 اور شہدیب کا اتفاق تھا کہ جو بہت ہی مضمون ہا اشلو عشیر نے آنکھ فراق کو  
 بھڑکانے یا خود عشیر اور دوسروں نے خطوں کو طوائف بخشے کے لیے لکھے تھے  
 مجموعے مرتب کرتے وقت ان کو خارج کر دیا جاتا لیکن بادشاہ نے یہ بھی نہیں  
 کیا۔ جو جیسا تھا اسی طرح مجموعے میں داخل کر دیا گیا۔

یہ سلوم ہو جانے کے بعد کہ جن خطوں کو اب تک سرگات سے منسوب کیا جاتا  
 رہا۔ اصل سرگات کے نہیں ہیں کیا ان کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی اور کیا  
 وہ ان تمام غریبوں سے غروم ہو جاتے ہیں جو اب تک ان سے منسوب کی گئیں

سطح۔ تاریخ زمانہ دہلی، ص ۹۹-۹۸

سطح۔ جیسا ص ۲۴۳ اور ۲۸۲

سطح۔ جیسا ص ۱۱ اور ص ۲۰

سطح۔ تاریخ مشرقی دہلی، ص ۱۱۱ صاحب حکومت کی افراط ملاحظہ ہو۔

جائزہ دیا نہیں ہے۔ غلوں میں بیگمائی زبان نہ ہوتے ہوئے بھی وہ بیگمات کے غلوں اور اسی غلوں کی زبان اور حندیہ کا آئینہ ہیں جس میں سرود جیسے انشا پر غلو اور غلوں جیسے فارسیہ ہوتے ہیں۔ اس کی کٹاؤں خدا اور حسین کیوں نہ ہوں اپنے پر چھا نہیں جاتا، آئینہ میں اور بھی کہ نظر آتا ہے۔ غلوں کے آئینے میں زن و شوہر کے راز و نیاز کے علاوہ کھٹور دانوں اور کھٹور دھوپوں کے کچھ دکھاتے، سیل جملہ ان کی لپٹوں اور ان کی مصروفیتوں کے عکس نظر آتے گئے۔ غلوں کی یہ اہمیت اس عالمی زہنیت سے مختلف ہے جس کے نام پر غلوں کی تجارت کی جاتی رہی اور ان کے اس نام - تاریخ کو دراستہ کر دیا گیا اور ان غلوں کے سپہے منتقدن نے ان کو ریاست

مسفر ۲۷۴۲۵۱۲۱

گفتند کہ جناب خاندان احمد نام مسند ہی شریک مجلس ہیں اور دہلیہ فرمائی ہر ایک خیر و مبارک کے لئے  
 جملہ شریعت کی قراب مجھے یہ اتفاق ہو کہ وہ دوسری جویریہ مکانی سے وہیں میں اس مجلس میں حاضر ہو جائیں  
 عشر معلوم ہوئی یہاں جناب نام میں بھی ظاہر ہے کہ میں معلوم ہوتے ہوئے میں یہ جانتا ہوں کہ کبھی  
 خیر و مبارک میں کبھی یہ وہی وہی ہوتا ہے اس کی حالت کے اندر دہلیہ فرمائی میں یہی شریک احمد  
 وقت کو عرض ہے کہ میں بھی وہی ہوں اس میں جناب خاندان احمد نے فرمایا کہ یا جناب نام میں نے  
 یہ تمام اپنے لئے جو عرض کرنا چاہتے ہیں اس میں میں یہی پہلو میں آئے کہ اگر یا مجھے میں خیر و مبارک کے حکم ہوا  
 کہ انہی کے لئے ہے چنانچہ میں جو عرض کرنے کے لئے وہی کہہ دوں کہ میں اس لئے کہ میں یہی ایک خیر و مبارک  
 ہوا وہی کہہ دوں کہ میں اس لئے کہ میں یہی ایک خیر و مبارک ہوا

حضرت اسیر مسعود کھوسوی ایک تاملوں میں شافی ہوا خا۔ عشق امریکہ علی  
میں اس مصروف کی پیڑی کی ایک عطلہ لہی کا ذکر پر چکا ہے۔ دوسری عطلہ بھی یہی ہے۔ حاصل  
کہ پید کی بھٹی مٹوں جوتی ہے۔ کہو کہ صرف انھیں سے سعدی کر کے لکھ کر عشق بھی کی ہے اور  
بھائے کسی مستقل سدا افتاس کے لکھا ہے۔ "بہر حال وہ شیریں کے شاعر تھے اور اس کے  
خفا کے دھاری دھارہ ایسا بھی اس خیال کی تصدیق جوتی ہے۔" (دیکھیے راز کا پیر، رازدار، راز و راز  
۱۹۹۱ء میں ۱۲۱ صفحہ پر کسی قصیدے کا حوالہ دیتے ہوئے) یہی کوئی ایسا قصیدہ رازم تھا کہ بنایا  
ہو جس میں اس شعر نے واپس مل شاعر کی شاگردی کا ذکر کیا ہو۔

## واجد علی شاد کی شاعری

**سلسلہ تلمذ** | فرسٹ لمرہ کے تلامذ کے پیمان کے سلسلہ تلمذ کا ذکر مروری ص ۱۸۰  
 ۱۸۰ جاتا ہے۔ واجد علی شاہ اختر کے بیٹے اور اورنگی خوری ہے کیونکہ لاکر  
 دیگر مسائل کی طرح یہ سلسلہ بھی اختلاف سے خالی نہیں۔ جدید ترین دریافت کے مطابق  
 واجد علی شاہ نے امین الدور امداد حسین خاں کی ہدایت میں شکرنا شروع کیے۔  
 میں محل غار شاہی کو پیش کیا گیا ہے لیکن محل ماہ شاہی میں صرف میسز ان  
 والطب، اور شرح اسلوب کا ذکر ہے جو شاعری کی کتابیں ہیں۔ دوسری  
 ہدایت میں کسی سند کو بھی دخل نہیں۔ دوسری نام کے بعد سے اب تک مختلف  
 تذکرہ نگار مظفر علی خان اتیر کو واجد علی شاہ کا استاد قرار دیتے چلا آ رہے ہیں۔  
 لیکن خورا تیر، ان کے شاگرد اتیر، واجد علی شاہ یا کسی ہم عصر تذکرہ نگار نے اشارہ  
 بھی اتیر سے واجد علی شاہ کے تلمذ اختیار کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ جس زمانے میں  
 بادشاہ کو شاعری سے دلچسپی پیدا ہوئی، اسے اور آتش کی ٹھنسی سولی میں جوتی تھیں

۱۸۰۔ بھنگا، اسفند، ص ۲

۱۸۰۔ محل حیات ثانی کے ص ۵۵ پر امین الدور کے نام کے ساتھ صرف استاد لکھا ہے۔

۱۸۰۔ محل تلمذ شاہی ص ۱۲۸

۱۸۰۔ حمزہ حامد طر، ص ۲۹۰۔ دوسری نام نے ہے یہاں کی کوئی سند نہیں دی ہے لیکن اس سند  
 کو اکثر کی یاد تازہ نہیں، اسی زمانے میں کہ جب اس تذکرے کی پہلی جلد شائع ہوئی، سال ۱۸۰  
 (۱۸۰) میں جناب فاضل مکتوی شاگرد اتیر کا مکتوب، لی مکتوبہ ص ۵۶ پر (۱۸۰) ہے

اور اگر اس کو دہر علی شاہ کا استاد نہ کہا جائے بیچارہ کہا گیا ہے تو لیکن ہے کہ کہیں اس شخص کا طوطا ہوتا  
 تھا اور اتیرا اس شہرت کو نہیں پہنچے تھے کہ کوئی امیر راہ ان سے اس صلاح  
 کا آئندہ منہ نہ ہوتا۔ اتیر کو جب حاجہ علی شاہ نے پہلی دفعہ طلب کیا تو کلام  
 سیکھنے اور سننے نہ کہ کلام پر اصلاح دینے بلکہ اگر انھیں معجزوں کا نام  
 "مشورۂ سخن" ہے تو ان معجزوں میں دوسرے شاخ بھی شریک ہو سکتے تھے۔  
 ان شاخوں میں کوئی بھی "مصابیح خاص" کے درجے سے آگے نہ بڑھ سکا اور یہ وہ زمانہ  
 تھا جب بادشاہ استیر سے ہر طرح خوش تھے اسس کے باد صفت  
 بادشاہ نے مرزا خانقانی کے دیباچے میں صرف نفع الدلہ برقی کو فن عروض و نغائبہ  
 کا "حکیم" قرار دیا اور انھیں سے لہنے نلسد کا اقرار کیا۔

اور شاخ خانقانی کے بعد سے متواتر کئی جگہ بادشاہ نے صرف کو اس استاد کہا ہے  
 اور جہاں جہاں ذکر کیا ہے عقیدت اور ادب سے نغم بیا ہے۔ دائمی مفارقت کے  
 کوئی پچیس سال بعد کا ذکر ہے۔

|                               |                                |
|-------------------------------|--------------------------------|
| مرے قد وال امیر سے استاد تھے  | جو تھے نفع دہ پر نادستے        |
| وہ تھے جان و دل سے ہمارے صیب  | فن شعراں سے ہوا ہے نصیب        |
| وہ تھے ظہور میں میرے ہم و دوں | نکلیں تہ برقیں کا لے میراں     |
| مرے ساتھ وہ قید میں مر گئے    | یا ناہم تھا نام خوش طبع کر گئے |
| لہر میں ہیں ان سے حوریں قریب  | خدا یا بہشت و جہاں جو نصیب     |

سکہ۔ کب بقا ص ۶۰۔

سکہ۔ محمد دہر علی شاہ کا شعر ہے۔ کلام شاعران اسلف منسوخ کردالا  
 جنم کے عقل کا آتش کا دیں بول پتیاں (سرخ شروا)

سکہ۔ روضۃ الناجح ص ۷۱۔ ۷۲

سکہ۔ بیضا ص ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔

برقی اور اسیر دونوں کے دیوان مطبع سلطانی نے شائع کیے، برقی کا پہلا سنہ ۱۲۹۹ھ  
(۱۸۵۳ء) میں، اسیر کا بعد اس سنہ ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۵ء) میں۔ مطبع کے مہتمم امیر علی خاں  
پاک نے دونوں کے لیے تاریخیں کہیں کہیں برقی کو "استاد شہ ہند" اور اسیر  
کو "دست بادشاہ وزیران و وزیر" لکھا کیوں کہ اسیر ہمیشہ دستی کی خدمت پر مامور  
رہے۔ اور یہ کوئی معمولی عہدہ نہ تھا۔

برقی کی استاد علی اور دابعد علی شاہ کی شاگردی اتنی ہی رسمی تھی جتنی خود استاد علی  
کی استاد علی اور جمال قدیر، امیر الامداد امیر حسن خاں صاحب  
مقبول اسد زبیدی علی خاں قبیلہ "فتاب الدودہ تلقی" صاحب  
عیش شہ، گوہر علی مستقیم شہ، اسد علی تحفیر، لائق الدودہ شاہ، دھرم علی، ہریر

شہ۔ دیوان برقی ص ۷۷۲

شہ۔ ریاض حنف ص ۵۲۰

شہ۔ مرآت الادب ص ۳

شہ۔ کتاب اللغات ص ۲۸، ص ۱۲۲، مجموعہ نظم ص ۲۶

شہ۔ راجہ صاحب لوداؤ کے دربار کا بیان ہے کہ مروجہ کے مسودوں پر  
اصولح بادشاہ کے علم سے ہے۔ راقم مفالہ نگار کو یہ مسودے  
دستیاب نہیں ہو سکے۔

شہ۔ جی ص ۲۲۹

شہ۔ تاریخ ادب اردو ص ۳۳-۳۶

شہ۔ جی ص ۲۳۱

شہ۔ جی ص ۲۳۵، شہنوی مشیر دہلی، مملوکہ خاندان لائبریری (پنہ) پر بادشاہ  
کی دی ہوئی اصولح موجود ہے۔

شہ۔ تاریخ فرقہ دہلی ص ۳۰-۳۹

شہ۔ جی ص ۱۳۳

شہ۔ جی ص ۲۳۹، یادگار خیم ص ۲۸۳

موجود اس شاعر اور مسیح سیاہ مکہ و مدینہ اور قزوین و سمنان شاہی اور شاہزادوں کی شاہی  
 رتدے میں علی شاہ کا کلا ہوا ان غزلوں سے دیکھا جاتا ہے ان کے منصب کا نشانہ تھا اور  
 شاہ کے دیوان اور شعروں میں داخل کیا کیوں نظر آتیں جو میں اور میں سے چند  
 شاہ نے غزل میں پہلی پیدا ہونے کے بعد خود دیکھا۔ شاہ کی شاعری میں خارجی شاہی  
 کے وازم پاس جانے کے لیے مودی تھا کہ وہ سلسلہ ناسخ کے شاعر ہوں۔ کھنڈ  
 کی کوئی خاص تیراہ مستحق تک کو جایا۔ وید علی شاہ تو پھر بھی ناسخ اور آتش کے حسین  
 میں سے تھے۔ ان کو بڑے کا شاگرد شمار کرنے کے بعد سندھ بڑے کے نامندہ اور علی اور  
 رنگ۔ خاص علی بڑے اور اسامی علی محمد و میرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ وید علی شاہ آخر کو  
 غزل اور کردیا اگرچہ قابل فوسس ہے یکس ایسا ہونا غالباً اس خیال سے ہے کہ  
 سامی میں بڑے اور وید علی شاہ کا رشتہ رسمی تھا۔ انھوں نے ان دو باتوں کو بڑے  
 نہیں پڑھایا جو بڑے تک آئی تھیں کہیں کہیں اسے اجتہاد کا دعویٰ کیا ہے لیکن  
 اس کے باوصف شاگرد کے کلام میں استاد سے استعارے کی جھلک موجود  
 ہے اور عنایت و خصال میں علم، انکسار، وضع داری، موقت اور فروشی اسلئے  
 شاگرد میں تو مشترک کی حیثیت رکھتی ہے۔ وید علی شاہ نے اپنی نصف سے

سہ۔ بی۔ ص ۲۷۰، ۲۷۱

سہ۔ قرضون ص ۲۷۶

سہ۔ جان عالم ص ۱۰۱

سہ۔ کھنڈ کا دبستان شاعری ص ۳۱۱

سہ۔ بیضا ص ۱۲۳

سہ۔ کلیت خزی ص ۸۲ اور ص ۱۱۱ کے مانتھے

سہ۔ دیوانہ، حبیب، لکھنؤ کا ناؤ رنگ میوزیم کے سادے سروقا پر بطور دیباچہ چند طرے  
 قابضہ بڑے کے قلم سے لکھا ہے، بڑے کے کردار کا انگارہ کہلے کے لیے یہ دیباچہ  
 اور دیوانہ و دیوانہ کے ہے جو سروقا اور وید علی شاہ نے سپرد قلم کیے۔

زبانِ ہندوستان اپنی نامِ رنگین اور مصیبتوں کے اسی سلسلے کے سلسلے میں جس کی اور لہجہ  
 نوکیلا فنِ حرب تک برق سے حاصل کیا ہو تو خوب نہیں ہے۔

**شاعری اور صنائی** اگر تیرے استاد کا کھاسہ ہے۔ یہ غلط بھی غالباً خود واجد علی شاہ  
 کی پسند کی جوتی ہے۔

شاگرد کسی کا میں نہیں ہوں      ہے میری ازل سے طبع موزوں  
 اک طبع کا پر بھی مشط ہے      اہت کا جودل میں دلدل ہے  
 تخریج کے واسطے کبھی کچھ      موزوں کہہ لیتے ہیں اجمی کچھ

شاعروں سے مری زینت ہے حاشا ہے۔ میں تو جی ہوں مگر میں وہ خطاں ہے  
 کیوں کہ بات اگرچہ صحیح ہے لیکن ارشادِ حاتائی کے دیباچے کی طرح مبہم اشاریاں طرح  
 طرح کی غلط جہاں پسند کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ نامزدِ اعلیٰ قول میں اہلِ انیس یا  
 میر تقی میر کو ناکامی گنہ دیکھنا پڑا تھا اصول نے "لوں شرگوئی" حاصل کر کے شری نہیں  
 کہے لیکن جب واجد علی شاہ اسی میر آزاد استخوان سے گزیرے تو نے کو تپا بعد نے بنانا  
 ضروری تھا۔ سب سے پہلے کہ جس شخص کو غزل نے سے نوازنا یا اسے شکر کی بھی سکتا ہے انہیں ہشواکھ  
 مذاق رکھنے والوں کے نزدیک جس طرح یا گھر نسلو ہانے کا ہر اور طبقہ اپنی ذات میں  
 موجود پاتا ہے اسی طرح شاعر اپنے الفاظ اور خیالات کی ترتیب اور انتخاب پر غور سے

۱۔ شری مشیر (قلمی) ص ۱۷۳

۲۔ حزنِ اختری ص ۴۲۔ ۴۳

۳۔ بانگِ ابدِ نبوت میں برکت اپنے نام کے بدلے مثل استادِ نفاذہ دار سب سے شای اور فخرِ قادیان  
 کے سپرد تھی۔ دیکھو اصل انوارِ ص ۴۸۔ ۴۹۔ نفاذہ دار ص ۵۵۔

۴۔ خورشیدِ سرکہ زبیرِ قلمی ص ۱۹۱۹۵۳۰

۵۔ دریا کے عشق ص ۱۰

۶۔ ادب کا عقد ص ۱۵۶

۷۔ مقدس شہرِ شاہی ص ۵۹

رکھتا ہے اور اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ زبان اور بیان میں کسی غلطی کی  
 اطلاع کر دے۔ واجد علی شاہ کا بیان کہ وہ ازل سے موزوں طبع اور عاشق مزاج ہیں  
 غلط ہیں۔ فنون لطیفہ سے دلچسپی، حسن کی پرستش، چاہنے اور چاہے جانے کی خواہش  
 جمالیاتی مذاق کی شدت، اثر پذیر ہونے اور متاثر کرنے کا حربہ یہ تمام کیفیتیں جو کسی شاعر  
 میں پائی جاتی ہے واجد علی شاہ کے جذبات کو شروع سے آخر تک غلام کرتی رہیں۔  
 ان کے اظہار کے لیے ضروری نہ تھا کہ نکھڑ کا ماحول ہو اور کسی مورتی مام کے عین میں بیٹھ  
 جاتا ہے۔ مٹری جذبے اپنے اظہار کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈ نہ نکالتے ہیں۔ واجد علی شاہ  
 کے لیے مورتی خانم کا عشق بہانہ ہی بن گیا۔ انسوس اس کا ہے کہ حسن پورے کو قدرتی  
 آبد ہوا اور خون، جگر کی ضرورت تھی دانشمندیوں سے لے کر بیمار ٹری کا ماحول دیا اور  
 کیمیائی سیال سے آبیاری کی اور وہ پھل، بجائے پھلنے کے ٹھٹھرنے لگا۔ واجد علی  
 شاہ کا مشورہ:

مصابی امدہ ہوں، بد فاشی ہو، شعر موزوں ہوں  
 فرما گوئی جو کرتے ہو تو اکثر سب جبر رکھنا

ایسا مشورہ ہے جواں کے استاد نے ان کو دیا ہو تو تعجب نہیں کہ ان مصنفوں کا  
 خلق عروض اور قایم سے ہے اور واجد علی شاہ نے برقی سے بھی فن حاصل کیا۔ لیکن  
 یہ نام مصنف کسی شعر میں ہوں اور شعر ہے اثر ہو تو وہ فسر شعر ہیں۔ شعر میں جمالیاتی  
 حسن پیدا کرنے اور جلد کہے کا سکہ، یہ صفت وہی ہے انقباضی نہیں اور واجد علی  
 شاہ، ہی ان خبروں کے لیے تمکد ارغمن ہیں۔

بلندی اور پستی | کلا واجد علی شاہ میں کمز شعر شعر ہیں کیوں کہ شاعری کے ہا کیرہ  
 امجد پرور سے ترستے ہیں، لیکن واجد علی شاہ نے ایسی شاعری

سلسلہ مقدمہ شاعری ص ۱۸

ستہ۔ گل خانہ شاہی ص ۱۷۰

سجدہ طیفی ص ۵

سجدہ استاد مانتا ص ۵۰



کے بے صفات کہہ رہے،

دردِ دل نے جو صلا سلا کر ہوا اشک ترے رخسار  
غیر مجھ پر کے سے کے قلم  
شدتِ غم سے میں نے کھانا  
شاعری کیجئے یہاں پر مساوی  
اور جہاں عمدہ مضامین دہی مدھوں اور نعیں نعیں تھیوں اور استعاروں کی  
سحر مار رہے وہاں اپنی شاعری کو قابلِ تحسین سمجھا ہے :

کرب سارِ ہمدی سے ایسا سوک کر اک دربارِ گمان کو کرگ  
نکل جائے سارے زمانے کا رنگ بندے شاعری کا سلا پیرنگ

زبانوں پر جو دستوں کے ملا کہ صد مر حساں مر حساں  
شاعری کی یہ وہ قسمیں جس میں سے ایک کو شاعر نے شاعری کہا اور جو چارے مردیک  
صناعی ہے اور دوسری وہ جو چارے مردیک شاعری ہے اور شاعری کے نزدیک  
معمولی باتیں ایک ایسی بحث کو پیش کرتی ہیں جس کے دونوں پہلوؤں پر بہت  
کچھ لکھا جاتا ہے۔ پتا ہے یہ شاعر کے نظریات سے متعلق ہو یا مردی ہیں۔ انسا  
جاں لینا کافی ہے کہ قدرت سے واجد علی شاہ کو شاعر کا دل اور دماغ دیا تھا ایسا کہ  
ساتھ ہی ایک ایسا ماحول دیا تھا جس میں شاعری کے لیے ناکا کتب مردی  
تھا۔ شاعر نے کبھی طبیعت کے اقتضائے ایسے شعر کہے جو اس کے فطری رجحانات  
کی ترجمانی کرتے ہیں اور کبھی ہم چٹھوں سے داد وصول کر کے کی غرض سے مٹی نکالت  
کہ موطا رکھا اور شعر کی اصل عرض و رعایت کو ردِ اوش کر دیا۔

”بندش بسیار لہد و پستش بنایت پست و میر کی عزت گوئی کے ہاتھ میں کہا  
گیل ہے۔ واجد علی شاہ کی مخصوص جولانگاہ مثنوی ہے اور مثنوی اور درسی کشمکش کے  
سبب اگر کسی بات ان کی مثنوی نگاری کے بارے میں کہی جائے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔

سطح۔ شمعِ یمن ص ۱۹

سطح۔ ایضاً ص ۱۳۲

سطح۔ ہماری شاعری اور مثنوی شاعر شاعری ان سبب کے بے قابلِ توجہ ہیں۔

ان کی تمام مشوریاں اسی طرح غیر مشورہ ہیں۔ مثال کے لیے یہاں سلاسل یا پیشوں کیا جاتا ہے  
 مجھے شاعر نے دیکھا خالینک من کے بیان میں وہ حقیقی شاعری اور فنی شاعری کے  
 درمیان ڈونڈا دکھائی دیتا ہے ۱

جو ہے جمع جب ہر شان، جہاں  
 کہ ظاہر ہوئی اک عین نامدار  
 غضب اس کا گیارہ برکی خاصن  
 زمر تا پاسر وہ گل عذار  
 تزانہ، پشامہ، نمک، بزمِ حسی  
 گلے میں جو تھا پاد تار سکالون  
 شہزادہ چوٹی پہ ترمذ تھا  
 وہ نادر ملی کی خمی ہیکل پڑی  
 سبک پال میں اور خمی کی لنگ  
 حیدری دغاں پہ بھیجے درود  
 وہ سینہ و رخا رشک بدرینہ  
 فقط ایک کرتی میں تھے دو گھر  
 بس ایک شاح میں دونوں شہینہ  
 مقابل کے درجہ ہائے بلور  
 ویاگت تارِ نظر میں پڑی  
 دو تانا سہ پانی ویا درو بھی  
 ویا درو انگریزی کے تھے آئینے  
 ویا ٹکس سبب و قن تھا پڑا  
 بچوں کا ابھارا اور دگر گن کا سلا  
 تو کیا دیکھتا ہے وہاں یہ جلاں  
 مظلوم تہب رنگ بہار  
 جوانی کی آمد حاروں کے دن  
 گلے میں حمال تھے جوی کے بار  
 وہ رفتار بھی آفت انگیز خمی  
 شکنی تھی کوہے پہ رنجیر شرق  
 جو چرخ چہارم سے اگر لگا  
 کہ ہیکل کو دیکھتے اس گل پڑا  
 وہ افشاں کی ملتے کا اور چمک  
 کھارا پنے کی علامت نمود  
 نہ تھا قابلِ عسرم بے نظیر  
 فقط ایک ڈالی میں دونوں ٹر  
 سرور و سید پہ در ماہتاب  
 ویا سببہ پہ جم گئیں چشمِ حد  
 کہ کھنچی نظر سے قمر میں پڑی  
 کہ ہر ایک سے خمی اسد بھی  
 جھانکتی نور سے دہاں لگ گئے  
 سرورک پستان تھا خیر بلا  
 کھارا پنے کا وہ سادہ ہوا

سلا لنگاری کا یہ آغاز غالباً بہارِ عشق کے جواب میں اختیار کیا گیا تھا لیکن حیدر

ہے کہ شوق کی شعری خاصیت فرہنگی اور جدیدی نکات میں اس شعر سے کم ہوتے  
 ہوتے بھی شاعرانہ ہے اور واحد علی شاہ کی سرائے نگاری مہذب اور شاعرانہ ہوتے  
 ہوتے بھی ضرورت سے زیادہ شاعرانہ ہے۔ سب سے کم نثریہ میں شوق کے عرف  
 اتنا کہا تھا:

سینے پر دونوں چھانسیں ادا کول  
 اور کچی، کچی، کڑی، کڑی، کڑی، کڑی

واحد علی شاہ نے ایک ایک صفت کے لیے کئی کئی تشبیہیں اور استعارے تلاش  
 کیے اور اس کا خیال یہ کیا کہ کلام میں طول فصاحت میں غلج ہوتا ہے۔ چاہتے تو  
 مندرجہ بالا آخری شعر کو اس قافیہ بناتے کہ شوق کے طور کا حجاب ہی جیسے ایک  
 کہیں شوق جواب دینے سے قاصر رہے ہیں اور کہیں واحد علی شاہ۔ واحد علی شاہ  
 کی جلدی اور ہستی کا اندازہ شوق کی شعریوں سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

**گہرائی اور گیرائی** شاعر کی ذات اپنی شعری تخلیقات کا مرکز ہوتی ہے۔ حیالات اور  
 اداسیات کے دھارے چلتے ہیں، چلتے ہیں، چلتے ہیں۔ اسی نقطہ پر  
 صحت کے آئے اور اسی گہراب کی قبر میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تہہ سے نکلی جوتی چربی نکلی  
 ہے اپنی اصلی شکل و صورت پر ہانی نہیں، ایک اگر ایسا ہے تو اس سے گہراب  
 کی تیز زبانی ظاہر ہوتی اور اورادیت کا پتہ چلتا ہے۔ کبیر کی تخلیق میں نہ معلوم  
 کتنے حادثات سے حقیر کیا ایک تیرے ہر واقعے کو اپنے میں مہذب کر کے جب  
 وہ پس کیا تو اس میں ایک ابدی حقیقت اور تیر کی اپنی شخصیت جھلک رہی  
 تھی۔ صاحبانِ فہم نے حقیقت کی جھلک کو کلام کی گہرائی اور گیرائی اور شخصیت کی  
 جھلک کو رنگ کلام قرار دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی شعری تخلیق میں اتنی  
 آفاقیت ہو کہ ہم شاعر کی رات کو پہچان سکیں لیکن خالق کی ذات اپنی تخلیق میں بہر  
 طور موجود ہوتی ہے اور اس کی کامیابی کا دار و مدار اسی پر ہوتا ہے کہ وہ اپنی تخلیق  
 میں کس حد تک سما گیا۔ واحد علی شاہ کے کام میں گہرائی اور گیرائی کا عنصر بہت مختصر

ہے کہ ہرگز نہ جی، خواہش بڑی خفیت سے موجود ہے کہ وہ اپنے کلام پر چھائے رہیں  
 کلام کہیں نہ چھایا جائے۔ نام و نمود کی یہ خواہش تقریباً ہر شاعر میں موجود ہوتی ہے  
 لیکن دوسرے شاعر اپنے مضمون پر چھائے رہتے ہیں۔ راجد علی شاہ کے کلام کا مستند یہ  
 حصہ مطلق کی سی کیفیت رکھتا ہے۔ مطلق اردو فارسی شاعری کی میراث ہے۔ شاعر مطلق  
 کہنے یا نام و نمود حاصل کرے کہ بے شر نہیں کہتا۔ اس کی طرٹ اسے کسائی ہے کہ  
 کچھ کہو اور وہ شعر کہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ راجد علی شاہ کی ابتدائی مشق کے اشعار  
 ہر بیشتر دیوان موم اور گزشتہ اشرف اور گلدستہ فاشخان میں ہیں اسی سانگہ  
 فصاحت کے گئے اور مصافح پہچان پے جانے ہیں کہ کسی شاعر نے یا کسی رویہ کی  
 فائدہ پری کے لیے ہیں کہے گئے۔ ان اشعار میں تانگی مصافح اور خوش کا اظہار ہے۔ شاعر  
 کو یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ "شاعر ہے" یہ احساس اس کے کتبالب مشق اور  
 جھوٹ بچی راہ راہ سے پیدا ہوا اور اس خند یہ احساس شدید ہوتا گیا عمدہ مصحف،  
 چست مدش اور مدیف اور قلیبے کی شاعری نزل کر لی گئی۔ نئی کی یہ رفتار بھی بہت  
 تھی۔ پہلے دل عدو اور پھر دل عدو سے غم و سببہ بادشاہ ہونے کے اس میں احساس خواہش  
 ہے کہ "کلام اللہ کو" کو "ملوک کلام" جو پاس ہے سوسے پر میں گئے کا کام کیا، اور اس نے  
 مجھے دم آ رہا کے کہ میں میں نام آوری کا امکان کم اور خوشگوشی کا زیادہ تھا۔ ہر روز  
 کی نگرش و شکی کہ شاید اسی میں بہتری ہو۔

خوسے بھ سوزندہ کو شوق شعردست ساقی  
 شوز سے ام اپنا بیشتر موحائے حاشیہ

ہر قدر اخبارات کا مطالعہ تھا کہ "بادشاہوں کا کام نظر ملک میں متحول ہوتا ہے۔  
 نظم میں حمد و ست اور مصلحت کے نظم میں نوہ کر جی تو کس خوبی سے  
 ملک آراستہ ہر پہ مشورہ ان بادشاہوں کے لیے صاحب تھا جس کو قدرت

سے نظم اور موم ۱۹۳۲ء کو نکلا۔ دوا خیر مگنا ملک و ملت، ص ۱۰۱، نعتیہ مضمون پر پل جاتا ہے،

شہر، گل شرف م ۱۳۔

شہر، صاحب صاحب پند، تھانہ ۱۹۳۲ء کو نکلا، ص ۱۳۔ بحوالہ اسناد لاہور، رگہ، تھانہ ۱۳۵۵ء

نے بادشاہ اور درباریوں نے شاعر بنایا ہی یہ مشورہ اس کے کس کام کا تھا جسے نصرت  
نے شاعر اور حالات نے بادشاہ بنایا تھا۔ اس برس کی بلا شہادت کے بعد واجد علی  
شاہ جہاں سے چلے گئے پھر وہ ہیں پہنچ گئے؛

دولت دنیا کی کچھ اختر نہیں ہے اختیار  
ہم کو کاغذ اور سیاہی اور قلم چاہیے

لیکن اس عارضی حکومت کے دور میں اور اس کے بعد بھی کسی واجد علی شاہ اس خیال  
سے سبک درخش نہ ہو سکے کہ وہ بادشاہ ہیں، ان کا قول و فعل عوام سے مختلف ہونا  
چاہیے۔ شاعری میں اس احساس نے عشق نامہ اور حزنِ اختر، جیسی مثنویاں لکھوائیں  
اور بادشاہوں کی زندگی کے روشن اور تاریک دونوں پہلوؤں کو عبرت انگیز آپ مثنوی  
بنانے پیش کیا۔

**فکر و فن** شوگر کی میں فنی نکات کو طرز رکھنے اور اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے کی  
کوشش سے خیال ہوتا ہے کہ شاعر نے فنی طرز پر غور و فکر سے کہا  
ہے، لیکن یہ غور و فکر شاعرانہ غور و فکر نہیں بلکہ ان غور و فکر سے  
میں شاعر کی توجہ بھائے شاعر کے خدا اپنی ذات اور اس طرز پر ہے جو دوسروں سے  
الگ ہے انسانی فطرت اور ظاہر قدرت کے مطالبے سے جو حد بات اور حالات چیل  
ہوتے ہیں شاعر ان تجربات کو خوش اسلوبی سے شاعرانہ انداز میں بیان کرتا ہے  
قائم کے لیے حدودی نہیں کہ وہ واردات خدا اس پر گزرتے ہیں، اگر وہ ان کیفیات  
کا واسطہ علم رکھتا ہے تو اپنی شاعرانہ فن کاری کے سہارے ان کیفیات کی عکاسی  
کر سکتا ہے۔ شاعروں میں سے بہتوں نے شراب کی صورت میں نہ دیکھی ہوگی لیکن  
شاہد ہی کوئی ایسا شاعر ملے جس نے فرات میں ایک دو شعر کہے ہیں اور شاعر گو کہ  
عروج سے اب تک کوئی شاعر ویسا نہیں جو واقعات کو بلا واسطہ علم رکھتا ہو لیکن  
انہیں شاعروں میں ایک اہمیت گر رہے ہیں جنہوں نے ان واقعات کو اس طرح قلم  
کرایا جو ہم نے سنا نہ ہو دیکھا ہو۔ غور میں یہ خوبی علم سے نہیں غور و فکر سے پیدا





ہے قافل جہاں انا زلی اور اس سب سے کلمہ نما تاہم ہرگز یہ سب ہر ناقد فی ہے لیکن ہر  
شاہ و شہرین اور اپنی انفرادیت کی کشاکش میں گرفتار ہوا اس کی قسمت میں یہی کھٹا ہے۔  
غزل گوئی کے داہد علی شاہ وہی داہد علی شاہ ہیں جس کے بچے دبستان کھڑے  
کے شاہ و شہر نام ہیں۔ غزل گوئی کے بچے "مختار" جمع کر سنے اور "دلو" گز اور  
پیسہ مارنے کی شہر ہے۔ داہد علی شاہ کھل اس لطف سے نا آشنا تھی ان کے  
پیشہ غزل گوئی کو ترک کرنا محال تھا کیونکہ اور شاہ و شہر میں بسم اللہ کی تھی۔ یہی  
غزل ہے۔ لیکن غزل کا عام موضوع حواں نصیبی، امروز پرستی، نفرت و رندی، عشق  
احاطہ تھی، یہ وہی وہی اور کام جوتی ہے۔ داہد علی شاہ نے ان پامال مضامین کو سنو  
کرتے ہوئے حواپنے اور اپنی بیگات کے ذکر سے وہاں منہ پھرتا کرنا شروع کیے اور  
اور قافلے کی شہری میں بھی ان مضامین سے سوکار نہ لکھا ہر عام طور پر مروجہ تھے یا پہلے  
لیکے جالہ سپاہی بیت میں موضوع ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔

مرثیہ نگاری اگرچہ خود داہد علی شاہ کے نقطہ دبستان کی پیر تھی لیکن جس  
عرفی بزرگ سے کھڑے سے کھڑے مرثیہ نگاروں نے اسے چشم زدن میں نہ سماں پوچھا  
تھا۔ حالت جیسے شاہین کی ہر قدر بھی ان آسمانوں پر نہ تھی۔ داہد علی شاہ تو جیتا مڑا کا  
کچھ حجت نہ رکھتے تھے۔ انھوں نے بنائے اس کے کہ ایتیں اور دہر کی ریس میں  
اپنی آواز کو کھینچاں کی مداح دی جوتی بہت حد لازم کو طرف لکھا، اور وہیں نظم کا  
سلسلہ جاری کیا، جن سے مرثیہ نگاروں کو دلچسپی تھی۔ حجت بہت نظم کر سنے کے لیے  
مدح منقول بیت نہیں ہے، مشہور ہے اور داہد علی شاہ نے اسے اختیار کیا  
کیا۔ لیکن اس قمر ہے ایمان ہے ہر مرثیہ کا موضوع یا بہت بلانا ان کے اختیار

سے۔ شہر میں مزید ہے آخر مرثیہ نگاری مرثیہ غزل کا ہے

سے۔ ملا خاندانہ زمین حسن ہے جہاں میں آسماں گریا، ایتیں

سے۔ خیر کوش کہ خیر کوشی ہوئی ہے بھلا کہتا ہے ہر سحر ہنر و سحر ہنر ہے ہر  
نویں کہ کے طاق لب نے ہر سحر آواز ہنر کیا ہا ہے۔

سے۔ نثر و نثر میں ہے، شہر کی شہر و شہر کی شہر ہے غزل گوئی ہر شہر کی شہر ہے۔



جس نے مخالف اسے ترک کرنا ان کی فطرت سے عیب تھا۔ ناچار وہ اسی محدود دائرے میں رہنے لگے جو رہ کر رہتے رہے اور اپنی حسنین کے لیے یہ طریقہ نکالا کہ نوجوانوں اور ملاہوں کا ایک دیوان مرتب کر دیا۔ مرثیہ نگاری میں عام رو سے اسے انغراب اس طرز سے خلق رکھنا ہے جس پر دوسرے متوجہ نہ رہتے۔

قصیدہ نگاری بادشاہوں کے کام کی صنف نہیں کیوں کہ دوسرے ان کی مدح کہتے ہیں وہ خود کسی کی مدح کچھ کر لیا، منقبت میں کہے ہوئے قصیدے تھاں تک ایک ہوا صنف سے خلق رکھتے ہیں اور واجد علی شاہ نے اس میں بھی طبع آزمائی کی۔ لیکن بڑی ان کی زندگی میں ایک جیسا انقلاب آیا جب وہ بادشاہ نہ رہے، ان کو مع کیا گیا اگرچہ بڑی جنرل کی مدح سرائی دہر رہ گئی ہے، ابھی تو نہیں اپنے ہاتھوں کیا مرہم ہے، یہ سن واجد علی شاہ جب حاکم تھے تو اپنے شاہانہ مراتب کا اپنے بزرگوں سے زیادہ خیال رکھا اور جب حکومت ہوئے تو اپنے بزرگوں کی روایت کے عرفانچاس شعر کا ایک قصیدہ لارڈ کیننگ کو نذر دیا۔ شاعر کی خواہش شاہ ہونے کے بعد بھی ہیں بدلتی اس قصیدے کا ذکر اسی لیے ضروری تھا۔ واجد علی شاہ نے صرف قصیدہ ہی نہیں غزل، غزل کی حاکم وقت کی مدح کے مقام پر کر تیل کو نیا۔ کی صفت بیاں کہہ کے ایک سو نو شعر یاد دلایا ہے کہ وہ شاعر بھی ہیں۔

شعری، داد رے اور گیت اگرچہ اردو شاعری کے اصناف میں داخل نہیں لیکن نہ ان کے شعری تخلیق ہونے سے انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے کہ خود واجد علی شاہ نے ادنیٰ درجے کی محکم بندی کو پر کیف شاعری کا رتبہ عطا اور مدح سرسنگیت کے لیے مدح گیت بنائے:

کسی بتائے داسے کے اترے میں چار پانچ فصوص ہیں تو آستانائی کے  
میں بول ہیں، سب سب گیتوں گہلک ہزاروں طرح کے بھول ہیں... بیچنے

سطح۔ کیا ان سولہ کلیات آخری کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو۔

سطح۔ قیصر التواضع جلد ۲ ص ۲۷۸۔

سطح۔ شعر و سخن ص ۲۸۶۔ ۲۸۷۔

ہم کہتے ہوئے عرض و قاصد میں کسی کو دخل چاہئے شاعر کو کیا تھا اس  
 نئی نئی سے ماہر کرنا تھا، سادہ کے ڈھیلے اترے آستان کی کسی نے بنا  
 ہیں؟ قطع میں پھر سے رول کس کے اترتے ہیں؟... جو کہ کھڑے  
 گئے تھے اس میں ہر ایک راہ خدا یا ہر شاعری کی گزری نہ تھی ان کو سنا  
 بادیا۔۔۔ اس صفت کا ہمارا بادشاہ ہے، چھوٹا بڑا اس کا گروہ ہے

ہر فرد کے بعد سے خاص ہندوستانی شاعری کی جہ و ہند شکل میں گیت، سنگیت  
 حضرت کا جیسا سنگم جیسا کہ واحد علی شاہ کی رات میں تھا اس شاعری کو ہر دن پڑھا  
 میں ایسی گون جیسی کہ واحد علی شاہ کو بھی بہت کم کسی اردو یا فارسی شاعر کی طرف سے  
 عجب میں آئی۔ واحد علی شاہ نے اس شاعری کی ہیئت، موضوع اور زبان تیسوں میں  
 قابل ذکر خصوصیت کے لئے ہم روش میں حرام سے بہتر کیا ہے

شاعری کی مندرجہ بالا تیسوں میں واحد علی شاہ نے اپنی فن کا راز صلاحیت کا  
 مظہر کیا لیکن ان کی شاعرانہ صلاحیت کے ضد حال ان اصناف سخن میں ناظر کے  
 ہر ان کی طبیعت سے سادہ سہی سمجھتے تھے۔ وہ خود فکر کے قادی نہیں، وہ  
 دانش کی سچ کر دیکھتے ہیں اس کی تم تک پہنچنے کی صورت میں سمجھتے ہیں کو اپنی بڑی  
 کامیابی سے خود وہ اپنے کام میں اپنے کارناموں کو بیاں کرنا چاہتے ہیں ہاں کو زبان  
 پر قدرت حاصل ہے اور ہر بات کو تحصیل سے بیاں کرنے کا خیال رہتا ہے۔ ایسے  
 شاعر کے لیے شعری سے سب سے صحت سخن سہی کیوں کہ اس صفت میں روایت کی  
 بند سہی ضرورت کی تفصیل سہی، خود فکر کی ضرورت سہی، طراوت کی شکا  
 نہیں۔ پھر اس پر طرہ پر کہ جس قدر اور جس دہستان سے ان کا تعلق تھا اس میں  
 اکثریت طور سرائی اور مزید گرتی میں مصروف تھی۔ واحد علی شاہ نے نہ کہ جسے انداز میں  
 شعری کی طرف توجہ دی تھی اور آخر میں اسی کے ہر گئے۔ انصاف صرف اس کا  
 سہ۔ ہر وقت میں ہے

سہ۔ وہ ہیں، اما محمد علی میں محمد علی شاہ، انصاف میں انصاف کا کام ملاحظہ ہو

سہ۔ انصاف سخن کی کتابیاتی تفصیل ملاحظہ ہو

سہ۔ محمد علی شاہ انصاف اور سخن ملاحظہ ہو کہ جسے کوئی اور جہاں نہیں اس کا ملاحظہ ہوا نہ ہوا

ہے کہ دیر میں ہر شخص آیا اور غزل اور مرثیہ کو بالکل ترک کر دیا۔

واجد علی شاہ کا مشوری کی طرف متوجہ ہونا اپنی اپنے دبستان کی روایت سے بیادت  
**زبان** کے مترادف ہے کہ اس مشوری کے موضوع اور زبان میں بافتاد کو دخل دینا  
 موضوع کی تبدیلی عشقیہ اصناف سے ہوا اپنی سوانح حیات پر مگر تجربی اور جبر علی اور  
 غرضی مباحث پر منتقل ہو گئی لیکن زبان کم و بیش شروع سے آخر تک ایک ہے اور اس  
 فصیح اور تکلف سے پاک ہے جو دبستان کھنکھور کی نامزدہ مشوریوں میں نظر آئے گا  
 لوگوں کا خیال ہے کہ وواجد علی شاہ کو اپنے عاشقہ بیان کرنے کا شوق قسری کی مشوریوں  
 دیکھ کر پیدا ہوا اور اس کے یہ احوال سے زبان اور اسلوب بھی شروع سے حاصل کیا۔ ازاں  
 خیال مضاحمت کا طالع ہے کیوں کہ یہ خیال وواجد علی شاہ کی افتاد طبع سے بے جبری  
 ظاہر کرتا ہے۔ لیکن حرا کر نکتہ اولیٰ را دینہ نگاہ سے زیادہ اہم ہے کہ وواجد علی  
 شاہ سے یہ اسلوب اور زبان کہاں سے پائی؟

واجد علی شاہ سے اپنی پہلی مشوری میر حسن کی مشوری سحر البیان کے جواب  
 میں لکھنا شروع کی۔ اس کے حق اشعار پر سحر البیان کی سحر بیانی کا ذکر کا ہوا ایتنا  
 میر حسن کے مخصوص رنگ میں ساہ اور پراثر ہوں گے۔ ہمیں ان اشعار کا علم نہیں  
 لیکن یہ دونوں مشوریاں موجود ہیں۔ ایک بکر اور ایک طرز میں ہیں ان دونوں  
 کا ہوا۔ کہتے ہوئے ہیں یہ رہ بھولا چاہیے کہ سحر البیان ایک کتبہ مشق شاعر  
 کی شاہکار مشوری ہے۔ اسرار عشق ایک مبتدی شاعر کی پہلی مشوری ہے  
 اس کے زمانے میں گلزار نسیم کا فہرہ تھا لوگ شاعری میں صناعتی اور تکلف کے  
 ویرانہ تھے۔ وواجد علی شاہ نے اس کے باوجود اپنی پہلی تصنیف کو عارضی اثرات سے

سنہ ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء بمطابق ۲۲

سنہ ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء

سنہ ۱۲۵۸ھ بمطابق ۱۸۴۲ء گلزار نسیم تصنیف ۱۲۵۸ھ آتش کا مڑناں کے بعد مشوری  
 ایک سال سے پہلے ہی گئی جس میں کھنکھور کے نام سے ایک شعر آئے تھے۔ اس کا ایک  
 کہ رنگ ہر بختی کا سبز میر من کے سوا اب گلزار نسیم کے ہی ہا ہوا ہے جو ہے گئے

بہت کچھ غصہ رکھا۔ انسانہ عشق کے بعد دریائے عشق اور بحرِ محبت وہ مثنویاں تھے  
 اور تصنیف ہو نیمہ زبان، بدش، روزمرہ کی محفالت اور مثنوی نگاری کے عام معیار  
 پر یہ مثنویاں پہلی مثنوی سے کہیں بڑھ چڑھ کر میں لیکن ساتھ ہی ان میں انکھار  
 صناعی بھی پہلی مثنوی سے زیادہ ہے۔ دریائے عشق کا گلزار نسیم کی بحر میں  
 جوتا بذات خود نشاں دہی کرنا ہے کہ شاعر نے خارجی اشارات قبول کیے ہیں لیکن  
 اپنی حاضری و شش کو نہیں بدلا ہے۔ شاعری اور فن کا امتزاج اس مثنوی میں  
 بھی ہے لیکن سحر الہیاں اور گلزار نسیم کے رنگوں کا وہ نہ زیب امتزاج مثنوی محبت  
 ہے جسے شاعر نے اول الذکر دونوں مثنویوں کی بحر سے الگ رکھا لیکن زبان اور  
 بیاں میں اس نے جو استفادہ ان مثنویوں سے کیا ہے اس کی جھلک بحرِ محبت  
 میں تجربی موجود ہے۔ قلم کی ظہرِ الفت اور شوق کی پہلی مثنوی مرید عشق اسی  
 وقت وجود میں آئی جب دریائے عشق کی تصنیف مکمل ہو چکی تھی۔ قلم کا سلسلہ  
 میر تقی اور دیبا شکر سیم سے ملا تا آوازِ شوق کے لیے تیرے آفرینے پائوس کو  
 تلاش کرنا، ایک واضح حقیقت سے لاعلمی ظاہر کرنا ہے کہ جس طرزِ حاضری کے لیے قلم  
 اور شوق کی صہرت ہے اس کا پہلا اور کامیاب عشق ماجد علی شاہ نے پیش کیا

۱۔ مثنوی ظہرِ الفت ۳ سکہ تذکرہ ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸،

ملے۔ تلقی اور شوقِ مولین واجد ملی شاہ میں سے ملے اور ان کے استناد علیٰ سحر  
دیکھتے ہوئے انھیں متبعین میں شمار کیا جاسے تو نہ یہ ان کی جنگ ہے اور نہ غلط  
بادشاہ کی ہوگم نواب عالم آرا عام سمجھی انھیں متبعین میں تھیں۔ تلقی نے واجد ملی شاہ  
سے شاعری اور صنائی کی آمیزش کس کاڑھ سے کیا اور بحرِ صفت کی اختصار کیا۔  
شوقی نے روزِ مرہ اور محاورات کے نظم کرنے کا سلیقہ واجد ملی شاہ سے حاصل کیا اور جو  
کی ان کے بیان میں رہ گئی تھی اس کے پورا کرنے میں حدِ اقتدار سے آگے بڑھ گئے۔  
انیس، واجد ملی شاہ اور شوقی ان تینوں کی زندگی اور کلام کا مطالعہ کیا جاسے  
تو جو خصوصیتیں ان تینوں میں مشترک نظر آئیں گی ان میں نمایاں ترین یہ کہ تینوں کے

سلوک، مولانا حالی یا سروی بدلقی کی کسی بھی قوم سے یہ علم نہیں ہوتا کہ وہ واجد ملی شاہ کی شریک سے  
ماخوذ تھے۔ ذکرِ ابوابیت حدِ لقمی سے دیباچے عشق کے واسطے لکھا ہے کہ ۱۰۰ میں ہیں  
دور نسیم کے رنگ کو ملا دیا گیا ہے، دیکھو کہ دو بیتانِ شاعری میں (۱۰۰)، اضافہ عشق اور  
بحرِ صفت غالباً ان کی طور سے ہیں مگر رہا اور دیباچے عشق، ہم اہل اور فریب عشق و دیو کے  
سبب نصیب کے تھیں اور ان کے اثرات کا اعجاز کرنے سے بظاہر وہ بھی نامرہ ہے۔  
۱۰۰ بحرِ صفت میں ۱۰۰ قبل بھی کہہ چکا ہوں دو غزلے ۱۰۰ دو کسوں نے لگا لیے جیتے  
سادہ دل بہ کہہ کر جلتے ہے فریب ۱۰۰ یا سب نے گئے وہ نظمِ بلیب

دوسرے شاعروں کی روایت کے خلاف اپنے کو "پہلیاں" اور "خاکِ پائے شاعریں جہاں"  
کہنے والے کے لیے انا کہہ دیا بھی بہت سزا کوئی اور نظم کرنا تو شاید "عریب" کی جگہ "فریب"  
خانیہ پسند کرتا لیکن اس میں کلامِ الملوک کی سی بات کہاں ہوتی؟

۱۰۰۔ ہم صفت میں واجد ملی شاہ کے سامنے کے اشعار ملاحظہ ہوں۔ روزِ مرہ، محاورات اور مضمرات  
جس کے لیے تلقی یا واجد ملی شاہ کی شریاں قابلِ ذکر ہیں ان میں عشق سے انھیں محروم کے  
لے کلامِ واجد ملی شاہ کے مثال سے قرینہ یا حدِ صواب پرست ہے کہ وہ کابل ہے کہ تلقی خود کو واجد ملی  
کاشا کرتا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ صفت میں ۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰

نکھر، نکھر، ماسک، نکھر، اکثر ۱۰۰ کے شاعر میں جنابِ ساحلِ بکراچی سے صرف بحرِ صفت سے  
کچھ شعروں کے لیے کلامِ شوقی کا ماحول قرار دیا جاسکتا ہے۔



اور اسی سائنہ کے کی سرپرستی میں عروسِ حسن کو مفرات نے رہے۔

ایتیس اور واجد علی شاہ کے عروج کا ایک ہی زمانہ ہے۔ ایتیس کا مخصوص میدان  
خوبہ نگاری ہے۔ واجد علی شاہ کا مثنوی نگاری اور شیعہ نگاری میں دیہی کہانی کا ماحول کرنے  
کے لیے۔ جو ایتیس کے مد نظر بھی زبان کا سلیس، فصیح، با محاورہ اور عام ہم جن افراد کی  
تھا۔ ایسی زبان خود ان کے خاندان کی تھی، انھوں نے سیاسی کو اختیار کیا۔ واجد علی شاہ  
کو مثنوی نگاری کے لیے اس زبان کی ضرورت نہ تھی جو اس زمانے کی شاعری میں مروج  
تھی۔ اس زبان میں داستان گوئی کا صحیح نصف ممکن نہ تھا اور نہ ہی اس کا اختیار کرنا  
ایک مثنوی مثنوی نگار کے بس میں تھا۔ انفرادیت قائم کرنے اور عروج و فکر سے چھٹا  
چھڑانے کی آسان صورت یہ تھی کہ وہ زبان اختیار کر لے جسے جو عام شعرا کی زبان پر نہ  
ہو۔ ایسی زبان خود واجد علی شاہ کے خاندان کی تھی اور اس کو خود شاعری کے کام کا  
بنانا اگر شاعر کو آتا تھا تو مثنوی میر حسن نے رہنمائی کی۔ ایتیس اور واجد علی شاہ کے  
مستحید ہونے کا صحیح اور سرچرخی ایکہ ذات ہے۔ دربرک اور اداس فاس  
تھوں کے لیے موصی بہیں ہوتا کہ بنا لے دلا سر پر کھڑا اچھا بناتا ہے۔ جس طرح  
ایتیس نے میر حسن سے استفادہ کیا واجد علی شاہ نے بھی کیا اور فخر و اعتبار یہ کہ جب اور  
جہاں واجد علی شاہ سے سرش ہوئی میر حسن کے ہاتھ لے لیا اپنے ہتھوں کو خود  
علی باکر مثنوی نگاری کے لیے پیغام مل دیا۔ مثنویات واجد علی شاہ پر فلم اٹھانے  
والا پہلی تین مشوروں کی واقعہ نگاری، منظر کشی، مکالمہ ویسی اور نشیب اور  
استعارے کے مقابلے میں عشق نامہ منظوم میں ایک خوشگوار تبدیلی پائے گا۔  
ایتیس کا کلام ایتیس کی زبان سے سس کر رہا یہ فیض حاصل ہو رہا ہے اور ایتیس نے جہاں  
شعور کو لسانی افتاد سے بڑھ کے اور صانع و بدائع کو پہنچنے سے برت کے ہر تار پاک  
ان کے سر پرست کس ذوق و شوق کے مالک ہیں وہاں دعائیہ یہ بھی سننا کہ ان کا  
صفت مانگاں نہیں جاتی۔ سلطانِ عالم، انھیں چیزوں کے قدر دان ہیں جن کے  
لے کام ایتیس قابل ذکر خیال کیا جاتا ہے:

لے دلائی، میں طبع مثنوی نوکثر کے دیباچہ نگار کا بیان ہے کہ جو تمام اہل کمال کے خاندان ایتیس  
کے اندر عجیبی زبان کے قلم بند کے پاس ہر طور کے طبع و شوق تک پہنچا دلا۔

ہم اسے انیس صدی سے لے کر آج تک دیکھ رہے ہیں  
 نکلے علم سے روشنی کی ایک نئی روشنی

یہ اصل اور یہ نرم لہریاں یادگار ہے  
 پری کے دوسرے ہیں خزاں کی ہمارے

خزاں کی ہمارے کو غم سے طے نکلے پھر نہیں باقی۔  
 جیسے ہی انیس کے پھیلنے میں دیکھیں عیش نہ سہی  
 جیسے ہی انیس کے پھیلنے میں دیکھیں عیش نہ سہی

انیس اور وہ علی شاہ کے اپنے اپنے خاندانوں کی زبان اختیار کرنے کے ذکر اور  
 برحق سے سلسلہ طرزِ طے کے بیان سے خیال ہو سکتا ہے کہ کھنڈ میں مختلف خاندان  
 اپنی اپنی زبانیں بولتے تھے اور ہر جس کی زبان شوہر شاعری کے لیے اپنی زبان پر فوقیت  
 رکھتی تھی۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جائے تو یہ خیال اس خیال سے مختلف نہ ہو گا جس کے مطابق  
 انیس کھنڈ میں رہتے تھے، کھنڈ والے اسے اپنی شاعری کے لیے داد طلب کرتے تھے  
 اور زبان دہی کہہ کر اسے بھاری زبان اختیار نہیں کی جاتی، وہ بہ اختیار ہی میں  
 زبان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اکثریت کسی خاص طبقہ کے لیے کوئی اور زبان دہی  
 گئے اور کوئی خاص اس طبقہ کے لیے اپنی زبان نہ بولے تو اسے بھاری زبان اختیار  
 کرنا کہا جا سکتا ہے۔ تاہم اس وقت کے دور میں کھنڈ کی زبان اسی رنگہ کشی کے عالم میں  
 تھی۔ شعروں کی زبان عام بول چال کی زبان سے الگ ہو چکی تھی اور بھاری جاتی۔ وہ  
 جس حد آگے بڑھتے جاتے تھے اسی قدر نفی کے راستہ سے دور ہوتے جاتے تھے  
 انیس کا اس کھنڈ سے لطف اندوز ہونا اور بھاری زبان میں اپنے گھر کا  
 کے ایک جہلی اور دوسرے شاعروں پر غرور تھا کہ وہ اپنے گھر کی زبان رنگہ کشی کے لیے  
 سے سبکدوش تھے اور بھاری زبان سے نفی کا۔ "مغربی، لب و لہجہ، مقامات اور مذاہن"

انیس کے لیے: جب لکھنؤ کی سب سے بڑی کتاب خانہ "کامیونیٹی" میں انیس کے آخری زمانہ  
 کا مطالعہ کیا جائے تو انیس کا کوئی سہ نہیں ملے گا اس لیے کہ انیس کے پھیلنے کے  
 بعد وہ اپنی زبان میں چھان کر نظر انداز کرنا لگے ہیں۔  
 بعد وہ شعروں کی شاعری میں رہے۔



انتہا کر لیا اگر ممکن ہو جب بھی اس زبان کا وہ لوگ کیا خود کریں گے جو اس سے نوافذ اور نالوں ہوں۔ انیس کو دوسرے شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا، سخن خوروں کی مجلسیں ملے جلسیں ملیں لیکن کھڑکی یا درکھیں قراؤن سوس نہ ہو سکی۔ پھر صرف اس لیے کہ ان کا زبان کا غیر مومنی کے آب و گل سے نفاذ اور دھو رنگوں سے وہ مٹی نہیں سو سکی وہ اگر اسے نہ پہچان سکیں تو کوئی تعجب نہیں۔ انیس کی زبان اور دھو شہرے والی کا نہیں اُن شہرے والے کھڑکی کا بلکہ وہ دہلی ہے جس میں دلاور علی شاہ، عالم، قراؤن اور یہ معلوم کئے جانے والے خیر تھے، اور ماہر و بزرگ اس دبستان پرستی سے کچھ جان نہیں کیوں کہ وہ نول ملک کی ہوں چال اور لب و لہجہ میں کوئی مستند بہ فرق نہیں تھے اگر ان اختلافات کی کو بیا جانے کے بعد مزاج میں تو معلوم ہوا کہ انیس نے دلی کا نہیں کھڑکی کا اتباع کیا ہے۔ ایتس کا یہ کہا کہ ان کی زبان ان کے گھر کی رہاں ہے یہ پہلو بھی رکھنا ہے کہ وہ زبان دلی اور کھڑکی بلکہ زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ انیس کے حاذقانی سلسلے کو دلی سے ملاتے ہیں شاعرانہ فعلی کا یہ پہلو نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ شاعرانہ فعلی میں دلاور علی شاہ بھی بے ساختہ کی سیر جیوں تک جا پہنچے ہیں :

یوں تار ہے بادشاہ اور سے بازار خاص      آخر قراؤن پورہ ہے یہ زبان بد رنگ  
یکس ہنگامی ہیں جس طرح عود دار ساں پاتا ہے      ہندو سے اور فکر گزار ہوتا ہے  
کار تو نے میری پرورش کی کاسی طرح ایتس اور دلاور علی شاہ نے یوں تار سیکھا کھڑکی والوں  
یہاں تک کھڑکی والوں کو ڈیرہ ایٹنگی مسجد بنا کے کسی اور زبان میں جلوت کرنے دیکھا  
تو وہ حاذق عا یار آیا جس میں سب ہی کے رنگ حق جلوت لانا کر چکے تھے۔ ایتس اور  
دلاور علی شاہ کا اس شخصیت سے کوئی تعلق نہیں جس کا مظاہرہ وہ سرواں کی ہوں

سطح۔ یادگار انیس ص ۵۱-۵۲۔

سطح۔ مقدمہ شعر و شاعری ص ۵۵

سطح۔ پانچویں بڑی کے مقالے۔ انیس کی زبان کے جو حصے ہم میں داخل ستار نگار نے اس نکتہ کی  
صاف صاف بیان کی مثالیں اور دلیوں پہلیں کی ہیں، دیکھو - ستار نگار صفحہ ۵۵-۵۶

سطح۔ نظم ہندو ص ۷۷



مہینے تنگ و تناسوس کو اپنا لہر پڑائیوں سے اٹھایا اس کرنا۔ شاہ جہاں علی شاہ کا بدلتوں  
 میں جہاں تفریق اور ملاست کے اور پہلو مستحکم ایسا وہاں اس قدرت میں ہر اپنی غزلوں  
 کو بیگمات سے موسوم کرتے جو سے غزلوں کو صورت اور سیرت نگاری اور باہمی تعلقات  
 کی عکاسی کا آرنایا یہ خوبی تھی مگر یہ کہ کلیات حمدی تہنیت شاہ کے علاوہ لہذا زبان  
 کے گنجینے سے شاید ہی کوئی جیسا انون پیش کیا جاسکے جو غزلوں اور انگریزی شاعری کے  
 فنون کے مقابلے میں شاہ جہاں علی شاہ کی پیش کو شبیہ ان غزلوں کے بغیر کمال  
 فخر ہیں لیکن جو معلومات ان غزلوں سے حاصل ہر سکتی ہے وہ انہیں میں مدون ہے  
 مثال کے طور پر کل کی باہمی بیگم آج کی سکہ حضرت علی ہیں۔ لوگ ان کی صورت اور سیرت  
 سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بہت کچھ معلومات ریزہ ریزہ کر کے جمع کی  
 ہے لیکن وہ غزل جہاں کے اندر غزل سے زیادہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہے اب تک ان  
 کی غزلوں سے پنہاں ہے۔ وہ موزوں میں کے بیانات کی تکذیب نہیں تائید اور توضیح  
 کرتی۔ چنانچہ اس کی تکذیب کے لیے شاید ہی کوئی اور دلیل لکھ سکے:

|                            |                            |
|----------------------------|----------------------------|
| میری جان میں یار حضرت علی  | حسینہ طرمدار حضرت علی      |
| فیر الی گلشن پہ آئی خندان  | شبہ حسنہ گزار حضرت علی     |
| کسا وصف جسم بلہ خام کا     | جوسے ہم بھی زندار حضرت علی |
| گھروں پر تباہی بڑی شہر میں | گھدے میرے بازار حضرت علی   |

۱۔ علامہ خسرو شاہی ص ۵۵۰ مآلی کی تہنیت نام شاعری کے ہے لیکن اس کا عنوان چنانچہ علامہ شاہ  
 کے کام پر ہوتا ہے کسی کے کام پر نہیں ہوتا۔

۲۔ مدنی شاعری کے سچے وہ موزوں کچھ کہا گیا ہے لیکن یہاں تک کہ اس میں صدی پوری کہ چھب  
 انگریزی شاعری کے سہلے اتنے نام نہیں تھے۔

۳۔ خدیج محمد ویر تہنیت نام سے خدیج محمد ویر ص ۱۵۰، دل لہائی شاعری آؤ دین جیو تہنیت  
 دیکھ دیکھو، کے حضرت علی ص ۲۰۰، بہت زیادہ دیکھو، اگست ۱۹۵۵، بیگم حضرت علی،  
 دایس نامہ بر شریک، ایس ۱۵۵، حسین کا لہ تہنیت ص ۱۱۱

۴۔ خدیج محمد ویر تہنیت نام شاعری کے خدیج محمد ویر ص ۱۵۰، تاریخ اقتدار بدلی، ص ۱۱۱



حالت جانی سے نہیں پر جیتی نہ لایا میں وہ  
 کروں اپنا کیا میں بیاں اعتیاق  
 پر روز سے شعر کا انداز نیسا ہے  
 اچھی کے لئے ہمدردی بھی ہے آخر  
 ایک دم کی حکماں وہ تلوں کے کجا کرنے یا اصل خطاب کی موسیقیت سے شعرے میں رزم  
 پیدا کرنے کی مثالیں بھی بھرت ہیں:

یہ نام ہلک کی تھو ہے  
 قلم کو اضافہ سے آیا نزا  
 پری سبب، سبب، سبب  
 سلامت رہے سین کے سفر سے  
 نہیں دھم آخر میں فرقت سے اب  
 بھول نہ کریں وہ خود راغریب ملک اندر  
 خوش آمد خوش پہرینا سبب خوش ہلک  
 خل روغریب شیدا ہیں غم فنا زب ہنسا  
 اکساک سے دیکھ میں نے بھی طلب ہے  
 صدمہ دل بھی ہو رہا سستا ہے ز ندائی

کہہ کر اپنی سبب سبب  
 جو کتنی گنی سبب سبب  
 خوشی سبب سبب سبب  
 پائی سبب سبب سبب  
 غمی سبب سبب سبب  
 ہم سے بہت تنگ ہیں غم الہامیہ  
 گدے دگل تنگ ہیں غم الہامیہ  
 خاک ہلال عید ہیں غم الہامیہ  
 ہر حرف کی تعلیم ہیں غم الہامیہ  
 مہمانی مہمانی مہمانی مہمانی

۱۔ شیعہ فیض ص ۱۰

۲۔ شیعہ فیض ص ۱۰

۳۔ بیضا ص ۹-۱۰۸ اچھی نظم کو سبب کا کلام تھا یہ کلامیہ شیعہ فیض ص ۱۰۷

۴۔ شیعہ فیض ص ۱۰۷

۵۔ بیضا ص ۷۳، ۷۴

۶۔ بیضا ص ۱۰۷: خاص مل صاحبہ خواجہ بادشاہ مل عالم آراہیم ماک کی عفت لکھی ایک ٹھنی ہور  
 ایک دیوانہ کی یادگار ہے۔ بادشاہ کے بدوں کا ہستال جو اوپر کے قریب کہ لایا ہوا ہے  
 ہر میں پرگہ شیعہ میں دفن ہوئی بس چاہی سنت کا بغیر ہے اور یہاں کی مسجد ہے۔

۷۔ فرضی ص ۸۹-۲۸۸

نشانِ مرے زندہ ہے نشانِ مرے نشانِ مرے  
 قولِ جانِ ترے جانِ ترے جانِ ترے جانِ ترے  
 ہم کو عزت یا کسی اور خصوصیت کو مغزی حسن کے ساتھ رویندانا  
 حسنِ سب سے بڑی راہ ہے نفسِ بیگم  
 مہرِ مددِ دگھام ہے نفسِ بیگم  
 اجاتا مرے دل کو آبادی بیگم  
 پسند آئی تجھ کو یہ بردباری بیگم  
 یا غائب کر کے  
 خودی بیگم دل گیا  
 یہ خاک میں مل گیا  
 یہ دھو غزل ہے غزلِ جلا  
 فلک تک پہنچتا ہے نارِ جلا  
 لب سے ملا ہے سب سچن  
 سب سے سب سے گلِ بدن  
 کہوں کیا ہندی بیگم حالِ دربانِ بسل کو  
 تڑپنے رات بھر کرتی ہے قاتلِ نیرِ بدن  
 ردیف کی پاندیوں سے آزاد جو جانا یا بیز کسی لحاف کے  
 لہرائی سے نازک ہے لہجہ جانِ بدنِ نیر  
 آفتابِ سرِ زرخس میں دھارِ ریوگ ہیں  
 ابد جو نہیں کہنے ہم پھولا یہ چمن تیرا  
 وہ لہجہ سولی میں خود عقیدہِ مانتا ہے  
 چشما ہے ہر ٹوں کو سے سیبِ وقتِ نیر  
 تاں تو سے صحت میں لہجہ چلو تھلی ہے  
 زہرِ جلا ہیں ہلائی میں جیسا ہے دینِ تیرا  
 جب بھی رسات کی فصل آگئی  
 آئندہ خود رو ہے شفا مندرِ بدنِ تیرا  
 جب بھی رسات کی فصل آگئی  
 یاں گستاخت کی دل پہ چھا گئی  
 رکھو ہا صوفِ رخسارِ پار  
 کھڑو سن شیب یہاں شرانگی

۱۵۸۔ خزائنِ محبت

۱۵۹۔ غزلِ محبت

۱۶۰۔ لہجہِ محبت

۱۶۱۔ لہجہِ محبت

۱۶۲۔ محبتِ محبت

۱۶۳۔ محبتِ محبت

۱۶۴۔ محبتِ محبت

۱۶۵۔ محبتِ محبت

فوج غزوہ دیکھتے ہی دیکھتے آگئی وہ، آگئی وہ، آگئی وہ  
 زہرہؓ، سہیلؓ، شمسؓ و خورشیدؓ سہاگو گوندتے  
 بصورتِ نصیحتِ نازنین ہول پری ہلکے ہیں  
 دل گئی اوجھلے نہیں، جھوٹے ہنسنے کو نہ  
 لاک خیال گانا ہے رقصِ غوفی دکھاتا ہے  
 مدد سے کہلے رہا تپے، پاس قرار کرتے  
 ایسے شکلاؤں پر ہے جس پر عمل کرتے ہوئے شاعر نے ایک محدود دنیا میں فتنہ کیا  
 کو بیان کرنے کی بڑی جھانکس نکال لی ہے۔ جذبات کی ہر جذبات ہیں، خیالات کی ہر  
 ہیں، شاعری اور مصائی کی جگہ شاعری اور مصائی ہے اور یہ سارا جادو بیان کا ہے جس کی  
 دلچسپیوں میں کہو کہ یہ محسوس نہیں ہوتا کہ کوئی پیش پست نے فسان اپنی جذباتی غذا کو  
 چھائی نظروں سے دیکھ رہا ہے بلکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی فنکار نے صفتِ نازک  
 کو اپنے فن کے اظہار کا موضوع بنایا ہے اور وضع وضع سے، کبھی سادہ لباس، کبھی  
 ریشمی ملبوس اور کبھی نیم عریاں حالت میں زندگی کی تلخ اور شیریں حقیقتوں کو بے نقاب  
 کر رہا ہے۔ کو نازک اور کھجور اہر کی مصائی اور اختلاو میں ایک نقاشی اسی صفت  
 نازک کے جسم سے مل کر فنونِ لطیفہ میں داخل ہو گئی۔ چند مستقل شاعری کے  
 دامن میں جالیائی بود قلم بول کا یہاں سراپا یہ لگ کر کرتی ہے تو وہ شاید یہی کلام واحد علی شاہ

شبیوع فیض میں ناموں کی کثرت اور بحرِ فتنہ سے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ  
 شاعر نے نامِ نظم کرتے وقت کبھی اصل نام یا ہے، کبھی عرفیت اور کبھی خطاب سادہ  
 مشکل سے مشکل الفاظ کا بھی ردیف کے سانچے میں پلندے ڈھال دیے ہیں۔ چند شاہین

ملاحظہ ہوں: ۱۔  
 حضرت علیہ السلام افضل علیٰ کونہ فی امانہ رحمہ اللہ

۱۔ شبیوع فیض ص ۱۲۲۔

۲۔ فخریون ص ۱۰۰۔

۳۔ الفیض فیض کے حصہ شہزادہ محمد علی علیہ السلام کی طرح ص ۱۰۰۔  
 ۴۔ الفیض فیض کے حصہ شہزادہ محمد علی علیہ السلام کی طرح ص ۱۰۰۔

۱۔ مشرق جانی حسن آرا فرمھی جان غلاب شہشاہ گل صاحبہ سے

۲۔ شعیقہ الزمان باکی ماں مدقا غلاب سرور گل صاحبہ سے

۳۔ مکہ ملک تاج النسا غلاب مشوق گل صاحبہ سے

۴۔ مکہ مہر من انسر النسا غلاب نسا گل صاحبہ سے

انہوں کو نظم کرنے کا دلچسپ مشغلہ جس میں "بکر مختلف" کتابے کیف شاعری کے بجائے  
دلی جذبات بھی اظہار کرتے ہیں۔ بیگمات کے ناموں تک محدود نہیں ہے۔ بادشاہ نے  
اپنے شاگردوں اور پتوں کو بھی اسی طرح سرفراز کیا ہے۔ ایک انتخاب اس طرح کی  
غزلوں کا بھی ہے ہاں ہرگز:

|                                 |                                  |
|---------------------------------|----------------------------------|
| نری شوکت ہے دنیا میں نزاکت کا   | نورسخت رہے دنیا میں نزاکت آرا    |
| تاج عورت ہے دنیا میں نزاکت آرا  | پاک غنچہ دولت بلقیس سبا          |
| با حمایت ہے دنیا میں نزاکت آرا  | سایہ جھن پاک میں بننا ہو خیب     |
| حیری صورت ہے دنیا میں نزاکت آرا | دور فیس و فرور ہونا ہد تک        |
| عطر دولت ہے دنیا میں نزاکت آرا  | معدن و قزاق لعل و کرم و جہ شمع   |
| نقر شمع ہے دنیا میں نزاکت آرا   | نعت اقبال و سما تلخ سر حسن و وفا |
| مہر صورت ہے دنیا میں نزاکت آرا  | نور شمع و جگر حضرت و قزاق ہے تر  |

۱۔ بہا نام سے مطابقت شیعہ فیض میں ۱۰۰ حصہ و نشریات ایچ اور فزلیں میں ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ ص ۱۷۵  
نور میں ۱۲۵۱ حصہ و نشریات ایچ ۱۲۵۱ ص ۱۷۵

۲۔ خطاب کا تفصیل علی حادہ شاہی میں ۱۲۵۱ پر اور فزلیں شیعہ فیض کے حصہ و نشریات  
میں ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ اور ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ پر ۱۲۵۱ ص ۱۷۵

۳۔ خطاب کی تفصیل علی حادہ شاہی میں ۱۲۵۱ پر اور فزلیں شیعہ فیض کے حصہ و نشریات  
میں ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ اور ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ پر ۱۲۵۱ ص ۱۷۵

۴۔ خطاب کی تفصیل علی حادہ شاہی میں ۱۲۵۱ پر اور فزلیں شیعہ فیض  
کے حصہ و نشریات میں ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ اور ۱۲۵۱ ص ۱۷۵ پر ۱۲۵۱ ص ۱۷۵  
۱۲۵۱



دوسروں کے نام اس ذوق و شوق سے نظم کہنے کے بعد نظم کرنے والے کی یقیناً خواہش رہی ہوگی کہ دوسرے اس کی حصوات اسی طرح نظم کریں۔ مستفید اور مستفید نے اس کا اظہار کیا ہے لیکن یہ نزدیک کلام ہے۔ طبع زاد کلام میں ہمیں چند دلیان اسی حاملان میں ملتے ہیں جو اسی بیض مرہیت سے آراستہ ہیں۔ خواب صدر مل صدقہ کا شعر سادہ ہاں صرف واجد علی شاہ کے ناموں سے اور مالان انھیں کی خواہش بہر نظم ہوا۔ جانتے کلام میں مبارک باد کے شعر قابل دید ہیں:

مرادوں کا چمن پھولا پہلا سلطان مبارک جو  
 بہار بخش ناز و اداس سلطان مبارک جو  
 کہ یہ ایک ایک عمر ناماد اس سلطان مبارک جو  
 یہ دھڑول کے سور و ساز کا سلطان مبارک جو  
 یہ چہرے اور یہ تخت مر اس سلطان مبارک جو  
 جو سے شاد لب گہوارے داس سلطان مبارک جو  
 صدر مل صاحب کلام خدا انہیں کا ہے جس کی سندہ کرنی کے تیشی شاعرے میں تھی اور عام  
 کے پہلو پہلو حرف دی صدر نشین ہیں اور اور واجد علی شاہ کے بعد جب بیگمات کی  
 ریاضہ عزیمت آئی تو وہی شاعرہ قرار پائیں۔ ان کے صاحبزادے مرزا جمال بھی شاعر  
 تھے۔

شعوریں تھم پری زادوں کا پورا آئے  
نیرے اختر کے یہ ارجلہ ہیں خود شبیل کا

سید۔ پادشاہ نامہ ص ۱۸۷۔

سید نبی محمدؑ، لفظ کلام اسی پرست و ناست پیشین کیا گیا ہے،

مسئلہ۔ اربعہ فاشن پیرز میں ۳۶

۱۔ شہزادہ مرزا ابوالکلام کے مطبوعہ کلام میں ملوث انکلمات کا قطعہ تاریخ اور ایک شعر کا  
نقشہ حدودی دستخط پر ہے۔

۱۴۰۰ - فیروز بیگ

لیکن جیسا شایہ تاخیر بتائی گئی وہیں کہا گیا۔ واجد علی شاہ موجود نہیں۔ منقود ہیں۔ دیوان دہلی میں  
 ردیف۔ "امرت لال" اور "گرو سدا ل" میں بجا چہد فرمیں موجود ہیں اور دیوان  
 فتح اللہ برکتی میں ان غزلوں ۱

۱۔ صبح خواں ہوں قبلہ عالم سکند باد کا

۲۔ جس سدا ہے پرچوں سے فرد جسم پاک کا

۳۔ مگر اوشاں ہے یہاں کہ سلطان عالم کا

کہ اگر اس سب سے نظر انداز کر دیا جائے کہ غزلوں کی صورت اور سیرت نگاری میں ہیں  
 جب بھی کلیات محمد علی خطب شاہ کو کیوں کر نظر انداز کیا جاسکتا ہے جس کا ایک سولہ ستر  
 نے شاہانہ باد کے کتب خانے میں رکھا تھا۔ والی گزشتہ نے واجد علی شاہ سے  
 ڈھائی سو برس پہلے جملہ مل، ملاوہ مل، خطب منہ سخی، سالٹی، پچیلی، موہن، لالہ  
 حقیری، ادا پتی دوسری پیاریوں کا اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح واجد علی شاہ نے اپنے  
 "پری راویں" کا۔ "محب" کی ردیف میں ایک غزل پوری کسی محبوبہ سے موصوم ہے  
 جس کا نام یا خطاب "محب" تھا جیسے ایسویں صدی کے اردو میں دکنی اردو کو شایہ اردو  
 ہی کہتے تھے لیکن ہم اگر اسے اردو کہتے ہیں تو واجد علی شاہ کو مورد نہیں ہوسکتا  
 کہیں گے۔ واجد علی شاہ کی قدیم ترین فرمیں دیوان برکتی کے بعد ملتی ہیں۔ واجد علی شاہ  
 کا نام نظم کرنے کا خیال برکتی سے بعد نظم میں صورت سیرت نگاری کا سلیقہ محمد علی خطب شاہ  
 سے ملا، اور اس سلیقے سے دیوان مرتب کرنے کا خیال خود ان کا طبع راوی ہے۔

دیوانوں، مشاعروں اور دیگروں کے لیے کہی ہوئی غزلوں کے علاوہ واجد علی شاہ  
 کے چالیسویں میں چھ ایسی غزلیں ملیں گی جو شاعر کے دلی جذبات کی ترجمان ہیں۔

۱۔ کلیات محمد علی خطب شاہ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔

۲۔ جنت ص ۳۳۔

۳۔ دیوان ہلک کی غزلیں ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ نام اختر علی کا

۴۔ سولہ دن کی سولہ غزلیں ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔

۵۔ نظم نامہ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ غزل کے متن کو کچھ ایسا ہی ہے کہ غزل کے نظم نامہ کا ہے برکتی میں نام کیا کرتا

حناس اور پیش طرح کا ستلاشی شاوگر دوں میں کی سوگرہ فضا سے فرار ہونے کی کوشش کرتے ہوئے گئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ قہقروں کی فراوانی میں سبکیوں کی آواز کم سنائی دیتی ہے لیکن اگر کوئی حد مند اہل سبکیوں کو سنا چاہے تو شور و طوفان کی طرف سے کان سپرے کرے۔ دربار واد کی میں پیش و نشاہ کی حقیقت وہ نہیں ہے جو شہر تہ ہے بلکہ اس اجمال کی تفریح کے لیے ایک دفتر ہے جسے ایک کلا جلد علی شاہ سے صرف ایک شعر کا ارتقائی مطالعہ شاید متوجہ کر سکے کہ کلام واحد علی شاہ درد سے خالی ہے اور وہ درد غم وصال کے علاوہ کچھ اور ہے۔ سخن اطراف کی کئی عریضی نظم نامور تک پہنچتے پہنچتے اپنی مغنیت میں گہری تبدیلی پا چکی نہیں۔ انہیں غزلیوں میں ایک شعر ہے:

وہ اپنے دل سے وہی عقل وہی پیش و طرح دوسری شہبائے شمع شہستان غم رکھا  
چشم اس وقت کی یادگار ہے جب احمد علی شاہ صبا نامہ خشک بر سر افتاد تھا۔ غزل شاہ اور احمد علی شاہ کی ذرا ہی محکومت نے تغیر اور تبدیلی کے سطح پر پیش کی صورت کو گل کوں افتاد ہی رہا نہ احمد علی شاہ کے سخن میں شباب کا زمانہ تھا۔ دلوں کو سرد و استخوان کو رورہ ہوئے دیکھ کر دل کو تسلیاں دینے کے لیے اسے طیب جان نازک پہچان غم رکھا  
خوش خدائی سے شب کیا پردہ گل واد ہو پھر کچھ سرسبز گویا گلستان غم رکھا  
سود آراء سے سلطنت ہونے کے بعد جس خوش آئند مستقبل کے عباد کچھ رہے تھے  
قبیر میں گرفتاروں سے آگیا۔ اب مزہ درد تھی کہ امید و شادمانہ پیش کر سکیں کو نال  
دیا جاسے۔ ایک لفظ کی تبدیلی سے شعر کو حسب حال بنالیا۔

وہ ایک پرانے وہی عقل وہی پیش و طرح دوسری شہبائے شمع شہستان غم رکھا  
لیکن پہلی رات کی طرح یہ دوسری رات بھی آئی اور چلی گئی۔ قسمت میں حسب غرمت کا تاریکیاں  
کھلی نہیں۔ جیسے پسند طبیعت نے پردیس کی ادھیری اترن کو اجالا بنانے کے لیے  
کچھ دیر پہلے بھلائی ہے لیکن جانتے تھے کہ اس چراغاں میں پہلے جیسی بات نہیں

۱۔ مولف محترم (علی) حق جاندار و مہربان ہوں کہ ہر جگہ کے شاعر و محققین کے ہر شاعر کا ہر شعر  
ملاحظہ ہو۔ پھر ان الفاظ میں اس طرح کی باتوں کی جیسی ہے۔ جسے سخن و شرف دہی اسے ایضاً

۱۰۔ دل کی آسکین کے لیے پھر اسی شعریں ترسیم کی۔

وہ ہی پر والے وہی اصل وہی بیٹیں و طرب بزم صلت ہے وہی شمع طبیعتاں غم نہ کھا  
واجد علی شاہ شکست خوردہ ذہنیت نہیں رکھتے۔ غزل غم کھا۔ ان کی طبیعت کی  
صحیح ترجمان ہے۔ وہ جس ماحول میں اپنے کو پاتے ہیں اپنی آسکین کا کوئی ذریعہ  
نہ ہوتا دکھاتے ہیں۔ وہ جہد و جد نہیں کرتے لیکن مستقبل انھیں برابر حسین دکھائی  
دیتا ہے۔ ان کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ حال کو قبول کرے، بڑبڑلا کہہ سکے، اپنی  
غہوری اور بے بسی کا یقین دلائیں اور آئندہ کے لیے امید افزا حالات کے متوقع  
رہیں۔ واید علی شاہ کو سمجھنے کے لیے ان کی حسب ذیل غزلیں کا مطالعہ بے حورہ ہوگا:

- ۱۔ کسی یقیں دہش کا دل اسل تھیں ہوتا
- ۲۔ عقال صحت کیسا خدایں ظلم کیسا تھا
- ۳۔ محبت کا یہی اعزاز ہے انجام کیا کرتا
- ۴۔ نیا نام از پہلے باغبانوں باغ میں گی کا
- ۵۔ پاک پاک پنا گریبان نہ تھا احساس
- ۶۔ کوہ دم مافوق حد گشت کا سماں ہوگا
- ۷۔ کہو تصویر بھی لب یاد کروں یا نہ کروں
- ۸۔ امید جو فکری ہے سبجہ خوف الم کا
- ۱۔ طبعان جہاں کا نام ہلائے نہیں ہوتا
- ۲۔ بٹائے غور و نگاہ مرا مقدم کیسا تھا
- ۳۔ نصیحت کون سا سستا اور دل کا ایک لڑا
- ۴۔ یقین ہے اک نظر سے کچھ تو دل کچھ ہٹا
- ۵۔ دھشتی دل کا جو سماں نہ ہوا تھا ہر
- ۶۔ راحت و دل سبب رنج فرا داں ہوگا
- ۷۔ کوئی اس دل کا بھی رجا و کرول یا نہ کرے
- ۸۔ صورت ہے نہ راحت کی نہ دھڑک ہے نہ کاست

۱۰۔ جلی ص ۲۳-۲۴۔

۱۱۔ نظم نامہ ص ۱۲۳۔

۱۲۔ اسی زمین میں نور علی خاں شاہ کی جگہ ایک غزل ہے جو خوب متعلقہ غزل کا غزل کا ہوتے گشت باز  
آید بہ کسان فم خود کا تر ہے۔

۱۳۔ گھڑ سست عاشقاں / کلیات آخری ص ۱۷، ص ۳۵

۱۴۔ سخن اسٹیف / کلیات آخری ص ۱۰۸، ص ۷۲، ص ۸۹، ص ۷۹،

ص ۵۳۸

۱۵۔ دیوان سادک / نظم نامہ ص ۱۲۵، ص ۱۵۷، ص ۱۷۵۔

۸۔ نوال حسن سے میں صاحب کمال ہوا  
 ۹۔ ایک جنوں کا سا اپنا حال رہا  
 ۱۰۔ بہار نکست نہیں چہرے کو رنگ دیا گیا  
 ۱۱۔ چہ گشت نہ ہمیں رنگ چمن یاد آیا  
 ۱۲۔ نہیں خاک میں پایا گل چہاں گھس کا  
 ۱۳۔ دھڑکے آپ کے میں دل پڑا گیا  
 ۱۴۔ اگر مل جائیں ہم ہر دم ہم کو ہمارا رکھنا  
 ۱۵۔ پھنس گئی جہاں حزیں داد دیا  
 ۱۶۔ بیل زلفاں جولاں میں میرا نہیں بھرے  
 ۱۷۔ صبح دم گھس چن میں گل کا عالم دیکھا  
 ۱۸۔ بس نے بھی کسی میں کیا ہم کیا ہے میل  
 ۱۹۔ جواب نامہ پیر سننے سے ہاتھ لے رکھنا  
 ۲۰۔ رنگ گل گشت کو کسی یاد نہ کرنا  
 ۲۱۔ بس ناب نہ کرنا ہماری برابری صیاد  
 ۲۲۔ اسیان دل میں رہ گئے یوس و کنا کے  
 ۲۳۔ جبید عالم میں نئی میں الفت میں کاوش میں  
 ۲۴۔ نالایک ہے سکون دل پر قرار میں  
 ۲۵۔ ایک جہاں کو سننا کہے کا خانہ کیسا  
 ۲۶۔ علی شاہ کے کام میں خاص نزل کے رنگ میں رہے ہوئے ایسے اشعار  
 ۲۷۔ پڑا ہے پاؤں میں باب عند قبوت کا  
 ۲۸۔ مریح کوئی نگاہے جود چہار داغ ہوا  
 ۲۹۔ دین ہمارا کہ نظم نامہ ص ۱۲۵ میں ص ۵۵۰  
 ۳۰۔ فیروز فیض ص ۱۱۰ ص ۱۳۰ ص ۲۵۵ ص ۲۹۵  
 ۳۱۔ نظم نامہ ص ۱۲۱ ص ۱۲۲ ص ۲۶۱  
 ۳۲۔ نظم نامہ ص ۲۱۵

۳۳۔ سپاہ کاری سے پہلے خود بال ہوا  
 ۳۴۔ زندگی بھر مجھے مسئلہ رہا  
 ۳۵۔ خزان چن میں ہوتی موسم غلاب گیا  
 ۳۶۔ ہر فن آئے بھی ہر پایا خاک صیاد آیا  
 ۳۷۔ نہ نکلو صلو گشتن میں سرغ قدرت میں کاش  
 ۳۸۔ فہرہ گل شاد فخر سے ہر کار گیا  
 ۳۹۔ بنے صخر صاحب اپ چاک بھی ہو گیا  
 ۴۰۔ چن یک تاج د گھس داد دیا  
 ۴۱۔ بلے گل زخمیہ ہا ہے اور سکون بھرے  
 ۴۲۔ تھڑ گنار پر بھی آب شبنم دیکھنا  
 ۴۳۔ پڑے صیاد میں دل کو دیا ہے میل  
 ۴۴۔ لہے عجب جہاں کوئی حال نہ رکھنا  
 ۴۵۔ لے سرغ غصہ شکستہ صیاد نہ کرنا  
 ۴۶۔ بنے ہیں تیر قبوت سے ہم پری صیاد  
 ۴۷۔ چرخ دلی بخا دیا لہ کو ابھار کے  
 ۴۸۔ وہ گلیم اختر تاجاں چرخ گوش میں  
 ۴۹۔ بسل کی ہے ترپ ہو کے کھی مزار میں  
 ۵۰۔ بد قول کی ہے بات کا صاحب شکا کیا  
 ۵۱۔ برا ہارا ہوا ہر جہاں جنت کا  
 ۵۲۔ اختر کا تن نور سے ہے پانک ہوا  
 ۵۳۔ دین ہمارا کہ نظم نامہ ص ۱۲۵ میں ص ۵۵۰  
 ۵۴۔ فیروز فیض ص ۱۱۰ ص ۱۳۰ ص ۲۵۵ ص ۲۹۵  
 ۵۵۔ نظم نامہ ص ۱۲۱ ص ۱۲۲ ص ۲۶۱  
 ۵۶۔ نظم نامہ ص ۲۱۵



کیا صوم سے راجا اصفیٰ نمک خداوند شدہ مریوں میں جیسا کوئی سفر میرے خط میں  
 جن میں بندوں کی تعداد تقریباً چھ ہزار ہے۔ تیس برس کی مدت میں اچھے مرے کہ  
 یسا علی شاہ جیسے بزرگ شاعر کے لیے مطلق دشمن نہ تھا۔ شرکایاں سے کہ گھر سے  
 لے لیا ہوا ہے نمک وہ فلاں نمک کی مسافت طے کرتے ہوئے مرثیہ اور سلی لکھوا دیتے تھے  
 اتنی تیزی سے کہے ہوئے مریوں میں جو غریباں اور غریباں ہو سکتی ہیں وہ سب ان کے  
 مریوں میں موجود ہیں اور ان مریوں میں وہ غریباں غرض کرنا جو مائی، شیشی یا آرتو  
 نے مکھنوں کے مریوں میں دیکھی تھیں اپنے وقت کو برباد کرنا ہے۔

واجد علی شاہ کے مرثیے شاعری کے اعتبار سے سہی میں غرض کے لحاظ سے  
 قابلِ قدر ہیں۔ مولیٰ استداد کا سامان میں طرح و تیر کے کلام کو جگہ میں وقت محسوس کرنا  
 اسی طرح واید علی شاہ کے مریوں کا کھانا اسی اس کے س کی بات نہیں۔ رواجوں کو نظم  
 کرنے میں تو غیر اس حد تک حد سے کہ اصل نے جو کچھ پڑھا صحت اور مصالحت کے ساتھ  
 اسے نظم کر دیا۔ ناظرین کی نظر میں یہ ان کی استیاری کی خصوصیت ہے۔ لیکن ہم ہر شے میں  
 سچے بزرگ نہیں پڑھتے کہ شادی بیاہ قائم یا نہ ہونہ شعلی یا حنین امام حسین کی سند  
 یا واقفیت حاصل کریں۔ ہمارا مقصد اس مطالبے سے واقف کرنا کی بصیرت اور شاعرانہ  
 کلاوت سے کامیابی حاصل کرنا ہوتا ہے اور ہمارا یہ مطالعہ چاہے اطلاق اور ادبی روشنی  
 اصلاح کا خاص بن جاتا ہے۔ مرثیہ واید علی شاہ میں ایسے مقامات کم نظر آئیں گے  
 جو ہمیں اس درجہ متاثر کر سکیں۔ مرثیہ نگار اگر معلم بن کے منہ پر بیٹھ جائے اور کہے  
 کہ وہ تو لوگ ہرگز نہ روئیں گے، لیکن وہ نرم اور سوز کی مریوں کا سامنا کرنے کے لیے کرنا  
 ہوا شہادت نمک پہنچے تو زحمت کا لہجہ اکثر سخت دھڑا کو دے دے ہوا اور کہ دے کہ  
 تازہ کی صداقت، مذہبی عقیدت اور شاعرانہ کلاوت کے لیے کا نام فرماتا ہے۔ مرثیہ  
 واید علی شاہ میں تازہ کی صداقت پس اسی حد تک ہے کہ کوئی روایت کتب محافل میں  
 نظر آئی، اسے حوالے کے ساتھ یا بغیر حوالہ دیے مسند میں منادی وہ روایت علی بھی  
 چھو سکتی ہے لیکن عقیدت شعار شاعر کو اس سے کوئی بحث نہیں۔ روایت بزرگ واید کی  
 اس نے تو تو شہ آفت جھ کر مرثیہ کہے ہیں۔ مذہبی عقیدت میں جو شخص اس کا  
 طور و کھانہ کا ماحول شہادت کو کسی بھی صورت میں سے سننے کا تو ضرور متاثر ہوگا شاعرانہ





داعی ملی شاہ کا کلام اس لحاظ سے قابلِ توجہ ہے کہ ایک ایسا پیر بان نے الفاظ و مضامین اور محاورات کا قابلِ ذکر و میر و غزلوں، شعروں، ہنر و فن میں باریکار چھڑا ہے اور جو لوگ اس کلام کو سسند یا استعارے کے تحت غرض سے دیکھتے ہیں، وہ غلطی نہیں کرتے۔ مزاحیات اور مناسبات کی کثرت، ایک لفظ کو کئی کئی محسوس میں اور اس کے شوق یا کسی تلمذ سے کے الفاظ کا نعت نگار کو متوجہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ جلد کہنے کے شوق میں داعی ملی شاہ نے اس کا خیال نہیں رکھا ہے کہ وہ جو کہہ رہے ہیں ان کے دلہستان کی رعایت کے تحت یا زبان اور اصولی شاعری کے مطابق ہیں۔ لیکن ایسی تشریہیں کم اور اس کی غلطیوں کی طرح "خصاحت کے ایک بازو ہمارے" کو بے چارے میں اور ان کے کمر میں کو "بگ اشاعر و شیعہ گو" کا کلام بھگت کائن کا ملامت ترک کر دیا جائے گا تو پھر وہ نہکتے بھی نظر نہ آئیں گے جن کو بچا کر لے کے لیے شاعر نے اتنے جتن کیے۔

**نوحہ گوئی** | سلام اور روم گوئی کو ریشہ نگاری کا رشتہ سمجھا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی کمرشہ

وہ تو بہ ندی کر میں سنگ ہونے کی شکایت یہاں ہوجاتی۔ اس منصف میں غزل جیسی صامی بھی میسر ہو گئی کہ سلام اور نوحے کا ہمراہ اور دل نہیں جوتا اس کی جان ہے۔ سلام اور نوحے کو رونا اشاعر و شیعہ گو کے شاعر کہتے ہیں اور اس کے کہنے اور سننے میں ہر دیباہی و بد نظری ہوتا ہے جیسا سورنیا نہ کلام سے صوفی شرابی۔ داعی ملی شاہ کے سلام اور نوحے اسی جذبہ بانی شاعری کا نمونہ ہیں۔ انہماک کی قلعہ شکنی، جذبات طرازی اور قہر ہی عرش سے کلام میں وہ غول پہ پہاڑ کر دی ہے جو اس دور کے اسی قبیل کے کلام میں کم نظر آئے گی۔ لوگوں نے جب ان کے قص کو لکھا تو وہ اس میں

سطح - سرگزشت و شوق ص ۵۵، ص ۱۶۹ ص ۱۷۱، نکات آئندہ ص ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱

بھی پہنچے۔ لیکن جہاں وہ اپنی طبیعت کے عرص سے کہہ گئے ہیں، مصفا  
 قصورانی میں ان کا عذاب نہیں۔ ان کے شو کے عزیزوں سے اس سے چند شعرا اور مطلع ملاحظہ

۱۔  
 وقت کہہ دینا از قفس جادو خاص حال  
 سخن جود و سخا، بحر عجایب و پیشا  
 لے کتبہ بے روضت، لایکا و دینا تبس  
 شہر بارنگ بخت، طالع باندے کفر  
 سنی کال عبد مجرب و دین، پارسا  
 سہو احمد، روضہ زہرا، پارہ جانو علی  
 شاہ شاہان جہاں، سلطان دین، غلہ لیلین  
 قصورانی میں یاد ہو جبہ جود، تہ فوری  
 ساک و گاو دلاور، جہاں میں سیر ہے  
 نجم و خلک، فراں، طبع و دیا، یک و ہ  
 یو کیجیے گزروا آخر کماے سلا، برون  
 سلام کے حضور، اقتباس میں جہاں کے ساتھ ان کی فن کا در تہیب کو کئی دخل  
 ہے لیکن ان کے کلام میں ہر حرف اس تکلف سے ہے نیاز ہے۔ غزلی کی طرح تافہ بیانی  
 کی کو شش درو کو سلام میں بھی ہے لیکن یہاں وہ اپنے محاکات کو آنا سنہ کرنے کی فکر  
 نہیں کرتے ان کی اس شاعری میں صورتی کی کو شش بھی نمایاں ہے۔

ہونے کہا میں نہ سے قربان سینہ  
 کھولے کھولے کوں باب کوں چاہاں سینہ  
 دیندے جہ نیکانی میں ہنسنے تہ  
 کھنکی تھی ہر یک چہ کوں چاہاں سینہ  
 بیعت کلاہا، خفا تھا قل تھا مقدر  
 شیر و جانا ہے بہشتی سینہ

۲۔ کلاہا، خفا تھا قل تھا مقدر  
 شیر و جانا ہے بہشتی سینہ

۳۔ کلاہا، خفا تھا قل تھا مقدر

۴۔ کلاہا، خفا تھا قل تھا مقدر

لازم ہی تھا خاتمہ تقدیر کے لیے  
رونا رونا مار شہ خروانی سے تہلک  
ہے ہے مدام بوسہ گہر عطی جرجر  
کر بلا میں جس گھڑی شام عیال ہرجی  
کو کب نہ تراپ جب ارشہادت چھایا  
آفتاب میں گھن میں آگیا بے لہے  
آنسوؤں کا سہل بدل رہے ڈنڈو  
بنت رہا آئیں مجھ میں نہ لگا ہو جی

شہیدوں پر میں محو فرائض سے لست لکھتا ہے اور ہندوستان میں آج بھی جب  
کسی مرنے والے کی صعب ماتم پہنچی ہے تو میں صبح اور روزہ اور دیں کہیں ہونے ،  
ان میں ہندی کا غفر غالب ہوتا ہے۔ اپنے فوج اور سلام میں میں ظلم کرتے وقت  
واحد علی شاہ نے اس کا خیال لکھا ہے کہ "یا فرستہ کہا۔۔۔ زینب نے کہا۔۔۔" کے  
بعد میں لکھے جائیں ان میں ہندوستان کی عام صورتوں جیسا انٹارنہ جی اس میں  
ہندیت کے غفر کے بجائے خضاحت اور صفا جی صہ معلوم ہوتی۔ "مرتبہ در نظر کہ کو  
مرتبہ کہنے کی ہدایت خوب ہے یکس اگر اسی مکتب خیال کی پردی کی جائے تو میں لکھے  
کی کیوں جائیں ؟ واحد علی شاہ ان دور استوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے یا  
ایک لگ راہ نکالنے کے بجائے بچھلے رہے ہیں اور کسی منزل کی تلاش میں ایک  
"سلام" پر ہند کی میں ظلم کیا ہے ،

کاسم جڑے سسین کشاد  
ماں دگھاری کسوں کی لہے  
مانگ کھڑی کو کہ بھی اجسٹری  
ہندی رچی کب لہے میں جیوں  
بڑی سے چھوٹے رکت ہلاو  
چھانی پہ پیار سے پھی پھی کھلاو  
بیسرہو چھ پر راسس راتو  
رکت سول کو ج مہندی ہلاو

سطح۔ ایمان ص ۵۹-۵۱

سطح۔ ایمان ص ۶۶-۶۷

سطح۔ ایمان ص ۴۶-۳۳

جیسے نہ ہمسایہ ہمسایوں کی طرح جو جو گھٹی شب بھری پلا

وہ نصیب کا کھتر دانی رد دے وہ لہجہ پیار سے سدا سراپا

ہندوستان میں نصاب درسی کے درمیان کوئی حد فاصل قائم نہیں ہوتی اور نہ ہی ان  
اصناف کی کوئی تاریخ مرتب کی گئی۔ آئندہ اگر ایسا ہوا تو ولید علی شاہ کا درجہ ان  
صنف کے لیے بڑے کام کی چیز ہوگا۔

روح ہندوستانیوں میں میں شاعر کے اپنے دہن کی تخلیق ہوتے ہیں  
گیئت کاری ان میں ہندو اور تائید کر کے کے لیے ضروری ہیں ہر تائی اور  
جو کہ کہا گیا تھا اسی کو نظم کیا جاسے بلکہ شاعر کو آزادی حاصل ہے کہ جیسا مناسب ہے  
نظم کرے۔ فہم اور مرثیے کا چوں کہ مدح و تائید کے لیے لکھا جاتا ہے اس لیے  
اس آزادی پر کسی طرح کی پابندی عاید ہو گئی ہے اور یہ کہنا دشوار ہے کہ بین نظم  
کرے میں ولید علی شاہ نے کوئی کامیابی حاصل کی ہے۔ میں کے علاوہ نسوانی جذبات  
کی عکاسی کے لیے ایک دوسری صنف میں ہے جس کا تعلق ہندوستانی شاعری  
سے ہے اور اس شاعری میں جہاں اسے گیئت کہا گیا ہے وہ جذبات کہ کسی دائمی فرق  
کے باعث نمود پذیر ہوتے ہیں اور نہ ان کا جذبہ حب یا رو عایت سے کوئی گہرا رشتہ  
ہوتا ہے۔

• گیئت زلفا سوانیت کے خدائی اخبار کی ایک صورت ہے۔۔۔ یہ ایک

صورت کے صنف کی پکار ہے اور اس لیے اس میں نہ صرف جذبات کی فراوانی

ہوتی ہے بلکہ کسی مثال یا تمثیلی صورت کے بجائے ایک گروشت پرست

کے بہت کو اپنی نگاہ کلر کر جاتا ہے۔

ہفت کے صفحے میں سرشار صورت اس قابل نہیں ہوتی کہ سوچ سمجھ کے دھڑکے

اٹا کرے۔ وہ تو سب سے سادے طریقے پر اپنے محبوب کو اپنے پیار کا واسطہ دیتی

ہے مانی بے ہیں جوانی پر متوجہ کرتی ہے اور کسی ایسی ترکیب سے غافل نہیں

رہی جو اس کے چاہنے والے کو اس کی طرف متوجہ کر سکے۔ برسات کا وقت میں بدلنا شروع  
آئے ہیں، بجلی بجتی ہے، کانگ کوئل سو پیچھے کا خدا اس کے برہ کی آگ کو اور ٹھیکہ کے  
دینا ہے۔ وہ کسی پردہ سی ہانگ کی پلو میں گم سم ہے۔ سکھیاں ڈھارس دیتی ہیں، جولی  
آتی ہے یہاں اس کی جوت جاگ اٹھتی ہے۔ وہ اپنے بیگانے کے کچے منہ سے بد بول  
اپنے چاہنے والے کی پریت میں دیرانی ہے اور اسی دیوانہ پن میں کہ بول اس کی شکل  
کی پکار رہی کہ ہر ٹول تک آجاتے ہیں۔ اس شاعری کا ایرانی نثر و شاعری سے کوئی تعلق  
نہیں اور اس کا مروج، زبان یا آہنگ اردو کی رمانی شاعری سے کوئی مماثلت  
نہیں رکھتا۔

واجد علی شاہ نے کثیر اور میراثی کی طرح گیت کاری کو محض ہندیات کا تابع یا  
کسی پیغام کا ذریعہ بنایا ہوتا تو ان کے گیت ان گیتوں سے مختلف ہوتے جہاں کی اپنی  
عائد کردہ یا اردی کے سبب بہت کچھ اپنے کیف اور اثر سے محروم ہو گئے ہیں۔ واید  
علی شاہ نے گیت کہنے کے لیے گیت نہیں کہے ہیں بلکہ موسیقی کو جال دار بنانے کے لیے  
مناسب بول ضروری تھے، انھوں نے اسی کی کو رد کیا ہے اور نا جو روپن اور سکی میں  
ان کے گیت اصناف موسیقی کی مختلف سرخیوں کے تحت ایک مجمع کیے گئے ہیں۔ ٹیٹل  
کی موسیقی کی زبان ایک زمانے سے برج ہے اور ان کے گیتوں میں غالب فخر اسی  
جولی کا ہے جس پر کہیں کہیں پنجابی یا دکنی اردو کی چھاپ بھی نمایاں ہے۔ انھوں نے  
کبھی کبھی پنجابی یا صاف سلیس اردو میں بھی گیت لکھے کی کو شش کی یکن اس  
میں کامیابی نہیں ہوئی۔ موسیقی میں ان کے گیتوں کا عاتی اظہار ممکن ہے ان کی  
شاعرانہ کوتاہیوں کی تلافی کرتا ہو کہیں کہ باوجود اس قصود کے کہ ان میں شریعت  
کم اور موسیقیت زیادہ ہے، بقول مجھے ان کی شریاں اور دلدے ان کی غرضوں  
سے زیادہ مقبول ہیں۔

کرشن اور رام کا سادہ ہندوستانی گیت کا اہم ترین موضوع ہے اور اس  
معاشرے کے سخی و سپہو ہیں۔ ایک سہرگ کا جو رام اور کرشن کے جسمانی وصال



میں ہکا بھکا چہرہ رنگ سے چہرہ من سدا جوت ہے اما مس  
 ایسا رنگ رنگیدہ کجھو نہ چھوٹے دھو یا دھویدے پچاس  
 چہرہ من ہر گر بھاری چل بل ناگر سائل صحت پر  
 چاروں کھنٹ میں ناؤں تہاں  
 میں بھی چری جباری، ہاں نہ کہہ کی وجہ سے

کھنٹ ہوا، نئی سے ہوا

داہد علی شاہ کی گیتوں کی یہ محنت کبھی سالن کبھی گمان کبھی دھوین کبھی پیہاروں اور کبھی کسی شاعر  
 شاگرد پیشہ محنت کے دھوپ میں سانسے آتی ہے۔ مثلاً، رخصتی اور زچہ خانے کے  
 گیت کسی ایک خورق کے گیت نہیں ہوتے۔ داہد علی شاہ کے گیتوں میں جہاں تک جانی  
 پہچانی صورتوں کی آواز سنائی دیتی ہے وہاں یہ گیت لک گیت کی ایک ایسی شکل  
 پیش کرتے ہیں جو صرف موسیقی کے سولے ہم آہنگ ہے بلکہ معنی اعتبار سے اس  
 کے مزاج سے بھی مناسبت رکھتی ہے۔

زبان کے اعتبار سے داہد علی شاہ کے گیتوں پر اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ان میں  
 شاعر زبان نہیں ہے۔ اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ داہد علی شاہ برج اور بھائی بولی  
 کے غلط تلفظ و تلفظ سے پیدا ہونے والے ایک بھائی شاہ اختیار گد مندیرہ بھائیوں کی  
 طرح ان کے اکثر دوسرے گیت بھی برج، اودھی، دھمی اور اودھ کی ملی جلی شکل سے مرتب  
 ہوتے ہیں۔ گیت کاری کا یہ انداز میان تو نہیں لیکن کچھ گیت اس دور کے ہیں اور کچھ  
 آگے نکل گئے ہیں۔ ایک گیت میں آستانہ برج اور حرا ہرے کا پورا فارسی میں ہے  
 لکھتے ہوئے جانی حرا ہرے جیسا

ماتیا بر نیز دھامے دھامے خاک بر سر کن غم، نام ما

موسیقی کے بول میں مدد لفظ زبان کا ایسا سنگدھڑ سے گیت کاروں خصوصاً امیر خسرو  
 کے یہاں بھی ملتے ہے۔ داہد علی شاہ نے دھن بند بول میں بھی ایک سنگدھڑ خوش کیا ہے

کوثر کا جام بھر دے بھٹ کے بھٹیا  
 مل ملی سنگ رنگ پتا ہے اکتر جوری کے کھلتی  
 حیدر نگر کوہلی کا ٹال فرادینا ان کے ہم عقیدہ افراد میں ممکن ہے اسی طرح بدعت بھلا  
 ماہر جس طرح لکھنؤ لہر بان کا ٹھیٹ ہند کی بولی میں ویسی بیا بکس داد علی شاہ نے  
 جب کرشن اور مادھا کے رسم ترتیب دینے میں کوئی تکلف نہ کیا تو یہ گیت تو حقیقت  
 اس فنغور اور تہذیب کا نمونہ ہے جو مدبولہ کے میل جول سے ایک مسلم شکل  
 اختیار کر چکی تھی۔

مثنوی نگاری | داد نگر کی کوہ ماہان دوق نے شعر کا مرد اعظم قرار دیا ہے :

۱۔ اس میں داد نگر کی کاسلیقہ ہرما جزو اعظم شعر ہے جو غزل میں نہیں  
 ظاہر ہوتا، اور اس اعتبار سے میر حسن، نسیم لکھنوی و مرزا شوق بڑے  
 داد نگر سے مگر اخلاق پر ان کی مثنویوں کا اثر اچھا نہیں پڑتا۔ اس میں  
 کلامِ خرمنا کی آخری طرح کے شے ... اور میں مجب چیز ہیں۔

اور اس خیال کا تائید میں یونان، انگلستان اور ہندوستان کے قدیم ادبوں  
 سے قطف افراد کی مذہب غریب تک ہر زبان اور دھرم کی شاعری کو بطور مورثہ پیش  
 کیا جاسکتا ہے کہ اسی داد نگر کی کاسلیقہ نے شعر کو شعر بنا دیا۔ اس میں کوئی شبہ  
 نہیں کہ ان غریبوں کو اس سہولت کا جزو بنایا گیا ان پر ملک اور فن کی گہری چھاپ ہے  
 اور ان کے دگر کوہ غریب و داد علی شاہ کے دگر کاسلیقہ قرار دیا ایک بے عمل بات  
 ہے کیوں کہ جن مثنویوں کا ذکر ہم پیش ہے ان میں فکر کا مقررہ جی اس کا سامنے  
 زیادہ اور "اخلاق" کا فقدان ہے۔ لیکن اس حوالے سے محض یہ یاد دلانا مقصود ہے  
 کہ داد نگر کی شاعری روح ہے اور اس داد نگر کی کاسلیقہ صوری ہیں کہ فکر میں  
 اور اخلاق کا سنگم جو ز شعر شعر کہلا ہے۔ فکر اور علم کی عقلی استعداد کا عامہ قدرت



ہے میرا ناظم کو عطا ہو گئی ہے شعر کچھ کے یہ کافی ہے۔

”جب تک حوسا نئی ہم شائستہ اور اس کا علم اور واقفیت محدود رہتی ہے اور ظل اور سایہ پر اطلاق کم چوتی ہے اس وقت تک زندگی کا خود ایک کہانی معلوم ہوتی ہے۔ زندگی کی سرگزشت جو کہ بالکل ایک واقعات کا سلسلہ ہوتا ہے اگر ایک ہم شائستہ حوسا نئی میں سیدھے سادے طور پر لکھی جائے تو اس سے کہیں خوف اور کہیں تعجب اور کہیں جوش و خروش پیدا ہو جاتا ہے اور انہیں چیزوں پر شاعری کی بنیاد پڑے۔“

مثنویات، واقعہ علی شاہ کا کچھ حصہ انھیں ہم شائستہ جدات اور خیالات پر مشتمل ہے جن پر شائستہ رنگ بچھ رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے کہتے ہیں کہ ان کا اگر پسند نہیں کرتے۔ واقعات کے بیان کرنے میں شاعر کو انسانی حکم کی ضرورت نہ تھی۔ وہ ان سے ذاتی طور پر واقف تھا۔ لیکن کہ وہ اس کی سرگزشت ہے۔ اس کی کامیابی کا راز اس میں صحر ہے کہ وہ شاعرانہ صلاحیت کو کھاتا تھا اور اس کے اندر کے لیے اس نے اس ہیئت کا انتخاب کیا جو اس کی طبیعت سے ماسدہ رکھتی تھی۔ بغزل حال ”جب تک دلی میں کسی بات کی چنگ نہ ہو لوت نہیں سامنا کے اتفاق کرنے میں دھانی نہیں کرتی۔ بلکہ فکر شعر کے لیے کوئی موقع اور محل اس سے بہتر نہیں کہ کسی مضمون کا جو شخص شاعر کے دل میں خود بخود پیدا ہو۔ اسی مثنویوں کی تعریف سے پہلے واقعہ علی شاہ حسن ذہنی کیفیت میں مبتلا تھے۔ پیش نظر رکھا جائے تو واقعہ نگاری میں ان کے کمال پر مطلق تعجب نہ ہوگا۔ دوسرے مثنوی لکھنے والے نہ ایسے موضوع منتخب کرتے ہیں اور نہ ایسی ایک سادہ سادہ کا اظہار کرتے ہیں۔“

واقعہ نگاری اور واقعہ علی شاہ کے کمال شاعری میں ان کی مین مثنویاں مثنویات حزن، آخری اور شبائے حضور ہیں۔ ان کے تین سطریہ رحمانات کی مائیدگی کرتی ہیں۔ یہ کہ ان تین شریوں میں صرف حزن آخری سے واقف ہیں۔ کسی سے اسے اس کی مستحب۔

سطح - مثنویہ شعر و شاعری ص ۲۸

سطح - جہت ص ۲۴

سطح - جہت ص ۲۳

شعروں میں ہے ایک کہی نے درستان کھوئی پانچ سہتر میں شعروں میں سے ایک شعر کسی  
 نے شویات ولد علی شاہ میں حرفی کی کو قال ذکر سہا سہتہ یکس اگر حود و ابد علی شاہ سے  
 چھپا جاتا ہے کہ وہ لکھا یاد دہ دیتے ہیں قزوہ شاید یاد دلا دیتے ہیں کہ حزن اعزری کو  
 گنا کر خدا نھوں سے متم کر یا اور عشق یا اور شات الطوب کو متم کرنے کی خواہش  
 ہے جو ہے وہ حمد عظم ہو گئے حزن، حزی پر حزن و ملال کا سایہ ہے اور وہ ہڈی  
 شاہ و عشق و شاد کے دلدلہ ہیں کھوئی کی چار مستوب مشربیلہ: سہا و میاں، مگر رسیبہ  
 زیر عشق اور جسم ہفت جس کے ساتھ طرب اعزری کو کھی بے مثل قرار دیا اس کو کھوئی پر کھوئی  
 کے قابل ہیں کیوں کہ وہ چاروں مشرباں و مستانی مشرباں ہیں۔ داستان شویات میں  
 حانات شوی نگار کے ہیں میں ہونے ہیں اور اسے اختیار ہوتا ہے کہ حوانات کو شویات  
 چاہے حمل دے اور فریب سے۔ تاریخی حوانات کے بیاں میں شوی نگار حوانات کے  
 بس میں ہوتا ہے اور اس کا کال منو انتخاب، حسن ترتیب اور حسن بیاں میں ہے۔ نظم  
 طبعانی نے زیر عشق و حود کو مسز کرنے میں، طبعانی کثرت نکالا۔ داستان شویات حواہ  
 کھنی طبعانی آید ہوں حوانات نگاری کے میں اس میں ان پر نہیں رکھو سکتیں جس کے  
 ایک پنے میں انیس کا کلام ہے۔ ایتس کا کلام مونہوں میں جسے کے لائق ہے تو میر ان کے  
 دوسرے پنے میں وہ مرنے کے جائیں گے مگر دوسرے مرنے مگر وہ بے مر ہو گیا اس  
 پنے میں شویات ولد علی شاہ کے بھی گمنا نہیں ہیں لیکن اتمام صا حبہ و حق و کچھ مکتا ہے  
 کہ حوانات نگاری میں جو کال ایتس سے مرنہوں میں دکھایا یا بد علی شاہ سے کہ شمش کی کہ  
 وہی ولی ان کی مشروں میں پائی ہاں۔ نظم طبعانی یقیناً شوی عشق ہمارے سے تاروی  
 نہ ہوں گے یکس جب شوی ہر جسس اپنے طبعانی مضمون کے سبب مسز کر دی گئی تو وہ  
 شاہ کی شوی قزوہ ہے جس پر رباں جاتی ہیں ہاں کھوئیوں میں سر دے اور دے  
 والی خل پر کی طرح صادقانی ہے بیکہ

سہ۔ ہمدردیہ ہمدردی ۱۵۱

سہ۔ نظم ہمدردی ۱۵۲

سہ۔ ہمدردی کا رنگ ۱۵۳

سہ۔ شوی شوی شوی ۱۵۴

مرثیہ نگار کو مدد ملی واقعات و حالات شاعری احمدی بنیاد پر نہیں بلکہ انہیں خصوصی  
 توجہ رکھنا پڑتی ہے۔ ان میں سے صرف اول نمبر کے حالات میں قلمی کار کئی تبدیلیاں ہونے کی  
 گنجائش نہیں۔ مرثیہ سمجھنے والے ان واقعات کا خود بھی علم رکھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ  
 مرثیہ نگار نے واقعات کو کس عنوان سے پیش کیا۔ اپنی سوانح نجات نظم کرنے والے کے بارے  
 میں یہ کہہ کر اپنے رشتے کا خیال رکھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی کی سرگزشت کا علم اس سے  
 بہتر کسی اور کو نہیں ہو تا اس لیے دیکھنے کی چیز ہوتی ہے کہ اس نے کتنی لمبی اقامت میں  
 گھر اور کس عنوان سے کہیں۔ اس کے لیے اتنی رعایت کافی ہے کہ اسے مرثیہ نگار کی سوانح  
 اپنا کام نہ کر سیکے کی صورت میں، لیکن یا تو کوئی شخص اپنی سرگزشت لکھے پر ظم نہ  
 لکھائے یا اس آزمائش پر اترنے کے لیے تیار ہے۔ مرثیہ نگار اپنے شاگرد کلاں کا  
 یمنیہ واقعہ جو اسے اپنے مرثیے کو مدد ملنے کے لیے پیش کیا تھا ہے، شاعری کا درجہ  
 چاند والے شاعری کا درجہ نہیں ملتا ہے، اتفاق کا درجہ اس پانے والے اتفاق کا درجہ  
 پانے میں اور محمد شاعر نام محمد علی اور نواب پاتا ہے اپنی سوانح میں لکھتے ہیں کہ وہ  
 شاعری کا درجہ محض تھا احمدی اتفاق کا، نہ ہی اسے کسی خط اور قریب کی طلب تھی اس  
 پر کہ لکھا دیا، برٹش سے لکھا، شاعر کالات کے احساس کے ساتھ کہ وہ اس فرض  
 سے لکھا کہ لوگ اس کی معرفت جان کر کے اسے اپنی حمد و ثناء سے محروم نہ کریں۔ نامہ  
 فہرست کی خواہش کا یہ نگرانی ہے کہ ملک صرف جان کر بہرہ اس کی زندگی فائدہ علی بندہ کے  
 لیے ہیں حتیٰ کہ فائدہ علی اس کے لیے بنی ہو خود بھی بلو شاہ ہوتا، لیکن جو چیز نہیں ملی  
 بن سکتی تھی شاہ واد سے فائدہ علی غایب ہو جی میں متکرمین دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ  
 پیش واد کی جو کیفیت واد علی شاہ سے پہلے وہاں کے رہائشی تھے اس کے بعد کی  
 رہی لیکن شروع سے آخر تک بتدریج رسدال ہوتا گیا۔ عشق پریشہ مشہور ہونے میں وہ  
 علی شاہ کو خاطر واد کا بیانی ہوئی درل صرف اتنا تھا کہ وہ علی کے ساتھ بیٹھ گیا، لیکن  
 ان کے عقد میں آئی اور یہ کیفیت ان کے زمانے سے صواب تک بدستور قائم ہے۔ شاعر  
 شاعری میں شاعری نگاری کا جو طریقہ پہلے رائج تھا اس میں نایاب تبدیلی ہوئی اور  
 زہر عشق کی بلندیوں سے حاصل۔

ماہر صریح سے صرف مدد ملی پانامی نہیں بلکہ سوں تک بھی پہنچا تا ہے یہ پانامی

کہاں میں رہنے والے شاہ محسوس نہ کریں کہ شرفی کہاں ہے آئی اور کہاں گئی ہو سکتی  
 ہو اس پامندی کا لحاظ نہ لے چکے ہیں وہی اس کی دل فریبی کا حال خوب بتا سکتے ہیں۔  
 مائی سے اپنے نیک مشغول میں کام آیتیں کو ٹپھ سے کی بار بار تکیہ کی ہے اور یہ  
 اس نیک کے بعد کہ شرفی گئی میں وہ کمال حاصل ہو سکتا ہے اور نہ شاعروں کو مرثیہ  
 کی طرف متوجہ ہونا چاہیے مائی جیسے کہتے ہیں بعض مشاس اور شاعر کے لیے یہ معلوم  
 کہ وہ شاعر۔ بخاک کلام آیتیں میں شاعری کے وہ اسرار پر مشیدہ ہیں  
 جو شاعروں پر جتنے مشقت ہوتا ہے ان کے کام آتے ہیں گے  
 اس کے بارے میں انھیں ہم غنت اور بہار عشق میں نہ نکلتیں نظر آتے ہیں تو وہ شاہ  
 بہار عشق کے ہے۔ مائی کو ماہر علی شاہ کی شویاں دستیاب ہوئی جو میں تو انھیں  
 بہار عشق کے ہے۔ خواہد خیال ایک ہمارے کی ضرورت نہیں تھی۔ ایتس کے کام کی  
 جو چید خریاں بیان کی گئی ہیں۔ اس کی لگی سی جھلک انھیں "عشق نامہ" میں اور جو  
 بات "عشق نامہ" میں ہے اس کی کہ کیفیت "بہار عشق" میں نظر آتی ہے۔ ہر شخص اپنے  
 وطن کے مطابق مستند کرتا ہے۔ ماہر علی شاہ نے ایتس سے جو کچھ حاصل کیا وہ ملک  
 محنت کے مطابق تھا اور جو مستند قرون سے و بعد علی شاہ سے کیا وہ ان کے شوق کے  
 مطابق تھا۔ ماہر علی شاہ سے فرق کیا مستند کے کا ناقص یا قیاسی علم (ماتہ)  
 حال کے اہل علم کو ہے لیکن اس کو ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہے کہ رسوئیاں سب  
 ماہر علی شاہ کے تھے میں اور نیک ناموں قرون کے تھے میں آئی ہیں۔ شوق کو کتنا  
 بد کوہ تباہا ہے کہ ان کی مشورہ کے سب کو ان ہمارے گشت حال نہیں کر سکتے۔ شوق  
 کے کردار کا گواہ کسی عشق نامہ ہے ان کی مقام مشورہ کو رسوائی سے بچانے کے لیے

سطح - مقبولہ شعر و شاعری ص ۶۶-۶۷

سطح - ہیستاس ص ۶۷

سطح - دہلی کے تہذیبی حلقہ میں سرحد میں دہلی کی ایک کہ کہ نہیں

سطح - تہذیب قرون ص ۶۶-۶۷

سطح - عشق نامہ ص ۶۸

کہا گیا کہ محمد شاہ وقت ایسی مشغول رہا کہ اس نے اپنے قریب عشق کے سبب ضعیف ہو گیا۔ بھول گئے کہ وہ عشق نامہ سے کئی سال پہلے شکر علی بابائی نے خود شہزادہ محمد شاہ کو متوجہ کیا کہ عشق قراتی جرات نہیں رکھتے کہ عاشقانی صفت کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتے، اور محمد اس کام کو قبول نہ کر سکا۔ یہاں عشق کی مشغولی میں عاشق نگاری کا جو مشغول ہو گیا وہاں حاکم کا بیان موجود ہے کہ خود عشق کا بیان موجود ہے۔ عشق کی مشغولی میں ہو چکا رہا ہے اور محمد علی کی زبان قبیح کی طرح جتنی ہے۔ شریف زاریاں کیا کر سکتے تھیں وہاں بھی ہنسنا نہ ہوتی ہوں گی۔ عشق کو محمد علی کے ہاں سے علم کرنے کی ذہنی قبیحی اور اس کا ہمارا نہیں، واحد علی شاہ کی وابستگی مشغولی سے ملو لیکن واحد علی شاہ ہمارے نگار تھے، ایک لمحے میں تمام سب کا خیال رکھا ہے۔ عشق نامہ نگار نہیں تھے۔ انھوں نے نہ اس رنج کا خیال رکھا ہے کہ جس رنج کا محمد علی کا ذکر کیا ہے اور نہ اسے کہ مناسبت کا خیال ہے۔ واحد علی شاہ کی مشغولی خود ایک ریسرچ کا موضوع ہے اور جو شخص اس فرض کو اپنے دستے لے گا وہ شاید محسوس کرے کہ ہم چاہے واحد علی شاہ کی مشغولی سے جتنے بے خبر ہوں واحد علی شاہ کے ہم عصر شہزادی نگار تھے بے خبر نہ تھے کہ وہ موجود بیانات سے خیال ہوتا ہے۔

واحد علی شاہ کی شان و قدرت کا اعتراف ان کی وابستگی مشغولی سے ممکن نہیں کیوں کہ ان مشغولی میں عاشق نگاری محض ہے اور وہ ان کا استدلال تھا ہے۔ حسن افغری اور بیت حبودی ناقص ہیں اور ان کی طبیعت سے مناسبت نہیں رکھتے۔ چھوٹی چھوٹی مشغولی کسی فرض کی ادائیگی میں ممکن نہیں، اسی میں واحد علی شاہ کا کمال پوری طرح خاص، اگر سبک عشق نامہ اور شبائے مغلوب شکل جوتے ہوئے بھی ناقص اور

۱۔ کتاب روانہ کی ترقی و تہذیب

۲۔ مشغول شہزادی ص ۸۷-۸۸

۳۔ پہلا عشق و تہذیب کے عالم کی عہدیت میں عشق کا بیان کہ شہزادی لوب واحد علی شاہ کی روح ناقص پر مشغول کے عہدیت نامہ کرنے کی فرض سے کبھی کا۔ فہرست عشق اور عشق کے بے پناہ بیان جان نہیں سکتا لیکن کلام کا انداز ان کا بھی ہے۔

طبع زاد ہونے سے بھی قندہر میں کیوں کہ شاعر اس مسئلے کو آگے بڑھا تاں سہا اور ان کا بھڑکا  
 ماتہ فخری میں ہے۔ لیکن ان تمام مشعوڑوں میں سے بوشعراں شاعر کا سراپا حیاہ اصطلاح  
 نگاریں قندہر سراپہ قرار دی جا سکتی ہیں جتنی نامور شہادت منقوب ہیں ان دونوں مشعوڑوں کو  
 بلکہ مل شاہ کی شاعرانہ حیثیت سے وہی سمجھتا ہے جو انسان کو اس کے ہر وہ سے عقلی تا  
 عربی کام کے لیے امداد ادب میں عظیم الشان ہے۔ ثبات منقوب خلعت اور ظاہر انکلا می  
 کے ہے خلعت اور ظاہر انکلا می بات کو کمال صحت میں ہے لیکن جب تاریخ جیہا استدلالیہ کے نزدیک میں دو  
 چار سو شرک کے جنت ہر جا سے قراس شاعر کی زبان دانی ضرب اللیل بن سکتی ہے جو اسی  
 فن میں قندہر تا ایک نوک موصوع نکالنے ثبات منقوب کی صلاحت اور فتن نامہ کی عربی  
 دونوں مضمرین کی میناج ہیں کیوں کہ ایک گمنام اور دوسری ہا سمعہ صہ صہ نام ہے کہ ہوگے  
 گھبرا جاتے ہی ہیں۔

اردو کی طویل ترین مشنوی امداد شاعری کی ہار پانچ سو سرس کی تاریخ میں ہے شہر  
 مشعوڑوں کی گھنٹی جہان میں کون سی مشنوی طویل ترین  
 ہے اس کا بعد آساں نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ جس طرح صاحبان نظر کی ثبات منقوب  
 تک رسائی نہیں ہوئی اسی طرح اور بھی ضمیمہ شعراں گوشہ گم نامی میں پڑی ہوئی ہوگی  
 صاحبان طرے اب تک جو یہاں شہر ہے وہاں کے پیش طر شبات منقوب ہی کو  
 قمر مال ہے کہ امداد کی طویل ترین مشنوی کہی جاے۔ صاحبہ تاریخ مشنویات اردو سے  
 امداد کی دو قابل قدر طویل ترین مشنویوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ رستمی ہے جو دکن کے ممتاز شعور میں تھا محمد اسین قطب شاہ سہروردی  
 قطب شاہ کی بیٹی عجب سخی بڑی بیوی کی درمائیوں سے مایوس اور ایک  
 مشنوی یکھی جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے انتہی ہر اثر شریعت  
 علم کہے ہیں

۲۔ سخی امیر شاہ ام حبیب مخلص... ان کی تصانیف میں...  
 ۳۔ شریاں بھی لگی یاد تار ہیں۔ آخری مشنوی شرکت شاہ جہانی جس

میں دانی ہا میں کے سفر انگلستان کا حال لکھا گیا ہے اس کے اشعار  
کی تعداد ۲۶ ہزار ہے۔

موصوف کے ہر دونوں بیان تحقیق طلب ہیں کیوں کہ موصوف نے یہ مثنویاں شاید  
خود چھپیں ریجنس اور ان حضرات نے دیکھی ہیں ان کا بیان موصوف کے بیان سے مختلف  
ہے۔ دکنی لوہ پر کچھ کہنے کا جن لوگوں کو حق حاصل ہے ان کے علم میں خاندانہ کے اشعار  
کی تعداد چوبیس ہزار بھی نہیں ہے۔

(۱) رستخی کا نام کل ماں خا... خاندانہ مثنویات کے علاوہ ایک مثنوی  
مخطوٹ نامہ بھی اس نے لکھی ہے... خاندانہ کا لکھی ایک ہی نسخہ ملتا ہے  
جو لندن میں ہے... رستخی کے خاندانہ ملکہ انڈیا آفس میں علی ہرکم  
خان نے ۱۹۰۹ء میں ایک فارسی نوٹ بھی لکھا ہے جس میں... خاندانہ  
کے اشعار اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کا تیس ہزار  
سات سو چھتیس (۲۳۱،۴۲۵) اشعار ایک سر پہ اس تصویر میں بتائی  
گئی ہیں... اگرچہ رستخی نے اس داستان کو فارسی سے ترجمہ کیا  
ہے لیکن اس کو ترجمہ نہیں کہا جاسکتا... خاندانہ اردو کا پہلی  
ضمیمہ مثنوی ہے... رستخی کے باکمال احقاد انکسار ہونے کا ثبوت  
ہے کہ اس کی ضمیمہ مثنوی جو تقریباً چوبیس ہزار شعروں پر مشتمل ہے صرف  
دھائی سال کی مدت میں تیار ہوئی... رستخی نے تاریخ تصنیف خود  
لکھ کر ہے:

نہی کی جو اہرت کے کہنا خیال  
کیا رستخی اس وقت پر حساب  
رستخی کا خاندانہ اب تک شائع نہیں ہوا ہے۔

۱۳-۱۲

۱۳-۱۲

۱۷۱۔ مرثی کا خاص نامہ اردو کی طرح عربی و فارسی میں شاعر کیا جاتا ہے اس لیے

کہ اس نے چوبیس ہزار اشعار لکھے ہیں۔

بجز مرثی سے قطع نظر دونوں زبان متفق ہیں کہ خاندانہ میں چوبیس ہزار اشعار سے زیادہ نہیں ہیں اور ثبات القلوب کا نصف بھی اس سے زیادہ ہے۔

ب۔ شوکت شاہ جہانی "سہرا و ماہی" شتیم کی مرثی "سفرنامہ خسروی" ہے کیونکہ اسی مرثی میں شتیم نے اخراجات اور عطایہ وغیرہ کی مدد سے نواب حامد علی خاں بہادر کے یورپ کے سفر کے اخراجات رقم کیے ہیں۔ مرثی کے آخر میں اپنی کاوشوں کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غرض چہ پہنچے میں یہ مختصر ہوا اثر سے نظم میں جلوہ گر

بجز کاوی اس درجہ کی اقبیل نکلتے ہر اہل دہر شاہد

غرض میں نے کھائے فتم حال سفرنامہ خسروی بہر سال ۱۳۳۰ء

مرثی کے کل علی نے ۳۳۰ صفحے اور ۳۳۰ صفحے پر اکس ساری سطر یعنی بالعموم ۲۱ فقر ہیں۔ اس حساب سے اگر سرحدوں کو نظر انداز کر دیاجے جب بھی مرثی میں اشعار کی تعداد تیرہ ہزار نو سو عوامیس ۱۳۹۲۲ سے زیادہ نہیں ہے۔

شتیم نے مذکورہ بالا مرثی کے علاوہ نوا میں نام ہیں کی منظوم تاریخ میں دو مرثیاں اور کی ہیں جن کو سفرنامہ خسروی کے پہلے دو صفحے سمجھا چاہیے۔ پہلا حصہ علامہ علی خاں بہادر سے نواب کلب علی خاں بہادر کے حالات میں دوسرا حصہ، تاریخ کامل اوقات نواب کلب علی خاں بہادر سے مسند نشینی نواب حامد علی خاں بہادر تک کے حالات میں۔ یہ تینوں حصے شتیم کی تالیف نہیں ہیں بلکہ جو کتاب میں ان کو فراہم کر دی گئی تھیں شتیم نے انہیں کو ملا کر پڑھنا یا تاریخ علی کے دیباچے میں لکھنے ہیں۔

ہوا چہ پس مدت چند روز ملے بجز کو اک نسخہ دل فروز

۱۔ کتب خانہ تاریخی ص ۳۰۔ ڈاکٹر علی احمد قادری دہلی

۲۔ سفرنامہ خسروی (علی) ص ۳۰۔ ۳۳



اسے میں نے رکھا تو آیا نظر  
 اسی نثر کو میں نے سوچا کیا  
 اسے منظم نادر کے پیش نظر ایک مضمون کا بیان ہے کہ  
 "اسد میں تاریخی مثنویاں ہوں گی براے نام ہیں باقی اتنی بڑی تاریخی  
 منظم کتاب تو ایک بھی نہیں ہے"

تواریخ جلد میں ۲۲ اور قاریح کامل میں ۱۸۶ صفحوں۔ مسطر ۲۲ بنایا گیا ہے۔ شہد  
 کی تعداد اس طرح ۹۱۳۳ = ۱۲۳ × ۷۴۱ + ۱۲۱ آتی ہے اس تعداد میں اگر مثنویاں ضوی  
 کے اشعار جوڑ دیے جائیں جب بھی کل میران خاصہ سے کم رہے گی۔ خاور نادر میں  
 ۲۲، ۱۳۵ شہد تسلیم کی خیر مثنویوں میں زیادہ سے زیادہ ۱۹۸، ۲۳۱ کا شمار  
 ہو سکتا ہے۔ ثبات اقلب جلد اول و دوم کے کل اشعار ۱۵۰، ۳۸۱۔ یعنی رستمی اور تسلیم  
 کی متفقہ میران سے بھی زیادہ ہیں۔ رستمی اور تسلیم کی مثنویوں میں اضافہ ممکن نہیں  
 کیوں کہ اشعار کا شمار مکمل تھوڑے سے کیا گیا ہے۔ اس شمار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی  
 خاطر مثنویوں کی جگہ بھی شمار کر دی گئی ہے اور طبعی جگہ ۲۲ کے علاوہ ہیں۔ جلد ثانی کا شمار  
 میں اضافہ کا امکان باقی ہے کیوں کہ ممکن ہے جلد اول کی طرح جلد دوم کے بھی کچھ  
 اور قلمی مثنوی دستیار ہو جائیں جو جلد اول سے زیادہ مکمل ہوں۔ ان تینوں مثنویوں  
 کے کارنامے اس لحاظ سے بھی قابلِ توجہ ہیں کہ مجنوں نے تمبھہ کیے ہیں اور ایک مثنوی  
 بحر بحر مشقارب مثنوی مذکورہ میں طبع آسانی کی ہے۔ ان میں سے دو پہلے درجہ مثنویوں  
 تھے اور تیسری پہلے درجہ مثنویوں میں تو نہ تھے لیکن خوشنویسی سے واقفیت رکھنے  
 والے اور خوشنویسوں سے کم مثنوی سپاہ نہ کیے ہوں گے

۱۔ دروغ و طبع و قلمی اشعار

۲۔ مثنوی کا دبستان شاعری ص ۸۵

۳۔ چہنشا ص ۷۵، غائبانہ کتب کے سہ ۳۳ نکھا ہوا ہے۔ دونوں قلمی نسخوں میں اصل  
 اکس مسطر کا مسطر میں ہر مثنوی زیادہ سے زیادہ اکس شعر ہیں، اس طرح جلد ۱ ص ۷۵  
 کے حرف ۲۳۵۸ شعر مثنوی کے حساب سے شمار میں آئیں گے۔

کھنڈ کے میں شاعر و مہرنا امر علی نسیم دہلوی، غلطی طرہ نام شایان اند غلطی شادی  
 حال ہیں، نے مشنر کہ طور پر۔ اور علی ز مستظم۔ نامی ایک مثنوی کہی غلطی جو شادی  
 جو پکی سہ مطبوعہ متحدہ میں ۳۳ طری موی کے ۱۳۳۵ سے ہیں۔ ہر طری میں دو شعر ہیں۔  
 سر جو لے سے قطع نظر سطروں کے حساب سے ۱۷۲۳، ۱۷۲۴ اشعار اس مثنوی میں ہو سکتے  
 ہیں۔ ان میں سے کسی بھی ایک کا کلام ماہر علی شاہ کے کلام کے نصف کے برابر ہیں۔  
 اور اگر مثنوی کا کلام ثبات قطب کے مطالبے میں رکھا جائے تو یہ تحقیق طلب رہے گا  
 کہ ان کے اشعار کا صحیح تعداد کیا ہے۔ درمیان سرفہ اند سر جو لے کے ہے کئی بنوار کی کمی  
 گی۔ دوسری طرف ثبات قطب میں وہ اشعار بھی جو مٹا پڑیں گے جو دوسروں کا کلام جو  
 کہ عارض کہہ ہے گئے۔ بغیر ان کی کوششوں کے جسے اختتامی کاروں کو اس طرح شریک  
 سپہ کیا جاتا اور گر بیا کیا جائے گے تو جس طرح طرہ نام جی نے انھیں کو مکمل کرنے کا  
 کام سہ سال یا کوئی ثبات قطب جلد دوم کو بھی سنبھال سکتا ہے۔

کھنڈ کی بدنام ترین مثنوی | عشق نامہ حرق امتری اور ثبات قطب کی طرح مثنوی  
 کمال کہ ضعیف ہیں ہے۔ اس کا ایک ایک مصرع  
 کھنڈ کی میں بدنام کے مکران نے وہی کی زبان میں ظلم کیا ہے اور اس کی بدسیاہی  
 اس کی بدپڑی سے ثابت ہے۔ بطور نمونہ میں اس کے صرف دو حصے دستیاب  
 ہیں۔ اس اور یہ دونوں حصے انھیں ہیں۔ طرہ نام اور آخر سے کافی دور  
 فاصلہ ہے۔ مکمل حصے نظر سے ہی کی شکل میں ملتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے اور جتنا  
 میں ہیں جو دست و پا اور علی شاہ کی بدنامی کا بار سننے رہے اور انھیں اور ان کو  
 سطر عام پر اور ایک مکروہ حل میں شریک کار بننے کے لیے تیار ہیں۔ ادبی زاویہ  
 نگاہ سے قطع نظر ان حشرات کی بدنام داری ایک حد تک حق برآں ہے۔ یہ مثنوی  
 جہاں اپنی خوبوں کے لیے اور مثنوی کا نصف اچھا نام گول کے لیے قابل ستائش  
 ہے وہاں اس مثنوی کی بدنامی سے لفظ خبیروں کے پیدا کیے جائے اور پڑھ

جانے کا بھی واضح امکان ہے۔ وہ مدخلی شاہ کی بخش پر سنہوں کے بلے میں اب تک  
 جو کچھ لکھا گیا اس کا میاوی حشر خود ان کے یہاں غم کا فیور ہے اور اس جیسے کو اگر نکال  
 دیا جائے تو پھر ہر مالی پتے رہے گا اس قابل۔ جو گا کہ لوگ ان کی بخش کو سبیلوں کو  
 مثالی قرار دیں۔ وہ مدخلی شاہ کو بحالی علم تھا کہ لوگ ان کی ہر دوسری اور مقبولیت کے  
 واپس ہیں لیکن اس احساس کے باوجود اگر کوئی شخص اپنے طواف خود ہتھارہا کرے  
 تو یہ کہا جائے گا کہ وہ عقل و خرد سے بیگانہ ہے یا یہ کہ عزت و زماں میں ہو کھانا  
 کہ یہ دنیا ہے کہ حشر سے طواف ہر کے کے گا زماں کیا ستون میں رخ حیات کے  
 یک و دو دوں بہبودوں کو سامنے رکھ کر ہم جی پی چاہے لائے قائم کریں ہماری رائے  
 یہاں ہماری پی دراست اور مداف کی پابند ہوگا مشوری نگار کو جو کچھ کہا تھا سارگی  
 صحتی حیا اختصار سے کہہ رہے اور پی سرگزشت کو بے کم و کاست بیان کر رہا ہے۔ ہا  
 وہوس کی ان داستانوں میں جہاں طافے مازیلوں بخش پر سنہوں اور فضیلتی سرگزشت  
 کی عوہ گر کی ستہ میں شراعت صس، یا اس مد جب اور حد اترا سی کے فوسے بھی نہ ہند  
 موجود ہیں۔ وہ بیکار و دل دوروں کو دیکھتا ہے محفوظ ہوتا ہے۔ ابیا کو نہ کہنے  
 سوجھاں دینے میں پھول آئے ہیں ایک کی کھٹک محسوس کرتا ہے، وہاں کھیم پینا  
 ہے۔ وہ سر سے کی حشر محسوس کرتا ہے، اسی کا جو رہتا ہے۔

مشوری کا موضوع مشوری نگار کی بیسی بیداری اور حساسیاتی سرگزشتاں ہے ایسے  
 جنسیاتی موضوع کی مشوری کو عشق نامہ کہنا سبایت نارہیا کہا جاسکتا ہے۔ یکس اس کو  
 کہا گیا ہے کہ فلسفہ جنہات میں اسی شہوت کا ایک مہذب نام عشق بھی ہے جو اور  
 اور حیثیتوں سے نسبت پانے کے بعد مقدس سمجھا جائے لگا ہے:

عشق فی رنگوں سے عجیب و غریب فرماں کی ہیں لیکن عوس شری کے  
 مطالعہ سے علوم و سائنس کے عشق بدرہ شہوت ہی کی ایک عام شکل  
 کا نام ہے۔ عشق کے صنف واقعات و طامرا ح چشم کپے جا رہے  
 میں رہ گئے عا ہر باجم کہتے ہی مختلف معلوم ہوتے ہوں لیکن تخیل و  
 و بھر یہ کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ سب اسی حد بہ شہوت پر اگر فخر ہے میں پے

کسی بدوق شاعر کے یہ ممکن تھا کہ اس مثنوی کو "پری خانہ"، "سرور خانقاہ"، "احمال نامہ" یا کچھ اور کہے لیکن جس جہذیب اور شائستگی سے واجد علی شاہ نے اس بندے کی مختلف کیفیتوں کو بیان کیا ہے اسی سلیطے کا مظہر مثنوی کا نام اور اس کا آغاز بھی ہے حمد، نعت اور منقبت میں بجائے صلے سپاہ کرنے کے ہر انھوں نے اپنی دوسری مثنوی میں کیے ہیں، یہی اس مرکز الآثر ضعیف میں ایک وہ شعور اس روایت کو برقرار رکھنے کے لیے کہہ کر بڑی تیزی سے اصل موضوع پر آگئے ہیں۔

|                               |                                |
|-------------------------------|--------------------------------|
| خیر و قدر و غور ارجم          | کردی پہلے حمد خداے کریم        |
| شناخوانی آل احمد کروں         | پس از حمد نعت خدا کروں         |
| حق سے نوحی اس آگاہ ہے         | وہ احمد جو محبوب اللہ ہے       |
| تو ہوتے پیغمبر نہ محبوب حق    | اگر عشق ہوتا نہ مطلوب حق       |
| نہ ہوتے کبھی خود پر عشق کلیم  | دکھاتا نہ جلوہ جو حسن قدیم     |
| یہ غزے کرشمے ہیں سب عشق کے    | غرض ماہج سے ہی جب عشق کے       |
| یہ ہے جان پر فدا کائنات       | نہیں اس سے عالی کوئی دی حیات   |
| کہیں شعور مشعل خود ہے         | کہیں صبح خود شبید کا خود ہے    |
| جس میں ہے گل اجمں میں چلے     | سرنگ آنکھ میں ہے پہچنے میں ملے |
| کہیں برقی آفتاب جہیل ہے       | کہیں دار و درون گل ہے یہ       |
| تو پھر پائے جفون میں درخبر ہے | جو یسوی کی زلف گہ گہر ہے       |
| دم تیرے کو کہن ہے کبھی        | شرر زریعہ افکن ہے کبھی         |
| جفون میں گہر سل ہے سنگ میں    | نہاں رنگ جس کا ہے ہر رنگ میں   |

۱۷۔ نیم کامل ہو تو پر نامہ کا عنوان ہے جدا را نیست۔ عشق نامہ فارسی سے عشق نامہ منظوم عربیہ کہتے ہوئے ذہنی سرچوں میں کافی تبدیلیاں کی گئیں جیسا کہ عشق نامہ کی بحث میں دیکھا جا رہا ہے (ملاحظہ فرمائیے ۱۲۷) لیکن یہاں، اس میں بدلہ دے کر ایک ہی نام ہے یا ذکر عشق نامہ ایک خطی مناسبت کرتا ہے۔

۱۸۔ نامہ گیس کہ ضاحت بلکہ دلدل پر سخن صوفیہ و ہرگز متعلقہ نامہ را نیست۔

کبھی سنگ نہیں تو شراب ہوا  
کبھی سو رنگ میٹھ مضر ب میں  
کبھی آئینہ بزم محبوب میں  
بیاباں میں آبا فر آہ ہوا  
کبھی گیسو سے سروہ آس ہے  
کبھی تیر غم کا نشانہ ہوا  
کبھی زلفیہ شاہد میں اشار ہوا  
زمین غرق ہے آسمان عشق ہے

زمین اودھا کھان کو رشتہ عشق میں مسلک کر کے عدد بابت ہر کبھی تشریح  
طلبہ چاہتی کہ خود شاعر کے دل میں یہ کرن کبھی بھوٹی۔ مولوی نجم معنی خاں کے بیان  
کے مطابق ولید علی شاہ کا مزاج بچپن سے عاشقانہ تھا:

”جب عمر کی پانچویں سالگرہ پڑی تو زمین نام نیک چل سارہ ہر گشت و  
بدن عورت کے گہوارہ آغوش میں راحت و آرام کے پیگ بیٹھے۔“

پانچ برس کے سن میں شاید بچے کو اتنا بھی شعور نہیں ہوا کہ جس کا رقص جو کچھ چاہیں وہیں  
کی عزت پر عاشق ہوا کیا سنی ہے سوز و گمناہ اگر واقعہ داہد علی شاہ کی عورت دوست سوار تھا  
جیسا تھا تو غیر تعجب و تعریف کے بیان کیا جرتا۔ اس وقت معلوم ہوتا کہ بچے کا سن کیا تھا  
مجبوری کہا تھی، فاعل کون تھا، مفعول کون، ہر جیسا شعور کی پسنداری کا پہلا نمونہ۔  
داہد علی شاہ نے خود بیان کیا ہے:

مشقت نے صوفیہ دکھائی نہ تھی  
فرغ عمر کے جب جوئے ہشت سال  
ہوا عشق کی میں سنے کھائی نہ تھی  
گلی دیکھے آنکھ نور وصال

سنہ ستارہ ۱۰۵۰ ہجری ۱۶۴۰ء میں بیان دیا اصل مولوی صاحب کا موضوع نہیں کہوں کہ اشعار کی طرز  
سوار کا بیشتر حصہ ظلم ہند سے لیا گیا ہے لیکن مولوی صاحب نے جاسے ”ظلم ہند“ کے  
”داہد علی شاہ کی شہری بکھر سند میں چلی کیا ہے۔ وہ اس شہری کے نام سے بھی واقف نہیں ہوئے  
لہذا نے عداوت کی سند میں ہی مانی یا خود مولوی صاحب کو سند میں چلی کیا جاتا ہے۔  
دیکھتے ہی غاندھس ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳

نہادوں دکھایا اسی سال میں  
 کہ غمی ایک سو تیرہ کہ فیصل  
 پلوئی رومی ہے شکہ نکلا  
 غریب جو کنگ جوشن تھا  
 یا سہیل سے نکلا ہر سہل  
 بدکن کے صحت دکھانے لگی  
 کہاں میں کہاں بنے طر فرنگ  
 بہت سی باتوں سے میراں ہوا  
 معلوم سے اس نے ڈر یا بٹھے  
 نہ چارہ ہوا اس کے اقرار سے  
 کہتا ہوں ایک کہانی کھلی صحت کے ہتھ چڑھ جانے کا یہ پہلا واقعہ نہ تھا۔ درشتوں  
 کو جنوں ہمارے کے پسری و انتہات سے اپنا نفسیات و جنسیات اپنے کچھ ترشہ  
 کرتے ہیں اور یہ بھی انھیں کلیات میں سے ایک کلیہ ہے کہ جو پتہ قیاد میں جتنا ہے  
 جنسی طور پر اس میں اتنی ہی پہلے پیدا ہوتا ہے اور جو پتہ قیاد خوبصورت ہوتا ہے  
 صحت سے زیادہ کی برائی بھی کھڑا ہوتا ہے سبک دہتا ہے۔ واپس ملی شاہ کی صحتی جانگتی  
 شان انھیں کلیات کی امرس ننگ حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اور عمر کی جس منزل پر  
 پہنچ کر انھوں نے واقعات پھاڑا نہ نظر ڈالی وہاں ہی کا یہ کہنا ہے کہ وہ آتش  
 میں شیعہ وہ سنگہ اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ رحیم تو ایک دو سال کے  
 بعد رحمت ہو گئی لیکن جس آگ کو لگا گئی تھی وہ صحت امرتہ مجھ سکی اور سلیٹے کے  
 نہ نکشے رہ رہا ہوتے گئے،

کہوں کہ کہاں تک ہے صحت کی  
 غرض عمر ہی جو دس سال کی  
 ہوئی عمر دس برس کی مری  
 خبر تک نہیں اس کے احوال کی

کہہ کر گئی وہ کہہاں کو گئی      زمیں کو وہ یا آسمان کو گئی  
 مگر تھا ازل سے جو خلق خیز      لہو عاشق تخی ہر وقت پیز  
 ایک دم نہیں اپنے بیوں سا شوق کو منتقل      یہاں کرنے دے کے ہے فن خط  
 کہ جہاں نامہ از تعلقات کو فرے لے کر      وہاں گیا چاہنے پہلے ہائز خلق کی روایت  
 کو زاور شہزادے      لیکن یہاں سے طبع علی شاہ کے کہار کا ایک دوسرا پہلو سامنے  
 آتا ہے اور وہ ہے شرافت نفس۔ بیوی بیوی کو ہوتی ہے مشورہ نہیں ہوتی۔ اب تک  
 اور اس کے بعد جہاں جہاں اپنی منظور نظر مردوں کا ذکر کیا جانے کا نام، سن، سہو اور  
 اختلاط کی کیفیت ہر بات کا اجمالی بیان موجود ہے اور جہاں احرام فردی کھاسے  
 اختلاط اور صراحت کیسا نام اور سن تک نہیں بتایا ہے۔ شادری کی لاش نمان آمیر نصیب  
 میں اڑتیس شعر ہیں لیکن جبکہ لہذا آگئی تو صرف کچھ شعر ملتے ہیں ۱

منہا بندہ کہ نہ خلتا ہوتا      عے دونوں نائل بدائی ہوتی  
 امیروں کے ہوتے ہیں جیسے فوجی      پہلو کے پیوے عزیز وہ طینق  
 نیک و شرمندہ چاہے ارنہلا      بلکہ تار شمشاد و خشت لانا

قصت کی ستم خیز سجدی بییاں جن کے اصل نام اس عشق نامہ میں نہ آیا ہے مطلب یہ کہ چڑ  
 گئی ہیں۔ نوباد شاہ قلم تمام ہر جگہ لکھا ہوا ہے اور جہاں حال و نہاد ہندوستان میں۔

اختلاط کے سلسلے میں بہت کچھ بھی خوب کے قابل ہے کہ اس مشنری میں ہر بار  
 اس کی ضرورت پیش آتی ہے کہ اختلاط کی کیفیت بھی بیان کی جائے لیکن شاعر نے  
 کہیں بھی عامیانہ اور سوزیائہ امان از خیال نہیں کیا ہے بلکہ طبع اشاعرانہ اور کمال  
 میں بات کو پوری جامعیت کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ حاتی نے یقیناً یہ ملغوی نہیں  
 دیکھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ سب سے جانی سے زبان کی عیاشی کے چٹنارے سے بچھا دے  
 کو تو نام رکھیں اور جو شخص فی الواقعہ عیش پرستی کے لیے شہرہ ہوا اس کی احتیاط  
 اور شائستگی کی طمانہ دیں۔ یہ ہر شخص چہرہ دیوانہ سے دیکھ کر خوف آپ





جب کہ اس بات کو پہانے اور حضورِ آموی کے بدناماؤں کے لئے مسخ کیا جاوے۔ واپس ملی شاہ  
 نے ابتدا کی طرح آخر تک اس کا خیال رکھا ہے کہ یہ غیب نہ آنے سے پاسے شادی کے بعد  
 زمانے کی روشنی، جوانی کی انگلی اور امیرانہ شہادت کے تحت بہت سی عورتوں سے  
 ان کا تعلق قائم ہو رہا ہے۔ کچھ تعلقات خارجی ہیں، کچھ داخلی، کسی میں کچھ باطنی ہے۔ جب کسی میں کوئی  
 ان پر عمل دینے کیلئے ہے، لیکن ان تمام تعلقات میں خود داری، مدد داری، دلگیری، دلگیری، پہلج اور درجہ کی پابندی  
 کا لحاظ ہم قدم پر ان کا نگہبان ہے۔ ایک طرف دشمن کے چال چل، باطن پریشان ہے، اس کی بات کو پھر نہیں  
 پہنے باپ کا خیال، لیکن طوائف سے ملنے کے لیے بہانے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں:

|   |                                |
|---|--------------------------------|
| کیا میں نے مجھ سے کوئی طلب  | ملا نطفہ و صفت ہوا لب لب       |
| تو مرفوعہ داند سے وہ بے قرار  | اگر دشت و وادہ نامدار          |
| ہوا بس کہ دونوں طرف ایک بند   | جہانی جہنی مثل شمس و زمر       |
| ایک دھڑکی شور ہزار حسیہ کا بیان ہے کہ اس نے خواب میں بادشاہ کو دیکھا: |                                |
| جب خواب تھا جو شیرازی کے ساتھ   | کہ میدان دولت لگی اس کے ہاتھ   |
| دکھائی عبت نے وصفت کی رہ  | گدا چھوے جو خواب میں بادشاہ    |
| یہی خواب میں مجھ سے ہائیں ہو گیا                                      | تہمت لعل فرقت کی رائیں ہو گیا  |
| ذاب میرانی ہے دل کو نہ تاب  | ہو آنا ہوں میرے گھر میں سلطانہ |
| کہاں کہ کہاں کہ جس پر شہاں  | بھلا ایسی عاشق فراہوش ہیں      |
| نہ اتنی بھی قطع نظر چاہیے   | ار سے بے مروت، خبر چاہیے       |
| کھلی خواب سے آنکھ جب انہاں  | ورد کجا تو رہے غلام، میں کہاں  |
| کہا: کیا غضب ہے خدا جو گیا  | ابھی ابھی کیا تھا کیا جو گیا   |
| ہو چکی تھی صورت وہ کیا ہو چکی   | ملی ملی جو دولت وہ کیا ہو چکی  |

بادشاہ تک پہنچنے کے لیے ایک موزم کا کوسیدہ ناموس کیا گیا:

گئی پاسن ان کے، کہا: کچھ لاؤ، کدو گے مرا کام، ہوں ملتی

وہ صحت کبھی پھر دکھاؤ ہے  
تھیں کوئی رستہ بتاؤ ہے

ملا رہے خوشخبری ہے بادشاہ کے پاس پہنچا،  
دیا مجھ کو فیروزہ سنے یہ پیام  
کہ: حضرت، بیدار ہو جاؤ  
نکھار کو ہاتھ آئی شکریہ  
خدا نے دیے رونق کو بال و پر  
لیکن بادشاہ بامائز تنق کے خواہش مند نہیں تھے،

کہا تم سے "شہرِ درہر گئی ہے رن  
یو باری نہ دے تم کو سبھال

ایک دوسرے مصلحت پر ایک کسبِ دفعہ اسی طرح پیشہ ترک کرے پر آمادہ دکھلاؤ  
گئی ہے بشریک بادشاہ اسے قبول کر لیں:

راہِ دوست گردنہ من کو نزار  
تسبیحاً نگاہ عطا کیجیے  
کوئی اسٹے پیغام کرتا نہیں  
ہی تمہیں صحت جانی ہے حال  
عبایت کی مجھ پر نظر شرط ہے  
کیا اگر نرفق تو پھر میں کہیں  
کو نہ ہاں ہے تکلف کروں  
دل ہے راہِ جاں تم سے فوری  
گردنہ نظر سوئے سپرد ویر  
کیجیے ایسے اس گل سے رنگیں سخن  
جو دیکھ کر اس کا دل گونگ ہے حال  
چہ دل گو کہ میر و دعا پیشہ تھا  
نیا سو کر مجھ کو درہر پیشہ تھا

یہی عرض کی مجھ سے بے اختیار  
میں بیسار جولا، کچھ دوا کیجیے  
مگر کیا کروں؟ دل ٹھہرا نہیں  
علاج کے لیے مانگتی ہوں اماں  
جرمِ مائے گردی، خبر شرط ہے  
مثل سے کہ جی ہے تو سدا چہاں  
راں کاٹ ڈالو اگر ادب کروں  
کہ تا زدن جوں تمہاری کینز  
رہا سے میں دھج جائے جویا رگاڑ  
کہ میں مگی ہوا بیل گل بدن  
بھجے گی، رحم اس پر کہ سال  
مگر مجھ کو داند کا اندیشہ تھا  
کہ مہر مہر تھا اور دل میں تھا

ابھی علم کھلا آتے ہے جس پر شرکا دھوکا ہو رہا ہے  
مظہر کھلا جا سکے

عشق اور عاشقی کے ان مرکبوں کی بدولت منورہ بیگمات کا ایک پرا  
کے پری حاسے کی ریت بن گیا اس پری حاسے میں اگر نگہیں لادو عایاں اپنی پوری  
بطور سامانوں کے ساتھ موجود تھیں تو دوسری طرف اسی پری حاسے کے جو شش و ماحول  
میں کچھ مٹنے بھی پرورش پارہہ تھے۔ شاعر نے ان دونوں کیفیتوں کی جیسی شش و  
یت غکاسی کی ہے اس کی طیاروں کی مقرب و مستانی شہوہوں میں کبھی مشکل نظر آتی  
ہیہہ سطر نگاری کا کمال ملاحظہ ہو:

|                               |                             |
|-------------------------------|-----------------------------|
| ہوا وصل رب سدا سک             | پری حاسے نے تازہ پاؤں چمک   |
| حقیقت میں تائبہ باری جوتی     | بہت خوش طبیعت ہمارا جوتی    |
| جو تھا اس میں ناماز مستند تھا | پری حاسہ خدیا ک مینا تھا    |
| میں جس کا اس قدر خوش تھا      | کہ جو تھا وہاں خود خوش تھا  |
| کسی جا کوئی مثل گل حد و دن    | شگفتہ طبیعت ہر رنگ و جن     |
| نگاہوں کی باتیں اشارے کہیں    | کہیں عشق باری مٹا رکے کہیں  |
| معاذ کسی قہر رکھائی کہیں      | جگت پھینوں کی مڑائی کہیں    |
| کہیں گرم غمرے کہیں جھانک      | ادا لہ عزہ عزت تپا ک        |
| دن پانچوں کو اٹھانے سے        | دو چنے کو سر سے گرنے سے     |
| دن پتہ نہ خند سے ہیں رسیں     | کہیں خود کہیں دل نگاہیں کس  |
| کہیں حرد و ابر بات میں        | کھاسے ہزاروں شکایات میں     |
| کہیں چیشاں کا پانی کا ورق     | کسی کو تھا لفت کہانی کا ورق |
| روں مثل تم ہنس سکتی موتی      | کہیں بوٹی بوٹی تھرکتی موتی  |
| کوئی وہ کہیں ریش پھوڑے ہوئے   | نگہ کا کوئی تر جڑ سے ہوئے   |
| عرص پاکوں تخت چالاک نہیں      | وہ خشی نہیں سب ترک نہا نہیں |
| جب تھیں ان کا کردار دست نہیں  | جب نواز مر دست نہیں         |
| وہ نہ تھے بادل رستے جوتے      | کہ سدا رستے کے رستے جوتے    |

کوئی تھا گفتہ کوئی بے قرار  
یہ ساراں جو جھکو تھرا گیا  
کہ نئے صاحبِ ناز اہلِ مینار  
بہی گری جس آنکھوں پہر  
اگر ایک سے مجھ کو فرصت ہوئی  
جداںی ہوئی، تب سا ہو گئی  
کسی با میں معشوق عاشق نواز  
نہر نامِ فرقت سے جو سنے تھے ہوش  
کسکے تھرا، کبہ و دیر تھی  
سوان کے صحبت خوش آئی نہ تھی

ہنسائے دل لائے میں تھا غنیمت  
نہالِ طرب میں ٹرا گیا  
تہہ دل سے معشوق بے عشق باز  
عین سے رہا ربطِ نام و سحر  
تو پھر دوسری سے محبت ہوئی  
ہوا وصل، ماحصلِ شفا ہو گئی  
لوہیں اور معشوق میں عشق باز  
دوہرہ و بادشاہ اور وہیں بادشاہ  
وہاں تھا ناشا و وہیں سیر تھی  
نظر میں ہری تک سہائی نہ تھی

الفاظِ عشق کے کی ضرورت نہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ اپنی جگہ خود تلاش کرتے  
ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ سہرا بالِ صرفِ سطرنگاری ہی میں نہیں نکالے جاسکتے ہیں۔ یہی نظر آتی  
ہے۔ انساں اور چاچو سی کا سر پہن کیا جا چکا۔ ستھری، نوک جو تک اور صحت  
کے تہہ و تہہ کی زبان اور غور و فہم کے لب و لہجے میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہیں نظر  
پر کی خاک کے موسمِ نفا ہے جس میں آوارہ مزاج بیگیں ایک دوسرے کے راز لگتے لگی  
ہیں:

یہی ایک سے مل کے کہتی تھی ایک  
کہاں کہ ہے تو نیک اور پار سا  
بارشادِ مجبور ان سب کو جمع کرتے ہیں اور ان کی بے وفائیوں کا سبب دریافت کرتے  
ہیں:

کہا میں نے سب سے چشمِ ہر آب:  
یہ کیا اجڑا ہے کہہ لو شباب!  
یہ گستاخاں ایسے مالک کے ساتھ:  
دھرے سب کا توں پہاں ہر دم

لگیں مجھے طفلانہ سرفراز و حور  
 کیا انفراد کان ناسخ بھرے  
 کہے بول وہ کہنے کو کیا چاہیے  
 حضور اُپنی آنکھوں سے رکھیں اگر  
 نعتائے میں جوتی ہیں باتیں ہزار  
 ہزار کے کہنے سے میں لا جواب  
 سرور بیگم جن پر مدحی کا لازم عاید کیا گیا تھا بادشاہ سے مدد مل گئی تھی۔ بادشاہان کو زندہ  
 کے لیے بے چین ہیں لیکن وہ بیٹے کیسے کی یاد دہا رہیں :  
 علی آخرک رفتہ بہا وہ شروع  
 کیا مضطرب ہونے کے بعد نے بیباں  
 نظریہ کی تا اسٹاکسٹک  
 اور میں محنت کا امیدوار  
 جو کرنا ہے کہ ظلم ہمہ ہے کہا  
 کہیں دل کی اقلیم ناراض ہو  
 اگر یونہی چہرے سے سنا لگی تو  
 خدا کے لیے ہے ابھی احتساب  
 عروج بیگم جو اپنی بے غنائی کی اس دور غم سے دھیرا دھیرا تھیں ایک بات ایک خارِ نعل کے  
 ساتھ رکھ لی جاتی ہیں۔ اس شخص کے بھائی غور فقیر کے خواہشکار بن کے بادشاہ کے  
 پاس آتے ہیں۔ بادشاہ کو اسکی اس واقعے کی مبالغہ نہیں ملتی ہے،  
 یہ تینوں برادر جو بے آشکار  
 میں حیران کہ یہ بھی عجب سیر ہے  
 کہہ "کہہ کہہ" کیا سب، میرے  
 قدم پر سے گر پڑے ایک بار

۱۔ عشق نامہ (قلمی داستان ۷)

۲۔ روز و شرف کا ہر سلامت مہدی

۳۔ عشق نامہ (قلمی داستان ۸)

ب۔ دیو دی سدا جہانناں مہدی (انجمن)

وہ گریاں مجھے مانند ابر بہید  
کھلی نہ تھی بات کچھ زینہید  
کیا جب کہ ابرار حد سے سوا  
کیا کیا کہیں؟ ہے جب ماہرا  
خدا اس بوسے نکالے نہیں  
اگر موت سے فوجا سے نہیں  
ہمارا جو بھائی ہے حیدر علی  
کریں اس کا احوال کیا ہم جلی  
محل ہے جو سلطان عالم کا  
ہر غیب داں وہ چارے صفہ  
منید ہے وہ، گرد ہے از دھام  
بشیر اور میرز کا اہتمام  
کہا میں نے تفسیر، وہ چپ رہے  
جو بھائی میں بھائی کیا بیلا  
نہ کہنے کی باتیں کوئی کیا کہے  
نظار ہر نواں کو دلا سدا دیا  
پڑی یزید عہد کی دل پر سننا  
بہت ضبط غصہ کو میں نے کیا

صبح ہوتی ہے، محل کے ناظر بادشاہ کے سامنے آتے ہیں۔ ہاتھ میں ایک خط ہے ساتھ  
میں ملام، ملام عابد کیا جاتا ہے،

سوا حق ہے اس سے محل ہے جو قوت  
اگر دیکھو سب ہے اں کا قصد  
ہیں ہے یہ میری نوشتہ لکھا  
کتاب پیش کرتے ہیں ہم بر ملا  
کہ اشارہ جو سازگر زینہید  
فور شوٹ میں زور دیا گئے ہم بدلاؤ  
لیا میں نے اور وہ فرشتہ پڑھا  
محل کے مقدر کا لکھا پڑھا  
عیاں مجھ پہ جب ملاں جہاں چلا  
نیک نظر خط کی طرف اور دوسری ملزم کی طرف

جہاں ہر لہار حیدر علی  
رسن میں گرفتار حیدر علی  
اٹھی میرے سینے میں کلمہ کی پو  
بہت غصا آیا وہاں نہ پھرک  
وہ اس پر بھی گو خاک ڈالے گئے  
مگر چاند بھائی نکالے گئے  
خطا کی مقرر سزا چاہیے  
خطا ہے سزا ہو تو کیا چاہیے

منصب اور اختیارات کا مالک جو کہ ہر بھی اگر انسان ایسی خطا میں بخش دے تو یہ  
اس کی ایک نفسی اور بند جو ملک کی دلیل ہے کہ جمہوری اور بے پارگی کی یہ خاندان

بادشاہ کا غادر ہوا تھا۔ ملک اور نصیب کا بیان بھی بادشاہ کی اپنی زبان سے سنا۔

مگر اس کو کہتے ہیں صفت عجم کہ سلطان ہے ظل خدا کے کوہ  
مگر ہول کا جرم و الزام ہے کہ خدا کی جرم سے کیا کلم ہے  
کوئی بات یاں ہے فریاد نہیں وہ محتاج ہیں شہید سہیل

ایک محدود موضوع اور محدود ماحول میں تقریباً ایک ہی بات اور ایک سے واقعات کا متواتر پیش کرنا ناخوشگوار ہے۔ قابلِ غور یہ بات ہے کہ اس ایک رنگی کے باوجود شاعر نے بیان میں وہ رنگارنگی پیدا کی ہے کہ مٹو کی کاڑھ یا سبزا دھواں اور بیان کی رنگینوں میں کھو جاتا ہے اور اسے اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس کی کچھ باتیں اس سے پہلے بھی سنا چکا ہے۔ سوخِ حیات کی حیثیت ہے شاعر کے یہ ممکن تھا کہ اپنے انداز کے سب سے اسی قصہ نامی۔ یہ ثقافتی دلچسپیوں کو بھی بیان کرنے میں جاتا لیکن عنوان کی رعایت سے صرف ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جس کے خریک کہنے سے داستان کے تسلسل کا اندازہ ہو سکے۔ رنگین اور رنگینوں کی پیدا سلسلے غریبوں اور ہمدردوں کی موت، بھارتوں اور باغیوں کی فحش و بیہوشی اور جنس کی ترغیب و سب باتیں اپنے اپنے مقام پر پہلے سے بیان کی گئی ہیں۔ ان باتوں سے جہاں پس منظر کا علم ہوتا ہے اور قوتِ تحریری دیکھ کے بے حد جاتی ہے وہاں اس کا اسکا اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر صرف ایک ہی طرح کے واقعات بیان کرنے پر قادر ہیں۔ غرض کہ معافی وہ دوسری باتیں بھی اسی روایت اور صفائی سے ظلم کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر چونکا ہیں بروقت رہو جیلوں کو ڈھونڈتی ہیں ان کے بے مٹی کے کھولوں میں کیا کشتی چڑھ سکتی ہے لیکن شاعر کی نگاہیں انہیں کھولوں میں ملنے و مزاج کے پہلو بھی ڈھونڈ نکالتی ہیں:

تلاش کہیں خود ماروں کے تھے کھولے کہیں جو بے ہالوں کے تھے  
بازیاں صراط کے پیچھے کد مڑی کو بڑھا گئے بیچنے  
سورہ و المراثی ہے منہ اد چلے کہنا تو پیچھے کو میر

غریبوں کی تخفیف سے عباد  
کراچی کی جوں جوں پر اعلیٰ شاعر  
سب اہم بنے کر دک خود سال  
بندھی شیخ کڑی کی، مٹی کی ڈھل  
اور عبادی شاعر پرستان کی رنگینوں کو بھول کر اپنے باپ کے مرنے پر اظہارِ اسف  
کرتا ہے تو زبیں اور آسمان بدلے ہوئے نظر آتے ہیں:

یہ ایک رعدہ درگروں جہا  
حکومت کا اکیلے وار دن ہوا  
عجب ماتم شاہ گیتی تھا سخت  
لگی بدلی کشتہ و تاج و تخت  
صحابِ مژدہ ابرو جہا تھا  
یہاں ہر طرف تیرو و تار تھا  
سردن ہڈاڑی خاکِ غم چار سو  
قراں ہو گیا گلشنِ نکھنہ  
کسے کیسے آہوئے آرامِ زم  
جسے گھر سے پردہ ش مثلِ حم  
گریباں سحر کا جہا تار تار  
کھلے شام کے گیسوئے مشکبار  
انھا شورِ آہ و نکا اسس قدہ  
مگر یہاں ہر درد نے گئے زار زار  
جسے شامِ ماتم نکلتے جوئے  
نہا رنگِ سحر ماتم دکھائے لگی  
تھا طائروں کو غم سے کراں  
جسے شامِ ماتم نکلتے جوئے  
تھا رنگِ سحر ماتم دکھائے لگی  
تھا طائروں کو غم سے کراں  
جسے شامِ ماتم نکلتے جوئے  
تھا رنگِ سحر ماتم دکھائے لگی  
تھا طائروں کو غم سے کراں



یہ ہم خاکِ دل میر و نیا سے تھا کہ عشق اس جہلِ مٹی سے تھا

اپنی ہوسِ سن کی، عورتوں کی ہے دفائی اور ملازمت کی تنگ حرائی کے بیان کے بعد  
اس طرح کی، ہمیں ایک دوسری دنیا میں لے جاتی ہیں جہاں اطلاقِ سوز و افغانہ کے بجائے  
دوب آمو اور عبرت انگیز سانحوں کو اسی جوش اور خلوص کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جیسا  
مشغولی کے دوسرے خواہ پر ہر شے کی کہہ لیکن نہیں کہ صاحبِ دوق ایک سے متاثر  
ہوا اور دوسرے سے نہ جو۔ باپ کے مرے پر زمین کا اور آسمان گزشتہ میں تھے، فردِ تری  
مرے دالوں کی بے وقت موت پر دیا کی ہے ثباتی نظریں کے سامنے آ جاتی ہے:

کہاں برمِ آہنی میں رنگِ ثبات کہ ہے عارضی چرخِ مددِ حیات  
یہاں مطلق کون غمِ ہے کہ چنانچہ عمرِ معبود ہے  
جرم کے رہتا ہے ہر جرم کے چلو کہ ہے، کہ چاہے، کہ چاہے

مرا دل ہیں سابقا ہم کہہ کہ سارا زمانہ ہے ماتم کہہ  
میں فرق پر گزرائی ہے تاک تو جیبِ تلک کہ کشاں سے چہک  
سوں آسماں پر فحش و لہر یہ دلِ مگر ہے، وہ داغِ دگر  
یہ حالہ ہیں بگڑے مادِ مسمیٰ ہے باز غم، وہ ماتم نہیں  
ساتھ ہیں بڑے میں دل کے یہ آنسو ہیں اہلِ ساداست کے  
میاہوں کیل گزشتہ سلسلانِ غم کہیاں وقفہ زندگانی ہے کم  
مشغولی غم کرنے سے قبل شاعر نے اپنے طبعِ تجربات کا پختہ چاند نصیحتِ آہر  
اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے:

کھلی ہے جو میں نے یہ بہتر کتاب مفاہین اس کے ہیں سب انتخاب  
نہیں جوڑ کا نام اس میں تھا جو گداز تھا سب بے تکلف نکلا

سطح۔ عشقِ زارِ وطنی، داستان ۲۲

سطح۔ فیض داستان ۱۳

سطح۔ فیض داستان ۳۳

کری چشم عبرت سے عاقل نظر      خبر شرط ہے ممانے کردی خبر  
 نہیں ہے فقط فقرہ درد و دل      یہ ہے راہ بھولے بھول کو چراغ  
 لیکن اس خیمت کے باوجود شاعر نے اپنے تجربات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ عشق کا  
 سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا اور ساتھ ہی مشوری کے اشعار میں اضافہ ہوتا گیا۔  
 کلام کی ناچوری سے قطع نظر سراپا نگاری کے کچھ لپٹے نوٹ اس مشوری میں  
 سہیں ملتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بارگاہ حسن میں بیچ کر شاعر کے قدم نہ کھڑا جلتے  
 ہیں اور بجائے اصلی حدِ خیال بھارنے کے وہ پُر تکلف تشبیہوں اور استعاروں ہی میں  
 حسن کی عکاسی کو بہترین عکاسی سمجھتا ہے:

|                               |                               |
|-------------------------------|-------------------------------|
| وہ عالم تھا جامد عالم ہوا     | ہاں تک دنیا میرا غم غم ہوا    |
| وہ درد شدید جس کی جگہ کے حضور | چہا مثل انجم حسینوں کا نور    |
| عجب جنگ، عثرہ ہمارا، شورش     | نظر شوخ، ہر ایک انداز شوخ     |
| دل آرا، زبانِ جہاں دل خوب     | ملنگ، جفا پریش، غفل خوب       |
| سمن بر، عین، سرفرد، درد       | دھن چنچے گمشدہ آرزو           |
| وہ آنکھیں کدووں کی سی جاں     | کریا دم میں جو کار عاشق نما   |
| وہ ابرو کے پرستے تھے ہر دم    | بھٹکے جیسے کشتی کو دو پہلوں   |
| وہی کان کی طرزِ مضمون نو      | کہ گل جن سے شمع غلی کی رو     |
| اگر وصفِ ہوشے کنائی نکھوں     | نورِ دارِ آفتابی نکھوں        |
| رزمِ صفتِ رخِ عجب جوکِ حزن جو | سدا ہی سے ہر کارِ شبنم جو     |
| اگر رخ کو قرآنِ ثانی سکھوں    | قریبی کو اس میں نشانی نکھوں   |
| پہلے کے نظریے میں بے نقط      | پڑے کوئی لفظ حسین کیا غلط     |
| جہیں وہ نغمی مطلع نور تھی     | خجل جس سے پیشانی حور تھی      |
| وہ بازو وہ ساعد عجب گول گول   | علائی میں ہیں شمع روشن کو گول |
| وہن بچھے اٹھاتے اس صدمے کے    | نکھتے تھے وہ سانچے میں سب کو  |

لوں پر مہر آنگھڑیوں میں تھا      پڑی جانِ عاشق پر وہ چری ہوا  
جواں چندہ سدا کا کل خاصا      نڈانے دکھائے یا سکھوں کو دن  
جو سر آؤں خاصا اسمِ ماہِ نسیم      تو جی مانگر عہدِ جاہم بنام  
یہ تشبیہ اور استعارے کہیں تجل کی قوت ظاہر کرتے ہیں۔

گھر ماسچے کو کھڑی ہو گئی      تاشا بی، پھل خضر ی ہو گئی  
عجب بڑی اس کے فعل میں لگا      پھر دل جلایا، ادھر آگس دی  
کہیں چسپ دیور پر پارچ چلے      تضاد پر شاہانِ عدلی و قار  
یہ حیراں جو سے ریب و رہا رہے      کھڑے رہ گئے لگس کے دیوارے  
اور کہیں اس سے بعض سی شاعری مقصود ہے۔ ایجاز، سہل منہج، جمالیاتی حسن، صداقت اور شہریت وغیرہ کے یہ نکات، مکار اور منظر نگاری کے، شاعرانی مثال آپ تھے لیکن سراپہ نگاری میں اکثر خریاں مشق ہیں اور ان کی جگہ حسن کی ایسی شریف ہے جو کسی پر بھی چسپاں ہو سکتی ہے۔

مشق عشق نامہ سے صدر جز بالا اقتباسات پیش کرتے ہوئے ہمارا مقصد ان اشعار پر تنقید اور تبصرہ نہیں بلکہ چند ایسے نمونے پیش کر دینا ہے جن سے مثنوی نگاری میں واجد علی شاہ کے کمالات کا ایک ذہنی خاکہ مرتب ہو سکے۔ دبستانِ کھڑو یا واجد علی شاہ کی شاعرانہ حیثیت پر بحث کرتے ہوئے کسی نقاد نے اس مثنوی کا ذکر ضروری نہ سمجھا حالانکہ اس مثنوی میں کچھ ایسی خریاں ہیں جو کسی بھی دبستان کی کسی مثنوی میں کم نظر آئیں گی۔ مثنوی کا موضوع، خلاق سوز سہی، مثنوی کا معنی بدنام سہی، مثنوی تو اپنی جگہ پر مثنوی ہے۔ اس کی ادبی قدر و قیمت کو کیوں مبالغہ کیا جائے؟ تاریخی حیثیت سے، سوانحی حیثیت سے، ادبی حیثیت سے، ہر طرح پر مثنوی دعوتِ خور و مکرر رہی ہے۔ ممکن ہے اس کے تجزیہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچیں کہ

۱۔ عشق نامہ، رقی، داستان ۵۶

۲۔ بیٹا، داستان ۴۶

۳۔ بیٹا، داستان ۵۶

اس مشورے میں یہ نہیں ہے اور وہ سہیں ہے لیکن اس کے بعد بھی اہم تر سوال باقی رہ جائے گا کہ جو ہے وہ کس قابل ہے؟ مشورے میں تقریباً سات ہزار مشورے ہیں۔ ان سات ہزار میں سے اگر نصف سے بھی زیادہ کاٹ چھٹا کر ایک کر دیے جائیں جب بھی تمہارے کم میں ہزار شراپے ملیں گے جو ایک ایک سے قاعدے کے چوں گے اور ان اشعار کی یقیناً کوئی قیمت بھی ہوگی کی صاحبانِ اوراق کے لیے ان اشعار میں کشش نہیں پلا سکتے۔ ان اشعار کو دیکھا سہیں؟ مطبوعہ بیانات شام ہیں کہ آخر اندک خیالی ہی فریب اعتبار ہے۔ موجودہ زمانے کے نقاد افسوس صدی کے مروج سہیں جو اس مشورے کے اوراق، بیٹھے رہے لیکن عجب جوتی کے لیے۔ مشورے اپنی خوبیوں کے پیش نظر اگر اس قابل نہیں کہ "ملوک، سلطان" قرار دی جائے تو اس قابل بھی نہیں کہ "کلام الملوک" کے نظر میں رکھی جائے۔ ایک زمانہ آئے گا جب یہ مشورے مطبوعہ پر آئے گی اور اس وقت دبستانِ کھنڈ اور دانی کھنڈ سے متعلق بہت سے بیانات میں فریب اور تشبیہ کرنی پڑے گی ۱۲



دبستانِ کھنڈ کے کتب خانے کی مہر  
(اپنے مہر کے مطابق)

## خاتمہ کلام

واجد علی شاہ کی لادائی اور ثقافتی خدمات پر مبنی، ان کی مقیم لیت اور واقعی شہرت کا انحصار یہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان خدمات کے محرکات، کیفیات اور نتائج کا اندازہ امتیاز زمانہ کے سبب بہت کمزور ہو گیا ہے۔ واجد علی شاہ کی اداسوئی شہرت بادشاہ کی حیثیت سے ہے اور بادشاہ بھی وہ جسے رعایا کی بھلائی کی خاطر، اہل اور رعایا شش قرار دے کر معرول کر دیا گیا۔ انگریزی دور کے مؤرخین سے انگریز واجد علی شاہ کی زندگی کے اسی پہلو کو پیش نظر رکھا اور جو مناسب سمجھا لکھا۔ شروادب کے تذکروں میں تذکرہ نگار انھیں تاریخوں سے استعارہ کرتے اور واجد علی شاہ کی اس حیثیت کو ادا کرتے ہیں جو ان کی سیاسی زندگی سے تعلق رکھتی ہے، حالانکہ اگر واجد علی شاہ کو ان کی سوچ حیات کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ان کا بادشاہ ہو جانا حسن اتفاق اور سرول کیا جانا سیاسی اور اس کا ایک کرشمہ تھا۔ کوئی بھی شخص محض بادشاہ ہو جائے سے شاعر، ادیب اور من کار نہیں بن جاتا اور۔ بادشاہت سے دست بردار ہونے پر یہ خوبیاں حضور ہوجاتی ہیں۔ واجد علی شاہ کی ادائی اور ثقافتی دلچسپیوں کا آغاز اس وقت سے ہے، جب ان کے بادشاہ ہونے کی کوئی امید نہ تھی اور بادشاہت سے دست بردار ہونے پر وہ بنی انھیں دلچسپیوں میں ترقی دینا تک مہمک رہے۔

واجد علی شاہ کی شہرت برس کی ہمارا زندگی سے جواں کی برائے نام بادشاہی کی مدت سے پانچ گنا زیادہ ہے، جس ان کے فطری رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔

اور شائستہ انتظامی صلاحیت کی مستحاضی ہوتی ہے۔ واجد علی شاہ میں یہ صلاحیت کس قدر  
 کی تھی اس کا فیصلہ اسی وقت کیا جاسکتا ہے جب ان کے اختیارات پر کوئی پابندی  
 نہ ہوئی۔ ہمارے لیے اس بحث میں ہڑا بے عمل ہے کیوں کہ فی اعلیٰ ذراں کی تعمیری اور  
 تخلیقی صلاحیتوں کا ہے اور واجد علی شاہ کی تعمیری اور تخلیقی صلاحیتوں کے جو مظاہر  
 ہمارے پیش نظر ہیں ان کو دیکھتے ہوئے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ واجد علی شاہ  
 کی تعمیری اور تخلیقی صلاحیتیں بہر احوال کی انتظامی صلاحیتوں پر عاقبت بعض تخصیص  
 دہا کی کام کے لیے پیدا ہوئے تھے اور ان کی یہ محدودیتیں بعض شرفیہ نہ تھیں جیسا  
 کہ وہ محض محکموں کی عادت میں دیکھا گیا ہے۔ قدرت نے انہیں اپنی محدود جیروں  
 کا شہسوار اور اپنی نور طراز بر غزلیوں کا دیوانہ بنایا تھا۔ وہ خود جس سے تھے اور  
 جس شوق کا تھا تھا۔ وہ ان میں سے سب سے بڑی شکل میں جو پانچ صورت اور صورتوں  
 کی شکل میں ان کی ان میں تخلیقات میں غزلیوں اور شہسواروں کی چوٹ کھائے ہوئے  
 دل کے سچے ہیں جو متاثر ہوئے اور متاثر کرنے کا جدہ رکھتا ہے۔ فن اور ماحول  
 کے تقاضوں سے گئے ہیں کہ اس جذبہ کے بنائے اور سسوا نے عہد صورت سے  
 زیادہ دل دیا جس واجد علی شاہ کی تخلیق کی ابتدا اسی جذبہ سے ہوئی ہے اور  
 ملاوہ حدائی اندریاں کے جو ماحول پر ملائی تھیں ان کی فوٹوں میں نمایاں ہے کبھی کوئی شاہ  
 حدائی طریقہ پر شروع ہوتی ہے اور اختتام تک ہیں، پہنچنی یا اختتام تک حد سے  
 ملے رہتے ہیں فی حافی ہے کہ کوئی اند کا کرہ جاتا ہے، یا تمام و کمال اختتام تک  
 پہنچے کے حد دو ماہر کسی مغفل سب کے پھر شروع ہو جاتی ہے۔ خوب سے  
 خوب تر کی روش میں سرگرواں رہنا زیادہ سے زیادہ فن کاروں کو ہی زیادہ تیار  
 ہے کیونکہ یہ سست دوسروں کے وہ اپنے جذبات کے زیادہ پابند ہوتے ہیں  
 اور اس طرح کی تعلیمات اس میں کے دیر سے میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔ مسنیدگی  
 اور عود و عکس سے کام لے والوں کا اعزاز ملحق ہوتا ہے اہل ان کے محرکات اور  
 نتائج بھی مختلف ہوتے ہیں۔

واجد علی شاہ کی تعمیری اور تخلیقی صلاحیتوں کے یادگار نقش کتابوں کی صورت  
 میں ہیں، لیکن اس سے یہ قیور انداز کرنا مناسب نہ ہوگا کہ واجد علی شاہ نے

ملا وہ تصنیف و تالیف کے اور کسی طرف توجہ نہیں دی۔ لباس، مہاری، نقاشی، درختوں اور  
 کرسیتی وغیرہ میں ان کی خدمات کا صرف ذکر ہی مافی ہے کہیں کہانی ہے جسے ولے طرفی  
 میں یہی نقش کچھ زیادہ پائیدار ہو تا ہے۔ مثالی کے طور پر واحد علی شاہ نے اپنے  
 رسوں میں کیا حد میں اعتبار کی تھیں اور ان کی برس منزلیں صغیریں ایسویں صدی  
 عیسوی کا سد وستانی اسٹیج کہنا نامناسب ہیں کسی نوعیت کی تھیں ان کا تحفہ  
 بہت حاشا ہم کتابوں کی مدولت معلوم کر سکتے ہیں۔ مسطر کی تفصیل اور مسطر ہر نے  
 کا اداران مانوں کا تعلق دیکھے سے ہے۔ الفا میں اتنی قدیم نہیں ہوتی کہ مسطر  
 کی جو تصویر کشی کر سکیں۔ واحد علی شاہ کی رہیں کے دیکھے والوں میں سے وہ چار  
 نے چند مسطر کی تفصیل بیان کر دی تو اتنا بھی معلوم ہو گیا کہ میدان جنگ کا پس مسطر  
 منظور ہونا فرمانا عدہ میدان جنگ آراستہ ہونا اور نقل کو اصل کہ کھانے کی طرح  
 سے ہر وہ طریقہ اختیار کیا جاتا جو قریب اعتبار اور کس ہونا۔ محدود علی شاہ سے اپنی ان  
 خدمات کا اس ذکر بھی ضروری نہیں سمجھا کہ رہوں میں اپنی اور کاری کا ذکر کر رہے۔  
 اس کا سبب ایک تو وہ جذباتی فائنریاں ہے جس کا ذکر ہوا، دوسرے ان کی طبیعت  
 میں انکسار بھی اس حد کا تھا کہ چاہے دوسرے ان کی جدت طرائیوں کی کئی یا تریوں  
 کریں وہ خود اس سے زیادہ کچھ کہنا حلو وضع جاتے تھے کہ میں جدت پسند ہوں اور  
 لوگ میری اس خوبی کو پسند کر کے ہیں۔

واحد علی شاہ کی یہ جدت پسندی جس کی ان کے اپنے زمانے میں اتنی شہرت تھی کہ  
 ابداس کا احساس بھی نہیں ان کی فطرت میں داخل تھی اور ان کی ادنیٰ و ثقافتی خدمات  
 میں شاید کب کوئی بات ایسی ہو جو روایتی انداز میں لکھے ہوئے طریقے پر دورانی تھی  
 جو۔ مثال کے لیے کہیں دور جملے کی ضرورت نہیں اپنی قلم کے لیے قلم کی مسد  
 حاصل کیے بغیر کچھ بیان کرنا حاصل ہے اور قلم کی جو روش ہے وہ صدیوں پرانی  
 ہے۔ اور فارسی میں قلم راجنے سے باتیں چلتا ہے کتاب کے صفحات اور اوراق  
 دلہنے سے بائیں سیاہ کیے جاتے ہیں، قلم لکھے کے کچھ اصل مقرومیں، انہیں  
 جلتی ہیں تو ان کو مسخ یا قلم رو کر کے اصلاح بنانے کا رواج ہے، اور صاحب قلم  
 کے لیے ممکن نہیں کہ اپنے لباس کی طرح اپنا حلو بھی بدلتا رہے۔ واحد علی شاہ

من و مودہ انوں سے اول تھے۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ وہ بائیں سے دائیں اردو لکھنے لگتے لیکن یہ ممکن تھا کہ پیچھے بائیں طرف کا صو سیاہ ہو پھر دائیں طرف کے صو کی سمت آئے۔ جیسا کہ انگریزی اور ہندی لکھنے والے اس اردو میں بھی کر رہے گئے ہیں، نظم نکلے جانے تو تر کے طریقے پر، بیچ میں جگہ خالی نہ چھوٹے، اشعار کی ترتیب بھی ایک سی۔ ہر جگہ صو کو گھوما گھوما کے لکھا جائے، یا دوسری سطر پہلی سطر سے اچھٹی سطر دوسری سطر سے چھٹی ہو اور اس طرح ایک فردوسی مثل پہچان جو جائے۔ دودھ میں تین لکھا جوڑ دیے جائیں، خطا میں بیچ دم ویدہ و دانستہ چید سو غظوں کی ترتیب الٹ دی جائے یا نقطہ لکھتے ہی رہ جائیں یا الف اور مد سے غظوں کا لکھنا یا جائے، اور اگر غلطی ہو جائے تو اصلاحات نہ ہو اور اصناف میں تو صورتی کا صبر لیا جائے۔ واجد علی شاہ کی اس جدت پسندی کی بدولت اردو محاورات کو کمر شبیل آرٹ کے کچھ قابل قدر نمونے ایسے زمانے میں دستیاب ہوئے جہاں جہاں جہاں داسے کمر شبیل آرٹ کی غرض و عایت سے بالکل بہتر تھے اور اس آرٹ کا کوئی نام اردو لغت کے سرمایے میں آج بھی ناپید نہ دیکھ لی شاہ کی جدت پسندی اور یہ وابستگی کہ کل زمانہ کو "بار بار" نظم کیا ہے تو نقش و نگار کے دیکھنے اور لکھنا بھی جائے، انسان عشق، دریا کے نقش اور بحر اہت جیسی و سنانی شہزاد کو غم کرنے کے بعد شاہی رہس کی صورت میں نمودار ہوئی۔ بعد از شادی شاد کی جدت پسندی نے اردو ہوں کے ذریعہ عامی شہرت حاصل کی، واجد علی شاہ کے "سب ڈیسے" میں اومان کے پیش کرانے کی جو کیفیت ہم عصر واقعہ گانوں کے ذہن سے ہمچو پہنچی ہے اس میں کوئی ایک بات ایسی نہیں ملتی جو ان رہسوں کو ذرا بگاڑے، میں تاں نہ جوتی ہو۔ یہ جگہ ہے کہ واجد علی شاہ اور ان کے متوسلین نے انہیں ڈرا نہیں کہا ہے لیکن وہ اسے ڈرا کہتے تھے کیوں جب کہ ان کی زبان اور پیش کرنے کا سلیقہ ان ڈراموں کے طریق کار سے مختلف تھا جو کاہنہ اور دوسرے مقامات پر تھیٹر کمپیاں دکھایا کرتی تھیں۔ واجد علی شاہ نے عذرا اپنی تخلیقات کو معدوم کر کے عمر بھائی سے الگ رکھا، اور ہر اس ڈرامائی طرز ادا کا نام زمیںس رکھا جس میں کچھ کر کے دکھائے جانے کی صفت پائی جاتی تھی۔ رہس کی پہلی اور



اسی سبب سے ناخص شکل گروپ ڈانس Group Dance کہے جوتنہ ایک  
 لہری کی تحصیل کے مطابق کسی کسی تلپنے والیاں جانی پہچانی شکلوں میں سے کوئی ایک  
 پانچ کے ذریعے پیش کرتی تھیں اور کچھ گاتی تھی۔ ہم اسے سہیلے Bollet  
 کہہ سکتے ہیں کیوں کہ سہیلے کی چند خصوصیات اس میں موجود ہیں۔ اس میں  
 میں کسی ایک شکل کو دوسری شکل سے کوئی ربط نہیں لیکن رہیں کی دوسری قسم جس  
 میں ربط اور مکالمہ سب ہی کچھ ہے کرشن اور رادھا کا ریس ہے جو جی میں اپنی جملہ  
 تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ہم اسے "ڈن ایکٹ پلے" One Act Play یا  
 اوپرا Opera کہہ سکتے ہیں کیوں کہ ڈن ایکٹ پلے کی جملہ خصوصیات اس میں  
 موجود ہیں اس میں کد کھانے سکے لیے اسٹیج اور تھیٹر کی بھی ضرورت تھی اور  
 درختاں نے جسے "کرہ سلیمانی" اور "مکانِ حشو" ماقالی کہا ہے قریب قریب  
 ویسا ہی اسٹیج اور تھیٹر تھا جس سے ہم آشنا ہیں۔ رہیں کی تیسری اور انتہائی  
 نرئی یافتہ قسم جس میں ربط، مکالمہ اور ڈرامائی طرزِ ادب کے ساتھ ڈرامائی مزید گیان  
 بھی تھیں، داستانِ مثنویوں کے رہیں ہیں۔ ہیں ان کو ڈراما کہنے میں کب قدر  
 ہوسکتا ہے جبکہ ان میں ڈرامے کی تمام خصوصیات موجود نہیں، اور اس کا کیا  
 ثبوت کہ اس میں شکر کے مکالمے نہ تھے، ہامیوں صدی کا مغربی اسٹیج بھی اتنا  
 نرئی یافتہ نہ تھا کہ طلسمانی کرشموں اور زندگی کے مختلف تجربوں کو رنگ و بو اور  
 سرورِ سانگ کی تمام کیفیتوں کے ساتھ بحسن و خوبی پیش کر سکے۔ واپس ملے شاہ  
 نے اپنے تمام وسائل اسی کام کے لیے وقف کر دیے تھے اور نہ صرف ان کے  
 سہیلے یا پری خانے اور اس میں نہیں بلکہ سولے کامکٹ اور وضع زینت  
 عریضہ اور سننے میں ہی رہیں قیمت نہ تھے، آنکھوں میں چکا چودہ سید اکبر  
 کے لیے بھی بیٹھیں قرار تھے۔ گوہرِ داس، بیٹیلے اوپرا، ڈن ایکٹ پلے، ڈراما  
 سسٹیم اور اسٹیج جیسی مستعار اصطلاحوں سے خواہ خواہ غلط فہمی اور حائل  
 کا جذبہ بیدار ہوتا ہے کیوں کہ نرئی حیثیت سے ان اصطلاحوں کے کچھ مخصوص معنی  
 ہیں لیکن جس طرح پتھر پہلے وچہ میں آتا ہے نام بید میں رکھا جاتا ہے، واپس ملے  
 شاہ رہیں کی مختلف صورتیں اس وقت وچہ میں آئیں جب ان کا مثل اور عادی

ہی موجود تھا۔ ان کے مناسب عمل کی مثال ملک جاری ہے اور مناسب مصداق احمد کا وضع  
کے لئے ہر شخص کو اپنی ادا آسان ہیں ہے۔ واحد علی شاہ نے صرف مصداق ہیں، ان  
لہ ہر کسی کی تہا یہ دونوں مقبول ہیں۔

وہ علی شاہ کو اپنے اندر ہوں کے لیے ہر اس دشواری کا سامنا کرتا تھا جو سرور  
نہلنے میں علم بنانے والوں کو پیش آتی ہے۔ نئے نئے رہنوں کے پیچھے نگر  
ناتے۔ نئے لباس۔ نئے ساندہ سلطان اور نئی آرائش کی صورت نئی علم بنانے والوں  
میں ایک پوری ٹیم Team ہے سب کام انجام دیتی ہے۔ کوئی چیز اس قابل  
Not Style کا پینٹسٹنگ Specialist ہوتا ہے، کوئی کوسٹیم  
ڈیزائننگ Costume Designing میں شہرت رکھتا ہے، کوئی میونگ  
ڈائریکٹر اور کوئی آرٹ ڈائریکٹر کہہ سکتے ہیں۔ واحد علی شاہ کے محدود معاون افراد کا ہمیں  
علم ہیں کیوں کہ تذکرہ نگاروں نے انوکھے لباس کی خوبی سے نئی ڈھول کی ترقی  
تک ہر وقت واحد علی شاہ سے مصوب کی ہے، لیکن اتنا سوچا کہ جاسکتا ہے کہ  
نہرہ معاون افراد میں چاہے کتنے ہی بدلتے رہیں مگر ان کے لیے تہا ذات واحد علی شاہ کی نئی  
نہ ہوں ان کا سر پرستی اور ہایت کاری کے لیے تہا ذات واحد علی شاہ کی نئی  
جس نے محض اپنے شوق میں اداکاری اور رہس کے ناپے گئے، لباس، زیورات  
مکالمے اور موسیقی سے نگار خانوں کی تعمیر اور تزئین تک ہر بات میں دخل دیا اور اپنی  
ذات اور وقت پسندی کا ہر شخص کو گرویدہ بنایا۔ ساتھ ہی اس کے اگر تہا اور  
امداد کر دیا جائے کہ جس طرح علم کیسی کے ڈائریکٹر ہر دو سو فیصد میر کسی دلیل  
کے تہا ہر دو علم میں کام کرنے والوں ان کی ماضیت تسلیم کر لی جاتی ہیں، اسی  
طرح واحد علی شاہ نے کئی نئی سے زیادہ بنائی جیلے میں پائی تہا جانے ہوگا۔  
کھیل تہا میں اپنی اوقات کھلا ایک ایسی علم شکایت ہے جو ان کی تعمیر و تہا  
کے دیگر کے ساتھ ضرور رہا جاتی ہے۔

مارگزیدہ از رہنما ترسد، واحد علی شاہ کا اپنے رہنوں کو ڈراما یا اس  
کے کسی شے کو کسی انگریز یا ہم سے یاد نہ کرنا اس سبب سے بھی ہے کہ ان کے  
تذریک ہندوستانی علم و ادب مغربی علم و ادب سے کسی طرح کم نہ تھا اور جبلی

کی حیاتیاتی ترقی اور پھر سے اس کی کوہر کیا جاسکتا تھا۔ انھوں نے اپنے مخصوص  
 سپاہیوں کو انگریزی طریقے پر قواعد کرانا لازمی قرار کیا کیونکہ چند مستند  
 فیصلہ کن جنگوں نے کوئی ثابت کر دیا تھا کہ تیر و تفنگ سے بیس سپاہی انگریز  
 گورنر و داد و بطم و ضبط کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، لیکن ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی  
 محسوس کیا کہ انگریزی قواعد کا انگریزی اصطلاحوں میں ہونا مفید کیسی نہ کی  
 بدلت پسندی پھر کام آئی اور اصطلاحیں فارسی میں وضع ہو گئیں۔ زولوجی Zoology  
 پرانی Botany وغیرہ میں حیوانات اور نباتات وغیرہ کے ناموں کا تیز مزہ  
 ہے لیکن انھوں میں اردو کا وہ اس ان اصطلاحوں سے خالی ہے۔ واجد علی شاہ نے اپنے  
 طور پر اس کی کوکھی پورہ کر کے کی کو شخص کی جیسا کہ سی میں کئی سونا سوں کی طویل  
 فرسٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ حدت طرازی بہت کم کر کے اس سے  
 قاصر ہے۔ بیل کشہ کی نوع کو ہم بیل کشہ کہہ لیں تو کر سکتے ہیں کیونکہ اس پر سے  
 کے کشہ پر تیرا نشان ہوتا ہے لیکن بیل کشہ کی سخی نہیں جھٹتی ہیں اور مہر جن  
 حیوانات پر قسم کو ایک سے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہونگاں، مہاری، مگرانی چالی  
 سوا سی چند دستاں ہے لیکن اگر ہندوستان میں ترقی کرنا ہو تو وہ ہندوستان  
 یا گور اور کلا ہندوستانی، یا ناٹا اور موٹا ہندوستانی کہے سے کام ہیں مثلاً  
 اس طرح کی تفریق سے صرف طبیاطی ظاہر ہوتی ہے۔ واجد علی شاہ کے اس طرح کے  
 وجہ سے نام جنھیں انھوں نے خطاب کیا ہے کسی ادارے کے کرنے کے لئے  
 اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ جہاں وہ اس طرح کی اصطلاحوں کی ضرورت کا احساس  
 رکھتے تھے کسی ایسے ادارے کے قائم کرنے کی ضرورت کا احساس بھی رکھتے۔  
 ہندوستانی رقص اور موسیقی میں واجد علی شاہ کا ہم عزت سے یاد جاتا ہے  
 اور پیچہ لیا جاتا رہے گا کیونکہ ملاطیان فنوں کی دیر باز ہستیوں کی سرپرستی  
 کے جس کے بغیر ایک رجال پذیردہ میں کلاسیکی موسیقی کے مہیا کار قرار رہنا  
 دشوار تھا۔ موسیقی کی تعلیم کے لیے ایک ادارے کا قیام اور قص کی ایک خاص  
 قسم کشاکش کی تنظیم اور تنظیمی واجد علی شاہ کا ناماں کارنامہ ہے۔ ادارے جس کی  
 سرپرستی میں قائم ہوتے ہیں اکثر اس کے ساتھ ختم کی ہو جاتے ہیں لیکن

لادلوں میں وہاں سے یادگار ہونے ہیں جو کسی ایسے وقت کا بیج ہو جائیں جو اسے  
 کے ختم ہونے کے بعد بھی سرسبز رہے۔ کھجور گھرا سے کا کشک ناچ، کھجور کی ٹھری  
 اور کھجور، جیسے ہی سدا سدا درخت میں اور ان کی سرسری اور شادابی کا دلی  
 ثبوت ہے کہ ان کی خوبصورتی کا یہ گھٹنے کے زخمی جا رہی ہے۔ ان کے ماتھے پر فکر  
 اپنے اپنے مویں میں کال رکھتے ہیں گے جب ہی تو شہرت رکھتے ہیں لیکن مٹی حیثیت  
 سے یہ زیادہ کمال رکھتے ہیں یا ان کے وہ رنگ جس سے انھوں نے کسب کمال کیا  
 اس کا حال تو کچھ دیر تک ٹال سکتے ہیں جو ابدی شاہ، کالکا اور بنسار دین کے نام پر کان  
 پکڑنے لگا ہے۔ سر جھکا دیتے ہیں کاشک ناچ میں ایمائیت احسن، رچاؤ، سجادہ اور  
 ایک لطیف صلی کشش پیدا ہونا اسی ماہد ملی شاہی دور میں ہوا۔ واجد ملی شاہ نے  
 اس ناچ کی کچھ گتیں شی میں حضور روح کی میں جو ان کے نام سے اس فیس کی کتابوں  
 میں نقل کی جاتی ہیں، لیکن تصویر کے لیے ممکن نہیں کہ غرہ گت ہو تو غرہ واد کی  
 تمام کیفیتیں اسی اس سے ہر ہر جن کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کے دل کو شہ  
 پرش ہونے میں کاشک ناچ سے ملا جمل بات کی مصوری کی ہے اور، عم، عقدہ شہ  
 لگاوت، کھجور اور حسرت دیاں جیسے لطیف جملات جو الفاظ کے قابو میں بھولی نہ  
 آسکیں، بیک گرد شش چشم دار اس خوبی سے ادا کرتا ہے کہ وہ لوگ بھی جو آواز  
 نہیں سہتے یا سمجھ سکتے ہیں، ناچنے والے کے مطلب کو باسانی پاتے ہیں جذبات  
 کی اداکاری کے لیے یہ ڈرامائی طرز ادا، بے زبانی کی زبان، واجد ملی شاہ سے خصوص  
 ہے جو گراں گو سخن تھے اور اپنی اس پسند امشی کمزوری کو چھپانے کی خاطر شہ  
 کے مہاجر جہد ایسی یادگار تہذیبوں کے موجب ہونے کہ جس کا ذکر سہتے ہوئے  
 ہیں جو بے سے کسی خیال نہیں آتا کہ جس شخص کی موسیقی سے دلچسپی کے اتے  
 چہے سے ہیں اتے ہیں وہ گراں گو سخن بھی ہو سکتا ہے۔ قطعی قطعی شہادت  
 کی عدم موجودگی میں یہ کہنا تو دشوار ہے کہ وہ کس حد تک سہنے سے مستور رہے  
 لیکن اس احوال کے اور دوسرے ثقہ افراد کے بیانات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ  
 وہ اپنا سہتے تھے اور اسی کمزوری کا ثبوت تھا کہ وہ مختلف اصناف موسیقی اور  
 اصناف شہزادوں میں ڈرامائی طرز ادا کے خود بھی دلدار ہونے اور دوسروں

کو بھی گرد و بناہا۔

اصنافِ شعر و ادب میں ڈرامائی طرزِ اداکا اظہارِ مکالماتی اسلوب اور ان موضوعات کے انتخاب میں نظر آتا ہے جو کر کے دیکھنے سے حلق رکھتے ہیں۔ واجد علی شاہ کی کثیر التعداد تصانیف میں ایک تصنیف ”مباحثہ بین النفس و العقل“ جو اگرچہ نفسِ مضمون کے اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور فارسی میں ہے، اسلوب کے لحاظ سے مصنف کے طبعی رجحان کی مائندگی کرتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ انسان کا طبعی رجحان جس کام میں مصدوم ہوتا ہے قابلِ ذکر اور سچی ماسی میں باہم پانے ہیں۔ تصنیفات و تالیفات واجد علی شاہ میں واجد علی شاہ جیسے جذت پسند کو اپنے اس طبعی رجحان کی مائندگی کالی خمی اور ضروری نہ تھا کہ وہ اپنے طرز و اسلوب میں کسی دوسرے کی پیروی کریں۔ لیکن یہ جذت پسندی اور ڈرامائی طرزِ ادب واجد علی شاہ کی ایسی امتیازی صفیں ہیں کہ ان مضمون میں کوئی ہم عصر ان کا حریف نہیں، وہاں یہی صفیں ان کی ایسی کمزوریاں بھی ہیں جن کے سبب انھیں ان نام شہوں میں صاحبِ فکر کہنا دشوار ہے جن میں انھوں نے دل دیا۔ صاحبِ طرز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جو طریق اختیار کیا جائے، اس کا راسی پر کاربند ہے۔ واجد علی شاہ کی یہ کیفیت ہے کہ وہ دوسروں کی کیا حد اپنی پیروی کو نہ میں جائے خصوصاً کہنے اور اسے چھاپے مانے کا کام سمجھتے ہیں کسی نا آسودہ روح کی طرح بھٹکتے رہنا ان کی عادت ہے اور اس عادت کے جو مظاہر ہمارے سامنے ہیں ان میں انگریز منظر کم اور نمایاں بھٹک نمایاں ہے۔ ان کی مضحکہ اور غلیظی مضحکہ ہے کہ ان کا حلق براہِ راست یا بالواسطہ ڈرامائی فنوں یعنی ہسٹریک آرٹس، Marionette Art سے ہے۔ غلطوں، خسر وں اور مشوہوں میں مکالماتی اسلوب اور شہری، رہیں اور کھٹک میں ڈرامائی طرزِ ادب ایسی صفیں ہیں جو ان سے پہلے اور ان کے زمانے میں دوسروں کے پاس بھی نظر آتی ہیں لیکن ان کے ساتھ ان کے بعد کوئی ایک فرد ایسا نہیں ملتا جو ان تمام اصناف میں یکساں دل رکھتا ہو یا اپنی کوششوں سے ایک جیسی رسالت کو پروان چڑھا سکتا ہو۔

واجد علی شاہ کی ادبی خدمات کی قدر و قیمت کا اعزاز اس قدر کے ادبی

سیاسی زندگی اور سماجی رجحانات کے تجزیے کے بغیر ممکن نہیں، اور یہ تجزیہ ہی وہ شعور کا نام ہے جس کو بطور آسان سمجھنے میں آسانی ملے گی۔ اسی لیے ہم نے اس کتاب میں ان کی تحریروں میں تحقیق سے زیادہ روایت پرستی اور بصیرت سے زیادہ جذبہ کی فکر فرمائی ہے۔ اختصار کے پیش نظر اور اختلافات کی انھوں میں پڑنے سے بغیر رابطہ کی شاہ کی ادبی زندگی کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس کا پہلا دور وہ دور ہے جس میں وہ بادشاہ حجاز یا بادشاہ حوٹے والے تھے۔ دوسرے دور میں بادشاہت حجاب و خیال ہو چکی تھی لیکن بادشاہت کا لقب اور اس کی یاد ماثی تھی۔ اپنی ادبی زندگی کے ان دور میں انھوں نے جو کچھ لکھا اسی طبیعت کے تقاضوں اور اپنے ہم چشموں میں سرخروئی حاصل کرنے کی غرض سے لکھا۔ دوسرے دور کی تصنیفات علم طلب کر کے اور پاک ایسی روایت کو برقرار رکھنے کی غرض سے لکھی گئیں جس میں سوجھ بوجھ تہذیب کے سبب رخنہ پڑنے لگے تھے ان دونوں ادوار کی تصنیفات کثیر ہیں اور نہ سب باقی ہیں اور نہ یکساں سودمند ہیں لیکن آناضوریہ سے کہ علی اور ادبی دلچسپیوں کے اتنے زیادہ گواہ بادشاہوں کو تو نصیب ہوئے ہی نہیں، دیگر اہل قلم افراد کے لیے بھی آناضوریہ حیات قابل فخر خیال کیا جاسکتا ہے۔

قابل ذکر تصنیفات میں ہمیں ان تصنیفات کو اس دور کے ادبی سیاسی اور سماجی پس منظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ انیسویں صدی عیسوی کی عیسوی اور چوتھی صدی ہجری میں لکھنا پڑنے کا یہ دور ہے جس میں آواز پر ایک نئے کو تیار تھا جس میں اس کی رنجشوں اور دلچسپیوں میں حد نہ تھی۔ انیویں صدی کے وسط تک یہ تہذیب کی تعلیم تیری اور استقلال کے ساتھ جاری تھی۔ لوگوں کو اہلیاں تھا کہ اگرچہ جس کی شہ پر شاہی کا اظہار اس وقت کے حامی ہیں۔ وہ نظم مملکت درست کروا کر اور زیادہ سے زیادہ روپیہ حاصل کرنے کے بہانے چاہتے تھے۔ دیکھتے، اپنے ملک کے پائندہ رہیں گے اور سلطنت برقرار رہے گی۔ عاری الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر کی درباری سے خوش حالی اور عاری الدین کی کمی نہ تھی۔ عقل، عمل، شاعرانہ ہر جگہ اسی بے فکری اور تری پسند کا مظاہرہ تھا اور کیا محفل اور کیا مجلس لوگ اگر کسی شے کے طلب کار نہ تھے تو

اچھوتے اسلوب، نئے انداز اور نئی رہسپیوں کے۔ واجد علی شاہ نے اسی ماحول میں  
 پوٹس سنبھالا جس میں ناسخ اور آتش نے غل گھرائی اور ظلمت اور ضمیر نے مڑھ گھرائی  
 میں بالذوق سے فرائج تھیں حاصل کیا۔ واجد علی شاہ کے کلام پر ان برسوں کے  
 حسن بیان کی چھاپ تو ہے ہی، ان کی جذبات پسندی میں اسی دور کی رنگ آمیزی  
 بھی ہے۔ آتش کے ماسے والے کلام میں روضہ و اور مہارہ کی پامندی لاری  
 سمجھتے تھے۔ ناسخ کے پیرو مارک خیالی اور معنی آمیزی کے قائل تھے۔ اشعار میں  
 عموماً محروموں کے ملامت کا ذکر ہوتا تھا کیس ان کی ہول پھال علم کرنے کا دستور  
 دہکتی کے علاج و دیگر مصافحہ میں نہ ہونے کے برابر تھا۔ مرثیہ گوئی میں مختصر کلام  
 اور واقعہ نگاری ایک محدود دائرے کے اندر ہوتی تھی اور اس میں وہ کشش پیدا  
 نہیں ہوتی تھی کہ شاعر مشقوں میں اس کا اتباع کرتے۔ واجد علی شاہ نے اپنی پہلی  
 تصنیف اساتذہ عشق میں ہی ان مضمر اجزا کو چھپتے میں کامیابی حاصل کی، اور باوجود  
 اسی دور کی بلکہ گار اور مقبول تو ان تصنیف مشوری گذار سہم ہے، مگر رستم کے  
 مقابلے میں واجد علی شاہ کے ہم عصر مشوری نگاروں سے جس طرز کا ابتداء کیا۔ یہی  
 انساہ عشق یا اس کی ترسی یافتہ شکلیں دیا ہے عشق، بحر الفت اور واجد علی شاہ  
 کی خود نوشت سوانح حیات عشق نامہ میں اس میں واجد علی شاہ کا اس بھڑنا ہی  
 چلا گیا ہے۔ روضہ کی زبان میں سکالر نظم کہنا اور واقعہ نگاری، منظر نگاری اور  
 کردار نگاری میں صفائی اور صداقت کے ساتھ ڈھما مائی انداز پیدا کر بابت خود  
 ایک جدت تھی اور کشش رکھتی تھی۔ واجد علی شاہ نے اس کرمانے اور سوارنے  
 کی کوششیں نہیں کی، لیکن سلاہ نگاری اور مافی ناموں میں طبیعت کی جوانیاں  
 دکھانے کا اچھا موقع تھا۔ واجد علی شاہ نے کسی ایسے موقع کو صانع نہیں کیا۔  
 ان کی مذکورہ بالا مشقوں میں شاعری اور صاعی کی دھوپ بھاؤں ہم عصر شعراء  
 کے لچہ کی چیز تھی۔ حقوق اور ظلم نے بالخصوص اپنے اسے طور پر اس کے  
 مختلف اجزا کو وسعت دی اور اس طرح دبستان لکھنؤ کی مشقوں میں چاند  
 قیمتی مشقوں کا اضافہ ہوا۔

عشق نامہ، واجد علی شاہ کی خود نوشت منظوم سوانح حیات، ۷۷ جلد ۱۹۸۵ء

میں تصنیف جو فی مشنری جسے ہزاروں طبع سلطانی (کھنجر) نے شایع بھی کیا، کئی حیثیتوں سے اہم ہے۔ تاریخی حیثیت سے بادشاہ کی نئی زندگی کے لئے صبح اور مفضل حالات اور کہیں کہیں غلط ادبی حیثیت سے نہ اتنی عمدہ مشنری مشنریات و اجداد علی شاہ میں کوئی اور ہے اور نہ ہی شاعری کے لحاظ سے۔ ایسی مشنریاں اردو زبان میں کبھی نہیں آئیں گی۔ صدی کے سیاسی متدویر میں عرب پہلی حیثیت کو تسلیم کیا گیا اور اجداد علی شاہ کی پیش کو شبیوں کا شوق بہم پہنچانے میں اس کے اقتباسات انگریزی میں ترجمہ ہو کر بلوک کے ساتھ برٹش پارلیمنٹ میں پیش ہوئے اور اجازت میں ان کی شہرت ہوئی۔ دہلی شاہ کو معزول ہونا تھا، معزول کر دیے گئے، لیکن معزول کے بعد جب بھی اس کی شہرت پیش آئی کہ معزول کے لیے حوزہ پیش کیا جاسے بھی مشنری کام آئی۔ غنائین کی پردہ دری کا اقتباس خاکہ جو بلوک بادشاہ کے موافق ہو لہذا وہ دیکر ہر نتیجہ کے طور پر مشنری کہہ پایا ہونے ہونے ہی ناپ چلی کہ تلاش کرنے پر آج اس کے حروف و مطبوعہ سے ملتے ہیں جس کے شروع ہدایاں اور آخر کے بہت سے ورق مفقود ہیں۔ خصوصاً اس پر امداد خیال کیا گیا کہ جب کہ لوگ جو اس مشنری سے سہارا بن کر رہے ہیں اس کے مجموعہ نامہ سے وقفہ نہیں اور اس کو اجداد علی شاہ کی تصنیف تسلیم کرنے میں بھی شبہ کیا جا رہا ہے۔ جو نامی حقیقت تھیں افسانہ بن گئیں اور جو افسانہ میں حقیقت کی تلاش ہو رہی ہے۔

نہی عشق، اس کے پیش نظر اجداد علی شاہ کی حیات اور شاعرانہ حیثیت کے بارے میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے، بہت کم طرزی کا مشق ہے۔ سیاسی احوال و مقاصد پر ملکی حکومت کے ساتھ مقیم ہوئے لیکن مشنری باقی ہے اور ایک بادشاہ اور شاعر کی آپ بیتی ہونے کی حیثیت سے نوع کی طالب ہے۔ عابد را عشق کی مشنریاں اگرچہ کئی تاریخی اہمیت ہیں کہ ان میں اجداد علی شاہ کے اطلاق آموز ہونے میں بھی شک کیا جاتا ہے۔ یہ زبان اور خیال کی حیرت انگیز تابی مطالعہ بھی جاتی ہیں اور لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک انگریزی شاعر نے اتنی صاف زبان کیسے اختیار کی۔ مشنری عشق، اس کو اگر وہ لوگ دیکھیں تو اور زیادہ تعجب کریں گے کہ سچے واقعات و احوالات صحت کے ساتھ کس خوبی، سچائی اور صفائی سے بیان کیے جاسکتے ہیں اور مشنری سرد



یہ مثنوی خواب و خیال کے وہ مضامین بھی جو فطرت میں اگر داجہلی شاہ جیسے شاعری  
 رماں سے ادا ہوں تو ان کی عریانیّت شریعت میں کیسے تبدیل ہو جاتی ہے مثنوی  
 عشق نامہ کے مصنف نے اپنے جنسی شعور کی بیداری اور جنسیاتی سرگرمیوں کو  
 ہی اپنی آپ بیتی کا موضوع قرار دیا ہے اور اس مثنوی میں دلچسپ چیز یہ ہے کہ اصل  
 موضوع کو سٹائشنگ سے برقرار رکھتے ہوئے آپ بیتی کے بیان میں شاعر نے کتنی  
 کامیابی حاصل کی۔ واقعہ نگاری اور مکالمہ ویسی اس مثنوی کی رصہ ہے اور صرف  
 ان چند خوبوں کے لیے اس مثنوی کو اردو کی بیشتر مثنویوں پر ترجیح دی جاسکتی

ہے۔

شعریات داجہلی شاہ کے تقریباً ایک لاکھ اشعار میں چھوٹی چھوٹی مثنویوں سے  
 قطع نظر جن میں کوئی خطایہ واقعہ نظر نہ آیا ہے داجہلی شاہ کی ہر بڑی مثنوی کسی نہ کسی  
 خصوصیت کی مالک ہے۔ ابتدائی مثنویوں انسانہ عشق، دربارے عشق اور  
 بحر افست سے لکھنؤ میں عورتوں کے عاویسے نظم کہنے اور منظوم نکلے نکلے کا چرچا  
 عام ہوا۔ ان مثنویوں سے پہلے سوائے گلزار نسیم یا سحر البیان کے اور کوئی قابل  
 ذکر مثنوی دوستان لکھنؤ میں تصنیف نہیں ہوئی تھی عشق نامہ اور حزن اتھری آپ  
 بیتیاں ہیں۔ ایک سے ان کی طرف نکل اور دوسری سے الم باک زندگی کا علم چرنا  
 ہے، اور ان دونوں مثنویوں میں جس صاف گوئی اور سچائی سے انھوں نے اپنے علمی  
 حالات اور حیرانات خود بیان کیے ہیں اس کا عشر عشر بھی اردو کی دوسری منظوم آپ بیتی  
 میں نہیں ملتا۔ مثنوی چمن اور مثنوی درخشاں میں موسیقی اور عروض کے فنی نکات منظوم  
 بیان ہوئے ہیں، اور ان دونوں مثنویوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ  
 نہ صرف نظم کرنے کا شوق رکھتے تھے بلکہ علم و فن کی باتیں بھی بڑی خوبی و دروہائی  
 سے نظم کر سکتے تھے۔ بیت جیدی اور ثبات القلوب فارسی کتابوں کے منظوم ترجمے  
 ہیں۔ بیت جیدی میں فارسی نظم کے کئی کئی اشعار کا خلاصہ ہے، ثبات القلوب  
 میں فارسی نثر کا منظوم ترجمہ، اور یہ ترجمہ اس خوبی سے نظم کیا گیا ہے کہ اردو کے  
 مذہبی لوہ میں نہ اتنے صاف اور صحیح ترجمے ملتے ہیں اور یہ ہی فصاحت کے اعتبار  
 سے ثبات القلوب کا مثل اردو زبان میں نظر آتا ہے۔ ثبات القلوب کی دو جلدیں ہیں

جن میں دوسری جلد ناقص دستیاب ہوئی ہے۔ ہندوؤں کے جلدوں میں انڈیا میں ہزار  
 ایک سو پچاس دھندہ سوا اشعار میں اور ان میں انڈیا میں ہندوؤں کے واقعات نظم کیے  
 گئے ہیں۔ یہ مثنوی شاعر کے مدہی جوش اور قلمور لکھائی کی یادگار ہے۔ اردو کی وہ  
 مثنویاں جنہیں طرہی ترین شمار کیا جاتا ہے ثبات القلوب کے نصف کے برابر بھی نہیں  
 ہیں حالانکہ نظم کرنے کی مدت تقریباً وہی ہے جو ثبات القلوب کی۔ ثبات القلوب کے  
 نظم کرنے والے کو ایک دشواری اور درد پیش تھی، قرآن اور احادیث کا مجموعہ ترجمہ  
 کرنے کی ناتج سے حدیث متفقہ میں اس کی کوشش کی تھی لیکن جلد ہی دل اجاڑ  
 ہو گیا۔ واجد علی شاہ مستقل راجی سے ترجمہ کرتے رہے اور مثنوی فتم نہ ہوئی وہ  
 خود فتم ہو گئے۔ ثبات القلوب کی وسعت میں الفاظ اور ترکیب کا کتنا اثر اور جمع ہونا  
 ہے اس کا مجموعہ اندر اسی وقت لکھا جاسکے گا جب اس ضخیم مثنوی کو عرض ترجمہ  
 اور مباحثات کے اصولوں پر چھی طرح چایا جاسے۔ واجد علی شاہ کی زبان سہل ہوتے  
 ہوئے بھی خدا کی بے راہروی کے سبب قحط ہیں۔ وہ عروص کی خاطر  
 منہ روکات کہ لاکھ نظم کرنے اور غرض قدرت طرازی کی غرض سے العادہ اور اصطلاح  
 کی صورت صبح کرنے سے دست بردار نہیں کرتے ہیں۔ تجرباتی عمل میں تعمیر کے لیے غریب  
 لاری ہوئی ہے یکساں قیود جو مشکل۔ ہر بانگ ہوا اور قبول۔ ہر تو اس کی زمردی  
 بھی قیود کرے دے پر عاید ہوئی ہے۔ واجد علی شاہ کے لغت ملاذ اشکات اور صبح  
 کی ہوئی اصطلاحوں میں ایسے سوا جو قبول عام کی سند پاسے سے غروم رہا ہی  
 ذیل میں آئے ہیں۔

واجد علی شاہ کی غریبیاں ان کی مثنویوں سے کم رجبہ اور سدا میں سے بھی گئے  
 گزرتے ہیں۔ "لمسہ شمس" بسیار بلند و پستش بغایت پست۔ تیر کی عدل گوئی کے  
 بارے میں کہا گیا ہے یہی بات واجد علی شاہ کی مثنویوں کے بارے میں کہی جاسکتی  
 ہے۔ مثنویوں میں قافیہ بھائی کی گہی لکھ نہیں جوتی لیکن عربوں اور باغیوں  
 ملاحوں میں سدا کی نفوذ بھی بہایت مکروہ نظر آتی ہے۔ عربوں میں تو واجد  
 علی شاہ نے پھر بھی اعتقاد ماری ہے۔ عزتے و درغزلے، سنگلاخ زمیں،  
 لہانوس قلیے ان کے کلام میں بہت ہی کم ہیں لیکن انفرادیت پسند اگرے کی جس

میں واجد علی شاہ نے اس کا مطلق خیال یہ کیا کہ سوئے دورِ اسلام کے میں کئی مقدس اور معدومہ  
 رشیوں میں غلط اور صیغہ روایتیں نظم کرنے کا عفت اگر قبول کر لیا جاوے جب بھی سلام  
 میں بے شکے قلمیے نذوق لطیف پر بلند ہوتے ہیں۔ واجد علی شاہ کے کلام کا وہی حضرت  
 قابل ذکر اور قابلِ قدر ہے جو ان غزلوں سے پاک ہے۔ تذکرہ نگاروں نے بد اسٹنٹی  
 واجد علی شاہ کے چھ دیوانوں کا ذکر کیا ہے لیکن یہ ذکر بہت سی غلطیاں پر مبنی ہے  
 واجد علی شاہ کے سات دیوان ہیں: گلہ سوز عاشقان، سخن شریف، دیوان مبارک  
 شہیر، بعض، مضمون، نظم ہمساز ایمان، ایک مجموعہ ملک اختر جیسے اب تک  
 دیوان کہا جاتا رہا دیوان نہیں مجموعہ کلام ہے۔ مجموعہ کلام میں اور بھی چند مجموعے  
 دفتر ہمایوں، ناجو، دولہن، سی اور دفتر پریشان شمار کیے جا سکتے ہیں۔ مجموعہ کلام میں  
 سے تین مجموعوں ناجو، دولہن اور نبی میں شعر ہاں، داروے، دھرم یاد و گیت، منع  
 کیے گئے ہیں اور باقی تین میں متفرق کلام ہے۔ نوشتہ آخرت ان کے اہم تر شعروں  
 کا مجموعہ ہے۔ چند مرثیے الگ بھی ہیں۔ واجد علی شاہ کے منظوم کلام کا یہ جوت انگریز  
 ذخیرہ ان کی پرگوتی کا کافی ثبوت ہے، لیکن اس ذخیرے میں جن چروں کے  
 لیے ان کا نام برابر لیا جائے گا وہ شہیر، بعض، ایمان اور گیتوں کے مجموعے ہیں۔ شہیر  
 بعض کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اردو شاعری کی تاریخ میں ایسا دیوان نہ  
 نہیں ہوا۔ واجد علی شاہ نے اس دیوان کی غزلیں میں اپنی بیگناہ کو مخاطب کیا  
 ہے اور کثرتِ اصحی کے نام کو ردیف قرار دیا ہے۔ شہیر بعض کی، عربی صورت  
 اور صورت نگاری کے میں ہی تو نہیں لیکن عمومی حیثیت سے ان کا عمدہ قول ہے بہت  
 کھانا اور واجد علی شاہ سے نسبت پانا اہمیت رکھتا ہے۔ اہم سرآمدی کے دیوان  
 صحتی کے بعد سے اردو شاعری میں علاوہ ایمان کے، دو کوئی دیوان نور اسلام  
 شاید مرتب نہیں ہوا۔ شہیر بعض اور ایمان، دونوں دیوان واجد علی شاہ  
 کی جنت طرازی کی یادگار ہیں۔ ناجو، دولہن اور سی جیسے گیتوں کے مجموعے بھی  
 محسبِ قدر و کی بیاضوں میں درج ہوتے رہے۔ ابراہیم عادل شاہ کی نورس  
 ان بیاضوں میں خاص شہرت رکھتی ہے لیکن واجد علی شاہ ہی کی ذات حق میں نے  
 یہ مجموعے مطبوعہ صورت میں پیش کر کے موسیقی اور ادب کے شائقین کی اسرار

کہ حاجی علی شاہ کے یہ مجموعے ان کے موسیقی کے اسکول کی درسی کتابیں ہیں۔ مدھر  
سجیت کے بے مدھر گیت کے منطقی اور ان اس زمانے میں کسی ال کتابوں سے  
استعارہ کرتے رہے اور آج بھی وہ کتابیں موجود ہیں اور یکساں عمدہ سند  
ہیں۔

حاجی علی شاہ کی طبیعت شہر و شاعری کی طرف زیادہ مائل تھی۔ شہر و انھوں نے  
خاطر خواہ توجہ نہیں دی اور جو دی مدھر موسیقی اور اکثر فارسی میں۔ ریاض الغریب  
میں مہات مغرب کا ترجمہ اردو نثر میں کر رہے تھے لیکن عادت نے پھر نظم کی  
طرف ڈال دیا۔ نئی میں نظموں کا عقدہ اردو میں ہے لیکن یہ اردو میں اسی بے ہے  
کر کر کے دکھانے سے خلق رکھتا ہے اور ان نظموں کے عام دیکھے والے فارسی  
بکھنے سے اتنا ہی مدور رہے جتنا حاجی علی شاہ کے نظموں کے مکتوب لیا بیگناہ  
مجموعہ واحد، صوت المہاک، جواب موبک مباحث میں بنفس والعقل اور صحیفہ  
سلطانہ واحد علی شاہ کی پانچ تالی ذکر تصنیفیں پانچوں فارسی میں ہیں کیوں کہ اس  
وقت تک علی شاہ کی حیثیت سے فارسی کی جگہ اردو کے مساوی تھی۔ مجموعہ واحد  
میں حاجی علی شاہ کی غالب علمی کے زمانے کے مسودے ہیں اور اس کتاب سے جو فقروں  
کی حیثیت رکھتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ امیر اردوں کی تعلیم کے مصاب میں کس طرح کی  
بائیں داخل تھیں۔ محاورات، نظائر اور کپیوں وغیرہ پر مشتمل عقدہ ادبی اہمیت رکھتا  
ہے اور اس کتاب سے عام مفاد مقصود نہ ہونا تو ضروری۔ تا کہ طبع سلطانی  
اس کا اردو ترجمہ شاہ کتا صوت المہاک بھی ایک طوطے سے موسیقی کی تعلیم کے  
مسودوں کا مجموعہ ہے اس کا طبع زائد آخری عقدہ جس میں رہسوں کا بیان ہے  
کئی سال بعد اردو میں ترجمہ ہو کے نئی میں درج ہوا جواب موبک کا صرف اردو  
ترجمہ ہی دستیاب ہوا اور غالباً صرف وہی شاہ کتا بھی ہوا۔ انگریزوں کے عائد  
امارات کی صفائی میں خود ملزم کا جاں اہمیت رکھتا ہے اور حق یہ ہے کہ حفا  
مذللہ نصر اور جامع جواب خود واحد علی شاہ نے دیا ہے ان کے دیکھوں اور  
مذللہ نے بھی نہیں دیا ہے۔ دین داری کے کاموں میں جس کا واحد علی شاہ  
کو پیشہ خیال رہا علمی یاد گاریں مباحث میں بنفس والعقل اور صحیفہ سلطانہ ہیں جنہیں

آہری عربی کلمہ کے اور شائع کد کے انھوں نے ایسا مواد فراہم کیا جس کی مدد سے خطوں میں ساگسٹاوند قدس تھی لیکن جس کی فائدہ کوئی اہمیت نہیں۔

واجد علی شاہ اور ان کی بیگمات کے خطوں کے مجموعے واجد علی شاہ کی اردو شریکوں کی واجد یادگار میں اور ان کا مرتب ہونا بھی کچھ کم جماعت اور ہندو طراری کا کام تھا۔ اچھی نوعیت کی باتوں کا اسٹینڈرڈ کون پسند کرتا ہے اور ہندو کہ بھی اسے تو اس طرح کے مجموعے ان مجموعوں سے پہلے اردو زبان میں کتب مرتب ہوسے ۶ خطوں کے سلسلہ میں واجد علی شاہ کی وہ پیشیں سفر ہوئی ہیں ایک مکتوب نگار کی دوسرے مرتب کی۔ مکتوب نگار کی حیثیت سے اس ہندو کے کلمے داروں میں شاید ہی کوئی ایسا عالم ہو جس نے دھانی تین سال کے اندر دو دھانی برابر خط اردو زبان میں لکھے ہوں۔ بارہویسی کا یہ فرق مارے ہندو کا شوق تھا۔ خود بدلت شیارہ میں مقیم تھے۔ پھر فرشتہ ولیم میں نظر بند کر دیے گئے۔ عالم فرشتہ ہندو عالم دھانی میں سرافقت جمانی اور "معاذ رحمانی" کے مباحث اس سے بہتر صورت رکھ کر دیکھے جا سکیں اور اس انداز میں لکھے جائیں کہ عالم خیال میں ہی سہی فی فہم سلسلے پیشا ہو۔ اولیٰ شاہ کے ان خطوں کی استیاری خصوصیت ان کی سادگی، صاف گوئی، دھانی اور کلامی ادارہ خوب ہے جس پر اکثر صاحبان فہم نے کم توجہ دی ہے تاریخ غزوات تاریخ ہند اور تاریخ مذہب یہ تین مجموعے واجد علی شاہ کے خطوں کے جملے ہیں جو تین بیگمات کے نام خطوں کے تحریر ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر بیگمات زیادہ تھیں تو دھانی اسی نسبت سے بکثرت لکھے گئے ہوں گے۔ اور جب خدا لکھے جا رہے تھے تو شروع میں بادشاہ کو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ مجموعے مرتب کر کے اپنے عشق کا چرچا کریں گے۔ جب مجموعے مرتب کرنے کا خیال آیا تو ان کے بہت سے خطوں کی تہائی اور کھنڈ کی تباہی کے ساتھ تلف ہو چکے تھے۔ جن خطوں نے مجموعوں میں جگہ پائی وہ مجموعوں کے ساتھ تلف ہوئے کیوں کہ تاریخ ماحولہ تاریخ شغلہ اور تاریخ صبر جیسے نام تو نبی کی مرست میں بھی مل جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۰۰ تک یہ مجموعے شاہی کتب خانے میں موجود تھے لیکن اب کہیں نظر نہیں آتے۔ خود شولیم سے واجد علی شاہ کے خط پانے کے بعد بیگمات بھی ان سے

شیاہج میں آج بھی اس خط کے بعد کہ ہے کہ خط غریب کوئی خط نہیں مٹا۔ واپد علی  
شاہ حسود علوت ایک خط جو ہے جو کہ اور اردو میں عاشقانہ خطوں فریسی  
کی داغ جیل ڈالنے کے بعد آگے بڑھ چکے تھے اور ایسی کوئی گن نہ تھی کہ اس کے  
بعد کسی خط کی جگہ نہ ہے تو کم از کم بیگات کے مجموعے ہی مرتب ہو جاتے۔  
ترقیہ کی حیثیت سے واپد علی شاہ کے رشتہ کے جو ہے جو ہوں ناسخ اور تاسخ  
خطوں کے ساتھ ساتھ رشتہ کی ایک غریبی تو ہے کہ ان لغویوں سے ان نامہ نویسوں کے  
ناموں جو ہوتے ہیں وہ اپنے اپنے طور پر اردو کے عکساتی طرز اور اسلوب میں بہت  
طراز کی مکرر کرتے تھے۔ بیگات کے خطوں کو نام بغیر بنے بیگاتی زبان کا ہونا  
قریب سے بیکر نہ، خطوں میں جواب تک و دستیاب ہوئے ہیں ایک خط کی یا  
نقص مٹانے سے بیگات کے ساتھ کسی بیگم سے طسوب کیا جاسکے۔ بیگات کا غریبی حیثیت  
سے نامہ جو خود ان کے خطوں اور اس دور کی دوسری شہادتوں سے ثابت ہے  
اور وہ بیگات کے رشتہ کے جو ہے جو اگر موجود نہ ہوتے تو ایک خط کی یا  
کی تریہ کا کوئی خط نہ موجود نہ تھا کیوں کہ جو خط اب تک ثابت ہوئے ہیں  
ان میں یہ حقیقت سیکر دی گئی ہے۔ خطوں کے مجموعوں کی اس شادی سے  
قطع نظر وہ بیگات اور ان کی بیگات کے خط لکھنے کی زبان اور تہذیب، معاشرت  
اور سیاست، وہ بیگات کے اہم دستاویز ہیں اور یہ انہیں خطوں کا بیگات ہے  
کہ بادشاہ سلطنت، بھارت بادشاہ سلطنت کے ایک ایسے معمولی انسان کے وہ بیگات ملنے  
آئے ہیں جو اپنی مٹاؤں کو خط سلطنت سے یا کرنا اور اپنے متعلقین کو قیامت اور  
صبر کی تحقیق کا اپنا درجہ سمجھنا تھا۔

واپد علی شاہ کے خط اور واپد علی شاہ کی کتابیں ان کے قلم کے خطوں  
میں دھونے والی خطا نہیں کے لئے کی بہترین صورت میں شریک ہوئے ہیں اور  
بہترین کو باسانی دستیاب ہو جاتی ہیں اور انہیں منبر کیجئے۔ خود واپد علی شاہ  
نے اپنے طور پر ان کتابوں کو عام کرنے میں کوئی کتابی نہیں کی بہت سی کتابیں تھیں  
جو انہیں اور واپد علی شاہ کے ہر سکیم وہ بھی اس قابل نہ تھیں کہ تلف ہو جاتیں اور تلف  
کی جاتیں۔ لیکن نصرت کی ستم طریقی سے واپد علی شاہ حاکم اسے صالح ماحول اور

حالات سے محروم رہے جو ان کی خاطر ملا متین کے لیے سازگار ہوتا وہاں استاد  
 نہ رہا نہ سلفہ نقشب بھی نہادویہ اور مذہم کو رہے جو ایک سلفہ ہوسے قاضی کا پتہ  
 دیتے تھے۔ میر قافلہ کی ناموری اور ناموری کا ذکر کرنے والے راہزنوں کی تیری  
 اور غیاری بھی موضعِ بوٹ میں لے آئے تو جس سکر کو رائج الوقت سمجھا جاتا ہے  
 وہ ایک رفقاء ہوتا۔ انگلستان سے جسی اور جیش سے سفید نام نہیں آتے۔ اسی  
 طرح ہم جب تک واجد علی شاہ سے اس کا مطالبہ کرنے والے نہ گئے کہ وہ شیو سلطان  
 جیسے سپاہی، اکر اعظم جیسے بادشاہ، شاہجہاں جیسے مانش، میلنیش جیسے  
 شاعر اور مرزا عاتب جیسے مکتوب نگار کیوں نہ ہوئے بھی بڑی مایوسیوں کا  
 سامنا کرنا پڑے گا اور واجد علی شاہ کی ذات میں خوبی کا شائبہ بھی نظر نہ آئے گا لیکن  
 جب ہم اپنے سوچے سمجھے مطالبات سے ہٹ کر تاریخ، تمدن، ادب، شاعری، سرکی  
 رقص، ڈراما اور مذہب کا طالب علم بن کر واجد علی شاہ کی شخصیت اور خدمات  
 کا مطالعہ کریں گے ہیں اس ایک ذات میں اپنی دلچسپی کے بہت سے سالن نظر  
 آئیں گے اور ہم بجائے برا بھلا کہنے کا اس کے منہ ارادوں اور غیر معمولی صلاحیتوں  
 کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے۔ مانیے تو انسان کی زندگی کی یہی سہت بڑی  
 سراج اور کلمات انی میں سے ایک ہی کرامت ہے جو چند مخصوص بندوں کو ہی عانت ہوتا



## مصادر و ماخذ

مخطوطات اور تصنیفات واجد علی شاہ کے نام کے ساتھ ترکیبی میں ان کتب خانوں کا مختصر نام درج ہے جہاں وہ کتابیں دستیاب ہوئیں۔ مختصر ناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے :

|            |   |
|------------|---|
| آزاد       | مولانا آزاد لائبریری، اعلیٰ گڑھ           |
| آصفیہ      | آئندہ سرحدیش اسٹیٹ لائبریری، حیدرآباد     |
| آٹھاریہ    | آٹھاریہ لائبریری، راجندر اسرانی، کلکتہ۔ ۱ |
| اودھ       | اودھ لوسات اردو، حیدرآباد                 |
| اداسہارہ   | اداسہارہ سنیٹین آباد، بارک کلکتہ۔ ۲۳      |
| ایمر       | ایمر الدولہ، بلک لائبریری، گھنٹو          |
| انجمن      | انجمن ترقی اردو، دہلی، اعلیٰ گڑھ          |
| اودھ       | کتب خانہ اوس کت، اودھ، کلکتہ۔ ۱۶          |
| لیگور      | لیگور لائبریری، بادشاہ باغ، گھنٹو         |
| عبدالحل    | عبدالحسین اور پٹنل، بلک لائبریری، پٹنہ    |
| رضا        | رضا لائبریری، لاہور                       |
| سالار جنگ  | سالار جنگ، یوزیم حیدرآباد                 |
| سوسائٹی    | ایشیاک سوسائٹی، کلکتہ۔ ۱۷                 |
| صفی        | صفی درالطالع، نانائی محل، گھنٹو           |
| محمدآباد   | کتب خانہ ریاست محمود آباد، تھیراٹ، گھنٹو  |
| میرزا آباد | سینس لائبریری، قلعہ نظامت، مرشد آباد      |
| قیمہ خانہ  | قیمہ خانہ اسلام، کلکتہ۔ ۱                 |



## الف، مخطوطات، اردو/عربی/فارسی/انگریزی

- آفتاب کوثر، مرزا محمد تقی، ۱۵۰۳ھ (۱۱۰۰ء) (پتنگر)  
 اجار ڈیرہ کی بادشاہ احمد، ۱۲۵۳ھ (پتنگر)  
 اسرار واجدی، منشی ظہیر الدین بگلرانی، ۱۰۰۰ھ (پتنگر)  
 اصول السلطنت الکسفی، غلام رضا، (رضا)  
 اسانہ عشق، محمد واجد علی شاہ اختر (مالکد جنگ)  
 اصنامہ کھنڈ، سید بھل الدین میدد عرف، بکا خوشنک، ۱۰۰۰ھ (مالکد جنگ)  
 اوصاف الحشیں فی تاریخ السلاطین، عباس سنڈا، ۱۰۰۰ھ (سرمائی)  
 اہل الاصل، سید محمد ابراہیم ابن مختار العلما، (مالکد جنگ)  
 انیس کی زبان، وقار حسن (مقلد برائے بی، بیچ، ڈی، ۱۰۰۰ھ (آدارا)  
 جنی، محمد واجد علی شاہ اختر، ۱۰۰۰ھ (مالکد جنگ)  
 بہار محمد جنگ چہ بہار، (انجلیہ)  
 بہار عشق، حکیم قندل حسین طالع عرف ظہیر راشق، ۱۰۰۰ھ (خدا بخش)  
 بیاض سوری مستبد لودھ حسین شاعر کھنڈی (رضا)  
 بیاض مہتاب الدولہ درخشاں (اصفی)  
 بیاض وزیر السلطان نواب محمد امیر علی خان بہاؤ الدین (ڈاکٹر زید مدنی)  
 تاریخ اقتدار، اقتدار الدولہ مختتم الملک مہدی علی حامد بہار، ۱۰۰۰ھ (مدجلہ، زعفریہ)  
 تاریخ بد، محمد واجد علی شاہ اختر، ۱۰۰۰ھ (دارا)  
 تاریخ بارسوس، محمد فیض علی رضوی (رضا)  
 تاریخ حبشہ، محمد واجد علی شاہ اختر، ۱۰۰۰ھ (ادب)  
 تاریخ فراق، محمد واجد علی شاہ اختر، ۱۰۰۰ھ (خدا بخش)  
 جہان کھنڈ، منشی ظہیر الدین بگلرانی (رضا)  
 تاریخ نور، محمد واجد علی شاہ اختر، ۱۰۰۰ھ (خدا بخش)  
 تحفہ سلطانی، محمد امتیاز علی خاں (رضا)

- تواریخ پنج، منشی امیر الله تسلیم، ۱۳۰۲ھ (رضا)
- تواریخ کامل، منشی امیر الله تسلیم، ۱۳۰۸ھ (رضا)
- ثبات القلوب، جلد اول، سنه ۱۱، محمد واجد علی شاه اختر، ۱۳۰۳ھ (آوردہ)
- ایضا، سنه ۱۲ (آوردہ)
- ایضا، سنه ۱۳ (امام باڑہ)
- ثبات القلوب، جلد دوم، محمد واجد علی شاه اختر (امام باڑہ)
- عزیز اختر، محمد واجد علی شاه اختر، ۱۳۰۶ھ (رضا)
- حلیۃ اسرار واجدی، منشی غلام الدین بکراچی (رضا)
- خوش مرکز بیبا، سعادت خان اختر (خدا بخش)
- دستور العمل آوردہ، اگر رائیدہ منشی منظور علی خان اسیر منشی امیر احمد امیر، (رضا)
- دو مجلس، اول محمد واجد علی شاه اختر، ۱۳۰۴ھ (امام باڑہ)
- ایضا، دوم محمد واجد علی شاه اختر، ۱۳۰۸ھ (امام باڑہ)
- ایضا، سوم محمد واجد علی شاه اختر، ۱۳۰۷ھ (امام باڑہ)
- ایضا، چہارم محمد واجد علی شاه اختر (امام باڑہ)
- دیوان رشک در سوم، امیر علی اوسط رشک، دآزار
- رسالہ در کسب فی، (رضا)
- رشک ماہ نام، محمد رضا خان عاشق، (خدا بخش)
- رقعات بیگمات آوردہ، (رضا)
- ریاض القلوب، محمد واجد علی شاه اختر (سالار جنگ)
- سخن اشرف، محمد واجد علی شاه اختر (امیر)
- سفر نامہ صوبی، منشی امیر الله تسلیم، ۱۳۱۲ھ (رضا)
- سلطان تحکیمات، لافقی ولد سبیل پرشار، ۱۳۱۷ھ (رضا)
- سوانح مکمل، نجات حسین خان اعظم آبادی، ۱۳۵۹ھ (پنہ پو نیورسٹی لاہور)
- تکنوہ رنگ (مسودہ مصنف)، سید غلام الدین حیدر عرفہ غا جو شرف، ۱۳۹۳ھ (آوردہ)
- شیرع فیض، محمد واجد علی شاه اختر، ۱۳۷۶ھ (امام باڑہ)

صیغه سلطانی، محمد واجد علی شاه آخر ۱۰۳۸۶ (امساله)  
عشق نامه (مستطوع)، مسوده مصنف، محمد واجد علی شاه آخر ۱۰۳۹۱ (مستطوع)  
ایضا، (محمد آباد)

عشق نامه (ناری)، محمد واجد علی شاه آخر ۱۰۳۸۶ (محمد آباد)

قرصنوی، مسوده مصنف، محمد واجد علی شاه آخر (امساله)

کوکب درزی، حکم محمد واجد علی شاه آخر (امساله)

گلزار حسنی، محمد واجد علی شاه آخر، ۱۰۳۹۱ (امساله)

ماہیت العنا، عشق نظیر الدین بلگرامی، ۱۰۳۹۱ (امساله)

ساخته بین العنق و العقل، نسخ ۱۰۳۹۱، محمد واجد علی شاه آخر، ۱۰۳۹۱ (امساله)

هیبت، نسخ ۱۰۳۹۱، محمد واجد علی شاه آخر، ۱۰۳۹۱ (امساله)

مثنوی شیر و گوهر علی شیر، ۱۰۳۹۱ (غدا بخش)

مجموعه موضوعات سید القام سان سلطان و شاهزاد محمد الدوله عبداللک عشق محمد مصطفی خان

مجموعه نقاشی بیگمات، مرشد سید شکیر، کاشی (عید آباد) ۱۰۳۹۱ (مستطوع)

محمد واجد علی سلطانی، محمد واجد علی شاه آخر (امساله)

مجموعه هجریات، مکتوبه پات مکنتی، ۱۰۳۹۱ (مثنوی)

قرص اسرار سلطانی، محمد امتیاز علی خان، (مستطوع)

مکات الاموال، لاری ولد سبیل پرشار، (مستطوع)

مرثیه آفاق، مرثیه رشک عطارد، قلم محمد واجد علی شاه آخر (کتابخانه سرگودھا)

مرثیه سر و شش فیض نے دیا، مرثیه رشک عطارد، قلم محمد واجد علی شاه آخر، ۱۰۳۹۱ (امساله)

مرقع فروی، سید محمد عظمت علی، مرثیه آفاق، ۱۰۳۹۱ (مثنوی)

مسودات سلطانی، (مثنوی)

معالجہ کبوتران، سید علی حبیب، صاحب بر سر سرگودھا (مستطوع)

مناجیح خانقانی، حکم محمد واجد علی شاه آخر، (امساله)

ملک آخر، محمد واجد علی شاه آخر، ۱۰۳۹۵ (امساله)

سببانیہ سید ہدایت حسین، ابن جناب سید علی نقی صاحب (امساله)

ناجی، محمد و امجد علی شاہ اختر، (اکران)  
 ایضاً، محمد و امجد علی شاہ اختر، (سالار جنگ)  
 نمونہ کتاب، بیاد امجد علی شاہ اختر، (۱۹۹۰ء)  
 نثر مرصع، صمد علی شاہ اختر، منشی امیر احمد امیرستانی، (روان)  
 نثر مرصع، امیر امجد علی شاہ اختر، (۱۹۹۰ء) (سالار جنگ)  
 یادگار ضمیمہ، محمد عبداللہ خان ضمیمہ، (۱۹۸۱ء)

Shahinagar, G.D. : Administration of Oudh under Wajid Ali Shah, Thesis for Ph.D. of Lucknow University. (Togare).

## آپ، مطبوعات: اردو/عربی/فارسی/انگریزی

- آپ، بقا، خواجہ عبداللہ، عشرت، نائی پریس، لکھنؤ، ۱۹۱۸ء  
 آئین اختر، علامہ حیدر حسین، لکھنؤ، بارہم، ۱۹۱۲ء  
 اصغر، منور علی، منشی، نام سہل، آغا، مطبع قناتی، لکھنؤ، (۱۹۱۹ء)  
 احکام و حالات، علامہ، مطبع سنگھ، سلطان، لکھنؤ، ۱۲۵۹ء  
 احمد، عبداللہ، مولوی، محمد، لکھنؤ، ۱۹۱۰ء  
 انوار، رنگین، فاکٹر سید حسین، الحق، پاکستان پبلشرز، کراچی، ۱۹۳۳ء  
 اختر، جمال، منور، محمد علی خان، لکھنؤ، مطبع جعفری، لکھنؤ، ۱۹۱۵ء  
 ادب، احمد، خدیج، فرحت اللہ، انصاری، آزاد کتاب گھر، دہلی، (۱۹۶۰ء)  
 ادب، کاظم، فاکٹر سید، الحسن، دہلی، احمد، شان، کراچی، لکھنؤ، ۱۹۵۱ء  
 احمد، انصاری، پیدیا، راجپوت، ایڈیٹر، فاکٹر، محمد، فیروز، لکھنؤ، لاہور، ۱۹۳۳ء  
 احمد، خدیج، حسن، علی، کنگ، لکھنؤ، دہلی، ۱۹۳۳ء  
 احمد، شاعری، کمال، وزیر، کمال، رستم، کمال، دہلی، (۱۹۶۰ء)  
 احمد، ڈی، احمد، محمد، مطبع، کتب، لاہور، (۱۹۶۰ء)  
 احمد، علی، فاکٹر، رئیس، سرسید، کراچی، علی، گڑھ، ۱۹۳۱ء  
 احمد، علی، کمال، احمد، سرسید، ادارہ، ادب، لاہور، احمد، کراچی، ۱۹۳۰ء

۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

[illegible]

جہاں بیگ، محمد علی شاہ آخر درجہ جوہر کا ایک کتب خانہ نامہ مندرجہ کتب  
جوہر و فی، محمد علی شاہ آخر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۸۶۰ء (آزاد)  
جوہر و فی، محمد علی شاہ آخر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۸۶۳ء (آزاد)

جہاں بیگ، مفتی سید عباس، مطبع سلطانی، کھنڈ، ۱۸۷۵ء

چند چہرہ، مولوی عبد الحق، در توحید چاند سریش، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

چند چہرہ، مولوی عبد الحق، (مجموعہ چارم بہ نظر انوار) اردو اکادمی، کراچی، ۱۹۵۳ء

چند چہرہ، مولوی عبد الحق، اردو اکادمی، کراچی، ۱۹۶۶ء

در توحید، حضرت سلطان عالم مفتی محمد رفیع شہید، مطبع آفتاب شہید، آگرہ، ۱۸۸۰ء

مرزا اختر، محمد علی شاہ آخر، (مجموعہ علی مرتب)، دارالحدیث، کھنڈ، ۱۹۲۳ء (آزاد)

مرزا اختر، محمد علی شاہ آخر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۸۶۰ء (آزاد) (مجموعہ پیشینہ پوری، کلکتہ)

عبد حیدر، مقرران علی راہی کمال، مطبع شہید محمد رضا، کھنڈ، ۱۸۶۰ء

عزت القلوب، محمد باقر مجلسی (مولوی سید تصدق حسین مرتب) مطبع حشری و کھنڈ، کھنڈ، ۱۹۰۰ء

عزت جلیوی، علامہ نظام حسین حالی، یادگار، چہارم، ۱۹۵۰ء

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مرتب، مطبع گلشن فیض، کھنڈ، ۱۸۶۰ء

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

عزت جلیوی، علامہ محمد ولی خان ماسک، مولوی عبد الحق مرتب، انجمن ترقی اردو (چند دہائی، ۱۹۰۰ء)

- دیوان استبر، محمد مظفر علی خاں اسیر طبع منشی نو کشتی، لکهنؤ، ۱۲۰۵  
 دیوان برقی، محمد رضا خاں ترقی، مطبع سلطانی، لکهنؤ، ۱۲۰۹  
 دیوان سہارک، محمد داہد علی شاہ اختر (۹)، (۱۹) (سہار جنگ)  
 دیوان ہنور، فرید الدن قادر میر محمد ہریر علی ہریر، مطبع طحای، کانپور، ۱۲۰۶  
 ذکر المصومین، میرزا احمد علی خاں تہل، مطبع سلطانی، لکهنؤ، ۱۲۰۶  
 غنات بد، سید محمد علی عرفی خاں طبع آبادی، قاسم پریس، حیدرآباد، ۱۲۰۳  
 ریاض المستفی، محمد داہد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۲۰۰ (اسامہ شاہ ہادی، صفی)  
 ریاض المصوب، محمد داہد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۲۰۰ (اسامہ شاہ ہادی، اتحاد)  
 ریاض سمو طبع اسد علی خاں طبع کمرنس، لکهنؤ، ۱۲۰۱  
 ریاض مصنف، محمد مظفر علی خاں اسیر طبع علی نشر خاں، لکهنؤ، ۱۲۰۵  
 سہکتہ الذهب، سید علی کبر طبع اشاعہ شری، لکهنؤ، ۱۲۰۹  
 سخن با شرف، محمد داہد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، لکهنؤ، (۹)، (آباد و بیخ فاضلہ امیر)  
 سخن بدستال، شیخ محمد جان (دقتی لکھنؤ، مرتب، اصح عالم پریس، لکهنؤ، ۱۲۰۵  
 سخن شعرا، مولوی عبد الغفور نساخ، مطبع منشی نو کشتی، لکهنؤ، ۱۲۰۳  
 سلاطین سخن، سید حسن علی حسن، مطبع منشی نو کشتی، لکهنؤ، ۱۲۰۳  
 سوانح عشرت، صادق علی خاں دہلوی، مطبع افتخار، دہلی، ۱۲۰۹  
 سرور سلطانی، مرزا حبیب اللہ بیگ، مطبع مسیحائی، لکهنؤ، ۱۲۰۸  
 صفرا مہبوب، خواجہ ارشد علی خاں قلن، مطبع کلاں، لکهنؤ، ۱۲۰۹  
 سنیاد، مولوی محمد مسیح الدین خاں، اساطیر پریس، لکهنؤ، ۱۲۰۹  
 سہ شہد کے ہیری، سید انیس فاطمہ بیوی، مسلم پریس سٹی پریس، علی گڑھ، ۱۲۰۹  
 طبع شاہ اودھ، سید محمد بہادر حسین ریڈائی، مطبع طبعی ہند میرٹھ، ۱۲۰۸  
 سیرت عمری، مرزا محمد عباس حسین پریس، مطبع منشی گنگا پریشان، لکهنؤ، ۱۲۰۸  
 سیر المصنف، نواب غوث محمد خاں، مطبع سکاٹ گشت آباد، ہادی (۹)  
 شہاب لکهنؤ، محمد احم علی، اساطیر پریس، لکهنؤ، ۱۲۰۲  
 شمع نصاب اختر، محمد فصیح دہلوی، مطبع اودھ گزٹ، لکهنؤ، ۱۲۰۶



- شرح ولایت السلطان، منشی امیر احمد میرزیدانی، مطبع سلطانی، کنگور، ۱۳۰۸  
 شورشنامه کنگور، دکتر سید عبدالکریم، مکتبہ قدیمه لاہور، ۱۹۵۲  
 شمع فیض، محمد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۳۰۷ (۱۳۰۷) (۱۳۰۷) (۱۳۰۷)  
 صیفہ سلطانیہ، محمد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۳۰۷ (۱۳۰۷) (۱۳۰۷) (۱۳۰۷)  
 صوت ہارک، محمد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کنگور، ۱۳۰۷ (۱۳۰۷) (۱۳۰۷) (۱۳۰۷)  
 ضمیر وقت، جکی، منشی کنگوری، آل انڈیا سٹیڈیو کالفرمس، اجلاس کلکتہ، ۱۹۶۷  
 ضیاء اختر، محمد حسن دیکش، (۱۹۱)، (۱۹۱)  
 ظہر افق، خواجہ رشید علی خاں، مطبع طبع اعظم، (کنگور)، ۱۳۰۷  
 ظہر ہند، منشی طوقار رام شایان، مطبع ظہر و کنگور، کنگور، ۱۳۰۷  
 علی گڑھ تاریخ ادب ہند، پروفیسر آل احمد سید، ڈاکٹر سید، شیعہ ادبیاتی کونسل، لاہور، ۱۹۶۷  
 علامہ مسعود، سید تقی علی خاں، مطبع منشی نو کنگور، کنگور، ۱۳۰۷  
 فہرہ رنگ، محمد مہدی علی خاں، مطبع منشی نو کنگور، کنگور، ۱۳۰۷  
 مساند عبرت، امیر راجہ علی بیگ، مطبع مساند، مطبع محمد اعظم کارنامہ، کنگور، ۱۳۰۷  
 نغفہ جدات، مولانا عبد اللہ دیوبندی، (۱۹۱)، (۱۹۱)  
 فرست فائش، خطوط امامہ تحقیقات، اردو، قاضی محمد سعید، ادارہ تحقیقات اردو، لاہور، ۱۳۰۷  
 فیضان الفکر، میرزا محمد علی خاں، مطبع سلطانی، کنگور، ۱۳۰۷  
 (مضمر)، محمد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۳۰۷ (۱۳۰۷) (۱۳۰۷) (۱۳۰۷)  
 فیض التاریخ، سید کمال الدین، میرزا، مطبع منشی نو کنگور، کنگور، ۱۳۰۷  
 فیض شاہ احمد، منشی محمد نوری، مطبع آفتاب قدت، اگرہ، ۱۳۰۷  
 کتابہ المراثی، سرزاد علی قدر، شمس المظاہر، حیدرآباد، (۱۹)  
 کتب خانہ نواب شاہ جنگ، مرحوم، کارد، منشی کتابہ کی دفاتر، فیض، فیض الدین، لاہور، ۱۳۰۷  
 کوکلی، لعل خواجہ احمد، لاہور، (۱۹) (۱۹) (۱۹) (۱۹)  
 کلام الملوک، (میرزا) چتر آر، بیگم، مطبع انصاری پریس، کنگور، (۱۹)  
 کلیات اعز، محمد علی شاہ اختر، مطبع سلطانی، کلکتہ، ۱۳۰۷ (۱۳۰۷) (۱۳۰۷) (۱۳۰۷)  
 کلیات سرم، محمد علی شاہ اختر، (۱۹)، (۱۹)، (۱۹)، (۱۹)







- Pelton, Capt. J. The British Government and the Kingdom of Oudh, 1766-1855. Allahabad, 1944.
- Plan of the City of Calcutta, 1802 (3rd edn.). Surveyor General of India, Calcutta.
- Wall, A.A. 1855-1857. Struggle in Uttar Pradesh, Lucknow, 1912.
- Robert's Emma. 1858-59. Aspects and Characteristics of Hindustan, 1858-59.
- Russett, Sir W.H. 1859. Oudh in India in the year 1858-59 2 vols., 1859-60.
- Sar, E.H. 1948-49. Oudh, Delhi, 1959.
- Shaw, Hon. F.J. Notes on Indian Affairs, London, 1837.
- Seaman, W.H. 1858. Journey Through the Kingdom of Oudh in 1857-58, London, 1858.
- Spear, T.G.P. 1932. The Nawabs, London, 1932.
- Springer, A. Catalogue of the Arabic, Persian and Hindustani Manuscripts of the Libraries of the King of Oudh, Calcutta, 1854.
- Strasford, A.L. The last Two Nawabs of Oudh, Lucknow, 1933.
- Strasford, A.L. Oudh, Lahore, 1945.
- Smith, Samuel (publisher). Map of Calcutta, 1854.
- Wall, Abdul Karim of Akhtar, Calcutta, 1924.
- Wall, Capt. Mirza Asaf-ud-Daula, London, 1838.
- The Prince of Oude, London, 1838.

## چ: اخبارات و رسائل، اردو/انگریزی

آجکل روٹی، ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۸ء تک کے قنٹن شمارے

ادیب و قلم، ۱۹۱۰ء کے شمارے

ادیب اردو (کھنجر)، ۱۹۳۳ء کے شمارے

المنار (کھنجر)، ۱۹۳۰ء کے شمارے

اصول و فن (کھنجر)، ۱۹۷۵ء اور ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء تک کے قنٹن شمارے۔

پاکستان (قلم)، ۱۹۳۳ء کے قنٹن شمارے

دگر (کھنجر)، ۱۹۱۰ء سے ۱۹۳۳ء تک کے قنٹن شمارے

زمانہ (کھنجر)، ۱۹۰۹ء سے ۱۹۳۳ء تک کے قنٹن شمارے

شمس بھار (کھنجر)، ۱۹۰۸ء سے ۱۹۳۳ء تک کے قنٹن شمارے

صیغہ (اردو)، ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۵ء تک کے قنٹن شمارے

لسان معبر (کراچی) ۱۹۱۰ء کے مختلف شمارے  
 ماہ نوکراچی، مارچ ۱۹۶۵ء کے شمارے میں عبارت: بڑی شادی کا مضمون - "وہ بڑی شادی ایک نادر مشنری"  
 فزل، ردلی، اکتوبر ۱۹۰۸ء کے شمارے میں عبارت: نکاحی کا مضمون "جہان عالم کی شاعری"  
 مسافر پست، ۱۹۲۲-۲۳ء کے شمارے میں تقاضی عبدالودود کا مضمون "اسد الاخبار لا گروہ"  
 نقارہ و نکھڑ، ۱۹۶۳ء اور ۱۹۶۴ء کے حضرت علی بنبر  
 نقوش، دسمبر ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۶ء تک کے مختلف شمارے۔  
 نگار (کھنڈ) مارچ ۱۹۶۳ء کے شمارے میں "میر حسن گوہر" کا مضمون "مواہلی شاہ کے راز و نیاز آکھلے کے بعض اہم مباحثات"  
 نیا دور (کھنڈ)، ۱۹۵۵-۵۶ء کے مختلف شمارے  
 پورکار بان، دہلی گڑھ، ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۶ء تک کے مختلف شمارے  
 ہندوستانی (الہ آباد)، ۱۹۶۱ء کے شمارے میں "حسن مہرودی کا مضمون: مشنری حلقہ اختر اور خصوصیات مکتبہ"

- Amrit Bazar Patrika (Calcutta Newspaper), 1887  
 Calcutta Review (Calcutta Periodical) Vols. 13 and 25 of  
 1844-45 and 1855  
 Englishman (Calcutta Newspaper) 1856 & 1857  
 Indian Daily News (Calcutta Newspaper) 1887  
 Indo-Iranica (Calcutta Quarterly) Vol. 18 of June-Dec  
 1965.  
 Journal of U.P. Historical Society Vol. 9 of July, 1936.  
 Marg. (Bombay Periodical) of September 1957 and  
 September 1959  
 Pioneer (Allahabad Newspaper), 1887  
 Raj Herald (Lucknow Periodical), 1934-35.  
 Statesman & The Friend of India 1885-87

# اشاریہ

اشاریہ میں جن ناموں کے شروع میں یہ ص  
نشان ہے مقالے میں ان اہل قلم کے نام یا تالیف  
کے حوالے سے ان کے بیانات سے اختلاف، ان کے  
بیانات کی وضاحت یا ان کے بیانات پر اضافہ کیا  
گیا ہے۔ صفحات کے حوالے گھسانے قوسین میں  
لکھی ہوئی عبارت بحث سے متعلق ہے۔

ج = ماشیہ

کبوتری بیگم ۵۸۸

آتش، خواجہ حیدر علی ۱۱۳۹، ۵

۱۵۲۲، ۳، ۵۸۲، ۵۹۰

۶۲۵

آزاد، محمد حسین ۵۹۷

آصف الدولہ ۳۶، ۳۷، ۳۹

۴۵۴، ۴۵۷

آغا علی ۲۰۹

ابراہیم طولی شاہ ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲

ابراہیم قطب شاہ ۳۳

ابن فریحہ ۸۳

صہبہ الحسن حسنی جعفری ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲ (دہلی)

شاہ کی جعلی تصنیفات

صہبہ الدین صاحب دہلی، ڈاکٹر ۷۷ (تصنیفات)

کی تھلا، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳

۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰

۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷

۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹

۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵

۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰

۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵

۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱

۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷

۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳

۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹

۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵

۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱

الموسس، میر شیر علی: ۵۱۲

اکبر، شہنشاہ: ۲۵۳، ۲۷۵، ۴۶۶

اکلیل علی، استاد جہاں ترینہ بیگم: ۳۳

۱۹۷-۲۲۳، ۲۱۹، ۲۶۱، ۵۳۵

امانت: ۳۸۱

ص. امتیاز علی خاں: ۲۳۹ (مرد بیگم اور

نور علی بیگم: ۴۶۶-۲۳۰ (رقعات)

بیگمات کنخا: ۵۳۱، ۵۳۲ (مکتوبات)

۵۵۸-۵۵۹ (تختی کی بیاض)

امدادی شاہ: ۵۹، ۵۲، ۷۴، ۱۳۰، ۱۳۱

۱۳۳، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳

۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵

۵۰۹، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵

امداد حسین، میر: ۲۴۹

امداد کبھی: ۲۳-۲۴

امداد القیس: ۸۳، ۵۶۵

امداد: ۲۷۷

امیر خسرو: ۳۰۸، ۵۷۶، ۶۰۵

ص. امیر خسرو، وزیر سلطان نواب احمد علی خان: ۲۸

۱۸۵-۲۱۸، ۷۷۷-۷۸۱، ۷۷۸

۱۰۴ (دیوانہ کی ترتیب)

۲۷۳-۷۷۷، ۷۷۸-۷۷۹

۲۸۳-۲۸۷، ۲۸۸-۲۹۲

۲۹۳-۲۹۷، ۲۹۸-۳۰۲

۳۰۳-۳۰۷، ۳۰۸-۳۱۲

حسن، بیگم مہدی حسن: ۱۱۳۹، ۱۱۴۰

احمد رضا، حکیم: ۲۱۳

احمد شاہ دہلوی: ۳۷

ص. احمد شاہ دہلوی، پرنسپل خیر: ۲۳۰-۲۱۹

دہلوی، ۵۲۵ (خطوط کی اہمیت)

۵۲۶ (عربی زبان کی حفاظت)

اختر خواجہ، قاضی، قاضی احمد علیاں: ۳۷۷

اختر خواجہ، قاضی محمد صادق خاں: ۳۷۷، ۳۷۸

اختر علی، حوض الیہ ملکہ احمد نواب دہلی

آکھنڈ بیگم: ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳

ادعانگ: ۲۷۷

ادفنا حسین، محمد: ۱۲۸

اچھر، محمد: ۳۰۳، ۵۱۰، ۵۹۲

ص. اسرار حسین خاں: ۳۰۳ (محبوب القلوب)

ص. اسرار، مفتی محمد ظفر علی خاں: ۲۴، ۱۶۰

۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵

۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹

۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳

۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷

۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱

۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴

۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸

۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲

۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶

۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰



ایلیٹ، سراج، ایم، ۱۲-۱۱-۵۱۱



بادشاه پند گنجوی: ۴۷۵.

باسطغان: ۴۷۰

باز، نواب اعجاز الدین حسین خان

سید بقر علی خان پادشاه: ۳۶۲

بکرشن، مہاراجہ: ۴۲

بکر، سلطان، علی: ۳۸۱، ۳۶۲

بکر، سکر، علی: ۵۱

بخش: ۴۷۰

بکر، مہاراجہ گنجور شاہ: ۳۰۹

بکر، مہاراجہ، علی: ۳۶۱، ۳۶۲

بکر، مہاراجہ، علی: ۳۶۱، ۳۶۲

۳۱۰، ۳۰۹، ۳۸۷، ۳۸۵، ۳۸۶

۳۸۱، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵

۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹

۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴

۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹

۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴

۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹

۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴

۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹

۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴

۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹

۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴

۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹

۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳

۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸

۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳

۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸

۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳

۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸

۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳

۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸

۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳

۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸

۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳

۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸

۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳

۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸

۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳

۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸

۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳

۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸

۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳

۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸

۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳

۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸

۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳

۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸

۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳

۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸

۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳

۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸

۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳

۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸

۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳

۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸

۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳

۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸

۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳

۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸

۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳

۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸

۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳

۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸

۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳

۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸

۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳

۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸

۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳

۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸

۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳

۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸

۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳

۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸

۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳

۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸

۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳

۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸

۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳

۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸

۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳

۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸

۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳

۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸

۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳

۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸

۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳

۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸

۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳

۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸

۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳

۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸

۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳

۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸

۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳

۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸

۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳

۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸

۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳

۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸

۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳

۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸

۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳

۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸

۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳

۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸

۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳

۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸

۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳

۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸

۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳

۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸

۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳

۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸

۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳

۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸

۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳

۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸

۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳

۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸

۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳

۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸

۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳

۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸

۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳

۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸

۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳

۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸

۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳

۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸

۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳

۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸

۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳

۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸

۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳

۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸

۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳

۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸

۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳

۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸

۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳

۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸

۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳

۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸

۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳

۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸

۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳

۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸

۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳

۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸

۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳

۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸

۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳

۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸

۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳

۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸

۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳

۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸

۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳

۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸

۱

پیشانی: ۴۷۳

ت

۱۳۱۱ میل: ۵۴۷

۱۳۱۲ قمری: ۴۷۳

۱۳۱۳ سن: ۴۷۴، ۴۷۵

۱۳۱۴ سن: ۴۷۶، ۴۷۷

۱۳۱۵ سن: ۴۷۸، ۴۷۹

۱۳۱۶ سن: ۴۸۰، ۴۸۱

۱۳۱۷ سن: ۴۸۲، ۴۸۳

۱۳۱۸ سن: ۴۸۴، ۴۸۵

۱۳۱۹ سن: ۴۸۶، ۴۸۷

۱۳۲۰ سن: ۴۸۸، ۴۸۹

۱۳۲۱ سن: ۴۹۰، ۴۹۱

۱۳۲۲ سن: ۴۹۲، ۴۹۳

۱۳۲۳ سن: ۴۹۴، ۴۹۵

۱۳۲۴ سن: ۴۹۶، ۴۹۷

۱۳۲۵ سن: ۴۹۸، ۴۹۹

۱۳۲۶ سن: ۵۰۰، ۵۰۱

۱۳۲۷ سن: ۵۰۲، ۵۰۳

۱۳۲۸ سن: ۵۰۴، ۵۰۵

۱۳۲۹ سن: ۵۰۶، ۵۰۷

۱۳۳۰ سن: ۵۰۸، ۵۰۹

۱۳۳۱ سن: ۵۱۰، ۵۱۱

ط

خاکر رشاد کشف

پیشانی: ۴۷۳

پیشانی: ۴۷۳

پیشانی: ۴۷۳

۱۳۱۱ میل: ۵۴۷

۱۳۱۲ قمری: ۴۷۳

۱۳۱۳ سن: ۴۷۴، ۴۷۵

۱۳۱۴ سن: ۴۷۶، ۴۷۷

۱۳۱۵ سن: ۴۷۸، ۴۷۹

۱۳۱۶ سن: ۴۸۰، ۴۸۱

۱۳۱۷ سن: ۴۸۲، ۴۸۳

۱۳۱۸ سن: ۴۸۴، ۴۸۵

۱۳۱۹ سن: ۴۸۶، ۴۸۷

۱۳۲۰ سن: ۴۸۸، ۴۸۹

۱۳۲۱ سن: ۴۹۰، ۴۹۱

۱۳۲۲ سن: ۴۹۲، ۴۹۳

۱۳۲۳ سن: ۴۹۴، ۴۹۵

۱۳۲۴ سن: ۴۹۶، ۴۹۷

۱۳۲۵ سن: ۴۹۸، ۴۹۹

۱۳۲۶ سن: ۵۰۰، ۵۰۱

۱۳۲۷ سن: ۵۰۲، ۵۰۳

۱۳۲۸ سن: ۵۰۴، ۵۰۵

۱۳۲۹ سن: ۵۰۶، ۵۰۷

۱۳۳۰ سن: ۵۰۸، ۵۰۹

۱۳۳۱ سن: ۵۱۰، ۵۱۱

پ

پیشانی: ۴۷۳

پیشانی: ۴۷۳

شیخ سلطان: ۶۵۳، ۴۱۱  
نیگور طبرستان: ۴۳۱

ش

صنایع: شیوہ صلی بہار جہ گوہ پالنگ  
ہولہ: ۵۳ (عابد علی شاہ کی تاریخ)  
ولادت: ۷۲، ۷۴ (عابد علی شاہ کی)  
تاریخ وفات: ۷۵، ۷۶ (قرصون)  
کاظمیہ تاریخ: ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳  
۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰

۵۹۱، ۵۹۶

طیس اللہ: ۵۵

طیہ: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

جوزف: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

نکست: بہار صحت: ۵۵، ۵۶

جوتہ: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

جہاں: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

جہاں: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

جہاں: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

ج

ج

چترل: ۲۲۱  
چکین: ۵۵  
چین: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چیم: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

ج

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰  
چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

چاقا: ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

تلاوت العدله منطقی علی نقی بهادر: ۳۳۳

۲۰۹

نظم بهار: ۵۸۰

مهر غنیمت، مرزا فطرت علی: ۱۲۹ (کتابخانه ملی)

۳۶۵، ۴۴۰

خواجہ نقی، جلال نواز: ۴۴۳

خوش بخت، لار بنگران داس: ۲۹۳

خوش بخت بهادر، میرزا: ۵۹



خان، نواب مرزا، دلبری: ۵۱۲

میرزا و مرزا سلامت علی: ۵۱۶، ۲۳۵، ۲۳۲

۵۹۶، ۹۸۱، ۵۴۳

صده خدای، مہتاب اللہ، کوکب اللغات علی جان

نظم بهار، ستره جنگ: ۹۵، ۹۳، ۹۴

دیوان: ۳۳، ۲۶۲، ۲۵۵، ۲۸۳

۲۸۵، ۲۸۷، ۲۹۲، ۳۰۷، ۳۰۹

۴۳۹، ۴۴۱

دلدار علی: ۱۸۳، ۴۰۲، ۵۸۶، ۷

دلبر پری: ۱۴۰

دلبری: ۹۲، ۹۱

دکتر آغا، حکیم: ۲۳۰



محمود، لکھنؤ: ۵۰، ۱۹۸

طہ علی خاں، نواب: ۶۴۳

جنگ و شورش، میرزا: ۴۳۸، ۴۳۹

مزیں، علی: ۵۲۲

مسلم، علی: ۳۱۰

من، نواب: ۲۹۰

من، نواب: ۱۱۷

حبيب اللہ، مرزا، مرزا: ۲۱۶

مسیح علی خاں: ۱۹۰

موت، علی: ۲۱۹

موت، حکیم: ۲۹۵

موت، علی: ۲۹۵، ۲۹۸، ۲۹۹

۵۹، ۵۵، ۶۳۱

محمود پری: ۱۳۰

محمود پری: ۴۰، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲

میر، حسین: ۱۴۸

محمد خاں: ۴۷۰

میر علی، راقص: ۴۷۵

میر علی، حساب: ۳۱۵

میر علی، ستره: ۲۹، ۳۸

میر، نایب، دلی، میر: ۳۸

خ

خاں، آغا: ۴۳

خانہ، عبدالحکیم: ۳۰۹

میرزا، نواب: ۵۳۶

ذوق المارث : ۵۱۹

خ

ذوق میرالدوله میرزا : ۶۳

ذوق الصفا بالله و له و برادره سلطان منتظم السلطنة

شمس الميرزا سيد جلال علي خان بهادر

تخت جنگ : ۲۹، ۹۵، ۵۱، ۲۰۱

۲۲۷، ۲۵۸، ۲۷۱، ۳۱۵، ۳۱۶

۵۱۳، ۱۴

رباط، مولوی عبدالقادر : ۵۰۶

راغب، ملا برهان علی کرمانی : ۱۳۳

راغب، میرکار : ۵۱۵

صدا رس مسعود، ڈاکٹر : ۸۰ (چھ دیوان)

رام داس، لارا اشرفی نال : ۲۹۳

رجندر کر نل، رنڈر نٹ : ۳۰۳

رجعت خاں، حافظ : ۵۱۰

رجیم حسین : ۴۷۰

رجیم، ۲۱، ۴۱۹، ۶۱۹

رنگی، کمال خاں : ۱۵، ۳۱۴، ۶۱۲

رنگس گل : ۵۳۸

رنگت، میر علی اوسط : ۶۴، ۳۲۲

۵۱۳

رضوان علی : ۱۸۰

رنگ گل : ۲۷۷

رکس احمد صفوی : ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷

رکس، میرالدوله علی حسن بہادر : ۳۴

۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴

۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳

۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳

۳۰۹، ۱۰۰، ۵۰۵

ریاض، سردار حسین : ۲۹۳، ۳۰۹

س

سدا تر، سید کمال الدین جید المعروف بہ میرزا

۵۳ (آتش ولادت)، ۷۳، ۷۴، ۷۵

تاریخ تخت نشینی : ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲

۵۳۶، ۵۰۶، ۲۶۳

سدا تر، ڈاکٹر سیدی الدین قادری : ۲۱۶، ۲۱۷

تاریخ (۱)

زہر و نیم : ۳۶۹

زہر و نیم : ۲۹۰

زیب النساء : ۵۸۷

زیب گل : ۲۲۲، ۲۲۳

س

سار خاں : ۴۷۰

سجاد ظہیر : ۳۲، ۵۳۱

سحر الماں علی : ۳۸۱، ۵۲۷

سحر، امیرالدوله امیر حسن خاں : ۵۲۳

سوار گل : ۵۹۰



شوری: ۲۷۷

شوری، نواب خوا: ۵۰، ۵۰، ۵۰، ۱۱۶۸، ۵۹۹

ض

فرغام الدوله مهدی حسن خاں: ۹۸۱، ۹۵۱، ۱۶۰۹، ۱۱۶۰، ۶۰۶، ۵۸۳، ۵۷۸، ۵۰

۶۳۳، ۶۲۲

شوک: ۲۷۷

شمشاد علی: ۵۹۰

سبحان خان: ۲۷۷

سلطان بیگ: ۹۷۱، ۹۷۱، ۱۸۶، ۳۰۹، ۳۱۷، ۱۷۰

۵۵۲، ۵۶۱، ۵۳۷، ۳۸۱، ۵۳۵

۵۹۱

فیسیر، ولیم: ۲۷۹

ط

طاب، فتح الله الدین: ۵۰۶

طیب الدوله بهادر: ۱۹۹

ص

صاحب الدوله بهادر: ۹۹

صاحب خانم: ۱۶۱

صبر میر اسد: ۱۶۱

صده، مدخل: ۱۰۰، ۲۸۳، ۳۱۷

۵۹۱

صغیر: ۵۲۲

صغیر جنگ، میرزا محمد تقی: ۳۷۰، ۳۷۳

صغیر، لکهنوی: ۵۳۱

صغیر اختر: ۵۳۷

صغیر، میرزا: ۱۳۹

صغیرات، ملک الدوله: ۳۰۹

ظ

ظفر گزالی، ظفر الدین: ۱۰۶

ع

عادل، میر غیاث حسین: ۲۴۹، ۲۴۵

عاجی، ۷۶۱، ۷۶۵ (شوری حاکم سور: ۹)

عالم، عالم آرا بیگم نواب بادشاه ظل اعظم سید

۵۷۸، ۵۷۷، ۵۷۶، ۵۷۵، ۵۷۴، ۵۷۳، ۵۷۲

۵۷۱، ۵۷۰، ۵۶۹، ۵۶۸، ۵۶۷، ۵۶۶

۵۶۵، ۵۶۴، ۵۶۳، ۵۶۲

شرق کاغذ ۱۱۰۰-۱۱۰۱ (شرق کی  
بلند کرداری)

علی گڑا برائے میمن خان: ۶۳۳

علی بخش: ۱۳۹

علی بخش خاں، منشی: ۲۷۲

علی تقی خاں: ۵۸

علی تقی خاں، سوار الدولہ نواب: ۵۸

۶۶۶۳-۱۱۷۲۷۳-۱۱۷۲۷۳-۱۱۷۲۷۳

علی تقی مولوی سید: ۲۸۳

علی رضا خاں جواہر رقم: ۱۹۹، ۲۵۷، ۲۷۲

۲۲۵، ۲۹۶

علی محمد خاں بہادر، نواب راجہ سوز: ۲۳۸

علی محمد خاں، راجہ سوز: ۶۳

محمد قائم، ناگر: ۶۳۳

غایت الدولہ بہادر: ۲۷۱

غایت جنگ بہادر، نواب: ۳۱، ۳۱۶

غایت حسین خاں، منشی: ۳۷۳

قیس، قیسی الدولہ مرزا مسیتا: ۹۵ ح

۱۱۳۳، ۱۲۳۳، ۱۲۳۳، ۱۲۳۳، ۱۲۳۳

۱۸۱، ۲۸۵، ۲۸۵، ۲۸۵، ۲۸۵

۱۲۹۷، ۱۳۰۲، ۱۳۰۲

غ

غازی الدین حیدر: ۴۹-۴۸، ۵۵-۵۴

۳-۳۱۹، ۵۰۹، ۳۴۴

مرحمت بریلوی: ۱۳۳ (مرحمت علی اشاعت)

مہادی، میرزا: ۱-۲۳، ۲۳-۲۳، ۲۳-۲۳

۵۳۲

جاسس مرزا: ۵۱۶

مر عبد الحق، مولوی: ۷۸، ۷۸، ۷۸ (مہادی شاہ)

کی حبیب عبادت: ۲۳۹۲، ۶۹، ۶۹

(مثنویات شرقی کاغذ)

عبدغنی، مصدا: ۴۵۲

عبدغنی، ناگزیر: ۳۷۷ (تذکرہ آخر)

عبدغنی، حافظ: ۵۵۰، ۵۵۷

عبدغنی، پری: ۱۶۰

مر غوث علی، مولوی: ۲۲۰

(رقعت بد): ۵۳۰، ۵۳۰، ۵۳۰

کی غوث علی، مولوی

عزیز گلہوی: ۵۳۹

مر غوث علی، مولوی: ۲۲۰

۲۷۲، ۲۷۲، ۲۷۲

غوث علی، مولوی: ۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹

۵۵۰، ۵۵۰، ۵۵۰

۵۵۹، ۵۶۳

مر غوث علی، مولوی: ۱۲۹ (شرق اور دیوبند)

شاہ: ۸۲، ۸۲، ۸۲

کی غوث علی، مولوی: ۲۳۵

۵۴۵، ۵۴۵، ۵۴۵

(مثنویات کاغذ)





قیاس، حمید الدوله بهادر (شکر) ۱۲۷۵  
۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷

فتح خانات: ۱۷۹۰  
گربال: ۱۷۷۱  
گمات خاند: ۱۷۷۰

## ک

کاشانی، میر: ۵۵

کاظم: ۲۷۷

کاکلپرشار، کشک: ۵۱، ۴۷۲، ۴۴۲، ۶۴۲

کایداس، لار، کاکلپرشار: ۲۹۳

کیرواس: ۹۰۳

کریم بخش، بنجام: ۵۱۵

کتابخانه، نواب راپور: ۴۳۵

۶۱۳

کتابخانه، شاهنشاهی، هند، هند، هند، هند، هند

کتابخانه، هند، هند، هند، هند، هند، هند

۱۱۶۳

کونیا، کریم: ۷۷۷

کینگ، لارڈ: ۱۲۶۰، ۵۴۱، ۵۷۵

کیمان، کد، کد، کد، کد، کد، کد

۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳

## گ

گارسن، تاق، کد، کد، کد، کد، کد، کد

۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳

گلس، ۴۷۱

گلس، ۴۷۱، ۴۷۲

## ل

لارڈ، سیل، پرشار: ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵

سلطان، ظکرات، ۵۱

طیف، عبد، طیف: ۲۶۲

لوک، کیشتن: ۳۲۰

## م

ماری، فاما: ۵۰۱

ماری، فاما: ۱۳۰

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۴۸۱

ماری، فاما: ۸۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

ماری، فاما: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳

محمد امیر ترصیح الدولہ نمبر و رقم: ۹۹،

۵۰۵، ۳۲۵، ۲۹۶، ۲۷۲، ۲۵۷

محمد امین: ۴۰۴

محمد امین قطب شاہ: ۶۱۲

محمد باقر، دکن: ۹۹-۹۸، کتابت مرزا کمال  
ترتیب و اشخاص)

محمد باقر الہی الاصفہانی، ۱۲۳۳،

۲۵۶

محمد حسن، تنظیم طبع سلطان: ۲۵۸۵، ۱۷۶۶، ۱۷۸۱،

محمد حسین (رقاص): ۴۷۴

محمد حیدر، شمس (احلام سوروی): ۳۳۸۱

محمد خاں: ۴۷۰

محمد خورشید: ۱۲۳

محمد شاہ، مرزا و روشن افروز: ۳۳۱، ۳۳۲

محمد شاہ، مولوی: ۳۱۳

محمد شجاع رضوی، درخت الدولہ، رفیع الملک

کاتب الملک، منشی سید: ۱۸۳۱، ۱۸۵۰

۰۵۵، ۱۶۹۸، ۲۸۱، ۲۷۹، ۲۳۴

۵۳۶

محمد صفدر علی خاں، مدار الہام، سان احمد

محمد والدہ، حمید الملک، منشی محمد سلطان

محمد اور: ۲۴۰، ۲۳۳-۲۳۴، ۲۸۱، ۳۳۶

محمد سعید علی، میر: ۱۹۸۱، ۲۰۰۰، ۲۰۱۰

محمد عبد اللہ شاہ خاں، شروانی: ۵۴۳، و عجبت

کتابان)

محمد علی، دلدور: ۳۳۵

محمد علی شاہ: ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۵، ۶۸، ۷۸

۳۵۶، ۳۹۳

محمد قلی قطب شاہ: ۸۳، ۱۸۵، ۵۹۲

مفتی، زریب النساء: ۲۹۱، ۵۲۳

مخلص، مخلص الدولہ، بہادر: ۱۲۹۶، ۳۰۹

مہار الدولہ، قنار الملک، قناب سید یوسف

علی خاں، مصباح جنگ، بہادر: ۵۸۰

مرتضیٰ حسین، سید: ۷۲، (عشق امانت

قصوف کی کتاب)

مرزا خوش، رقم: ۵۰۵

مرزا محمد، مولوی: ۲۱۲

مرزا محمد علی، مولوی: ۱۲۷۹، ۱۲۸۱، ۱۲۸۵

مرزا محمد: ۲۲۹

محمد علی، شیخ: ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۵۹، ۱۶۱

مرحوم حسن رضوی، لایب، پردہ غیر سید: ۵۲۱، ۲۲۲

زکریا، ولادت: ۵۶۱، (میزان الطب)

۵۵، تصنیفات کی تعداد: ۱۷۷، ۱۲۱

آپ بقی کی مدت: ۸۳۱، ۳۸۳ (شعری

عشق نامہ کا مصنف: ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹

(شرح و تفسیر خالص کا مجموعہ): ۸۳۳، ۴۷۹

درہم کا دستخط، مصوم اور: ۱۲۷، ۱۲۸

کاپی، ڈیوین، کام کام کتاب

مسح الودین خاں، کاکوروی، سفیر الدولہ مولوی علی

۷۹، ۷۰، ۱۹۹، ۲۰۵



(ریاض المحربکہ) (۱۱۱)

نقائے ۵۲۲

۵۲۲ طبع لعلی، مودوی علی میر، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴

۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷

(شعریات و بستان کفر)

نکین آواز قیہ بانیم، ۹۱-۹۰

تھی بیک، ۵۸۸

طبع لعلی علی میر، ۵۸

۵۸۹ در صحت (۱) پر خیر و کفر، ۱۸۷-۱۸۶

(کتاب در تب)

نوروزی بیک، قلم کار، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹

۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴

۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹

۵۹

نوروزی بیک، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷

دکھن، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱

(خیر و کفر، ۱۲۱، ۱۲۲)

نوروزی بیک، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶

نوروزی بیک، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰

۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵

۶۸

و

۶۹

طبع لعلی علی میر، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸

۷۰

نکات حسین عظیم آبادی، ۲۴۱

۲۴۱ نجم افندی خاں، مودوی، بیک مودوی، ۲۴۱

۲۴۲ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۳ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۴ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۵ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۶ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۷ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۸ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۹ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۰ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۱ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۲ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۳ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۴ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۵ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۶ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۷ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۸ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۵۹ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۶۰ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۶۱ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۶۲ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۶۳ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۶۴ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۶۵ رسالہ دولت، ۲۴۱، ۲۴۲



پچھنیں دیہی ۱۵۱۱ء اپنی عمر کے بیان میں  
نظمی ۴۲۸

عز کا بیان

آٹھویں سال ۱۱۹۰ء؛ پندرہویں سال

۱۵۷۱ء؛ اٹھارہویں سال ۱۱۹۱ء؛ پچیسویں سال

۱۵۴۲-۱۵۴۳ء؛ پچیسویں سال ۱۱۵۰ء؛

انیسویں سال ۱۵۵۲ء، ۱۵۵۰ء؛ تیسراں

سال ۱۱۶۵ء؛ پچاسواں سال ۱۱۶۶ء؛ چوبیسواں

۱۵۲۱ء؛ اسیسواں سال ۱۵۱۲ء؛ ۴۳۰

شہزادہ

تھانے ریاست ۱۵۹۱ء؛ قصیر ۱۱۳۳ء

۱۵۵۸ء کی پیدائش ۱۵۳۳ء؛ ۱۵۳۸ء اور ۱۵۳۰ء

کشمیر ۱۵۳۳ء؛ گجرات گورنر ۱۵۳۸ء؛ ۱۵۳۰ء

مصر کی جی کال ۱۵۳۹ء؛ سوئی میں کال ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ سوئی میں کال ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

انگلینڈ کے شاہان ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

رقص اور سوئی میں شاہ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

گورنر ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء؛ ۱۵۳۹ء

[illegible]

فنییری: ۴۳

وزیر علی بابا ۴۶، ۴۷

در بیان طوائف : ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹،

۴۰۴۔ دکنی جگرافیہ و مسیحا، ۱۹۰۴ء، ۲۰۴ء، ۲۰۴ء

۳۹۳، معنی حیدر زلق: ۳۹۳

تعارف و سیرت النبی اکرم ﷺ: ۳۹۳

آئی رکنی، ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۰ء

نشریه، مفکر و ماس

پایت، حسین مولوی سید ۲۸۴۱

۱۴۳۱، لیسری، ۲۰۰۰، ۴۹-۵۵، ۱۵۳-۱۵۴

444-PP-9046-142-44

157107-462766

سید احمد علی شاہ صاحب

مفتي الدولة محمد صالح المنجد

تاریخ طبرستان علی بن ابی طالب

1994

**Keywords:** child sexual abuse; disclosure; social support

نمبر ۱۰۰۰

— 100 —

[illegible]

*...and the*

1444

3

100

114030

5

پیشہ ورانہ تعلیم کے شعبہ کے سربراہ

● 2007年10月1日

استاد محترم

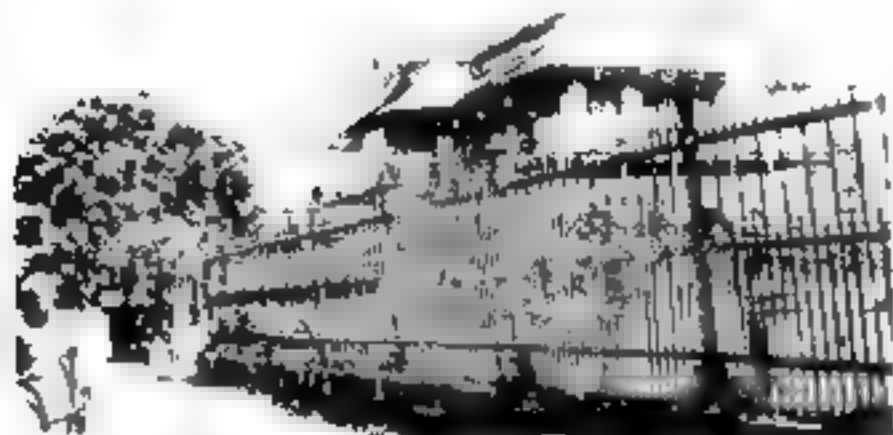
المستشرقون

ان سب سے بڑا

بلا کتبہ معتمد اختر نعلانی



## مٹیابرچ کی شاہی عمارتیں



مٹیابرچ (کلکتہ) میں دیا کنارے مہاراجہ برودان کی کونٹھی جو واجد علی شاہ  
کے ۱۸۵۶ء میں وہاں سکونت اختیار کرنے کے بعد سلطان خانہ کے نام سے



[illegible]

1870

RECEIVED

1870













Handwritten text, possibly a signature or title, located at the top right of the page.

Handwritten text, possibly a signature or title, located in the upper middle section of the page.

Handwritten text, possibly a signature or title, located in the middle section of the page.

Handwritten text, possibly a signature or title, located in the lower middle section of the page.

Handwritten text, possibly a signature or title, located in the lower section of the page.

Handwritten text, possibly a signature or title, located at the bottom left of the page.








# قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

مصنف: انیس مسعود

صفحات: 472


قیمت: -/174 روپے



مصنف: الطاف حسین حالی

صفحات: 186

قیمت: -/96 روپے



مصنف: سلامت اللہ خاں

صفحات: 172

قیمت: -/11 روپے




مصنف: کمال کشور گوتیکا

ترجم: ایسے مادی

صفحات: 103

قیمت: -/54 روپے



مصنف: ظفر محمود

صفحات: 108

قیمت: -/33 روپے



مصنف: انصاری

صفحات: 232

قیمت: -/60 روپے



₹ 127/-

ISBN: 978-81-7587-429-9



قومی کاؤنسل برائے فروغ اردو زبان

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language  
Farogh-e-Urdu Bhawan, FC- 33/9, Institutional Area,  
Jasola, New Delhi-110 025